

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد ہفتم

خليفة جعفر المتوكل على الله تاج المقدر بالله

تصنيف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ

نفس اکبر الایطری

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد ہفتم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ
خلافت بغداد کا دور انحطاط
حصہ اول
(۲۳۲ ۲ ۲۵۶ھ)

خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ - تا - خلیفہ محمد المہدی باللہ
خلافت عباسیہ کے دور انحطاط کی مفصل و مکمل تاریخ
ترجمہ: علامہ عبداللہ العمدی

نفسِ اکِ اردو بازارِ چرمی

تاریخ طبری تاریخ الامم الملوک

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دہی
کے تصحیح و ترتیب و تبویب

بھوہری طارق اقبال گاہندی
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ طبری تاریخ الامم الملوک
مصنف: علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

زوالِ خلافتِ عباسیہ

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ طبری کی یہ ساتویں جلد اور اس کے بعد کا دوسرا حصہ خلافتِ عباسیہ کے دورِ انحلال کی تصویر ہے۔ تاریخ کے صفحات زمانہ حاضر کے لئے عبرت و موعظت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اردو زبان کا زبانِ زندقہ ہے ”اگلا گرے پچھلا ہوشیار“ اگر اگلے کے گر جانے پر بھی پچھلا ہوشیار نہ ہو تو کون اسے ہوشیار کر سکتا ہے۔ اس لئے ہر پچھلے کا فریضہ ہے کہ اگلوں کے ٹھوکر کھانے، سنبھلنے اور گر جانے کی داستان کو بڑی توجہ اور غور و خوض کے ساتھ پڑھے اور نہ صرف پڑھے بلکہ واقعہ ”ہوشیاری کا سبق حاصل کر کے ہوشیار ہو جائے۔“

یہ صحیح ہے کہ اس جہان کی کسی بات کو بقائے دوام حاصل نہیں اور ہو سکتی ہی نہیں۔ صبح جب آفتاب عالم تاب برآمد ہوتا ہے تو جہاں بہت سی نئی چیزوں کو جنم دیتا ہے وہاں ہزاروں پرانی چیزوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی ایجاد و فنا کا نام دنیا ہے۔ اگر اس جہاں کا یہی قانون کلی ہے تو جاہ و جلال، شکوہ و احتشام کو بھی اس سے استثناء حاصل نہیں ہو سکتا۔ وجوہ و اسباب کا ایک طویل سلسلہ ہر دورِ جلال اور دورِ انحلال میں ہمیشہ ملتا ہی رہتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود مبارک ہیں وہ آنکھیں جو تاریخ کے اس تسلسل میں اپنے لئے عبرت و موعظت کا نقش دیکھتی ہیں اور اس سے اپنے افکار و اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

ایسی آنکھوں کے لئے بنی عباس کے اس دور کی تاریخ میں بہت کچھ سبق موجود ہیں بنی عباس نے اقتدار حاصل کرنے کے لئے جس نسلیت اور گروہ بندی سے فائدہ اٹھایا تھا اور جس مرکزِ گریز قوت نے ہوامیہ کی عظیم الشان سلطنت کو ختم کیا تھا وہ (۱۳۲ھ) میں اگر بنی امیہ کو ختم کر سکتی تھی تو پورے ایک سو سال کے بعد (۲۳۲ھ) میں عباسی خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ کے دورِ خلافت میں بنی عباس کے بھی ٹکڑے اڑا سکتی تھی۔ وہی نسلیت اور گروہ بندی اس دوسرے دور میں ابھرنے لگی بلکہ اہل غرض نے سوئے ہوئے اس فتنہ کو جگایا اور اس سے وہی کام لیا جو خود عباسی لے چکے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عباسی مسند جاہ و جلال اور قوت و اقتدار کا منہج ہونے کی بجائے آہستہ آہستہ ایک فقیر کی گدی بنتا چلا گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ انقلاب ایک دن میں نہیں ہو گیا اور ایک مضبوط اور منظم حکومت کے ختم ہوتے ہوئے ایک بڑی مدت گزرنی جاتی ہے۔ یہ عمل ہوتا رہا اور روز بروز اقتدار کی باگ خلفاء کے ہاتھوں سے نکل کر کبھی اس گروہ کے اور کبھی دوسرے گروہ کے

ہاتھوں میں جاتی رہی اور کام بگڑا تو ہر روز بگڑتا ہی چلا گیا۔ تاریخ طبری کے حصہ نمبر دوم میں (۲۳۲ھ) سے (۳۰۲ھ) تک سترہ سال کی تاریخ ہے۔ طبری کا انتقال (۳۱۰ھ) میں اپنی تاریخ کی تکمیل کے تقریباً آٹھ سال کے بعد ہوا ہے۔ طبری اس دور اضمحلال و انحطاط کے بڑے حصہ کا خود یعنی شاہد ہے اس لئے بھی یہ حصہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسے غور سے ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ عرب و زوال کے دور میں کیا فرق ہوتا ہے اور کون سی وہ تدبیری خرابیاں ہوتی ہیں جو بڑی سے بڑی منظم حکومتوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ نام کے لئے بغداد کی خلافت عباسی طبری کے بعد بھی تقریباً ساڑھے تین سو سال تک قائم رہی اور اس وقت ختم ہوئی جب کہ (۱۵۱ھ) میں نصیر الدین طوسی اور ابن علقمی کی سازش سے بلاکوخاں نے شہر بغداد کو جلا کر خاک نہ کر دیا اور بغداد کے آخری خلیفہ المستعصم کو قتل نہیں کر دیا۔ لیکن یہ خلافت محض تبرک تھی (۳۰۲ھ) کے بعد کا پورا زمانہ طوائف الملوکی سازش اور ہر حصہ مملکت میں آزاد فرمانرواؤں کے عروج و زوال کی ایک داستان کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

تاریخ طبری جیسی اہم اور ضخیم کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھا کر ہم نے بہت بڑی مہم شروع کی تھی اور آج ہم اس کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس مہم کو انجام دینے کی توفیق بخشی۔ میں اپنے ان تمام تاجران کتب اور اپنے سینکڑوں انفرادی قدردانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مستقل خریداری قبول کر کے میری مالی مشکلات میں غیر معمولی مدد کی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاونین کی اعانت ہی اتنی بڑی ضخیم کتاب کی اشاعت کا باعث ہوئی ورنہ دس حصے کی کتاب کی اشاعت یقیناً میرے بس سے باہر تھی۔

وما توفیقی الا باللہ



فہرست موضوعات

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۰	ابن بعیث کی رہائی	۲۳	ابن زیات کے غلام کی گرفتاری		باب ۱
//	فارسی شاعری	۲۴	ابن فرج پر عتاب	۱۷	خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ
۳۱	ابن بعیث کی وفات	//	ابراہیم بن جنید کی اسیری	//	محمد بن واثق کی مخالفت
//	ذمیوں کو مخصوص لباس پہننے کا حکم	//	ابوالوزیر پر عتاب	//	جعفر کی خلافت کی تجویز
//	امتیاز اہل ذمہ	//	عمال کا عزل و نصب	۱۸	جعفر کی تخت نشینی
۳۲	ذمیوں کے متعلق فرمان خلافت	۲۵	تھیوڈورا کا انجام	//	جعفر کا خطاب المتوکل علی اللہ
۳۳	محمود بن فرج کا دعوی نبوت	//	امیر حج محمد بن داؤد	//	اعلان خلافت
//	محمود بن فرج کا انجام	//	۲۳۴ھ کے واقعات	//	فوج میں تنخواہوں کی تقسیم
۳۴	ولی عہدی کی بیعت	//	محمد بن بعیث کا فرار	//	متوکل علی اللہ کی عام بیعت
//	ولی عہدی کے متعلق فرمان خلافت	//	امارت آذربائیجان پر حمویہ کا حملہ	۱۹	امیر حج محمد بن داؤد
۳۸	خلافت نامے کے نسخے	۲۶	ابن بعیث کا محاصرہ	//	۲۳۳ھ کے واقعات
//	المعتز باللہ کی ولایت	//	محصورین کو امان کی پیش کش		متوکل کی محمد بن عبد الملک سے
//	الحق بن ابراہیم کی وفات	//	ابن بعیث کی گرفتاری	//	ناراضگی
//	متفرق واقعات	۲۷	ایٹاخ	//	متوکل کی ناراضگی کی وجہ
//	امیر حج محمد بن داؤد	//	ایٹاخ کے اختیارات و اعزاز		متوکل کے لئے احمد بن ابی دواؤ کی
۳۹	۲۳۶ھ کے واقعات	۲۸	امیر حج محمد بن داؤد	۲۰	سفارش
//	محمد بن ابراہیم	//	۲۳۵ھ کے واقعات	//	استخفاف
//	محمد بن ابراہیم کا امارت فارس پر تقرر	//	ایٹاخ کی مراجعت بغداد	۲۱	جعفر متوکل علی اللہ کا انتخاب
//	محمد بن ابراہیم کی معزولی	//	ایٹاخ کا بغداد میں استقبال	//	ابن زیات کی گرفتاری کا حکم
//	محمد بن ابراہیم کا خاتمہ	۲۹	ایٹاخ کی گرفتاری	//	ابن زیات کے مال و املاک کی ضبطی
۴۰	فرمان تعزیت	//	ایٹاخ کی درخواست	۲۲	ابن زیات پر عتاب
//	وفات ابن سہل	۳۰	ایٹاخ کا خاتمہ	//	وفات ابن زیات
//	مشہد کر بلا	//	ابن بعیث کی بغداد میں اسیری	۲۳	ابن زیات کی لاش کا انجام

متفرق واقعات	۴۱	متفرق واقعات	۴۱	متفرق واقعات	۵۴
امیر حج المختصر محمد بن متوکل	۴۱	امیر حج عبداللہ بن محمد	۴۱	زلزلے	۴۷
۲۳۷ھ کے واقعات	۴۱	۲۳۰ھ کے واقعات	۴۱	رومیوں کا حملہ	۴۷
بغاوت ارمینہ	۴۱	اہل حمص کی شورش	۴۱	متفرق واقعات	۴۷
یوسف بن محمد کی محصور	۴۱	امارت حمص پر محمد بن عبدویہ کا تقرر	۴۱	امیر حج جعفر بن دینار	۴۷
یوسف بن محمد کا قتل	۴۲	متفرق واقعات	۴۲	۲۳۳ھ کے واقعات	۴۸
اہل رمیہ کی سرکوبی	۴۲	امیر حج عبداللہ بن محمد	۴۲	متوکل کی روانگی دمشق	۴۸
ولایت ابن طاہر	۴۲	۲۳۱ھ کے واقعات	۴۲	متفرق واقعات	۵۵
محمد بن ابی داؤد کی معزولی	۴۲	اہل حمص کا محمد بن عبدویہ پر حملہ	۴۲	امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ	۵۵
ابن داؤد پر عتاب	۴۲	مفسدین حمص پر عتاب	۴۲	۲۳۴ھ کے واقعات	۵۵
الجبار کے اشعار	۴۳	سب صحابہ	۴۳	متوکل کی دمشق میں آمد	۵۵
قرآن مجید کے متعلق بحث کے	۴۳	تعریر شرعی	۴۳	بغا کی روم پر فوج کشی	۵۵
ممانعت	۴۳	متفرق واقعات	۴۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نیزہ	۵۵
احمد بن نصر کی تدفین	۴۳	مسلمان قیدیوں کے فدیہ کا معاملہ	۴۳	بخشبوع پر عتاب	۵۶
متفرق واقعات	۴۴	مسلم قیدیوں کا قتل	۴۴	امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ	۵۶
امیر حج علی بن عیسیٰ	۴۴	فدیہ کے متعلق معاہدہ	۴۴	۲۳۵ھ کے واقعات	۵۶
۲۳۸ھ کے واقعات	۴۴	فدیہ کی ادائیگی	۴۴	جعفریہ شہر کی تعمیر	۵۶
حادثہ تفلیس	۴۴	قوم ہجرا اور مسلمان	۴۴	نہر بنانے کا حکم	۵۶
اخلاق بن اسماعیل کا قتل	۴۴	بربروں کی بد عہدی	۴۴	زلزلے	۵۶
تفلیس کی تاراجی	۴۵	بربر کے طرز عمل کے خلاف شکایت	۴۵	مکہ میں پانی کی کمیابی	۵۷
قلعہ الجروان کی تسخیر	۴۵	ہجرا پر فوج کشی کا حکم	۴۵	نجاح بن سلمہ	۵۷
لشکر و میاط کی فسطاط میں طلبی	۴۵	محمد بن عبداللہ التمی کی روانگی	۴۵	حسن و موسیٰ کے خلاف ابن سلمہ کی	۵۷
رومیوں کی و میاط میں غارت گری	۴۶	محمد بن عبداللہ التمی کا حملہ	۴۶	شکایت	۵۷
رومی سپاہ کی مراجعت	۴۶	بربروں کی شکست	۴۶	عبید اللہ کی حکمت عملی	۵۸
متفرق واقعات	۴۶	علی بابا کی امان طلبی	۴۶	عبید اللہ کی موسیٰ و حسن کے لئے	۵۸
امیر حج علی بن عیسیٰ	۴۶	محمد بن عبداللہ التمی کی مراجعت بغداد	۴۶	سفارش	۵۸
۲۳۹ھ کے واقعات	۴۶	متفرق واقعات و امیر حج عبداللہ بن محمد	۴۶	ابن سلمہ کی گرفتاری	۵۸

ابن سلمہ کی بلاکت	متوکل کی امامت کی تجویز	ابی حشیشہ کی روایت	۷۷
آل نجاج بن سلمہ پر عتاب	متوکل کی مراجعت	یحییٰ بن اشم کی روایت	۷۸
ابن سلمہ کی بلاکت کی دوسری روایت	داؤد بن محمد کی متوکل کی تعریف	یحییٰ بن اشم کا بیان	۷۹
عبید اللہ کی ابن سلمہ کے خلاف شکایت	متوکل کی علالت	یوم آخر کے متعلق فرمان	۸۰
نجاح کی موسیٰ و حسن کو حوالگی	متوکل کی کسر نفسی	باب ۲	۸۱
اسحق بن سعد پر تاوان	متوکل کی خواہش	خلیفہ المنصور	۸۲
نجاح پر عتاب و خاتمہ	ابن حفصہ مغنی کا بیان	بیعت خلافت	۸۳
حسن و موسیٰ سے متوکل کا مطالبہ زر	متوکل کو سبز رومال کی پیش کش	منصور اور فتح	۸۴
موسیٰ کا خاتمہ	منصور کے قتل کی سازش	منصور کا ترکوں سے معاہدہ	۸۵
متفرق واقعات	منصور کی اہانت	سعید صغیر کی منصور سے درخواست	۸۶
علی بن یحییٰ ارمی کی مہم	منصور اور زرافہ کی گفتگو	متوکل کی طلبی	۸۷
امیر حج محمد بن سلیمان	ابن حفصہ کی روایت	سعید بن حمید کی متوکل سے ملاقات	۸۸
متوکل کی سالگرہ	مصاحبین متوکل کا مجلس سے اخراج	متوکل اور سعید بن حمید کی روانگی	۸۹
۲۳۶ھ کے واقعات	ابو احمد کا احتجاج	متوکل کی خلیفہ منصور کی بیعت	۹۰
صوائف	متوکل کا قتل	بیعت نامہ خلافت	۹۱
شاہ روم کے لئے تحائف	فتح بن خاقان کا قتل	ماحوزہ میں ہنگامہ	۹۲
نصر بن الازہر کی شاہ روم سے ملاقات	زرافہ کی خلیفہ منصور کی بیعت	متفرق واقعات	۹۳
قیدیوں کا تبادلہ	ترکوں کا منصوبہ	امیر حج محمد بن زہبی	۹۴
متفرق واقعات و امیر حج محمد بن سلیمان	عبید اللہ کا فرار	۲۳۸ھ کے واقعات	۹۵
۲۳۷ھ کے واقعات	عبید اللہ کا حملہ کرنے سے انکار	احمد بن نصیب اور وصیف میں رنجش	۹۶
وصیف کی الماک پر قبضہ کرنے کا ارادہ	علی بن یحییٰ انجم	وصیف کی جہاد کے لئے پیش کش	۹۷
آخری جمعہ کی امامت کا ارادہ	متوکل کی ابن حمزہ ارمی سے برہمی	منصور کی وصیف کو ہدایت	۹۸
منصور کی نماز کی امامت کا حکم	ابن ابی ربیع اور محمد بن سعید کے خواب	فرمان جہاد	۹۹
	مدت حکومت	وصیف کو بلاد سرحد میں قیام کا حکم	۱۰۰
	مروان ابن ابی الجحوب کا قصیدہ	موید و متوکل کی معزولی کا منصوبہ	۱۰۱
	مروان بن ابی الجحوب کی طلبی	متوکل کی گرفتاری	۱۰۲
	مروان بن ابی الجحوب پر نوازشات	موید اور متوکل کی گفتگو	۱۰۳

موید اور معتز کی ولی عہدی سے	ابو العود کا قتل	یحییٰ بن عمر کا قتل	99
دستبرداری	معتز و موید کے مال و املاک کی فروختگی	یحییٰ کے قتل کے مدعی	100
منصور کی موید و معتز سے گفتگو	معتز و موید کی گرفتاری	یحییٰ کے سر کی روانگی سامرا	101
موید اور معتز کی ولی عہدی سے معزولی	متفرق واقعات	یحییٰ کے سر کی تشہیر	102
خلع بیعت	امیر حج محمد بن سلیمان	یحییٰ کے ساتھیوں کی اسیری و ربائی	103
فرمان معزولی	۲۴۹ھ کے واقعات	ابو ہاشم جعفر کا احتجاج	104
منصور کی موت کے متعلق مختلف روایات	عمر بن عبید اللہ کی ناکام مہم	کلبا تلکین کی مراجعت	105
منصور کا خواب	۸۷	محمد بن عبد اللہ بن طاہر پر مستعین کی نوازشات	106
متوکل کے قتل پر منصور کی پشیمانی	ہنگامہ بغداد	محمد بن اوس کے بیٹوں کا جبر و تشدد	107
منصور کی عمر	سامرا میں طوائف الملوکی	محمد بن اوس کا دلیلم پر ظلم و ستم	108
منصور کی مدت حکومت	احمد بن جمیل کی معزولی	جابر بن ہارون کے عمل کی مخالفت	109
منصور کا حلیہ	اتامش	جابر بن ہارون کا فرار	110
صالح والی مدینہ کی معزولی	۸۹	دیلیمیوں سے ایفائے عبد کا مطالبہ	111
علی بن الحسین کو ہدایات	عمال کا عزل و نصب	دیلیمیوں کا اہل کلا روسالوس سے معاہدہ	112
محمد بن ہارون کا بیان	علی بن الجہم کا قتل	الحسن بن زید	113
محمد بن عمرو الشاری کی گرفتاری	رے میں شدید زلزلہ	ابن زید کو طبرستان آنے کی دعوت	114
متفرق واقعات	امیر حج عبد الصمد بن موسیٰ	حسن بن زید کی بیعت	115
باب ۳	۲۵۰ھ کے واقعات	حسن بن زید کی آمل پر فوج کشی	116
خليفة المستعین بالله	۹۰	ساریہ پر قبضہ	117
بیعت خلافت	یحییٰ بن عمر کا ظہور	سلیمان بن عبد اللہ کا فرار	118
المستعین بالله کے انتخاب کا رد عمل	حسین بن اسماعیل کی روانگی	حسن بن زید کا طبرستان پر تسلط	119
اشروسید اور معتز کی جنگ	محمد بن اسماعیل کا ہمدانی میں قیام	اسماعیل بن فراشتہ کی روانگی ہمدان	120
قیدیوں کا فرار	۹۱	یحییٰ بن عمر کا کوفہ پر تسلط	121
امارت خراسان پر محمد بن عبد اللہ کا تقرر	یحییٰ بن عمر کی کوفہ میں جنگی تیاریاں	محمد بن جعفر اور محمد بن میکان کی جنگ	122
بغاکبیر کی وفات	زید بن کا الحسین بن اسماعیل کی گرفتاری	محمد بن علی اور احمد بن عیسیٰ کی جنگ	123
	۹۲	جعفر بن عبد الواحد کی جلا وطنی	124

متفرق واقعات	بغداد کے لئے دفاعی تدابیر	۱۱۳	محمد بن عبداللہ کا قتل	۱۱۳	محمد بن عبداللہ کا قتل	۱۱۳
امیر حج جعفر بن الفضل	۱۰۵	عمال کو بغداد و خراج بھیجنے کا حکم	محافظ باب الشماسیہ کا قتل	۱۱۴	الدرفغان کا خاتمہ	۱۲۶
۲۵۱ھ کے واقعات	معتر اور محمد بن عبداللہ میں مراسلت	۱۱۴	علی بن حسین کا بیان	۱۱۵	شامی سرحدوں پر ہلکا جور کا تقرر	۱۲۷
باغ اور دلیل میں محاصرت	پلوں کے انہدام کا حکم	۱۱۵	تجار کی ابراہیم موید سے شکایت	۱۱۶	معتر کے قاصد کی گرفتاری	۱۲۸
باغ کی دلیل کے خلاف شکایت	موسیٰ بن بغا کی معتر کی اطاعت	۱۱۶	معتر کے قاصد کی گرفتاری	۱۱۷	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۲۸
دلیل بن یعقوب کی روپوشی	عبداللہ بن بغا کی معذرت	۱۱۷	بصری جنگی جہازوں کی آمد	۱۱۸	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۲۹
باغ اور دلیل میں مصالحت	اسد بن داؤد کا سامرا سے فرار	۱۱۸	سلیمان بن عبداللہ کی ساریہ میں آمد	۱۱۹	جنگ	۱۳۰
مستعین کے خلاف سازش	ابو احمد بن متوکل کی سپہ سالاری	۱۱۹	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۲۰	محمد بن جعفر کی گرفتاری	۱۳۱
بغا اور وصیف کی طلبی	ابو احمد کی عکبراء میں آمد	۱۲۰	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۲۱	عیاروں میں اسلحہ کی تقسیم	۱۳۲
بغا کی گرفتاری	الحسن بن الافشین کا باب الشماسیہ پر	۱۲۱	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۲۲	ابن قیس کی ترکوں سے جھڑپ	۱۳۳
باغ کا قتل	تقرر	۱۲۲	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۲۳	احمد بن صالح کا بیان	۱۳۴
بلو انہوں کا ہنگامہ و پشیمانی	محمد بن عبداللہ کے جاسوس کی اطلاع	۱۲۳	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۲۴	نیویہ کا ترکوں پر حملہ	۱۳۵
ترکوں کی لوٹ مار	ابن میکال اور حسین کی پیش قدمی	۱۲۴	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۲۵	مزاحم بن خاقان کی بغداد میں آمد	۱۳۶
باغ کے قتل کے متعلق اشعار	ومراجعت	۱۲۵	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۲۶	محمد بن عبداللہ کا حملہ اور مراجعت	۱۳۷
ابن مارمہ کی وفات	محمد بن عبداللہ کی امان کی پیش کش	۱۲۶	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۲۷	محمد بن ابی عون کے خلاف احتجاج	۱۳۸
باب ۴	ملک القائد کا سنگ باری کا حکم	۱۲۷	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۲۸	ابو الحسن کی ترکوں سے جنگ	۱۳۹
خلیفہ المستعین باللہ کی معزولی	فرغانیوں اور ترکوں کے حملے	۱۲۸	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۲۹	اسد بن داؤد کی ثابت قدمی	۱۴۰
مستعین کا بغداد میں قیام	ترکوں کے خلاف فوجی دستوں کی	۱۲۹	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۰	ایک نابالغ لڑکے کی قادر اندازی	۱۴۱
ترکوں کی مستعین سے معذرت خواہی	روانگی	۱۳۰	عیسیٰ بن الشیخ اور موافق خارجی کی	۱۳۱	ایک نوجوان کی شجاعت	۱۴۲
بایکباک کی اہانت	عبداللہ بن محمود کی پسپائی	۱۳۱	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۲		
مستعین کے خلاف ترکوں کی کاروائی	اسمعیل بن فراسہ کی طلبی	۱۳۲	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۳		
معتر کی بیعت	ابو احمد اور طبریوں کی جنگ	۱۳۳	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۴		
عقد بیعت	ترکوں کو شکست	۱۳۴	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۵		
ابو احمد بن الرشید کا بیعت کرنے سے	شکست خوردہ فوج کا تعاقب	۱۳۵	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۶		
انکار	شورش نامہ	۱۳۶	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۷		
عمال کا عزل و نصب	نہروان کی تاراجی	۱۳۷	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۸		
سامرا کی ناکہ بندی	محمد بن خالد کی شکست و مراجعت	۱۳۸	علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ	۱۳۹		

۱۳۲	عبداللہ بن عبداللہ کی ہدایت	۱۳۲	احسین بن اسماعیل کی الیاسریہ میں آمد	۱۳۹	مزامح کے نام المعتر کا فرمان
//	اسد بن داؤد کا قتل	//	ابو جعفر کی روایت	//	علویوں کا غنوی میں ظہور
//	قیدیوں کی سامرا میں آمد	//	فوجیوں کے لیے اعلان	//	متفرق حالات
//	ابن محمد بن نصر کا قتل	//	احسین کو الیاسریہ جانے کا حکم	//	باب بغوار یا کی جنگ
//	ابو الساج کی آمد	//	فرمان المستعین کا اعلان	۱۴۰	بغا اور صیف کی جنگ میں شرکت
۱۳۳	معتر کا محمد بن عبداللہ کے نام فرمان	//	تجار کی گرفتاری	//	باب الشمالیہ کی جنگ
//	حبشوں بن بغا کی بغداد میں آمد	//	احسین بن اسماعیل کی روانگی	//	المظفر بن سیسل کا استعفی
//	معتر کی فوج اور ابن طاہر کی فوج میں	//	محمد بن عبداللہ کی محمد بن عیسیٰ کو ہدایت	//	ہشام بن ابی ولف کی مراجعت بغداد
//	شدید جنگ	//	احسین کا ترکوں پر حملہ	۱۴۱	ابو الساج کا ترکوں پر حملہ
//	ابو الساج کی ابن طاہر سے درخواست	//	خالد بن عمران کی شکست و پسپائی	//	اشرونی کا قتل
۱۳۴	اہل بغداد کے متعلق معتر کے اشعار	//	احسین بن اسماعیل کی شکست	//	ابن القواریری کا بیان
//	محمد بن عبداللہ کا جواب	//	احسین بن اسماعیل کے لشکر گاہ پر ترکوں	//	محمد بن عبداللہ بن طاہر کا فوجی امراء کو
//	احسن بن علی کی کارگزاری	//	کا قبضہ	//	مشورہ
۱۳۵	ابو الساج ابن فراسہ کی روانگی مدائن	//	الہندوانی کے اشعار	۱۴۲	ترکوں اور اہل بغداد کی جنگ
//	انبار پر قبضہ	//	ابن خاقان اور دیگر امراء کی معتر کی	//	ترکوں کی شکست و فرار
//	ابو نصر بن بغا کی کارگزاری	//	اطاعت	//	ابو الساسل اور نصر سہلب کی جنگ
//	نجوبہ اور رشید کی مراجعت	//	آل ہارون بن معمر کے مکانات کا	//	اہل بغداد کا محمد بن عبداللہ سے
۱۳۶	احسین بن اسماعیل کی سپہ سالاری	//	انہدام	//	احتجاج
//	احسین بن اسماعیل کی طبی	//	فتح مضمورہ	//	ابن طاہر اور ابو احمد میں مراسلت
//	مقدمہ لشکر کی روانگی	//	جعلان کی شکست	//	فوجیوں کا ابن طاہر سے مطالبہ
۱۳۷	احسین بن اسماعیل کی روانگی	//	بایکباک کا قتل	//	محافظ پل ابو مالک کا فرار
//	ابن ابی ولف کو انبار جانے کا حکم	//	بنی ہاشم کی مستعین کو دھمکی	//	ابن طاہر کے سرداروں کی معتر کی
//	احسین کو فوجی دستوں کو کمک	//	بنی ہاشم سے مصالحت کی کوشش	۱۴۳	اطاعت
۱۳۸	احسین بن اسماعیل کا القطیفہ میں قیام	//	احسین بن محمد بن حمزہ کا خروج	//	رشید بن کاؤس کی معتر کی اطاعت
//	ترکوں کا احسین بن اسماعیل پر حملہ	//	اہل کوفہ کی سرکوبی	//	اہل بغداد کا ہلتر
//	احسین کی شکست	//	علویوں کی گرفتاری	۱۴۴	ابن شجاع الجلی کا بیان
//	ابن زبور کا بیان	//	ابو اسماعیل علوی کا بیان	//	مستعین کی عوام کو یقین دہانی

فوجی سرداروں کا مطالبہ	مخاصرہ مکہ	فوج میں تنخواہ کی تقسیم	۱۶۷
مستعین کا دربار عام	باب ۵	اوباشوں کا باب حرب پر اجتماع	۱۶۸
مستعین کا نقل مکانی کا وعدہ	خلیفہ المعتز باللہ	اوباشوں کی غارتگری	۱۶۹
اہل بغداد کی ابن طاہر سے معذرت	۲۵۲ھ کے واقعات	لشکر اور شاکریہ سے ابن طاہر کے	۱۷۰
مستعین کا رزق الخادم کے مکان	مستعین باللہ کی معزولی	سرداروں کی جنگ	۱۷۱
میں قیام	مستعین کی خلیفہ معتز کی بیعت	ابن طاہر کے ساتھیوں پر یورش	۱۷۲
ابن طاہر کا عوام سے خطاب	مستعین کا معتز کے نام خط	تجار و عوام سے ابن اسماعیل کا اظہار	۱۷۳
علی بن یحییٰ اور محمد بن عبد اللہ میں سخت	متوکل کی باندیوں سے مستعین کی	ناراضگی	۱۷۴
کلامی	علیحدگی	ابو قاسم اور ابن الخلیل کا فرار	۱۷۵
سعید بن حمید کا بیان	مستعین کی روانگی واسط	ابن الخلیل کا خاتمہ	۱۷۶
احمد بن یحییٰ کی مستعین کے خلاف	احمد بن اسرائیل کی وزارت	عبدان بن الموفق کی گرفتاری	۱۷۷
شکایت	عوام پر مستعین کی معزولی کا اثر	عبدان بن الموفق کا خاتمہ	۱۷۸
عبد اللہ بن یحییٰ کی مخالفت	مستعین کی معزولی پر محمد بن مروان	الموید کی معزولی کا سبب	۱۷۹
مستعین کی امامت نماز	کے اشعار	الموید کی وفات	۱۸۰
مستعین اور محمد بن عبد اللہ کی گفتگو	المعتز کی مدح میں اشعار	الموید کی وفات کے متعلق مختلف	۱۸۱
محمد بن عبد اللہ کی مراجعت	ولید بن عبید اللہ بن خثعم کے اشعار	روایات	۱۸۲
ابن طاہر اور ابو احمد کی گفتگو	۱۵۵ ابو الساج کی بغداد میں آمد و مراجعت	مستعین کی طلبی کا فرمان	۱۸۳
امراء کو عہدے عطا کرنے کے	شرح الحسبشی کا قتل	مستعین کی القاطول میں آمد	۱۸۴
وعدے	وصیف و بغا کے قتل کا منصوبہ	مستعین کے قتل کے متعلق مختلف	۱۸۵
مستعین کا معزول ہونے سے انکار	وصیف و بغا کی ابن طاہر سے تلخ کلامی	روایات	۱۸۶
ابن طاہر کا مستعین کو مشورہ	الموید کی وصفیہ کے لئے سفارش	محمد بن مروان کے موید سے متعلق	۱۸۷
مستعین کا مطالبہ	۱۵۶ وصیف و بغا کی طلبی	اشعار	۱۸۸
مستعین کی معزولی قبول کرنے کی وجہ	وصیف و بغا کی بغداد سے روانگی	مجلس شوریٰ	۱۸۹
فوجی سرداروں کی طلبی	وصیف و بغا کی بحالی	معتز کا امراءے دربار سے خطاب	۱۹۰
مستعین و ابن طاہر کی شرائط	صالح بن الہیثم	معتز سے ایک درباری امیر کا جواب	۱۹۱
متفرق واقعات	۱۵۷ فداکاروں کا ابن طاہر سے تنخواہ کا	محمد بن عبد اللہ کا تنبیہ آمیز خط	۱۹۲
اسماعیل بن یوسف کا ظہور	مطالبہ	محمد بن عبد اللہ کو ترکوں کا جواب	۱۹۳

۱۸۸	یہاں کی اپنے بہادروں پر نوازشات	۱۸۳	امیر حج عبداللہ بن محمد و متفرق واقعات	۱۷۲	مغریبوں اور ترکوں کی جنگ
۱۸۹	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۴	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۷۷	ابن غروں کی جلا وطنی
۱۹۰	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۵	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۷۸	ابن خلف العطار وغیرہ کی گرفتاری
۱۹۱	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۶	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۷۹	عبدالرحمن نائب ابوالساج کی کوفہ میں آمد
۱۹۲	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۷	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۰	کوفہ میں عبدالرحمن پر سنگ باری
۱۹۳	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۸	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۱	ابو احمد محمد بن جعفر طالبی کی گرفتاری
۱۹۴	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۹	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۲	آل ابی طالب کی طلبی
۱۹۵	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۰	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۳	ابو ہاشم کی گرفتاری
۱۹۶	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۱	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۴	انتظام معدلت
۱۹۷	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۲	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۵	فوجی مصارف
۱۹۸	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۳	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۶	ابو الساج کوردانگی کا حکم
۱۹۹	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۴	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۷	متفرق واقعات
۲۰۰	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۵	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۸	امیر حج محمد بن احمد
۲۰۱	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۶	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۸۹	۲۵۳ھ کے واقعات
۲۰۲	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۷	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۰	امارت الجبل پر ابن بعا کا تقرر
۲۰۳	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۸	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۱	علاقہ کرخ پر فوج کشی
۲۰۴	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۹	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۲	ترکوں و فرغانیوں کا وصیف و بعا سے مطالبہ
۲۰۵	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۰	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۳	قتل و حیف
۲۰۶	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۱	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۴	بندار کی طبری کا باغی جماعت پر فوج کشی کا ارادہ
۲۰۷	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۲	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۵	بندار کی مظفر سے امداد طلبی
۲۰۸	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۳	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۶	بندار کا باغی جماعت پر حملہ
۲۰۹	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۴	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۷	بندار کا قتل
۲۱۰	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۵	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۸	بندار کے قتل کی ابن طاہر کو اطلاع
۲۱۱	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۲۰۶	یہاں کی علی بن الحسین کی گرفتاری	۱۹۹	وفات ابن طاہر

باب ۶			
خليفة المہدی باندہ	۱۹۴	حسن بن مخلد کے لئے سفارش	موسیٰ بن بغی کی طلبی
المہدی کی بیعت	//	خانہ جنگی کا سبب	مفلح کو مراجعت کا حکم
المعز کی معزولی کا رقعہ	//	سلیمان بن عبد اللہ کی پریشانی	۲۰۱ مفلح کی رے میں آمد
شورش بغداد	۱۹۵	سلیمان بن عبد اللہ اور الحسین بن اسماعیل	اہل رے کی موسیٰ سے درخواست
سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر سے اہل بغداد کا مطالبہ	//	الحسین بن اسماعیل کے خاص آدمی سے بدسلوکی	موسیٰ بن بغی کے نام فرامین
سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کی حفاظت	//	لشکر اور شاکریہ کا مطالبہ زر	۲۰۸ نارنگی
قبیحہ والدہ معتر	//	قیدیوں کا جیل خانے سے فرار	المہدی کے قاصدوں کی موسیٰ سے ملاقات
قبیحہ کا فرار	۱۹۶	ابن اوس اور الحسین بن اسماعیل میں تلخ کلامی	موسیٰ بن بغی کا عذر
قبیحہ کی تلاش	//	الکبیر پر حملہ	کنجور کی رہائی
قبیحہ کی دولت کی پیش کش	//	الکبیر کے لئے سلیمان بن عبد اللہ کا اظہار افسوس	باب ۷
قبیحہ کا مکہ میں قیام	//	خانہ جنگی	۲۱۰ صاحب زنج کا خروج
قبیحہ کا المعز کو رقم دینے سے انکار	۱۹۷	ابن اوس کا فرار	علی بن محمد علوی بصری
صالح بن صیف کی جوہری کو ہدایت	//	اہل بغداد کا فقراء کے مکانات پر حملہ	علی بن محمد کا دعویٰ
قبیحہ کا خزانہ	//	الحسین بن اسماعیل کی شاہ بن میکال سے ملاقات	اہل بحرین کی علی بن محمد کی اطاعت
احمد بن اسرائیل پر عتاب	۱۹۸	شاہ کریمہ کا احتجاج	۲۱۱ علی بن محمد کا البادیہ کے قبائل میں قیام
حسن بن سلیمان کی ابن اسرائیل کو دھمکی	//	سلیمان کی محمد بن اوس سے بیزاری	عربوں کی علی بن محمد سے بیزاری
ابن اسرائیل کی دولت کی پیش کش	//	محمد بن اوس کی روانگی	البادیہ کی علی بن محمد سے بدسلوکی
حسن بن سلیمان کی ابونوح کو دھمکی	۱۹۹	محمد بن اوس کی غارتگری	علی بن محمد کی بصرہ میں آمد و فرار
الحسن بن مخلد کی طلبی	//	محمد بن نصر کی جائداد کی تباہی	اہل بصرہ کی ایک جماعت کی گرفتاری
الحسن بن مخلد کی پیش کش زر	//	عاصم بن یونس کی نوشری کو اطلاع	علی بن محمد کی گرفتاری و رہائی
احمد بن اسرائیل اور ابونوح کی ہلاکت	//	نوشری کی بایکباک سے درخواست	۲۰۵ علی بن محمد کا مدینہ السلام میں قیام
عبد اللہ اور داؤد کی شرانگیزی	۲۰۰	متفرق واقعات	علی بن محمد کی مراجعت بصرہ
			۲۱۳ ریحان صالح سے علی بن محمد کی گفتگو
			علی بن محمد کی ریحان کو افسری کی پیش کش

علی بن محمد کا خروج	۲۱۴	عمون کو آگاہی	//	حسین الصید ثانی کا قتل	//
غلاموں کی گرفتاری	//	اسیروں کا قتل	//	جنگ نہریان	//
غلاموں سے علی بن محمد کے وعدے	//	بنی عجل کی پیش کش و تعاون	۲۲۰	ابن ابی عون کا پیغام	۲۲۷
علی بن محمد کی غلاموں کے مالکوں کو دھمکی	//	ماندویہ یہودی اور صاحب الزنج	//	ابو ولف کی کارگزاری	//
غلاموں کے آقاؤں کی پیش کش	//	صاحب الزنج کے ساتھیوں کی غارت گری	//	صاحب الزنج کی منذران میں	//
علی بن محمد کا خطبہ	۲۱۵	رمیس کا جیل میں قیام	۲۲۱	محمد بن جعفر المریدی اور صاحب الزنج کی گفتگو	۲۲۸
ابو صالح زنجی کی اطاعت	//	علوی بصری کا رمیس کے نام پیغام	//	عنتزہ اور محمد بن سلم کی گفتگو	//
علی بن محمد کی جنگی تیاری	//	قادیسیہ و شینیا کی تاراجی	//	شورہ ساز غلاموں کی گرفتاری	//
علی بن محمد کی محمدیہ کی جانب روانگی	//	شراب نوشی کی ممانعت	۲۲۲	صاحب الزنج کی ہدایات	//
شورہ سازوں کی ایک جماعت کا قتل	۲۱۶	علی بن ابان اور رمیس کی جنگ	//	زنجیوں کا ہتھیاروں کا مطالبہ	۲۲۹
صاحب الزنج کی پیش قدمی	//	قاتویہ کی کارگزاری	//	معرکہ نہر حرب	//
صاحب الزنج اور اہل کرخ	//	ملاحوں کی گرفتاری	//	ابواللیث محمد بن عبداللہ کی گرفتاری	//
یحییٰ کی گرفتاری اور پیش کش زر	//	رمیس کی کشتیوں کی تباہی	۲۲۳	ابواللیث القواریری و عبدان کا قتل	۲۳۰
مرکب و اسلحہ	۲۱۷	المہلبیہ کی تاراجی	//	محمد الارزق القواریری کی گرفتاری	//
پہلی فتح	//	زنجیوں کا ابو ہلال پر حملہ	//	درہائی	//
رمیس غلام کا قتل	//	قاصد سیران بن عفوان اللہ کی گرفتاری	//	بصرہ میں داخلے کی ممانعت	//
جبل الشیاطین	//	قاصد کا غنیم کی جنگی تیاریوں	//	معرکہ نہر کثیر	۲۲۴
صاحب الزنج کی مصالحت کی پیش کش	//	کا انکشاف	//	صاحب الزنج کی روانگی المعلیٰ	//
زنجیوں کا فرار	۲۱۸	صاحب الزنج کی روانگی	//	صاحب الزنج کا فرار	۲۳۱
صاحب رنج کا غلاموں سے وعدہ	//	حجاج کی گرفتاری	//	صاحب الزنج کا المعلیٰ میں قیام	//
ابن ابی عون کا صاحب الزنج کے نام پیغام	//	حجاج کی رہائی	//	ریحان کا بیان	۲۲۵
عہد شکنی پر ملامت	۲۱۹	حسین الصید ثانی سے جواب طلبی	//	محمد بن سلم کا قتل	//
علی بن ابان کی جعفریہ میں آمد	//	صاحب الزنج اور صید فانی کی گفتگو	//	الفصل بن عدی کی روایت	۲۳۲
اہل جعفریہ کے حالات کی ابن ابی	//	فتح حجام کی پیش قدمی	//	حماد الساجی کی روانگی نہر ام حبیب	//
		فتح حجام کا قتل	//	زریق اور شمیل کو ہدایات	۲۲۶
		بشر قیس اور ابوالکباش کا قتل			

یوم الشہد	موالیوں کی المہدی سے درخواست	صحاح بن وصیف کے قتل پر السلوی	
اہل بصرہ میں خوف براس	درخواست دہندگان کو المہدی کا	۲۳۹ کے اشعار	۲۳۹
صاحب الزنج سے بصرہ میں داخل ہونے کی درخواست	جواب	۲۴۰ متفرق واقعات	۲۴۰
صاحب الزنج کا شہر اہل قرہ میں قیام	فرمان خلافت	اہل کرخ کا المہدی سے ملاقات	۲۴۱
الحسن بن محمد کی معزولی	جمہور کا مطالبہ	المہدی کا بایکباک کے نام پیغام	۲۵۰
امیر حج علی بن الحسن	جمہور کی ترک سرداروں کے قتل کی دھمکی	بایکباک اور موسیٰ بن بغا کی گفتگو	۲۵۱
۲۵۶ھ کے واقعات	عوامی مطالبات کی منظوری	بایکباک کی گرفتاری	۲۵۱
موسیٰ بن بغا کی سامرا میں آمد	المہدی کا فرمان	صحاح بن علی کا مہدی کو مشورہ	۲۵۱
المہدی کی گرفتاری	جمہور کا پانچ مطالبات پر اصرار	بایکباک کا قتل	۲۵۱
المہدی کا موسیٰ بن بغا سے احتجاج	جمہور کی ترک سرداروں کو دھمکی	مہدی اور ترکوں کی جنگ	۲۵۲
المہدی سے عہد و پیمان	پانچ مطالبات کی منظوری	فرغانہ و مغاریہ کا قتل	۲۵۲
صحاح کے متعلق طلحہ و رکیان	جمہور کے نام المہدی کا فرمان	المہدی کا فرار	۲۵۲
صحاح اور سرداروں کی روپوشی	موسیٰ بن بغا کا عوام کے نام پیغام	کیغیغ کی گرفتاری	۲۵۳
صحاح کی عبداللہ بن منصور کو پیش کش	جمہور میں اختلاف رائے	ابونصر کی گرفتاری و قتل	۲۵۳
زر	ابوالقاسم کا خطاب	موالیوں کو دار الخلافہ میں قیام کا حکم	۲۵۳
متفرق واقعات	سرداروں کے عہدوں کے متعلق مطالبہ	احمد بن خاقان کی گرفتاری	۲۵۴
صحاح بن وصیف کا خط	صحاح بن وصیف کی حوالگی کا مطالبہ	طغوتیا کا مہدی جماعت پر حملہ	۲۵۴
صحاح کے متعلق المہدی کا اظہار ناراضگی	موسیٰ بن بغا کی روانگی	حبشوں میں بغا کا بیان	۲۵۴
المہدی کو معزول کرنے کا منصوبہ	صحاح بن وصیف کی تلاش	المہدی کی گرفتاری	۲۵۴
برادر بایکباک کا اختلاف	صحاح کے متعلق اعلان	المہدی کا معزول ہونے سے انکار	۲۵۴
المہدی کا ترکوں کو انتباہ	المسادر الشاری کی آتش زنی	یار جون کی احمد بن متوکل کی بیعت	۲۵۵
سازشی امراء کی مراجعت	صحاح بن وصیف کے متعلقین پر حملہ	اہل کرخ کا المہدی سے ملاقات	۲۵۵
المہدی کا بایکباک پر الزام	ابراہیم بن محمد کا بیان	پراصرار	۲۵۵
سازش کا عوام پر انکشاف	صحاح بن وصیف کی گرفتاری	افسروں کا معزولی کا مطالبہ	۲۵۵
رائے عام بحق امام	صحاح بن وصیف کا قتل	مطالبات پر نظر ثانی کا مشورہ	۲۵۶
	۲۳۹ صحاح بن وصیف کے سر کی تشہیر	ابونصر کی طلبی	۲۵۶
	صحاح کے قتل پر مفلح کا اظہار افسوس	ابونصر کی بار بار میں باریابی	۲۵۶

۲۶۲	صاحب الزنج کا حجلان پر اچانک حملہ	//	المہدی کی وفات	//	ابونصر کی گرفتاری
//	صاحب الزنج کا بحری کشتیوں پر قبضہ	۲۶۰	المہدی پر عقاب	//	عبداللہ بن الواثق کو الرفیف جانے کا حکم
//	مال غنیمت	//	ابونصر سے جواب طلبی	۲۵۷	کنجور کی گرفتاری و رہائی
//	اہل الایلیہ پر صاحب الزنج کے حملے	//	ابونصر کا خاتمہ	//	ترک سرداروں کی مہندی کے دربار
۲۶۳	ایلیہ میں آتش زنی	//	مہندی کی سرداروں سے اعانت طلبی	//	میں باریابی
//	صاحب الزنج کا عبادان پر قبضہ	//	موسیٰ مفلح کی گرفتاری کا حکم	//	بایکباک کا انجام
//	جہی میں قتل و غارت	۲۶۱	ابونصر اور بایکباک کی تدفین	۲۵۸	ترکوں کا دار الخلافہ سے انخلاء
//	صاحب الزنج کا الالبواز پر قبضہ	//	مہندی کی ہلاکت کی دوسری روایت	//	فرغانیوں کا مہندی سے اعانت کا وعدہ
۲۶۴	اہل بصرہ میں خوف و ہراس	//	مہندی کی تدفین	//	مہندی کی فوج کی شکست و فرار
//	ابن بسطام کی ناکام مہم	//	مہندی کی مدت حکومت	//	احمد بن التوکل کی رہائی
//	موسیٰ بن بغا اور مسادر کی جنگ	//	حجلان کی بصرہ میں آمد	۲۵۹	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب

خلیفہ جعفر متوکل علی اللہ

جعفر المتوکل علی اللہ اسی سال خلیفہ ہوئے۔

ان کا نام جعفر تھا، ابن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد ذی الثقات ابن علی السجاد بن عبد اللہ ابن العباس بن عبد المطلب۔

محمد بن واثق کی مخالفت:

مجھ سے کئی شخصوں نے روایت کی کہ جب واثق نے وفات پائی تو احمد بن ابی داؤد، ایتاخ، وصیف، عمر بن فرج، ابن الزیات اور احمد ابن خالد ابوالوزیر ایوان خلافت میں حاضر ہوئے اور محمد بن واثق کے لیے بیعت خلافت یعنی چاہی، محمد اس وقت ایک کم سن و سادہ رولر کے تھے ان کو خلعت خلافت پہنایا تو کم عمری کے باعث جسم پر ٹھیک نہ آیا، وصیف نے یہ دیکھ کر کہا:

جعفر کی خلافت کی تجویز:

”تم لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے لڑکے کو خلیفہ بناتے ہو اس کی اقتدا میں تو نماز بھی جائز نہیں“۔

اب بحث چھڑی کہ کس کو خلیفہ بنائیں، بہتیرے نام لیے گئے، حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو جعفر متوکل کے پاس سے گزرا جو ایک قمیض و شلوار پہنے ترک بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے، پوچھا:

”کہو! کیا خبر ہے؟“۔

میں نے عرض کی: ”ابھی فیصلہ نہیں ہوا“۔

ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ارکان شوری نے جعفر کو بلوایا، بغا شرابی منتظم مشروبات یا دروغہ آب دارخانہ۔ پیغام طلب لے کے آیا، واقعہ سنایا اور مجلس میں جعفر کو ساتھ لایا۔

جعفر نے ارکان مجلس سے کہا! مجھے خوف ہے کہ واثق زندہ ہوں گے، (ازالہ اشتباہ کے لیے) ان کو واثق کی لاش دکھائی گئی جو کفن پوش تھی۔

وہاں سے واپس آ کر جعفر بیٹھ گئے احمد بن ابی دواد نے ان کو ملبوس خلافت پہنایا، عمامہ باندھا، دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور السلام علیکم یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ میں آداب بجالائے۔

جعفر کی تخت نشینی:

یہ سب کچھ ہو چکا تو واثق کو غسل دیا گیا، نماز پڑھی گئی، اور دفن کیے گئے اس سے فراغت ہوئی تو سب لوگ فوراً دیوان عام میں حاضر ہوئے، ابھی تک متوکل کے خطاب کی نوبت نہیں آئی تھی۔

جعفر جب خلیفہ ہوئے ہیں تو اس وقت ان کی عمر (۲۶) سال کی تھی۔

انھوں نے لشکر کو آٹھ مہینے کی عطا عنایت فرمائی (یعنی آٹھ ماہ کی تنخواہ انعام میں دی)

محمد بن عبد الملک الزیات نے جو اس وقت دیوان رسائل کے وزیر تھے بیعت نامہ خلافت لکھا تھا۔

جعفر کا خطاب المتوکل علی اللہ:

اب پھر اجتماع ہوا کہ خلیفہ کے لیے کوئی خطاب انتخاب کیا جائے ابن زیات نے المنصر باللہ کی تجویز کی، لوگ اسی خطاب میں غور و خوض کرنے لگے حتیٰ کہ اس کے تسلیم کر لیے جانے میں شک نہ رہا، ایک صبح کو احمد بن ابی دواہل خلافت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی میں نے سوچ سوچ کے ایک ایسا خطاب تجویز کیا جو امید ہے کہ مناسب حال و فرخ فال ثابت ہوگا، ان شاء اللہ وہ خطاب المتوکل علی اللہ ہے (یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنے والا) خلیفہ نے اسی خطاب کے نفاذ کا حکم دیا اور محمد بن عبد الملک الزیات کو طلب کر کے فرمایا کہ جمہور کو اس کی تحریری اطلاع دے دی جائے، اس باب میں جو مراسلہ بھیجا گیا تھا وہ یہ تھا:

اعلان خلافت:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اللہ تجھے باقی رکھے، امیر المومنین نے کہ اللہ انھیں بقائے دراز عطا فرمائے، حکم دیا ہے کہ منبروں پر قضاة و عمال و کتاب و اہل دیوان وغیرہم کی تحریروں میں جن کے ساتھ امیر المومنین کی مراسلت کا قاعدہ ہے، امیر المومنین کا نام یوں لیا جائے! عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ، امیر المومنین تجھے اب اس کے عمل میں دیکھنا ہے اور میرے مراسلے کی رسید دینا ہے، تجھ کو اس کی توفیق ہو، انشا اللہ۔“

فوج میں تنخواہوں کی تقسیم

متوکل نے ترکوں کو چار مہینے اور لشکر اور شاکری اور اسی ذیل میں بنی ہاشم وغیرہ کو آٹھ مہینے کی عطا انعام میں دی۔ مغربیوں کو تین مہینے کی عطا مرحمت کی، جس کے لینے سے انھوں نے انکار کر دیا، متوکل نے ان کو پیام دیا کہ تم میں جتنے غلام ہیں احمد بن ابی دواہل کے پاس جائیں، وہ سب کو بیچ ڈالیں گے، اور جو آزاد ہیں ان کے ساتھ وہی عمل ہوگا جو لشکر کے ساتھ ہوا ہے، مغربیوں کو اس پر راضی ہونا پڑا، وصیف نے سفارش کی، متوکل کی ناخوشی جاتی رہی، پہلے تین مہینے کا انعام ملا اور پھر ترکوں کے ذیل میں کر دیئے گئے (یعنی چار مہینے کا انعام نوازش ہوا)

المتوکل علی اللہ کی عام بیعت:

متوکل کی خاص بیعت تو اسی وقت ہوئی جب واثق مرے ہیں، مگر عام بیعت اسی دن زوال آفتاب کے بعد ہوئی سعید صغیر سے روایت ہے کہ متوکل نے خلیفہ ہونے سے قبل سعید سے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت سے بیان کیا کہ آسمان سے شکر

سلیمانی مجھ پر گر رہی ہے جس (کے ڈلے) پر جعفر المتوکل علی اللہ مرقوم ہے اس خواب کی ہم سے تعبیر پوچھی تو ہم نے عرض کی:

اے امیر اللہ آپ کو عزت بخشے یہ تو خلافت (کی بشارت) ہے

واثق کو اس خواب کی خبر ملی تو جعفر کو اور ان کے ساتھ سعید کو بھی قید کر دیا اور اسی سبب سے جعفر کو ضیق میں بھی رکھا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال کے حج میں محمد بن داؤد امیر حج تھے۔

۲۳۳ھ کے واقعات

متوکل کی محمد بن عبد الملک سے ناراضگی:

اس سال کے واقعات میں ایک بات یہ ہے کہ محمد بن عبد الملک الزیات پر متوکل نے ناخوش ہو کر ان کو قید کر دیا اس

کے سبب و انجام کار کا قصہ یہ ہے۔

ابن زیات سے ناخوش ہونے کا سبب یہ ہے کہ واثق نے محمد بن عبد الملک الزیات کو اپنا وزیر بنایا تھا اور تمام امور ان کو تفویض

کر دیئے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ سے واثق اپنے بھائی جعفر المتوکل سے ناخوش ہوئے اور عمر بن فرج رنجی اور محمد بن علاء

خادم کو ان پر موکل مقرر کیا یہ دونوں جعفر کی نگرانی کرتے اور ہر وقت ان کے حالات لکھتے رہتے۔

متوکل کی ناراضگی کی وجہ:

جعفر (ایک مرتبہ) محمد بن عبد الملک الزیات کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ بھائی واثق سے جعفر کی سفارش کریں کہ

واثق پھر جعفر سے خوش ہو جائیں۔

جعفر جب ابن زیات کے پاس پہنچے تو پہلے کچھ دیر کھڑے رہے ابن زیات نے ان سے بات تک نہ کی کچھ وقفے کے بعد

بیٹھنے کا اشارہ کیا جعفر بیٹھ گئے اور کاغذات دیکھتے رہے جب فارغ ہوئے تو بہ نظر تہدید جعفر کی جانب رخ کیا اور پوچھا:

تجھے کیا چیز (یہاں) لائی ہے؟

جواب دیا: میں اس لیے آیا ہوں کہ تو امیر المومنین سے درخواست کرے کہ مجھ سے خوش رہیں۔

ابن زیات نے اپنے حاشیہ نشینوں سے خطاب کیا:

”اس شخص کو دیکھو اپنے بھائی کو خود تو ناخوش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرے ذریعے سے پھر وہ خوش ہو جائیں جا چلا جا“

جہاں اپنی حالت تو نے درست کی کہ وہ بھی تجھ سے خوش ہوئے۔“

اس برتاؤ اور بدسلوکی سے جعفر رنجیدہ ہو کر اٹھے اور چلے گئے کہ آداب مجلس میں ان کے ساتھ کوتاہی کی گئی وہاں سے نکل کے

عمر بن فرج کے پاس آئے کہ عمر سے کہہ کر اپنے چیک پر مہر کرائیں کہ مدد معاش وصول ہو سکے عمر بن فرج بھی ملے ان کی نشست مسجد

میں تھی چیک کو لیا اور مسجد کے صحن میں پھینک دیا ابوالوزیر احمد ابن خالد بھی وہاں موجود تھے یہ دیکھ کر اٹھے کہ واپس جائیں جعفر بھی

انھیں کے ساتھ اٹھے اور کہا:

ابو الوزیر! تو نے دیکھا عمر بن فرج نے میرے ساتھ کیا کیا؟

ابو الوزیر نے عرض کی: قربان جاؤں میں اس کا افسر ہوں، پھر بھی بے مانگے اور بے خوشامد کیے میرے مدد معاش کے چیک پر مہر نہیں کرتا، تو اپنے وکیل کو میرے پاس بھیج دے۔

جعفر نے اپنا وکیل بھیجا تو ابو الوزیر نے بیس ہزار روپے دیئے کہ جب تک اللہ تیرا سامان کرے اسے خرچ کر۔

اس پیش کش کو جعفر نے لے لیا اور مہینہ بھر کے بعد استمداد کے لیے پھر قاصد بھیجا، اب کہ ابو الوزیر نے دس ہزار درہم پیش کیے۔

عمر بن فرج کے پاس سے جعفر اٹھے اور فوراً احمد بن ابی دواد کے ہاں گئے، احمد نے اٹھ کے دروازے تک استقبال کیا، ہاتھ جوئے گلے لگایا، اور عرض کی: قربان جاؤں کیسے آئے؟

جعفر نے کہا میں اس لیے آیا ہوں کہ امیر المومنین کو تو مجھ سے راضی کر دے۔

عرض کی: بسر و چشم میں اس کی عزت حاصل کروں گا۔

متوکل کے لیے احمد بن ابی دواد کی سفارش:

احمد بن ابی دواد نے واثق سے اس باب میں گفتگو کی، واثق نے وعدہ تو کر لیا اور پھر بھی راضی نہ ہوئے، گھڑ دوڑ کے دن احمد ابن ابی دواد نے واثق سے پھر سفارش کی کہ ”مجھ پر معتصم کے بڑے بڑے احسان ہیں، جعفر انھیں کا لڑکا ہے، میں نے اس کے متعلق گزارش کی تھی اور امیر المومنین نے وعدہ بھی فرمایا تھا، اب میں معتصم کا واسطہ دلاتا ہوں، کیا امیر المومنین اس سے راضی نہ ہوں گے؟ واثق نے اسی وقت خوشنودی ظاہر کی اور جعفر کو خلعت دیا، واثق کے جانے پر احمد بن ابی دواد نے جعفر کو اپنا ممنون بنا لیا کہ ان کی سفارش سے بھائی (واثق) کی خوشنودی حاصل ہوئی، جعفر اس کے شکر گزار رہے حتیٰ کہ جب حکمران ہوئے تو اسی حسن سلوک نے ابن ابی دواد کو ان کے دربار میں بہرہ ور رکھا۔

استخفاف:

بیان کیا جاتا ہے کہ جعفر جب محمد بن عبد الملک الزیات کے ہاں سے باہر نکلے تو محمد نے واثق کو لکھا کہ یا امیر المومنین! جعفر بن معتصم میرے پاس آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ ان کی نسبت امیر المومنین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میں امیر المومنین سے ان کی سفارش کروں، ان کی سچ دھج بجزوں کی سی تھی، لائے لائے بال گردن سے لٹک رہے تھے۔

واثق نے جواب میں لکھا کہ جعفر کو اپنے پاس بلا بھیج اور کسی کو حکم دے کہ ان کے بال تراش دے اور پھر کسی اور کو حکم دے کہ انھیں بالوں کو ان کے منہ پر مارے اس کے بعد ان کے گھر واپس بھیج دے۔

متوکل سے روایت ہے کہ ابن زیات کا قاصد جب میرے پاس آیا تو میں سیاہ رنگ کی درباری پوشاک (سواد) پہن کے اس کے ہاں گیا، امید یہ تھی کہ میرے متعلق امیر المومنین کی خوشنودی کی خبر آئی ہوگی، میں پہنچا تو اس نے ایک چھوکرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک حجام بلا دے، حجام آیا تو کہاں۔ جعفر کے بال تراش کر یک جا کر لے، حجام نے بالا پوش یا تولیہ تک نہ اڑھایا اور اسی نئی پوشاک پر بال تراشے اور وہی بال میرے منہ پر پھینک مارے، مجھے کبھی اتنا ہول نہیں ہوا تھا جتنا اس وقت ہوا تھا کہ میں تو نئی پوشاک میں خوش خبری سننے آیا تھا اور اس نے مجھے مونڈ لیا۔

جعفر متوکل علی اللہ کا انتخاب:

واثق کی وفات کے بعد محمد بن عبد الملک نے اشارہ کیا کہ واثق کے فرزند کو خلیفہ بنانا چاہیے اس باب میں گفتگو بھی کی، حجرہ شوری کے علاوہ جس میں ارکان مشاورت کی نشست تھی ایک دوسرے حجرے میں جعفر بیٹھے ہوئے تھے حتیٰ کہ طلبی ہوئی اور اسی حجرے میں ان کو خلیفہ منتخب کیا گیا جو ابن زیات کی ہلاکت کا سبب ٹھہرا۔

جعفر کے پاس بغا شراب وار (دار وند آب دارخانہ) قاصد کی حیثیت میں ان کو بلانے گئے تھے وہاں پہنچ کر (جعفر کو ساتھ لیا) راستے میں تسلیمات خلافت بجالائے ارکان مجلس شوری نے ان کو خلیفہ منتخب کیا اور بیعت کی۔

ابن زیات کی گرفتاری:

خلیفہ ہونے کے بعد متوکل نے ذہیل دی، حتیٰ کہ چہار شنبہ ۷/ صفر کا دن آیا، متوکل قصد کر چکے تھے کہ زیات کو آزار پہنچائیں ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن زیات کو پکڑ کر سزا دے، ایتاخ نے آدی بھیجا، ابن زیات سمجھے کہ بلوایا ہے، دو پہر کا کھانا کھا کے فوراً سوار ہوئے اور سمجھے کہ خلیفہ نے مجھے طلب کیا ہے، ایتاخ کے مکان کے سامنے پہنچے تو ابو منصور کے مکان کی جانب مڑنے کو کہا گیا، وہ مڑتے مگر دل میں خوف کھانے لگے، جہاں ایتاخ مقیم تھے۔ جب وہاں پہنچے اور وہاں سے بھی مڑنا پڑا تو سمجھ گئے کہ بدی مقصود ہے، آخر ایک حجرے کے اندر لایا گیا اور ان کی تلوار اور کمر بند (بکوس) اور ٹوپی اور قبائے لی گئی اور انھیں کے غلاموں کو سب چیزیں دے دی گئیں کہ لے کے گھر واپس جاؤ، غلام سمجھے کہ ابن زیات ایتاخ کے ہاں صحبت نبیز کے لیے ٹھہرے ہیں۔ اس گمان کی واقعیت میں انھیں ذرا بھرتک نہ گزرا۔

ایتاخ نے اپنے سربراہ آوردہ یاران صحبت میں سے دو شخص تیار کر رکھے تھے:

① یزید بن عبد اللہ حلوانی۔

② ہرثمہ شار بامیان۔

ابن زیات جب قابو میں آگئے تو اپنے فوج در فوج ساتھیوں کو لیے ہوئے یہ دونوں دوڑتے ابن زیات کے گھر پہنچے وہاں غلاموں نے پوچھا! کہاں کا قصد ہے؟
ابو جعفر (ابن زیات) تو سوار ہو گئے۔

یہ دونوں گھر پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔

یزید بن عبد اللہ حلوانی کا بیان ہے کہ میں ابن زیات کے اس گھر میں پہنچا جہاں ان کی نشست تھی، دیکھا کہ برے حالوں میں ہے اور سامان بھی کم ہے، چار فرش اور کچھ شیشے دیکھے جن میں کوئی شربت تھا، وہ گھر بھی دیکھا جس میں ابن زیات کی لونڈیاں سوتی تھیں اس خواب گاہ میں کچھ بورے اور عمدہ عمدہ بستر تہہ بہ تہہ ایک پر ایک رکھے ہوئے تھے، لیکن ان لونڈیوں کو بستر نصیب نہ تھا، وہ خالی زمین پر سوتی تھیں۔

ابن زیات کے مال و املاک کی ضبطی:

بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسی دن کسی کو ابن زیات کے گھر بھیج کر سب قرق کر لیا، اثاث البیت، سواریاں، جانور، لونڈیاں،

غلام جو کچھ تھا سب کا سب بارونی میں بھجوا دیا، راشد مغربی کو بغداد بھیجا کہ وہاں ابن زیات کے مال و زر و حزم کو قرق کر لے، ابو الوزیر کو حکم دیا کہ ابن زیات اور ان کے گھروالوں کی جس قدر جائیدادیں جہاں کہیں بھی ہوں لے لی جائیں، سامرا میں جو کچھ تھا سب خلیفہ کے لیے خرید لیا گیا اور پھر تمام سامان مسرور سامانہ کے خزانے میں داخل ہوا۔

ابن زیات پر عتاب:

عباس بن احمد رشید کو جو عجیف کا کاتب (سیکرٹری) تھا ابن زیات کے پاس لائے اور کہا کہ عباس کو اپنا وکیل مقرر کر دو کہ تمہارا سامان فروخت کر ڈالے، اس وکالت کی تکمیل ہو جانے کے بعد کچھ دن تو ابن زیات اپنے قید خانے میں آزاد رہے، مگر پھر قید و بند کا حکم ہوا اور مقید کر دیئے، کھانا بند کر دیا گیا۔

اس زمانے میں وہ کچھ نہ کھاتے تھے، سخت جزع کی حالت میں رہتے تھے، اکثر روتے تھے باتیں کم کرتے تھے ایک سوچ میں پڑے رہتے تھے، کچھ دن اس طرح گزرے، پھر بیداری کی سزا دی گئی کہ دن رات جاگتے رہیں، سونے نہ پائیں، جگاتے، سوئی چھاتے کہ نیند نہ آئے، پھر یہ تعزیر ایک رات دن کے لیے ملتوی کر دی گئی، ابن زیات سو گئے اور جب اٹھے تو کچھ میوے اور انگور کی خواہش کی، یہ چیزیں آئیں اور انھوں نے کھائیں، اب پھر دن رات جاگتے رہنے کی سزا ملی، پھر لکڑی کے ایک تنور میں ڈالنے کا حکم ہوا جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں، یہ تنور پہلے پہل انھیں نے بنوایا تھا اور اسی میں ڈال کر ابن اسباط، معری کو اتنی سزا دی تھی کہ جو کچھ اس پر عائد ہوتا تھا سب نکلوا لیا تھا، آخر اسی تعزیر میں خود مبتلا ہوئے اور چند روز یہی عذاب اٹھانا پڑا۔

دندان کا بیان ہے کہ ابن زیات کی تعزیر پر جو موکل تھا، اس کا قول ہے کہ میں نکلتا تو دروازے پر قفل چڑھا دیتا، ابن زیات آسمان کی جانب ہاتھ بڑھاتے اور اتنا پھیلاتے کہ بغل میں ٹھو کے لگتے، تنور کے اندر بیٹھ جاتے جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں، بیچ میں ایک لکڑی تھی کہ جسے سزا دی جاتی وہ دم لینے کو ایک ساعت اس لکڑی پر بیٹھ رہتا، جب موکل آتا اور دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوتی تو پہلے کی طرح کھڑا ہو جاتا اور پھر تشدد ہونے لگتا، ایک روز نکلنے وقت میں وقت میں نے چالاکی سے ایسا ظاہر کیا کہ دروازہ مقفل کر دیا ہے، حالانکہ صرف بیٹھا تھا، قفل نہیں لگایا تھا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد سمجھ لیا کہ اب غفلت ہے تو دروازہ کھول دیا، دیکھا تو ابن زیات تنور میں لکڑی پر بیٹھے ہیں۔

میں نے کہا! میں دیکھتا ہوں کہ تم یہ کام کرتے ہو۔

اب کبھی میں نکلتا تو اچھی طرح گلابا بندھ دیتا کہ بیٹھ سکتے ہی نہ تھے، بیچ کی لکڑی بھی کھینچ لی حتیٰ کہ اب وہ ان کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہو گئی اس کے بعد چند روز جئے اور آخر مر گئے۔

وفات ابن زیات:

اس امر میں اختلاف ہے کہ ابن زیات کس طرح مرے۔

کہا جاتا ہے کہ گرا کر ان کے شکم پر پچاس تازیانے مارے گئے، الٹ کے پچاس تازیانے سرینوں پر لگائے، پٹتے پٹتے دم نکل گیا اور مارنے والوں کو خبر بھی نہ ہوئی، مرے ہیں تو گردن ٹیڑھی ہو گئی تھی، داڑھی چمک گئی تھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے مار پیٹ کے مرے۔

مبارک مغربی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابن زیات نے تمام ایام جس میں صرف ایک روٹی کھائی البتہ (کبھی کبھی) ایک دو انگور کھا لیتے تھے۔

مرنے سے پہلے میں نے سنا کہ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہے تھے۔
اے محمد! تو عافیت و آرام سے تھا، راحت و نعمت پر اچھی سواریوں پر، پاکیزہ محل پر، عمدہ پوشاک پر تو نے قناعت نہ کی اور وزارت کے درپے ہوا، اب اپنے کرتوت کا مزہ چکھ۔
بار بار کہتے تھے اور اپنے جی سے یہی باتیں کرتے تھے۔

مرنے سے ایک دن پہلے عتاب و خطاب جاتا رہا، اب صرف کلمہ شہادت اور ذکر الہی کی تکرار تھی۔
ابن زیات کے مرنے پر ان کے دونوں بیٹوں نے جن کے نام سلیمان و عبید اللہ تھے اور دونوں قید میں پڑے تھے، ابن زیات کی میت طلب کی یہ لاش ایک لکڑی پر رکھی ہوئی دروازے پر پڑی تھی جسم پر وہی کرتہ تھا جسے پہنے ہوئے قید ہوئے تھے بالکل میلا ہو گیا تھا کہ لڑکوں نے دیکھ کر کہا:۔

الحمد للہ کہ اس فاسق سے نجات ہوئی۔

ابن زیات کی لاش کا انجام:

لاش ان دونوں کو دے دی گئی، جنھوں نے اسی لکڑی پر اس کو غسل دے کر دفن کر دیا، قبر بھی گہری نہیں کھودی بیان کیا جاتا ہے کہ کتوں نے لاش نکال لی اور گوشت کھا گئے۔

ابراہیم بن العباس ابواز کے حاکم تھے، ابن زیات سے دوستی تھی (لیکن ایک سرکاری معاملہ پیش آنے پر) ابن زیات نے ابوالجہم احمد بن یوسف کو ابراہیم پر سزا اول متعین کیا، ابوالجہم نے سب کے سامنے ابراہیم کو کھڑا رکھا حتیٰ کہ ہزار ہزار درہم اور پانچ لاکھ درہم پر اس نے اپنی جان بچائی، اب جو یہ واقعہ پیش آیا تو ابراہیم نے اس کی ہجو کی۔
ابن زیات کے غلام کی گرفتاری:

قید کے بعد ابن زیات کو راشد مغربی کے ساتھ بغداد لے گئے کہ وہاں جو مال و متاع ہے سب قرق کر لیں، بغداد میں راشد نے ابن زیات کے غلام روح کو گرفتار کیا جو اس گھر کا منتظم تھا، ابن زیات کا مال و زر اسی کے ہاتھ میں رہتا اور وہی اس سرمائے سے تجارت کیا کرتا، راشد نے گھر والوں میں سے چند آدمی گرفتار کیے اور ایک خچر کے بوجھ برابر مال پر بھی انھیں کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

بغداد میں ابن زیات کے متعدد کارخانے پائے گئے جن میں طرح طرح کا مال تجارت تھا مثلاً گیہوں، جو، آٹا، اور دوسرے دانے، تیل، انجیر۔

ایک پورا گھر کپڑوں سے بھرا تھا۔

نوے ہزار دینار (۹۰۰۰۰) کا سامان دستیاب ہو کر قرق ہوا۔

چہار شنبہ سا تویس صفر کو متوکل نے ابن زیات کو قید کیا اور پانچ شنبہ ۱۹ / ربیع الاول کو ابن زیات نے وفات پائی۔

ابن فرج پر عتاب:

اسی سال عمر بن فرج سے متوکل ناخوش ہوئے یہ واقعہ ماہ رمضان کا ہے عمر بن فرج، اسحاق بن ابراہیم بن معصب کے سپرد کیے گئے، اور وہی مقید ہو گئے، حکم نافذ ہوا کہ عمر کی جائداد مال و منال قرق کر لیا جائے، نجاح بن سلمہ عمر کے گھر گئے، وہاں صرف پندرہ ہزار درہم پائے، مسرور سامنے آئے، عمر کی لونڈیاں قرق کر لیں، تیس رطل (پونڈ) وزن کی قید میں عمر کو مقید رکھا گیا، بغداد سے عمر کے آزاد غلام نصر کو بلایا گیا، جس نے تیس ہزار دینار پیش کیے اور چودہ ہزار دینار اپنی طرف سے حاضر کیے، اہواز سے عمر کے چالیس ہزار اور عمر کے بھائی محمد بن فرج کے ڈیڑھ لاکھ دینار ملے، گھر سے جو سامان برآمد ہوا اس میں صرف فرش اتنے تھے کہ سولہ اونٹوں پر لائے گئے، چالیس ہزار دینار کے جواہر نکلے، پچاس اونٹوں پر اثاثہ و فروش لاد کر لائے اور ایک ہی بار نہیں بار بار لاد کر لائے، عمر کو پشیمنے کا کھلا ہوا کپڑا (فرجیہ) پہنا کر قید کر دیا گیا، اسی حالت میں سات دن رہے، پھر رہائی پائی مگر اپنے محل سے بے دخل کر دیئے گئے، اہل و عیال پکڑے گئے، تفتیش ہوئی، شمار میں سولہ ہزار تھیں، پھر اس شرط پر مصالحہ ہوا کہ مصادروں میں دس ہزار درہم وہ پیش کریں اور فقط اہواز کی جائداد ان کو واپس دی جائے، پشیمنے کا جبہ اتار دیا گیا اور زنجیر سے رہائی ملی۔

یہ واقعہ شوال کا ہے۔

علی بن الجہم بن بدر نے نجاح بن سلمہ کو برا بیچنے کرنے کے لیے عمر بن فرج کی ہجو کی۔

ابراہیم بن جنید کی اسیری:

اسی سال متوکل کے حکم سے ابراہیم بن جنید نصرانی کو جو ایوب کا تب سامانہ کا بھائی تھا، اس قدر لالچیوں سے مارا گیا کہ (سرکاری مال میں) اس نے ستر ہزار دینار (کی خیانت و تغلب) کا اعتراف کیا، مبارک مغربی کو اس کے ساتھ بغداد بھیجا گیا، جس نے ابراہیم نصرانی کے گھر سے یہ مال برآمد کیا، پھر اس کو واپس لائے اور قید میں ڈال دیا گیا۔

ابوالوزیر پر عتاب:

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں ابوالوزیر سے متوکل ناخوش ہوئے اور حکم دیا کہ ابوالوزیر سے حساب فہمی کی جائے تقریباً ساٹھ ہزار دینار ابوالوزیر نے پیش کیے اور درم کے توڑے اور زیور پیش کش گزارنے، ابوالوزیر کے پاس مصر کا جو سامان تھا، اس میں (۶۲) جامدان قرق ہوئے، اور بتیس غلام اور بہت سے فرش لے لیے گئے۔

ابوالوزیر ہی کی خیانت کے طفیل میں محمد بن عبد الملک کو جو موسیٰ بن عبد الملک کے بھائی تھے اور بشیم بن خالد نصرانی کو، اور اس کے بھتیجے سعدون بن علی کو قید کر لیا گیا، پھر سعدون سے چالیس ہزار دینار پر محمد کے دونوں بھتیجے عبد اللہ و احمد سے کچھ اور تیس ہزار دینار پر مصالحت ہو گئی، واصلات اور مصادرہ میں ان سب کی جائدادیں ضبط ہو گئیں۔

عمال کا عزل و نصب:

اسی سال متوکل نے محمد بن فضل جرجانی کو اپنا کاتب مقرر کیا۔ اسی سال متوکل نے چہار شنبہ ۷ اہر رمضان کو دیوان خراج (صدر المہامی مال) سے فضل بن مروان کو معزول کر دیا اور یحییٰ بن خاقان خراسانی کو جو قبیلہ ازد کے مولیٰ تھے، یہ عہد دیا، اسی دیوان زمام نفقات (صدر المہامی فینانس) سے ابوالوزیر کو معزول کر کے ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول کو مقرر کیا۔

اسی سال متوکل نے اپنے فرزند مختصر کو حرمین اور یمن اور طائف کا والی مقرر کیا اور پنجشنبہ ۱۱ ماہ رمضان کو اس کا فرمان ناقد فرمایا۔ اسی سال ۶/ جمادی الآخر کو احمد بن ابی دودافالج میں مبتلا ہوئے۔

تھیوڈورا کا انجام:

اسی سال میخائیل بن توکیل (قصر روم) نے اپنی ماں تذورہ (تھیوڈورا) کو سزادی دھوپ میں بٹھایا، پھر خانقاہ میں بھیج دیا، غیظ کو قتل کر ڈالا جس کے ساتھ تذورہ پر تہمت جوڑی تھی تذورہ چھ (۶) برس تک حکمران رہی۔

امیر حج محمد بن دوداد:

اس سال محمد بن دوداد امیر حج ہوئے۔

۲۳۴ھ کے واقعات

محمد بن بعیث کا فرار:

اس سال کے واقعات میں محمد بن بعیث بن حلبس کا فرار ہے، جبے قید کر کے آذربائیجان کے علاقے سے لائے گئے اور محبس میں ڈال دیا تھا۔

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل اس سال بیمار ہوئے، ابن بعیث کے ہاں ایک شخص تھا جو ان کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا نام خلیفہ تھا، اس نے ابن بعیث کو خبر دی کہ متوکل انتقال کر گئے، اس نے ابن بعیث کے لیے سوار یوں کا بھی انتظام کر لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ابن بعیث مع خلیفہ کے جس نے یہ افواہ اڑائی تھی، اپنے گاؤں ”مرند“ علاقہ آذربائیجان میں بھاگ نکلے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن بعیث کے دو قلعے تھے ایک کا نام شاہی اور دوسرے کا یکدر تھا، یکدر بخیرہ کے باہر اور شاہی بخیرہ کے وسط میں تھا، یہ بخیرہ بقدر پچاس فرسنگ کے سرحد ارمیہ سے استاق و اخرقان تک، جو محمد بن رواد کا علاقہ تھا، پھیلا ہوا تھا، ابن بعیث کا قلعہ شاہی محکمہ دستوار تھا، جس کے چاروں طرف ٹھہرے ہوئے پانی کی خندق تھی، اطراف مراغہ ارمیہ تک لوگ جاتے یہیں سے سوار ہوتے اس بخیرہ میں نہ مچھلی ہے نہ اور کوئی خیر و خوبی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن بعیث، اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کی قید میں تھے، بغا شراب دار نے سفارش کی تقریباً تیس ضامن لیے جن میں محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی بھی تھے، (اس شفاعت و ضمانت نے ابن بعیث کو رہائی دلائی) سامرا میں آتے جاتے رہتے، وہاں سے مرند بھاگ گئے، سامان رسد جمع کر لیا، مرند میں پانی کے چشمے پہلے سے موجود تھے، شہر پناہ کے کمزور حصوں کی مرمت کرائی، ہر سمت کے فتنہ انگیز قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے افراد پہنچ گئے اور تقریباً دو ہزار و سو کی جمعیت ہو گئی۔

امارت آذربائیجان پر حمدویہ کا تقرر:

آذربائیجان کے والی (گورنر) محمد بن حاتم بن ہرشمہ تھے، ابن بعیث کے طلب کرنے میں انھوں نے کوتاہی کی متوکل نے اس تقصیر کی بنا پر حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور سامرا سے ان کو ڈاک پر وہاں بھیجا۔

حمدویہ نے وہاں پہنچ کر لشکر اور رضا کار شاکریہ جمع کیے اور جس نے خدمت خلافت قبول کی سب کو ساتھ لیا، دس ہزار کی

جمعیت ہو گئی، اب ابن بعیث پر چڑھائی کی اور شہر مرد میں ابن بعیث کو پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

یہ شہر دوفرنگ دور میں ہے، اس کے اندر بہت سے باغ ہیں، باہر جہاں تک دور ہے درخت ہی درخت ہیں، البتہ دروازوں کے سامنے جگہ چھوٹی ہوئی ہے، حالت محاصرہ میں جو سامان درکار ہوتا ہے ابن بعیث نے سب فراہم کر لیا، پانی کے چشمے موجود ہی تھے۔
ابن بعیث کا محاصرہ:

محاصرہ مرد کو مدت دراز گزری تو متوکل نے زریک ترک کو دو لاکھ ترک سواروں کے ساتھ بھیجا، زریک نے (نادانی سے) کچھ نہ کیا، متوکل نے عمر بن سیسل بن کال کو نو ہزار (۹۰۰۰) شاہری سپاہ کے ساتھ روانہ کیا، اس سے بھی کچھ کام نہ نکلا۔

اب متوکل نے بغا شراب دار کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجا، جس میں ترک و شاہری و مغربی سپاہی تھے۔

حمودیہ بن علی اور عمر بن سیسل اور زریک نے چڑھائی کر کے شہر کے ارد گرد تقریباً ایک لاکھ درخت کٹوا دیئے، میں منجیقین شہر پر نصب کرادیں اور شہر کے بالمقابل ایسی گڑھیاں بنالیں جن میں کچھ دیر آرام لے سکیں۔

ایسی ہی اور اتنی ہی منجیقین ابن بعیث نے بھی نصب کرادیں، جو دھتانی وحشی ساتھ تھے وہ ایسی سنگ باری کرتے تھے کہ کوئی شہر پناہ کے پاس تک نہ پھٹک سکتا تھا۔

اس جنگ میں سلطنت کی طرف سے آٹھ مہینے میں تقریباً سو آدمی قتل اور تھیننا چار سو زخمی ہوئے، ابن بعیث کی طرف بھی یہی حساب رہا۔

حمودیہ و عمرو زریک روزانہ صبح و شام سرگرم جنگ رہتے، ابن بعیث کی فوج والے (دروازہ شہر تو بند رکھتے مگر) دیوار پر رسیوں سے لٹک لٹک کے نیچے اترتے اور تیر و کمان سے جنگ کرتے، جب خلافت کی فوجیں حملہ کرتیں تو دیوار کی پناہ میں آ جاتے، کبھی کبھی ایک دروازہ بھی کھول کر جسے باب الماء (پانی کا دروازہ) کہتے تھے اس دروازے سے تیار نکلتے اور لڑ بھڑ کے لوٹ جاتے۔
محصورین کو امان کی پیش کش:

بغا شراب دار جب مرد کے قریب پہنچا تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے عیسیٰ بن شیخ ابن سیسل شیبانی کو ابن بعیث اور متعلقین کے لیے امان دے کے بھیجا کہ امیر المومنین کے زیر فرمان حاضر ہو جائیں ورنہ جنگ ہوگی اور فتح ہونے پر ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے، البتہ جو فرماں برداری کی نیت سے حاضر ہوگا اس کو امان ملے گی۔

ابن بعیث کی گرفتاری:

عام طور پر جو لوگ ابن بعیث کے ساتھ تھے وہ قبیلہ ربیعہ کے تھے اور عیسیٰ بن شیخ ہی کی قوم کے لوگ تھے، امان پا کر ان میں سے بکثرت آدمی رسیوں سے لٹک کے اتر آئے، ابن بعیث کا بہنوئی ابوالاغر بھی اتر کے حاضر ہو گیا، اسی ابوالاغر کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا، حمودیہ و زریک کی جماعت اندر آ گئی، ابن بعیث اپنے گھر سے بھاگ نکلے، چاہتے تھے کہ کسی دوسرے رخ سے نکل جائیں، لشکر کا ایک دستہ دو چار ہو گیا، ابن بعیث کا ارادہ تھا کہ ایک نہر کی راہ لیں جہاں پن چکی چلتی تھی اور وہیں روپوش ہو جائیں، تلوار اس وقت بھی گردن میں جمائل تھی، اسی حالت میں پکڑے گئے اور سپاہیوں نے ان کا گھر لوٹ لیا، ان کے ساتھیوں کے گھر غارت کیے گئے اور شہریوں کے بھی چند گھر لئے، اسی کے بعد منادی ہوئی کہ جو لوٹے گا غارت گری کرے گا خلافت

اس سے بری الذمہ ہے (یعنی ایسا شخص شرع و قانون کی حفاظت سے خارج سمجھا جائے گا اور اس کی جان اور اس کا مال غیر محفوظ ہو گا) ابن بعیث کی دو بیٹیاں، تین بیٹیاں، ایک خالہ اور باقی لونڈیاں گرفتار ہوئیں، تیرہ حرمیں حکومت کے قبضے میں آئیں، قابل تذکرہ سرگرمیوں میں سے تقریباً دو آدمی پکڑے گئے اور باقی بھاگ گئے۔

دوسرے دن بغاشراب دار کا لشکر بھی پہنچ گیا، اور پھر منادی ہوئی کہ خبردار غارت گری نہ ہونے پائے بغا نے یہ فتح اپنے نام سے لکھ بھیجی۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں متوکل سامرا سے نکل کر مدائن گئے۔

اسی سال ایتاخ نے (میرج کی حیثیت میں) حج کیا، اس کا سبب یہ ہوا۔

ایتاخ:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایتاخ، سلام ابرش کا کھانا پکانے والا نزاری غلام تھا، مقتسم نے اس کو ۹۹ھ میں خرید لیا، ایتاخ میں مردی و شکوہ کی شان تھی، پہلے مقتسم نے اور پھر واثق نے اس کو سر بلندی بخشی، حتیٰ کہ سلطنت کے بہت سے کام اس کو تفویض ہوئے۔ سامرا بھڑکی خانہ داری کا سامان فراہم رکھنے کی خدمت مقتسم نے اس کو سپرد کی جس میں اسحاق ابن ابراہیم بھی اس کے شریک خدمت تھے، اس کام پر ایک نائب ایتاخ کی طرف سے اور ایک اسحاق کی طرف سے مامور تھا۔ مقتسم یا واثق جسے قتل کرنا چاہتے وہ ایتاخ ہی کے ہاں قتل ہوتا اور اسحاق ہی کے ہاتھوں پابز نجیر کیا جاتا، انھیں مقتولین و مجوسین میں محمد بن عبد الملک الزیات اور مامون کی اولاد جو مسندس سے تھی اور صالح بن عیجف وغیرہ تھے۔

ایتاخ کے اختیارات و اعزاز:

متوکل خلیفہ ہوئے تو ایتاخ اپنے پورے مراتب و مناصب پر فائز تھے، لشکر، جماعت مغاربہ، ترک موالی، ڈاک حجابت، داروغگی دار الخلافہ، سب انھیں کے ہاتھ میں تھی۔

استقرار خلافت کے بعد متوکل ایک مرتبہ نواح قاطول میں سیر و تفریح کو نکلے، شب میں نیذی اور ایتاخ کے ساتھ بدسلوکی کی ایتاخ نے ان کو قتل کر ڈالنا چاہا، لیکن جب صبح ہوئی اور ماجرائے شبینہ بیان کیا گیا تو متوکل نے معذرت کی، ایتاخ کو گلے لگا لیا اور کہا۔ تو میرا باپ ہے تو نے مجھے پالا ہے۔

متوکل جب سامرا گئے تو ایتاخ نے بارگاہ خلافت میں ایک شخص کو خفیہ مامور کیا، جس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ ایتاخ حج کو جانا چاہتا ہے، اجازت دی جائے۔

یہ اجازت مل گئی اور اس پر اضافہ یہ ہوا کہ ایتاخ جس جس شہر سے (دوران سفر حج میں) گزریں ان شہروں کی حکومت بھی انھیں کے ذمے ہے، خلعت دیا گیا اور (رخصت کے وقت) تمام سرداران لشکر مشایعت کو نکلے، شا کرمی اور سران سپاہ اور غلامان درگاہ بہتیرے لوگ ساتھ ہوئے، خاص اپنے خدم و چشم مزید برآں۔

ایتاخ چلے گئے تو عہدہ حجابت و صیف کو عطا ہوا، یہ واقعہ شبہ ۱۸/ ذی القعدہ کا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قصہ ۲۳۳ھ کا ہے، اور متوکل نے صیف کو ۱۸/ ذی الحجہ ۲۳۳ھ کو حجابت دی تھی۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال کے امیر حج محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ تھے۔

۲۳۵ھ کے واقعات

ایتاخ کی مراجعت بغداد:

اس سال جو نئے واقعات (احداث) پیش آئے ان میں ایک واقعہ ایتاخ کا قتل ہے اس کی کیفیت یوں ہے۔
یہ بیان خود ایتاخ کی زبانی ہے۔

ایتاخ جب مکے سے عراق واپس ہوئے تو متوکل نے ان کے پاس سعید ابن صالح حاجب کو خلعت و سوغات دے کے بھیجا اور حکم دیا کہ کوفے میں یا اور کہیں راستے میں ایتاخ سے ملیں۔

متوکل نے پہلے ہی سے اپنے کو تو ال بغداد کو ایتاخ کے متعلق حکم دے رکھا تھا۔

ابراہیم بن المہدی کا بیان ہے کہ میں اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ (استقبال کو) نکلا یہ اس وقت کی بات ہے جب ایتاخ بغداد کے قریب آچکے تھے اور چاہتے تھے کہ روذرات کا راستہ اختیار کر کے انبار جائیں اور وہاں سے سامرا پہنچیں۔

اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کو لکھا کہ اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے انھوں نے فرمایا ہے کہ تو (یعنی ایتاخ) پہلے بغداد جائے وہاں بنی ہاشم اور سرداران جمہور تیرا استقبال کریں خزیمہ بن خازم کے محل میں تو ان کے لیے دربار کرے اور انھیں جائزے دے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم نکل کے یاسر یہ پہنچ چکے تھے اسحاق نے پل کو سپاہیوں اور شاکیوں سے بھر دیا تھا۔

ایتاخ کا بغداد میں استقبال:

یاسر یہ میں ایک صفہ بچھا تھا جس پر خود بیٹھتے تھے لوگوں کے کہنے سے معلوم ہوا کہ ایتاخ قریب آ گئے اسحاق سوار ہو کر استقبال کو چلے ایتاخ سے جب نگاہ رو برو ہوئی تو اسحاق اترنے کے لیے جھکے ایتاخ نے قسم دی کہ نہ اتریں۔

ایتاخ کے ساتھ تین سو حشم اور غلام تھے سفید بپا پہنے ہوئے گردن میں تلوار جمائل تھی۔

دونوں ساتھ چلے پل کے پاس پہنچے تو اسحاق آگے بڑھ گئے اور پل کو عبور کر کے خزیمہ بن خازم کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ایتاخ سے کہا۔

اللہ امیر کو صلاح (وفلاح) عطا فرمائے اندر چلیں۔

ایتاخ کا جب کوئی غلام پل پر سے گزرتا تو پل کے موکل اس کو آگے بڑھا دیتے حتیٰ کہ ایتاخ فقط اپنے غلامان خاص کے ساتھ رہ گئے اور سامنے کچھ لوگ آ گئے۔

خزیمہ کا محل ایتاخ کے لیے آراستہ ہو چکا تھا اسحاق پیچھے رہ گئے اور حکم دے دیا کہ محل میں ایتاخ کے تین چار غلاموں سے زیادہ نہ جانے پائیں دروازوں پر پہرے دار بیٹھ گئے نہر کے کنارے کے رخ سے حفاظت کا حکم ہوا محل میں جتنی میزے ہیاں تھیں سب توڑ دی گئیں۔

ایتاخ کی گرفتاری:

ایتاخ کا اندر آنا تھا کہ پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا، دیکھا تو فقط تین چھوکرے ساتھ ہیں، اس وقت ایتاخ کی زبان سے نکلا، آخر کر گزرے۔

ایتاخ اگر بغداد میں نہ پکڑے گئے ہوتے تو گرفتار کرنا ممکن نہ ہوتا، سامرا پہنچ جاتے اور اپنی جمعیت سے تمام مخالفوں کو قتل کر ڈالنا چاہتے تو یہ بھی کر سکتے تھے رات ہونے کو تھی کہ کھانا گیا، جسے ایتاخ نے کھالیا۔

دو تین دن اسی طرح گزرے تھے کہ اسحاق خود ایک کشتی میں سوار ہوئے اور دوسری کشتی ایتاخ کے لیے تیار کر کے سوار ہونے کو پیغام بھیجا اور حکم دیا کہ ایتاخ کی کنوار لے لی جائے، لوگوں نے اسحاق کو کشتی میں سوار کرایا، کچھ مسلح آدمی ساتھ کر دیئے اس سفر کے بعد اسحاق اپنے گھر پہنچے، ایتاخ بھی کشتی سے اتار کر اسحاق کے گھر کے ایک گوشے میں لائے گئے، یہاں قید ہوئے اور لوہے کی بھاری وزنی زنجیر گردن اور دونوں پاؤں میں ڈال دی گئی۔

ایتاخ کے دونوں بیٹے منصور اور مظفر اور دونوں کا تب (سیکریٹری) سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی بغداد لائے گئے، سلیمان تو (ایتاخ کی جانب سے) سرکاری خدمت پر مامور تھے اور قدامہ ایتاخ کی ذاتی جائیداد سے متعلق تھے، بغداد میں دونوں قید ہوئے اور دونوں پر مار پڑی۔

قدامہ مسلمان ہو گئے۔

منصور اور مظفر بھی قید کر لیے گئے۔

ایتاخ کی درخواست:

اسحاق کے آزاد کردہ غلام ترک کا بیان ہے کہ ایتاخ جس گھر میں قید تھے میں اس کے دروازے پر کھڑا تھا، ایتاخ نے مجھے آواز دی۔ ترک:

میں نے پوچھا۔ ابو منصور کیا چاہیے؟

ایتاخ نے کہا۔ امیر (اسحاق) کو سلام کہنا اور پھر کہنا کہ تجھے معلوم ہے کہ معتمد اور واثق تیرے معاملے میں مجھے کیا حکم دیتے تھے اور میں کیونکر اس کے ضرر سے تجھے حتی الوسع بچاتا تھا اب تیری جانب سے اس کا فائدہ مجھے ملنا چاہیے، مجھ پر تکلیف و آرام کے سبب ہی وقت گزر چکے ہیں، مجھے تو اچھے کھانے پینے کی پروا نہیں، لیکن یہ دونوں لڑکے (منصور و مظفر) آرام میں پلے ہیں اور تکلیف کو جانتے بھی نہیں، ان کے لیے کچھ شور با و گوشت اور کچھ کھانے کی شے مقرر کر دے۔

ترک کا بیان ہے کہ میں اسحاق کی نشست گاہ کے دروازے پر جا کھڑا ہوا، اسحاق نے پوچھا۔

کیا ہے تو کچھ کہنا چاہتا ہے؟

عرض کی: ہاں، مجھ سے ایتاخ نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔

ایتاخ کا راتب ایک روٹی اور ایک کوزہ آب تھا، لڑکوں کے لیے ایک خوان بھیجا جاتا جس میں سات روٹیاں ہوتیں اور بقدر پانچ چلو کے شوربا، ایتاخ جب تک جئے، یہی راتب قائم رہا، پھر میں نہیں جانتا ان پر کیا گزری۔

ایتاخ کا خاتمہ:

ایتاخ کی گردن میں اسی رطل (پونڈ) کا وزنی طوق ڈالا گیا اور ایک بھاری بیڑی پاؤں میں پڑی چار شنبہ ۵/ جمادی الآخر ۲۳۵ھ کو وفات پائی۔

اسحاق نے ابوالحسن اسحاق بن ثابت بن ابی عباد کو بغداد کی ڈاک کے افسر کو اور قاضیان عدالت کو ایتاخ کی لاش دکھائی اور ان کی شہادت ثبت کرائی کہ لاش پر کسی مار پیٹ کا نشان نہیں نہ اس سے موت واقع ہوئی مگر مجھ سے میرے بعض شیوخ نے روایت کی کہ پیاس کے مارے ایتاخ مرے ان کو کھانا کھلایا گیا، پانی مانگا تو پینے نہ دیا، اسی پیاس میں جان گئی۔

ایتاخ کے دونوں لڑکے متوکل کی زندگی بھر قید رہے مختصر خلیفہ ہوئے تو دونوں کو رہا کر دیا، مظفر طور ہا ہونے کے بعد صرف تین ماہ جئے البیت منصور بعد میں بھی زندہ رہے۔

ابن بعیث کی بغداد میں اسیری:

اسی سال بغا شراب دار شوال میں ابن بعیث کو ان کے نائب ابو الاغر کو ان کے دونوں بھائی صقر اور خالد کو جو امان کے وعدے پر آئے تھے ان کے ایک پوتے کو جس کا نام علاء تھا اور وہ بھی امان ہی کے وعدے پر باہر نکلا تھا ان سب کو لیے حاضر ہوئے قیدیوں میں سے تقریباً ایک سو اسی تو صحیح و سالم پہنچے اور باقی پہنچنے سے قبل ہی مر گئے۔

یہ لوگ جو سامرا کے قریب پہنچے تو اونٹوں پر سوار کرائے گئے، لوگ ان کو دیکھتے نظارہ کرتے متوکل نے ان سب کو قید کرنے کا حکم دیا اور ابن بعیث کو بہت بھاری لوہے کی زنجیر میں مقید کیا۔

ابن بعیث کی رہائی:

علی بن جهم کا بیان ہے کہ محمد بن بعیث کو متوکل کے پاس لائے تو گردن مارنے کا حکم دیا، ایک نطع پر ان کو ڈال دیا گیا، جلاد حاضر ہوئے اور ابن بعیث کو آخری موقع دیا گیا، متوکل نے سختی سے پوچھا۔

یا محمد! تجھے اس کر توت پر کس نے ابھارا؟

عرض کی بدبختی نے، یا امیر المومنین! تو اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک پھیلی ہوئی رسی ہے (جسے تھام کر اللہ تک مخلوق پہنچ سکتی ہے) تیرے متعلق میرے دو طرح کے گمان ہیں، ان میں پہلا گمان وہی ہے جو تیری شان کے شایاں ہے۔ اور یہ گمان عفو ہے۔ یہ کہہ کے فوراً ایک نظم پڑھی۔

علی کہتے ہیں کہ متوکل نے یہ سن کے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ باادب ہے۔

مین نے فوراً ابن بعیث سے خطاب کیا کہ تو نے یہ دو شقیں جو پیش کی ہیں ان میں جو بہترین شق ہے اسی کا برتاؤ امیر المومنین تیرے ساتھ برتیں گے اور تجھ پر احسان کریں گے۔

متوکل نے یہ سن کر فرمایا! جا اپنے گھر چلا جا۔

فارسی شاعری

راوی کا بیان ہے کہ مراغہ میں وہاں کے سرداروں کی ایک جماعت نے مجھے ابن بعیث کے فارسی زبان کے اشعار سنائے، یہ

سب ان کی قابلیت اور شجاعت کا تذکرہ کرتے تھے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ ابن بعیث جب متوکل کے حضور میں لائے گئے تو میں اس وقت حاضر تھا، ابن بعیث نے وہی باتیں متوکل سے کیں (جو پہلے بیان ہو چکی ہیں) معز اس وقت اپنے والد متوکل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے ابن بعیث کی سفارش کی کہ اسے بخش دے، متوکل نے بخش دیا اور خطا معاف کر دی۔

ابن بعیث جب بھاگے ہیں تو اس وقت ایک نظم یہی تھی۔

بھاگتے وقت ابن بعیث نے گھر میں اپنے تین لڑکے، بعیث، جعفر و حلبس اور لونڈیاں چھوڑی تھیں، یہ سب بغداد کے قصر الذہب میں قید کر دیئے گئے۔

ابن بعیث کی وفات:

سامرائی میں لائے جانے کے ایک ماہ بعد ابن بعیث نے وفات پائی، بغا شراب دار نے ابن بعیث کی وفات کے بعد ابن بعیث کے بہنوئی ابوالاغر کی سفارش کی، اسے رہائی ملی اور اس کے ساتھ ابن بعیث کی خالہ بھی رہا ہوئی، مگر قید سے ٹکنا تھا کہ شادی مرگ میں گرفتار ہوئی اور اس دن مر گئی، باقی سب مقید رہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعیث کی گردن میں سورطل کی وزنی زنجیر ڈال دی گئی، مرتے دم تک وہ اس کے بوجھ سے اوندھے منہ کے بل پڑے رہے۔

ابن بعیث کی گرفتاری کے بعد جتنے لوگ ان کی ضمانت کے باعث قید تھے سب رہا ہو گئے، بعض ایسے بھی تھے کہ قید ہی میں مر چکے تھے، باقی عیال و اطفال کو بھی رہائی ملی، حلبس و بعیث و جعفر کو جو ابن بعیث کے بیٹے تھے شاکریوں کی اس جماعت میں لے لیا گیا جس کے افسر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان تھے، ان سب کے لیے مدد معاش جاری ہو گئی۔
ذمیوں کو مخصوص لباس پہننے کا حکم:

اسی سال متوکل نے حکم دیا کہ نصاریٰ و اہل ذمہ سب کے سب شہد کے رنگ کے طلیسان پہنیں، زنار باندھیں، ایسے چار جاموں پر سوار ہوں جن میں لکڑی کی کاٹھی ہو، چار جامے کے پیچھے دو گولے بنے ہوں، جو پہنیں ان کا رنگ مسلمانوں کی ٹوپیوں کے رنگ سے جدا ہوا اور ان میں دو دو گھنڈیاں ہوں ان کے غلاموں کے بالا جامے پر دو دو پیوند لگے ہوں جن کا رنگ بالا جامے کے رنگ سے جدا ہوا، سامنے ایک پیوند سینے پر ہوا اور ایک پیٹھ پیچھے ہر ایک تقریباً چار انگل کے زرد رنگ کا ہو، جو عمامہ باندھے اس کا رنگ بھی شہد کے رنگ کا ہو، جو عورتیں باہر نکلیں وہ شہد کے رنگ کی ازار پہنے ہوں، غلام زنار باندھیں کمر بند (بگلوس) نہ باندھیں۔

امتیاز اہل ذمہ:

یہ بھی حکم ہوا کہ ان کے گرجے اور عبادت خانے جو نئے بنے ہوں گرا دیئے جائیں (اور جتنے پرانے گرجے ہیں بدستور قائم رہیں) ان کے گھروں سے عشر لیا جائے (عشر اوہ محصول جس میں آمدنی کا دسواں حصہ لیا جائے) گھر وسیع و فراخ و کشادہ ہو تو (اس کا کچھ حصہ توڑ کر) مسجد بنادیں اور اگر مسجد کے قابل نہ ہو تو کھلی جگہ چھوڑ دیں، گھروں کے دروازوں پر شیطان کی تصویریں لکڑی میں کھدی ہوں کہ مسلمانوں کے گھر سے ان کے گھر جدا نظر آئیں۔

یہ بھی ممانعت کر دی کہ دفنوں میں اور سلطنت کے ایسے عہدوں پر جن میں مسلمانوں پر احکام اجرا ہوتے ہوں، ان سے مدد نہ لی جائے، ان کے مکتبوں میں مسلمانوں کی اولاد تعلیم نہ پائے اور نہ کوئی مسلمان ان کو پڑھائے، شعائین کے تہوار میں صلیب نہ نکالیں، راستے کے کنارے چلا کریں، ان کی قبریں زمین کے برابر ہوں کہ مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ مشابہت نہ رہے۔
ذمیوں کے متعلق فرمان خلافت:

تمام ممالک میں جتنے عہدہ دار تھے سب کو (اس باب میں) فرمان لکھ بھیجا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عزت و قدرت سے اسلام کو برگزیدہ فرمایا اپنے لیے اس کو پسندیدہ ٹھہرایا، ملائکہ کو اس سے عزت دی، اپنے پیغمبروں کو اسی کے لیے معبود کیا، اپنے دوستوں کو اس سے تائید بخشی، اس کو تمام مذہبوں پر غالب بنایا، ہر طرح کے شبہات سے اس کو بچایا، بہترین خوبیوں سے اس کو نوازا، نہایت پاکیزہ شریعت اس کو دی، بہت ہی شریفانہ فرائض اس کے لیے مقرر کیے سب سے منصفانہ احکام اور سب سے اچھے اعمال اس کے لیے مخصوص کیے اہل اسلام کو حلال و حرام کی بزرگی دی، شرائع و احکام وحدود مناج و اضع کیے فرمایا۔

اللہ تم کو عدل و احسان اور قربت دار کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، شاید تم یاد رکھو۔

برے کھانے پینے اور برے نکاح سے بچانے اور پاک رکھنے کے لیے فرمایا۔

تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جو بجائے اللہ کے دوسرے کے لیے نامزد ہو، اور جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، یہ سب حرام ہے۔ البی آخر الآیۃ۔

معاندین سے اپنے دین کی حفاظت اور اپنے برگزیدہ بندوں پر اپنے اتمام نعمت کے لیے فرمایا۔

آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، اب ان سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام ہوئیں۔ شراب اور کمار اور انصاف اور ازلام ناپاک شیطانی کام ہیں۔

ان ہدایات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکین کے ماکولات میں سے وہ کھانے جو نہایت نجس تھے، مشروبات میں سے وہ شرابیں جو دشمنی و بغض پیدا کرنے والی، اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھنے والی تھیں مناکحات میں سے جو بہت ہی برے اور ارباب عقل سلیم کے نزدیک بھی حرام ہونے کے لائق تھے، سب حرام کر دیئے۔

مسلمانوں کو محاسن اخلاق و فضائل و کرامات عطا فرمائے، اہل ایمان و امانت و فضل و مرحمت باہمی یقین و صدق بنایا، ان کے دین کو آپس میں کٹ مرنے، پسپا ہونے، جوش بے محل و تکبر و خیانت و عذر سے آپس میں سرکشی کرنے سے، ایک دوسرے پر ظلم سے بچایا، پہلی بات کا حکم دیا اور دوسری سے منع فرمایا، ایک کے لیے وعدہ کیا اور دوسرے کی وعید کی، اس کے لیے بہشت و ثواب اس کے لیے دوزخ و عذاب۔

اللہ نے مسلمانوں کے لیے جس دین حق کو پسند فرمایا ہے اس کی بنا پر پاکیزہ شہریت کی بنا پر پسندیدہ و پاک احکام کی بنا پر

روشن دلیل کی بنا پر اور اس بناء پر کہ ہلال و حرام کو جدا جدا کر کے اللہ نے ان کے دین کو پاک و صاف کر دیا ہے، تمام دوسرے ادیان و ملل پر وہی غالب آنے والے ہیں۔

امیر المؤمنین کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ ممالک محروسہ میں جہاں کہیں جتنے اہل ذمہ ہیں سب کے طیلسان شہد کے رنگ کے ہوں، جن کو طیلسان کی توفیق نہ ہو وہ تقریباً ایک بالشت مربع کا اپنے آگے پیچھے ایک ایک پیوند لگالیں اور اس میں کچھ پس و پیش نہ کریں، نو پیوں میں گھنڈیاں لگائیں جن کے رنگ نو پیوں سے الگ ہوں، یہ گھنڈیاں ابھری رہیں، ہر حالت میں محسوس کریں، چار جاموں میں کاٹھی ہو اور قبر بوس پر ابھرے ہوئے گولے لگے ہوئے ہوں، جن کو دیکھنے والے بے تامل دیکھ سکیں، غلام اور لونڈیاں بجائے کمر بند کے زنا باندھیں جو اس کے خلاف کرے اس کو سزا دی جائے۔

امیر المؤمنین اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے وہ رحیم و کریم ہے۔

نقطہ ابراہیم بن عباس، تاریخ شوال ۲۳۵ھ

علی بن جہم نے اس باب میں ایک نظم لکھی کہ عسلیات یعنی شہد کے رنگ کے کپڑوں نے اہل حق اہل باطل میں امتیاز تو پیدا کر دیا، مگر عقل مند آدمی کو اس میں زیادتی نہ کرنی چاہیے کیونکہ ایک طرح کی سرکاری آمدنی کا زیادہ حصہ اہل باطل ہی سے وابستہ ہے۔

محمود بن فرج کا دعویٰ نبوت:

اس سال سامرا میں ایک شخص ظاہر ہوا جسے محمود بن فرج نیشاپوری کہتے تھے، اس کا گمان تھا کہ میں ذوالقرنین ہوں۔

اس کا ظہور بابک کی پھانسی دینے کی جگہ ہوا۔

ستائیس آدمی ساتھ تھے ان میں سے دو شخص سامرا کے دروازہ عام میں اور دو آدمی بغداد کے مدینہ منصور کی مسجد میں نمایاں ہوئے۔ اپنے زعم میں کہتے تھے کہ محمود پیغمبر بھی ہے اور ذوالقرنین بھی۔

محمود اور اس کے ساتھی متوکل کے حضور میں لائے گئے تو متوکل نے حکم دیا کہ ان کو خوب مارو، محمود تو اس مار پیٹ کے بعد مر گیا اور اس کے ساتھی قید ہو گئے۔

یہ لوگ نیشاپور سے آئے تھے۔ ساتھ کوئی چیز تھی جسے پڑھتے تھے۔ اہل و عیال بھی ساتھ تھے۔

ان میں ایک بڑھا تھا جو محمود کے نبی ہونے کی گواہی دیتا تھا کہ اس پر وحی آتی ہے اور جبریل یہ وحی لاتے ہیں۔

محمود بن فرج کا انجام:

محمود کو سونا زیانے مارے گئے تب بھی اس نے اپنی نبوت سے انکار نہ کیا، بڑھا کہ اس کی پیہری کی گواہی دیتا تھا۔ چالیس ہی درے کھانے پایا تھا کہ اس کی پیہری سے منکر ہو گیا۔

محمود کو وہاں لے گئے جہاں دروازہ عام تھا، یہاں اس نے بھی اپنی تکذیب کی بڑھے نے اعلان کیا کہ محمود نے مجھے فریب دیا تھا، اور ساتھیوں سے فرمائش کی کہ اسے طمانچے لگائیں، سب نے دس دس طمانچے مارے۔

ایک مصحف ملا جس میں کچھ باتیں جمع کی تھیں، کہتا تھا کہ یہ میرا قرآن ہے، جبریل اسے میرے پاس لاتے ہیں۔

اسی سال چہار شنبہ ۳/ ذی الحجہ کو وہ مر گیا اور جزیرے میں دفن کیا گیا۔

ولی عہدی کی بیعت:

اسی سال متوکل نے اپنے تینوں فرزندوں کے لیے بیعت لی۔

۱۔ محمد بن کوثر کا خطاب دیا۔

۲۔ ابو عبد اللہ یہ قبیلہ کے طعن سے تھے نام میں اختلاف ہے، کوئی محمد کہتا ہے، کوئی زبیر بن کوثر کا خطاب دیا۔

۳۔ ابراہیم بن کوثر کا خطاب دیا۔

اس بیعت کے ذریعے سے یہ تینوں (یکے بعد دیگرے) ولی عہد خلافت ہوئے۔

یہ واقعہ شنبہ ۲۷ ذی الحجہ کا ہے، بعض ۲۸ ذی الحجہ کہتے ہیں۔

ہر ایک کو دو دو پرچم دیئے، ایک سیاہ کہ ولی عہد کا نشان تھا، دوسرا سفید کہ نشان حکومت تھا، ہر ایک کو اتنے علاقوں کی حکومت دی جس کا ابھی ذکر ہوتا ہے۔

محمد بن کوثر کو یہ علاقے دیئے۔

(۱) افریقیہ (۲) بلاد مغرب، تمام و کمال، عریش مصر سے جہاں تک مغرب میں خلافت عباسیہ کا دائرہ وسیع تھا (۳) جند قنسرین (۴) عواسم (۵) شام کے سرحدی علاقے (۶) جزیرے کے سرحدی علاقے (۷) دیار مصر (۸) دیار ربیعہ (۹) موصل (۱۰) بیت (۱۱) عانات (۱۲) خابور (۱۳) قرقسیا (۱۴) کورہ باجری (۱۵) کورہ نکریٹ (۱۶) طسایج سواد (۱۷) کورہ دجلہ (۱۸) حرین (۱۹) عک (۲۰) حضر موت (۲۱) یمامہ (۲۲) بحرین (۲۳) سندھ (۲۴) کمران (۲۵) قنداقیل (۲۶) فرج بیت الذہب (مولتان) (۲۷) کورہ ہواز (۲۸) سامرا کے غلہ خانے (۲۹) ماہ کوفہ (۳۰) ماہ بصرہ (۳۱) ماسبدان (۳۲) مہر جان قذق (۳۳) شہر زور (۳۴) درآ باز (۳۵) صامغان (۳۶) اصہبان (۳۷) قم (۳۸) قاسان (کا شان) (۳۹) قزوین (۴۰) علاقہ کوہستان اور اس کے متعلق جاگدایں (۴۱) بصرے کے صدقات عرب۔

معز کو یہ علاقے دیئے۔

(۱) کورخر اسان و متعلقات (۲) طبرستان (۳) رے (۴) آرمینیہ (۵) آذربائیجان (۶) کور فارس۔

۲۴۰ھ میں تمام ممالک محروسہ میں جس قدر بیت المال تھے ان سب کی خزانہ داری اور دار الضرب کا انتظام بھی معز کو عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان کے نام کا سکہ (درم) ضرب ہو۔

موید کو یہ علاقے دیئے۔

(۱) جند دمشق (۲) جند حمص (۳) جند اردن (۴) جند فلسطین۔

ابوالغصن۔ اعرابی نے اس باب میں ایک نظم کہی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بے شک مسلمانوں کے جلیل القدر والی محمد پھر ابو عبد اللہ۔

پھر ابراہیم ذلت سے دور رہنے والے ہیں۔ اللہ کے خلفاء میں برکت ہو۔

ولی عہدی کے متعلق فرمان خلافت:

متوکل نے ان کے متعلق ایک معاہدہ (یا وصیت نامہ) بھی لکھوایا جس کی نقل یہ ہے۔

یہ ایک معاہدہ ہے جسے عبد اللہ جعفر امام متوکل علی اللہ امیر المومنین نے لکھا ہے جو کچھ اس معاہدے میں ہے اس کے متعلق اپنی ذات پر اللہ کو اور اپنے حاضرین اہل بیت کو اور اپنے گروہ کو اور اپنے سرداروں کو اور اپنے فقہاء کو اور دوسرے مسلمانوں کو گواہ بنادیا، محمد المختصر باللہ اور ابو عبد اللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویذ باللہ فرزند ان امیر المومنین کے لیے اپنی ذاتی رائے اور پوری صحت بدنی اور اجتماع فہم سے ان امور کو اختیار کرنے کے لیے جن کی اسے اطلاع ملی اس (معاہدہ) کے ذریعے سے اپنے رب کی اطاعت اور اپنی رعیت کی سلامتی اور اس کی استقامت اور اس کی قبول اطاعت اور اس کے کلمے کی وسعت اور اس کی باہمی صلاح حاصل کرنے کے لیے یہ معاہدہ کیا گیا (اور یہ معاہدہ ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں ہوا) جس نے محمد المختصر باللہ بن جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین کی طرف سے امیر المومنین کی حیات میں مسلمانوں کی ولی عہدی اور امیر المومنین کے بعد ان کی خلافت (منتقل کردی) اور اسے اللہ کے تقویٰ کی ہدایت کردی اس شخص کے لیے پناہ ہے جو اس سے پناہ حاصل کرے اور اس کی نجات ہے جو اس کی طرف پناہ کے لیے آئے اور اس کی عزت ہے جو اسی پر کفایت کرے کیونکہ اللہ کی اطاعت ہی سے نعمت تام حاصل ہوتی ہے اور وہی اللہ کی رحمت کو واجب کرتی ہے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔ عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے بعد المختصر باللہ ابن امیر المومنین کی خلافت کو ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی طرف منتقل کر دیا۔ پھر بعد ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی خلافت کو ابراہیم المویذ باللہ ابن امیر المومنین کی طرف (منتقل کر دیا) عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اپنے دونوں فرزندوں ابو عبد اللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویذ باللہ پر محمد المختصر باللہ فرزند امیر المومنین کی اطاعت و سماعت اور نصیحت اور اتباع اور اس کے دوستوں کی محبت اور دشمنوں کی عداوت ظاہر اور باطن میں غضب و رضا میں سلوک نہ کرنے اور سلوک کرنے کی حالت میں اور اس کی بیعت کو مضبوط پکڑنا اور اس کے عہد کو پورا کرنا اس طرح (فرض کیا کہ کوئی فریب انھیں اس کا باغی نہ بنانے پائے) اور نہ کوئی دعا باز انھیں اس سے برگشتہ کرنے پائے اور نہ وہ دونوں اس کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں اور وہ دونوں بغیر اس کے تنہا کوئی ایسا کام نہ کریں جس میں اس کی شکست ہو جو امیر المومنین نے اپنی حیات میں اپنی ولی عہدی اور اپنے بعد اپنی خلافت اس کی طرف منتقل کی ہے۔

عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے محمد المختصر باللہ ابن امیر المومنین پر اس عقد کی وفا فرض کی جو اس نے فرزند ان امیر المومنین ابو عبد اللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویذ باللہ کے لیے کیا اور اس عہد کی جو اس نے ان دونوں کے لیے محمد المختصر باللہ ابن امیر المومنین سے اس کے بعد کی خلافت کے متعلق اور یہ کہ ابراہیم المویذ باللہ ابن امیر المومنین بعد ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے خلیفہ ہیں اور (اسی متوکل نے مختصر پر اس معاہدے کا اتمام فرض کیا اور یہ کہ نہ وہ دونوں کو معزول کرے اور نہ کسی ایک کو اور نہ سوائے ان دونوں کے اور نہ سوائے ان دونوں میں سے کسی ایک کے وہ کسی سے بیعت نہ لے نہ اپنے کسی لڑکے کے لیے اور نہ مخلوق میں سے کسی اور کے لیے اور نہ ان دونوں میں سے مقدم کو موخر کرے اور نہ موخر کو مقدم کرے اور نہ ان دونوں کے یا دونوں میں سے کسی ایک کے ان اعمال (اختیارات) میں کچھ کمی کرے جن پر عبد اللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ولی بنایا ہے۔ جن اعمال پر دونوں کو والی بنایا وہ یہ ہیں۔ صلاۃ معاون قضا مظالم خراج ضیاع غنیمت صدقات اور ان دونوں کے اعمال کے حقوق وغیرہ اور جو ہر ایک کے عمل (اختیار) میں ہے (وہ یہ ہے)۔

برید (یعنی ڈاک) انتظام بیت المال کی خازنی اور معاون اور تمام دار الضرب۔

اور وہ تمام اعمال جنہیں امیر المومنین نے دونوں کی جانب منتقل کر دیا آئندہ انہیں کرے گا اور نہ ان دونوں میں سے کسی کے علاقے سے کوئی قائد (سر دار لشکر) اور لشکر شکر کرے اور آزاد کردہ غلام اور (خدمت کے) غلام وغیرہ منتقل کرے اور اس کی جائیداد اور جاگیر اور بقیہ اموال اور ذخائر اور ان تمام اشیاء میں سے جو اس کے قبضے میں ہوں یا انہیں اس نے جمع کیا ہو اور اس کا قبضہ ہو خواہ وہ از قسم چار پایہ قدیم ہوں یا جدید اور خواہ وہ قدیم اشیاء ہوں یا جدید اور تمام وہ اشیاء جو اپنے لیے حاصل کرے یا اس کے لیے حاصل کی جائیں ان میں کسی طرح کی کمی نہ کرے اور اس کے کسی عامل اور کاتب اور قاضی اور خادم اور وکیل اور ساتھی اور اس کے تمام متعلقین کو مناظرہ یا محاسبہ (دارو گیر) سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقہ یا تدبیر سے نہ روکے اور نہ نا انصافی کرے اور نہ حائل ہو۔

امیر المومنین نے ان دونوں کے لیے جس عقد و عہد کو موکد و مضبوط کر دیا ہے اسے کسی ایسی بات سے فاسد نہ کرے جو اس عقد کو اپنی جہت سے بنادے یا اسے اس کے وقت سے موخر کر دے یا اس میں سے کسی امر کو توڑ دے۔

عبداللہ جعفر المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اسے محمد المنتصر باللہ کے بعد خلافت پہنچے ابراہیم المود باللہ ابن امیر المومنین کے لیے مثل انہیں شرائط کے مقرر کر دیں جو محمد المنتصر باللہ امیر المومنین پر مقرر کی ہیں مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور جو اس عہد نامے میں بیان کر دیئے گئے اور جیسا کہ بیان کر دیا گیا اور وضع کر دیا گیا اور مع اس کے ابراہیم المود باللہ ابن امیر المومنین پر ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے ساتھ اس عہد خلافت کی وفا فرض کر دی ہے جسے امیر المومنین نے کیا ہے اور اس کا مان لینا خوشی سے اسے اپنے لیے نافذ سمجھ کر اس میں حق اللہ کو اپنے اوپر مقدم جان کر اور اس کا جو امیر المومنین حکم دے (فرض کر دیا) اس طرح کہ نہ اس میں خلاف عہد کرے اور نہ اس عہد کو دور پھینک دے اور نہ تبدیل کرے کیونکہ اللہ نے جس کی بزرگی بہت برتر ہے اور جس کا ذکر عزیز ہے اس شخص کو اپنی کتاب محکم میں عذاب کی خبر دی ہے جو اس کے امر کی مخالفت کرے اور اس کے راستے سے ہٹ جائے پھر جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے تو گناہ اس کا صرف انہیں لوگوں پر ہے۔ جو اسے بدل دیں بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

علاوہ اس کے ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے اور ابراہیم المود باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ پر فرض ہے جس حالت میں کہ وہ دونوں اس کے مقیم ہوں یا دونوں میں سے ایک یا دونوں اس کے پاس سے غائب ہوں دونوں مجتمع ہوں یا متفرق حالانکہ ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت خراسان میں اور ان اعمال میں جو اس کے متعلق ہیں اور جو اس کے ساتھ شامل ہیں اس وقت نہیں ہے اور ابراہیم المود باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت شام اور اس کے جنود میں اس وقت نہیں ہے مگر محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر فرض ہے کہ وہ ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو خراسان اور اس کے ان اعمال کی طرف روانہ کرے جو اس کے متعلق اور اس میں شامل ہیں اور ان کی ولایت اور اس کے کل اعمال (اختیارات) اور اس کے تمام جنود اور اس کے اندر کے تمام دیہات اس کے سپرد کرے جیسا کہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو والی بنایا لہذا اس ولایت سے اسے نہ روکے اور نہ خود اسے روکے اور نہ کچھ ان شہروں میں سے خراسان اور دیہات سے اور اس کے وہ اعمال جو اس کے متعلق ہیں جلد اسے وہاں کا اور وہاں کے تمام اعمال کا والی بنا کر روانہ کرے اس طرح کہ وہ تنہا وہاں کا (مختار ہو) اور وہاں کے تمام اعمال اس کے سپرد ہوں تاکہ وہ اپنے ماتحت دیہات میں سے جہاں چاہے اترے اور اسے

وہاں سے منتقل نہ کرے اور اس کے ہمراہ ان سب کو روانہ کرے جنھیں امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دیا اور اس کے موالی (آزاد غلاموں) سرداروں اور شا کر یہ اور ساتھی اور کاتب و عامل و خادم اور انسانوں میں سے جو اس کے ساتھ کر دے اور نہ اس سے کسی کو روکے اور نہ اس کے اعمال میں کسی کو شریک کرے اور نہ اس پر کسی امین کو مقرر کرے نہ کاتب کو نہ ذاک کے افسر کو اور نہ قلیل میں اس کا ہاتھ روکے نہ کثیر میں۔

محمد المعتز باللہ ابراہیم الموید باللہ امیر المومنین کو شام اور اس کے لشکروں کی طرف جانے میں آزاد رکھے مع اس جماعت کے جو امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دی اور جو وہ اپنے آزاد کردہ غلاموں اور فوج کے سرداروں اور خادموں اور لشکروں اور شا کر یہ اور ساتھیوں اور عاملوں اور خادموں میں سے اور جو لوگ اس کے تابع ہیں مع ان کی بیویوں بچوں اور اموال کے کہ ان میں سے کسی کو نہ روکے اور اس کی (شام) کی ولایت اور اس کے اعمال (اختیارات) اور اس کے لشکر کل کے کل اس کے سپرد کر دے اور اسے ان میں سے کسی سے نہ روکے اور نہ خود اسے روکے اور نہ وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے جلد اسے شام اور اس کے لشکروں پر والی بنا کر روانہ کر دے اور اسے وہاں سے منتقل نہ کرے اور یہ کہ اس (معتز) پر اس کے (موید) کے لیے ان سرداروں اور آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں اور لشکروں اور شا کر یہ اور دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں اور تمام اسباب و وجوہ میں مثل اسی کے ہے جو محمد المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے خراسان اور اس کے اعمال میں شرط کی گئی ہے جیسا کہ اسے لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور خلاصہ کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا۔

اور ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اسے خلافت پہنچے تو اور ابراہیم الموید باللہ شام میں مقیم ہو تو فرض ہے کہ وہ اسے وہاں برقرار رکھے یا وہ اس کے سامنے ہو یا اس کے پاس سے غائب ہو تو اسے اس کے عمل شام پر روانہ کر دے۔ اور اس کے (شام کے) لشکر اور اس کی ولایت اور اس کے اعمال کل کے کل اس کے سپرد کر دے اور اس کو اس (شام) سے نہ روکے اور اسے روکے اور نہ اس سے وہاں کے شہروں میں رہے کوئی شہر روکے اور یہ کہ اسے جلد وہاں کا اور وہاں کے اعمال کا والی بنا کر روانہ کر دے، مثل اس شرط کے جو ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر خراسان اور اس کے اعمال کے بارے میں گئی، جیسا کہ لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں شرط کر دیا گیا امیر المومنین نے کسی شخص کو جس پر یا جس کے لیے یہ شرطیں کی گئیں، محمد المعتز باللہ اور ابو عبد اللہ المعتز باللہ اور ابراہیم الموید باللہ فرزندان امیر المومنین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ جو کچھ ہم نے اس عہد نامے میں موکد کر دیا اور مشروط کر دیا اس میں سے کچھ کم کر دے اور ان سب پر اس کا پورا کرنا واجب ہے اللہ قبول نہ کرے گا ان سے مگر یہی اور نہ کوئی تمسک مگر جس میں عہد ہو اور اللہ کے عہد کی باز پرس ہوگی جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اللہ رب العلمین اور حاضرین مسلمین کو ان تمام شرائط پر جو اس عہد نامے میں ہیں اپنی جانب سے ان کے محمد المعتز باللہ اور المعتز باللہ اور ابراہیم الموید باللہ فرزندان امیر المومنین پر جاری کرنے پر مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں بیان کر دیا گیا، گواہ بنا دیا اور اللہ ہی شہادت کے لیے کافی ہے اور اسی کی اعانت اس شخص کے لیے جو امیدوار بن کر اس کی اطاعت کرے اور خائف بن کر اس کے عہد کو پورا کرے اور اللہ ہی اس شخص سے حساب لینے اور اس

پر عذاب کرنے کے لیے کافی ہے جو دیدہ و دانستہ اس کی مخالفت کرے یا کوشش کر کے اس سے اعراض کرے۔
خلافت نامے کے نسخہ:

اس عہد نامے کے چار نسخے لکھے گئے تھے جن میں سے ہر نسخہ پر امیر المومنین کے سامنے گواہوں کی شہادت واقع ہوئی ان میں سے ایک نسخہ امیر المومنین کے خزانے میں اور ایک محمد المختصر ابن امیر المومنین کے اور ایک ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے اور ایک ابراہیم المود باللہ ابن امیر المومنین کے پاس رہا۔

المعتز باللہ کی ولایت:

جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے ابو عبد اللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو اعمال فارس و آذربائجان و آرمینہ سے جو اعمال خراسان اور اس کے دیہات کے متصل ہے وہاں تک اور ان اعمال کا جو ان کے متصل ہیں اور انھیں میں شامل ہیں والی بنا دیا اس شرط پر کہ اس کے لیے محمد المختصر باللہ ابن امیر المومنین پر اس معاملے میں وہی فرض کرتا ہے جو اس نے خود اپنے عہد نامے میں اور اعمال کے اس کے سپرد کرنے میں اور ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے ساتھ شامل ہیں اور تمام وہ لوگ جو اس سے مدد چاہتے ہیں خراسان اور اس کے ان دیہات میں جو خراسان میں شامل ہیں اور اس کے متصل ہیں کیا جیسا کہ ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا۔

اور ابراہیم ابن العباس بن محمد بن صول نے ان تینوں فرزندان متوکل مختصر اور معتز اور مود کی مدح کی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کی وفات:

اسی سال اسحاق بن ابراہیم پل کے افسر کی وفات سے شنبہ ۲۳/ ذی الحجہ کو ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۲۳/ کو ہوئی اور اس کا فرزند اس کا قائم مقام بنایا گیا اور اسے پانچ خلعت پہنائے گئے اور تلوار اس کے گلے میں ڈالی گئی اور متوکل نے جب اسے اس کی بیماری کی خبر پہنچی تو اس کی عیادت کے لیے اپنے فرزند معتز کو بغا الشراہی اور سرداروں اور لشکر کی جماعت کے ہمراہ بھیجا۔

متفرق واقعات:

مذکور ہے کہ اسی سال دجلے کا پانی متغیر ہو کر تین دن تک زرد رہا اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے پھر نہروں کے پانی کے رنگ میں آ گیا اور یہ ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعض اطراف سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ مذکور ہے کہ انھوں نے ایک قوم (بغاوت) کے لیے جمع کی تھی عمر بن فرج نے ان کو اٹھارہ تازیانے مارے اور بغداد کے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۶ھ کے واقعات

محمد بن ابراہیم:

محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق برادر اسحاق بن ابراہیم کا فارس میں قتل کیا جانا ہے۔
مجھ سے ایک سے زیادہ لوگوں نے محمد بن اسحاق بن ابراہیم (کی روایت) سے بیان کیا کہ اس کے والد اسحاق کو اس کے متعلق (یعنی محمد بن اسحاق) کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ وہ بڑا کھاؤ (بہت کھانے والا) ہے کہ کوئی چیز اس کا پیٹ نہیں بھر سکتی، اس نے (یعنی اسحاق نے) کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور زیادہ تیار کرنے کا پھر اسے بلا بھیجا پھر اس سے کہا کہ میں آج تیرا کھانا دیکھنا چاہتا ہوں پھر اس نے کھایا اور بہت کھایا یہاں تک کہ اسحاق کو اس پر تعجب ہوا بعد اس گمان کے سیر ہو گیا اور کھانے سے اس کا پیٹ بھر گیا، بھنا ہوا گوشت اس کے سامنے لایا گیا اس نے وہ بھی کھالیا یہاں تک کہ سوائے اس کی ہڈیوں کے کچھ نہ بچا، جب کھا چکا تو اسحاق نے کہا اے میرے فرزند تیرے باپ کا مال تیرے لیے میرے مال سے زیادہ وزنی ہے اسے (امیر المومنین کے) دروازے پر بھیج دیا اور اسے ملے، کیونکہ اس کا مال تیرے لیے میرے مال سے زیادہ وزنی ہے اسے (امیر المومنین کے) دروازے پر بھیج دیا اور اسے دروازے پر ملازم کر دیا، پھر وہ اپنے باپ کی زندگی بھر بادشاہ کی خدمت میں اور اس کے دروازے پر اپنے باپ کا نائب رہا، یہاں تک کہ اس کا باپ اسحاق مر گیا۔

محمد بن ابراہیم کا امارت فارس پر تقرر:

المعز نے اسے فارس کا عہدہ دے دیا، المعز نے اسی سال محرم میں یمامہ، بحرین اور راہ مکہ کا عہدہ دار بنایا المتوکل نے اس کے باپ کے تمام اعمال اس کے سپرد کر دیئے، المعز نے ولایت مصر بڑھادی اور یہ اس لیے ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ جواہر اور اشیائے نفیسہ اس قسم کی اس کے باپ کے خزانوں میں تھیں جو ان کے (متوکل وغیرہ کے) نزدیک بڑے مرتبے کی تھیں متوکل اور اس کے ولی عہدوں کے پاس پہنچا دیں تو انھوں نے اسے اور اس کے مرتبے کو بلند کر دیا، جب محمد بن ابراہیم کو اس برتاؤ کی خبر پہنچی جو اس کے بھتیجے محمد بن اسحاق کے ساتھ کیا گیا تو وہ حکومت سے ناخوش ہوا اور متوکل کو اس کی جانب سے ایسے امور کی خبر پہنچی جنھیں اس نے برا سمجھا۔

محمد بن ابراہیم کی معز ولی:

بعض نے مجھے خبر دی کہ محمد بن ابراہیم کی ناخوشی اپنے بھتیجے محمد بن اسحاق کی وجہ سے اور اس کے خراج فارس پر مقرر کیے جانے کے باعث تھی محمد نے اس معاملے میں اپنے چچا محمد بن ابراہیم کی ناخوشی کی متوکل سے شکایت کی تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر کشادہ کر دیا، اور کام کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا، محمد بن اسحاق نے الحسین بن اسمعیل بن ابراہیم بن مصعب کو فارس کا والی بنایا اور اپنے چچا کو معز ول کر دیا، محمد نے الحسین بن اسمعیل کو اپنے چچا محمد بن ابراہیم کے قتل کرنے کا حکم دیا، پھر بیان کیا گیا کہ جب وہ (الحسین) فارس پہنچا تو اس نے نوروز کے دن اسے (محمد بن ابراہیم کو) ہدیے سوغات بھیجے۔

محمد بن ابراہیم کا خاتمہ:

جو چیزیں اسے ہدیہ دی گئیں ان میں حلو بھی تھا محمد بن ابراہیم نے اس میں کچھ کھایا، پھر الحسین بن اسمعیل اس کے پاس آیا

الحسین نے اسے دوسری جگہ پہنچانے اور دوبارہ حلوادینے کا حکم دیا اس نے پھر اس میں سے کچھ کھایا پھر اسے پیاس لگی تو پانی مانگا مگر پانی روک دیا گیا اس نے اس مقام سے جہاں وہ داخل کیا گیا تھا نکلنے کا ارادہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ قید میں ہے اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے پھر وہ دو شبانہ روز زندہ رہا اور مر گیا پھر اس کے مال و عیال سوا و نٹوں پر سامرا پہنچا دیئے گئے۔

فرمان تعزیت:

جب متوکل کو محمد بن ابراہیم کی خبر مرگ پہنچی تو اس نے طاہر بن عبد اللہ ابن طاہر کے نام یہ فرمان لکھنے کا حکم دیا۔

اما بعد! بے شک امیر المومنین ہر فائدے و نعمت کے ساتھ تجھے اللہ کی نعمتوں پر مبارک باد دینا تیرا حق سمجھتا ہے اور اس کی مقدر کی ہوئی مصیبتوں پر تیری تعزیت کرنے کا تجھے مستحق جانتا ہے اللہ نے محمد بن ابراہیم مولیٰ امیر المومنین کے حق میں وہی فیصلہ کر دیا جو فیصلہ اس کا اپنے تمام بندوں کے حق میں ہے کہ ان کے لیے فنا ہے اور اس کے لیے بقا امیر المومنین محمد کی تجھ سے تعزیت کرتا ہے اور اس امر سے تسلی دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مصائب میں اپنے حکم پر عمل کرنے والے کے لیے کثیر ثواب اور اجر مقرر کیا ہے بس اللہ اور جو تجھے اللہ کا مقرب کرے تمام احوال میں تیرے لیے زیادہ محبوب ہو کیونکہ اللہ کے شکر کے ساتھ مزید ثواب ہے اور اللہ کے حکم کے آگے جھک جانا اس کی رضا ہے اور اللہ ہی سے امیر المومنین کی توفیق ہے۔ والسلام

وفات ابن سہل:

اسی سال اول ذی الحجہ میں بعض کے قول میں الحسن بن سہل کی وفات ہوئی اور اسی قائل کا قول ہے کہ اسی مہینے کی ۲۶ تاریخ کو محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی۔

القاسم بن احمد الکوفی سے مذکور ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں ۲۳۵ھ میں الفتح بن خاقان کی خدمت میں تھا الفتح متوکل کے کئی اعمال کا والی تھا ان میں سامرا و ہارونی اور اس کے قرب و جوار کے خاص و عام کی خبر دینا تھا ابراہیم بن عطا کا جو سامرا میں اخبار کا متولی تھا ایک عریضہ آیا جس میں الحسن بن سہل کی وفات کا ذکر تھا کہ اس نے ۲۵/ ذی قعدہ ۲۳۵ھ یوم پنج شنبہ کو صبح کے وقت ایک دوا پی جو اسے نقصان کر گئی اسی دن ظہر کے وقت مر گیا متوکل نے اپنے خزانے سے اس کی تجبیر و تکفین کا حکم دیا لاش جب تختہ غسل پر رکھی گئی تو تجارت کی ایک جماعت اس کو لپٹ گئی جو الحسن بن سہل کے قرض خواہوں میں سے تھے اسے دفن کرنے سے روکا بیچی بن خاقان اور ابراہیم بن عتاب اور ایک اور شخص مسمیٰ بیری عوٹ نے ان کے معاملے کا فیصلہ کیا قرض خواہوں نے اپنا مطالبہ ترک کر دیا اور وہ دفن کر دیا گیا جب دوسرا دن ہوا تو مدینۃ السلام (بغداد) کے صاحب البرید (افسرداک) کا ۵/ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ کو بعد ظہر محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے متعلق عریضہ آیا۔

متوکل نے اس پر بہت افسوس کیا اور کہا اللہ بزرگ برتر ہے الحسن اور محمد بن اسحاق کی موت ایک ہی وقت میں کس طرح آ گئی۔

مشہد کربلا:

اسی سال متوکل نے حضرت حسین بن علیؑ کی قبر اور اس کے قرب و جوار کے مکانات منہدم کرنے کا حکم دیا کہ ان کی قبر کے مقام پر بل چلایا جائے آب پاشی کی جائے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روکا جائے مذکور ہے کہ افسر پولیس کے عامل نے اس علاقے میں ندائے عام دے دی کہ تین دن کے بعد ہم جسے ان کی قبر کے پاس پائیں گے اسے قید خانے بھیج دیں گے لوگ بھاگ گئے

اور اس طرف جانے سے باز آگئے، اس مقام پر بل چلا دیا گیا اور اس کے اطراف میں زراعت ہونے لگی۔
متفرق واقعات:

اسی سال متوکل نے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو کاتب اور محمد بن الفضل الجرجانی کو حاکم بنایا۔
اسی سال المختصر نے حج کیا اور اس کے ہمراہ اس کی دادی شجاع ام متوکل نے بھی حج کیا، متوکل نے نجف تک اس کی مشایعت کی (یعنی اسے رخصت کرنے گیا)۔
اسی سال ابوسعید محمد بن یوسف المروزی نے الکج کو ہلاک کیا۔

مذکور ہے کہ فارس بن الشرابی نے جو اپنے باپ کا نائب تھا، ابوسعید کو جو طے کا آزاد کردہ غلام تھا آذربائیجان و ارمینہ کا عہدہ دیا، اس نے کرخ (کرخ فیروز) میں لشکر جمع کیا، جب ۲۳/ شوال ہوئی وہ کرخ میں تھا، ایک مر گیا، ایک موزہ پہنا تھا اور دوسرے کو پہننے کے لیے بھیج رہا تھا کہ مر کے گر پڑا، متوکل نے اس کے بیٹے یوسف کو اس جنگ کا والی بنایا جس کا والی اس کا باپ تھا، اور اس کے بعد اسے اس علاقے کے خراج اور ضیاع کا والی بنا دیا، وہ اس علاقے میں گیا، اس کا انتظام کیا اور اپنے عمال کو ہر طرف بھیجا۔
امیر حج المختصر محمد بن متوکل:

اس سال المختصر محمد بن جعفر المتوکل نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳ھ کے واقعات

بغاوت ارمینہ:

اس کے قبل ہم فصل گزشتہ میں متوکل کے یوسف ابن محمد کو ارمینہ کا عامل بنانے کا سبب بیان کر چکے ہیں، اہل ارمینہ کے اس پر حملے کا سبب یہ ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ جب وہ اپنے عمل کے لیے ارمینہ گیا تو بطریقوں (پادریوں) میں سے ایک شخص نکلا جس کا نام بقراط بن اشوط تھا اور اسے بطریق البطارقہ (بڑا پادری) کہا جاتا تھا، وہ امارت و حکومت کا طلب گار تھا، یوسف بن محمد نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر دیا اور اسے خلیفہ کے دروازے پر بھیج دیا، بقراط ابن اشوط کو روانہ کر دیا تو بقراط ابن اشوط کے بھتیجے نے اور بطریقوں (پادریوں) کی ایک جماعت نے اس کے خلاف اجتماع کیا، اس شہر میں برف گر رہی تھی جس میں یوسف تھا اور وہ شہر جیسا کہ بیان کیا گیا طرون تھا۔

یوسف بن محمد کی مصوری:

جب برف رک گئی تو وہ لوگ ہر طرف سے اس شہر پر اونٹ بٹھانے لگے اور یوسف کا اور اس شہر میں اس کے ہمراہیوں کا انھوں نے محاصرہ کر لیا، یوسف شہر کے دروازے کی طرف نکلا، اس نے ان سے قتال کیا، انھوں نے اسے بھی قتل کر دیا اور جس نے اس کے ہمراہ قتال کیا (اسے بھی قتل کر دیا) لیکن جس نے اس کے ساتھ (ہو کر) قتال نہیں کیا انھوں نے اس سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دے اور برہنہ ہو کر چلا جا، ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور برہنہ پاؤں برہنہ بدن ہو کر نجات حاصل کر لی اکثر سردی سے مر گئے، ایک جماعت کی انگلیاں گر گئیں اور نجات پائی، بطارقہ (پادریوں) نے، جب یوسف نے بقراط بن اشوط کو (گرفتار

کر کے) بھیج دیا تو باہم اس کے قتل پر قسم کھالی اس کے خون کی نذر مانی، موسیٰ بن زرارہ نے جو بقرط کا داماد تھا اس سے اس پر اتفاق کیا، پھر سوادۃ ابن عبد الحمید الحجازی نے یوسف بن ابی سعید کو اپنے موضع میں بٹھرنے سے منع کیا، اسے بطارقہ (پادریوں) کے متعلق آئی ہوئی خبروں سے آگاہ کیا، مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا، وہ جماعت ماہ رمضان میں اس کے پاس آگئی، شہر کی دیوار کا محاصرہ کر لیا، برف بیس گز کے قریب شہر کے گرد اگر تھی خلاط سے دیہل تک ساری دنیا برف ہو رہی تھی۔

یوسف بن محمد کا قتل:

یوسف نے اس کے قتل اپنے ساتھیوں کو اپنے عمل کے دیہات میں منتشر کر دیا تھا، ان دیہات میں سے ہر طرف اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت روانہ ہو گئی تھی، ان کے ہر گروہ کی طرف بطارقہ (پادریوں) اور ان کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت روانہ کی گئی جنہوں نے ان کو قتل کر دیا، ایک ہی دن میں قتل کیا شہر کا محاصرہ انہوں نے کئی روز تک کیا تھا، یوسف ان کی طرف نکلا اور ان سے قتال کیا، یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔

اہل ارمینہ کی سرکوبی:

متوکل نے بغاالشرابی کو یوسف کے خون کا عوض لینے کو ارمینہ بھیجا، وہ جزیرے کی طرف سے وہاں روانہ ہوا، ارزن میں موسیٰ بن زرارہ کو پایا گیا اس کی اسمعیل اور سلیمان اور احمد اور عیسیٰ اور محمد اور ہارون سے برادری تھی، بغا موسیٰ بن زرارہ کو (گرفتار کر کے) خلیفہ کے دروازے پر لے گیا، پھر روانہ ہوا، پھر کوہ الخوشیہ میں قیام کیا، اہل ارمینہ اور یوسف ابن محمد کے قاتلین کی بہت بڑی جماعت تھی، اس نے ان سے جنگ کی، ان پر فتح پائی، اس نے قریب تیس ہزار کے قتل کیے اور ان میں سے ایک کثیر مخلوق کو قید کر لیا، جنہیں ارمینہ ہی میں فروخت کر دیا، پھر الہاق کے شہروں کی طرف گیا، پھر اشوط بن حمزۃ العباس کے باپ کو قید کیا جو الہاق کا مالک تھا، الہاق البسفر جان اور نبی المنشوی کے دیہات میں سے ہے، پھر ارمینہ کے شہر دیہل گیا، وہاں ایک مہینے قیام کیا، پھر تغلیس چلا گیا، اسی سال عبداللہ ابن اسحاق بن ابراہیم بغداد اور اس کے دیہات کے معاون کا والی بنایا گیا۔

ولایت ابن طاہر:

اسی سال ۲۳/ ربیع الآخر کو محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے آیا، پھر وہ شرطہ (پولیس) جزیرہ (ٹیکس) کا اور دیہات کے اعمال کا اور مدینۃ السلام میں امیر المؤمنین کی نیابت کا والی بنایا گیا، پھر وہ بغداد چلا گیا۔

محمد بن دواد کی معزولی:

اس سال متوکل نے محمد بن ابی دواد کو مظالم (فوج داری کے کام) سے معزول کر دیا اور اس پر محمد بن یعقوب المعروف بابی الربیع کو والی بنایا۔

اسی سال ابن اکثم سے ناراضگی رفع ہوئی، وہ بغداد میں تھا، پھر سامرا لایا گیا اور قاضی القضاۃ بنایا گیا، پھر مظالم (فوج داری) کا بھی والی بنایا گیا، متوکل نے اسی سال ۲۰/ صفر کو محمد بن احمد بن ابی داؤد کو مظالم سامرا (محکمہ فوج داری) معزول کر دیا تھا۔

ابن ابی دواد پر عتاب:

اسی سال متوکل ابن ابی دواد پر ناراض ہوا، ۲۵/ صفر کو احمد بن ابی داؤد کی جائداد پر پہرہ مقرر کرنے کا حکم دیا، ۲۳/ ربیع

الاول یوم شنبہ کو اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن ابی دواد یوان الخراج میں قید کیا گیا، اس کے بھائی عبید اللہ بن السری صاحب الشرطہ (افسر پولیس) کے نائب کے پاس قید کیے گئے، جب دوشنبہ کا دن ہوا تو ابوالولید ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کے قیمتی جواہر لے گیا اس کے بعد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم پر صلح کی گئی، ان کی تمام جائداد کی بیع پر سب کو گواہ بنایا گیا، احمد بن ابی دواد پر فاج گری گیا تھا، جب ۷ شعبان کو چہار شنبہ کا دن ہوا تو متوکل نے احمد بن ابی دواد کے لڑکوں کے متعلق حکم دیا، وہ لوگ بغداد کی طرف نکال دیئے گئے، ابوالعتاہیہ نے (یہ اشعار کہے)۔

اگر عقل میں تو ہدایت کی طرف منسوب ہوتا۔ اور تیرا ارادہ ایسا ہوتا جس میں توفیق ہوتی۔

تو تیری مشغولی فقہ میں ہوتی، اگر تو اس پر کلام اللہ کے مخلوق کہنے سے قناعت کرتا۔

(یعنی اگر تو ہدایت یافتہ ہوتا تو بجائے کلام اللہ کو مخلوق کہنے کے توفیق میں مشغول ہوتا اور اسی پر قناعت کرتا) تجھے کیا ہوا۔ حالانکہ دین کی اصل سب کو جمع کرتی ہے تو فرع میں نہ ہوتا اگر جہل و حماقت نہ ہوتی۔

اسی سال انجی کو لوگوں کے رفاہ عام کا عہدہ دار بنایا گیا۔

الحمار کے اشعار:

اسی سال ابن اسلم نے قضاء الشرقیہ کا حیان بن بشر کو والی بنایا، اور سوار بن عبد اللہ العنبر ی کو قضا خانہ غری کا والی بنایا۔ دونوں کا نے تھے الحمار نے یہ (اشعار کہے)۔

تو نے بڑے آدمیوں میں سے دو قاضی دیکھے۔ کہ وہ دونوں مشرق و مغرب میں ایک نئی چیز ہیں۔

قطعاً ان دونوں نے آپس میں نایابی کو نصف نصف تقسیم کر لیا۔ جیسا کہ ان دونوں نے دو جانوں کی قضا تقسیم کر لی۔

جب ان دونوں میں سے کوئی اپنا سر ہلاتا ہے تو تو سمجھتا ہے کہ (یہ اس لیے سر ہلاتا ہے) کہ میراث اور دین کے معاملے میں غور کرے۔

گویا کہ تو نے اس کے سر پر شراب کا مڑکا اوندھا دیا۔ ایک آنکھ سے اس کا ڈھکنا کھول دیا۔

(یعنی وہ قاضی جب سر ہلاتا ہے تو اس کی ٹوپی شراب کا مڑکا معلوم ہوتی ہے۔ اور جو آنکھ کافی نہیں ہے وہ مٹکے کا کھلا ہوا ڈھکنا معلوم

ہوتی ہے)۔

وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت پر زمانے کی فال ہیں۔ جب کہ اس نے محکمہ قضا کا دوکانوں سے افتتاح کیا۔

قرآن مجید کے متعلق بحث کی ممانعت:

اسی سال عید کے دن متوکل نے (مقتول) احمد بن نصر بن مالک الخزاعی کی لاش اس کے دفن کے لیے اس کے وارثوں کو

دینے کا حکم دیا، ایسا کیا گیا اور لاش انھیں دے دی گئی جب متوکل کو خلافت پہنچی تھی تو اس نے قرآن مجید کے بارے میں بحث کرنے

کی ممانعت کر دی تھی، اس کے متعلق ہر طرف اس کے فرمان جاری کر دیئے گئے۔

احمد بن نصر کی تدفین:

احمد بن نصر کے تختے سے اتارنے پر پریشانی پھیل گئی، عوام الناس اور چرواہے اس تختے کے مقام پر جمع ہو گئے اور انھوں نے

جوم کیا اور اعتراض کرنے لگے یہ خبر متوکل کو پہنچی تو اس نے نصر بن الیث کو ان کی طرف روانہ کیا، اس نے ان میں سے قریب بیس

آدمی گرفتار کر لے انھیں مارا اور قید کر دیا پھر اس نے اس کے معاملے میں عوام کے بکثرت جمع ہونے کی وجہ سے احمد بن نصر کا اس کے تختے سے اتارنا ترک کر دیا وہ لوگ جو اس کے سبب سے گرفتار کیے گئے تھے ایک زمانے تک قید رہے پھر رہا کر دیا گیا۔

جس وقت میں کہ میں نے ذکر کیا جب اس کی لاش اس کے وارثوں کو دے دی گئی تو اس کا بختیا موسیٰ اسے بغداد لے گیا اور اسے غسل دے کر دفن کر دیا گیا اور اس کا سر اس کے بدن کے ساتھ شامل کر دیا گیا، عبدالرحمن بن حمزہ نے اس کا جسم ایک مصری رومال میں لپیٹ لیا، پھر اپنے مکان لے گیا، کفن دیا اس کی نماز پڑھی اسے قبر میں داخل کرنے پر اس کے بعض اعزہ کے ہمراہ ایک شخص تیار میں سے مقرر ہوا جو الازاری کہلاتا تھا، بغداد کے صاحب البرید (افسر محکمہ ڈاک) نے جو ابن الکلی مشہور تھا اور واسطہ کے علاقے کے ایک موضع کا باشندہ تھا، جو الکلیانیہ کہلاتا تھا، عوام کا حال اور ان کا اجتماع اور احمد بن نصر کے جنازے کے ساتھ ہمدردی اور اس کے سر کی جستجو کا واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا۔ متوکل نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ ابن الازاری بوجہ کبر سنی مضغہ گوشت ہونے کے باوجود قبر میں کیونکر داخل ہوا، ابن اکثم نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ اس کا دوست تھا۔

متفرق واقعات:

متوکل نے عوام الناس کو اس قسم کے معاملات میں جمع ہونے اور حرکت کرنے کی ممانعت کے لیے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا، ان میں سے کسی نے اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ عام لوگوں کو ڈرادے۔
متوکل نے لکھ دیا جس میں اجتماع کی ممانعت تھی۔

امیر حج علی بن عیسیٰ:

اسی سال موسم حج میں علی بن یحییٰ الارضی نے جنگ کی علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۸ھ کے واقعات

حادثہ تفلیس:

مذکور ہے کہ بغا قاتلین اہل ارمنیہ کے یوسف بن محمد کو قتل کر دینے کے سبب سے جب دہل گیا تو وہاں ایک مہینے قیام کیا جب دس ربیع الاول ۲۳۸ھ شنبہ کا دن ہوا تو بغا نے زریک الترکی کو روانہ کیا، وہ الکر کے پار ہو گیا جو ایک عظیم الشان نہر ہے جیسی کہ الصراۃ بغداد میں ہے، بہت بڑی نہر ہے، تفلیس کے غربی جانب اور ضغد نیل کے شرقی جانب میں رہے بغا کی چھاؤنی جانب شرقی میں تھی، زریک الکر سے گزر کر تفلیس کے میدان تک پہنچ گیا، تفلیس کے پانچ دروازے تھے۔

۱۔ باب امیدان ۲۔ باب قرین ۳۔ باب صغیر ۴۔ باب الربض ۵۔ باب ضغد نیل اور الکر ایک نہر تھی جو شہر میں گرتی تھی۔ بغا نے ابو العباس الواثی النصرانی کو اہل ارمنیہ کے عرب و عجم کی طرف روانہ کیا پھر زریک ان کے پاس میدان کی طرف سے اسحاق بن اسمعیل زریک کی طرف نکلا اور اس سے قتال کرنے لگا۔

اسحاق بن اسمعیل کا قتل:

بغا شہر کے بلند ٹکڑے کے قدرے نشیبی ٹیلے پر جو ضغد نیل کے قریب تھا ٹھہر گیا تاکہ یہ دیکھے کہ زریک اور ابو العباس کیا کرت

ہے، بغا نے منی کے تیل والے بیجے جنھوں نے شہر میں آگ لگا دی، (یہ شہر صنوبر کی لکڑی کا تھا) ہوائے صنوبر میں (آگ) بھڑکا دی، پھر اسحاق بن اسماعیل شہر کے سامنے آیا کیا دیکھتا ہے کہ اس کے محل اور اس کے اطراف میں آگ لگی ہوئی ہے اسے آگ نے گھیر لیا ہے، ترک اور مغربی لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے پکڑ کر قید کر لیا، اس کے بیٹے عمر کو بھی گرفتار کر لیا، ان دونوں کو بغا کے پاس لائے، بغا نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ باب الحسک لوٹا دیا گیا اور قید رہا یہاں تک کہ اس جگہ اس کی گردن مار دی گئی، اس کا سر بغا کے پاس پہنچا دیا گیا اور اس کی لاش الکر پر لگا دی وہ ایک بوڑھا موٹے سر کا آدمی تھا جو دسے کا خضاب کرتا تھا، گندم گوں تھا چند یا پر بال نہ تھے اور بھینگا تھا اس کا سر باب الحسک پر لٹکا دیا گیا اور جو شخص اس کے قتل پر مقرر ہوا وہ غامش نائب بغا تھا۔

تقلیس کی تارا جی:

شہر میں قریب پچاس آدمی جلاد دیئے گئے۔ ایک شبانہ روز میں آگ بجھ گئی اس لیے کہ وہ صنوبر کی آگ تھی جسے بقا نہیں ہوتی صبح ہوئی تو مغربیوں نے جو زندہ تھے انھیں قید کر لیا اور مردوں کا مال چھین لیا، اسحاق کی عورت ضغہ بیل میں ٹھہری ہوئی تھی جو تقلیس کے مقابل شرقی جان میں ہے یہ وہ شہر ہے جسے کسریٰ انوشیروان نے بنایا، اسحاق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اس کی خندق کھود دی تھی اس میں الخوشیہ وغیرہ کے جنگجو رکھے تھے، بغا نے انھیں امان دے دی اس شرط پر کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں اسحاق کی عورت صاحب السریہ (بادشاہ) کی بیٹی تھی جیسا کہ مذکور ہے۔

قلعہ الجردمان کی تسخیر:

بغا نے زبرک کو لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ الجردمان کی طرف روانہ کیا جو برزہ اور تقلیس کے درمیان ہے، زبرک نے الجردمان بھی فتح کر لیا اور اس کے بطریق (پادری) القطریج کو پکڑ کر قید کر لیا، پھر اسے لشکر لے گیا، بغا نے عیسیٰ بن یوسف کی طرف کوچ کیا جو اصطغانوس کا بھانجا تھا اور جو البلیقان کے موضع کشیش کے قلعے میں تھا، کشیش اور البلیقان میں دس فرسخ کا فاصلہ تھا (ایک فرسخ تین میل) البلیقان اور برزہ میں پندرہ فرسخ کا فاصلہ تھا، بغا نے جنگ کی اسے فتح کیا اور اسے (عیسیٰ بن یوسف) کو گرفتار کر لیا، اسے اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے کو اور اس کے باپ کو لے گیا، ابو العباس الواثی کو بھی لے گیا، جس کا نام سنباط بن اشوط تھا، اس کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سنباط بطریق اران کو بھی لے گیا اور آذر نرسی بن اسحاق الخاشی کو بھی (گرفتار کر لے گیا)۔

لشکر دمیاط کی فسطاط میں طلبی:

اسی سال دولت روم کی جانب سے عرفا اور ابن قطونا اور امر و نافہ کے ہمراہ تین سو کشتیاں آئیں وہ سب رئیس بحر تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سو سو کشتیاں تھیں، پھر ابن قطونا نے دمیاط میں قیام کیا اور دمیاط اور ساحل کے درمیان الحمیرہ کے مشابہہ ہے کہ اس میں پانی آدمی کے سینے تک ہوتا ہے جو شخص اس سے زمین کی طرف آ جاتا ہے وہ دریا کی کشتیوں (کے سفر) سے بچ جاتا ہے، ایک جماعت اس سے نکل آئی تو وہ سلامت رہی اور ایک بڑی جماعت عورتوں اور بچوں کی غرق ہو گئی، جنھیں قوت تھی وہ کشتیوں میں سوار ہو گئے اور علاقہ الفسطاط کی طرف نجات پا گئے اور اس کے (دمیاط کے) افسطاط کے درمیان چار دن چلنے کا راستہ ہے اور معونت مصر کا والی عنبنہ ابن اسحاق الضمی تھا جب عید آئی تو اس نے دمیاط کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ فسطاط حاضر ہوں کہ عید میں ان سے رونق حاصل کرے، دمیاط کو لشکر سے خالی کر دیا۔

رومیوں کی دمیاط میں غارت گری:

علاقہ شطاء سے جہاں شطوی لوگ کام کرتے تھے روم کی کشتیاں پہنچیں پھر وہاں سو کشتیاں ٹھہر گئیں کہ ہر کشتی میں پچاس سے سو آدمی سوار تھے وہ لوگ نکل کر وہاں (دمیاط) گئے اور وہاں انھوں نے جتنے مکانات اور جھونپڑے پائے سب جلا دیئے، جتنے ہتھیار وہاں تھے سب اٹھالیے قریب سو بانس اور ان کے نیزے کے ابو حفص مالک افریطش کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا، مردوں میں سے جسے وہ لوگ قتل کر سکے اسے قتل کر دیا اور سامان اور شکر اور پارچہ کناس جو عراق بھیجنے کے لیے تیار کیا گیا تھا لے لیا، مسلمان اور قطبی عورتوں میں سے قریب چھ سو کے قید کر لیں، کہا جاتا ہے کہ ان میں مسلمان عورتیں ایک سو پچیس تھیں اور باقی قبط کی عورتیں تھیں، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رومی جوان کشتیوں میں تھے جو دمیاط میں ٹھہر گئیں قریب پانچ ہزار مرد تھے، ان لوگوں نے اپنی کشتیاں سامان اور مال اور عورتوں سے بھر لیں، اور کشتیوں کا خزانہ اور جو کشتیوں کی رسیاں تھیں جلا دیا، دمیاط کی جامع مسجد کو بھی جلا دیا اور یہودیوں کے عبادت خانے بھی جلا دیئے، جو عورتیں اور بچے ان سے بچ کر بحیرہ دمیاط میں غرق ہوئے وہ ان سے بہت زیادہ تھے جنھیں رومیوں نے قید کر لیا۔

رومی سیاہ کی مراجعت:

پھر رومی وہاں سے چلے گئے، مذکور ہے کہ ابن الاکشف دمیاط کے قید خانے میں قید تھا اسے عنبر نے قید کیا تھا اس کی بیڑی توڑ دی گئی اور نکلا پھر اس نے رومیوں سے قتال کیا اور ایک قوم نے اس کی مدد کی، روم کی ایک جماعت مقتول ہوئی، پھر وہ لوگ (روم) ساحل تینسی کی طرف گئے مگر پانی نے ان کی کشتیاں وہاں نہیں پہنچائیں، وہ ڈرے کہ ان کی کشتیاں دلدل میں نہ پھنس جائیں، جب پانی نے انھیں نہ اٹھایا تو وہ دمیاط کے ساحل کی طرف گئے وہ ایک ایسا ساحلی مقام ہے کہ اس کے اور تینس کے درمیان کچھ کم چودہ فرسخ کا فاصلہ ہے اس کی ایک دیوار اور لوہے کے دو دروازے ہیں جو معتصم کے حکم سے بنائے گئے تھے، انھوں نے اس کا اکثر حصہ تباہ کر دیا اور اس میں جتنے منجیق (گوپھن) اور عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) تھے سب جلا دیئے اس کے لوہے کے دونوں دروازے اکھاڑ لیے اور لے گئے پھر اس طرح اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے کہ کوئی ان کا مزاحم نہ ہوا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ۵/ جمادی الآخریوم ۳۵۷ شنبہ کو متوکل الشہابیہ گیا اور وہاں شنبہ تک قیام کیا رات کو بذریعہ کشتی قطر بل گیا پھر واپس آیا اور ۱۹/ جمادی الآخریوم ۳۵۷ شنبہ کو بغداد میں داخل ہوا، شہر کے بازار اور راستے میں گزرا یہاں تک کہ الزعفرانیہ میں اتر گیا، پھر مدائن چلا گیا۔ اسی سال موسیٰ گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی۔

امیر حج علی بن عیسیٰ:

اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۹ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

جو کچھ اس سال ہوا اس میں سے محرم میں متوکل کا ان ذمیوں کی گرفتاری کا حکم دینا ہے، کہ اپنی قبائروں و عسلیہ عبا میں نہیں، اور

سفر میں انھیں اس کا یہ حکم ہوا کہ معمولی گھوڑوں اور عربی گھوڑوں کو ترک کر کے ان کی سواری گدھوں اور خچروں پر ہو۔ اسی سال متوکل نے علی بن الجہم بن بدر کو خراسان کی طرف جلاوطن کیا۔ اسی سال جمادی الآخر میں صاحب انصاریہ باب العامہ پر قتل کیا گیا۔ اسی سال متوکل نے ان مسیحی عبادت خانوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جو زمانہ اسلام میں بنائے گئے۔ اسی سال ذی الحجہ میں ابوالولید محمد بن احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی۔ اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی۔

امیر حج عبداللہ بن محمد:

اور اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے جو والی مکہ تھا، لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو طریق مکہ سے کوفہ کے متصل تک کا والی تھا، پھر وہی موسم حج کے حادثات کا والی بنایا گیا۔ اسی سال نصاریٰ کی شعانین (عید فصح جو ہندوستان کے عیسائی اپریل کے پہلے بچے کو مناتے ہیں مشہور ہے کہ یہ حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا دن ہے) اور یوم نوروز ساتھ پڑا، یہ بیس ذی القعد یوم یک شنبہ کو ہوا، مذکور ہے کہ نصاریٰ کا گمان تھا کہ یہ دونوں عیدیں زمانہ اسلام میں کبھی جمع نہیں ہوں گی۔

۲۴۰ھ کے واقعات

جو کچھ اس سال ہوا اس میں اہل حمص کا اپنے عامل معونت پر حملہ کرنا ہے۔

اہل حمص کی شورش:

مذکور ہے کہ ان کے عامل معونت نے ایک شخص کو قتل کر دیا جو ان کے رؤسا میں سے تھا، اس زمانے میں ابوالمغیث الرافعی موسیٰ بن ابراہیم عامل تھا، اسی سال جمادی الآخر میں اہل حمص نے حملہ کر دیا، انھوں نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، اس کو اور صاحب الخراج کو اپنے شہر سے نکال دیا، اس کی خبر متوکل کو پہنچی تو اس نے عتاب بن عتاب کو ان کی طرف روانہ کیا اور اس کے ہمراہ محمد بن عبدویہ کر داس الانباری کو روانہ کیا، اسے (عتاب کو) یہ حکم دیا کہ وہ ان سے یہ کہے کہ امیر المومنین نے تمہارے ایک آدمی کی جگہ دوسرا آدمی بدل دیا، پھر اگر وہ سن لیں اور اطاعت کر لیں اور راضی ہو جائیں تو محمد بن عبدویہ کو ان پر والی بنا دینا اور اگر انکار کریں اور مخالفت پراڑے رہیں تو اپنی جگہ قیام کرنا، امیر المومنین کو لکھ بھیج، یہاں تک کہ وہ رجاء یا محمد بن رجاء انحصاری یا لشکر میں سے اور کسی کو ان کی جنگ کے لیے روانہ کرے۔

امارت حمص پر محمد بن عبدویہ کا تقرر:

عتاب بن عتاب سامرا سے ۲۵/ جمادی الآخر یوم دوشنبہ کو نکلا، وہ لوگ محمد بن عبدویہ پر راضی ہو گئے، اس نے اسے ان پر والی بنا دیا، پھر اس نے ان میں عجیب معاملے کیے۔

متفرق واقعات:

اسی سال محرم میں اپنے بیٹے ابو الولید محمد کے بعد احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی اس کا بیٹا اس سے بیس روز قبل بغداد میں ماہ ذی الحجہ میں مر چکا تھا۔

اسی سال ماہ صفر میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضا سے معزول کر دیا گیا اور جو کچھ اس کا بغداد میں تھا ضبط کر لیا گیا جس کی مقدار پچھتر ہزار دینار تھی اس کے گھر کے ستون کی قیمت دو ہزار دینار تھی اور چار ہزار جریب (زمین) بصرے میں تھی (جریب زمین کے ناپنے کا آلہ)۔

اسی سال صفر میں جعفر بن عبد الواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔

امیر حج عبد اللہ بن محمد:

اس سال عبد اللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا، اور جعفر بن دینار نے حج کیا اور وہی موسم حج کا والی تھا۔

۲۴۱ھ کے واقعات

اہل حمص کا محمد بن عبدویہ پر حملہ:

مذکور ہے کہ اسی سال جمادی الآخر میں اہل حمص نے اپنے عامل محمد بن عبدویہ پر مل جل کر حملہ کر دیا، حمص کے نصاریٰ میں سے ایک جماعت نے اس حملے میں ان کی مدد کی، عامل نے یہ واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے اسے ان کے تباہ کرنے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی اس لشکر سے امداد کی جو دمشق میں صالح عباسی ترکی کے ماتحت تھا، وہ دمشق کا عامل تھا رملہ کے لشکر میں سے بھی کچھ فوج سے امداد کی، اور اسے یہ حکم دیا کہ ان میں سے تین سرداروں کو گرفتار کرے اور انھیں ہلاک کر دینے والے تازیانے بجائے جب وہ مر جائیں انھیں ان کے دروازوں پر لٹکا دے اس کے بعد ان میں سے کتنے وجاہت دار آدمی گرفتار کر لے اور ان میں سے ہر ایک کو تین تین سونے تازیانے مارے انھیں پابزنجیر کر کے امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کر دے حمص میں جس قدر معابد نصاریٰ و معابد یہود ہیں سب کو تباہ کر دے اور اس معبد نصاریٰ کو مسجد میں داخل کر لے جو مسجد کے قریب ہو شہر میں کوئی نصرانی نہ رہنے پائے جسے اس سے خارج نہ کر دیا جائے۔ اور قبل اس کے ان میں اعلان کر دے جسے تین دن کے بعد پائے اسے اچھی طرح سرزنش کرے، محمد بن عبدویہ کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور اس کے افسروں اور باوجاہت اصحاب کے لیے انعامات کا اور اس کے نائب علی بن حسین کے لیے پندرہ ہزار درہم کا اور نائب کے افسروں کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم کا اور خلعت کا حکم دیا۔

مفسدین حمص پر عتاب:

محمد بن عبدویہ نے ان میں سے دس آدمی گرفتار کر لیے۔ ان کی گرفتاری کا حال لکھ بھیجا کہ انھیں امیر المومنین کے حضور روانہ کر دیا اور انھیں مارا انہیں متوکل نے الفتح بن خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو محمد بن رزق اللہ کہلاتا تھا روانہ کیا تاکہ وہ ان میں سے جنھیں محمد بن عبدویہ نے بھیجا ہے محمد بن عبد الحمید التجیدی اور قاسم بن موسیٰ بن فرغوس کو حمص واپس لے جائے اور انھیں باعث بلاکت مار مارے اور انھیں حمص کے دروازے پر لٹکا دے وہ انھیں واپس لے گیا اور دونوں کو اتنا مارا کہ وہ مر گئے اور حمص کے دروازے پر انھیں لٹکا دیا دوسروں کو سامرا لایا وہ آٹھ تھے جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ان میں سے مر گیا متوکل نے انھیں کو اس کا سر

پکڑا دیا، ان میں سے ساتوں آدمیوں اور مردے کے سر کو سامرا لے آئے اس کے بعد محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اس نے ان کے دس آدمی گرفتار کر لیے اور ان میں سے پانچ آدمیوں کو تازیانے مارے تو وہ مر گئے پھر پانچ کو مارے تو وہ نہیں مرے پھر بعد اس کے محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اس نے انھیں مخالفین میں سے ایک شخص پر فتح پائی جس کا نام عبدالملک بن اسحاق بن عمار تھا اور جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ فتنے کے بانیوں میں ایک تھا اسے حمص کے دروازے پر اتنے کوڑے لگائے کہ وہ مر گیا اور اسے قلعے پر لٹکا دیا جو تل العباس کے نام سے مشہور ہے۔

اسی سال بیان کیا جاتا ہے کہ سامرا کے لوگوں پر آب میں نہایت اچھی بارش ہوئی۔

اسی سال محرم میں حسان زبیدی کو شریعہ کا قاضی بنایا گیا۔

اسی سال عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب خان عاصم کو بغداد میں مارا گیا، کہا جاتا ہے ہزار کوڑے مارے گئے۔

سب صحابہ:

اس کا سبب یہ تھا کہ احسان زبیدی قاضی شریعہ کے یہاں اس کے خلاف سترہ نے یہ شہادت دی کہ اس نے ابو بکر و عمرو عائشہ و حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو گالی دی ہے، ان کی شہادت جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے مختلف تھی اس لیے یہ واقعہ بغداد کی ڈاک کے منتظم نے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو لکھ دیا، عبید اللہ نے اس کی متوکل کو اطلاع دی، متوکل نے یہ حکم دیا کہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر اس علیلی کو کوڑے مارنے کا حکم دے، پھر اگر وہ مر جائے تو اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کی لاش اس کے ورثاء کو نہ دی جائے، پھر عبید اللہ نے حسن بن عثمان کو اس عیسیٰ کے متعلق خط کا جواب لکھا۔

تعزیر شرعی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم خدائے تعالیٰ تمھیں زندہ رکھے اور تمھاری حفاظت کرے اور تم پر اپنا انعام کرے تمھارا خط اس شخص مسی عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب الخانات کے بارے میں اور جو کچھ گواہوں نے اس کے خلاف اصحاب رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے اور انھیں کافر کہنے اور ان پر کبیرہ گناہوں کی تہمت لگانے اور انھیں نفاق اور ایسے امور کی طرف منسوب کرنے کی شہادت دی ہے جن سے انسان اللہ و رسول ﷺ کے معاندین میں شامل ہو جاتا ہے اور تمھارے ان گواہوں کے حال میں اور جو کچھ انھوں نے شہادت دی ہے اس کے بارے میں تمھارے دریافت کرنے اور جو کچھ تمھارے نزدیک ان میں سے عادلین کی عدالت سے صحیح ثابت ہوا اور جو بات ان کی شہادت سے تمھارے لیے واضح ہوئی ان سب کے بارے میں اور تمھارا مفصل رقعہ اس معاملے کے متعلق جو تمھارے خط کے اندر تھا پہنچا میں نے امیر المومنین کی (خدا ان کی عزت برقرار رکھے) خدمت میں پیش کر دیا، انھوں نے ابو العباس محمد ابن عبد اللہ بن طاہر کو جو امیر المومنین ابقاہ اللہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں وہ لکھنے کا حکم دیا جو امیر المومنین کے یہاں نافذ ہے اور جو ان امور میں امیر المومنین کے اختیارات کے مشابہ ہے اللہ کے دین کی نصرت میں اور اس کی سنت کے زندہ رکھنے میں اور اس شخص سے انتقام لینے میں جو دین میں الحاد کرے اس شخص کو جمع عام میں گالی دینے کی سزا دی جائے اور اس سزا کے بعد پانچ سو کوڑے ان امور معظمہ کی وجہ سے مارے جائیں جن پر اس نے جرات کی ہے، پھر اگر مر جائے تو اسے بغیر نماز جنازہ کے دریا میں ڈال دیا جائے تاکہ یہ عمل ہر دین میں الحاد کرنے والے اور ایک جماعت مسلمین سے نکل جانے والے کے لیے مانع ہو اور یہ میں نے تمھیں

اس لیے بتا دیا تاکہ تم اسے پہچان لو! انشا اللہ تعالیٰ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
متفرق واقعات:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم یہی ہے اور بعض نے کہا کہ اس کا نام احمد بن محمد بن عاصم تھا، جب اسے مارا گیا تو دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا پھر اسے دجلے میں پھینک دیا گیا۔
اسی سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ واقعہ جمادی الآخریٰ ایک شب کے بعد شب پنج شنبہ کو پیش آیا۔
اسی سال وہاں بیماری ہوئی جس سے چوپائے اور بیل ہلاک ہو گئے۔

اسی سال رومیوں نے چشمہ زریہ پر چھاپہ مارا اور جو لوگ (جاٹ) وہاں آباد تھے انھیں مع عورتوں اور بچوں کے اور مع گایوں بھینسوں کے قید کر لیا۔ اسی سال مسلمانوں اور رومیوں میں فدیے کا معاملہ طے ہو گیا۔
مسلمان قیدیوں کے فدیہ کا معاملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ تذوہ ملکہ روم ماور میخائیل نے ایک شخص مسی جو جس بن فروانس کو مقرر کیا تاکہ وہ ان مسلمانوں کا فدیہ طلب کرے جو رومیوں کے ہاتھ میں قید ہیں، مسلمان قیدی تقریباً بیس ہزار تھے، متوکل نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص مسی نصر بن الازہر بن فرج کو مقرر کیا تاکہ وہ ان مسلمان قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم کرے جو رومیوں کے قبضے میں تھے تاکہ وہ ان کے فدیے کا حکم دے یہ واقعہ اسی سال (۲۴۱ھ) کے شعبان میں ہوا ان کے یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد (نصر بن الازہر واپس آیا)۔
مسلم قیدیوں کا قتل:

پھر اس سے بیان کیا کہ نصر کے روانہ ہونے کے بعد تذوہ نے اپنے قیدیوں کو (اپنے روبرو) پیش کرنے کا اور ان پر مذہب نصرانیت پیش کرنے کا حکم دیا کہ اس کے بعد جس نے ان میں سے نصرانیت کو قبول کر لیا وہ اس کے برابر ہو گیا جو پہلے سے نصرانی تھا اور جس نے اس کے روبرو انکار کیا اسے اس نے قتل کر دیا، بیان کیا (نصر نے) بارہ ہزار (مسلمان) قیدیوں کو قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھیں خاصی قتل کیا اور وہ بغیر اس کی (ملکہ کی) اجازت کے انھیں قتل کرتا تھا۔
فدیہ کے متعلق معاہدہ:

سرحد شام اور جزیرہ کے عمال کے پاس متوکل کا فرمان پہنچا کہ شعیف خادم اور جو جس سفیر عظیم روم کے درمیان فدیے کے بارے میں معاہدہ ہو گیا ہے اور دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے جو جس نے ۲۵ رجب ۲۴۱ھ سے ۲۳ شوال ۲۴۱ھ تک کے لیے التوائے جنگ کی درخواست کی ہے تاکہ قیدیوں کو جمع کر سکیں اور انھیں اپنی جائے پناہ تک پلٹنے کے لیے مہلت ہو، لہذا یہ فرمان اس کے متعلق ۲۵ رجب یوم چہار شنبہ کو جاری ہوا اور فدیے کا معاملہ اسی سال عید الفطر کے دن واقع ہو گا۔

جو جس سفیر ملکہ روم ۲۲ رجب یوم شنبہ کو سرحد کی جانب ستر خجروں پر جو اس کے لیے کرائے پر لیے گئے تھے۔
روانہ ہوا اور ابو قطبہ مغربی طرطوسی بھی اسی کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ (وہاں پہنچ کر) وہ لوگ عید الفطر کا انتظار کریں جو جس کے ساتھ ایک جماعت بطریق کی اور قریب پچاس کے اس کے غلاموں کی آگئی تھی۔

فندیہ کی ادائیگی:

شعیف خادم فندیہ کے لیے نصف شعبان کو روانہ ہوا، اس کے ساتھ سو سوار تھے تیس ترکوں میں سے اور تیس مغربیوں میں سے اور چالیس شاکریہ کے سواروں میں سے (شعیف نے) جعفر بن عبدالواحد سے جو قاضی القضاۃ نے یہ درخواست کی کہ اس کے لیے مال فندیہ حاضر کرنے کا حکم دے اور کسی شخص کو اپنا قائم مقام کر دے، اس نے اس کے لیے انتظام کر دیا اور ڈیڑھ لاکھ روپے کا اور ساٹھ ہزار کے نفقہ کا حکم دیا اور ابن ابی البشار کو جو اس وقت کم سن جوان تھا نائب بنا دیا اور روانہ ہو گیا، پھر شعیف سے مل گیا، ایک جماعت اہل بغداد کے متوسط لوگوں کو بھی روانہ ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ فندیہ بلاد روم کی نہر لاس پر ۱۲ اشوال یوم یک شنبہ ۲۳۱ھ کو واقع ہوا، مسلمان مرد قیدیوں میں سات سو پچاسی آدمی تھے اور عورتوں میں سے ایک سو پچیس۔

اسی سال متوکل نے قصبہ شمشاط کے محصول کو بجائے خراج کے عشر کر دیا، اور اس کے لیے ایک فرمان نافذ کر دیا۔ اسی سال قوم بجمہ نے علاقہ مصر کی حفاظتی چوکی پر چھاپہ مارا متوکل نے ان سے جنگ کرنے کے لیے محمد بن عبداللہ امی کو روانہ کیا۔

قوم بجمہ اور مسلمان:

بیان کیا گیا ہے کہ قوم بجمہ اور مسلمان آپس میں اس قدیم صلح کی بنا پر جو اس کے قبل ہم اپنی اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں جنگ نہیں کرتے تھے نہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان ان سے لڑتے تھے، وہ لوگ مغربی حبش کی اقوام میں سے ایک قوم تھے، مغرب کے کالے لوگوں میں بجمہ، نوبہ، اہل غالیۃ الغافر، دینور، رعوین، فرویہ، بکسوم، مکارہ، اکرم اور انمس ہیں۔

بربروں کی بدعہدی:

بلاد و بجمہ میں سونے کی کانیں تھیں جنہیں وہ جوان میں کام کرتا تھا اسے دیا کرتے تھے اور ہر سال سلطان کے عمال متعینہ مصر کو اپنی کانوں میں سے چار سو مثقال سونے کے پتر بغیر صاف کیے ادا کیا کرتے تھے، پھر جب متوکل کا دور حکومت آیا تو بجمہ پے در پے چند سال تک یہ خراج ادا کرنے سے باز رہے بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے اپنے خدام میں سے ایک شخص کو مصر کے محکمہ ڈاک پر مقرر کیا جو یعقوب بن ابراہیم الباذغیسی کہلاتا تھا، ہادی کا آزاد کردہ غلام تھا اور وہ قوسرہ مشہور تھا، اس کے سپرد مصر، اسکندریہ، برقہ اور اطراف مغرب کی ڈاک کر دی۔

بربر کے طرز عمل کے خلاف شکایت:

یعقوب نے متوکل کو لکھا کہ بجمہ نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور وہ اپنے شہروں سے نکل کر سونے اور جواہرات کی کانوں کی طرف چلے گئے جو علاقہ مصر و بلاد و بجمہ کے درمیان واقع ہے، انھوں نے ان چند مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کانوں میں کام کرتے تھے اور سونا اور جواہرات نکالتے تھے، ان کے بچوں اور عورتوں میں سے چند کو قید کر لیا اور یہ بیان کیا کہ وہ کانیں انھیں کی ہیں جو ان کے ملک میں ہیں۔ وہ لوگ مسلمانوں کو ان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، ان کے اس عمل نے ان تمام مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے وحشت میں ڈال دیا، چنانچہ وہ وہاں سے اپنی اور اپنے بچوں کی جان کے خوف سے واپس آ گئے، اس سے سلطنت کے لیے جو حق نفس اس سونے اور چاندی اور جواہرات سے جو کانوں سے نکالا جاتا ہے لیا جاتا تھا منقطع ہو گیا۔

بجمہ پر فوج کشی کا حکم:

اس خبر نے متوکل کی ناگواری کو بڑھا دیا اور اسے غضبناک بنا دیا اس نے بجمہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اسے بتا دیا گیا کہ وہ

لوگ ایسی قوم ہیں جو بدوی ہیں اور اونٹ اور مویشی والے ہیں ان کے بلاد تک پہنچنا دشوار ہے، نامکن ہے کہ لشکر ان کے راستے کو پا لیں کیونکہ وہ پٹ پر میدان اور بیابان ہیں اور دارالاسلام اور ان کے بلاد کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے جو چشیل میدان اور سخت پہاڑی ہے جس میں پانی ہے نہ کھیتی نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے نہ قلعہ جو شخص حکام شاہی میں سے وہاں داخل ہونا چاہے وہ اس امر کا محتاج ہے کہ وہ اس قدر زور اور اپنے ہمراہ لے جائے جو اتنی تمام مدت کے لیے کافی ہو، جتنی مدت تک ان کے بلاد میں قیام ہونے اور دارالاسلام کی طرف واپسی میں صرف ہونے کا گمان ہو اور اگر قیام اس مدت سے بڑھ گیا تو وہ بھی ہلاک ہوگا اور جتنے اس کے ساتھی ہیں وہ بھی، بچہ ان سب کو بغیر جنگ کیے اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لیں گے، ان کا ملک بھی وہ ملک ہے جو سلطان کو خراج وغیرہ بھی کچھ نہیں دیتا متوکل ان پر لشکر کشی سے باز آ گیا ان کی حالت (بغاوت) ترقی کرتی رہی اور ان کی جرات مسلمانوں پر اس قدر بڑھتی گئی کہ باشندگان صمدی مصران سے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کا خوف کرنے لگے۔

محمد بن عبداللہ اٹمی کی روانگی:

متوکل نے محمد بن عبداللہ المعروف باقمی کو ان سے جنگ کرنے کے لیے والی بنایا، اور ان مواضع کی امدادیں بھی اس کے سپرد کر دیں، وہ مواضع یہ تھے: الاقص، اسنا، ارمنت، اسوان پہلے اسے جنگ بچہ سے اطلاع کر دی (اور اسے یہ بھی بتا دیا کہ) وہ غلبہ بن اسحاق الفسی سے جو مصر کے محکمہ حرب کا عامل ہے مراسلت کرے اور غلبہ کو ہر ضرورت کی چیز لشکر و فوج متعینہ مصر وغیرہ مہیا کرنے کو لکھ دیا۔ غلبہ نے اس معاملے میں اس کی ضرورت کو رفع کر دیا۔ اور وہ زمین بچہ کی طرف روانہ ہو گیا وہ تمام لوگ جو کانوں میں کام کرتے تھے اس سے مل گئے اور ایک جماعت کثیر رضا کاروں کی (بھی) چنانچہ وہ تمام انسان پیادہ یا سوار جو اس کے ساتھ تھے قریب بیس ہزار کے ہو گئے وہ بحیرہ قلزم کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے سات جہاز سمندر میں بار کرائے جو آئے اور روغن زیتون اور خرماء اور ستو اور جو سے پر تھے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو ان کے ساتھ براہ بحر روانہ ہونے کا کم دیا تاکہ وہ زمین بچہ کے ساحل پر اس کے پاس آئیں اور محمد بن عبداللہ اٹمی زمین بچہ میں (براہ خشکی) چلتا رہا یہاں تک کہ وہ ان کانوں سے متجاوز ہو گیا، جن میں سونے کا کام کیا جاتا تھا اور ان کے قلعوں اور حفاظت کے مقامات تک پہنچ گیا، اور اس کی طرف ان کا بادشاہ جس کا نام علی بابا اور جس کے بیٹے کا نام لعیس تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی تعداد قتی کے ساتھ والے لوگوں سے کئی گنا زیادہ تھی نکل آیا۔

محمد بن عبداللہ اٹمی کا حملہ:

قوم بچہ اپنے اونٹوں پر سوار تھی اور ان کے پاس نیزے تھے اور ان کے اونٹ عمدہ تھے جو اصالیت میں گھوڑوں کے مشابہ تھے چنانچہ وہ چند روز تک پے در پے مقابلہ کرتے رہے اور لڑتے رہے اور صحیح طور پر جنگ نہیں کرتے تھے شاہ بچہ قتی کی مدافعت کرتا رہا تاکہ دن بڑھ جائیں اور رسد اور چارہ جو ان لوگوں کے ساتھ ہے وہ ختم ہو جائے اور انھیں طاقت نہ رہے۔ یہ بھوکے مرنے لگیں تو پھر بچہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لیں جب سردار بچہ کو یہ گمان ہو گیا کہ ان کی رسد تمام ہو گئی تو وہ ساتوں جہاز آ پہنچے جنھیں قتی نے بار کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس سمندر کے کناروں میں سے ایک ساحل پر جس کا نام صبحہ تھا آ گئے قتی نے اپنی فوج میں سے ایک جماعت کو اس جگہ روانہ کر دیا تاکہ وہ جہازوں کی بچہ سے حفاظت کریں۔

جو سامان ان جہازوں میں تھا اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا، اور ان کے پاس رسد اور چارہ با فراغت ہو گیا۔

سردار بچہ علی بابا نے یہ دیکھا تو ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور ان کے لیے لشکر جمع کیا، وہ مل گئے اور نہایت شدید جنگ کرنے لگے۔ اونٹ جن پر وہ لوگ جنگ کر رہے تھے وہ بھڑکنے والے تھے بہت گھبراتے تھے اور ہر چیز سے ڈرتے تھے۔
بربروں کی شکست:

جب قتی نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے لشکر کے اونٹوں اور گھوڑوں کے تمام گھٹنے جمع کر لیے اور انھیں گھوڑوں کے گلے میں باندھ دیا اور بچہ پر حملہ کیا، ان کے اونٹ گھٹنوں کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کا خوف بہت بڑھ گیا، کہ وہ انھیں پہاڑوں پر اور میدانوں میں لے بھاگے، اور انھیں بالکل چوراچورا کر دیا، قتی نے اپنی فوج کے ساتھ ان کا پیچھا کیا اور انھیں قتل اور قید کرنے کے لیے گرفتار کر لیا، یہاں تک کہ رات ہو گئی، یہ واقعہ شروع ۲۴۱ھ میں ہوا۔ وہ انے پڑاؤ کی طرف واپس ہوا اور مقتولین کی کثرت کی وجہ سے وہ ان کے شمار پر قادر نہ ہوا۔ جب صبح ہوئی تو قتی نے انھیں اس طرح پایا کہ وہ اپنے پیادوں کو جمع کر کے کسی ایسے مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں وہ قتی کے تعاقب سے بچ جائیں۔

قتی نے ان سب کورات ہی میں اپنے سواروں میں گھیر لیا۔

ان کا بادشاہ بھاگ گیا تو اس نے اس کا تاج اور سامان لے لیا۔

علی بابا کی امان طلبی:

علی بابا نے پناہ طلب کی کہ وہ اپنی مملکت اور بلاد کی طرف واپس چلا جائے، قتی نے اسے پناہ دے دی اس نے تمام اس مدت کا خراج کہ جسے اس نے روک لیا تھا ادا کر دیا اور وہ چار سال کا تھا، ہر سال کا چار سو مثقال اور علی بابا نے اپنی مملکت پر اپنے بیٹے العیس کو نائب بنادیا۔

محمد بن عبد اللہ القہمی کی مراجعت بغداد:

قتی علی بابا کو لے کر متوکل کے دربار میں واپس آیا اس کے پاس آخر ۲۴۱ھ میں پہنچا اسی علی بابا کو ریشمی عبا اور سیاہ عمامہ پہنایا اور اس کے اونٹ پر بھی دورخ کا کجاوہ کسا اور ریشمی جھولیں ڈالیں اور اسے باب عامہ پر قوم بچہ کے ستر لڑکوں کے ساتھ کھڑا کر دیا جو کجاوے والے اونٹوں پر تھے اور ان کے پاس نیزے تھے اور ان کے نیزوں کی نوک پر اس جماعت کے سر تھے جو ان کے لشکر میں سے مارے گئے تھے، جنھیں قتی نے قتل کیا تھا۔

متفرق واقعات و امیر حج عبد اللہ بن محمد:

متوکل نے حکم دیا کہ قتی سے عید الاضحیٰ ۲۴۱ھ کو (محاصل کا) قبضہ لے لیں، متوکل نے بچہ اور مکہ اور مصر کے درمیانی راستے کا سعد خادم ایتاخی کو حاکم مقرر کیا، سعد نے محمد بن عبد اللہ قتی کو حاکم مقرر کیا، قتی علی بابا کو لے کر روانہ ہوا اور وہ اپنے دین پر قائم تھا، چنانچہ ان میں سے بعض نے بیان کیا کہ انھوں نے اس کے ساتھ ایک بت دیکھا جو بچے کی شکل کا تھا جسے وہ سجدہ کرتا تھا۔

اسی سال جمادی الآخر میں یعقوب بن ابراہیم عرف قوصرہ کا انتقال ہوا۔

اسی سال عبد اللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال جعفر دینار حاکم راہ مکہ و حوادث حج نے حج کیا۔

۲۳۲ھ کے واقعات

زلزلے:

اس سال کے واقعات میں سے وہ ہول ناک زلزلے ہیں جو قوس اور اس کے خرما کے باغوں میں شعبان میں ہوئے جن سے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے بہت سے آدمی جن پر دیواریں وغیرہ گر پڑیں مر گئے بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد پینتالیس ہزار چھیانوے انسانوں تک پہنچ گئی، سب سے بڑا زلزلہ وامغان میں ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال فارس و خراسان و شام میں بھی زلزلے اور بھیا نک آوازیں پیدا ہوئی اور یمن میں اسی سال زلزلہ آیا۔
رومیوں کا حملہ:

اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی کے جو صائفے سے نکلنے کے بعد رومی بھی شمشاط کی طرف سے نکل آئے یہاں تک کہ وہ لوگ آمد کے قریب ہو گئے پھر جزیریہ کی سرحدوں سے نکل گئے چند مواضع لوٹ لیے اور دس ہزار آدمی کے قریب قید کر لیے ان کا داخلہ قریباس کے موضع ابریق کی طرف سے تھا وہ اپنے شہروں کے ارادے سے واپس ہوئے قریباس اور عمر بن عبد اللہ الاقطع اور ایک جماعت رضا کاروں کی ان کے پیچھے روانہ ہوئی، ان میں سے کسی کو بھی ان لوگوں نے نہ پایا تو علی بن یحییٰ کو یہ لکھا کہ موسم سرما میں ان کے شہروں کی طرف روانہ ہو۔

متفرق واقعات:

اسی سال متوکل نے ایک شخص عطار کو قتل کیا جو نصرانی تھا پر مسلمان ہوا، مدت دراز تک مسلمان رہا پھر مرتد ہو گیا اس سے توبہ چاہی گئی، اس نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کر دیا، ۲ شوال ۲۳۲ھ کو اس کی گردن مار دی گئی اور اسے باب عامہ میں جلا دیا گیا۔

اسی سال رجب میں ابو حسان زیاد بن قاضی شریقیہ کی وفات ہوئی۔

اسی سال حسن بن علی بن الجعد قاضی مدنیہ المصو رکی وفات ہوئی۔

اسی سال والی مکہ عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

امیر حج جعفر بن دینار:

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو کئے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا۔

۲۳۳ھ کے واقعات

متوکل کی روانگی دمشق:

اس سنہ میں ۲/ ذیقعد کو دمشق کی طرف متوکل کی روانگی ہوئی اس نے کسی شہر میں قربانی کی تو یزید بن محمد المہلبی نے اس کی

روانگی کے وقت یہ شعر پڑھے:

”میں یقین کرتا ہوں کہ نحوست عراق میں آگئی۔ جب کہ ان کے امام نے روانگی کا ارادہ کر لیا۔ اگر تو عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑ دے گا۔ تو (گویا) حینہ طلاق میں مبتلا کر دی جائے گی۔“

متفرق واقعات:

اسی سال شعبان میں ابراہیم بن عباس کی وفات ہوئی، جس میں مغلہ بن الجراح نائب ابراہیم کو دیوان ضیاع کا حاکم بنایا گیا اور ہاشم بن بنجور کا انتقال ذی الحجہ میں ہوا۔

امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ:

اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور جعفر بن دینار نے جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھاجج کیا۔

۲۴۴ھ کے واقعات

متوکل کی دمشق میں آمد:

اس سال کے واقعات میں سے ماہ صفر میں متوکل کا دمشق میں داخل ہونا ہے جو سامرا کے قریب ایک مقام میں تھا یہاں اس پرستریاستانوے دن گزر گئے اس نے قیام کا ارادہ کر لیا، شاہی دفاتر منتقل کر دیئے اور وہاں عمارت بنانے کا حکم دے دیا ترکوں نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے وظائف کے لیے درخواست کی، اس نے ان کے لیے اس قدر وظائف کا حکم دیا جس سے وہ رضامند ہو گئے، پھر شہر میں وبا پھیل گئی اور یہ اس لیے ہوا کہ وہاں ہوا سرد تھی اور پانی ثقیل تھا۔ اور ہوا جو وہاں چلتی تھی اس میں پانی کے اجزا نہیں ہوتے تھے اور وہ نہایت تیزی سے چلا کرتی تھی یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی تھی وہاں پسو بہت تھے اور زرخ بھی گراں تھا اور درمیان سالہ اور میرہ کے برف حاکم تھی۔

بغا کی روم پر فوج کشی:

اسی سال متوکل نے ماہ ربیع الآخر میں بغا کو دمشق سے روم تک جنگ کرنے کو روانہ کیا اس نے صائفہ سے جنگ کی صملہ کو فتح کر لیا متوکل دمشق میں دو ماہ چند روز مقیم رہا پھر سامرا واپس آیا، اس نے اپنی واپسی میں دریائے فرات کو اختیار کیا، پھر انبار کی طرف لوٹا پھر انبار سے کنارے کے راستے سے سامرا لوٹا اور ۲۳ جمادی الآخر دوشنبہ کو وہاں داخل ہوا، اسی سال متوکل نے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے ابو اسحاق کو مکہ کے راستے پر بجائے جعفر بن دینار کے مقرر کیا میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ اسے ۲۴۲ھ میں مکہ کے راستے پر مقرر کیا۔

آنحضرت ﷺ کا نیزہ:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو نبی ﷺ کا تھا جس کا نام عنزہ تھا، بیان کیا گیا ہے کہ وہ نجاشی شاہ حبشہ کا تھا اس نے زبیر بن عوام کو دیا زبیر نے رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے لایا جاتا تھا اور میدان میں آگے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے متوکل نے اپنے آگے لے چلنے کا حکم دیا، پولیس افسر اسے اس کے آگے لے چلتا تھا، اور اس کا نیزہ

نائب پولیس افسر لے چلتا تھا۔

مختیشوع پر عتاب:

اسی سال مختیشوع پر متوکل نے عتاب کیا اور اس کا مال ضبط کر لیا اور اسے بحرین کی طرف شہر بدر کر دیا اس پر ایک اعرابی نے اشعار کہے۔

امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ:

اسی سال مسلمانوں کی عید الاضحیٰ اور نصاریٰ کی شعائیں اور یہود کی عید الفطر جمع ہو گئی۔

اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

۲۳۵ھ کے واقعات

جعفریہ شہر کی تعمیر:

اسی سال متوکل نے ماحوزہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کا نام جعفری رکھا، اسی سال قواد اور اس کے ساتھیوں کو جاگیر دی تعمیر میں جدت کی اور محمدیہ میں منتقل ہو گیا تا کہ ماحوزہ کا کام مکمل ہو جائے، قصر مختار و بدیع کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور ان کی لکڑی جعفری کی طرف منتقل کر دی، اور اس پر جیسا کہ کہا گیا ہے بیس لاکھ دینار سے زائد خرچ کیا اور اس میں قراء کو جمع کیا، جنہوں نے تلاوت کی، اور کھیل تماشے والے آگئے تو انہیں بیس لاکھ درہم عطا کیے، متوکل اور اس کے مصاحبین اسے خاصہ متوکلہ کے نام سے پکارتے تھے، اس میں ایک محل بنایا جس کا نام لولہ رکھا کہ بلندی میں جس کا مثل نہیں دیکھا گیا۔

نہر بنانے کا حکم:

ایک ایسی نہر کھودنے کا حکم دیا جس کی ابتدا ماحوزہ سے پانچ فرسخ اوپر سے اس موضع سے ہو جس کا نام کرمی ہے تا کہ اس کے آس پاس کی آب رسانی، نہر کے سرے اس محل تک ہو سکے۔ موضع جبلتا اور خصاصہ علیا اور سفلی اور کرمی کے لینے کا حکم دیا اور انے باشندوں کو اپنے مکانات اور زمین بیچنے پر براہِ گنجیہ کیا وہ لوگ اس پر مجبور کیے گئے تا کہ ان موضع کے کل مکانات اور زمینیں اس نہر کے لیے ہو جائیں اور ان لوگوں کو ان موضع سے نکال دے، نہر کے خرچ کے لیے بیس لاکھ دینار مقرر کیے، اور اس پر خرچ کرنے کے لیے ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں دلیل بن یعقوب نصرانی کا تب بغا کو مقرر کیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو نہر کھودنے میں لگا دیا جو اس میں کام کرتے تھے، چنانچہ دلیل کام کرتا رہا اور مال پر مال اٹھاتا رہا اور اس کا حصہ کاتبوں میں تقسیم کرتا رہا یہاں تک کہ متوکل قتل کر دیا گیا نہر برباد ہو گئی، جعفریہ ویران و منہدم ہو گیا اور نہر کا کام ناقص رہ گیا۔

زلزلے:

اسی سال بلاد مغرب میں ایسے زلزلے آئے کہ قلعے مکانات اور پل منہدم ہو گئے، متوکل نے تیس لاکھ روپیہ ان لوگوں پر صرف کرنے کا حکم دیا جن پر ان کے مکانات میں مصائب نازل ہوئے۔ اسی سال عسکر مہدی بغداد میں زلزلہ آیا اور مدائن میں بھی۔ اسی سال قیصر روم نے مسلمان قیدیوں کو بھیجا، اور جو لوگ اس کے پاس قید تھے ان کا فدیہ طلب کرنے کو بھیجا۔

اور جو بوڑھا شخص شاہ روم کی جانب سے متوکل کی طرف قاصد بن کر آیا وہ اطرابلس کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کے ساتھ ستر مسلمان قیدی تھے جنہیں بن تو خیل شاہ روم نے متوکل کو ہدیہ بھیجا تھا اور اس کی آمد اسی سنہ میں ۲۵/ صفر کو ہوئی وہ شفیق خادم کا مہمان ہوا متوکل نے نصر بن الاثر شیبی کو شاہ روم کے قاصد کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ اسی سال روانہ ہوا اور فدیہ کا معاملہ ۲۶ھ سے پہلے نہیں ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس سال شوال میں انطاکیہ میں ایسی حرکت شدیدہ اور زلزلہ محسوس ہوا جس نے خلق کثیر قتل کر دیا اور اس سے پندرہ سو مکانات گر پڑے، شہر پناہ کے کچھ اوپر نوے برج گر پڑے اور مکانات کے روشن دانوں سے ایسی خوفناک آوازیں لوگوں کو سنائی دیں جن کی حالت کو اچھی طرح بیان نہیں کر سکتے اور اس کے باشندے بیاپانوں میں بھاگ گئے اور انطاکیہ کوہ اقرغ ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا اس روز دریا میں ہجیان پیدا ہو گیا اور اس پہاڑ سے بدبودار تاریکی پھیلانے والا سیاہ دھواں بلند ہوا اور اس سے ایک فرخ تک نہر خشک ہو گئی کہ نامعلوم کہاں چلی گئی اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے اہل تینس نے مصر میں ایک ایسی مسلسل خوفناک آواز سنی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔

اسی سال الس، رقة، حران، راحسین، حمص، دمشق، رہا، طرطوس، میصرہ آؤنہ اور سواصل شام میں زلزلہ اور لاذقیہ میں ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے نہ کوئی گھریاتی رہا اور نہ کوئی اس کا باشندہ بچا سوائے چند کے اور جلد مع اپنے باشندوں کے غائب ہو گیا۔
مکہ میں پانی کی کمیابی:

اسی سال مکہ کا چشمہ مشاغل خشک ہو گیا یہاں تک کہ مکہ میں ایک مشک پانی کی قیمت اسی درہم تک پہنچ گئی متوکل کی مان نے کچھ روپیہ بھیجا جو وہاں خرچ کیا گیا۔

اسی سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور سوار بن عبداللہ اور ہلال رازی کی وفات ہوئی۔

نجاح بن سلمہ:

اسی سال نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا۔

مجھ سے حارث بن ابی اسامہ نے اس کے حالات میں سے بعض وہ باتیں بیان کیں جو مجھے ابھی یاد ہیں اور بعض اس کے علاوہ کہ نجاح بن سلمہ دفتر فرمان و نگرانی اہل کاران پر مقرر تھا اور اس کے قبل ابراہیم بن رباح جو ہری کا تب تھا اور وہ جاگیروں پر مامور تھا چنانچہ تمام اہل کار اس سے ڈرتے تھے اور اس کی ضروریات پوری کرتے تھے اور کسی کو اس کے ارادے سے روکنے کی طاقت نہ تھی متوکل بسا اوقات اسے ندیم و ہم نشین بناتا تھا حسن بن مخلد اور موسیٰ بن عبدالملک کی عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان سے جو وزیر متوکل تھا تنہائی میں صحبت رہتی تھی وہ دونوں اس کے پاس جایا کرتے تھے جب وہ انھیں اس کا حکم دیتا تھا حسن ابن مخلد دفتر جاگیر پر مامور تھا اور موسیٰ دفتر خراج (محصول) پر۔

حسن و موسیٰ کے خلاف ابن سلمہ کی شکایت:

نجاح بن سلمہ نے ایک رقعہ متوکل کو حسن و موسیٰ کے بارے میں لکھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور ان امور میں تقصیر کی ہے جن پر وہ مامور ہیں وہ چار کروڑ درہم ان دونوں سے برآمد کر دے گا متوکل نے اسے اپنے پاس بلایا اور شب

اس کے ساتھ گزاری اور کہا اے نجاج خدا سے برباد کرے جو تمہیں برباد کرے، کل صبح ہونے دو تو میں ان دونوں کو تمہارے سپرد کروں گا، صبح ہوئی اور متوکل نے اپنے مصاحبین کو ترتیب سے بٹھا دیا اور کہا اے فلاں تو حسن کو گرفتار کر لے۔

عبید اللہ کی حکمت عملی:

صبح کے وقت نجاج بھی متوکل کے پاس آیا، عبید اللہ سے ملا، عبید اللہ نے اسے یہ حکم دیا کہ متوکل سے پوشیدہ ہو جائے، پھر اس سے کہا کہ اے ابوالفضل واپس چلو تا کہ ہم اور تم اس معاملے میں غور کریں میں تمہیں ایسی بات کا مشورہ دوں گا جس میں تمہارے لیے بہتری ہوگی، اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں تمہارے اور ان دونوں کے درمیان صلح کرادوں گا تم ایک رقعہ لکھ دو اس میں یہ ذکر ہو کہ تم شراب پیئے ہوئے تھے اور تم نے ان چیزوں کے متعلق گفتگو کی ہے جن میں نظر ثانی کی حاجت ہے میں امیر المومنین کے یہاں بات بنا لوں گا، پھر وہ اسے فریب دیتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اس مضمون کا رقعہ لکھ دیا جس کا اس نے حکم دیا تھا۔ پھر اس نے وہ رقعہ متوکل کے یہاں داخل کر دیا اور کہا:-

عبید اللہ کی موسیٰ حسن کے لیے سفارش:

اے امیر المومنین جو کچھ نجاج نے کل کہا تھا اس سے اس نے رجوع کر لیا اور یہ رقعہ موسیٰ حسن کا ہے وہ دونوں اسے قبول کرتے ہیں جو انھوں نے لکھا ہے آپ ان سے وہ رقم لے لیجئے جس کی انھوں نے ذمہ داری لی ہے پھر ان دونوں پر مہربانی فرمائیے ان دونوں سے تقریباً اتنا لے لیجئے جتنے کی ان کی جانب سے ذمہ داری کی گئی ہے۔

ابن سلمہ کی گرفتاری:

متوکل خوش ہوا اور اس کے لالچ میں آ گیا جو عبید اللہ نے کہا تھا، پھر عبید اللہ نے کہا کہ نجاج کو دونوں کے سپرد فرما دیجئے، وہ دونوں اسے لے گئے ان دونوں نے اس کے سر سے ان کی ٹوپی اتارنے کو کہا جو ریشم کی تھی اسے سردی محسوس ہوئی تو اس نے کہا کہ افسوس ہے اے حسن میں سردی محسوس کرتا ہوں اس نے اس کے سر پر ٹوپی پہنا دینے کا حکم دیا اور اسے موسیٰ دفتر خراج لے گیا، دونوں اس کے دونوں بیٹوں ابوالفرج و ابو محمد کی طرف روانہ ہوئے، ابوالفرج گرفتار کر لیا گیا اور ابو محمد ابن بنت حسن شقیف فرار ہو گیا اس کا کاتب اسحاق بن سعد بن مسعود القطر ملی اور عبد اللہ بن محمد المعروف بابن البواب جس کی تنہائی میں نجاج سے صحبت رہتی تھی گرفتار کر لیا گیا۔ نجاج اور اس کے بیٹے نے قریب ایک لاکھ چالیس ہزار دینے کا اقرار کیا، علاوہ اپنی بغداد اور سامرا کی جائیدادوں اور فرشوں اور محلوں کی قیمت کے علاوہ اپنی کثیر جائیداد کے۔

ابن سلمہ کی ہلاکت:

حسن نے ان تمام پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور کئی مرتبہ اسے ایسی جگہ کوڑوں سے مارا جو مارنے کی جگہ نہ تھی، قریب دو سو کوڑے مارے، اسے دبوچا گیا اور گلاد بایا گیا، اس کا گلا موسیٰ الفرائق اور مخلوف نے دبایا، لیکن حارث نے کہا ہے کہ اس کے دونوں خبیثے اس قدر دبائے گئے کہ وہ مر گیا۔

وہ اسی سال ۲۲/ ذی قعدہ یوم دوشنبہ کو صبح کو مرا، اس نے اس کے غسل دینے اور دفن کرنے کا حکم دیارات کو دفن کیا گیا، اس

کے بیٹے محمد اور عبد اللہ بن مغلہ اور اسحاق بن سعد کو تقریباً پچاس پچاس کوڑے مارے گئے۔

آل نجاج بن سلمہ پر عتاب:

اسحاق نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور عبد اللہ بن مغلہ نے پندرہ ہزار دینار دینے کا اور کہا گیا ہے کہ بیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا جو بیٹا اس کا احمد ابن بنت حسن بھاگ گیا تھا اس پر بھی بعد موت نجاج قابو پا لیا گیا، پھر اسخ کچہری میں قید کر دیا گیا، جو کچھ نجاج اور اس کے بیٹے ابوالفرج کے گھر میں اسباب تھا سب لے لیا گیا، اور ان کے مکانات اور جائیدادیں جہاں کہیں تھیں، قبضے میں لے لی گئیں، اور ان کے عیال کو نکال دیا گیا، ان کے وکیل ملک حبش کو جو ابن عیاش تھا، گرفتار کر لیا گیا، اس نے بھی بیس ہزار دینار کا اقرار کیا اور حسن بن سہل بن لوح ابوازی اور حسن بن یعقوب بغدادی کی تلاش میں لے بھیجا گیا، اور اس کی وجہ سے ایک قوم گرفتار کر کے قید کر دی گئی۔

ابن سلمہ کی ہلاکت کی دوسری روایت:

سبب ہلاکت میں اس کے علاوہ بھی مذکور ہے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کے خلاف تھا، اور عبید اللہ متوکل پر قابو پائے ہوئے تھا اور وزارت اور امور عامہ اسی کے سپرد تھے اور نجاج کے فرمان عامہ سپرد تھا، جب متوکل نے محل جعفری بنانے کا ارادہ کیا تو اس سے نجاج نے کہا جو اس کے مصاحبوں میں سے تھا کہ اے امیر المومنین میں آپ کے لیے ایک ایسی قوم نامزد کرتا ہوں کہ آپ انھیں میرے سپرد کر دیں تاکہ میں آپ کے لیے ان سے اتنے اموال وصول کروا دوں جن سے آپ کا یہ شہر تعمیر ہو جائے، کیونکہ اس کے تعمیر کرنے میں آپ کو اس قدر مال کی ضرورت ہوگی جس کی مقدار بھی بڑی ہے اور اس کا تذکرہ بھی بڑا ہے۔ اس نے کہا کہ ان کا نام لو۔

عبید اللہ کی ابن سلمہ کے خلاف شکایت:

اس نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں ان لوگوں کا ذکر تھا، موسیٰ بن عبد الملک اور عیسیٰ بن عرفان شاہ نائب، حسن بن مغلہ اور زیدان بن ابراہیم نائب موسیٰ بن عبد الملک اور عبید اللہ بن یحییٰ اور اسے کے دونوں بھائی عبد اللہ بن یحییٰ اور زکریا اور میمون بن ابراہیم اور محمد بن موسیٰ انجم اور اس کا بھائی احمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ بن ابی منصور اور جعفر معلوف دفتر خراج کا مستخرج اور ان کے علاوہ قریب بیس آدمی، یہ متوکل کو ایسے موقع سے بتایا کہ اسے پسند آیا اور اس نے کہا کہ صبح کو سویرے آنا، جب صبح ہوئی تو اسے اس معاملے میں کچھ شک نہیں ہوا، عبید اللہ بن یحییٰ نے متوکل سے بحث کی اور اس سے کہا کہ یا امیر المومنین اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ بغیر مصیبت میں ڈالے کسی کو نہ چھوڑے نہ کاتب کو نہ قیدی کو نہ عامل کو، تو اے امیر المومنین پھر کون ان خدمتوں کے لیے کھڑا ہوگا۔

نجاج کی موسیٰ و حسن کو حوالگی:

نجاج صبح کو آیا تو عبید اللہ نے اسے اس کی جگہ پر بٹھا دیا اور اس کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی، موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مغلہ حاضر کیے گئے ان سے عبید اللہ نے کہا کہ اگر وہ (نجاج) امیر المومنین کے یہاں داخل ہو گیا تو امیر المومنین تم دونوں کو اس کے حوالے کر دیں گے پھر وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا اور جس کے تم دونوں مالک ہو لے گا، لہذا تم دونوں امیر المومنین کی خدمت میں ایک رقعہ لکھو جس میں بیس لاکھ دینار کا دینا قبول کروان دونوں نے اپنے قلم سے رقعہ لکھ دیا اور عبید اللہ بن یحییٰ نے وہاں پہنچا دیا اور امیر المومنین کے اور نجاج اور موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مغلہ کے درمیان آمد و رفت کرنے لگا اور موسیٰ و حسن کی مدد کرتا

رہا پھر دونوں کو متوکل کے پاس پہنچا دیا تو ان دونوں نے اس رقبہ کی ذمہ داری کر لی اور وہ یعنی عبید اللہ ان دونوں کے ساتھ نکل آیا پھر اس نے اسے (نجاح) کو ان دونوں کے حوالے کر دیا حالانکہ تمام لوگ خواص اور عوام اور وہ دونوں خود بھی اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ وہ دونوں اور عبید اللہ بن یحییٰ اس بات کی وجہ سے جو نجاح اور متوکل کے درمیان ہو چکی ہے، نجاح کے سپرد کر دیئے جائیں گے، ان دونوں نے نجاح کو گرفتار کر لیا اور موسیٰ بن عبد الملک اسے سزا دینے کے لیے مامور ہوا، اس نے اسے سامرا کے دیوان خراج میں قید کر لیا اور اسے بہت سے درے مارے۔

اسحاق بن سعد یرتاوان:

متوکل نے یہ حکم دیا کہ اس کے کاتب اسحاق بن سعد پر جو اس کے خاص امور اور اسکے ایک لڑکے کی جائیداد کے کام پر مقرر تھا، اکاون ہزار دینار کا تاوان ڈالا جائے اور اسے حلف دیا جائے اور یہ کہا کہ اس نے خلیفہ واثق کے زمانے میں جبکہ وہ عمر بن فرج کا قائم مقام تھا۔ مجھ سے پچاس دینار لیے تھے تب میرا وظیفہ کھولا تھا، لہذا ہر دینار کے بدلے ہزار دینار لے لو اور ایک ہزار زیادہ جیسا کہ اس نے زیادہ لیا، چنانچہ وہ قید کر دیا گیا اور اس پر تین قسطیں مقرر کر دی گئیں اور اس وقت تک رہا نہیں کیا گیا جب تک کہ اس نے بجلت ایک قسط سترہ ہزار دینار کی ادانہ کر دی باقی کے ضامن لینے کے بعد رہا کیا گیا پھر اس پر سترہ ہزار دینار کا تاوان ڈالا گیا۔

نجاح پر عتاب و خاتمہ:

عبید اللہ نے حسین ابن اسمعیل جو متوکل کا ایک دربان تھا اور عتاب بن عتاب کو متوکل کی جانب سے روانہ کیا کہ وہ نجاح کے پچاس کوڑے مارے اگر وہ اس کا اقرار نہ کرے اور ادانہ کرے جو اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

اس نے اسے مارا، پھر دوسرے دن بھی اسی طرح مار کا اعادہ کیا، پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی اعادہ کیا نجاح نے کہا کہ امیر المومنین کو (یہ پیام) پہنچا دو کہ میں مر گیا۔ موسیٰ بن عبد الملک نے جعفر کو اور اس کے ساتھ (دیوان خراج) کے مددگاروں میں سے دو مددگاروں کو حکم دیا انھوں نے اس کی شرم گاہ کو اس قدر دبایا کہ وہ سرد ہو گیا اور مر گیا۔

حسن و موسیٰ سے متوکل کا مطالبہ زر:

صبح ہوئی تو ایک سوار متوکل کی طرف روانہ کیا گیا جس نے حادثہ وفات نجاح کی اسے خبر دی، متوکل نے ان دونوں (موسیٰ و حسن) سے کہا کہ میں اپنا وہ مال چاہتا ہوں جس کی تم دونوں نے ضمانت کی ہے؟ انھوں نے اس سے بہانہ کر دیا ان دونوں نے اس کے (نجاح) کے اور اس کے لڑکے کے تمام مال پر قبضہ کر لیا، ابو الفرج کو قید کر دیا جوابی صالح بن یزید کی جانب سے انتظام جائیداد کے دفتر پر مقرر تھا، اور اس کے کل اسباب اور تمام ملک پر قبضہ کر لیا، اور اس کی جائیداد پر لکھ دیا کہ یہ امیر المومنین کی ہے اور جہاں تک بنایہ دونوں اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرتے رہے۔

متوکل جب پیتا تھا تو بسا اوقات ان دونوں سے کہا کرتا تھا کہ یا تو میرے کاتب (نجاح) کو واپس کر دو ورنہ مال لاؤ، دیوان نامہ کے کام کا انتظام بھی عبید اللہ بن یحییٰ کے کام کے ساتھ ملا دیا گیا اس نے اس پر اپنے چچا کے بیٹے یحییٰ بن عبد الرحمن ابن خاقان کو خلیفہ بنادیا اور موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مخلد کی یہی حالت رہی کہ متوکل ان دونوں سے ان مالوں کا مطالبہ کرتا رہا جس کے یہ نجاح کی جانب سے ضامن ہوئے تھے۔

موسیٰ کا خاتمہ:

اس حالت کو زیادہ وقفہ نہ گزرا تھا کہ قصر جعفری سے مختصر کی مشایعت کے لیے موسیٰ بن عبد الملک سوار ہوا اور اس نے اپنی منزل کے لیے جو اسے محل تک پہنچاتی ہے سامرا کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اسے پہنچایا اور تھوڑی دیر اس کے ساتھ رہا پھر واپسی کے اردے سے پلٹا۔ جب وہ چل رہا تھا ایک ایک چیخ مار کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے پکڑو وہ دوڑ پڑے تو وہ ان کے ہاتھوں پر بے حس ہو کر گر پڑا اسے اس کے مکان پر پہنچا دیا گیا وہ ایک شبانہ روز زندہ رہا پھر مر گیا۔

متفرق واقعات:

اس کے بعد دیوان خراج پر بھی عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کر دیا گیا اس نے احمد بن اسرائیل کا تب معزز کو اس پر خلیفہ بنادیا اور وہ جب بھی اس کا خلیفہ تھا جب یہ کتابت معزز پر تھا۔

قصافی نے ان واقعات میں یہ اشعار کہے:

”نجاح زمانے کے حملے سے ڈرتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس سے گزر کر موسیٰ وحسن کی بھی نوبت آ گئی۔ صبح اس طرح ہوئی

کہ وہ آزاد لوگوں کی نعمتیں چھینتا تھا۔ پھر شام ہوئی تو خود اس کا مال اور بدن چھنا ہوا تھا۔“

اسی سال رجب میں بخشش طیب کو ایک سو پچاس کوڑے مارے گئے اور بیڑیاں ڈال کر تہ خانے میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال رومیوں نے سمیساٹ پر ڈاکہ ڈالا اور قریب پانچ سو آدمی کے قتل و قید ہوئے۔

علی بن یحییٰ ارمنی کی مہم:

علی بن یحییٰ ارمنی نے صائفہ کی جنگ کی۔

اہل لولؤہ نے تیس دن تک اپنے رئیس کو اس پر چڑھنے سے روکا پھر شاہ روم نے ان کے پاس ایک بطریق (سردار) کو بھیجا

کہ وہ اقرار پران میں سے ہر ایک کے لیے ہزار دینار کا ذمہ لے لے کہ وہ لولؤہ کو اس کے حوالے کر دیں انھوں نے اس بطریق کو

اپنی طرف چڑھالیا پھر ان کے بقیہ وظائف بھی دیئے گئے اور جو کچھ انھوں نے چاہا وہ بھی انھوں نے لولؤہ اور وہ بطریق کو ذی الحجہ

میں بگا جور کے حوالے کر دیا اور وہ بطریق کہ جسے شاہ روم نے ان کے پاس بھیجا تھا تعظیم کہلاتا تھا جب اہل لولؤہ نے اسے بگا جور کے

حوالے کر دیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علی بن یحییٰ ارمنی اسے متوکل کے پاس لے گیا تو متوکل نے اسے فتح بن خاقان کے حوالے کیا

چنانچہ اس نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کیا مسلمانوں نے اس سے کہا کہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اس نے کہا تم جانو اور

قیصر روم نے لکھا کہ وہ اس کے بدلے ایک ہزار آدمی مسلمانوں میں سے دے گا۔

امیر حج محمد بن سلیمان:

اسی سال محمد بن سلیمان بن عبد اللہ ابن محمد ابن امام ابراہیم نے جو ملے کا حاکم تھا اور زینی مشہور تھا لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

متوکل کی سال گرہ:

اسی سال ۱۱/ ربیع الاول یوم شنبہ ۱۷۷/ ۲۸/ اردی بہشت ماہ کو متوکل کی سال گرہ تھی جس میں اس نے اہل خراج کے لیے ادائے

خراج میں مہلت کی رعایت کی تھی چنانچہ سختی طائی نے کہا کہ سال گرہ کا دن اس زمانے سے مل گیا جس کو اردشیر نے ایجاد کیا تھا۔

۲۴۶ھ کے واقعات

صوائف:

ان واقعات میں عمر بن عبد اللہ الاقطع کی صائفہ سے جنگ ہے جس میں اس نے سات ہزار فوج نکالی تھی اور قریاس کی جنگ ہے جس میں اس نے پانچ ہزار فوج نکالی تھی اور فضل بن قارن کی بیس جہازوں میں بحری جنگ ہے جس میں اس نے قلعہ انطاکیہ کو فتح کر لیا اور جنگ کا بلکار جو رہے جس میں اس نے غنیمت و قیدی حاصل کیے اور صائفہ میں علی بن یحییٰ ارمنی کی جنگ ہے جس میں اس نے پانچ ہزار فوج اور قریب دس ہزار چوپائے اور گھوڑے گدھے چھین لیے تھے۔

اسی طرح متوکل اپنے محل کی طرف منتقل ہوا جسے اس نے ماحوزہ میں بنایا تھا اسی سال یوم عاشورہ میں وہ اس میں داخل ہوا۔

شاہ روم کے لیے تحائف:

اسی سال صفر میں علی بن یحییٰ ارمنی کے ہاتھوں فدیہ ادا ہوا چنانچہ دو ہزار تین سو ستر سٹھ آدمیوں کا فدیہ ادا کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فدیہ اسی سال جمادی الاولیٰ سے پہلے تمام نہیں ہوا۔

نصر بن الازہر شیعہ سے کہ فدیہ کے معاملے میں شاہ روم کی طرف متوکل کا قصد تھا مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں قسطنطنیہ گیا۔ شاہ میخائیل کے مکان پر مع اپنی فوج اور تلوار اور خنجر اور ٹوپی کے حاضر ہوا تو میرے اور بادشاہ کے ماموں بطرناس کے درمیان جو شاہی شان کا سردار تھا مناظرہ ہونے لگا اور ان لوگوں نے مجھے مع میری فوج و تلوار کے اندر جانے دینے سے انکار کیا پھر مجھ سے کہا واپس ہو تو میں واپس ہو گیا پھر میں راستے سے پلٹا اور میرے ساتھ تحائف تھے قریب ایک ہزار نافہ مشک اور ریشمی کپڑے اور زعفران کثیر اور نادر تحفے تھے۔

نصر بن الازہر کی شاہ روم سے ملاقات:

اور برہان کے وفد کو ان لوگوں کو جو اس کے پاس آئے تھے (اندر جانے کی) اجازت مل گئی تھی اور میں نے ان تحائف کو جو میرے ساتھ تھے اٹھایا اور اس کے پاس داخل ہو گیا تو وہ ایک تخت بالا تخت پر بیٹھا تھا اور بطریق (سردار لوگ) اس کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے پھر میں نے سلام کیا اور بڑے تخت کے کنارے پر بیٹھ گیا اور میرے لیے بیٹھنے کی جگہ تیار کی گئی تھی اور میں نے تحائف اس کے سامنے پیش کر دیے اور اس کے سامنے تین ترجمان تھے ایک غلام فرش بچھانے والا جو مسرور کا خادم تھا اور ایک غلام عباس بن سعید جو ہری کا اور اس کا قدیم ترجمان تھا جسے سرحون کہا جاتا تھا چنانچہ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم اس کے (بادشاہ کے) پاس کیا (پیام) پہنچائیں میں نے کہا کہ جو کچھ میں کہوں اس پر تم لوگ کچھ بڑھانا نہیں پھر وہ لوگ سامنے آ کر جو کچھ میں کہتا تھا اس کا ترجمہ کرنے لگے پھر اس نے میرے تحائف قبول کر لیے اور ان وفد میں سے کسی کے لیے کوئی حکم نہیں دیا اور مجھے اپنا مقرب بنا لیا اور میرا اکرام کیا اور میرے لیے اپنے نزدیک ایک منزل تیار کرائی پھر میں نکلا اور اپنی منزل میں گیا اور محل کے پاس اہل لولؤہ آئے جنہوں نے اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اور نصرائیت کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا اور انہوں نے ان مملکانوں میں سے

دو آدمیوں کو روانہ کیا جو اس میں مقیم تھے، کہا نصر بن ازہر شیعہ نے کہ وہ قریب چار مہینے تک مجھ سے غافل بنا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس مخالفت اہل لؤلؤہ اور ان کے اس کے قاصدوں کے گرفتار کر لینے اور عرب کے لؤلؤہ پر غالب آ جانے کے بارے میں خط آیا تو پھر دوبارہ انھوں نے مجھ سے گفتگو شروع کی اور میرے اور ان کے درمیان میں فدیے کے بارے میں یہ امر قرار پایا کہ وہ لوگ ان سب کو دے دیں جو ان کے پاس ہیں اور میں ان سب کو دے دوں جو میرے پاس ہیں اور میرے پاس ایک ہزار سے کس قدر زیادہ تھے اور وہ تمام قیدی جو ان کے قبضے میں تھے دو ہزار سے زیادہ تھے جن میں بیس عورتیں تھیں جن میں دس بچے تھے۔

قیدیوں کا تبادلہ:

انھوں نے میرے جواب میں باہم حلف کرنے کو کہا، پھر میں نے اس کے ماموں سے حلف چاہا چنانچہ اس نے میخائیل کی طرف سے حلف کیا پھر میں نے کہا اے بادشاہ آپ کی طرف سے آپ کے ماموں نے حلف کیا ہے لہذا یہ قسم آپ کے لیے بھی لازم ہوگئی، اس نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں اور میں نے بلاد روم میں داخل ہونے سے نکلنے تک کبھی اس کو کوئی بات کہتے نہیں سنا، سوائے اس کے کہ ترجمان کہتا تھا اور وہ سنتا تھا پر سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کہہ دیتا تھا اور کلام نہیں کرتا تھا اور اس کا ماموں اس کے کام کا مدبر تھا میں ان قیدیوں کو جو اس کے پاس تھے اچھے حال میں لے کے نکالا، پھر جب ہم لوگ فدیے کے مقام پر پہنچ گئے تو ہم نے یہ سب اور وہ سب رہا کر دیئے اور ان مسلمانوں کی تعداد جو ہمارے قبضے میں آ گئے دو ہزار سے زیادہ تھی اور ان میں ایک تعداد ان کی بھی تھی جو نصرانی بن گئے تھے اور جو ان کے قبضے میں گئے ان کی تعداد ایک ہزار سے کس قدر زیادہ تھی اور وہ جماعت جو نصرانی بن گئی تھی ان کے متعلق شاہ روم نے یہ کہا کہ میں تم سے نصرانیت کو قبول نہ کروں گا جب تک کہ تم فدیے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤ پھر جو شخص چاہے کہ میں اسے نصرانیت میں قبول کروں، تو وہ مقام فدیہ سے واپس آ جائے ورنہ تاوان دے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا جائے اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے اہل مغرب تھے اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے قسطنطنیہ میں ہوئے اور وہاں کے دو سنار تھے جو نصرانی ہو گئے تھے وہ دونوں قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے پھر ان مسلمانوں میں سے جن پر شاہ روم غالب آ گیا تھا بلاد روم میں کوئی نہ رہا سوائے ان سات آدمیوں کے جن میں پانچ وہ تھے جو سقلیہ سے لائے گئے تھے جن کا فدیہ اس شرط پر ادا کیا گیا کہ وہ سقلیہ پہنچا دیئے جائیں اور دو شخص لؤلؤہ کے باشندوں میں سے تھے جنھیں میں نے چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ انھیں قتل کر دو کیونکہ ان دونوں نے نصرانیت کی طرف میلان ظاہر کیا تھا۔

متفرق واقعات و امیر حج محمد بن سلیمان:

اسی سال شعبان و رمضان میں اہل بغداد پر اکیس دن تک پانی برسا، یہاں تک کہ اینٹوں پر گھاس اگ آئی۔ اسی سال متوکل نے نماز عید الفطر جعفریہ میں پڑھی اور عبدالصمد بن موسیٰ نے جعفریہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور سامرا میں کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی سال یہ خبر آئی کہ اطراف بلخ کے ایک راستے میں جو دو ہقانون کی طرف منسوب ہے خون خالص برسا۔ اسی سال محمد بن سلیمان زہبی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اسی سال محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے حج کیا وہی حوادث موسم کا حاکم تھا۔

اسی سال محمد بن اہل سامرا نے رویت کی بنا پر دو شنبہ کو عید الاضحیٰ منائی اور اہل مکہ نے سہ شنبہ کو۔

۲۳۷ھ کے واقعات

وصیف کی املاک پر قبضہ کرنے کا ارادہ:

اس کا سبب مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے وصف کی اصہبان و انجبل اور اس کے مواضع کی جائداد پر قبضہ کر لینے کے لیے فتح بن خاقان کو خطوط لکھنے کا حکم دیا اس کے متعلق خطوط لکھ دیئے گئے اور اس بنا پر مہر کے لیے بھیج دیئے گئے، کہ ۵/ شعبان کو پنج شنبہ کا دن آ گیا تھا، پھر یہ خبر وصف کو پہنچ گئی اور اس کے معاملے میں جو حکم دیا گیا تھا اس کا اسے یقین آ گیا اور متوکل نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رمضان کے آخر جمعہ میں لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائے۔

آخری جمعہ کی امامت کا ارادہ:

شروع رمضان ہی میں اس بات کی شہرت ہو گئی کہ امیر المومنین لوگوں کو آخر جمعہ رمضان کی نماز پڑھائیں گے لوگ اس کے جمع ہونے لگے اور اکٹھا ہو گئے، اور بنی ہاشم بغداد سے اپنی درخواستیں پیش کرنے اور اس سے کلام کرنے نکلے کہ جب وہ سوار ہو تو (پیش کریں)۔

مختصر کو نماز کی امامت کا حکم:

جب اس جمعہ کا دن آیا تو اس نے نماز کے لیے سوار ہونے کا ارادہ کیا، عبید اللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اہل بیت میں سے بہت لوگ جمع ہو گئے اور بعض دادخواہ ہیں اور بعض طالب حاجت، اور امیر المومنین کو ضیق صدر اور حرارت کی شکایت ہے اس لیے اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ اپنے ولی عہد کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اور ہم سب اس کے ساتھ ہوں تو ایسا کریں اس نے کہا میری بھی وہی رائے ہے جو تم دونوں کی رائے ہے مختصر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

معتز کی امامت کی تجویز:

جب مختصر چلا کہ نماز پڑھانے کے لیے سوار ہو تو ان دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے ایک رائے اور مناسب سمجھی ہے اور امیر المومنین کی رائے بہت برتر ہے اس نے کہا وہ کیا ہے مجھ سے بیان کرو ان دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ابو عبد اللہ المعتز باللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے تاکہ وہ اس یوم شریف سے شرف حاصل کریں کیونکہ ان کے اہل بیت اور لوگ سب جمع ہیں اللہ انہیں (اس شرف کو) پہنچائے۔

معتز کے یہاں اس سے ایک دن قبل بچہ پیدا ہوا تھا معتز کو حکم دیا پھر وہ سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر مختصر اپنی منزل میں جو جعفریہ میں تھی ٹھہر گیا، اور یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہے جن سے مختصر کیا اشتعال میں زیادت ہوئی۔

معتز کی مراجعت:

جب معتز اپنے خطبے سے فارغ ہوا تو عبید اللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان اس کی طرف کھڑے ہو گئے پھر ان دونوں نے اس کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا، معتز نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ اس طرح واپس ہوئے کہ لوگ

ان کے ساتھ خلافت کی سواری میں اور سارا عالم اس کے آگے تھا یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور وہ دونوں اس کے ساتھ تھے اور اسی کے ساتھ داؤد بن محمد بن ابی العباس طوسی بھی داخل ہوا۔

داؤد بن محمد کی معتر کی تعریف:

داؤد نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں اس نے کہا، کہو تو کہا واللہ اے امیر المومنین میں نے امین اور مامون کو معصوم کو بھی دیکھا ہے اور واثق باللہ کو بھی دیکھا ہے، مگر واللہ میں نے کسی شخص کو منبر پر اس قدر اچھا بہ اعتبار حاجت روائی کے اور نہ اس قدر اچھا باعتبار فی البدیہہ تقریر کرنے کے اور نہ اس قدر بلند آواز اور نہ اس قدر شیریں زبان اور نہ اس قدر نصیحت کرنے والا المستز باللہ سے زیادہ نہیں دیکھا، اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ انہیں آپ کی بقاء کے طفیل میں عزت دے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان کی زندگی سے فائدہ مند کرے۔ متوکل نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں خیر سنائے اور ہمیں تمہاری زندگی سے فائدہ مند کرے۔

متوکل کی علالت:

جب یک شنبہ ہوا اور یہی عید الفطر کا دن تھا تو متوکل کو کچھ سستی بیماری محسوس ہوئی اس نے کہا کہ مختصر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین لوگ جمعہ کے دن بھی امیر المومنین کے دیدار کے منتظر رہے وہ جمع ہوئے اور اکٹھا ہوئے اور پھر امیر المومنین سوار نہ ہوئے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر امیر المومنین سوار نہ ہوئے تو لوگ ان کی بیماری کی خبر اڑائیں گے اور ان کے معاملے میں چرچا کریں گے اگر امیر المومنین کی یہ رائے ہے کہ وہ اپنی سواری سے دوستوں کو خوش کریں اور دشمنوں کو مایوس کر دیں تو ایسا کریں اس نے انہیں اپنی سواری کے لیے تیاری اور انتظام کا حکم دیا پھر سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے مکان میں واپس آ گیا، اس دن بھی اور دوسرے دن بھی اس طرح رہا کہ اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا۔

متوکل کی کسر نفسی:

بیان کیا گیا ہے کہ وہ عید کے دن کی طرح سوار ہوا کہ قریب چار میل تک اس کے لیے صفیں کھڑی کر دی گئی تھیں اور لوگ اس کے آگے پیدل چل رہے تھے پھر اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے محل کی طرف واپس ہوا، پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ میں نے اس گروہ کی کثرت دیکھی اور ان سب کو اپنا زبردست دیکھا، اس لیے میں نے پسند کیا کہ اللہ عزوجل کے لیے تواضع کروں۔

متوکل کی خواہش:

جب عید کی صبح ہوئی (یعنی دوسرا دن ہوا) تو اس دن بھی اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا، پھر جب تیسرا دن ہوا اور اس دن ۳/ شوال سے شنبہ تھا تو صبح کو خوش اور بشاش اور مسرور اٹھا تو کہا کہ شاید میں خون کی بیماری محسوس کرتا ہوں اس کے دونوں طبیب طیفوری اور ابن الارش نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کے لیے خیر کرے (علاج) کر ڈالیے چنانچہ (علاج) کیا پھر اس نے اونٹ کے بچے کی خواہش کی چنانچہ اس کی تیاری کا حکم دیا اور اس کے سامنے لایا گیا، پھر اسے وہ اپنے ہاتھ سے اٹھانے لگا۔

ابن حفصی مغنی کا بیان:

ابن حفصی مغنی سے مذکور ہے کہ وہ اس مجلس میں موجود تھا ابن حفصی نے کہا کہ میرے اور عثث اور زنان اور بنانان احمد بن یحییٰ بن معاد کے غلام کے سوا جو مختصر کے ساتھ آیا تھا اور کوئی کھانے والا موجود نہ تھا، متوکل اور فتح بن خاقان ساتھ کھارہے تھے اور ہم لوگ ان کے سامنے ایک کونے میں اور مصاحبین علیہ السلام اپنے حجروں میں تھے اس نے اب تک کسی کو نہیں بلایا۔

میری طرف امیر المومنین متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اور عثث میرے سامنے کھاؤ اور تمہارے ساتھ نصر ابن سعید الجہزی بھی کھائے پھر میں نے کہا کہ اے سردار واللہ نصر تو مجھ کو بھی کھالے گا پھر کیونکر ہوگا جو ہمارے سامنے رکھا جائے گا پھر اس نے کہا تم سب کھاؤ میری جان کی قسم چنانچہ کھایا پھر ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ اس سے اٹھالیے۔

ایک مرتبہ امیر المومنین متوجہ ہوئے تو ہم لوگوں کو ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھ کر کہا کہ تمہیں کیا ہوا جو نہیں کھاتے میں نے کہا اے سردار جو ہمارے سامنے تھا ختم ہو گیا حکم دیا گیا اور دیا جائے ہمیں اس کے آگے سے چپچہ بھر کے دیا گیا۔

متوکل کو سبز و مال کی پیش کش:

امیر المومنین کسی دن اس دن سے زیادہ مسرور نہ تھے اپنی مجلس شروع کی اور مصاحبین اور گانے والوں کو بلایا وہ حاضر ہوئے پھر قییمہ والدہ معتز نے ایک سبز ریشمی شالی رومال بھیجا کہ جس کے برابر خوبصورت لوگوں نے نہ دیکھا ہوگا اسے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا پھر اسے اچھا معلوم ہوا اور اسے بہت عجیب معلوم ہوا پھر اس کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور اسے اس کے پاس پھیر دینے کا حکم دیا اس کے قاصد سے کہا کہ کیا اس کے ذریعے سے اس نے مجھے یاد کیا ہے پھر کہا واللہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اسے نہ اوڑھوں اور نہ یہ پسند کروں کہ کوئی اسے میرے بعد اوڑھے اور اسی لیے میں نے اسے پھڑوا دیا تاکہ اسے میرے بعد کوئی نہ اوڑھ سکے۔

ہم لوگوں نے اس سے کہا کہ اے ہمارے سردار یہ خوشی کا دن ہے ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں اے امیر المومنین کہ آپ ایسا نہ کریں۔

متوکل شراب اور تماشے میں مشغول ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں قلیل وقفے میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں اپنے سرور اور تماشے میں رات تک مشغول رہا۔

مختصر کے قتل کی سازش:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ متوکل نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اور فتح بن خاقان ۵/ شوال یوم پنج شنبہ کو اس لیے اپنا دو پہر کا کھانا عبد اللہ بن عمر الباز یار کے یہاں کھائیں گے تاکہ دھوکے سے مختصر کو قتل کیا جائے اور ترکوں کے سرداروں اور لیڈروں میں سے وصیف اور بغا وغیرہ کو قتل کیا جائے۔

ابن حفصی کے بیان کے مطابق اس دن سے ایک پہلے یوم سہ شنبہ کو اپنے بیٹے مختصر کے متعلق اس نے بہت سی لغو باتیں کیں کبھی اسے گالی دیتا تھا اور کبھی اسے اس کی طاقت سے زیادہ شراب پلاتا تھا اور کبھی اس کے چپٹ لگواتا تھا اور کبھی اسے قتل کی دھمکی دیتا تھا۔

منصور کی اہانت:

بارون بن محمد بن سلیمان ہاشمی سے مذکور ہے کہ اس نے کہا مجھ سے بعض ان عورتوں نے بیان کیا جو پردے میں تھیں کہ متوکل فتح بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے بری ہوں اگر تم اسے یعنی منصور کو طمانچہ نہ مارو، فتح بن خاقان کھڑا ہوا اور دوسرے اسے اس طرح طمانچہ مارا کہ اپنا ہاتھ اس کی گدی پر گزار دیتا تھا، متوکل نے تمام حاضرین سے کہا کہ سب اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے تیرا نام منصور رکھا تھا پھر لوگوں نے بوجہ تیری حماقت کے تیرا نام منتظر رکھ دیا، پھر اب تو مستعجل ہو گیا، منصور نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری گردن مارنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اس سے زیادہ آسان ہوتا جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں، متوکل نے حکم دیا کہ اسے بلاؤ، اس کے بعد رات کے کھانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ حاضر کیا گیا اور یہ واقعہ نصف شب میں ہوا، منصور اس کے پاس سے نکلا اور احمد بن یحییٰ کے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہو لے، پھر جب وہ چلا گیا تو متوکل کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا اور وہ کھانے لگا اور نشے کی حالت میں لقمہ لینے لگا۔

منصور اور زرافہ کی گفتگو:

ابن ہشامی سے مذکور ہے کہ منصور اپنے حجرے کی طرف چلا تو اس نے زرافہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ میرے ہمراہ چلو، اس نے کہا اے سردار امیر المومنین (ابھی دربار) سے نہیں اٹھے تو اس نے کہا کہ امیر المومنین کو تو شراب نے روک لیا ہے اور غریب بغا اور مصاحبین نکلتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے بچوں کا معاملہ میرے سپرد کر دو، کیونکہ اتامش نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کی تمھاری بیٹی سے اور تمھارے بیٹے کی شادی اس کی بیٹی سے کر دو۔

زرافہ نے جواب دیا کہ اے میرے سردار ہم لوگ تو آپ کے غلام ہیں آپ ہمیں حکم سے آگاہ کر دیجئے منصور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔

اس کے پہلے مجھ سے زرافہ نے یہ کہا تھا کہ اپنے اوپر مہربانی کرو کیونکہ امیر المومنین نشے میں ہیں اور تھوڑی دیر میں افاقہ ہو جائے گا اور مجھے نمرہ نے بلایا ہے اور مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں تم سے یہ درخواست کروں کہ تم بھی اس کے پاس چلو، اس لیے ہم دونوں اس کے حجرے میں چلیں، کہا ابن ہشامی نے کہ میں نے اسے یہ جواب دیا کہ میں تم سے پہلے اس کے حجرے میں پہنچ جاؤں گا۔

زرافہ منصور کے ساتھ اس کے حجرے میں چلا گیا۔

بنان کا بیان ہے جو احمد بن یحییٰ کا غلام تھا کہ اس سے منصور نے کہا کہ میں نے زرافہ کے بیٹے کا اتامش کی بیٹی سے اور اتامش کے بیٹے کا زرافہ کی بیٹی سے نکاح کر دیا، بنان نے کہا کہ پھر میں نے منصور سے کہا کہ اے سردار، نچھاور کہاں ہے؟ کیونکہ وہی نکاح کو اچھا کرتی ہے، تو اس نے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو کیونکہ اب رات ہو گئی ہے۔

ابن ہشامی کی روایت:

ابن ہشامی کہتا ہے کہ زرافہ نمرہ کے حجرے کی طرف روانہ ہوا جب اس میں داخل ہوا تو کھانا مانگا کھانا لایا گیا اس نے اس میں سے ذرا سا پی کھایا تھا کہ ہم نے شور و غل سنا تو کھڑے ہو گئے، پھر کہا بنان نے کہ زرافہ نمرہ کے گھر سے نکلا، یہی تھا کہ فوراً ہی بغا منصور کے سامنے کھڑا ہو گیا تو منصور نے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے تو اس نے کہا خیر ہے اے امیر المومنین اس نے کہا تجھے خرابی ہو کیا کہتا ہے۔

اس نے کہا ہمارے سردار امیر المومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ آپ کا اجر زیادہ کرے جو اللہ کے بندے تھے اس نے انھیں دعوت دی انھوں نے اسے قبول کر لیا منصرف بیٹھ گیا اور اس گھر کا اور مجلس کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیا چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور وصیف کے پاس متوکل کی جانب سے قاصد روانہ کیا جس میں معزز اور موید کے حاضر کرنے کا حکم تھا۔
مصاحبین متوکل کا مجلس سے اخراج:

عشعث سے مذکور ہے کہ مختصر کے کھڑے ہو جانے اور اس کے مع زرافہ نکل جانے کے بعد متوکل نے دو ستر خوان مانگا اور بغا صغیر جو شرابی کے نام سے مشہور تھا پردے کے پاس کھڑا تھا اور اس دن گھر میں (پہرے پر بغا کبیر کی باری تھی اور اس کا نائب گھر میں پہرہ دینے پر) اس کا بیٹا موسیٰ تھا اور یہ موسیٰ وہی ہے جو متوکل کی خالہ کا بیٹا تھا اور بغا کبیر اس دن سمیسا ط میں تھا بغا صغیر مجلس میں آیا اور مصاحبوں کو اپنے حجروں میں داخل ہونے کا حکم دیا تو فتح نے کہا کہ یہ وقت ان کے واپس جانے کا نہیں ہے حالانکہ امیر المومنین نہیں اٹھے بغا نے اس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جب سات بج جائیں تو میں مجلس میں کسی کو نہ رہنے دوں متوکل نے چودہ رطل شراب پی تھی فتح کو ان کا اٹھنا ناگوار ہوا تو بغا نے اس سے کہا کہ امیر المومنین کی بیگمات پردے کے پیچھے ہیں اور وہ خود نشے میں ہیں اس لیے کھڑے ہو اور نکلو سب نکل آئے پھر فتح اور عشعث اور ان میں کے چار خاص خادموں شفیع اور فرج صغیر اور مونس اور ابوعیسیٰ مارو الحمر زی کے سوا کوئی نہیں رہا باورچی نے متوکل کے سامنے دو ستر خوان بچھا دیا پھر وہ کھانے لگا اور لقمہ لینے لگا اور مارو سے کہنے لگا کہ میرے ساتھ کھاؤ یہاں تک کہ اس نے اپنا کچھ کھانا نشے کی حالت میں کھایا پھر شراب بھی پی عشعث نے بیان کیا کہ ابو احمد بن متوکل بھی جو موید کا اخیانی تھا اس مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ تھا متوکل بیت الخلاء جانے کو کھڑا ہو گیا۔

ابو احمد احتجاج:

بغا شرابی نے سوائے دریا کے دروازے کے سب دروازے بند کر دیئے تھے اور اسی دروازے سے وہ جماعت گھس آئی جو اس کے قتل کرنے کو مقرر کی گئی تھی ان لوگوں کو ابو احمد نے دیکھا تو ان پر چلایا کہ یہ کیا ہے اے کمینو دفعۃً دیکھا تو وہ نگلی تلواروں کے ساتھ تھے جس جماعت نے قتل کا ذمہ لیا تھا اس میں سے بغلون ترکی اور باغرا اور موسیٰ بن بغا اور ہارون بن صوار تکلین اور بغا شرابی پہلے آ گئے تھے جب متوکل نے ابو احمد کی آواز سنی سر اٹھا کر اس جماعت کو دیکھا تو کہا اے بغا یہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ چونکی والے ہیں جو میرے سردار امیر المومنین کے دروازے پر رات کو رہتے ہیں متوکل کی بغا سے گفتگو کرنے کے وقت وہ جماعت اپنے پیچھے پلٹ گئی اور واجن اور اس کے ساتھی اور وصیف کے لڑکے ان کے ساتھ اب تک نہیں آئے تھے۔

متوکل کا قتل:

عشعث نے کہا کہ میں نے بغا کو ان سے یہ کہتے سنا کہ اے کمینو تم لوگ لامحالہ قتل کیے جاؤ گے تو عزت کی موت مرد پھر وہ جماعت مجلس کی طرف واپس آ گئی بغلون نے اس پر (حملہ کرنے میں) سبقت کی اس نے اس کے شانے اور کان پر ایک ضرب ماری چنانچہ اسے کاٹ دیا پھر متوکل نے کہا ذرا ٹھہر خدا تیرے ہاتھ کاٹے پھر کھڑا ہو گیا اور اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہاتھ سے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو بغلون نے ہاتھ کو جدا کر دیا اور باغری بھی اس کا شریک ہو گیا فتح نے کہا کہ تمھاری خرابی ہو امیر المومنین کو مار رہے ہو بغا نے کہا اے کمینے خاموش نہیں رہے گا؟ فتح نے خود اپنے کو متوکل پر ڈال دیا تو ہارون نے اس کے اپنی تلوار بھونک دی تو وہ موت

موت چلانے لگا اور بارون اور موسیٰ بن بغا نے بھی اس پر تلواروں سے حملہ جاری رکھا، ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور کٹڑے کٹڑے کر ڈالا اور شعث کے سر میں جوٹ لگی، متوکل کے ساتھ ایک چھوٹا خادم تھا جو پردے کے نیچے چھپ کر فحش کیا اور لوگ بھاگ گئے، اور ان لوگوں نے جس وقت وہ وصیف کے پاس آئے تھے یہ کہا تھا کہ ہمارے ساتھ رہو کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہماری مراد پوری نہ ہوئی تو ہم قتل کر دیئے جائیں گے وصیف نے کہا کہ تمہارے لیے کوئی اندیشہ نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ اچھا اپنے بعض لڑکوں ہی کو ہمارے ساتھ بھیجو، اس نے ان کے ساتھ اپنے لڑکوں میں سے پانچ کو صالح اور احمد اور عبد اللہ اور نصر اور عبید اللہ کو بھیج دیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی مراد تک پہنچ گئے۔

فتح بن خاقان کا قتل:

زرقان سے مذکور ہے جو دربانوں پر زرافہ کا قائم مقام تھا کہ مختصر جب زرافہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھر سے باہر لے گیا اور جماعت اندر آ گئی تو شعث نے انھیں دیکھ کر متوکل سے کہا کہ ہم شیروں سے اور سانپوں اور بچھوؤں سے فارغ ہو گئے اور تلواروں کا ذکر کیا تو متوکل نے اس سے کہا کہ تجھے خرابی ہو تو کیا بکتا ہے اس کا کلام ناتمام ہی تھا کہ وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے تو فتح ان کے رو برو کھڑا ہو گیا، اسے کتو پیچھے ہٹو پیچھے و بغا شرابی بڑھا اور تلوار سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا باقی لوگ متوکل کی طرف بڑھے اور شعث سامنے کی طرف بھاگ گیا، ابو احمد اپنے حجرے میں تھا جب اس نے شور سنا تو نکلا اور اپنے باپ پر گر پڑا، بغلون نے اس پر حملہ کیا و ضرر میں ماریں، وہ نکل آیا اور سب کو چھوڑ دیا، جماعت مختصر کی طرف روانہ ہوئی، پھر اس کی خلافت کو تسلیم کر کے تعزیت کی کہ امیر المومنین مر گئے۔

زرافہ کی خلیفہ مختصر کی بیعت:

تلوار لے کر وہ لوگ زرافہ کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا کہ بیعت کر، اس نے (مختصر سے) بیعت کر لی، مختصر نے وصیف کو خبر بھیجی کہ وصیف نے میرے باپ کو قتل کر دیا تو میں نے اسے اس کے بدلے قتل کر دیا، تم بھی اپنے معزز اصحاب کے ساتھ حاضر ہو، وصیف اور اس کے اصحاب آئے اور انھوں نے بھی بیعت کی عبید اللہ بن یحییٰ اپنے حجرے میں تھا قوم کے حال کی اسے کچھ خبر نہ تھی، وہ احکام نافذ کرنے میں مشغول تھا۔

ترکوں کا منصوبہ:

ذکر کیا گیا ہے کہ ترکی عورتوں میں سے ایک عورت نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اس نے قوم کے ارادے کی خبر دی تھی، وہ رقعہ عبید اللہ کو ملا، پھر اس نے اس معاملے میں فتح سے مشور کیا، اور یہ رقعہ ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کا تب فتح ابن خاقان کو دیا گیا پھر اس نے فتح کو اس کی خبر دی، ان سب کی رائے متوکل سے پوشیدہ رکھنے پر متفق ہو گئی، اس لیے کہ انھوں نے اس کو خوش دیکھا تو انھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ اسے دن بھر رنجیدہ کریں اور انھیں قوم کا معاملہ حقیر معلوم ہوا، اور انھیں یہ بھروسہ تھا کہ کوئی شخص نہ اس پر جرات کر سکے گا اور نہ اس پر قادر ہوگا۔

عبید اللہ کا فرار:

بیان کیا گیا ہے کہ اس رات ابونوح بہانے سے بھاگ گیا، عبید اللہ اپنے کام میں بیٹھا رہا جعفر بن عاملہ اس کے سامنے تھا کہ یکا یک اس کا کو خادم اس کے پاس آیا اور کہا اے میرے سردار آپ کیوں بیٹھے ہیں، اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو، کہا کہ سارا گھر تلوار بنا ہوا ہے پھر اس نے جعفر کو نکلنے کا حکم دیا، وہ نکلا اور لوٹا اس نے خبر دی کہ امیر المومنین اور فتح قتل کر دیئے گئے، وہ اپنے خدام اور لوگوں

کے ساتھ نکلا تو اسے خبر دی گئی کہ تمام دروازے بند ہیں، تو اس نے دریا کی طرف کا راستہ اختیار کیا تو اتفاقاً اس راستے کے دروازے بھی بند تھے پھر اس نے وہ دروازے توڑنے کا حکم دیا جو دریا کے متصل تھے تین دروازے توڑ ڈالے گئے یہاں تک کہ وہ نکل کر دریا کی طرف آ گیا اور ایک کشتی تک پہنچ گیا، پھر وہ اس میں بیٹھ گیا اور جعفر بن حامد اور اس کا ایک غلام اس کے ساتھ تھا، پھر معتز کے مکان پر گیا اور اسے دریافت کیا تو اسے نہ پایا تو کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس نے مجھے بھی مارا اور اپنے کو بھی مارا، پھر اس پر افسوس کیا۔

عبید اللہ کا حملہ کرنے سے انکار:

عبید اللہ کے پاس چہار شبہ صبح کے وقت اس کے ساتھی جمع ہو گئے جو مخلوط النسل عرب اور عجم اور آوارہ گرد اور بددی اور بے روزگاروں وغیرہ میں سے تھے، بعض نے کہا ہے کہ وہ قریب بیس ہزار سوار کے تھے، کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ تیرہ ہزار آدمی تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ ہزار سوار تھے، کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ پانچ اور دس ہزار کے درمیان تھے، ان لوگوں نے اس سے کہا کہ اسی دن کے لیے آپ ہمارے ساتھ سلوک کرتے تھے لہذا آپ اپنا حکم دیجئے اور ہمیں اجازت دیجئے تو ہم اس جماعت پر ایک دم سے حملہ کر دیں، اس نے ان سے انکار کیا اور کہا کہ اس میں کوئی اچھی تدبیر نہیں کیونکہ وہ شخص یعنی معتز ان کے قبضے میں ہے۔

علی بن یحییٰ عجم:

علی بن یحییٰ عجم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں متوکل کے قتل سے چند روز قبل اس کے سامنے حالات جنگ کی پیشین گوئی کی کتاب پڑھا کرتا تھا تو اس کتاب میں میں نے ایک مقام پایا جس میں یہ تھا کہ خلیفہ دہم اپنی مجلس میں قتل کیا جائے گا تو میں نے پڑھنا بند کر دیا اور اس سلسلے کو منقطع کر دیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو کیوں ٹھہر گیا تو میں نے کہا خیریت ہے، خلیفہ نے کہا خدا کی قسم تجھے ضرور پڑھنا ہوگا، تو میں پڑھنے لگا اور خلفاء کے ذکر سے باز آ گیا، پھر متوکل نے کہا کہ کاش مجھے علم ہو جاتا کہ کون ہے وہ بد بخت جو قتل کیا جائے گا۔

متوکل کی ابن حمزہ ارمنی سے برہمی:

سلمۃ بن سعید نصرانی سے مذکور ہے کہ متوکل نے اپنے قتل سے چند روز قبل اشوط بن حمزہ ارمنی کو دیکھا تو اسے دیکھ کر گھر کی دی اور اس کے نکال دینے کا حکم دیا، کہا گیا ہے کہ اے امیر المومنین کیا آپ اس کی خدمت کو پسند نہیں کیا کرتے تھے، کہا ہاں لیکن چند راتوں سے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں اس پر سوار ہوں اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے اور اس کا سر خنجر کے سر کے مثل ہو گیا ہے پھر اس نے کہا کہ تو کب تک ہمیں ایذا دے گا، اب تیری عمر میں صرف کچھ دن کم پندرہ برس باقی رہ گئے ہیں یہ واقعہ اس کے ایام خلافت کے شمار کے مطابق تھا۔

ابن ابی ربیع اور محمد بن سعید کے خواب:

ابن ابی ربیع سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ایک شخص باب الرسن سے ایک گاڑی پر سوار داخل ہوا اس کا منہ صحرا کی طرف ہے اور پشت (گدی) شہر کی طرف ہے اور وہ اشعار پڑھتا ہے۔

مذکور ہے کہ حبشی اب ابی رہی کی وفات متوکل کے قتل سے دو سال قبل ہوئی۔

محمد بن سعید سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ ابو الوارث قاضی نصیبین نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہے اور اشعار پڑھتا ہے۔

مدت حکومت:

۴/ شوال شب چہار شنبہ کو نصف شب سے ایک گھنٹے بعد قتل کیا گیا، ایک قول یہ ہے کہ شب پنج شنبہ کو قتل کیا گیا اس کی خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن رہی، وہ جس روز بھی قتل ہوا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے وہ چالیس برس کا تھا، اور شوال ۲۰۶ھ میں فی الصلح میں پیدا ہوا تھا اور اس کا رنگ گندمی تھا، آنکھیں خوبصورت تھیں، رخسار ابھرے ہوئے نہ تھے اور چہرے پر بدن کا تھا۔

مروان ابن ابی الجحوب کا قصیدہ:

مروان ابن ابی الجحوب ابی السمط سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کی شان میں شعر کہے اور اس میں روافض کا تذکرہ کیا تو اس نے مجھے بحرین و یمامہ کا حاکم بنا دیا اور مجھے دربار عام میں چار خلعت دیئے، اور مختصر کو بھی خلعت دیا، اور میرے لیے تین ہزار دینار کا حکم دیا جو میرے سر پر نچھا کر دیئے گئے، اور اپنے بیٹے مختصر اور سعد ایتانی کو حکم دیا کہ وہ انھیں میرے لیے سمیٹ لیں، اور میں نے انھیں چھو ابھی، پھر ان دونوں نے انھیں جمع کر لیا، پھر میں وہ سب لے گیا۔

ایک اور شعر پر جو میں نے اسی مضمون میں کہا تھا میرے سر پر دس ہزار درہم نچھا کر دیئے۔

اور مروان ابن ابی الجحوب سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب متوکل خلیفہ بنایا گیا تو میں نے ابن ابی دود کو ایک قصیدہ بھیجا جس میں میں نے ابن ابی دود کی مدح کی تھی اور اس کے آخر میں دو شعر تھے جس میں میں نے ابن الزیات کا حال بیان کیا تھا، اور وہ یہ تھے:

”مجھ سے بیان کیا گیا کہ زیات کو موت آگئی۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ میرے پاس فتح و نصرت لایا۔ زیات نے بے

وفائی سے ایک کنواں کھودا تھا۔ پھر خیانت و بد عہدی کی وجہ سے وہی اس میں ڈال دیا گیا۔“

مروان بن ابی الجحوب کی طلبی:

جب وہ قصیدہ ابن ابی دود کے پاس پہنچا تو اس نے متوکل سے اس کا ذکر کیا اور اسے وہ دونوں شعر سنا دیئے۔ اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا، تو اس نے کہا کہ وہ یمامہ میں ہے، واثق نے اسے امیر المومنین سے محبت ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا، کہا اسے سواری پر بلایا جائے، تو اس نے کہا اس پر قرض ہے، پوچھا کتنا ہے، کہا چھ ہزار دینار، کہا وہ دے دیئے جائیں، چنانچہ اسے دے دیئے گئے اور یمامہ سے سوار کر دیا گیا چنانچہ وہ سامرا پہنچا اور ایک قصیدے میں متوکل کی مدح کی، اس میں کہتا ہے:

”شباب رخصت ہو گیا، اے کاش نہ رخصت ہوتا۔ اور پیری آگئی اور کاش وہ نہ آتی۔“

پھر جب قصیدے کے ان دو شعروں پر پہنچا:

”جعفر کی خلافت مثل نبوت کے ہے۔ جو بے طلب اور بے حق جنائے آگئی۔ خدا نے اسے اسی طرح خلافت عطا کی۔

جس طرح بنی مرسل علیہ السلام کو نبوت عطا کی اس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا۔“

مروان ابن ابی الجحوب پر نوازشات:

ابو یحییٰ بن مروان بن محمد الشی الخسی سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے الواسط مروان ابن ابی الجحوب نے خبر دی ہے کہ اس نے کہا جب میں امیر المومنین متوکل علی اللہ کے پاس گیا تو میں نے ولی عہد کی مدح کی اور یہ اشعار اسے سنائے:

”اللہ تعالیٰ نجد کو سیراب کرے اور سلام ہے نجد پر۔ اور نجد کیسا اچھا ہے باوجود دوری بعد کے بھی۔ میں نے نجد کی طرف دیکھا حالانکہ بغداد درمیان میں ہے۔ اے کاش میں نجد کو دیکھتا اور کس قدر دور نجد نجد میں ایسی قوم ہے جنہیں میری زیارت محبوب ہے۔ اور میرے نزدیک بھی ان کی زیارت سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے۔“

اس نے کہا کہ جب میں نے پورا قصیدہ سنا دیا تو میرے لیے ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس اور تین سواریوں یعنی ایک گھوڑے ایک خیر ایک گدھے کا حکم دیا، میں اس وقت تک نہ گیا جب تک میں نے اس کے شکریے میں یہ اشعار نہ کہہ لیے:

”پروردگار عالم نے لوگوں کے لیے جعفر کا خود انتخاب کیا اور اسے اپنے ہی انتخاب سے بندوں کے حال کا مالک بنا دیا۔“

اس نے کہا کہ جب میں اس شعر پر پہنچا:

”بس اپنے ہاتھوں کی بخشش کو مجھ سے روک دیجئے اور زیادہ نہ کیجئے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سرکش اور متکبر نہ ہو جاؤں۔“

فرمایا نہیں خدا کی قسم میں نہ روکوں گا تاوقتیکہ تو میری کوشاوت نہ جان لے اور تو جانے نہ پائے گا تاوقتیکہ اپنی حاجت نہ مانگ لے میں نے کہا اے امیر المومنین یمامہ میں جس جائیداد کو بطور جاگیر آپ نے مجھے دینے کا حکم دیا ہے، ابن مدیر نے بیان کیا ہے کہ وہ معصوم کی جانب سے اولاد پر وقف ہے اور اس کا بطور جاگیر دینا جائز نہیں اس نے کہا کہ وہ زمین تھے سو سال کے لیے ایک درہم لگان پر دیتا ہوں، میں نے کہا کہ امیر المومنین یہ اچھا نہیں ہے کہ ایک درہم دربار میں ادا کیا جائے ابن مدیر نے کہا کہ ہزار درہم کے عوض میں نے کہا ہاں اس نے اسے میرے لیے اور میرے وارثوں کے لیے نافذ کر دیا پھر کہا کہ یہ حاجت نہیں ہے یہ تو بالہ (معاملہ) ہے میں نے کہا کہ میری وہ جائیداد جو واثق نے بطور جاگیر مجھے دی تھی ابن الزیات نے مجھے ہٹا دیا اور میرے اور اس جائیداد کے درمیان حائل ہو گیا لہذا آپ اسے بھی میرے لیے نافذ فرما دیجئے، سو درہم سالانہ پر اس کے نافذ کرنے کا بھی حکم دے دیا۔

ابی شعیبہ کی روایت:

ابی شعیبہ سے مذکور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مامون کہا کرتا تھا کہ جو خلیفہ میرے بعد ہوگا، اس کے نام میں ’عین‘ ہوگا تو گمان ہوتا تھا کہ اس کا بیٹا عباس ہوگا، مگر معصوم ہو اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد ہاء ہوگی گمان ہوتا تھا کہ ہارون ہوگا، مگر واثق باللہ ہوا اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد زرد پنڈلیوں والا گمان ہوتا تھا کہ وہ ابو الحسن زعباس ہوگا مگر متوکل اس طرح کا تھا، میں نے اسے دیکھا کہ جب وہ تخت پر بیٹھ کر اپنی دونوں پنڈلیاں کھولتا تھا تو وہ دونوں ایسی زرد تھیں کہ گویا زعفران میں رنگی گئی ہیں۔

یحییٰ بن اسلم کا بیان:

یحییٰ بن اسلم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں متوکل کے پاس حاضر ہوا تو میرے اور اس کے درمیان مامون کا اور اس کے ان خطوط کا جو حسن بن سہل کے نام تھے تذکرہ جاری ہو گیا میں نے اس کی فضیلت اور تعریف اور اس کی نیکیوں اور علم اور معرفت اور خبرداری کے متعلق بہت کچھ کہا جو بعض حاضرین کے موافق نہ تھا۔

متوکل نے کہا کہ وہ (مامون) قرآن کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

میں نے کہا کہ وہ کہتا تھا کہ قرآن کے ساتھ اور کسی علم فرض کی حاجت نہیں (یعنی قرآن کافی ہے) نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ کسی اور کے فعل کی طرف جانے کی ضرورت ہے نہ آپ کے بیان کر دینے اور سمجھا دینے کے بعد (نہ) سیکھنے کے لیے حجت ہے نہ ذلیل اور حق ہونے کے بعد بوجہ حجت ظاہر ہو جانے کے سوائے تلوار کے کچھ نہیں۔

متوکل نے کہا کہ میری مراد وہ نہیں جن کی طرف تو گیا۔

بچی نے جواب دیا کہ احسان مند پر محسن غائب کی خوبیاں بیان کرنا فرض ہے۔

پوچھا: وہ دوران گفتگو میں کیا کہا کرتا تھا، معتمد باللہ مرحوم اس کے متعلق کچھ کہا کرتا تھا جو میں بھول گیا ہوں

بچی نے کہا وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ میں ان نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں جن کا شمار تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا، اور میں ان گناہوں کی تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں جن کا احاطہ سوائے تیری عفو کے کوئی نہیں کر سکتا۔

متوکل نے کہا کہ اس وقت وہ کیا کہتا تھا جب اسے کچھ اچھا معلوم ہوتا تھا یا اسے کوئی خوش خبری ملتی تھی، معتمد باللہ نے علی بن یزید کو حکم دیا کہ وہ اسے ہمارے لیے لکھ دے اس نے لکھ دیا تھا اور وہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا مگر پھر ہم اسے بھول گئے۔

بچی نے کہا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا اور اس کی اشاعت کرنا اور اس کے افعالات کو شمار کرنا اور انہیں بیان کرنا اہل نعمت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اس میں اس کے حکم کی فرماں برداری ہے اور ان نعمتوں پر اس کا شکر ہے، پس اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جن کا وہ اہل اور مستحق ہے جو اس کے حق کی پوری کرنے والی اور اس کے اس شکر تک پہنچنے والی ہیں جو موجب مزید نعمت ہے، اس قدر تعریفیں ہیں جنہیں اس وجہ سے ہماری تعداد شمار نہ کر سکے اور ہماری یاد احاطہ نہ کر سکے کہ اس کے احسانات پے در پے ہیں اور اس کا فضل مسلسل ہے اور اس کی بخشش ہمیشہ ہے، تعریف اس ذات کی ہے جو یہ جانتا ہے کہ یہ نعمتیں اسی کی جانب سے ہیں اور اس کا شکر ہے اس پر۔

متوکل نے کہا کہ تو نے سچ کہا بعینہ یہی کلام ہے اور یہ سب تجربہ کار اور ذی علم کی حکمتیں ہیں، مجلس ختم ہو گئی۔

یوم الآخر کے متعلق فرمان:

اسی سال صفر میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے سے پلٹ کر بغداد آیا اور یوم الآخر میں اختلاف کی وجہ سے جو پریشانی اسے ہوئی، اس کی شکایت کی۔

متوکل نے زرد لافانی میں باب خلافت سے حاکم حج کے پاس رویت ہلال ذی الحجہ کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ اسے روانہ کر دیا جائے جس طرح حج کی خیریت کے متعلق آنے والا لافانہ روا نہ کیا جاتا ہے، حکم دیا کہ مشعر حرام (مزدلفہ) اور تمام مقامات حج میں بجائے روغن زیتون کے شمع روشن کی جائے۔

اسی سال ۶/ ربیع الآخر کو جعفر یہ میں والدہ متوکل کی وفات ہوئی اور مختصر نے نماز جنازہ پڑھائی، جامع مسجد کے قریب دفن کی گئی۔



باب ۲

خلیفہ المنتصر

اسی سال ۴/ شوال یوم چہار شنبہ کو ایک اور قول میں ۳ شوال کو جعفریہ میں منتصر محمد بن جعفر کی خلافت کی بیعت لی گئی وہ (اس وقت) پچیس سال کا تھا، بیعت کے بعد دس روز تک مقیم رہا پھر وہاں سے مع اپنے عیال و سرداران لشکر و فوج سامرا میں منتقل ہو گیا۔

بیعت خلافت:

ان لوگوں نے جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے اس سے شب چہار شنبہ کو بیعت کی تھی بعض لوگوں سے مذکور ہے کہ انھوں نے کہا جب چار شنبہ کی صبح ہوئی تو سردار اور کاتب اور معززین اور شاگرد اور عام فوج والے اور ان کے علاوہ اور بہت سے آدمی جعفریہ میں حاضر ہوئے، انھیں احمد بن حسیب نے ایک فرمان سنایا جس میں امیر المومنین منتصر کی جانب سے یہ خبر دی تھی کہ فتح بن خاقان نے اس کے والد جعفر متوکل کو قتل کر دیا تو اس نے اس کے عوض اسے قتل کر دیا پھر لوگوں نے بیعت کر لی، اور عبید اللہ بن فتح بن خاقان بھی حاضر ہوا اور بیعت کر کے چلا گیا۔

منتصر اور فتح:

ابو عثمان سعید سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب وہ رات ہوئی جس میں متوکل قتل کیا گیا تو ہم لوگ منتصر کے ساتھ دار الخلافہ میں تھے، جب فتح باہر جاتا تھا تو منتصر بھی اس کے ساتھ جاتا تھا اور جب وہ واپس آتا تو اس کے کھڑے ہونے پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بیٹھنے پر بیٹھ جاتا تھا، اور اس کے پیچھے پیچھے جاتا تھا، سوار ہوتا تو اس کی رکاب پکڑتا تھا اور اس کے کپڑے جو اس کے گھوڑے کے زین میں (دب جاتے تھے) برابر کرتا تھا۔

منتصر کا ترکوں سے معاہدہ:

خبر ملی تھی کہ عبید اللہ بن یحییٰ نے منتصر کے لیے اس کے راستے میں ایک جماعت تیار کی ہے کہ لوگ اس کے پلٹنے کے وقت غفلت کی حالت میں اسے قتل کر دیں، متوکل نے بھی واپسی کے قبل اسے برا بھلا کہا تھا اور غصہ دلایا تھا اور اس پر حملہ کیا تھا اس لیے وہ غصے میں پلٹا اور ہم لوگ بھی اس کے ساتھ پلٹے، جب منتصر اپنے مکان پہنچ گیا تو اس نے اپنے ہم نشینوں اور خاص لوگوں کو بلوایا اپنی واپسی سے پہلے وہ ترکوں سے متوکل کے قتل کا وعدہ لے چکا تھا جب کہ نبیذ سے بے ہوش ہوا۔

سعید صغیر کی منتصر سے درخواست:

سعید صغیر نے کہا کہ مجھے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پاس قاصد آیا کہ میں حاضر ہوں کیونکہ امیر المومنین کے قاصد امیر کے پاس آئے ہیں اور وہ سواری کے لیے تیار ہیں میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہم لوگوں میں جو خبر پھیلی تھی کہ وہ لوگ غفلت میں منتصر کے قتل کے درپے ہیں تو بے شک اسی کو اسی لیے بلایا گیا ہے، میں ہتھیار اور آلات حرب لے کر سوار ہوا، اور امیر کے دروازے پر پہنچ

گیا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر مارے مارے پھر رہے ہیں، کیا ایک دجن منتصر کے پاس آیا اور اسے یہ اطلاع دی کہ اس کے کام سے فرصت ہو گئی، یہ کہہ کر سوار ہو گیا اور میں کچھ راستے تک اس کے ساتھ ہولیا میں خوف زدہ تھا اس نے میری حالت دیکھی تو کہا کہ تیرے لیے کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے واپس جانے کے بعد امیر المومنین کے گلے میں اس کے پیالے سے پھندا لگ گیا جس سے وہ مر گیا اس پر خدا کی رحمت ہو، میں نے اسے بہت برا سمجھا اور یہ مجھے شاق گزارا، ہم چلے اور احمد بن خصب اور سرداروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی یہاں تک کہ ہم الحیر میں پہنچ گئے اور پے در پے قتل متوکل کی خبریں آنے لگیں دروازے روک دیئے گئے اور ان پر پہرہ مقرر کر دیا گیا، میں نے کہا اے امیر المومنین اور خلافت کا سلام کیا (یعنی السلام علیکم یا امیر المومنین کہا) یہ مناسب نہیں کہ اس وقت ہم ایسی جگہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں جہاں آپ کے غلاموں سے آپ کے لیے اندیشہ ہے، کہا اچھا تو اور سلیمان رومی میرے پیچھے رہ اس کے لیے ایک رومال بچھا دیا گیا جس پر وہ بیٹھ گیا اور ہم لوگوں نے اسے گھیر لیا اور احمد بن خصب اور اس کا کاتب سعید بن حمید بیعت لینے کے لیے آ گئے۔

معتر کی طبی:

سعید بن حمید سے مذکور کہ احمد بن خصب نے اس سے دریافت کیا کہ تیری خرابی ہوائے سعید کیا تیرے ساتھ دو تین کلمے ہیں جن کے ذریعے سے تو بیعت لیتا ہے میں نے کہا ہاں، کلمات ہیں اور میں نے مضمون بیعت لکھ لیا ہے حاضرین، واردین سب کو وہی دیا، سعید کبیر آیا تو اسے منتصر نے موید کے پاس بھیجا، سعید صغیر سے کہا کہ تو معتر کے پاس جا اور بلا لا، سعید صغیر نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین جب تک آپ اپنے ساتھیوں کی قلت میں ہیں، میں خدا کی قسم اس وقت تک آپ کے پس پشت نہ جاؤں گا جب تک لوگ جمع نہ ہو جائیں، احمد بن خصب نے کہا یہاں وہ لوگ ہیں جو تیرے بجائے کافی ہیں، تو جا، میں نے کہا کہ میں نہ جاؤں گا جب تک اتنا مجمع نہ ہو جو بجائے میرے کافی ہو کیونکہ اس وقت بہ نسبت تیرے میں اس کا دوست زیادہ ہو۔ جب بہت سے سردار آ گئے اور انھوں نے بیعت کر لی تو میں روانہ ہوا میری حالت یہ تھی کہ میں اپنی جان سے مایوس تھا، میرے ساتھ دو غلام تھے جب میں ابولوح کے مکان پر پہنچا تو یہ حالت تھی کہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے جاتے تھے اور آتے تھے دفعۃً میں نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر بہت بڑا مجمع اسلحہ اور آلات حرب سے مسلح ہے، انھوں نے میری آہٹ پائی تو ان میں سے ایک سوار میرے ساتھ ہولیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کیونکہ وہ مجھے نہیں پہچانتا تھا کہ تو کون ہے میں نے اپنا حال اس سے چھپایا اور یہ بتایا کہ میں فتح کے بعض دوستوں میں سے ہوں میں چلتا رہا یہاں تک کہ معتر کے دروازے پر پہنچ گیا مجھے دروازے پر کوئی نہ ملا، دربان نہ پہرے والا نہ کوئی نوکر اور نہ کوئی اور مخلوق یہاں تک کہ میں صدر دروازے تک پہنچ گیا۔

سعید بن حمید کی معتر سے ملاقات:

پھر میں نے اسے بہت زور سے کھٹکھٹایا، بڑی دیر کے بعد مجھے جواب ملا کہ تو کون ہے میں نے کہا میں سعید صغیر امیر المومنین منتصر کا قاصد ہوں، وہ چلا گیا اور بڑی دیر لگائی، بدی کے اندیشے مجھ پر طاری ہونے لگے، زمین مجھ پر تنگ ہو رہی تھی، پھر دروازہ کھلا اور یکایک بیدون خادم نکل آیا اور مجھ سے کہا کہ اندر آ، میرے بعد دروازہ بند کر دیا میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میری جان گئی اس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا میں نے اسے بتایا کہ امیر المومنین کے گلے میں پیالے سے پھندا لگ گیا اور وہ اسی وقت مر گئے

اور سب لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے منصر سے بیعت کر لی اس نے مجھے امیر ابو عبد اللہ المنصور باللہ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ بھی بیعت میں حاضر ہوں بیدون اندر گیا پھر میرے پاس آیا اور کہا اندر چلو میں معتز کے پاس پہنچا اس نے کہا تیری خرابی ہو کیا واقعہ ہے۔

معتز اور سعید حمید کی روانگی:

میں نے واقعہ بتایا و تعزیت کی روایا اور کہا اے میرے سردار چلے اور ان پہلے لوگوں میں شامل ہو جائیے جنہوں نے بیعت کر لی کہ آپ اس طریقے سے اپنے بھائی کا قلب اپنے ہاتھ میں لے لیں اس نے کہا کہ تیرے لیے خرابی صبح تک تو ٹھہر پھر اس سے خوب باتیں بنا تا رہا اور بیدون خادم اس میں میرا ساتھ دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے نماز کی تیاری کی اپنے کپڑے منگائے اور پہنے گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا میں بھی اس کے ساتھ سوار ہو گیا میں نے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستے کے علاوہ تھا اور اس سے باتیں کرتا رہا اور معاملے کو اس پر سہل کرتا رہا اسے اپنے بھائی کی وہ باتیں یاد دلاتا رہا جنہیں وہ جانتا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کے دروازے تک پہنچے مجھ سے اس کے متعلق پوچھا میں نے کہا وہی لوگوں سے بیعت لے رہا ہے فتح نے بیعت کر لی ہے اس وقت وہ مانوس ہو گیا۔

خلیفہ منصر کی معتز کی بیعت:

اتفاقاً ایک سوار جو ہمارے پیچھے ہوا تھا اور بیدون خادم کے پاس چلا گیا تھا اس نے اس سے آہستہ کہا جسے میں نہیں جانتا بیدون نے اسے جھڑک دیا وہ چلا گیا پھر سہ بارہ پلٹا اور ہر مرتبہ بیدون اسے دھتکار دیتا اور جھڑک دیتا تھا کہ دور ہو یہاں تک کہ ہم لوگ باب الحیر پہنچ گئے میں نے اسے کھلوا دیا تو مجھ سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے میں نے کہا کہ سعید صغیر اور امیر معتز میرے لیے دروازہ کھول دیا گیا ہم لوگ منصر کے پاس پہنچ گئے جب منصر نے اسے دیکھا تو اپنے قریب بلا لیا اور گلے لگا لیا اور تعزیت کی اور اپنی بیعت لی اس کے بعد موید بھی سعید کبیر کے ساتھ آ گیا اس کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا صبح ہو گئی منصر جعفر یہ گیا متوکل اور فتح کے دفن کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں سکون ہو گیا سعید صغیر نے کہا کہ میں معتز سے خلافت منصر کی خوش خبری کے انعام کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ دار الخلافہ میں نظر بند تھا یہاں تک کہ اس نے مجھے دس ہزار درہم دیئے۔

بیعت نامہ خلافت:

منصر کے لیے جو بیعت لی گئی اس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم! تم لوگ عبد اللہ المنصور باللہ امیر المومنین سے دل سے اور اعتقاد اور رضا مندی اور رغبت اور اپنے باطل کے اخلاص اور دلوں کے انشراح اور سچی نیتوں کے ساتھ بیعت کرتے ہو نہ تم پر زبردستی کی گئی نہ تم مجبور کیے گئے ہو بلکہ یہ جانتے ہوئے اقرار کرتے ہو کہ اس بیعت اور اس کے مضبوط کرنے میں اللہ کی اطاعت و تقویٰ ہے دین الہی کا اعزاز ہے اس کا حق ہے اللہ کے بندوں کی پوری بھلائی کلمہ ایمان کا اجتماع ہے شیرازہ بندی ہے مصائب کا سکون عواقب کا امن دوستوں کی عزت ملحدین کی بربادی اس بنا پر بیعت کرتے ہو کہ محمد امام المنصور باللہ اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے حق کا ادا کرنا اور بیعت کا پورا کرنا تم پر فرض ہے جس میں نہ تم شک کرو گے اور نہ نفاق کرو گے نہ تم اس سے ہٹو گے نہ تردید میں پڑو گے۔ بیعت کرتے ہو تم اس کا حکم سننے پر اسے ماننے پر صلح پر مدد کرنے پر وفاداری پر استقلال پر اور خیر خواہی ظاہری و باطنی پر سفر میں اور حضر میں ہر وقت عبد اللہ امام المنصور باللہ امیر المومنین جو حکم دے ہر وقت (اس کی اطاعت کرو گے) تم اس پر بیعت کرتے ہو کہ تم اس کے دوستوں کے دوست دشمنوں کے دشمن رہو گے خواہ وہ خاص ہوں یا عام قریب ہوں یا بعید تمہارا باطن اس معاملے میں مثل

ظاہر کے رہے گا اور تمہارے قلوب تمہاری زبانوں کی طرح ان امور پر راضی رہیں گے، جواب یا آئندہ امیر المومنین تمہارے لیے پسند کرے گا۔ تم اپنے اوپر اور اپنی گردنوں میں اس بیعت کی تجدید و تاکید کرنے کے بعد امیر المومنین کو اپنی مکمل قسم رغبت اور خوشی قلب اور نیت اور خواہش کی سلامتی نظر دینے کی بیعت کرتے ہو جس کی اللہ نے تم پر تاکید کی ہے، اس کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے کوئی برگشتہ کرنے والا تمہیں اس معاملے میں مدد اور اخلاص اور خیر خواہی و محبت سے برگشتہ نہ کر سکے گا، نہ بدلہ لو گے نہ تم میں سے کوئی رجوع کرنے والا اپنی نیت سے رجوع کرے گا، نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، تمہاری وہ بیعت جو تم نے اپنی زبان اور اپنی ذمہ داریوں کو دی ہے اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی اطلاع ہے، مانی الضمیر سے وہ آگاہ ہے۔

یہ بیعت اپنی تمام ذمہ داریوں کی تکمیل پر مبنی ہے کہ تم اخلاص رکھو گے مدد کرتے رہو گے، محبت کرو گے، تمہاری طرف سے کوئی دغا و نفاق و حیلہ و بہانہ کبھی نہ ہوگا، یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملو کہ اس کے عہد کو پورا کرنے والے اور اس کے اس حق کو جو تم پر واجب ہے ادا کرنے والے ہونہ انتظار کرنے والے اور نہ عہد توڑنے والے، کیونکہ تم میں سے وہ لوگ جو امیر المومنین سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے لہذا جس نے عہد شکنی کی اس نے اسے ہی اوپر عہد شکنی کی اور جس نے اسے پورا کیا، جس پر اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔

تم پر لازم ہے اور وہ بھی کہ جو اس بیعت نے تمہاری گردنوں میں مضبوط کر دیا ہے، جس پر تم نے اپنی سچی قسمیں دی ہیں اور وہ بھی لازم ہے جس کی تم پر شرط کی گئی ہے، وفائے عہد، مدد و محبت اور کوشش اور خیر خواہی، تم پر اللہ کے عہد کا پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے عہد کے متعلق باز پرس کی جائے گی، تم پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری پوری کرنا بھی ضروری ہے، جو مضبوط عہد انبیاء اور رسل اور اس کے بندوں سے لیے گئے ان سب سے زیادہ سخت ہے کہ سنو جو تم سے اس بیعت میں عہد لیا گیا ہے اور اسے نہ بدلو، اطاعت کرو و نافرمانی نہ کرو، سچائی اختیار کرو اور شک میں نہ پڑو اور سنبھالے رہو، جس طرح اہل اطاعت اپنی طاعت کو سنبھالتے ہیں اور عہد کرنے والے اور وفادار اپنی وفاداری اور حق کو سنبھالے رہتے ہیں تمہیں اس سے نہ کوئی خواہش پلٹائے اور نہ کوئی برگشتہ کرنے والا اور نہ کوئی گمراہی تمہیں ہدایت سے کج کرے۔

تم صرف کرو گے اپنی جان اور کوشش اور مقدم کرو گے دین اور طاعت کے حق کو جو کچھ تم نے اپنے اوپر لازم کیا ہے، اللہ تعالیٰ تم سے اس بیعت میں سوائے وفاداری کے اور کچھ قبول نہ کرے گا جس نے تم میں سے امیر المومنین سے یہ بیعت کی اور اسے مضبوط کر دیا اور پھر اس کی عہد شکنی کی، باطن میں یا ظاہر میں کھلم کھلا یا بہانہ و حیلہ سے پھر نفاق کیا اس عہد میں جو وہ اپنی طرف سے اللہ سے کر چکا ہے اور امیر المومنین کے مواثیق میں اور اللہ کے عہود میں جو اس پر ہیں اس میں بجائے کوشش کے بے پروائی استعمال کرے گا یا باطل کی طرف جھکے گا بجائے حق کی مدد کے ہٹ جائے گا اس راستے سے جس سے وفادار لوگ اپنی وفائے عہد کی وجہ سے پناہ پاتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس نے اس میں خیانت کی ذرا سا بھی عہد توڑا تو وہ ہر شے جس کا یہ ہو (خواہ) مال ہو یا جائیداد مواثی ہوں یا زراعت یا دودھ والے جانور سب اللہ کے راستے میں مساکین پر صدقہ ہیں اور اس پر یہ حرام ہے کہ اس میں سے کچھ بھی اپنے مال میں کسی حیلے یا بہانے سے شامل کرے جو مال اپنی بقیہ عمر میں حاصل کرے خواہ وہ کم قیمت ہو خواہ اس کی مقدار بڑی ہو تو وہ سب اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے، یہاں تک کہ اسے موت آئے اور اس کا وقت آجائے اور ہر وہ غلام کہ جس کا وہ آج سے تیس سال تک مالک ہو مذکر ہو یا مونث سب اللہ کے لیے آزاد ہیں اور اس کی عورتیں جس دن سے اس کی قسم ٹوٹے اور جن سے وہ بعد میں عقد کرے، تیس سال

تک سب پر طلاق بائنہ ہے بطور طلاق حرج سنت کے کہ جس میں دوسری طلاق ہے اور نہ رجعت ہے اور اس پر تیس حج کے لیے بیت اللہ الحرام تک جانا واجب ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس کے فرض کو یا نفل کو اور اللہ تم پر اس معاملے میں گواہ ہے اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے۔
ما حوزہ میں ہنگامہ:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس دن کی صبح ہوئی جس میں منتصر سے بیعت کی گئی تھی تو ما حوزہ میں جعفر کے قتل کی خبر پھیل گئی اور ما حوزہ وہ شہر ہے جسے جعفر نے سامرہ میں بنایا تھا اور جعفریہ کے باب عامہ پر لشکر اور شا کر یہ اور ان کے علاوہ آوارہ گرد اور عوام جمع ہو گئے مجمع بہت ہو گیا وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے سننے لگے بعض پر بعض سوار ہو گئے اور بیعت کے معاملے میں گفتگو کرنے لگے ان کی طرف سے ابن عتاب نکلا یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص ان کی طرف نکلا وہ ذرا فہ تھا اس نے انھیں منتصر کی وہ باتیں پہنچائیں جو وہ پسند کرتے تھے انھوں نے اسے وہ باتیں سنائیں وہ منتصر کے پاس گیا اور اسے خبر دی وہ نکلا اور اس کے سامنے ایک جماعت مغربی فوج کی تھی جنھیں اس نے پکارا کہ اے کتو! انھیں پکڑو انھوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور تین دروازوں تک دھکیل آئے لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے اور بعض لوگ بعضوں پر گر پڑے پھر وہ لوگ ہتھیاروں سے جدا ہوئے اور جو لوگ بھیر اور روندنے سے مر گئے تھے ان کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ چھ تھے اور بعض کہتے ہیں وہ تین سے چھ تک تھے۔

متفرق واقعات:

اسی سال اپنی بیعت کے ایک دن بعد منتصر نے ابو عمر احمد بن سعید غلام آزاد کردہ بنی ہاشم کو حاکم فوج داری بنایا کسی کہنے والے نے کہا! وائے بربادی اسلام جب کہ لوگوں میں عدالت کا ابو عمرہ حاکم بن گیا۔
وہ امت پر امین سمجھا گیا حالانکہ وہ اونٹ کی ایک مہنگائی پر بھی امین نہیں ہے۔
اسی سال ذی الحجہ میں منتصر نے علی بن معصوم کو سامرا سے بغداد نکال دیا اور اس پر پیہرہ مقرر کر دیا۔

امیر حج محمد بن زبئی:

اسی سال محمد بن زبئی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۲۸ھ کے واقعات

احمد بن خصب اور وصیف میں رنجش:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ احمد بن خصب اور وصیف کے درمیان بغض اور ترک کلام تھا جب منتصر خلیفہ اور ابن خصب اس کا وزیر بنایا گیا تو احمد بن خصب نے منتصر کو ابھارا اور اسے اپنی جماعت سے نکال کر سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرنے کا مشورہ دیا وہ کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ منتصر نے اسے بلوایا اور جنگ کا حکم دیا منتصر نے جب اس امر کا قصد کیا کہ وصیف کو سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرے تو اس سے احمد بن خصب نے کہا کہ آزاد کردہ غلاموں پر کس کی جرات ہوگی تا وقتیکہ آپ وصیف کو جنگ پر جانے کا حکم دیں (یعنی بغیر وصیف کو جنگ پر بھیجے ہوئے اور کوئی بھی اس کے لیے تیار نہ ہوگا اس لیے وصیف کی روانگی ضروری ہے) وصیف کی جہاد کے لیے پیش کش:

منتصر نے بعض دربانوں سے کہا کہ جو شخص دارالخلافہ پر حاضر ہو اسے (اندر آنے کی) اجازت دے بار یا بوں کو اجازت

دی گئی جن میں وصیف بھی تھا، منصور نے متوجہ ہو کر اس سے کہا کہ اے وصیف میرے پاس (سرکش) بادشاہ روم کے متعلق یہ خبر آئی ہے کہ اس نے سرحدوں کے ارادے سے توجہ کی ہے یہ ایسا امر ہے کہ اس سے بچنا (بغیر اس کے) ناممکن ہے کہ تم یا تو جنگ کے لیے جاؤ یا میں جاؤں وصیف نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جاؤں گا، منصور نے کہا کہ اے احمد وصیف کی ضروریات پر توجہ کر خواہ وہ جس مقدار میں بھی ہوں اور وہ اس کے لیے مہیا کر احمد نے کہا اچھا اے امیر المومنین فرمایا اچھا اسی وقت اس کے لیے کھڑا ہو۔

منصور کی وصیف کو ہدایات:

اے وصیف اپنے کا تب کو حکم دے کہ وہ بھی جن چیزوں کی حاجت ہے ان میں اس کی مدد کرے اور اس کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ اس معاملے پر وہ تیری ضرورت رفع کرے، احمد بن نصیب بھی اٹھ کھڑا ہوا اور وصیف بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تیاری میں مشغول رہا یہاں تک کہ روانہ ہو گیا مگر اسے فلاح و کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ بیان کیا گیا کہ منصور نے جب وصیف کو بلا کر جنگ کے لیے حکم دیا، تو اس سے کہا کہ سرکش یعنی بادشاہ روم نے حرکت کی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ بلاد اسلام میں سے جہاں سے گزرے گا سب کو ہلاک اور قتل کرے گا اور بچوں اور عورتوں کو قید کرے گا، جب تو لڑے اور لوٹنے کا ارادہ کرے تو بہت جلد امیر المومنین کے دروازے کی طرف واپس آنا، سرداروں کی ایک جماعت کو اس کے ہمراہ روانگی کا حکم دیا لوگوں کا اس کے لیے انتخاب کیا، جو لوگ فوج شاکر یہ اور لشکر اور آزاد کردہ غلاموں میں سے اس کے ہمراہ ہوئے وہ تقریباً دس ہزار آدمی تھے، مقدمے پر مزاحم بن خاقان برادر فتح بن خاقان ساقہ پر محمد بن رجاہ بنہ پر سندی بن بختاشہ اور دراجے پر (دراجہ و لشکر ہے جو قلعہ شکن آلات رکھتا ہے) نصر بن سعید مولیٰ مامور تھا، وصیف کے نائب کو جو سامرا کا کوتوال تھا منصور نے لوگوں اور لشکر پر عامل بنادیا۔

منصور نے اپنے آزاد کردہ غلام وصیف کو جنگ کے لیے روانہ کرتے وقت محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھا جس کی نقل یہ ہے۔

فرمان جہاد:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! عبد اللہ محمد المنصور باللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبد اللہ آزاد کردہ غلام امیر المومنین کی جانب۔ اسلام علیک!

بے شک امیر المومنین تیری سلامتی پر اس اللہ کی حمد کرتا ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر رحمت بھیجے۔

اما بعد بے شک اللہ نے (اور اسی کے لیے تمام محامد ہیں ان کی نعمتوں پر اور شکر ہے اس کے عمدہ امتحان پر) اسلام کو انتخاب کیا اور اسے فضیلت دی اور پورا کیا اور کامل بنایا اور اسے اپنی رضا مندی اور ثواب کا وسیلہ اور اپنی رحمت کا کھلا ہوا راستہ اور اپنے ذخیرہ کرامت کا سبب بنایا اسے مغلوب کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی اور اسے ذلیل کر دیا جس نے اس کو حق ہونے سے انکار کیا اور اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا اور اسے سب سے زیادہ مکمل اور کامل شریعت کی اور افضل اور منصفانہ احکام کی خصوصیت عطا کی اور اس کے لیے اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر اور اپنے بندوں میں سے سب سے برتر محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور اپنے نزدیک تمام فرائض میں سے اپنے قریب پہنچنے کا سب سے واضح وسیلہ اسی کو بنایا اس لیے کہ اللہ عز و جل نے اپنے دین کو عزت دی اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے والے اہل شرک کو ذلت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے اور اسے فرض کرتے ہوئے فرمایا، چلو بغیر سامان کے یا سامان کے ساتھ اللہ کی راہ میں

اپنی جان و مال سے جہاد کرو، اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے، کوئی ایسی حالت مجاہدین سبیل اللہ پر نہیں گزرتی کہ وہ اللہ کی راہ میں تکلیف کو برداشت نہیں کرتا اور نہ ایذا کو اور وہ کچھ خرچ نہیں کرتا اور وہ دشمن سے قتال نہیں کرتا اور کسی شہر کا راستہ قطع نہیں کرتا اور وہ کسی زمین پر نہیں گزرتا مگر اس کے لیے ان امور کی وجہ سے ایک امر ہے جو لکھا ہوا ہے اور ایک ثواب ہے جو بہت ہے اور ایک اجر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ اس لیے ہے کہ بے شک انھیں نہیں پہنچتی ہے پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور وہ کسی زمین پر اس طرح نہیں گزرتے جس سے کفار کو غصہ آتا ہے اور انھیں دشمن سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ کہ اس کے عوض ان کے واسطے عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، اور وہ لوگ کوئی خرچ نہیں کرتے ہیں، چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ کوئی میدان و کوہ قطع کرتے ہیں مگر ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے سب سے اچھے اعمال کی جزا دے۔

اس کے بعد اللہ عز و جل نے اپنے نزدیک مجاہدین کی غیر مجاہدین پر زیادت مرتبہ کی اور جو کچھ ان کے لیے جزا و ثواب کا وعدہ ہے اس کی اور جو کچھ ان کے لیے یہاں تقرب ہے ان کی تعریف فرمائی ہے، ارشاد ہے، برابر نہیں ہیں مومنین میں سے بغیر کسی ضرر کے بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو (بے عذر) بیٹھ رہنے والوں پر درجے کی بزرگی وہی ہے اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر بہ اعتبار اجر عظیم کے فضیلت دی ہے جہاد کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جان و مال خرید لیے ہیں اور اپنی جنت کو ان کے لیے قیمت بنایا ہے اور اپنی خوشنودی کو ان کے لیے بدلہ اس کے خروج کرنے پر اس کی جانب سے ایسا سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور ایسا منصفانہ حکم ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک اللہ نے مومنین سے ان کے جان و مال کو اس قیمت کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے، اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں یہ وعدہ اس پر واجب ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ سے زائد اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ لہذا تم اپنی اس تجارت سے خوش ہو جاؤ جو تم نے اللہ سے کی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زندہ مجاہدین کے لیے اپنی نصرت کا اور اپنی رحمت بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اور شہدائے مجاہدین کے لیے ان کی حیات و اسمہ اور تقرب الی اللہ کا اور اپنے ثواب میں سے حصہ کثیرہ کی شہادت دی ہے فرمایا ہے تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے مردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے یہاں رزق پاتے ہیں، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اس سے خوش ہیں، اور ان لوگوں کو جو ان کے پس ماندوں میں سے ان سے نہیں ملے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ نہ ان پر (آئندہ کا) کوئی خوف ہے اور نہ انھیں (گزشتہ کا) غم ہے۔

اعمال مومنین میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے سے مومنین اللہ عز و جل کی بارگاہ میں تقرب حاصل کریں اور اس کے ذریعے سے اپنے گناہ معاف کرانے میں اور عذاب الہی سے آزاد کرنے میں کوشش کریں اور اس کے ذریعے سے اپنے پروردگار کی جانب سے ثواب کے مستحق بنیں، مگر جہاد اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور اس کے نزدیک بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے اور دنیا آخرت میں کامیابی کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ اہل جہاد نے اللہ کے لیے اپنی جان کھپائی تاکہ اللہ ہی کا بول بالا رہے اور انھوں نے اپنی جانوں کو اپنے پس افتادہ بھائیوں اور مسلمانوں کی عورتوں اور ان کی آبرو پر صرف کیا اور اپنے جہاد کے ذریعے سے دشمن کو مغلوب کیا۔

امیر المومنین نے اس لیے کہ اسے دشمن خدا کے جہاد کے ذریعے سے تقرب بارگاہ الہی حاصل کرنا اور اس کے اس حق کو ادا کرنا جو اس نے اسے اپنے دین کا محافظ بنا کر مقرر کر دیا ہے اور اس کے اولیاء کے اعزاز میں اپنے لیے تقرب کا تلاش کرنا اور ان پر جو اس کے دین سے ہٹ گئے اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی اور اس کی فرمانبرداری سے جدا ہو گئے، قوت سزا کا نازل پسند ہے یہ مناسب سمجھا ہے کہ وصیف آزاد کردہ غلام امیر المومنین کو اسی سال اللہ کے دشمن کفار روم کے بلاد کی طرف غازی مقرر کرے اس لیے کہ اس کی فرمان برداری اور خیر خواہی اور عمدہ مہارت قواعد جنگ پر ہر اس چیز میں اس کی خلوص نیت کے متعلق جس نے اسے اللہ اور خلیفہ اللہ کا مقرب بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو معرفت عطا فرمادی ہے۔

امیر المومنین نے یہ مناسب سمجھا ہے اور اللہ ہی اس کا مددگار اور توفیق دینے والا ہے کہ وصیف اور اس کے آزاد کردہ غلاموں کا اور اس کے عام لشکر کا اور فوج شاکریا کا جنھیں امیر المومنین نے اس کی ہمراہی کے لیے قائم کیا ہے ۱۲ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو جو شہور عجم میں سے نصف جزیران کے مطابق ہے سرحد ملطیہ پر پہنچنا ہو بلاد دشمنان خدا میں تموز (موسم گرما) کے سب سے پہلے دن وہ داخل ہوا اسے جان لے اور امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل اپنے علاقے کے اطراف کے کارندوں کو بھی لکھ بھیج، انھیں یہ حکم دے کہ جو مسلمان ان کے سامنے ہوں انھیں پڑھ کر سنائیں، انھیں جہاد کی ترغیب دیں۔ ان پر برا بھیجتے کریں، انھیں جہاد کے لیے روانہ کریں، انھیں وہ ثواب بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جہاد کے لیے مقرر کیا ہے تاکہ نیت والے اور سے ثواب کی امید رکھنے والے اور جہاد کا شوق رکھنے والے اپنے دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے اور اپنے دین کی معذرت کرنے والے اور اپنی حدود سے دشمن کو دور کرنے والے اس فرمان کے مطابق وصیف آزاد کردہ غلام امیر المومنین کے لشکر کے ملطیہ پر اس وقت پر پہنچنے پر جس کو امیر المومنین نے ان کے لیے مقرر کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عمل کریں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وصیف کو بلاد سرحد میں قیام کا حکم:

احمد بن نصیب نے ۷/ محرم ۲۴۸ھ کو لکھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف کے لشکر کے اخراجات و رسد پر اور مال غنیمت اور اس کی تقسیم پر اس کی شخص کو مقرر کیا جو ابوالولیلہ الجری الیجلی کے نام سے مشہور تھا اسی کے ساتھ مختصر نے بھی وصیف کو لکھا کہ جب وہ اپنی اس جنگ سے فارغ ہو کر لوٹے تو بلاد سرحد پر چار سال تک قیام کرے اور وہاں کے اوقات جنگ میں جنگ کرتا رہے یہاں تک کہ امیر المومنین اپنی رائے سے اس کو اطلاع دیں۔ اس سال موید و معتز نے اپنے آپ کو ولایت عہد خلافت سے سبک دوش کر دیا۔ ان کی دست برداری کو مختصر نے جدید قصر جعفری میں ظاہر کیا۔

موید و معتز کی معزولی کا منصوبہ:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد مختصر باللہ کے جب تمام امور خلافت درست ہو گئے تو احمد بن نصیب نے وصیف اور بغا سے کہا کہ لوگ ان دونوں جوانوں سے مطمئن نہیں ہیں جب کہ امیر المومنین مر جائے گا تو معتز حاکم خلیفہ بن جائے گا، پھر ہم میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دے گا اور ہماری اولاد کو بھی مٹا دے گا، رائے یہ ہے کہ قبل اس کے نہ یہ دونوں ہم پر قابو پائیں ہم ان دونوں لڑکوں کے معزول کرنے کی کوشش کریں، تمام ترکوں نے اس معاملے میں کوشش کی اور مختصر سے اصرار کیا کہ اے امیر المومنین ان دونوں کو خلافت

سے معزول کر دیجئے اور اپنے فرزند عبدالوہاب کے لیے بیعت لے لیجئے، منصرف اپنے بھائی معز و موید کا اکرام کرتا رہا۔ باوجودیکہ اس کا میلان موید کی طرف زائد تھا، جب اس کی خلافت کو چالیس دن گزر گئے تو معز و موید کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب کہ دونوں اس کے پاس سے واپس ہو چکے تھے، پھر بلائے گئے اور ایک گھر میں ٹھہرائے گئے۔ معز نے موید سے کہا کہ اے بھائی تم جانتے ہو کہ ہم دونوں کیوں بلائے گئے ہیں، اس نے کہا اے بد بخت معزول کرنے کے لیے۔ (معز نے) پھر کہا کہ مجھے یہ گمان نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیا جائے، وہ لوگ اس قسم کی باتوں میں تھے کہ معزولی کے پیامبران کے پاس پہنچ گئے، موید نے کہا کہ میں نے سنا اور مان لیا، معز نے کہا کہ میں اس کے لیے تیار نہیں، اگر تم قتل کرنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے۔

معز کی گرفتاری:

وہ لوگ منصرف کے پاس لوٹ گئے اور اسے اس جواب سے آگاہ کیا، پھر سخت غصے میں واپس آئے معز کو سختی سے گرفتار کر کے ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔

موید اور معز کی گفتگو:

یعقوب بن السکیت سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے موید نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا تو میں نے جرات و زباں درازی سے ان سے کہا کہ اے کتو! یہ کیا حرکت ہے، تم نے ہمارے خون پر جرات کی ہے، اسی طرح حملہ اپنے آقا پر کر چکے ہو، دور ہو خدا تمہیں بد حال کرے مجھے چھوڑ دو کہ میں معز سے گفتگو کروں وہ لوگ فوراً کچھ کہنا چاہتے تھے مگر مجھے جواب دینے سے باز رہے اور تھوڑی دیر ٹھہر گئے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو اس سے مل لے، مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگوں نے آپس میں مشورہ کر لیا ہے، میں اس کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کوٹھری میں رو رہا ہے، میں نے کہا کہ ارے جاہل تو دیکھتا ہے کہ ان لوگوں نے تیرے باپ سے اپنی مراد حاصل کر لی وہی ہوا جو وہ چاہتے تھے، پھر بھی تو ان سے رکتا ہے، معزول ہو جا، تجھ پر خرابی ہو، اور (اب) انہیں واپس نہ کر، کہا سبحان اللہ، وہ امر جس کا فیصلہ ہو چکا، شہرت ہو چکی، ساری دنیا میں پھیل گیا، اس سے دست بردار ہو جاؤں، میں نے کہا کہ اسی امر نے تیرے باپ کو قتل کیا، اے کاش وہ تجھے نہ قتل کرے، اسے دور کر، خرابی ہو تجھ پر، کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ کے علم میں یہ امر آچکا ہے تو حاکم بنے گا معز نے کہا! اچھا۔

موید اور معز کی ولی عہدی سے دستبرداری:

موید نے یہ سن کر نکل کر کہا کہ اس نے قبول کر لیا، لہذا امیر المومنین کو اطلاع کر دو، وہ لوگ گئے پھر پلٹے، اور مجھے دعائے خیر دی، ان کے ساتھ ایک کاتب بھی داخل ہوا جس کا وہ کچھ نام لیتے تھے، اس کے ہمراہ دوات و کاغذ بھی تھا، وہ بیٹھ گیا، ابو عبد اللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم اپنے قلم سے اپنی معزولی لکھو جس سے وہ متحیر ہو گیا، میں نے کاتب سے کہا کہ مجھے کاغذ دے تو جو چاہے گا وہ میں لکھ دوں گا، مجھ سے منصرف کے نام ایک عریضہ لکھوایا گیا، جس میں میں نے اسے اس امر کے متعلق اپنے ضعف کی اطلاع دی کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میرے لیے مقتدا بننا حلال نہیں، اور یہ بھی ناپسند ہے کہ میرے سبب سے متوکل گناہ گار ہو جب کہ میں اس امر کے لیے محل نہ ثابت ہوں، میں نے اس سے معزولی کی درخواست کی اور اسے یہ اطلاع دی کہ میں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور لوگوں کو

اپنی بیعت سے آزاد کر دیا، میں نے بالکل اس کی خواہش کے موافق لکھ دیا، پھر میں نے کہا اے ابو عبد اللہ تو بھی لکھ دے، وہ پھر رکا، میں نے کہا تجھ پر خرابی ہو، لکھ دے، آخر لکھ دیا وہ کاتب ہمارے پاس سے چلا گیا، پھر ہمیں بلانے لگا تو میں نے کہا کہ آیا ہم لوگ اپنے کپڑے بدل لیں یا اسی حالت میں چلیں، کہا بدل لو، میں نے منکا کر پہنے اور ابو عبد اللہ نے بھی ایسا ہی کیا، اور ہم لوگ روانہ ہو گئے جب پہنچے تو منصر اپنی مجلس میں تھا لوگ حسب مراتب بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے اسلام کیا سب نے جواب دیا۔

منصر کی موید و معتر سے گفتگو:

منصر نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ یہ دونوں کا خط ہے معتر خاموش رہا، میں نے سبقت کر کے کہا کہ ہاں امیر المومنین یہ میرا خط ہے، میرے سوال اور میری رغبت کے متعلق، معتر سے میں نے کہا بول اس نے بھی یہی کہا، منصر ہماری طرف متوجہ ہوا ترک بھی کھڑے تھے کہ کیا تم دونوں یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے تم کو اس طمع میں معزول کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک میرا لڑکا بڑا ہو اور میں اس کے لیے بیعت لے لوں، خدا کی قسم میں نے گھڑی بھر کے لیے بھی کبھی اس قسم کا لالچ نہیں کیا جب اس معاملے میں لالچ نہیں تھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے باپ کے بیٹوں کا حاکم بننا بہ نسبت چچا کے بیٹوں کے حاکم بننے سے زیادہ پسند ہے لیکن ان لوگوں نے (اس نے تمام آزاد کردہ غلاموں کی طرف اشارہ کیا جو وہاں کھڑے اور بیٹھے تھے) مجھ پر تم دونوں کے معزول کرنے میں بہت اصرار کیا مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں نہ کروں تو ان میں سے کوئی تم دونوں کے ساتھ ہتھیار سے پیش آئے اور دونوں کو قتل کر دے، تو تم دونوں مجھے کیسا خیال کرو گے، خدا کی قسم ان سب کا خون مل کر بھی تم میں سے کسی ایک کے خون کے برابر نہیں، اس لیے مجھ پر ان کی درخواست کا قبول کر لینا زیادہ آسان ہوا، یعقوب نے کہا کہ دونوں اس پر جھک گئے اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا، اس نے دونوں کو چمٹا لیا، پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔

موید اور معتر کی ولی عہدی سے معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوم شنبہ کو ۲۳ صفر ۴۲۸ھ ہوئی تو معتر اور موید نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور ہر ایک نے اپنے قلم سے ایک ایک رقعہ لکھا کہ اس نے اس بیعت سے جو اس کے لیے کی گئی تھی اپنے آپ کو معزول کر دیا لوگ اس بیعت کے توڑ دینے میں آزاد ہیں، وہ دونوں اس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں دونوں اسی امر کا بیان کرنے کے لیے سب کے درمیان کھڑے ہو گئے، سب لوگ اور تمام ترک اور معززین اور مصاحبتین اور قاضی اور جعفر بن عبد الواحد قاضی القضاۃ اور سردار اور بنی ہاشم اور تمام محکموں کے حکام اور جماعت اور دربانوں کے سردار اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر اور وصیف اور بغا الکبیر اور تمام حاضرین دربار عام و دربار خاص (سب موجود تھے) اس کے بعد سب لوگ واپس گئے، ان دونوں نے یہ لکھا تھا۔

خلع بیعت:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، امیر المومنین متوکل علی رضی اللہ عنہ نے اس (امر خلاعت) کو میری گردن میں ڈالا تھا اور میرے لیے بیعت لی تھی حالانکہ میں بچہ تھا (یہ فعل) بغیر میرے ارادے اور (محض) ان کی محبت کی وجہ سے ہوا تھا، جب میں نے اپنے معاملے کو سمجھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں اسے نہیں قائم کر سکتا جو انھوں نے میری گردن میں ڈالا ہے، اور نہ مجھ میں مسلمانوں کی خلافت کی صلاحیت ہے اس لیے جس شخص کی گردن میں میری بیعت تھی، وہ اس کے ٹوٹ جانے سے آزادی میں ہے میں نے تمہیں اس سے آزاد کر دیا ہے تمہیں تمہاری قسموں سے بری کر دیا ہے، میرا کوئی عہد تمہاری گردن میں نہیں ہے اور نہ کوئی معاملہ تم لوگ اس سے بری

ہو۔ اس رقعے کو احمد بن حنبل نے پڑھا تھا، ان دونوں میں سے ہر ایک نے کھڑے ہو کر تمام حاضرین سے کہا کہ یہی میرا رقعہ ہے اور یہی میرا قول ہے لہذا تم لوگ میرے گواہ رہو میں نے تمہیں تمہاری قسموں سے بری کر کے بیعت سے آزاد کر دیا ہے، مستنصر نے اس وقت ان دونوں سے کہا کہ خدا تمہارا اور تمام مسلمانوں کا بھلا کرے، اور کھڑا ہوا اور اندر چلا گیا، پہلے مجمع میں بیٹھا تھا اور ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا تھا، پھر تمام عالموں کو ان دونوں کی معزولی کے متعلق ایک فرمان لکھوایا۔ صفر ۲۳۸ھ میں یہ واقعہ پیش آیا۔

فرمان معزولی:

منشور المستنصر باللہ بنام ابوالعباس محمد بن عبد اللہ بن طاہر آزاد کردہ غلام امیر المومنین در بارہ معزولی ابو عبد اللہ المستنصر و ابراہیم المویہ۔

منجانب عبد اللہ محمد امام المستنصر باللہ امیر المومنین بنام محمد بن عبد اللہ غلام آزاد کردہ امیر المومنین۔

اما بعد، بے شک اللہ تعالیٰ نے کہ اسی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اس کی نعمتوں پر اور اس کا شکر ہے اس کے عمدہ امتحان پر اپنے خلفاء میں سے اہل حکومت کے ان امور کا قائم کرنے والا جن کے لیے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والا اور اپنے حق کی طرف بلانے والا اور اپنے احکام کو جاری کرنے والا بنادیا، اپنی اس بزرگی کو جو خاص طور پر انھیں عطا فرمائی اپنے بندوں کے لیے باعث قیام اور اپنے شہروں کے لیے باعث درستی و رحمت بنادیا، جس کے ذریعے سے اس نے اپنی مخلوق کو آباد کیا، ان کی فرمانبرداری کو فرض کر دیا۔ اسے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے ملا دیا، اسے اپنے قرآن حکم میں واجب کر دیا کیونکہ اسی میں مصائب سے سکون اور خواہشوں کا اجتماع اور پریشانی کی اصلاح اور راستوں کا امن اور دشمن پر غلبہ اور عورتوں کی حفاظت اور سرحدوں کی روک تھام اور تمام امور کا انتظام جمع ہے، فرماتا ہے۔

”اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم“ (اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور ان حکام کی جو تم میں سے ہوں) لہذا اللہ کے ان خلفاء پر جنہیں اس نے اپنی اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا اپنی بزرگی کے اعلیٰ مرتبے کے لیے انھیں مخصوص کیا اور ان امور کا کہ جنہیں اس نے اپنی رحمت کا وسیلہ اور اپنی خوشنودی و ثواب کا سبب بنایا ہے انھیں نگہبان بنایا، یہ حق ہے کہ وہ ہر حالت میں جو انھیں پیش آئے اس کی اطاعت کو اختیار کریں، اس کے حق کو خود اپنے اندر قائم کریں۔

امیر المومنین اللہ تعالیٰ سے اس کا محتاج اور اس کی عظمت کے آگے ذلیل بن کر دعا کرتا ہے کہ وہ اس کی ان امور میں مدد کرے جن میں اس نے اسے راعی بنایا، ایسی مدد کرے جس میں اس کی درستی ہو اور جو بار اس پر ہے اس سے سرگردانی نہ ہونے پائے، اپنی توفیق سے اپنی اطاعت پر اس کی اعانت کرتا رہے۔ بے شک وہی سننے والا اور قریب ہے۔

اے ابوالعباس! ان خطوط کا اسی وقت علم ہو گیا تھا۔ جب تو یہاں حاضر تھا جو اپنے قلم سے لکھ کر ابو عبد اللہ و ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیے تھے جس میں انھوں نے وہ امور ذکر کیے تھے جن سے انھیں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا تھا جو امیر المومنین کی ان دونوں پر توجہ اور اس کی دونوں پر کمال مہربانی اور اس کی ان پر نیک نظر کے متعلق تھے، امیر المومنین علی اللہ نے ابو عبد اللہ کو امیر المومنین کا دلی عہد مقرر کیا تھا اور بعد ابو عبد اللہ کے ابراہیم کو دلی عہد مقرر کیا تھا، یہ اس وقت ہوا تھا جب کہ ابو عبد اللہ بچہ تھا، تین سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا اسے سمجھ نہ سکا جو اس کے لیے مقرر کیا گیا اور نہ اس سے ہو سکا جو اس کی گردن میں ڈالا گیا۔

ابراہیم بھی چھوٹا تھا جوانی کی حد تک نہیں پہنچا تھا نہ ان دونوں کے احکام جاری ہو سکتے تھے اور نہ اسلام کے احکام ان دونوں

پر جاری ہوئے تھے جب وہ بالغ ہو گئے اور ان اعمال کے جو ان کی طرف منسوب کیے گئے اور اس عہد کے قیام سے اپنی عاجزی پر واقف ہوئے ان دونوں پر واجب ہوا کہ یہ اس طور پر اللہ اور جماعت مسلمین کی خیر خواہی کریں کہ اسی امر سے جو ان دونوں کے لیے مقرر کیا گیا اپنے آپ کو نکال دیں اور ان کاموں سے علیحدہ ہو جائیں جو ان کی گردن میں ڈالے گئے ہر اس شخص کو جس کی گردن میں ان دونوں کی بیعت ہے اور اس پر قسم ہے آزاد کردی جب کہ وہ دونوں ان امور کو جن کے وہ اہل سمجھے گئے قائم نہیں کر سکتے اور اس کی اپنی گردن میں ڈالے رکھنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

وہ لوگ بھی جو ان دونوں کے اطراف میں امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور لڑکوں اور لشکر اور شاہ کریم میں سے اور تمام وہ لوگ جو عہدہ داروں کے ماتحت ہیں بارگاہ خلافت میں خراسان میں اور تمام اطراف میں جو ان دونوں کے قبضے میں ہیں ان سب سے ان دونوں کی علامات نکال دی جائیں اور ان سب سے ان کے قبضے کا ذکر علیحدہ کر دیا جائے وہ دونوں بھی عام مسلمانوں کے طریقے پر ہوں گے وہ دونوں جو کچھ بیان کرتے ہیں امیر المومنین سے برابر اسی کے متعلق تذکرہ کرتے رہتے ہیں اس بارے میں اس وقت سے اس سے درخواست کر رہے ہیں جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت پر پہنچایا ان دونوں نے ولی عہدی سے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور اس سے علیحدہ ہو گئے ہر شخص جس پر ان دونوں کی بیعت اور قسم تھی امیر المومنین کے عہدہ داروں اور اس کے دوستوں اور رعیت میں سے قریب و بعید حاضر و غائب سب کو ان دونوں نے آزاد کر دیا اور اپنی بیعت و قسم کے متعلق وسعت دیدی کہ وہ بھی انھیں معزول کر دیں جس طرح انھوں نے خود اپنے آپ کو معزول کر دیا۔

ان دونوں نے امیر المومنین کے لیے خود اپنی ذات سے اس سے بھی سخت اللہ کا عہد لے لیا جو عہد و میثاق اس کے ملائکہ اور انبیاء اور اس کے بندوں سے لیا گیا تھا اور تمام قسموں پر بھی جو امیر المومنین (مختصر) نے ان دونوں کے لیے اس امر کے متعلق مضبوطی کے ساتھ لیں تھیں کہ وہ دونوں اپنے آپ کو اس کی فرمانبرداری اور خیر خواہی اور دوستی پر ظاہر اور باطن میں قائم رکھیں گے وہ دونوں امیر المومنین سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ان دونوں نے کیا ہے اسے وہ ظاہر اور شائع کر دے اور اپنے تمام دوستوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب ان امور کو ان دونوں سے سن لیں یہ درخواست ان دونوں کی اپنی طلب رغبت و طیب قلب سے بغیر جبر و اکراہ کے ہے ان دونوں کے روبرو ان کے وہ رفقاء پڑھے جائیں جو انھوں نے اپنے قلم سے لکھ کر پیش کیے ہیں جن میں انھوں نے اس ولی عہدی کا جو بحالت طفلی ان کے لیے واقع ہوئی اور بعد بلوغ اپنے آپ کو اس سے معزول کرنے کا اور ان اعمال کے متعلق جن کے وہ متولی بنائے گئے تھے اپنے سے واپس لے جانے کے متعلق دونوں نے جو درخواست کی ہے اس کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں سے جو اس تولیت کی وجہ سے ان کے ساتھ کر دیئے گئے تھے جو ان کی اطراف کے سرکاری عہدہ داروں اور لشکر والوں اور غلاموں اور شاہ کریم اور تمام لوگوں میں سے تھے جو ان عہدہ داروں کے تحت ہیں اپنی علامات نکال دینے اور ان لوگوں میں سے اپنے ماتحت ہونے کی علامت کو زائل کرنے کی درخواست کی ہے کہ اس کے متعلق ایک فرمان تمام اطراف کے اعمال کو لکھ دیا جائے۔

بے شک امیر المومنین ان دونوں کے بیان کرنے اور پیش کرنے میں ان کے صدق پر واقف ہو گیا اور اپنے تمام بھائیوں اور اپنے اہل بیعت کے جو اس کی بارگاہ میں تھے اور اپنے تمام عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور لشکر اور شاہ کریم کے امیروں اور اپنے کاتبوں قاضیوں اور فقہاء وغیرہ کے اور اپنے تمام دوستوں کے جن کے روبرو ان امور کے متعلق ان دونوں کے لیے یہ بیعت واقع ہوئی تھی بلانے میں سبقت کی ابو عبد اللہ اور ابراہیم فرزند ان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان

دونوں کے رقبے جو ان کے قلم کے لکھے ہوئے تھے ان کے حضور میں امیر المومنین کی مجلس میں ان دونوں کے اور تمام حاضرین مجلس کے روبرو پڑھے گئے اور ان دونوں نے رقبے پڑھے جانے کے بعد ان باتوں کو اسی طرح زبان سے دہرایا جس طرح انھوں نے لکھا تھا امیر المومنین نے ان کی اس درخواست کو جو اپنے فعل کی اشاعت اور اس کے اظہار اور اجرا کے متعلق تھی قبول کرنے میں اتفاق کو اس لیے مناسب سمجھا کہ اس میں تین حق ادا ہوتے تھے۔

اول: اللہ عزوجل کا حق اس امر میں کہ اس نے امیر المومنین کو اپنی خلافت کا محافظ بنایا اور اس پر اپنے دوستوں کے لیے ایسی نظر رکھنی واجب کی جو حال استقبال میں بالاتفاق ان کے قلوب میں الفت پیدا کرے۔

دوم: رعایا کا حق ہے جو اس کے پاس اللہ کی امانت ہے اسی لیے ان کے امور کا اپنی گردن میں (بار) اٹھانے والا اس شخص کو ہونا چاہیے جو رات دن اپنی عنایت اور نظر اور مہربانی اور عدل اور رحمت سے ان کی رعایت کرے اللہ کے احکام کو اس کی مخلوق میں قائم کرے سیاست کی گرانی اور تدبیر کی درستی سے خوب واقف ہو۔

سوم: ابو عبد اللہ اور ابراہیم کا حق جو امیر المومنین پر ان کے بھائی ہونے کی وجہ سے اور ان کے ہم رحم ہونے کی وجہ سے واجب ہے اس لیے کہ اگر وہ دونوں جس چیز سے جدا ہو گئے باوجود اپنی عاجزی کے اس پر باقی رکھے جائیں تو اس سے یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ یہ کسی ایسے امر تک نہیں پہنچے گا جس میں دین کا ضرر ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے خرابی ہے اور اس میں ان دونوں پر بہت بڑا گناہ ہوگا لہذا امیر المومنین نے ان دونوں کو معزول کر دیا جیسا کہ خود ان دونوں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور امیر المومنین کے تمام بھائیوں نے اور جو اہل بیعت کہ بارگاہ امیر المومنین میں ہیں ان سب نے بھی دونوں کو معزول کر دیا امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آ زاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور روسائے لشکر و شاکریہ اور کاتبوں اور قاضیوں اور فقہاء وغیرہ اور امیر المومنین کے ان تمام موالی نے بھی انھیں معزول کر دیا جن کے روبرو ان دونوں کے لیے بیعت لی گئی تھی۔

امیر المومنین نے اپنے تمام اعمال کی جانب اس کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دے دیا کہ وہ لوگ جو کچھ فرمان میں ہے اس کے مطابق عمل کریں ابو عبد اللہ اور ابراہیم کو ولی عہدی سے معزول کر دیں جیسا کہ خود ان دونوں نے اس سے اپنے آپ کو معزول کر دیا دونوں نے خاص و عام اور قریب و بعید اور حاضر و غائب کو اس سے آزاد کر دیا کہ لوگ ولی عہدی کے ساتھ ان کا ذکر نہ کریں جو چیزیں ولی عہدی کی نسبت سے ان کی طرف منسوب ہیں جیسے المعز باللہ والمؤید باللہ اپنے خطوط اور الفاظ میں اور خبر پر ان دونوں کے لیے دعائیں ترک کر دیں اور وہ سب ترک کر دیں جو ان کے دفاتر میں ان کے ماتحت لوگوں پر ان کی قدیم یا جدید علامات ہیں جھنڈوں اور لفافوں پر جو ان کا ذکر ہے اسے بھی مٹا دیں اور جو گھوڑے شاکریہ اور رابطان دونوں کے ناموں سے ہیں (ان سے بھی ان کے نام نکال دیں)

تیسرا مرتبہ اور حال امیر المومنین کے نزدیک اس اخلاص کے مطابق جو اللہ نے تجھے امیر المومنین کی اطاعت اور خیر خواہی اور ولا اور پیروی کے متعلق دیا ہے تیسرا مرتبہ وہی ہے جو اللہ نے تیرے لیے تیرے بزرگوں اور خود تیری ذات کی وجہ سے واجب کیا ہے جو اللہ نے امیر المومنین کو تیری اطاعت اور مبارک حالی اور ادائے حق میں کوشش کے متعلق معرفت دی ہے (تیسرا مرتبہ اس کے مطابق ہے) امیر المومنین نے اپنی ذمہ داری کے لیے اور تجھ سے اور ان سب سے جو تیرے قریب ہیں اور تمام اطراف میں ہیں ابو عبد اللہ کی ماتحتی دور کرنے کے لیے تجھے منتخب کر لیا امیر المومنین نے اپنے اور تیرے درمیان کسی شخص کو نہیں کیا جو تجھ پر افسر ہو اس کے متعلق تمام محکموں کے حکام کے پاس حکم روانہ ہو گیا لہذا تو بھی آگاہ ہو جا اور اپنے تمام عمال کو امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل بھیج دے اور انھیں عمل میں اسی

کے مطابق حکم دیتا رہا انشاء اللہ والسلام، بقلم احمد بن حنبل یوم شنبہ ۲۰ صفر ۲۳۸ھ۔ اسی سال منصر کی وفات ہوئی۔
منصر کی موت کے متعلق مختلف روایات:

وہ مرض جس کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی زیر اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ یوم پنج شنبہ ۲۵ ربیع الاول کو اس کے حلق میں درد ہوا اور ۵ ربیع الآخر یوم یک شنبہ کو عصر کی نماز کے وقت مر گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوم شنبہ ۴ ربیع الآخر بوقت عصر اس کی وفات ہوئی، بیماری یہ تھی کہ اس کے معدے میں ورم ہوا جو قلب تک ترقی کر گیا، اس کی بیماری تین دن یا اسی کے قریب رہی، مجھ سے بعض صاحبوں نے بیان کیا کہ اسے حرارت ہوئی اپنے کسی طبیب کو جو اس کا علاج کرتا تھا بلایا، اور اسے فصد کھولنے کا حکم دیا، اس نے زہر آلود آلے سے اس کی فصد کھولی جس میں اس کی موت ہو گئی، وہ طبیب جس نے اس کی فصد کھولی تھی اپنے مکان واپس چلا گیا، اور اسے بخار آ گیا، اس نے اپنے شاگرد کو بلایا اور اسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا اور اس کے آلات اپنے سامنے رکھ لیے تاکہ ان میں سے سب سے اچھے کا انتخاب کرے، انھیں میں وہ زہر آلود آلہ بھی تھا جس سے اس نے منصر کی فصد کھولی تھی اور وہ اسے بھول گیا، اس شاگرد نے ان آلات میں جو اس کے سامنے رکھے ہوئے تھے زہر آلود آلے سے زیادہ اچھا کوئی آلہ نہ پایا، اس نے اسی سے اپنے استاد کی فصد کھول دی، وہ اس آلے کے حال سے ناواقف تھا، چنانچہ جب اس نے اس آلے سے اس کی فصد کھولی تو اس کے استاد نے اس کی طرف دیکھا، پھر معلوم ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا، اس نے اسی وقت وصیت کی اور مر گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ منصر کو اپنے سر میں کوئی بیماری معلوم ہوئی تو ابن طفیوری نے اس کے کان میں تیل ٹپکایا جس سے اس کے سر پر ورم آ گیا اور وہ فوراً پھیل گیا چنانچہ وہ مر گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن طفیوری ہی نے اس کے آلات حجامت کو زہر آلود کر دیا تھا۔ میں برابر لوگوں سے سن رہا ہوں جب سے کہ خلافت اسے پہنچی اس کے خلیفہ بننے سے مرنے تک یہی کہتے تھے کہ بے شک اس کی مدت حیات صرف چھ مہینے ہے جیسا کہ شیرو یہ بن کسری کی جو اپنے باپ کا قاتل تھا، مدت حیات (چھ مہینے تھی) ہر خاص و عام کی زبان پر یہ مشہور تھا۔
منصر کا خواب:

یسر خادم سے مذکور ہے اور وہ جیسا کہ مذکور ہے، منصر کے زمانہ خلافت میں اس کے بیعت المال کا متولی و محافظ تھا، اس نے بیان کیا کہ ایک روز اپنے زمانہ خلافت میں منصر اپنے محل میں سو رہا تھا کہ یکایک روتا اور چلاتا ہوا بیدار ہوا مجھے اس سے ہیبت معلوم ہوئی کہ میں اس سے اس کے رونے کا سبب دریافت کروں دروازے کے باہر ٹھہر گیا کہ اتفاقاً عبد اللہ بن عمر البازیار سے ملاقات ہو گئی، اس نے بھی اس کی چیخ سنی تھی، مجھ سے کہا کہ اسے کیا ہوا خرابی تجھ پر اے یسر میں نے اسے بتایا کہ وہ سو رہا تھا پھر روتا ہوا اٹھا، عبد اللہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں، اے امیر المؤمنین خدا آپ کی آنکھ کو نہ رلائے کہا اے عبد اللہ میرے قریب آ، وہ اس کے قریب گیا تو اس سے کہا کہ میں سو رہا تھا، پھر میں نے دیکھا اس عالم میں کہ سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا متوکل میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ بربادی ہو تیری اے محمد، تو نے مجھ کو قتل کیا اور مجھ پر ظلم کیا، امیری خلافت چھین لی، خدا کی قسم میرے بعد تو اس سے متمتع نہ ہوگا مگر چند روز پھر تیری روانگی دوزخ کی طرف ہے، میں بیدار ہو گیا نہ میری آنکھ قابو میں ہے اور نہ میری فریاد عبد اللہ نے اس سے کہا کہ یہ تو خواب ہے اور وہ سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ آپ کو عمر دے گا اور آپ کے لیے آسانی کر دے گا، اس وقت کو شراب سے ٹالے اور دل بہلانے کا سامان اختیار کیجئے اور خواب کی پرواہ نہ کیجئے، منصر

نے اس طرح دل تو بہلانا چاہا مگر شکستہ خاصر ہی رہا یہاں تک کہ مر گیا۔
متوکل کے قتل پر متنصر کی پشیمانی:

بیان کیا گیا ہے کہ متنصر نے اپنے باپ کو قتل کے متعلق فقہاء کی ایک جماعت سے مشورہ کیا تھا اس کے طریقوں سے انھیں آگاہ کیا تھا اور اس کے متعلق ایسے امور قبیحہ بیان کیے تھے جن کا ذکر کرنا بھی اس کتاب میں مکروہ ہے انھوں نے اس پر اس کے قتل کا اشارہ کیا اس کے حالات بعض وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔

متنصر ہی سے مذکور ہے کہ جب اس کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس نے اس کا حال دریافت کیا تو کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔

ابن دہقانہ سے مذکور ہے کہ اس نے بیان کیا کہ متوکل کے قتل کے بعد ہم لوگ ایک دن متنصر کی مجلس میں تھے کہ مسدود طیفوری نے ایک قصہ بیان کیا، متنصر نے کہا کہ ایسا کب ہوا، اس نے جواب دیا کہ اس شب میں کہ نہ کوئی روکنے والا تھا اور نہ منع کرنے والا، اس جواب نے متنصر کو غصے میں ڈالا۔

متنصر کی عمر:

سعید بن سلمہ نصرانی سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ ہمارے پاس احمد بن خسیب خوش خوش آیا یہ بیان کرتا ہوا کہ امیر المومنین متنصر نے کسی شب خواب میں یہ دیکھا کہ وہ ایک زینے پر چڑھا یہاں تک کہ وہ اس کی پچیس سیڑھیوں تک پہنچ گیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ ہے تیری سلطنت، یہ خبر ابن منجم کو پہنچی تو محمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ انجم اسے اس خواب کی مبارک باد دینے آئے، اس نے کہا کہ واقعہ اس طرح نہ تھا جیسا کہ تم سے احمد بن خسیب نے بیان کیا بلکہ جب میں آخری سیڑھی پر پہنچا تو مجھ سے کہا گیا کہ ٹھہر، کیونکہ یہی تیری عمر کا آخر ہے، اور اس کی وجہ سے وہ نہایت مغموم رہا اس کے بعد وہ چند روز ایک سال کے دن پورے کرنے تک زندہ رہا پھر مر گیا اس وقت وہ پچیس سال کا تھا، کہا گیا ہے کہ جب وہ مرا ہے پچیس سال اور چھ مہینے کا تھا۔

متنصر کی مدت حکومت:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی عمر چوبیس سال تھی اور اس کی مدت خلافت چھ مہینے تھی اور بعض کے قول میں (چھ مہینے) اور دو دن تھی اور کہا گیا ہے کہ برابر چھ مہینے رہی کہا گیا ہے کہ ایک سو اناسی دن رہی، اپنے بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اس نے کیا اس کی چوالیس شب کے بعد سامرا کے قصر جدید میں انتقال کر گیا بیان کیا گیا ہے کہ جب مرنے لگا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

”میراجی اس دنیا سے خوش نہ ہوا جسے میں نے حاصل کیا۔ لیکن اپنے کریم پروردگار کے پاس جا رہا ہوں۔“

اس کی نماز جنازہ احمد بن محمد بن معتمد نے سامرا میں پڑھائی اور وہی اس کی جائے ولادت تھی۔

متنصر کا حلیہ:

بڑی آنکھو سرخ رنگ، پست قد، زیادہ گوشت والا تھا، جیسا کہ بیان کیا گیا، مہیب (یعنی رعب دار) تھا، ایک قول کے مطابق وہ بنی العباس کا سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر مشہور ہوئی اور یہ اس لیے ہوا کہ اس کی ماں نے اس کی قبر کے بلند کرنے کی خواہش کی، اس کی کنیت ابو جعفر اور اس کی ماں کا نام حبشہ تھا۔ وہ ام ولد (یعنی وہ لونڈی تھی جس کے مالک کی اولاد اس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی) وہ رومی تھی۔

صالح والی مدینہ کی معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ منصر جب خلافت کا والی بنا تو سب سے پہلا جو کام اس نے کیا وہ صالح کا مدینے سے معزول کرنا اور علی بن الحسین بن اسماعیل بن العباس بن محمد کو وہاں کا حاکم بنانا ہے۔

علی بن الحسین کو ہدایات:

علی بن الحسین سے مذکور ہے کہ میں منصر کے پاس اسے رخصت کرنے گیا تو مجھ سے کہا کہ اے علی میں تجھے اپنے گوشت اور خون کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور اپنی کلائی کی کھال کھینچ کر کہا کہ اس طرف تک میں نے تجھے متوجہ کیا، دیکھ تو قوم کے لیے کیسا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے قوم سے اس کی مراد آل ابی طالب تھے میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ انشا اللہ میں ان کے معاملے میں امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی رائے کی پابندی کروں گا، کہا کہ تو اس وقت اس کی وجہ سے میرے نزدیک سعادت حاصل کرے گا۔

محمد بن ہارون کا بیان:

محمد بن ہارون سے بھی محمد بن علی برد الخیار کا کتاب اور ابراہیم مویذ کی جاگیر کے دفتر پر اس کا نائب تھا، مذکور ہے کہ ایک مقتول اپنے بستر پر پایا گیا جس پر چند زخم تلوار کے تھے اس کا لڑکا اس کے ایک حبشی خادم کو اور وصیف کو بلا لایا بیان کیا گیا ہے کہ وصیف نے اس حبشی کو قاتل ٹھہرایا، پھر وہ منصر کے پاس پہنچا دیا گیا اور جعفر بن عبد الواحد کو حاضر کیا گیا، منصر نے اس سے اس کے مالک کے قتل کا حال دریافت کیا اس نے اس کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ اپنے اس فعل کا اور اسے قتل کرنے کا سبب بیان کیا، منصر نے کہا تجھ پر خرابی ہو تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ حبشی نے اسے جواب دیا کہ اس لیے کہ تو نے اپنے باپ متوکل کو قتل کیا اس نے فقہا سے اس کے معاملے میں دریافت کیا تو انھوں نے اس کے قتل کا اشارہ کیا، اس کی گردن ماری اور جہاں بابک خرمی کو پھانسی دی گئی تھی وہیں اس کو بھی لٹکا دیا۔

محمد بن عمرو الشاری کی گرفتاری:

اسی سال محمد بن عمرو الشاری موصل کی طرف نکل گیا تو منصر نے اس کی طرف اسحاق بن ثابت فرغانی کو روانہ کیا اس نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قید کر لیا وہ لوگ قتل کیے گئے اور لٹکا دیے گئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال یعقوب بن الیث الصفار بھتان سے حرکت کر کے ہراۃ کی طرف چلا گیا۔ احمد بن عبد اللہ بن صالح متولی عید گاہ سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میرے باپ کا ایک موذن تھا جسے ہمارے گھر والے نے خواب میں دیکھا کہ گویا اس نے کسی نماز کے لیے اذان دی پھر اس گھر کے قریب گیا جس میں منصر تھا پھر اس نے پکارا کہ اے محمد اے منصر (ان ربک لبالمصد) بے شک تیرا رب تیری گھات میں ہے۔

بنان مغنی سے مذکور ہے اور وہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، منصر کے مخصوصین میں تھا اس کے باپ کی زندگی میں بھی اور خلیفہ ہونے کے بعد بھی اس نے کہا کہ جب منصر خلیفہ ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک دیبا (ریشم) کا کپڑا عطا کر، اس نے کہا کہ یاد دیا کہ کپڑے سے بھی تیرے لیے زیادہ بہتر میں نے کہا وہ کیا، کہا کہ تو بیمار بن جاتا کہ میں تیری عیادت کروں پھر تجھے ریشمی کپڑے سے زائد نذرانے مل جائیں گے، آخر انھیں دنوں میں مر گیا اور مجھے کچھ نہ ملا۔



باب ۳

خلیفہ المستعین باللہ

بیعت خلافت:

اسی سال محمد بن احمد بن المعتمد سے بیعت خلافت کی گئی۔

مذکور ہے کہ جب مقتدر کی وفات ہوئی اور یہ یوم شنبہ بوقت عصر ۴/ ربیع الآخر ۲۳۸ھ کو ہوئی تھی تو سب موالی (آزاد کردہ غلام) یوم یک شنبہ کو ہارونی کے پاس جمع ہوئے، ان میں بغا صغیر و بغا کبیر اور اٹامش اور ان کے ہمراہی بھی تھے یہ لوگ ترک سرداروں اور مغربیوں اشروسینیوں کو اس امر پر حلف دینے لگے جو شخص ان میں سے سب کو حلف دے رہا تھا وہ علی بن الحسین بن عبد اللہ الاعلیٰ الاسکانی کا تب بغا کبیر تھا کہ وہ سب لوگ بھی اس شخص پر راضی ہیں جن پر بغا کبیر و بغا صغیر و اٹامش راضی ہوں یہ امر احمد بن النخشب کی تدبیر سے ہوا ساری جماعت نے حلف دیا اور سب نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ ناپسند کیا کہ متوکل کی اولاد میں سے کوئی شخص خلافت کا متولی بنے اپنے باپ کو قتل کر دینے کی وجہ سے اور ان کے اس خوف کی وجہ سے کہ ان میں سے جو متولی خلافت ہوگا وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا احمد بن النخشب اور جو موالی موجود تھے سب نے احمد بن محمد بن المعتمد پر اتفاق کیا خلافت ہمارے آقا معتمد کی اولاد سے نہیں نکل سکتی وہ لوگ پہلے سے بنی ہاشم کی ایک جماعت سے ذکر کر چکے تھے عشاء کے آخر وقت شب دوشنبہ ۶/ ربیع الآخر کو اسی سنہ میں سب نے اس سے بیعت کر لی اور وہ اس وقت اٹھائیس سال کا تھا اور اس کی کنیت ابو العباس تھی پھر اس نے احمد بن النخشب کو کا تب بنایا اور اٹامش کو وزیر مقرر کیا۔

المستعین باللہ کے انتخاب کا رد عمل:

جب ۶/ ربیع الآخر دوشنبہ کا دن ہوا تو قبل طلوع آفتاب عمری کے راستے سے جو باغوں کے درمیان سے تھا دارالعامہ (دربار عام) اس حالت میں روانہ ہوا کہ لوگوں نے اسے طویلہ اور (لباس خلافت) پہنا دیا تھا ابراہیم بن اسحاق اس کے سامنے نیزہ لیے کھڑا تھا واجن الاشروسینی باب العامہ پر بیت المال کے عام راستے سے مل گیا اس نے اپنے ہمراہیوں کو دو صفوں میں کر دیا وہ اور اس کے معزز ہمراہی صف میں کھڑے ہو گئے۔ دارالعامہ میں متوکل کی اولاد اور عباسیوں اور طالبیوں میں سے جو صاحب مرتبہ تھے حاضر ہوئے وغیرہ۔ سب اس حالت میں تھے ڈیڑھ گھنٹہ دن بھی گزر چکا تھا بازار اور سڑک کی طرف سے ایک آواز آئی دفعتاً شاکریہ کے تقریباً پچاس سواروں کی بھی ایک جماعت ہے اور لوگوں کی مختلف جماعتیں بھی ہمراہ آوارہ گرد اور بازاری لوگوں میں سے قریب ایک ہزار کے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ وہ ابو العباس محمد بن عبد اللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ طبریہ کے سواروں نے ہتھیار اٹھا لیے اور یا معتز یا منصور! چلانے لگے۔

اشروسنیہ اور معتز یہ کی جنگ:

اشروسنیہ کی ان دونوں صفوں پر حملہ کر دیا جنہیں واجن نے قائم کیا تھا وہ متفرق ہو گئے بعض ان میں سے بعضوں میں مل گئے شاکریہ کے ساتھ جو سفید فام لشکر والے باب عامہ پر متعین تھے بھاگ گئے انبوه ہو گیا مغربیوں اور اشروسینیوں نے ان پر حملہ

کر کے شکست دی، یہاں تک کہ عزون بن السعلیل کے بھائی کے گھر بھگاتے چلے گئے وہ اس وقت تنگ راستے میں تھے معتزیہ وہاں کھڑے ہو گئے اور اشروسنیہ نے ان میں سے چند پر تیر چلائے، تلواریں ماریں اور ان میں جنگ جاری ہو گئی، معتزیہ اور آوارہ گرد لوگ تکبیر کہتے ہوئے سامنے آ گئے، آپس میں بہت سے مقتول کرنے لگے، یہاں تک کہ دن کے تین گھنٹے گزر گئے ترک واپس چلے گئے اور انھوں نے احمد بن محمد بن المعتصم سے بیعت کر لی تھی، وہ لوگ اس راستے سے واپس ہوئے جو عمری اور باغوں کے متصل ہے اور ہاشمیوں اور دوسرے صاحب مرتبہ جو دارالعامہ میں حاضر تھے آزاد کردہ غلاموں نے ترکوں کی واپسی سے پہلے بیعت کر لی تھی۔

مستعین بھی ہارونی کے یہاں واپس جانے کے لیے باب العامہ سے روانہ ہوا رات کو وہیں رہا، اور اشروسنیہ بھی ہارونی کے یہاں چلے گئے دونوں فریق کی بڑی تعداد مقتول ہوئی، ایک جماعت اشروسنیہ کے مکانوں میں گھس گئی، ان پر آوارہ گرد لوگ غالب آ گئے، انھوں نے ان کی زرہیں اور ہتھیار اور جوش اور گھوڑے سب چھین لیے یہ آوارہ گرد اور لوٹنے والے ہارونی کی طرف واپس جاتے ہوئے دارالعامہ میں گھس آئے انہوں نے وہ خزانہ لوٹ لیا جس میں ہتھیار اور زرہیں، جوش اور تلواریں تھیں اور سرحدی گھوڑے اور اس سے وہ خوب مسلح ہو گئے، بسا اوقات کوئی ان میں سے جوش اور نیزے لے جاتا تھا تو وہ بھی کثیر السلاح ہو جاتا تھا ارمش بن ایوب کے گھر میں جو شربت والوں کے سامنے تھا خیزران کی ڈھالیں اور نیزوں کے دستے لوٹ لیے، آوارہ گردوں، حامیوں اور باقلا فروش لڑکوں سے بہت سے نیزے اور ڈھالیں ہاتھ لگیں ان کے پاس ترکوں کی ایک جماعت براہ زرافہ آئی ان میں بغا صغیر بھی تھا انھیں خزانے سے نکال دیا، چند قتل ہوئے بہت تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دونوں فریق واپس گئے اور ان میں مقتول بہت تھے، آوارہ گرد لوگ سامنے آ گئے تھے ترکوں میں سے جو شخص باب العامہ کے ارادے سے سامرہ میں گزرتا تھا عوام اس کے ہتھیار لوٹ لیتے تھے ترکوں کی ایک جماعت کو مبارک مغربی کے مکان کے قریب اور سامرہ کے عام راستوں ان لوگوں نے قتل کر دیا اور اکثر ان لوگوں میں سے جنھوں نے یہ ہتھیار لوٹے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے شربت والے پانی والے حمام والے پانی پلائیوالے اور بازاروں کے آوارہ گرد بد معاش تھے نصف النہار تک ان کی یہی حالت رہی۔

قیدیوں کا فرار:

اسی دن سامرا میں قیدیوں نے گڑبڑ کی ان میں سے ایک جماعت بھاگ گئی پھر بیعت پر عطا مقرر کر دی گئی ایک بیعت نامہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس اسی دن بھیجا گیا جس دن بیعت لی گئی دوسرے دن محمد کو وصول ہوا اسے اتامش کے بھائی اور محمد بن عبد اللہ نے ایک باغ میں پہنچایا جو محمد کا تھا دربان وہاں لے گیا اور اس کا مکان بتایا وہ اسی وقت لوٹا، اور ہاشمیوں اور سرداروں اور لشکر کو بھی بھیجا گیا اور ان کے لیے تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

امارت خراسان پر محمد بن عبد اللہ کا تقرر:

اسی سال رجب میں طاہر بن عبد اللہ ابن طاہر کی جو خراسان میں تھا وفات کی خبر مستعین کو پہنچی، مستعین نے اس کے بیٹے محمد بن طاہر بن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان پر مقرر کر دیا اور محمد بن عبد اللہ کو عراق پر حرین اور پولیس اور اطراف دیہات بھی اسی کے سپرد کر دیئے اور تنہا اسی کو اس پر مقرر کیا محل شاہی میں محمد بن طاہر ابن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان اور اس کے متعلقہ کاموں پر یوم شنبہ ۱۲ شعبان کو مقرر کیا۔

بغا کبیر کی وفات:

بغا کبیر جمادی الآخر میں بیمار پڑا تو نصف جمادی الآخر کو مستعین نے اس کی عیادت کی بغا اسی روز مر گیا تو اس کے بیٹے موسیٰ کو اپنے اور اپنے باپ کے کل کاموں پر مقرر کیا اور اسے ڈاک کے محکمے کا بھی حاکم بنایا۔
ابوالعمود کا قتل:

اسی سال انور جو رترکی ابوالعمود الشعلی کی طرف روانہ ہوا اس نے اسے کفر ثوتی میں یوم شنبہ ۲۵/ ربیع الآخر کو قتل کر دیا۔
اسی سال عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان حج کے لیے روانہ ہوا اس کے پیچھے ایک شیعہ قاصد شعیب اسے حج سے روکنے اور برقہ جلا وطن کرنے کے لیے روانہ کیا گیا۔
معتر و موید کے مال و املاک کی فروختگی:

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مستعین نے معتر اور موید سے ان دونوں کی تمام چیزیں خرید لیں جن کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی سوائے اس کے جسے معتر نے مستثنیٰ کر لیا تھا معتر نے اپنے اور ابراہیم کے لیے اسی ہزار دینار سالانہ آمدنی (کی جائداد) لے لی۔
جب دو شنبہ کو بارہویں رمضان ہوئی تو معتر و موید سے ان کی تمام اشیاء مکانات، منزلیں اور محل اور جائداد اور فرش اور آلات وغیرہ سب بیس ہزار دینار میں خرید لی گئیں، دونوں نے اپنے اس معاملے پر گواہ اور عادل اور قاضی وغیرہ کو شاہد بنایا، کہا گیا کہ ان کا مال خرید ا گیا جو جائداد میں سے تھا، ابو عبید اللہ کے پاس اتنا چھوڑ دیا گیا جس کی آمدنی بیس ہزار دینار تھی اور ابراہیم کے پاس اتنا جس کی آمدنی سالانہ پانچ ہزار دینار تھی۔
معتر و موید کی گرفتاری:

جو مال عبید اللہ سے خرید ا گیا (اس کی قیمت) ایک کروڑ دینار تھی اور دس موتی، جو ابراہیم سے خریدے گئے (ان کی قیمت) تیس لاکھ دینار تھی اور تین موتی، فقہا و قضاة کو گواہ بنایا گیا، خریداری تبوسط الحسن بن مہملد المستعین کے نام سے ہوئی، یہ ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ کا واقعہ ہے، وہ دونوں (معتر و موید) محل کے حجرے میں قید کر دیئے گئے، ان پر نگران مقرر کر دیئے گئے اور ان کا معاملہ بغاصیر کے سپرد کر دیا گیا، ترکوں نے جس وقت بد سحاشوں اور شا کر یوں نے ہنگامہ برپا کیا تھا ان دونوں کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا، احمد بن النخشب نے منع کیا کہ ان دونوں کا کوئی گناہ نہیں اور نہ ہنگامہ کرنے والے ان کے ہمراہی ہیں ہنگامہ کرنے والے تو صرف ابن طاہر ہی کے ہمراہی ہیں ان دونوں کو قید کر دو، چنانچہ وہ دونوں قید کر دیئے گئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال موالی احمد بن النخشب سے بگڑ گئے یہ واقعہ اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ میں ہوا، اور اس کا اور اس کے لڑکے کا مال ضبط کر لیا گیا اور اسے اقریطش میں جلا وطن کر دیا گیا۔

اسی سال علی بن یحییٰ شامی سرحدوں سے واپس آیا اور اسی سال رمضان میں اسے ارمینہ و آذربائیجان پر مقرر کر دیا گیا۔
اسی سال اہل حص نے کیدر بن عبید اللہ پر جو حص پر مستعین کا عامل تھا ہنگامہ کیا اور اسے وہاں سے نکال دیا، پھر الفضل بن قارن بھیجا گیا جس نے ان سے چالاکی کی۔ یہاں تک کہ انھیں گرفتار کر لیا اور ان میں خلق کثیر کو قتل کر ڈالا، ان میں سے سو بڑے

بڑے آدمیوں کو سامرا بھیج دیا اور ان کے شہر پناہ کی دیوار منہدم کر دیا۔

اسی سال موسم گرما میں وصیف نے جنگ کی اور وہ سرحد شام پر مقیم تھا، یہاں تک کہ اسے مختصر کی موت کی خبر پہنچی، پھر وہ بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ فتح کر لیا جس کا نام فروزیہ تھا۔

اسی سال مستعین نے اتامش کو مصر اور مغرب پر مقرر کیا اور اسے وزیر بنایا۔

اسی سال بغاشرابی کو ماسد ان، حلوان، مہر جان اور قذق پر مقرر کیا گیا، مستعین نے شاہک الخادم کو اپنے گھر اور جائیداد اور حرم اور خزانوں اور اپنے خاص کاموں پر مامور کیا اسے پیش کار بنایا، اور اتامش کو سب لوگوں پر مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن سلیمان:

اور اس سال محمد بن سلیمان الزبیدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۴۹ھ کے واقعات

عمر بن عبید اللہ کی ناکام مہم:

مجملہ ان واقعات کے جو اس سنہ میں ہوئے، جعفر بن دینار کا موسم گرما میں جنگ کرنا ہے، چنانچہ اس نے ایک قلعہ اور غلے کی چند کھتیاں حاصل کر لیں، اس سے عمر بن عبید اللہ الاقطع نے بلاد روم کے علاقے میں جانے کی اجازت چاہی تو اسے اجازت دی اہل ملتہ میں سے وہ ایک مخلوق کثیر کو اپنے ساتھ لے گیا، ایک مقام پر اسقف کے میدان میں جس کا نام ارز تھا اس کی بادشاہ سے مد بھیڑ ہو گئی جو رومیوں کی بڑی جماعت میں تھا اس نے اس سے مع اس کے ساتھیوں کے نہایت شدید جنگ کی جس میں فریقین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے رومیوں نے جن کی تعداد پچاس ہزار تھی اسے گھیر لیا، عمر اور دو ہزار مسلمان مارے گئے، یہ واقعہ نصف رجب یوم جمعہ کو ہوا۔

علی بن یحییٰ ارمنی کا قتل:

اسی سال علی بن یحییٰ مارا گیا۔

بیان کیا گیا ہے رومیوں نے جب عمر بن عبید اللہ کو قتل کر دیا تو وہ سرحدوں کی طرف روانہ ہوئے، ان مقامات پر اور وہاں کے مسلمانوں کی عورتوں پر جھپٹ پڑے اس کی خبر علی بن یحییٰ کو اس وقت پہنچی جب وہ ارمینہ کے سفر سے میافارقین واپس جا رہا تھا، اس نے اہل میافارقین اور سلسلے کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف کوچ کر دیا، تقریباً چار سو آدمی مارے گئے یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

اسی سال یکم صفر کو لشکر اور شاہ کریم نے بغداد میں ہنگامہ برپا کر دیا۔

ابن عبید اللہ و ارمنی کے قتل کا رد عمل:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بغداد و سامرا اور ان کے قریب کے اسلامی شہروں میں عمر بن عبید اللہ الاقطع اور علی بن یحییٰ الارمنی کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی، یہ دونوں (گویا) مسلمانوں کے دانتوں میں سے دودانت تھے جن کا خوف بہت تھا، ان سرحدوں میں جہاں کہ یہ دونوں تھے ان کی وجہ سے سب میں نہایت بے لکھری تھی، ان پر یہ شاق گزرا، ان کے دلوں میں ان دونوں کا مقتول ہونا

نہایت گراں گزرا اس وجہ سے اور بھی کہ ایک کا قتل دوسرے کے قریب ہی زمانے میں ہوا اور اس وجہ سے بھی جو کچھ ترکوں سے حرکات شیعہ انھیں پیش آئیں جیسے متوکل کا قتل کرنا اور مسلمانوں کے معاملات پر ان کا غالب آ جانا اور خلفاء میں سے جسے چاہا قتل کر دینا اور جسے چاہا اسے خلیفہ بنادینا نہ دیانت داری کی طرف لوٹنا نہ مسلمانوں کے نفع پر نظر کرنا۔

ہنگامہ بغداد:

لوگ بغداد میں جمع ہو کر شور و غل کرنے لگے، عرب مولدین اور شاکریہ بھی ان میں شامل ہو گئے، بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ تنخواہ مالتے ہیں، یہ یکم صفر کو ہوا انھوں نے نصر بن مالک کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اس میں (قید) تھے اور جو ہام الجسر کے پل میں تھے سب کو نکال دیا، قید خانے میں جیسا کہ بیان کیا گیا ایک جماعت خراسان کے بد اطواروں اور اہل جبال اور الحمیرہ وغیرہ کے بد معاشوں کی تھی، انھوں نے پل کا ایک حصہ کاٹ ڈالا اور دوسرے کو آگ لگا دی اس کی کشتیاں ڈوب گئیں، قیدیوں کا دفتر لوٹ لیا گیا اور دفاتر پھاڑ کر پانی میں ڈال دیئے گئے بشر نصرانی اور ابراہیم نصرانی فرزندان ہارون کا محمد بن عبد اللہ کے کا تب تھے گھر لوٹ لیا، یہ سب بغداد کی شرقی جانب ہوا اور اس وقت جانب شرقی کا حاکم احمد بن محمد بن خالد بن ہرثمہ تھا، اس کے بعد بغداد اور سامرا کے مال دار لوگوں نے اپنے ہاں سے بہت سامال نکالا، اس طریقے سے انھوں نے کم مال والوں کو جنگ روم کے لیے سرحدوں کی طرف جانے کے لیے مدد پہنچائی بہت لوگ الجبل فارس اور دیہات وغیرہ سے جنگ روم کے لیے آ گئے، مگر ہمیں اس امر کی خبر نہیں پہنچی کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابل رومی فوج میں کوئی تغیر ہوا ہو اور نہ ان ایام میں جنگ کے لیے ان کی طرف لشکر بھیجنے کی اطلاع ملی۔

سامرا میں طوائف الملوکی:

۲۳ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں ایک گروہ نے حملہ کر دیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھے، وہاں کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اس میں قید تھے انھیں نکال دیا، موالی کی ایک جماعت کے ساتھ زرافہ اس گروہ کی تلاش میں روانہ ہوا، عام لوگوں نے حملہ کر کے انھیں شکست دے دی، اتامش اور وصیف ابغا اور سب ترک سوار ہو کر آئے تو عوام میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، وصیف پر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے ایک کچی ہوئی ہانڈی ڈالی گئی کہا جاتا ہے کہ عام لوگوں کی ایک جماعت نے الشریحہ کے قریب اس پر پتھر پھینکا، وصیف نے مٹی کا تیل نکالنے والوں کو حکم دیا، انھوں نے وہاں تجارتی دکانیں اور لوگوں کے مکانات تھے ان پر آگ چھینکی، میں نے اس مکان کو جلا ہوا دیکھا ہے اور یہ سامرا میں دارا اسحاق کے قریب ہے۔

احمد بن جمیل کی معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی دن مغربیوں نے عام لوگوں میں سے ایک جماعت کے مکانات لوٹے، پھر اسی دن کے آخر میں حالت میں سکون ہو گیا عوام کی اور اس کی اس دن میں حرکت کی وجہ سے جس کا میں نے ذکر کیا احمد بن جمیل سامرا میں اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سہل الدارج حاکم بنایا گیا۔

اتامش:

اسی سال اتامش اور اس کا کا تب شجاع قتل کیا گیا، اور یہ یوم شنبہ ۱۴/ربیع الاخر کو ہوا۔

مذکور ہے کہ جب خلافت مستعین کو ملی تو اس نے اتامش اور شاہک خادم کے ہاتھ کو بیت المال میں آزاد کر دیا اور ہر اس فعل

کی جسے وہ دونوں بیت المال میں کرنا چاہیں انھیں بھی اجازت دے دی اور اس کے کرنے کی اپنی ماں کو بھی کسی بات سے جسے ماں کرنا چاہے روکتا نہ تھا، اس کی ماں کا کاتب سلمہ بن سعید نصرانی تھا، زمانے بھر کے تمام اموال جو بادشاہ کو بھیجے جاتے تھے ان کا اکثر حصہ انھی تینوں کے لیے ہو جاتا تھا، اماش نے بیت المال کے اموال کا قصد کیا مستعین نے اپنے بیٹے عباس کو اماش کی پرورش میں دے دیا تھا، جو مال ان تینوں سے بچتا تھا وہ عباس کے لیے لیا جاتا تھا اور اس کے اخراجات اور اسباب میں صرف کر دیا جاتا تھا اس زمانے میں اس کی جاگیر کے دفتر کا منتظم دلیل تھا اس نے بھی اس میں سے بڑے بڑے مال اپنے لیے لیے لیے موالی (آزاد کردہ غلام) دیکھا کرتے تھے کہ مال اڑایا جا رہا ہے اور وہ لوگ تنگی میں ہیں، اماش ہی جو مستعین پر چھایا ہوا تھا، خلافت کے احکام نافذ کیا کرتا تھا۔

امامش کا قتل:

وصیف اور بغا اس کی وجہ سے بالکل بے کار تھے ان دونوں نے موالی کو اس پر بھڑکایا، دونوں برابر اس کے خلاف تدبیر کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے اپنی تدبیر مضبوط کر لی، ترکوں اور فرغانیوں نے اماش کو بہت ملامت کی، اسی سال ۱۲/ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو گھر والے اور پانی پہنچانے والے اس کی طرف روانہ ہوئے سب جمع ہو گئے اور انھوں نے اس پر چڑھائی کی، وہ محل میں مستعین کے ساتھ تھا، اسے اطلاع ہو گئی، اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر موقع نہ ملا، مستعین سے پناہ مانگی مگر اس نے بھی اسے پناہ نہ دی، وہ لوگ پنج شنبہ و جمعہ کو اپنے اسی حال پر قائم رہے، جب شنبہ ہوا تو محل میں گھس گئے اور اماش کو وہاں سے نکال لائے جہاں وہ چھپا ہوا تھا، پھر وہ بھی قتل کر دیا گیا اور اس کا کاتب شجاع بن القاسم بھی قتل کر دیا گیا، اماش کا گھر بھی لوٹ لیا گیا جیسا کہ مجھے اطلاع ملی اس میں بڑے بڑے مال اور اسباب اور فرش اور آلات لے لیے گئے۔

عمال کا عزل و نصب:

جب اماش قتل کر دیا گیا تو مستعین نے ابوصالح عبد اللہ ابن محمد بن یزید کو وزیر بنایا۔

ماہ ربیع الآخر میں الفضل بن مروان دفتر خراج سے معزول کر دیا گیا اور عیسیٰ بن فرخان شاہ اس کا حاکم بنایا گیا، اور وصفیہ دیہات کا حاکم بنایا گیا اور بغا الصغیر فلسطین کا، بغا الصغیر اور اس کی جماعت ابوصالح بن یزید سے ناراض ہو گئی تو ابوصالح شعبان میں بغداد بھاگ گیا، مستعین نے اس کی جگہ محمد بن الفضل الجرجانی کو کر دیا، اس نے محکمہ خطوط پر سعید بن حمید کو رئیس بنادیا اس کے متعلق حمدونی نے کہا ہے! سعید اب تلوار لگائے پھرتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے پٹھے پرانے کپڑوں میں بسر ہوتی تھی جن کے بدلنے کی نوبت نہ آتی۔

علی بن الجہم کا قتل:

اسی سال علی بن الجہم بن بدر قتل کیا گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ بغداد سے سرحد کی طرف روانہ ہوا، حلب کے ایک گاؤں میں پہنچا جسے خساف کہا جاتا تھا تو اسے کتوں کا ایک گروہ ملا جنھوں نے اسے قتل کر دیا، اعراب نے جو (اسباب) اس کے ساتھ تھے لے لیا، چنانچہ اس نے (یہ اشعار) روانگی کی حالت میں کہے تھے:

”کیا آج کی رات میں ایک رات اور بڑھادی گئی۔ یا کوئی سیلاب صبح کو بہا لے گیا۔ مجھے اہل و جیل یاد آ رہے ہیں۔

حالانکہ مجھ سے دجیل کتنی دور ہے۔“

اس کا مکان و جیل کے راستے ہی میں تھا۔

اسی سال جعفر بن عبد الواحد قضا کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور جعفر بن محمد بن عمار البرجمی جو اہل کوفہ میں سے تھا اس پر مقرر کیا گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ۲۵۰ھ میں ہوا۔

رے میں شدید زلزلہ:

اسی سال ذی الحجہ میں اہل رے پر سخت زلزلے کی مصیبت آئی، اور ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے رے کے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک مخلوق ہلاک ہو گئی اور رہنے والوں میں جو بچے وہ شہر بھاگ گئے، اور انھوں نے اس کے باہر قیام کیا اور پچیس جمادی الاولیٰ یوم جمعہ مطابق ۱۶ تموز کو سامرا میں برق رعد (چمک اور کڑک) کے ساتھ اچھی بارش آئی، سارے دن ابر گھرا رہا اور اس دن آفتاب کے زرد ہونے تک نہایت تیز بارش ہوتی رہی، پھر رک گئی۔

اسی سال ۳ جمادی الاولیٰ یوم پنج شنبہ کو مغربی لوگوں نے (فساد کے لیے) حرکت شروع کی، اور وہ سامرا کے پل کے قریب جمع ہو رہے تھے اس کے بعد جمعے کو متفرق ہو گئے۔

امیر حج عبد الصمد بن موسیٰ

اس سال عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے جو مکے کا والی تھا لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۰ھ کے واقعات

ابو الحسین یحییٰ بن عمر:

مجملہ ان واقعات کے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا جن کی کنیت ابو الحسین تھی کوفے میں ظاہر ہونا ہے اور اسی سال میں ان کا قتل بھی ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابو الحسین یحییٰ بن عمر اور ان کی ماں ام الحسین فاطمہ بنت الحسین بن عبد اللہ ابن اسمعیل بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سخت تنگ دستی پیش آئی، قرض ہو گیا جس نے بہت تنگ کیا، عمر بن فرج سے ملے جو متوکل کے زمانے سے اپنے خراسان سے آنے کے بعد سے اولاد ابی طالب کے معاملات کا محافظ تھا باتیں کہیں جن کا جواب سختی سے ملا یحییٰ بن عمر نے اس کی مجلس ہی میں اسے گالی دی اور وہ قید کر دیئے گئے، یہاں تک کہ گھر والوں نے ضمانت کی تو رہائی ملی، مدینہ السلام (بغداد) روانہ ہوئے وہاں بد حالی کے ساتھ ٹھہرے رہے پھر سامرا گئے اور وصیف سے ملاقات کی کہ عطا جاری کر دی جائے وصیف نے بھی سختی سے باتیں کیں کہ کس لیے تجھ جیسوں پر عطا جاری کی جائے وہ اس کے پاس سے پلٹ آئے۔

یحییٰ بن عمر کا ظہور:

ابن ابی طاہر نے بیان کیا کہ ابن الصوفی الطالبی نے اس سے بیان کیا کہ یحییٰ ابن عمر اس کے پاس اس شب میں جس کی صبح کو ان کی روانگی ہوئی رات اس کے پاس بسر کی اپنے ارادے کے متعلق اسے کچھ نہیں بتایا، اس نے کھانا پیش کیا، یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھوکے ہیں مگر کھانے سے انکار کر دیا کہ زندہ رہیں گے تو کھائیں (ابن الصوفی) نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے کسی خطرناک کام کا ارادہ کیا ہے میرے پاس سے چلے گئے اور کوفے کا رخ کیا، یحییٰ بن عمر نے اعراب کی بڑی جماعت جمع کی اور اہل

کوفہ کی بھی ایک جماعت مل گئی، الفلوجہ میں آئے پھر ایک گاؤں کی طرف چلے گئے جو العمد کے نام سے مشہور تھا، ڈاک کے محکمے کے افسر نے خبر لکھ بھیجی، محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے ایوب بن الحسن اور عبد اللہ بن محمود البرحسی کو لکھا، عبد اللہ بن محمود دیہات کی آمدنی پر محمد بن عبد اللہ کا عامل تھا، جس میں دونوں کا یہ حکم تھا کہ وہ یحییٰ بن عمر سات سو اوروں کی جماعت میں کوفہ گئے، بیت المال میں جو کچھ تھا لے لیا، موجودات تقریباً کچھ اوپر دو ہزار دینار تھے، ستر ہزار درہم تھے، کوفہ میں اپنا پورا تسلط کر لیا، دونوں قید خانے کھول دیئے جو لوگ ان میں قید تھے سب کو نکال دیا، کارندوں کو بھی وہاں سے نکال دیا، عبد اللہ بن محمود البرحسی جو شاہ کوفہ میں سے تھا، یحییٰ بن عمر نے اس کے منہ پر پیشانی کے بالوں کے پاس ایک ایسی ضرب ماری جس نے اسے کمزور کر دیا، ابن محمود مع اپنے ہمراہیوں کے شکست کھا کر بھاگا، یحییٰ بن عمر نے جو کچھ سواریاں اور مال ابن محمود کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا، پھر کوفہ سے دیہات میں چلے گئے، ایک گاؤں کی طرف گئے جسے بستان کہا جاتا تھا جبلا سے تین فرسخ کے (نومیل کے) فاصلے پر تھا، کوفہ میں نہیں ٹھہرے، ایک جماعت زیدیہ میں سے بھی ساتھ ہوئی، مدد کے لیے ایک جماعت اس علاقے کے اعراب کی اور اہل الطفوف اور اہل سیب الاسفل اور اہل ظہر واسط کی جمع ہو گئی، اس کے بعد وہ بستان میں ٹھہر گئے، جماعت بڑھتی رہی۔

الحسین بن اسمعیل کی روانگی:

محمد بن عبد اللہ ان سے لڑنے کے لیے الحسین بن اسمعیل بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا، اس کے ساتھ اپنے سرداروں میں سے بہادروں اور طاقتوروں کی ایک جماعت شامل کر دی، جیسے خالد بن عمران اور عبد الرحمن بن الخطاب جو وجہ الفلجس کے نام سے مشہور تھا اور ابوالسنا الغنوی اور عبد اللہ بن نصر بن حمزہ اور سعد الضبابی او فوج اسحاقیہ میں سے احمد بن محمد بن الفضل اور ایک جماعت خاصہ خراسانیہ سے ان کے علاوہ تھی۔

محمد بن اسمعیل کا ہفندی میں قیام:

محمد بن اسمعیل روانہ ہو گیا اور یحییٰ بن عمر کے مقابلے میں ہفندی میں اس طرح ٹھہر گیا کہ الحسین بن اسمعیل اور اس کے ہمراہی اس پر جرات نہیں کرتے تھے، یحییٰ نے البحر یہ کارادہ کیا جو ایک گاؤں ہے کہ اس کے قسین کے درمیان پانچ فرسخ (پندرہ میل) کا فاصلہ ہے، اگر الحسین چاہتا کہ اس سے مل جائے تو مل سکتا تھا، یحییٰ بن عمر السیب کی شرقی جانب چلے گئے اور الحسین اس کے غربی جانب، یہاں تک کہ احمد آباد تک حسین پہنچ گیا، پھر علاقہ سورا کی طرف روانہ ہوا اور لشکر کو جو کمزور تھا اور یحییٰ سے ملنے سے عاجز تھا، ایسا تیار کر دیا کہ وہ ملنے ہی یحییٰ کو گرفتار کر لیں اور جو لوگ ان گاؤں والوں میں سے یحییٰ بن عمر کے ساتھ ہو گئے ہیں انھیں بھی قید کر لیں۔

احمد بن الفرج جو ابن الفزاری کے نام سے مشہور تھا محمد بن عبد اللہ کی طرف سے السیب کی آمدنی پر مقرر تھا، اس کے پاس السیب کی جو کچھ آمدنی جمع تھی، یحییٰ بن عمر کے داخل ہونے سے پہلے وہ سب احمد آباد اٹھالے گیا، یحییٰ بن عمر اس پر کامیاب نہ ہوئے۔

یحییٰ بن عمر کا کوفہ پر تسلط:

یحییٰ بن عمر کوفہ روانہ ہوئے تو عبد الرحمن بن الخطاب وجہ الفلجس سے اس کی مدد بھیڑ ہو گئی، اس نے کوفہ کے پل کے قریب نہایت شدید جنگ کی، عبد الرحمن الخطاب کو شکست ہوئی، اور وہ علاقہ شاہی کی طرف بھاگا، الحسین بن اسمعیل بھی اسے مل گیا، یحییٰ بن

عمر کو نے میں داخل ہوئے زید یہ ان کے پاس جمع ہو گئے یحییٰ نے آل محمد کی دعوت کی حالت درست کردی اور ان کے پاس لوگوں کی ایک جماعت اکٹھا ہو گئی وہ اس سے محبت کرتے تھے اور بغداد کے عوام بھی ان کے ایسے دوست تھے کہ یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ ان لوگوں نے اہل بیت میں سے ان کے سوا کسی اور سے بھی دوستی کی ہو کو نے میں ان سے ایک ایسی جماعت نے بیعت کر لی جو اپنے تشیع میں بصیرت اور تدبیر رکھتی تھی ان میں وہ مختلف لوگ بھی شامل ہو گئے جن میں دیانت بالکل نہ تھی۔

یحییٰ کی کوفہ میں جنگی تیاریاں:

الحسین بن اسمعیل شاہی میں ٹھہر کے سستایا اور اس کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کو بھی آرام کرایا اور پھر سے ان میں جان آگئی دریائے فرات کا شیریں پانی انھوں نے پیا اور انھیں امداد اور مال بھی پہنچ گیا یحییٰ بن عمر کو نے میں ٹھہر کر لوگوں کو تیار کرتے رہے تلواریں بناتے رہے لوگوں کو اپنا حق جتاتے رہے ہتھیار جمع کرتے رہے۔

زید یہ کا الحسین بن اسمعیل کی گرفتاری پر اصرار:

زید یہ کی ایک جماعت نے جو فن حرب سے واقف نہ تھی یحییٰ کو الحسین کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا اور ان کے عام ساتھیوں نے بھی اسی طرح کا اصرار کیا یحییٰ نے کوفہ کی پشت سے خندق کے پیچھے شب دوشنبہ ۱۳/ رجب کو اس پر چڑھائی کردی ان کے ہمراہ الہیثم الجعلی بنی جعل کے سواروں کے ساتھ اور کچھ لوگ بنی اسد کے اور کچھ پیادے اہل کوفہ سے تھے جن میں کوئی بھی علم (حرب) نہ رکھتا تھا نہ تدبیر نہ شجاعت وہ رات بھر چلتے رہے صبح کو حسین اور اس کی جماعت کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ حسین کے ساتھی سست رہے تھے اور تیار تھے ان لوگوں نے تاریکی میں ان پر حملہ کر دیا اور تھوڑی دیر تک تیر چلائے حسین کے ہمراہیوں نے ان پر حملہ کر دیا انھیں شکست ہوئی اور ان پر تلوار چلائی گئی سب سے پہلا قیدی الہیثم بن العلاء بن جمہور الجعلی تھا پھر پیادہ اہل کوفہ کو بھی شکست ہوئی اکثر ان میں سے خالی ہاتھ بغیر ہتھیار کمزور پھٹے کپڑوں میں تھے گھوڑوں نے اسے روند ڈالا۔

یحییٰ بن عمر کا قتل:

یحییٰ بن عمر سے لشکر جدا ہو گیا وہ بتی جوشن پہننے تھے اس ترکی گھوڑے نے جسے عبداللہ بن محمود سے انھوں نے چھینا تھا ان کو ایک کنارے پھینک دیا تھا ابن خالد بن عمران کو جسے خیر کہا جاتا تھا اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان کو نہیں پہچانا سمجھا کہ یہ کوئی خراسانی ہے ابو الغور بن خالد عمران کو بھی اس کی اطلاع ہوئی جب (ابو الغور بن خالد بن عمران نے) ان پر جوشن دیکھا تو خیر بن خالد سے کہا کہ اے بھائی یہ تو خدا کی قسم ابو الحسین ہے حالت یہ تھی کہ اس کا قلب کھلا ہوا تھا اور وہ پڑے ہوئے تھے قلب کے کھلنے کا قصہ نہیں معلوم ہوتا تھا خیر نے محسن بن المخاب کو حکم دیا جو ہمیشہ ساتھ رہنے والے سرداروں میں سے تھا وہ اتر اور ان کو ذبح کر دیا اور ان کا سر لے لیا اور اسے بانس کی ٹوکری میں رکھ لیا عمر بن الخطاب برادر اور عبدالرحمن بن الخطاب کے ہمراہ اسے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا ایک سے زیادہ لوگوں نے ان کے قتل کا دعویٰ کیا (یعنی ہر ایک اپنے کو ان کا قاتل بتاتا تھا)۔

یحییٰ کے قتل کے مدعی:

العرس بن عراہم سے مذکور ہے کہ ان لوگوں نے حسین کو اوندھا پایا اس کی انگوٹھی مع تلوار انھوں نے ایک شخص کے پاس پائی جو العسقلانی مشہور تھا وہ اس امر کا مدعی تھا کہ اس نے ان کو نیزہ مارا اور ان کا اسباب چھینا سعد الضبابی نے دعویٰ کیا کہ اس نے ان کو قتل

کیا، ابوالسنا کے ماموں ابوالحسین سے مذکور ہے کہ اس نے تاریکی میں ایک شخص کی پشت میں نیزہ مارا جسے وہ پہچانتا نہ تھا لوگوں نے ابوالحسین کی پشت میں نیزے کا زخم پایا مدعیان قتل کی کثرت کی وجہ سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ کس نے ان کو قتل کیا۔
یجی کے سر کی روانگی سامرا:

سراسر حالت میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر پہنچا کہ مر گیا تھا، ایسے شخص کی تلاش ہوئی جو گوشت کو جدا کر کے آنکھ کا ڈھیلا اور گردن و سر کے درمیان کا گوشت نکال دے مگر کوئی نہ ملا قصاب بھاگ گئے تھے انخرمیہ کے قصابوں میں جو قید خانے میں تھے، ایسا شخص تلاش کیا گیا جو یہ کام کرے مگر سوائے ایک شخص کے جو نئے قید خانے کے کارندوں میں سے تھا اور جسے ہبل بن الضعدی کہا جاتا تھا، کوئی دوسرا نہ ملا سہل اس کا بھیجا اور آنکھیں نکالنے پر مقرر ہو گیا اور اس کا گوشت اپنے ہاتھ سے علیحدہ کر دیا دھونے کے بعد ایلوا اور مشک اور کافور بھر کے روئی میں رکھ دیا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کی پیشانی پر نامعلوم تلوار کا زخم تھا، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ان کا سر جس دن اسے ملا تھا، اس کے دوسرے دن مستعین کے پاس لے جانے کا حکم دیا، اسے اپنے ہاتھ سے کھولنے اور سامرا کے باب العامہ پر نصب کرنے کو لکھا، لوگ اس کے لیے جمع ہو گئے اور افسوس کرنے لگے۔

یجی کے سر کی تشہیر:

نصب کرنے پر ابراہیم الدیرج مقرر کیا گیا۔ کیونکہ ابراہیم بن اسحاق نائب محمد بن عبداللہ نے اسے حکم دیا تھا، اس نے اسے تھوڑی دیر کے لیے نصب کر دیا، پھر اتار لیا گیا اور بغداد لوٹا دیا گیا کہ وہاں باب الجسر پر نصب کر دیا جائے مگر لوگوں کے بکثرت جمع ہو جانے کی وجہ سے محمد بن عبداللہ کو یہ امر مناسب نظر نہ آیا، محمد بن عبداللہ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے لینے کے لیے جمع ہوئے ہیں اس نے انھیں نصب نہیں کیا اپنے گھر میں اسلحہ خانے کے ایک صندوق میں رکھ دیا۔

یجی کے ساتھیوں کی اسیری و رہائی:

الحسین بن اسمعیل نے قیدی اور ان لوگوں کے سر جو ابوالحسین کے ساتھ قتل کیے گئے تھے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کر دیئے جس کا نام عصومیہ تھا اور اسحاق بن ابراہیم کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے انھیں تھکایا اور بھوکا رکھا اور برابر تاؤ کیا، مستعین کے حکم سے سب جدید قید خانے میں قید کر دیئے گئے، محمد بن عبداللہ نے ان کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ اس نے ان سب سے درگزر کی درخواست کی تھی، مستعین نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا کہ تمام سر دفن کر دیئے جائیں اور نصب نہ کیے جائیں باب الذہب کے ایک محل میں سب دفن کر دیئے گئے۔

ابو ہاشم جعفری کا احتجاج:

بعض طاہریوں سے مذکور ہے کہ وہ اس حالت میں محمد بن عبداللہ کی مجلس میں حاضر ہوا کہ اسے یجی بن عمر کے قتل کی اور فتح کی مبارک باد دی جا رہی تھی، ہاشمیوں اور طالبیوں وغیرہ کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ اتفاقاً آنے والوں میں داؤد بن الہشیم ابو ہاشم الجعفری بھی آیا، اس نے لوگوں کو مبارک باد دیتے سنا تو کہا کہ اے امیر تجھے ایسے شخص کے قتل کی مبارک باد دی جا رہی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ زندہ ہوتے تو آپ سے اس کی تعزیت کی جاتی، محمد بن عبداللہ اسے کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ابو ہاشم جعفری یہ شعر پڑھتا ہوا چلا گیا، اشعار:

”اے نبی طاہر تم اسے مال سمجھ کر کھاؤ۔ مگر بنی کا گوشت (کھانا تو مبارک نہیں ہے)۔ بے شک اللہ تعالیٰ بھی جس انتقام

کا طالب ہے۔ وہ وہی انتقام ہے جس کا پورا کرنا مناسبت ہو۔“

کلبا تلکین کی مراجعت:

مستعین نے کلبا تلکین کو الحسین کی مدد اور اس کی اعانت کے لیے بھیجا تھا مگر وہ حسین سے جب ملا کہ اس قوم کو شکست دی جا چکی تھی اور یحییٰ بن عمر کو قتل کیا جا چکا تھا وہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کوفہ، ذاک خانے کا افسر بھی تھا، ایک ایسی جماعت سے ملا جو عمر بن یحییٰ کے ساتھی تھے اور ان کے ہمراہ ستوا اور کھانا بھی تھا جو یحییٰ کے لشکر کے ارادے سے جا رہے تھے پھر اس نے تلوار چلا کر قتل کر دیا، کوفہ پہنچا تو یہ ارادہ کیا کہ اسے لوٹ لے اور اس کے باشندوں کو قتل کر دے مگر الحسین نے اسے منع کیا اور وہاں کے کالے گورے سب کو امان دے دی چند روز قیام کیا پھر وہاں سے واپس آ گیا۔

اسی سال رمضان میں الحسن بن زید بن محمد بن اسمعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب نکل پڑے۔

محمد بن عبد اللہ بن طاہر پر مستعین کی نوازشات:

مجھ سے اہل طبرستان وغیرہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبد اللہ ابن طاہر کے ہاتھ سے یحییٰ بن عمر کا قتل ہو چکا لشکر کوفہ میں داخل ہوا اور جو کچھ ہوتا تھا ہو چکا تو مستعین نے طبرستان کی خالص شاہی جاگیروں سے کچھ قطعات زمین اسے بطور جاگیر دیئے، ان قطعات میں جو اس نے بطور جاگیر دیئے تھے وہ قطعہ بھی تھا جو طبرستان کی ان دونوں سرحدوں کے قریب تھا کہ دیلم سے ملی ہوئی تھیں وہ دونوں سرحدیں کلار و سالوس تھیں اس کے مقابل ان اطراف کے باشندوں کی ایک زمین تھی جس میں مختلف فواہد تھے اسی میں انکے ایندھن چننے کی جگہ تھی اور ان کے مواشی کی چراگاہ تھی اس زمین کا کوئی مالک نہ تھا، غیر آباد زمین کا ایک صحرا تھا جس میں گھنے جنگل اور درختوں اور چارے کی جگہ تھی۔

محمد بن اوس کے بیٹوں کا جبر و تشدد:

جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے اپنے کا تب کے بھائی بشر بن ہارون نصرانی کو جس کا نام جابر بن ہارون تھا جاگیر پر قبضہ کرنے کو بھیجا طبرستان کا عامل سلیمان بن عبد اللہ تھا جو محمد ابن طاہر بن عبد اللہ بن طاہر کا نائب اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کا بھائی تھا، سلیمان پر محمد بن اوس انکی حاوی و مسلط تھا، محمد بن اوس نے اپنے لڑکوں کو طبرستان کے شہروں میں پھیلا دیا تھا ان کو ان شہروں کا حاکم بنا دیا تھا ان میں سے ہر ایک کو اس کا ایک ایک شہر سپرد کر دیا تھا، یہ ایسے نوجوان اور بے وقوف تھے کہ ان سے اور ان کی بے وقوفی سے زیر دستوں کو بھی اذیت پہنچتی اور رعیت بھی ابتلا میں رہتی یہی بد اطواریاں تھیں جن کے باعث سب لوگ ان سے اور ان کے والد سے اور سلیمان بن عبد اللہ سے بھڑک گئے تھے ان کا برا اثر جو رعایا میں تھا ان لوگوں پر بہت گراں تھا۔

محمد بن اوس کا دیلم پر ظلم و ستم:

ان کے ایسے قسے ہیں کہ بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی، باوجود اس کے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے حدود طبرستان کے قریب ان کے شہروں میں اپنے دھوکے سے داخل ہونے سے محمد بن اوس نے دیلم پر ظلم کیا حالانکہ وہ لوگ اہل طبرستان

سے میل اور صلح کیے ہوئے تھے یہ سب کچھ مال غنیمت کی تلاش میں پیش آیا، اس نے ان میں سے بعض کو قید بعض کو قتل کیا، وہاں سے فارغ ہو کر طبرستان واپس ہوا۔

جابر بن ہارون کے عمل کی مخالفت:

یہ ایسا واقعہ ہوا جس نے اہل طبرستان کے غیظ و غضب کو بڑھا دیا، جب محمد بن عبد اللہ کا قصد کہ جابر بن ہارون نصرانی تھا اس قطعے پر قبضہ کرنے کے لیے جو محمد کو بطور جاگیر دیا گیا تھا طبرستان گیا، جابر بن ہارون نے جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے، خالص سلطانی علاقے تک جو بطور جاگیر محمد عبد اللہ کو دیا گیا تھا ستون قائم کر دیئے تھے اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کے متصل کی اس زمین پر بھی قبضہ کر لیا جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے وہ زمین جس کے قبضے کا اس نے ارادہ کیا تھا، ان دونوں سرحدوں کے قریب تھی جن میں سے ایک کا نام کلار اور دوسری کا سالوس تھا، اسی علاقے میں ان دونوں دو شخص بہادری میں مشہور تھے دیلم کے اس علاقے کے جس پر جابر نے قبضہ کیا تھا وہی دونوں قابض بیان کیے جاتے تھے، لوگوں کو کھلانے پلانے اور جوان کے پاس آئے اس پر احسان کرنے میں مشہور تھے، ایک کا نام محمد اور دوسرے کا جعفر تھا، دونوں رستم کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے ان دونوں نے جابر بن ہارون کے فعل کو برا جانا اور اسے اس سے روکا، ان اطراف میں رستم کے ان دونوں بیٹوں کی اطاعت کی جاتی تھی، دونوں نے مل کے جابر بن ہارون کو اس زمین پر قبضے سے روکنے کے لیے کہ اس علاقے کے باشندوں کے فائدے کے لیے تھی اور اس زمین میں داخل بھی نہ تھی جو اس کے مالک نے بطور جاگیر محمد عبد اللہ کو دی تھی، اپنے قرب و جوار کے لوگوں کو جوان دونوں کی اطاعت کرتے تھے کھڑا کر دیا، سب لوگ ان دونوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

جابر بن ہارون کا فرار:

جابر بن ہارون نصرانی اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر سے ملا، اور محمد و جعفر فرزند ان رستم اور ان لوگوں نے جوان کے ساتھ جابر کو روکنے اٹھے تھے، اس زمین پر جس کا میں نے ذکر کیا حیلے سے قبضہ کرنے کو شرارت یقین کر بیٹھے، اس لیے کہ پورے طبرستان کا عامل سلیمان بن عبد اللہ تھا اور وہ محمد بن عبد اللہ کا بھائی تھا، محمد بن طاہر بن عبد اللہ کا چچا تھا جو اس زمانے میں پورے مشرق اور رے اور خراسان و طبرستان پر مستعین تھا۔

دیلموں سے ایفائے عہد کا مطالبہ:

جب تمام قوم میں اس (شرارت) کو یقین کر لیا تو اپنے دیلم کے پڑوسیوں کے پاس قصد بھیجے اور انھیں اس وفائے عہد کی یاد دلائی، جوان کے اور ان کے درمیان ہوا تھا کہ ان کیساتھ محمد بن اوس نے خیانت و قتل و قید کا طریقہ اختیار کیا، اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کرے جیسا کہ ہمارے ساتھ کیا، انھوں نے ان سے اعانت کی درخواست کی، اہل دیلم نے ان لوگوں کو اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام اطراف کی زمینوں اور شہروں پر جوان کی زمین کے متصل ہیں ان کے عامل صرف یا تو طاہر کے عامل ہیں اور یا ان کے عامل ہیں جو آل طاہر کی مدد کرتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کی مدد کے محتاج ہوں، جو درخواست اعانت کی انھوں نے ان سے کی ہے ان کے لیے اس کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان سے اس امر کا خوف زائل کر دیا جائے کہ جب وہ سلیمان بن عبد اللہ کے عاملوں کے ساتھ سامنے لڑائی میں مشغول ہوں گے تو وہ لوگ ان کی پشت کی جانب سے حملہ کر دیں گے۔

دیلیموں کا اہل کلاروسالوس سے معاہدہ:

ان لوگوں نے جنھوں نے سلیمان اور اس کے عاملوں سے جنگ کے لیے مدد کی درخواست کی تھی انھیں بتا دیا کہ وہ اس امر کے انتظام سے غافل نہیں رہیں گے یہاں تک کہ وہ لوگ اس سے مطمئن ہو گئے جس سے انھیں خوف تھا دیلم نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا، ان لوگوں نے ان سے اور اہل کلارو اہل سالوس سے سلیمان بن عبداللہ اور ابن اوس کی اور ان کے علاوہ جو شخص ان سے لڑائی کا ارادہ کرے اس جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ کر لیا۔

الحسن بن زید:

فرزدان رستم محمد و جعفر نے جیسا کہ بیان کیا گیا ان طالبیوں میں سے اس زمانے میں طبرستان میں مقیم تھے ایک صاحب کے پاس جن کا نام محمد بن ابراہیم تھا قاصد بھیجا وہ بیعت کرنے کے لیے انھیں بلاتے تھے مگر انھوں نے انکار کیا اور رک گئے کہ میں تمہیں اپنے میں سے ایسے شخص کو تاتا ہوں جس کام کے لیے تم نے بلایا ہے وہ مجھ سے زیادہ مضبوط ہے، پوچھا وہ کون ہے، کہا الحسن بن زید رے میں ان کے مکان کا پتہ بتا دیا۔

ابن زید کو طبرستان آنے کی دعوت:

ابن زید کے پاس قوم نے ایک ایسے شخص کو بھیجا کہ انھیں اپنے ساتھ طبرستان چلنے کی دعوت دے، حسن بن زید ان کے پاس آ گئے اور دیلم اور اہل کلاروسالوس دردیان اور ان کی بیعت اور سلیمان بن عبداللہ کے قتال پر متحد ہو گئے، جب حسن بن زید ان کے پاس آ گئے تو دونوں فرزدان رستم اور اہل سرحد کی ایک جماعت اور رؤسائے دیلم کجایا اور لاشام اور وھودان بن جستان نے اور اہل رویان میں سے عبداللہ بن وندامید نے کہ ان کے خیال میں پرہیزگار عبادت گزار بھی تھے عاملان ابن اوس کو مار بھگایا جو برسر جنگ تھے، یہ لوگ ابن اوس اور سلیمان بن عبداللہ سے ملے اور وہ دونوں شہر ساریہ میں تھے۔

حسن بن زید کی بیعت:

حسن بن زید کے اور ان کی اس جماعت کے ساتھ جن عوام نے بیعت کی تھی وہ شتر بان تھے عام شتر بانوں کو جب ابن زید کے ظہور کی خبر پہنچی تو طبرستان کے پہاڑوں کے کما صمغان و قادسبان کے اونٹ والے اور لیٹ بن قباذ اور پہاڑ والوں میں سے خشک جستان بن ابراہیم بن الخلیل بن وند اسفجان سوائے ان لوگوں کے جو کہ فریم کے رہنے والے تھے سب لوگ شامل ہو گئے، اہل کوہ فریم کے شامل نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ اس زمانے میں ان کا مالک و متصرف قارن بن شہر یار تھا، وہی اپنے پہاڑ اور اپنے ساتھیوں کو (جنگ سے) روکے رہا اس نے حسن بن زید کی اطاعت نہ کی اور ہمراہیوں نے یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے مر گیا باوجودیکہ دونوں کے درمیان بعض حالات میں صلح تھی اور آپس میں محبت اور سرسالی رشتہ داری بھی تھی، اپنے اس فعل سے قارن حسن بن زید اور ان کے ساتھیوں کے معاملہ کو روکنا چاہتا تھا۔

حسن بن زید کی آمل پر فوج کشی:

حسن بن زید اور ان کے ان سرداروں نے جو ان اطراف والوں میں سے تھے شہر آمل کی طرف چڑھائی کر دی کہ طبرستان کے شہروں میں سب سے پہلا شہر ہے جو کلاروسالوس کے پہاڑ سے متصل ہے، ابن اوس شہر ساریہ سے مدافعت کے ارادے سے

سامنے آیا دونوں لشکر عامل کے بعض اطراف میں مل گئے اور آپس میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی، حسن بن زید اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے قوم کی لڑائی کا میدان پس پشت چھوڑ کر دوسری جانب کا رخ کیا، وہ سب اس میں داخل ہو گئے، شہر آمل میں داخل ہونے کی خبر ابن اوس کو اس حالت میں پہنچی کہ وہ حسن بن زید کے ان آدمیوں سے جنگ میں مشغول تھا جو اس کے سامنے تھے، اپنی جان بچانے اور ساریہ میں سلیمان سے مل جانے کے سوا اس سے کچھ بن نہ پڑا جب حسن بن زید آمل میں داخل ہو گئے تو لشکر بہت اور حالت مضبوط ہو گئی، اونٹ والے بد معاش جو فتنے کے خواہش مند اور لوٹ مار کے طلب گار تھے ان پر ٹوٹ پڑے۔

ساریہ پر قبضہ:

بیان کیا گیا ہے کہ حسن بن زید آمل میں چند روز مقیم رہے وہاں کے باشندوں سے خراج جمع کیا اور تیاری کرتے رہے اپنے ہمراہیوں کیساتھ سلیمان بن عبد اللہ کے ارادے سے ساریہ کی طرف جنگ کے لیے گئے تو سلیمان اور ابن اوس بھی مع اپنے لشکروں کے نکل آئے، دونوں فریق میں شہر ساریہ سے باہر ٹکرائے، ان میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی، حسن بن زید کے بعض سرداروں نے اس سمت کو جس میں دونوں لشکر مقابلہ کر رہے تھے پس پشت چھوڑ کر شہر ساریہ کی اور سمتوں میں سے کسی دوسری سمت کی طرف رخ کیا، وہ اپنے آدمیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا، سلیمان بن عبد اللہ اور اس کے ہمراہی لشکر کو یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے سوا چارہ نہ رہا۔

سلیمان بن عبد اللہ کا فرار:

اطراف کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبد اللہ بھاگ گیا اپنے اہل و عیال اور اسباب اور ہر وہ مال و اثاثہ جو ساریہ میں تھا بغیر کسی محافظ و نگران کے سب چھوڑ گیا، سوائے جرجان کے اور کوئی جگہ اس کو بچانے والی نہ تھی اس کے اردو سروں کے لشکر پر حسن بن زید اور ان کے ساتھی غالب آ گئے، سلیمان کے اہل و عیال اور اس کے اثاثے کے متعلق مجھے یہ اطلاع ملی کہ حسن بن زید نے ان کے لیے ایک سواری کا حکم دیا جس میں انھیں سوار کر کے سلیمان کے پاس بھیج دیا جو اس وقت جرجان میں تھا، جو مال سلیمان کے ساتھیوں کا تھا حسن بن زید کے متبعین نے لوٹ لیا۔

حسن بن زید کا طبرستان پر تسلط:

حسن بن زید کو سلیمان بن عبد اللہ کے جرجان چلے جانے سے پورے طبرستان کی حکومت مل گئی، جب پورے طبرستان پر حسن بن زید کی حکومت ہو گئی اور سلیمان بن عبد اللہ اور اس کے ساتھی اس سے نکال دیئے گئے تو ایک لشکر اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص کو سردار بنا کر رے بھیجا وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے عامل نے کہ ابن طاہر کی جانب سے تھا، مدافعت کی جب وہ شخص کہ طالبیوں کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ رے میں داخل ہو گیا تو وہاں سے عامل بھاگ گیا، طالبیوں میں سے ایک شخص محمد بن جعفر کو نائب بنا کے وہاں سے واپس آ گیا، حسن بن زید کے لیے طبرستان کے ساتھ ہمدان کی حد تک رے بھی مل گیا۔

اسمعیل بن فراشتہ کی روانگی ہمدان:

مستعین کو خبر پہنچی اس زمانے میں اس کے معاملات کا مدبر و صیغ ترک اور اس کا کاتب احمد بن صالح بن شیرزاد تھا اس کے سپرد مستعین کی مہر تھی، مستعین نے اسمعیل بن فراشتہ کو ایک جماعت کے ساتھ ہمدان کی طرف روانہ کیا اور اسے وہاں مقام کرنے اور حسن بن زید کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روکنے کا حکم دیا، یہ حکم اس لیے دیا کہ ہمدان کی طرف کی حکمرانی محمد بن طاہر بن عبد اللہ بن

طاہر کے سپرد تھی اس کے ساتھ اس کے عمال تھے اور اچھا انتظام تھا جب محمد بن جعفر طالبی رے میں متمکن ہو چکے تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان سے ایسے امور ظاہر ہوئے جنہیں اہل رے نے ناپسند کیا۔

محمد بن جعفر اور محمد بن میkal کی جنگ:

محمد بن طاہر بن عبد اللہ نے اپنی جانب سے اپنے ایک سردار کو جس کا نام محمد بن میkal تھا اور جو شاہ بن میkal کا بھائی تھا ایک جماعت کو پیادہ و سوار کے ہمراہ رے کی طرف روانہ کیا وہ اور محمد بن جعفر طالبی رے سے باہر مل گئے محمد بن میkal نے محمد بن جعفر کے لشکر کو منتشر کر دیا اور رے میں داخل ہو گیا وہاں ٹھہر کے خلیفہ کے لیے دعا کی اس کے قیام کو وہاں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ حسن بن زید نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کا سردار لشکر اہل ازرا کا ایک شخص و اجن تھا و اجن رے پہنچا تو محمد بن میkal اس کے مقابلے کے لیے نکل آیا دونوں لڑے و اجن اور اس کے ساتھیوں نے محمد بن میkal اور اس کے لشکر کو شکست دی محمد بن میkal پناہ کی تلاش میں شہر رے کی طرف بھاگا تو و اجن اور اس کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا رے پھر حسن بن زید کے ساتھیوں کے قبضہ میں آ گیا۔

محمد بن علی اور احمد بن عیسیٰ کی جنگ:

محمد بن میkal کے قتل کے بعد اسی سال جب عرفہ (۹ ذی الحجہ) ہوا تو رے میں احمد بن عیسیٰ بن علی بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ادریس بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا احمد بن عیسیٰ نے اہل رے کو عید پڑھائی اور آل محمد ﷺ کی دعوت دی محمد بن علی بن طاہر نے جنگ کی تو اسے احمد بن عیسیٰ نے شکست دی پھر وہ قزاقین چلا گیا۔

جعفر بن عبد الواحد کی جلا وطنی:

اسی سال جعفر بن عبد الواحد پر عتاب ہوا اس لئے کہ وہ شاکریہ میں مامور ہوا تو وصیف کو گمان ہوا کہ اس نے شاکریوں کو بھڑکایا ہے ۲۳ / ربیع الاول کو جعفر بصرے کی طرف جلاء وطن کر دیا گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال بنی امیہ میں سے ابن ابی الشوارب اور عثمانیوں کے دارالعامہ میں جو مرتبے تھے وہ گھنا دیئے گئے۔

اسی سال الحسن بن افشین قید سے نکالا گیا۔

اسی سال عباس بن احمد بن محمد بٹھایا گیا اور جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن الموسیٰ المعروف یہ بشاشات کو جمادی الاولیٰ میں مکہ پر مامور کیا گیا۔ اسی سال اہل حمص نے اور قبیلہ قلب کی ایک جماعت نے جس کا سردار ایک شخص مسمیٰ عطیف بن نعمۃ الکھی تھا الفضل بن قارن برادر مازیار بن قارن پر جو اس زمانے میں حمص پر عامل تھا حملہ کر دیا اسے رجب میں انھوں نے قتل کر دیا مستعین نے موسیٰ بن بغا الکبیر کو ان کی طرف روانہ کیا موسیٰ سامرا سے پنج شنبہ ۱۳ / رمضان کو روانہ ہوا جب موسیٰ قریب ہوا تو اہل حمص نے حمص رستن کے درمیان اس سے مقابلہ کیا موسیٰ ان سے لڑا اور انھیں شکست دی اور حمص فتح کر لیا باشندوں میں اس نے قتل عظیم برپا کر کے آگ لگا دی روماء کی ایک جماعت کو قید کر لیا عطیف بدویوں میں مل گیا تھا۔

اسی سال یوم یک شنبہ ۲۳ / رمضان کو جعفر بن احمد بن عمار قاضی کی وفات ہوئی۔

اسی سال احمد بن عبد الکرم الجواری والیتی قاضی بصرہ کی وفات ہوئی۔

اسی سال احمد بن الوزیر سامرا کا قاضی بنایا گیا۔

اسی سال شاکریہ اور لشکر فارس نے عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم پر حملہ کیا اس کا گھروٹ لیا محمد بن حسن بن کارن کو قتل کر دیا۔
عبداللہ بن اسحاق بھاگ گیا۔

اسی سال محمد بن طاہر نے خراسان سے دو ہاتھی بھیجے جو اس کے پاس کابل سے بھیجے گئے تھے اور کچھ تصویریں اور کچھ خوشبوئیں۔
اسی سال موسم گرما میں ہکا جو نے جنگ کی۔

امیر حج جعفر بن الفضل:

اسی سال جعفر بن الفضل بشارت نے جو الی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵ھ کے واقعات

باغراور دلیل میں مخالفت:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ باغر متوکل کے قاتلوں میں سے ایک تھا اسی وجہ سے تنخواہ بڑھا دی گئی تھی اور اسے بہت سی جاگیریں ملی تھیں ان جاگیروں میں سے کچھ جائداد کو فے کے دیہات میں تھی وہ جائداد جو وہاں باغر کو جاگیر میں ملی تھی باغر کے ایک یہودی کاتب سے باروسا منہر الملک کے دہقانوں میں سے ایک شخص نے دو ہزار سالانہ پر لے لی علاقے کے ایک شخص مسعی ابن مارمہ نے باغر کے وکیل پر جو وہاں تھا کچھ ظلم کیا وکیل باغر نے اسے گرفتار کر لیا یا اس کے گرفتار کرنے کے لیے کوئی پوشیدہ کارروائی کی ابن مارمہ قید اور بند کر دیا گیا مگر قید ہی میں کارروائی کرتا رہا یہاں تک کہ رہا ہو کے وہ سامرا چلا گیا دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا دلیل اس زمانے میں بغاشرابی کا کاتب اور اس پر حاوی تھا فوج کا کام بھی اسی کے سپرد تھا بغا کے مقرب ہونے کی وجہ سے سرداروں اور عالموں کی سواریاں اس کے پاس آیا کرتی تھیں ابن مارمہ دلیل کا دوست تھا اور باغر بغا کے سرداروں میں سے ایک تھا دلیل نے باغر کو احمد بن مارمہ پر ظلم کرنے سے روکا اور اس کا حق باغر سے دلایا اس فعل نے باغر کے سینے میں غصہ بھڑکا دیا دلیل اور باغر میں سے ہر ایک نے اس سبب سے مفارقت کر لی باغر شجاع اور بہادر اور ترکوں میں مشہور مرتبے والا تھا کہ بغا وغیرہ بھی اس سے ڈرتے اور اس کے شر سے خائف رہتے۔

باغر کی دلیل کے خلاف شکایت:

بیان کیا گیا ہے کہ یوم سہ شنبہ ۲۶ / ذی الحجہ ۲۵ھ کو باغر بغا کے پاس آیا بغا حمام میں تھا باغر نشے میں تھا وہ اس کا منتظر رہا بغا حمام سے نکلا تو باغر اس کے پاس اندر گیا اور اس سے کہا کہ خدا کی قسم دلیل کے قتل سے کوئی چارہ نہیں پھر اسے گالی دی بغا نے جواب دیا کہ اگر تو میرے بیٹے فارس کے قتل کا ارادہ کرے تو بھی میں تجھے نہ روکوں گا دلیل نصرانی کی کیا حقیقت ہے لیکن میرا اور خلافت کا کام اسی کے ہاتھ میں ہے اتنا انتظار کر کے میں اس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر لوں۔

دلیل بن یعقوب کی روپوشی:

بغا نے دلیل کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ سوار نہ ہوں (یعنی گھر سے نہ نکلے) کہا گیا ہے کہ اسے بغا کا طبیب ملا جس کا نام ابن سرجو یہ تھا اس نے اس قصے کی خبر دی تو وہ اپنے گھروٹ گیا اور چھپ گیا بغا نے محمد بن یحییٰ بن فیروز کے پاس بھیجا ابن فیروز اس کے قبل اس کا

کاتب رہ چکا تھا اس نے اسے دلیل کی جگہ مقرر کر دیا، باغریہ وہم کرتا رہا کہ اس نے دلیل کو معزول کر دیا۔
باغراور دلیل میں مصالحت:

پھر بغا نے دلیل اور باغر کے درمیان صلح کرادی، باغرجب اپنے دوستوں کے ساتھ تنہا ہوتا تھا تو دلیل کو قتل کی دھمکی دیا کرتا تھا، باغرمستعین کی خوشامد میں لگا رہا، دارالخلافہ کی خدمت اختیار کر لی مگر مستعین کو اس کا ہونا پسند نہ تھا، جب بغا کی اپنے گھر میں رہنے کی باری آئی تو مستعین نے دریافت کیا کہ کاموں پر کون ہے، اسے وصیف نے خبر دی، کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ان اعمال کو ابو محمد باغر کے سپرد کر دو، وصیف نے کہا کہ بہت خوب، دلیل سوار ہو کر بغا کے پاس گیا کہ تو اپنے گھر میں ہے اور لوگ تیرے تمام عہدوں سے معزول کرنے کی تدبیر میں ہیں، جب تو معزول ہو جائے گا تو پھر تیری زندگی کہاں، سوائے اس کے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے، بغا سوار ہو کر اسی دن کہ اس کی اپنے گھر میں رہنے کی باری تھی رات کو دارالخلافہ گیا اور وصیف سے کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے مرتبے سے گرا دے اور باغر کو لائے پھر اسے میری جگہ کر دے، باغرتو میرے غلاموں سے صرف ایک غلام ہے اور میرے آدمیوں میں سے ایک آدمی، وصیف نے جواب دیا، کہ تجھے معلوم نہیں کہ خلیفہ کا اس کے متعلق کیا ارادہ ہے، بغا اور وصیف نے باغر کے دارالخلافہ سے علیحدہ کرانے اور اس کے لیے حیلہ تلاش کرنے کا باہم عہد کیا، لوگوں نے یہ خوف ناک خبر مشہور کی کہ باغرامیر بنایا جائے گا، لشکر اس سے مل جائے گا اسے خلعت پہنایا جائے گا دارالخلافہ میں وصیف و بغا کی مجلس منعقد کی جائے گی اور ان دونوں کو امیر کا خطاب دیا جائے گا، لوگوں نے یہ خبر سنی تو باغریکی حمایت کی۔

مستعین کے خلاف سازش:

باغر نے مستعین کا تقرب صرف اس لیے حاصل کیا تھا کہ محفوظ رہے، اس نے اور اس کے طرف داروں نے شرمحسوس کیا تو متوکل کے قتل پر اس سے بیعت کرنے والے بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے پاس جمع ہوئے اور گفتگو کے بعد معاملے کو پختہ کر لیا، سب نے عہد کیا کہ جس طرح متوکل کے قتل کے معاملے میں ہماری استواری نمایاں ہو چکی ہے اب بھی ہم ویسے ہی بیثاق پر قائم ہیں، باغر نے سب کو حکم دیا کہ دارالخلافہ میں ہی رہو کہ ہم مستعین اور وصیف کو قتل کر دیں اور علی بن المعتصم یا ابن الواثق کو لائیں، ارخلیفہ بنائیں کہ حکومت ہماری ہو جائے جس طرح کہ اس وقت وصیف بغا کی حکومت ہے وہ دونوں خلافت پر غالب آگئے ہیں اور ہم لوگ بیکار ہو گئے ہیں سب نے اس کی یہ بات مان لی۔

بغا اور وصیف کی طلبی:

یہ خبر مستعین کو پہنچی تو اس نے بغا اور وصیف کو بلا بھیجا، یہ دو شبے کا دن تھا، دونوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں سے یہ خواہش نہیں کی تھی کہ مجھے خلیفہ بنا دو، تمہیں نے اور تمہارے ساتھیوں نے مجھے بنایا، پھر تمہیں یہ چاہتے ہو کہ مجھے قتل کر دو، دونوں نے قسم کھائی کہ ہم کو اس کا کوئی علم نہیں ہے، خلیفہ مستعین نے واقعہ کہہ سنایا۔
بغا کی گرفتاری:

کہا گیا ہے کہ باغریکی ایک عورت نے جسے اس نے طلاق دے دی تھی، مستعین کی ماں سے اور بغا سے اس کی چغلی کھائی، صبح سویرے دلیل بغا کے پاس گیا اور وصیف بھی بغا کے گھر پر حاضر ہوا، وصیف کے ہمراہ اس کا کاتب احمد بن صالح بھی تھا، باغراور اس

کے ساتھ دو ترکوں کے گرفتار کر لینے اور حسب ضرورت جب تک مناسب ہو اس وقت تک قید رکھنے پر سب نے اتفاق کر لیا، انھوں نے باغ کو بلوایا تو وہ دستہ سپاہ کے ہمراہ باغ کے گھر آیا، بشر ابن سعید المرشدی سے مذکور ہے کہ میں باغ کے داخل ہونے کے وقت موجود تھا اسے وصیف اور باغ کے پاس پہنچنے سے روک دیا گیا، باغ کو حمام کی طرف لے جا کر بیڑیاں منگائیں اور اسی حمام میں قید کر دیا۔
باغ کا قتل:

یہ خبر ہارونی اور کرخ اور الدور میں ترکوں کو پہنچی تو انھوں نے شاہی اصطبل پر حملہ کر دیا، جو گھوڑے اس میں تھے لے لیے اور لوٹ لیے، ان پر سوار ہوئے اور ہتھیار لے کر محل میں حاضر ہو گئے، جب شام ہو گئی تو وصیف اور باغ رشید کو جو وصیف کی بہن سعاد کا بیٹا تھا حکم دیا کہ باغ کو قتل کر دے، وہ ایک جماعت کے ساتھ باغ کے پاس آیا لوگوں نے کلبازیوں سے اس کا سر توڑا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا، جب مستعین کو ان سب کا جمع ہونا معلوم ہوا تو وہ اور وصیف اور باغ کشتی میں سوار ہوئے اور سب مل کر وصیف کے گھر گئے، یہ سہ شنبہ کا دن تھا تمام دن اور رات بھر ہتھیار لیے لوگ آتے تھے اور جاتے تھے، وصیف نے کہا کہ جب تک نتیجہ نہ نکلے سب کے سب یک جا رہو مخالفین مقابلے پر جے رہے تو باغ کا سر ان کے پاس پھینک دیں گے۔
بلوائیوں کا ہنگامہ و پشیمانی:

بلوائی ترکوں تک اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ہنگامے پر جم گئے وہاں تک کہ انھیں یہ علم ہو گیا کہ مستعین اور باغ اور وصیف چلے گئے، وصیف نے مغربیوں کو ایک سوار اور پیادہ جماعت کو ہتھیار اور نیزے دے دیئے تھے، انھیں بلوائیوں کے مقابلے میں روانہ کر دیا، اور شا کر یہ کو کہلا بھیجا کہ وقت ضرورت کے لیے تیار رہیں، ظہر کے وقت لوگ ٹھہرے اور سب کام درست ہوئے، چند ترک سردار ہنگامہ کرنے والوں کے پاس گئے اور ان سے پلٹ جانے کو کہا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ یوق یوق ای لالا (یعنی نہیں نہیں کبھی نہیں)۔
جامع بن خالد سے مذکور ہے کہ وصیف کا ایک ترک نائب تھا جو چند ان لوگوں کے جو ترکی زبان جانتے تھے ان سے بات چیت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، ان لوگوں نے ان کو بتایا کہ مستعین اور باغ اور وصیف بغداد چلے گئے، بلوائی آخر پریشان ہوئے اور تھک کر روگرداں ہو گئے۔

ترکوں کی لوٹ مار:

جب مستعین کے چلے جانے کی خبر پھیل گئی تو ترک دلیل ابن یعقوب کے مکانوں کی طرف اور اس کے اعزہ کے مکانوں میں جو اس کے قریب رہتے تھے نیز اس کے پڑوسیوں کے مکانوں کی طرف گئے جو کچھ ان مکانوں میں تھا لوٹ لیا، یہاں تک کہ خشب اور در درندات گئے اور وہاں جن خجروں پر قابو پایا انھیں قتل کر دیا، دانہ چارہ لوٹ کے چوپائیوں کو بے چارہ کر دیا، آب دار خانہ ویران کر دیا، سلمہ بن نصرانی کے گھر سے اس جماعت سے مدافعت کی جنھیں پہلوانوں میں سے اس نے مقرر کیا تھا اور ان کے علاوہ ان کے پڑوسیوں نے بھی، انھوں نے انھیں گھر میں گھسنے سے روکا، ابراہیم بن مہران نصرانی کے گھر میں گھسنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے انھیں دفع کر دیا، اور سلمہ و ابراہیم لٹنے سے بچ گئے،
باغ کے قتل کے متعلق اشعار:

باغ کے قتل اور اس فتنے کے بارے میں جو اس کی وجہ سے برپا ہوا بعض شعرا نے یہ شعر کہے، بیان کیا گیا ہے کہ ان اشعار

کہنے والا احمد بن الحارث الیمامی ہے :

”میری جان کی قسم! اگر باغریلوگوں نے قتل کیا (تو کچھ حرج نہیں)..... البتہ باغری نے ایک عظیم الشان جنگ براہیختہ کی تھی۔ خلیفہ اور دونوں سردار بھاگے..... رات کو کہ وہ دونوں کشتی تلاش کرتے تھے۔ پکارا انھوں نے میسان میں اپنے ملاح کو..... تو وہ دیکھنے والوں پر سبقت کرتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

اس نے انھیں کشتی کے اندر بٹھا دیا..... اور ان کی ناؤ کھینے والے بانس متحرک ہو گئے۔ ابن مارمہ کی قدر اتنی نہ تھی..... جس کی وجہ سے ہم نے بڑی بڑی لڑائیاں حاصل کریں۔

لیکن دلیل نے ایسی کوشش کی..... جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل عالم کو رسوا کیا۔ طلوع آفتاب سے پہلے بغداد میں داخل ہوا۔ اس میں وہ داخل ہوا..... جسے ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں۔

اے کاش کشتی ہمارے پاس نہ آتی..... اور اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے سواروں کو غرق کر دیتا۔ ترک اور مغربی مقابلے پر آ گئے..... اور سیاہ روفر اغنہ آ گئے۔

ان کے گروہ مسلح ہو کر چلتے ہیں..... پیادہ سوار (ہتھیار سامنے رکھ کر چلتے ہیں) ایک ایسا ماہر فن حرب ان کی جنگ کا سر پرست ہوا..... جسے زمانے نے اس پر مقرر کیا ہے۔

اس نے دونوں کی جانب نئی چہار دیواری قائم کر دی..... یہاں تک کہ ان سب کو گھیر لیا۔ اس کے چور دروازوں کو..... چہار دیوار پر مضبوط قائم کر دیا جس کی وجہ سے مستعین کی حمایت کرتا ہے۔

ایسے خطرناک گوبچن تیار کیے ہیں..... اور جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور تیر کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس نے کمائیں اور لشکری تیار کیے ہیں..... جو ہزار ہا ہزار ہیں جب تم شمار کرو گے۔

ایسے گوبچن تیار کیے ہیں جو لگے ہوئے ہیں..... فسیل کی دیوار پر یہاں تک کہ اس نے اہل شہر کو آزاد کر دیا۔“

ابن مارمہ کی وفات :

مذکور ہے کہ جب وہ لوگ بغداد پہنچے تو ابن مارمہ بیمار ہو گیا، دلیل بن یعقوب نے اس کی عیادت کی اور اس سے دریافت کیا کہ تیری بیماری کا کیا سبب ہے کیا بیڑی کا زخم پھر پیدا ہو گیا؟ دلیل نے کہا کہ اگر بیڑی نے تجھے زخمی کیا تو تو نے خلافت کو توڑ ڈالا فتنہ براہیختہ کر دیا، اسی زمانے میں ابن مارمہ مر گیا، ابوعلی یمامی حنفی نے مستعین کے بغداد آنے کے بارے میں کہا ہے :

”وہ ہٹ تو گیا مگر اپنی سلطنت کے زوال کے بعد اور پھر اپنی موت و ہلاکت کے بعد“۔

ترکوں نے لوگوں کو بغداد آنے سے روکا، مذکور ہے کہ انھوں نے ایک ملاح کو گرفتار کیا، جس کی کشتی کرائے پر لی گئی تھی، دو سو کوڑے مارے اور اسے اسی کی کشتی کی لکڑی میں لٹکا دیا، کشتی والے پارا تارنے سے رک گئے، مگر پوشیدہ طور پر بڑی دشواری سے اتار دیتے تھے۔



باب ۴

خلیفہ المستعین باللہ کی معزولی

اسی سال فتنہ برپا ہوا اور اہل بغداد و سامرا کے لشکر میں جنگ واقع ہوئی اور ان میں سے جو لوگ سامرا کے تھے انہوں نے معز سے بیعت کر لی اور جو لوگ بغداد کے تھے وہ مستعین کی وفائے بیعت پر قائم رہے۔

مستعین کا بغداد میں قیام:

ہم مستعین اور شاہک خادم اور وصیف اور بغا اور احمد بن صالح بن شیرزاد کا بغداد میں آنا بیان کر چکے ہیں وہاں ان کی آمد تین گھنٹے دن گزرنے کے بعد یوم چار شنبہ ۴ یا بقول بعض ۵ محرم کو اسی سنہ میں ہوئی، جب مستعین وہاں آیا تو محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے گھر میں اترا، وصیف کا نائب بغداد میں آیا جو سلام مشہور تھا، جس قدر معلومات اس کو تھی مستعین نے دریافت کر لی وہ اپنے گھر جانے کے لئے سامرا واپس ہوا۔ سرداران لشکر سوائے جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ کے مع بڑے بڑے کاتبوں اور عاملوں اور بنی ہاشم کے بغداد آئے، ان کے بعد ان ترک سرداروں میں سے جو وصیف کے طرفدار تھے کلبا تھیں اور طشیج نائب ترک اور ابن عجوز نائب نسائی۔ ان میں سے جو بغا کے طرفداروں میں تھے۔ بایک باک قائد جو خدمت کے غلاموں میں سے تھے بغا کے چند نائبوں کے ساتھ آئے، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف اور بغا نے ان کے آنے سے پہلے ان کے پاس ایک قاصد بھیج کر حکم دیا تھا کہ ”جب بغداد آئیں تو اس جزیرے میں چلے جائیں جو محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان کے سامنے ہے پل کی طرف نہ جائیں جس سے عام لوگ ان کے آنے سے ڈریں“۔ انہوں نے یہی کیا۔ اور جزیرے کی طرف جا کر اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے۔ کشتیاں آگئیں ان میں بیٹھ کر دریا عبور کیا۔

ترکوں کی مستعین سے معذرت خواہی:

کلبا تھیں اور بایک باک اور دار الخلافہ کے سردار اور ارباب تجور ترک کنارہ دریا سے بلندی کی طرف چل کر مستعین کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے اس کے آگے اپنے کو نثار کیا۔ اپنے ٹکے عاجزی اور ذلت ظاہر کرنے کے لئے گردنوں میں ڈال لئے اور مستعین سے گفتگو کرنے لگے، معافی مانگی، درگزر کرنے اور راضی ہو جانے کی درخواست کی۔

مستعین نے جواب دیا کہ تم لوگ اہل بغاوت اور اہل فساد اور مستقل طور پر نعمتوں کے مالک بنے ہوئے ہو۔ کیا تم لوگوں نے اپنے لڑکوں کے بارے میں میرے پاس درخواست نہیں پیش کی، پھر میں نے انہیں تمہارے ہی ساتھ شامل کر دیا وہ قریب دو ہزار کے تھے، لڑکیوں کے بارے میں تمہاری درخواست پر میں نے انہیں شادی کی عمر والی عورتوں میں شمار کرنے کا حکم دیا، یہ لڑکیاں قریب چار ہزار کے تھیں اور بالغ اور نابالغ بچوں کے بارے میں بھی تمہاری درخواست منظور کی، میں نے تمہاری ہر بات قبول کر لی، تنخواہیں جاری کیں، سونے چاندی کے برتن بنوادیئے اپنے آپ کو نفیس کی لذت اور خواہش سے روکا، یہ سب تمہیں خوش کرنے اور خوش حال

بنانے کیلئے کیا گیا۔ مگر تم ہو کہ بغاوت اور فساد اور دھمکی اور بیگانگی میں بڑھتے جا رہے ہو۔ ترکوں نے بہت عاجزی و زاری کی کہ بے شک ہم نے خطا کی اور امیر المومنین اپنے ہر قول میں سچے ہیں ہم معافی اور اپنی لغزش سے درگزر چاہتے ہیں۔

با یکباک کی اہانت:

مستعین نے کہا کہ اچھا میں نے تمہیں معاف کیا اور راضی ہو گیا۔ با یکباک نے کہا کہ اگر آپ ہم سے راضی ہیں اور معاف کر دیا ہے تو اٹھئے اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر سامرا چلئے۔ ترک آپ کے منتظر ہیں۔ محمد بن عبداللہ نے محمد بن ابی عون کی طرف اشارہ کیا جس نے با یکباک کے منہ پر طمانچہ مارا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ کیا یوں ہی امیر المومنین سے بات کی جاتی ہے کہ کھڑے ہو جائیے اور سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلئے۔

مستعین کے خلاف ترکوں کی کاروائی:

مستعین ہنساکہ یہ عجبی لوگ ہیں انہیں کلام کے حدود معلوم نہیں ہیں۔ پھر ان سے مخاطب ہوا کہ تم لوگ سامرا جاتے ہو، تمہارے تنخواہیں تم پر جاری رہیں گی، میں اپنے اس جگہ کے کام کو اور اپنے مقام کو دیکھتا رہوں گا، ترک اس کے پاس سے مایوس واپس ہوئے محمد عبداللہ کے طرز عمل نے انہیں غضب ناک کر دیا، جس ترک کے پاس وہ جاتے تھے اسے اپنے واقعے کی خبر دیتے تھے اور مستعین نے جو جواب انہیں دیا تھا اس کے معزول کرنے اور بدل دینے پر برا بھینچتے کرنے کے لئے اس جواب کی مخالفت کرتے تھے ان کی رائے معتر کے نکالنے اور اس سے بیعت کرنے پر متفق ہو گئی۔ معتر اور موید اس طرح ایک محل کے چھوٹے سے حجرے میں قید تھے کہ ہر ایک کے ساتھ خدمت کے لئے ایک غلام تھا اور ان پر ایک شخص ترکوں میں سے مقرر تھا۔ جس کا نام عیسیٰ تھا۔ اس کے ساتھ چند مددگار تھے۔

معتر کی بیعت:

اسی دن معتر کو نکالا، اس کے بال کترے اور اس سے بیعت خلافت اس طرح کی گئی تھی کہ بیعت کے عوض دس مہینے کے خرچ کا حکم دیا گیا تھا، مگر مال پورا نہ ہوا۔ لوگوں کو مال کم ہونے کی وجہ سے دو ماہہ دیا گیا، مستعین نے سامرا کے بیت المال میں وہی مال چھوڑا تھا جو ظہجور قائد اور اساتلین قائد شام کے خزانے میں سے موصل کے علاقے سے لائے تھے جو قریب پانچ لاکھ دینار کے تھا، والدہ مستعین کے بیت المال میں چھ لاکھ دینار کی قیمت کا مال تھا۔

عقد بیعت:

مذکور ہے کہ جو بیعت لی گئی اس کا مضمون یہ تھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تم لوگ عبداللہ، امام معتر باللہ امیر المومنین سے ایسی بیعت کرتے ہو جو خوشی، اعتقاد، رضا، رغبت، دلوں کے اخلاص، شرح صدر اور نیتوں کی سچائی کے ساتھ ہے نہ تمہیں مجبور کیا گیا ہے اور نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے اس بیعت کے مضبوط کرنے میں اللہ کا تقویٰ ہے اس کی اطاعت ہے، اس کے حق اور اس کے دین کا اعزاز ہے، عام طور پر اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی ہے۔ سب کا اتفاق ہے اجماع و اجتماع ہے مصائب سے تسکین، نتائج میں امن و تسلی، دوستوں کی عزت اور بے دینوں کی تیغ کشی ہے اسے جان کر اقرار کرتے ہو کہ ابو عبداللہ المعتر باللہ اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت، اور خیر خواہی اور اس

کے حق اور عہد کا پورا کرنا تم پر فرض ہے۔ جس میں نہ تمہیں شک ہے نہ نفاق ہے نہ کسی اور طرف میلان ہے اور نہ تمہیں شبہ ہے (اور بیعت کرتے ہو) (اس کے برعکس کے) سننے اور ماننے پر اور دوستی اور وفاداری اور (اس عہد پر) ثابت قدم رہنے پر اور خیر خواہی پر ظاہر میں بھی باطن میں بھی سفر میں بھی حضر میں بھی کہ جس وقت اللہ کا بندہ ابو عبد اللہ امام معزز باللہ امیر المومنین جو حکم دے گا اپنے دوستوں سے دوستی کرنے کے متعلق اور اپنے دشمنوں سے دشمنی کرنے کے متعلق، وہ دوست و دشمن خاص لوگوں میں سے ہوں یا عام لوگوں میں سے قریب سے ہوں یا بعید سے ہوں (تو اسے سنو گے اور بجالاؤ گے) اس طرح سے کہ اس کی بیعت کو وفائے عہد اور ذمہ داری سے مضبوط پکڑے رہو گے، تمہارے باطن اس معاملے میں مثل تمہاری زبانوں کے ہونگے اپنی اس بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لینے اور اسے اپنی گردنوں میں پورے طور پر حوش، اور رغبت اور قلوب اور خواہشوں اور نیوٹوں کی سلامتی سے مضبوط کر لینے کے بعد تم لوگ بھی اس امر سے راضی ہو گے جس سے امیر المومنین راضی ہونگے اور (بیعت کرتے ہو) ابراہیم المومند باللہ برادر اور امیر المومنین کے لئے مسلمانوں کی ولی عہدی پر، اور اس امر پر بیعت کرتے ہو کہ کبھی اس امر کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے جو تم پر مضبوط کیا گیا اور اس امر پر کہ کوئی ہٹانے والا تمہیں مدد اور اخلاص اور دوستی سے ہٹانہ سکے گا اور اس امر پر کہ تبدل و تغیر نہ کرو گے اور نہ کوئی رجوع کرنے والا تم میں سے اپنی بیعت سے رجوع کرے گا اور نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، اور اس امر پر کہ جو بیعت تم نے اپنی زبان سے کی اور اور اس کا عہد کیا وہ ایسی بیعت ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ آگاہ ہے تمہارے قلوب سے اس کے اختیار کرنے پر اور اس پر بھروسہ کرنے پر اور اس ذمہ داری کے پورا کرنے پر جو اس بیعت میں اللہ کی طرف سے ہے اور تمہارے اخلاص پر بیعت کی نصرت اور اہل بیعت کی دوستی کے متعلق، کہ اس میں تمہاری جانب سے نہ کسی نفاق کی آمیزش ہے اور نہ دکھاوے کی اور نہ کسی بہانے کی یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو کہ تم اس کے عہد کو پورے کرنے والوں اور اپنے اوپر سے اس کے حق کو ادا کرنے والوں میں سے ہونے شک میں پڑنے والوں میں اور نقض عہد کرنے والوں میں سے ہو کیونکہ جو لوگ تم میں سے امیر المومنین سے اس کی خلافت کی اور اس کے بعد برادر امیر المومنین ابراہیم موبد باللہ سے اس کی ولی عہدی کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جو بد عہدی کرے گا وہ صرف اپنی ہی جان پر بد عہدی کرے گا، اور جو اسے پورا کر دے گا جو اس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا کرے گا، تم اس بیعت کو مضبوط پکڑو اور اسے جسے اس بیعت نے تمہاری گردنوں میں مضبوط کر دیا اور اس پر تم نے اپنی مضبوط قسمیں دے دیں، اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو، کیونکہ اللہ کے عہد کا تم سے مواخذہ ہوگا، اللہ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو، جس قسم کے عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور مرسلین اور اپنے کسی اور بندے سے لئے ہیں ویسے ہی اس بیعت میں تم سے لئے گئے ہیں، تم بدلو گے نہیں اور نہ کسی اور طرف جھکو گے تم نے جس امر پر اللہ سے عہد کیا ہے اسے اسی طرح مضبوط رکھو گے جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو اور اہل وفا اور اہل عہد اپنی وفا کو مضبوط پکڑتے ہیں نہ تمہیں کوئی خواہش نفسانی اس سے ہٹائے گی اور نہ رغبت نہ کوئی فتنہ یا گمراہی تمہارے قلوب میں ہدایت سے کچی پیدا کر لے گی اس معاملے میں اپنی جان اور کوشش صرف کرتے رہو گے، دین اور طاعت کا اور اس عہد کی وفا کا حق جو تم نے اپنے اوپر کیا ہے مقدم رکھو گے اللہ تعالیٰ تم میں سے اس بیعت میں سوائے وفا کے اور کچھ قبول نہ کرے گا۔

تم میں سے جس شخص نے امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین برادر امیر المومنین سے اس طرح کی بیعت کو جیسی کہ تم سے لی گئی

تو زدے گا، پوشیدہ یا علانیہ صاف صاف یا بہانے سے یا حیلے سے اس عہد میں نفاق کرے گا جو اس نے اللہ کو دے دیا، جو عہد و پیمان اس سے لئے گئے اس کی عہد شکنی کرے گا، اس راستے سے بٹے گا جس کی وجہ سے اہل عقل پناہ پاتے ہیں تو ہر وہ چیز جس کا بد عہدی کرنے والوں میں سے کوئی مالک ہے مال یا جائیداد یا مولیٰ یا زراعت یا دودھ والے جانور ہوں وہ سب اللہ کی راہ میں مساکین پر صدقہ ہے اس کے لئے حرام ہے کہ اس میں سے کسی شے کسی حیلے سے واپس لے جو مال اس کی بقیہ عمر میں حاصل ہوگا خواہ وہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا وہ بھی اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ یہاں تک اسے موت اٹھالے اور اجل آجائے، ہر مملوک جس کا آج مالک ہے اور تیس برس تک رہے، مذکر ہو یا مونث وہ سب اللہ کی راہ میں آزاد ہیں اور اس کی عورتیں، وہ جو قسم و عہد ٹوٹنے کے دن ہو اور وہ بھی جن سے بعد کو نکاح کرے تیس سال تک سب پر طلاق ہے۔ کہ نہیں قبول کرے گا اللہ اس سے مگرو فائے عہد، وہ اللہ اور رسول سے اور اللہ تبارے اس معاملے پر گواہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

ابو احمد بن الرشید کا بیعت کرنے سے انکار:

جیسا کہ بیان کیا گیا بیعت میں ابو احمد بن الرشید کو جسے نفرس تھا ڈولی میں سوار کر کے لایا گیا اور اسے بیعت کے لئے کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور معتز سے کہا کہ تو رغبت کے ساتھ ہماری طرف آ گیا اس سے دست بردار ہو گیا جو تیرے لئے لی گئی تھی تو نے یہ گمان کیا تھا کہ تو اسے قائم نہ کر سکے گا، معتز نے کہا کہ مجھے دستبرداری پر مجبور کیا گیا اور میں نے تلوار کا خوف کیا، ابو احمد نے کہا کہ ہمیں تو معلوم ہو کہ تجھ پر زبردستی کی گئی ہے ہم اس شخص (مستعین) سے بیعت کر چکے، تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو طلاق دے دیں اور اپنے مال و دولت سے باہر ہو جائیں، ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا، اگر تو مجھے لوگوں کے جمع ہونے تک میرے حال پر چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ پھر وہی تلوار ہے جس کا خوف تیرے لئے باعث دست برداری ہوا تھا، معتز نے کہا کہ اسے چھوڑ دو، وہ بغیر بیعت کے اپنے گھر واپس کر دیا گیا۔

ابراہیم سے بیعت کرنے والوں میں الدیرج اور عتاب بن عتاب تھا، عتاب بن عتاب بھاگ کر بغداد چلا گیا، الدیرج کو خلعت دے کے پولیس پر مقرر کیا گیا، سلیمان بن یسار کا تب کو بھی خلعت دے کر دفتر جاگیر پر مقرر کیا گیا۔ اس دن وہ ٹھہرا، احکام دیتا اور کام کرتا رہا رات کو چھپ کر بغداد چلا گیا۔

عمال کا عزل و نصب:

جب ترکوں نے معتز سے بیعت کر لی تو اس نے اپنے عامل مقرر کئے، سعید بن صالح کو پولیس پر، جعفر بن دینار کو دربانوں، جعفر بن محمود کو وزارت پر مقرر کیا، ابو الحمار کو دفتر خراج پر مقرر کیا، پھر معزول کر دیا اس کی جگہ محمد بن ابراہیم منقار کو دی، ترکی لشکر کے دفتر پر کا تب سیما الشرابی کو مقرر کیا جو ابو عمر مشہور تھا، مقلد کبد الکلب برادر ابو عمر کو بیت المال اور ترکوں مغربیوں اور شکاریہ کی عطا پر مقرر کیا، ڈاک اور مہر پر سیما السار بانی کو مقرر کیا، ابو عمر کو کا تب بنایا پھر وہ وزارت کی حد میں آ گیا۔

سامرا کی ناکہ بندی:

جب محمد بن عبد اللہ کو معتز کی بیعت اور اس کے عمال روانہ کرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل سامرا کا غلہ بند کر دینے کا حکم دیا مالک بن طوق کو اور اس کے ہمراہ اس کے اہل بیت و لشکر کو بغداد جانے کو لکھا، نجوۃ بن قیس کو جو انبار پر تھا سب کے متفق رکھنے اور جمع

کرنے کو اور سلیمان بن عمران موصلی کو اپنے اہل بیت کو منع رکھنے اور کشتیوں اور غلے کو سامرا اترنے سے روکنے کو لکھا منع کیا کہ کوئی شے از قم غلہ بغداد سے سامرا جانے آنے نہ پائے، وہ کشتیاں گرفتار کر لی گئیں جن میں چاول اور ردی سامان تھا ملاح اس سے بھاگ گئے اور کشتیاں رہ گئیں جو غرق کر دی گئیں۔

بغداد کے لئے دفاعی تدابیر:

مستعین نے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو بغداد کی حفاظت کا حکم دیا، کام شروع کر دیا گیا، ایک دیوار گھیری گئی جو دجلے کے باب الشماشیتہ سے سوق الثلث تک تھی، یہاں تک کہ اسے دجلے سے ملا دیا، دجلے کے باب قطعیہ ام جعفر سے لے کر حمید بن الحمید کے محل تک یہ شہر پناہ محیط تھی، ہر دروازے پر ایک سردار کو مع اپنے ماتحت لوگوں کی جماعت کے مقرر کیا، دونوں دیواروں کے گرد خندقیں کھودنے کا حکم دیا جیسا کہ وہ دیواریں پوری دونوں جانب بنی ہوئی ہیں، کچھ سائبان جس میں گرمی اور بارش میں سوار لوگ پناہ لے سکیں، جیسا کہ بیان کیا گیا دونوں دیواروں پر اور خندقوں کے کھودنے پر اور سائبانوں پر تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے، باب الشماسیہ پر پانچ دروازے راستے کی چوڑائی کے مطابق لگائے گئے۔ جن میں چوکھٹ باز اور تختے اور خوب لمبی اور ابھری ہوئی کیلیں تھیں، باہر اس دروازے کے برابر ایک معلق اور موٹا دروازہ بنایا گیا۔ جس پر لوہے کی چادریں چڑھائی گئی تھیں اور رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا کہ جو کوئی اس دروازے پر پہنچے۔ تو اس پر وہ معلق دروازہ چھوڑ دیا جائے اور وہ اس کے نیچے مر جائے اندر کے دروازے پر پتھر پھینکنے کا آلہ بنایا گیا، اور بیرونی دروازے پر پانچ بڑے گوبچن ان میں ایک بہت بڑا تھا، جس کا نام انہوں نے الغضبان رکھا تھا، چھ پتھر پھینکنے کے آلات جن سے شامیہ کی دریائی زمین کی طرف پتھر پھینکے جاسکتے تھے۔ اور باب البردان پر آٹھ پتھر پھینکنے کے آلے بنائے گئے۔ ہر طرف چار چار، اور چار دروازے، اسی طرح بغداد کے ہر دروازے پر شرقی اور غربی جانب میں اور اس کے ہر دروازے پر مسقف ڈیوڑھیاں بنائی گئیں جن میں سوسو سوار اور سوسو پیادے کی گنجائش تھی ہر گوبچن اور پتھر پھینکنے والے آلے کے لئے ترتیب وار آدمی مقرر کئے۔ جو اس کی رسیوں کو کھینچتے تھے ایک تیر انداز تھا کہ بوقت جنگ تیر چلائے۔

عمال کو بغداد خراج بھیجنے کا حکم

بغداد میں فوج کے لئے کچھ عطایا مقرر کئے اہل خراسان کی ایک جماعت سے جو بوقصد حج آئے تھے ان لوگوں نے ترکوں کی جنگ کے لئے مدد چاہی انہوں نے مدد دی، محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے یہ حکم دیا کہ آوارہ گردوں سے بھی کام لیا جائے ان پر ایک سردار مقرر کر دیا جائے بوریئے پر قیرو اور لفظ لگا کر ڈھالیں بنوائی جائیں، آلات سنگباری تیار ہوں، حسب الحکم ان سب پر عمل ہو یا بیان کیا گیا ہے کہ اس کام پر محمد بن ابی عون مامون ہوئے، یہ شخص انہیں میں سے تھا جو بوریہ بنانے والوں کے پیچھے کھڑا رہتا تھا ان میں سے کسی کو کپڑا بننے کا کام کرتے نہیں دیکھا جاتا، ان پر سودینار سے زیادہ خرچ کیا جو شخص بیکار پھرنے والے، بوریہ بنانے والے رگنریزوں پر نگران تھا اس کا نام نیتویہ تھا، دیوار کے کام سے ۲۳ محرم پنج شعبہ کو فراغت ہوئی مستعین نے ہر شہر اور ہر موضع کے حاکم کو خراج کو لکھا کہ جو کچھ وہ مال بھیجا کرتے ہیں۔ بغداد بھیجیں اور سامرا کچھ نہ بھیجیں امداد کے حکام کو ترکوں کے خطوط واپس کرنے کو لکھا کہ ان کے احکام نہ مانیں، ترکوں اور اہل لشکر کو جو سامرا میں تھے ایک فرمان لکھوایا جس میں انہیں معتر کی بیعت توڑنے اور خود اپنی وفائے بیعت کی طرف مراجعت کرنے کا حکم تھا اپنے وہ عطایا یا ددلائے تھے جو ان کے پاس تھے، نافرمانی اور بیعت توڑنے سے منع

کیا تھا اسی مضمون کا ایک فرمان سائے شرابی کو بھیجو بھیجا گیا۔

معز اور محمد بن عبد اللہ میں مراسلت

معز اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے درمیان مراسلات جاری ہوئے جس میں معز نے محمد کو بیعت کر کے مستعین کے معزول کرنے کی دعوت دی تھی اسے وہ عہد یاد دلایا تھا جو اس کے باپ متوکل نے اس کے بھائی منصر کے بعد لیا تھا، محمد بن عبد اللہ کی معز کو ایسے امر کی طرف دعوت دی تھی جس میں مستعین کی طاعت کی طرف رجوع تھا، دونوں میں سے ہر ایک کا اپنے مخاطب کے مقابلے میں اپنی دعوت کے متعلق وہ استدلال جسے وہ حجت سمجھتا تھا میں نے اس کا طویل تذکرہ ناگوار سمجھ کر چھوڑ دیا۔

پلوں کے انہدام کا حکم:

محمد بن عبد اللہ نے پلوں کے توڑنے کا اور پانی کے بند توڑنے کا جو طسوج الانبار اور اس کے قریب طسوج بادریا میں تھے حکم دیا کہ ترکوں کا راستہ منقطع ہو جائے جبکہ ان کے انبار آنے کا خوف ہو نجوبہ بن قیس اور محمد بن حمد بن منصور السعدی اس کام پر مقرر ہوئے۔ محمد بن عبد اللہ کو ترکوں کے شمسہ کے مقابلے کے لئے آنے کی خبر ملی شمسہ بنو قی فرغانی محمد کے ساتھیوں میں تھا جو اس کی حفاظت کرتا تھا۔

محمد نے شب چار شنبہ ۲۰ / محرم کو خالد بن عمران اور بندار طبری کو علاقہ انبار بھیجا ان دونوں کے بعد رشید بن کاؤس کو بھیجا، یہ لوگ بنو قی اور اس کے ساتھ کے ترکوں اور مغربیوں سے ملے خالد و بندار نے انہیں بلایا بنو قی اور اس کے ساتھی خالد و بندار کے ہمراہ مستعین کے پاس بغداد گئے محمد بن حسن بن جیلویہ کو دی عکبر کی آمدنی پر والی تھا رازاں پر مغربیوں میں سے ایک شخص تھا جس کے پاس مال جمع ہو گیا تھا ابن جیلویہ نے اس کے پاس علاقے کے نام بھیجنے کو کہلایا تو اس نے اس سے انکار کیا اس سے جنگ ہوئی ابن جیلویہ نے اس مغربی کو قید کر کے محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر بھیج دیا اس کے ہمراہ اس علاقے کے مال سے بارہ ہزار دینار اور تیس ہزار درہم تھے محمد بن عبد اللہ نے ابن جیلویہ کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا۔

موسیٰ بن بغا کی معز کی اطاعت:

مستعین و معز میں سے ہر ایک نے موسیٰ بن بغا کو لکھا جو اطراف شام میں قریب جزیرے کے مقیم تھا اور حمص کی طرف وہاں کے باشندوں سے جنگ کرنے نکلا تھا ہر ایک نے (ان دونوں میں سے) اسے اپنی طرف بلایا تھا، دونوں نے اسے چند جھنڈے بھیجے مستعین نے اسے بغداد واپس آنے کا اور اپنی رائے سے اپنے عہدے پر نائب بنانے کا حکم دیا تھا وہ معز کے پاس واپس آیا اور اسی کے ساتھ ہو گیا۔

عبد اللہ بن بغا کی معذرت:

عبد اللہ بن بغا الصغیر بغداد آیا وہ سامرا میں پیچھے رہ گیا تھا۔ جس وقت اس کا باپ مستعین کے ہمراہ وہاں سے آیا تھا مستعین کی طرف ہو گیا اور اس سے معذرت کی اور اپنے باپ سے کہا کہ میں صرف اس لئے آپ کے پاس آیا کہ میں آپ کی رکاب کے نیچے مروں چند روز بغداد میں مقیم رہا پھر اس نے بغداد کے قریب انبار کے راستے میں ایک گاؤں جانے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی وہاں رات بھر ٹھہر کے شب شب بھاگ گیا، سامرا کی جانب غربی میں پہنچا دکھانا یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ اور اس کے

خلاف ہے، معتز سے اپنے بغداد جانے کی معذرت کی کہ بغداد اس لئے گیا تھا کہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرے کہ جب معتز کے پاس لوٹے تو صحیح حالات معلوم کر دے، معتز نے عذر کو قبول کر کے اس کی خدمت پر واپس کر دیا، الحسن بن الافشین بغداد وارد ہوا تو مستعین نے اس کی تنخواہ میں سولہ ہزار درہم ماہوار زیادہ کر دیا۔

اسد بن داؤد کا سامرا سے فرار:

اسد بن داؤد سامرا میں برابر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ وہاں سے بھاگا، مذکور ہے کہ ترکوں نے اس کی تلاش میں علاقہ موصل و انبار اور جانب غربی کی طرف ہر سمت میں پچاس سو اور روانہ کئے۔ وہ بغداد پہنچ گیا۔ محمد بن عبد اللہ کے پاس گیا تو اس نے ابراہیم الدیرج کی جمعیت میں سے سوسوار اور دو سو پیادے اس کے ماتحت کر کے باب الانبار پر عبد اللہ بن موسیٰ بن ابی خالد کے ساتھ مقرر کیا۔

ابو احمد بن متوکل کی سپہ سالاری:

اسی ۲۵۱ھ ۲۳ محرم یوم شنبہ کو معتز نے اپنے بھائی ابو احمد بن متوکل سے مستعین و ابن طاہر کی جنگ کا عہد لیا اور یہ کام اس کے سپرد کیا۔ لشکر اس کے ماتحت کیا اور امر و نہی کا اسے اختیار دیا۔ تدبیر جنگ کلبا تکین ترک کے سپرد کی۔ اس نے قاطول میں پانچ ہزار ترک اور فرغانی دو ہزار مغربی جمع کئے، مغربیوں کو محمد بن راشد مغربی کے ماتحت کیا، یہ لوگ ۲۱ محرم شب جمعہ کو عکبر پہنچے۔ ابو احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور معتز کی خلافت کے لئے دعا کی۔ اس کے متعلق معتز کو ایک تحریر بھیجی اہل عکبراء کی ایک جماعت نے بیان کیا۔ کہ انہوں نے اس حالت میں ترکوں اور مغربیوں اور ان کے تمام متبعین کو دیکھا کہ وہ شدید خوف میں تھے۔ کہ محمد بن عبد اللہ نے ان پر حملہ کیا۔ وہ لوگ عکبراء اور بغداد کے درمیانی دیہات کو لوٹنے لگے۔ عکبراء اور بغداد اور رادانا اور جانب غربی کے تمام دیہات کے لوگ اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ گئے، دکانوں اور مکانات کو خالی کر گئے۔ مکانات اجاڑ دیئے گئے۔ اور دکانات اور اسباب لوٹ لیا گیا۔ گھر گرا دیئے گئے۔ راستے میں لوگوں سے مال چھین لیا گیا۔

ابو احمد کی عکبراء میں آمد:

ابو احمد مع اپنے ہمراہیوں کے عکبراء پہنچا تو ایک جماعت ان ترکوں کی ننگی جو بغداد میں بغاوت شرابی کے ساتھ تھے اور اس کے آزاد کروہ غام اور اس کے ماتحت تھے۔ رات کے وقت بھاگ کے باب الشماسیہ سے گزرے، اس دروازے پر عبد الرحمن بن الخطاب مامور تھا۔ اور وہ ان کا حال نہیں جانتا تھا، یہ خبر محمد بن عبد اللہ کو پہنچی تو اس نے بیزاری ظاہر کر کے اس کے ساتھ سختی کی۔ دروازوں کی حفاظت اور نگرانی کا اور جو لوگ ان پر مقرر تھے ان کے اخراجات کا انتظام کر دیا۔

الحسن بن الافشین کا باب الشماسیہ پر تقرر:

الحسین بن الافشین بغداد پہنچا تو باب الشماسیہ پر مقرر کیا گیا۔ ابو احمد اور اس کا لشکر ۱۷ صفر شب یک شنبہ کو شماسیہ پہنچا، اس کا کاتب محمد بن عبد اللہ بن بشر بن سعد الثرمذی اور معتز کی طرف سے لشکر کا خبر گیران الحسین بن عمر بن قماش اور ابو احمد کی جانب سے جعفر بن احمد البیان تھا۔ بصریوں میں سے ایک شخص نے جو باذنجانہ مشہور تھا اور اس کے لشکر میں تھا یہ شعر کہا:۔

اے نبی ظاہر تمہارے پاس اللہ کے لشکر اس حالت میں آ گئے کہ موت ان پر سے نثار ہے۔ ایسے لشکر آ گئے۔ جن کے آگے

ابو احمد ہے جو کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

محمد بن عبد اللہ کے جاسوس کی اطلاع:

ابو احمد باب الشماسیہ پر پہنچا تو مستعین نے الحسین بن اسماعیل کو باب الشماسیہ کا والی بنا کر سرداروں کو اس کے ماتحت کر دیا۔ زمانہ جنگ میں وہ ہراہرو میں رہا۔ یہاں تک کہ انبار چلا گیا۔ پھر اس کی جگہ ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم والی بنایا گیا، ۱۳ صفر کو محمد بن عبد اللہ کا جاسوس اس کے پاس آیا۔ کہ ابو احمد نے ایک جماعت کو تیار کیا ہے۔ جو بغداد کے دونوں طرف کے بازاروں کے سائبانوں میں آگ لگائے گی اسی روز وہ سائبان اتار دے گئے۔

ابن میکال اور حسین کی پیش قدمی:

مذکور ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے محمد بن موسیٰ منعم اور حسین بن اسماعیل کو روانہ کیا کہ وہ جانب غربی سے نکلیں اور بالا ہی بالا جائیں، یہاں تک کہ ابو احمد کے لشکر پہنچ کر شمار کر لیں کہ اس کے لشکر میں کتنے آدمی ہیں محمد بن موسیٰ نے خیال کیا کہ دوسو آدمی ہوں گے جن کے ہمراہ ایک ہزار چوپائے ہیں۔ جب ۱۰ صفر دوشنبہ کا دن ہوا۔ تو ترکی لشکر کے مقدمہ الخیش باب الشماسیہ کے قریب ٹھہر گئے۔ محمد بن عبد اللہ نے حسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور بندار طبری کو مع ان کے ہمراہیوں کے بھیجا اور اس نے بھی ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا، شاہ اس کے پاس واپس آیا۔ اور اسے بتایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں باب الشماسیہ پہنچا تو جب ترکوں نے نشانات اور جھنڈے دیکھے جن کا رخ ان کی طرف تھا۔ تو اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے۔ شاہ اور حسین واپس آ گئے اور محمد نے اس دن کی روانگی ترک کر دی۔

محمد بن عبد اللہ کی امان کی پیش کش:

جب ۱۳ صفر شنبہ ہوا تو محمد بن عبد اللہ نے القفص کی جانب لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ کہ ترکوں کو مرعوب کرے، وصیف و بغا بھی زرہ پہن کر اس کے ہمراہ سوار ہوئے۔ محمد زرہ پر زرہ پہنے تھا۔ سامنے کا حصہ طاہر کی زرہ کا تھا۔ اور اس پر لوہے کی کلائی تھی۔ اپنے ہمراہ فقہا اور قضاة کو بھی لے گیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ انہیں زیادہ دیر تک سرکشی میں رہنے اور اس پر اصرار کر کے نافرمانی کرنے سے باز آنے کی دعوت دے کہلا بھیجا کہ انہیں اس شرط پر امان ہے کہ ابو عبد اللہ مستعین کے بعد ولی عہد ہو جائے۔ اگر وہ امان قبول کر لیں (تو خیر) ورنہ ۱۲ صفر یوم چہار شنبہ کی صبح کو ان سے قتال کرے گا۔ پھر باب قطر بل کی طرف گیا۔ اور وہ وصیف اور بغا دجلے کے کنارے ٹھہر گئے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا، محمد بن راشد مغربی نے دجلے کی شرقی جانب سے ان کا مقابلہ کیا، پھر محمد واپس ہو گیا۔

ملک القائد کا سنگ باری کا حکم:

جب دوسرا دن ہوا تو عبد الرحمن بن الخطاب وجہ الفلس اور ملک القائد اور ان کے ساتھ کے دوسرے سرداروں کے قاصد اس کے پاس یہ بتانے آئے کہ ہماری جماعت ان کے قریب ہوئی اور وہ اپنے لشکر کی طرف جو شماسیہ کے دریا کے کنارے کی زمین پر ہی لوٹ گئے۔ محمد نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ تم جنگ کی ابتداء نہ کرنا۔ اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان سے جنگ نہ کرنا۔ اور آج مدافعت کرنا، ترکوں کے لشکر سے بارہ سوار باب الشماسیہ پر آ کر اس دروازے کے قریب ٹھہر گئے۔ اور دروازے والوں کو گالی

دینے لگے اور تیر چلانے لگے جو لوگ باب الشماسیہ تھے وہ بالکل خاموش تھے۔ جب وہ زیادتی کرنے لگے تو ملک نے گوپھن والے کو ان پر سنگ باری کرنے کا حکم دیا، پتھر پھینکے تو ان کے ایک آدمی کو لگا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے ساتھی اس کے پاس آئے اسے اٹھ لیا اور اپنے لشکر کی طرف باب الشماسیہ میں واپس چلے گئے، عبد اللہ بن سلیمان آیا جو سکے کے راستے میں راستے کے انتظام کے لئے مع ابو الساج کے شا کر یہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا، محمد بن عبد اللہ کے پاس گیا تو اس نے اسے پانچ خلعت دے اور جو اس کے ہمراہ تھے انہیں چار خلعت دیئے اسی دن ثعلبیہ کے بدویوں میں سے ایک شخص آیا جو حصہ مانگتا تھا، اس کے ہمراہ پچاس آدمی تھے، شا کر یہ بھی وارد ہوئے جو سامرہ سے آرہے تھے، متفرق سرداروں کی ماتحتی میں اور چالیس آدمی تھے۔ انہیں انعام دینے اور ٹھیرانے کا اس نے حکم دیا۔

اسی دن ترک باب الشماسیہ پر آئے تو انہیں تیروں اور گوپھن اور پتھر پھینکنے والے آلات سے مارا گیا۔ ان میں مقتول و مجروح بہت ہوئے اس جنگ کا افسر و امیر حسین بن اسماعیل تھا، پھر مطلبین کے چار سوا شخص اس سے اس کی مدد کی گئی جو ابوالسنا لغوی کی ہمراہی میں تھے۔ تقریباً تین سوا عراب کی ایک جماعت سے ترکوں کی مدد کی گئی۔

فرغانیوں اور ترکوں کے حملے:

اسی دن جو لوگ جنگ میں مبتلا تھے انہیں پچیس ہزار درہم اور سونے چاندی کے طوق اور نگن بطور صلے کے بھیجے گئے یہ سب حسین بن اسماعیل اور عبد الرحمن بن الخطاب اور عکک اور یحییٰ بن ہرثمہ اور حسن بن الافشین اور امیر جنگ حسین بن اسماعیل کے پاس پہنچ گیا۔ اہل بغداد کے زخمی دوسو سے زائد انسان تھے اور چند مقتول اسی طرح مقتول و مجروح ترکوں میں تھے کہ اکثر ان میں گوپھنوں سے تھے۔ بغداد کے اکثر لوگوں کو شکست ہوئی، بویا والے ثابت قدم رہے سب کے سب اس حالت میں واپس ہوئے۔ کہ مقتولین و مجروحین تقریباً مساوی تھے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں بھی دوسو مجروح ہوئے اور ان میں بھی فریقین کی ایک جماعت قتل ہوئی اسی دن فرغانیوں اور ترکوں کے سواروں کی جماعتیں خراسان کے مشرقی دروازے پر آئیں کہ اس دروازے سے داخل ہوں۔ محمد بن عبد اللہ الصرخہ میں آیا، مقابلے میں اشراف بھی ثابت قدم رہے اور ابوباش بھی انہوں نے انہیں دفع کر دیا محمد نے حکم دیا تھا۔ کہ اس سمت کی زمین کھود دی جائے۔ جب ان لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو زیادہ تر ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے۔ اور ان میں اکثر بچ گئے، ترک گوپھن لائے تھے یہ لوگ اس پر ان کے مقابلے میں غالب آ گئے اور اس کے پایوں میں سے ایک پایہ توڑ ڈالا، شامیہ کے حجاج میں سے دو آدمی قتل کر دیئے گئے محمد نے قصر الطین پر حملہ کرنے کا حکم دیا، جو علاقہ باب الشماسیہ کی طرف تھا، باب الشماسیہ کو فتح کر لیا اور اس کا سامان لا کے دیوار کے اس جانب لے گئے۔

ترکوں کے خلاف فوجی دستوں کی روانگی:

محمد بن عبد اللہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ ترکوں کی ایک جماعت نہروان کے علاقے کی طرف چلی گئی اس اپنے دوسرے داروں کو جن کا نام عبد اللہ بن محمود السرخسی اور یحییٰ بن حفص عرف حبوس تھا۔ اس جانب پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ بھیجا، پھر سات سو آدمی اور بھیجے، اور انہیں وہاں ٹھہرنے اور ترکوں کے روکنے کا حکم دیا، کہ جو ادھر کا ارادہ کرے اس کو روک دیں، یہ دوسری جماعت اس علاقے میں ۷ صفر یوم جمعہ کو پہنچی۔

عبداللہ بن محمود کی پسائی:

شب دوشنبہ ۷ صفر کو ترکوں کی ایک جماعت نہروان پہنچ گئی۔ ان لوگوں کی ایک جماعت نکلی جو عبداللہ بن محمود کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ بھاگتے ہوئے پلٹے ان کے گھوڑے وغیرہ گرفتار کر لئے گئے۔ جو بچ گئے وہ شکست خوردہ بغداد واپس چلے گئے۔ تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ان لوگوں نے ساتھ گھوڑے اور چند خچر کہ ان پر اسلحہ تھے گرفتار کر لیے یہ حلوان کے علاقے سے آئے تھے۔ وہ انہیں سامرا لے گئے۔ لشکر کے مقتولین کے سر بھی سامرا لے گئے۔ اس جنگ میں یہ سب سے پہلے سر تھے جو سامرا پہنچے۔

اسمعیل بن فراشہ کی طلبی:

عبداللہ بن محمود شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ خراسان کا راستہ ترکوں کے قبضے میں ہو گیا۔ بغداد سے خراسان کا راستہ منقطع ہو گیا۔ اسمعیل بن فراشہ ہمدان میں قیام کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ پھر اسے واپس آنے کو لکھا گیا۔ وہ واپس آ گیا۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو جوان کا واجب الادا دیا گیا۔

معتز نے ایک لشکر ترکوں اور مغربیوں اور فرغانیوں کا اس طرح بھیجا کہ ترکوں اور فرغانیوں پر الدرغان الفرغانی اور مغربیوں پر ربلہ مغربی سردار تھا یہ لوگ بغداد کے مغربی جانب گئے۔ پھر قطر بل سے بغداد کی طرف پہنچ گئے قطر بل اور قطعیہ ام جعفر کے درمیان اپنے لشکر کو خیمہ زن کیا۔ یہ ۱۸ صفر شب سہ شنبہ کا واقعہ تھا۔

ابو احمد اور طبریوں کی جنگ:

صبح کو چار شنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال کو باب القطیعہ سے اور بندار اور خالد بن عمران کو مع ان کی پیادہ و سوار جماعت کے روانہ کیا۔ شاہ اور اس کے ہمراہی ان کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے تیر اندازی و سنگ باری ہونے لگی شاہ نے باب القطیعہ کے قریب ایک تنگ مقام میں پناہ لے لی۔ اشراف بغداد کا انبوه ہو گیا۔ ان سب نے مل کر ایک ایسا حملہ کیا کہ انہوں نے ترکوں اور مغربیوں اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اور انہیں جنگل کی جانب بھگادیا طبریوں نے ان پر حملہ کیا، ان میں گھس گئے بندار اور خالد بن عمران نے گھائی سے ان پر حملہ کر دیا۔ وہ قطر بل کے قریب چھپے ہوئے تھے ان لوگوں نے ابو احمد کے ترکی اور غیر ترکی ساتھیوں پر تلوار چلائی اور انہیں شدت سے قتل کیا ان میں سے بہت کم قتل ہوئے لشکر اور جو کچھ اس میں اسباب اور عورتیں اور سامان اور خیمہ تھا سب کا سب لوٹ لیا، تلوار سے جو بچ گئے انہوں نے اپنے آپ کو دجلے میں گرادیا۔ کہ ابو احمد کے لشکر سے ٹل جائیں، ماہی گیر کشتی بانوں نے انہیں پکڑ لیا۔ کشتیاں سپاہیوں سے بھری ہوئی تھیں یہ سب قید کئے گئے ان کے سر چھوٹی کشتیوں میں بھر دیئے گئے، کچھ ان میں سے دونوں پلوں پر اور محمد بن عبداللہ کے دروازے پر نصب کر دیئے گئے۔

ترکوں کی شکست:

محمد بن عبداللہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس دن مصیبت میں مبتلا ہوئے تھے۔ کنگنوں کا حکم دیا۔ لشکر وغیرہ کی بڑی جماعت کو کنگن پہنائے گئے۔ پھر شکست کھانے والے بلائے گئے۔ بعض ان میں کے او ان چلے گئے۔ بعض دجلے کے پار ابو احمد کے قریب چلے گئے اور بعض سامرا روانہ ہو گئے بیان کیا گیا کہ ترکی لشکر جس دن انہیں باب القطیعہ پر شکست ہوئی۔ چار ہزار تھا۔ شکست کے دن اس مقام پر ان میں سے دو ہزار قتل کر دیئے گئے۔ باب القطیعہ سے قفص تک تلوار چلائی گئی۔ جنہیں قتل کر دیا۔ انہیں قتل کر دیا۔ اور جو

غرق ہو گئے وہ غرق ہو گئے۔ ان میں ایک جماعت قید کر لی گئی، محمد بن عبد اللہ نے بندار کو چار خلعت دیئے۔ جو ریشمی اور منقش اور سیاہ اور اون اور ریشم ملے ہوئے تھے۔ ایک سونے کا طوق پہنایا۔ ابوالسنا کو چار خلعت دیئے، خالد بن عمران اور تمام سرداروں میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے۔ جنگ سے ان کی واپسی مغرب کے وقت ہوئی تھی۔ خچر روک لئے گئے کہ ان پر سر لا دکر بغداد لائے جائیں بروہ شخص جو محمد کے گھر پر ترکی یا مغربی کا ایک سر لا تا تھا اسے پچاس درہم دیئے جاتے تھے۔ بغداد کے بیکار پھرنے والے قطر بل گئے اور اہل قطر بل کا اسباب جو ترک چھوڑ گئے تھے۔ اور ان کے مکانوں کے دروازے لوٹ لئے۔

شکست خوردہ فوج کا تعاقب:

محمد نے اسی دن کے آخر میں اپنے بھائی ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ اور مظفر بن سیسل کو بغداد کی حفاظت کے خیال سے بھاگنے والوں کے پیچھے روانہ کیا کیونکہ وہ ان کے پلٹنے سے بے خوف نہ تھا۔ دونوں قفس پہنچے اور سلامت واپس آئے جو پیدل چلنے والے اور آوارہ گرد وہاں مقیم تھے انہیں قطر بل کے علاقے میں بھاگ دیا۔ محمد بن عبد اللہ کو مشورہ دیا گیا۔ کہ وہ دوسرے بھی ایک لشکر سے ان کا تعاقب کرے، اس نے انکار کیا اور کسی پیچھا کرنے والے کو نہیں بھیجا یہ حکم نہیں دیا کہ کسی زخمی پر سختی کی جائے، جو امان کا خواہاں ہو اس کو قبول کر لیا۔ سعید بن حمید کو حکم دیا، اس نے ایک فرمان لکھا۔ جس میں اس واقعے کا ذکر تھا، بغداد کی جامع مسجد میں وہاں کے باشندوں کو پڑھ کر سنایا گیا وہ یہ ہے۔

شورش نامہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ام بعد تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو نعمت دینے والا ہے، کوئی شخص اس کی نعت کے شکر کو نہیں پہنچ سکتا، ایسا قادر ہے کہ اس کی قدرت میں اس کا معارضہ نہیں کیا جاسکتا، ایسا غالب ہے کہ اپنے کام میں عاجز نہیں ہوتا۔ فیصلہ کرنے والا ہے اور عدل کرنے والا ہے کہ اس کا حکم مالا نہیں جاسکتا ایسا مدد کرنے والا ہے کہ اس کی مدد صرف حق ہے اور اہل حق ہی کے لئے ہوتی ہے۔ تمام اشیا کا ایسا مالک ہے۔ کہ کوئی شخص اس کے حکم سے باہر نہیں ہو سکتا، رحمت کی طرف ہادی ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کے لئے جھک گیا وہ گمراہ نہیں ہوتا۔ جس نے دین کو اپنے بندوں کے لئے رحمت بنا دیا، اپنی خلافت کو اپنے دین کا محافظ بنا دیا۔

اپنے خلفاء کی فرماں برداری کو تمام امت پر فرض و واجب کر دیا۔ وہی لوگ ان امور کے محافظ ہیں۔ اس نے اپنے رسول بھیجے جو مخلوق پر اس کے امین ہیں، خلفا انہیں کے نائب ہیں، وہی انہیں حق کے راستے پر چلانے والے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا راستہ نہ بن جائے جو اس کے راستے کے مخالف ہو، وہی ہدایت کرنے والا ہے، تاکہ انہیں اس راستے پر جمع کر دے جس کی طرف اس نے اپنے ان بندوں کو دعوت دی ہے جن کی وجہ سے گمراہوں اور مخالفوں سے دین کی حفاظت ہوتی ہے۔ وہ امتوں پر اس کی کتاب اللہ کی حجت قائم کرنے والے ہیں، جس کا اس نے انہیں عامل بنایا۔ امت کو اللہ کے اس حق کی طرف بلانے والے ہیں جس کے لیے اس نے انہیں منتخب کیا، اگر وہ جہاد کرتے ہیں تو اللہ کی حجت ان کے ساتھ ہوتی ہے، اگر جنگ کرتے ہیں تو اللہ ان کی مدد کا حکم دیتا ہے، اگر کوئی مکار انہیں دھوکا دیتا ہے تو اللہ ان کی مدد کرتا ہے۔ اللہ نے خلفا اپنے دین کے غالب کرنے کے لیے قائم کئے ہیں لہذا جس نے ان سے عداوت کی اس نے اس دین سے عداوت کی جس کو اللہ نے ان کے ذریعے سے غالب و محفوظ کیا ہے، جس نے ان سے عداوت کی تو اس نے صرف اس حق پر طعن کیا جس کی وہ ان کی حمایت ذریعے سے حفاظت کرتا ہے ان کے لشکروں کی نصرت و غلبہ سے مدد کی

جاتی ہے۔ ان کی جماعتیں اللہ کے غلبے سے ان کے دشمنوں سے محفوظ ہیں۔ ان کے ہاتھ اللہ کے دین سے مدافعت کرنے والے ہیں۔ ان کے فرماں برداران کی مدد کی وجہ سے حق میں غالب ہیں ان کے دشمنوں کے گروہ ان سے سرکشی کرنے کی وجہ سے تباہ ہیں۔ ان کی حجت اللہ کے نزدیک اور اس کی مخلوق کے نزدیک جاری ہے ان کے وسیلہ مدد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ جو انہیں اختلاف کے موقعوں پر جمع کر دیتے ہیں۔

اللہ کے احکام ان کی مدد ترک کرنے کے بارے میں واقع ہیں۔ اس کی قدرتیں ان کے اسلام کے ذریعے سے اپنے اولیاء کی طرف سے نافذ ہیں، ان کی عادتیں گزشتہ امتوں اور اگلے زمانے کے بارے میں جاری ہیں کہ اہل حق وعدہ سابق کے پورا ہونے پر بھروسہ کریں اس کے دشمن پہلے سے انہیں ڈرا دینے کی وجہ سے شرمندہ ہوں ان کے لیے اللہ کا انتقام اس کے دوستوں کے ہاتھوں جلد پورا ہوگا۔ پروردگار کے پاس ان کے لیے عذاب ہے۔

رسوائی دنیا ہی میں ان کی پیشانیوں سے ملا دی گئی ہیں۔ عذاب آخرت ان کے پیچھے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے نا انصافی نہیں کرتا۔

رحمت کاملہ بھیجے اللہ اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ پر اپنے پسندیدہ رسول پر گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانے پر ایسی رحمت جو کامل ہو جس کی برکتیں بڑھنے والی ہوں جس کا اتصال ہمیشہ ہو اور سلام کامل نازل کرے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کی عظمت کے آگے جھک کر اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس قصور کے اعتراف کے لئے کہ اس کی بخشش کے مرتبوں میں سے ادنیٰ مرتبے کے شکر کا بعید مرتبہ بھی ادا نہ ہو سکا۔ سب تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جو اپنی اس حمد کا راستہ بتانے والا ہے۔ جو باعث مزید انعام ہے جو اس کے مکرر احسانات کا احاطہ کرنے والی ہے۔

ایسی تعریف ہے۔ جسے وہ پسند کرے اور قبول کرے اور جو اس کی بخشش و فضل کو واجب کرے تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے ان لوگوں کی ترک نصرت کا حکم دیا۔ جو اس کے اہل دین پر بغاوت کریں اور جس نے اپنے حق کے مددگاروں میں سے جس کے خلاف بغاوت کی جائے اس کی مدد کا وعدہ کیا اور اس کے متعلق اپنی کتاب عزیز کو باغیوں کی نصیحت کے لئے نازل کیا اگر وہ لوگ باز آ جائیں تو یہ تذکرہ ان کے لیے مفید ہو اس کے لیے اللہ کے نزدیک حجت ہو اس تذکرے کو ان میں قائم کرے بعد تذکرہ و اصرار کے ان سے جہاد کرنے کو واجب ارشاد فرمایا۔ جس میں اپنے وعدے کو مقدم کیا اور اپنی حجت کو ظاہر کیا ”اور جس پر بغاوت کی جائے گی ضرور ضرور اللہ اس کی مدد کرے گا“ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچا وعدہ ہے اس کے ذریعے اس نے اپنے خلیفہ کے دشمنوں کو اس کی نافرمانی سے روکا اور اس کے دوستوں کو اس کے راستے پر ثابت قدم کیا اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اللہ ہی کے لیے امیر المومنین کی جانب جو اس کی دعوت کا رکیس ہے۔ اس کی دولت کی تلوار ہے جو اس کے غلبے کی وجہ سے محفوظ ہے۔ اور اس کے بھروسے کا محل ہے اس کی اطاعت میں اور اس کے اولیاء کی خیر خواہی میں آگے بڑھنے والا ہے اس کے حق کی مدافعت کرنے والا ہے۔ اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہے جو محمد بن عبد اللہ مولیٰ امیر المومنین ہے ایسی نعمت ہے کہ اللہ سے اس کے کامل کرنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ اور اس کے شکر کی توفیق اور مزید فضل کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے آباء کے لیے آباء امیر المومنین کی دعوت اولیٰ کا قیام مقدر کر دیا۔ پھر اس کے لیے ان کے آثار دولت ثانیہ پر قائم کر کے جمع کر دیئے۔

جس وقت کہ اللہ کے دشمن اس کے دین کے علامات مٹانے کے لیے اور اسے محو کرنے کے لیے مکاری کر رہے تو اس نے اللہ کے اور اس کے خلیفہ کے حق کو اس سے مدافعت کر کے اور سازشوں کو اس سے دور ہٹا کر قائم کر دیا، اس طور پر کہ بعید کو اپنی رائے اور غور سے حاصل کیا، اور قریب کو اپنی توجہ اور حضور سے نزدیک تر کر لیا، ہر اس امر میں جو باعث قرب الہی و موجب تقرب خدا ہو اس میں اپنی جان کو کھپا تا رہا، عنقریب اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اس کی وجہ سے ایسا ولی جو حق کا مددگار اور ایسا ناصر جو خیر کا معین ہوگا، اور ایسا پشت پناہ جو دین کے دشمنوں سے جہاد کرنے والا ہوگا بنادے گا۔

امیر المومنین کے اس فرمان سے تم واقف ہو چکے جو تمہارے پاس اس واقعہ کے متعلق آیا تھا۔ کہ اسی فرقے نے اس واقعہ کو پیدا کیا، کہ صراط مستقیم الہی سے گمراہ ہے، اس کے دین کی پناہ سے جدا ہے۔ اللہ اور اس کے خلیفہ کی ان نعمتوں کا منکر ہے جو اس کے پاس ہیں امت کی جماعت میں جدائی ڈلوانے والا ہے۔ جس کے نظام کو اللہ نے اپنی خلافت سے جمع کر دیا ہے۔ اور اجتماع کلمہ کے بعد اس کے متفرق کرنے کے لیے حیلہ تلاش کرنے والا ہے۔ جو اپنی بیعت کو توڑنے والا ہے جو اپنی گردنوں سے اسلام کی رسی کو نکالنے والا ہے۔ یہ آزاد کروہ غلام ترک ہیں، انہوں نے ایک لڑکے کو مدد دینے کی حرکت کی، جو ابو عبد اللہ بن متوکل مشہور ہے۔ یہ حرکت امیر المومنین کے مدنیۃ السلام جانے کے بعد سرزد ہوئی کہ وہ اس لڑکے کو امیر المومنین کے مقام خلافت پر قائم کریں، یہ ان کی وہ خیانت ہے جس کا امیر المومنین نے مقابلہ تو کیا، مگر ان کے معاملے میں قتل اختیار فرمایا۔ ان بیعت توڑنے والوں نے ایک ایسی جماعت ترکوں اور مغربیوں کی اور دوسرے شاملین و لاحقین کی جمع کی جو گمراہی کے مجموعوں میں سے فتنے کی موافقت کرنیوالی تھی اور ان پر ایک ایسے شخص کو رئیس بنایا جو ابو احمد بن المتوکل مشہور ہے۔ یہ لوگ مدنیۃ السلام (بغداد) کی جانب شرعی بغاوت اور اقتدار کا اعلان کرتے ہوئے اور سرکشی اور اصرار ظاہر کرتے ہوئے روانہ ہوئے، امیر المومنین نے انہیں مہلت دی، اور ان پر مہربانی کر کے انہیں وسعت دی، ایک فرمان کا حکم دیا۔ جس میں انہیں ہدایت تھی اور جو بیعت وہ کر چکے تھے یا دلائی گئی تھی۔ اللہ کا حق جو ان پر ہے اور اس معاملے میں جو امیر المومنین کا حق ہے، انہیں سمجھایا گیا تھا، کہ اس بیعت سے ان کا ٹکنا جس میں وہ خوشی سے داخل ہوئے تھے۔ اللہ کے دین سے ٹکنا ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے علیحدہ ہو جانا ہے، اپنی عورتوں اور مالوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ان کے اس بیعت کو تھامے رہنے ہی میں دین کی سلامتی ہے۔ نعمت کی بقا ہے۔ ان پر عذاب آنے سے حفاظت ہے، ان کی جانب سے جو مصیبت پیش آئی اس کے عوض میں اعلیٰ درجے کے عطایا اور بلند ترین مرغوب اشیاء اور اعلیٰ مراتب کے ساتھ انہیں مخصوص کرنے اور مجلسوں میں انہیں سب سے آگے رکھنے کا حکم نافذ فرمایا، بایں ہمہ ان کی سرکشی نہ گئی، پھر امیر المومنین نے اپنے خیر خواہ، امین و عقیدت مند غلام آزاد محمد بن عبد اللہ کو ان کے معاملات کے درست کرنے اور انہیں حق کی طرف بلانے کے لیے مقرر کیا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں، اگر ان کی سرکشی باقی رہے، اور وہ اپنی گمراہی میں عجلت کرتے رہیں، تو پھر ان سے لڑیں۔

محمد بن عبد اللہ نے ان سرکشوں کو مہلت دینے، سمجھانے اور ہدایت کرنے میں دیر نہیں کی، حالانکہ اس معاملے میں یہ لوگ اہل بغداد کا ان کا خون بہانے کی ان کی عورتوں کو قید کرنے کی اور ان کے اموال لوٹنے کی دھمکی دینے میں اپنی آوازیں بلند کر رہے تھے، قبل اس کے جو کچھ ان راستوں پر جنہیں اہل شرک استعمال کرتے ہیں، لوٹ مار کے لئے ان کی روانگی ہو کر تھی۔ جب انہیں اپنے لئے لوٹ کا امکان ہوتا تھا تو اس طرف جھک پڑتے تھے۔ جس آبادی پر گزرتے ویران کر دیتے، جو مسلم یا غیر مسلم عورت ملتی اسے

حلال سمجھتے، جو عاجز مسلمان نظر آتا اسے قتل کر دیتے، جو ذمی دکھائی دیتا، اسے گرفتار کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ ان خبروں کو سن کر وطن چھوڑ بھاگے، اپنے مکانات اور گھر چھوڑ گئے اور امیر المومنین کے دروازے پر ان کے شر سے بچنے کیلئے فریاد کی کہ ان سرکشوں نے وتیرہ بنالیا ہے کہ امیر سامنے آیا تو اس کا لباس امارت چھین لیا۔ پردہ دار پر گزرے تو عورتوں اور بچوں کا پردہ چاک کر دیا۔ نہ کسی مومن کے بارے میں عہد اور ذمے کی حفاظت کرتے ہیں نہ کسی مسلمان کی پردہ داری اور اس کے ناک کان کاٹنے میں توقف روا رکھتے ہیں اور نہ اس خون اور حرمت سے باز آتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ نصیحت کا انہوں نے جنگ سے استقبال کیا، وعظ کا مقابلہ گناہ پر اصرار کرنے سے کیا۔ حق کی تعلیم کا معاوضہ انہوں نے باطل پر مستقل رہنے سے کیا، باب الشماسیہ کے قریب آ گئے۔

محمد بن عبد اللہ ولی امیر المومنین نے باب الشماسیہ نیز بغداد کے ان سب دروازوں پر جن کا راستہ ادھر سے گزرتا ہے، پوری تعداد میں لشکر اور اس کے معاون ترتیب وار مقرر کر دیئے تھے، اپنے پروردگار کو توکل جن کی جائے پناہ تھی، اس کی اطاعت کو مضبوط پکڑنا جن کے قلعے تھے تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) دشمن کے مقابلے میں جن کا طریقہ تھا، محمد بن عبد اللہ انہیں ان چیزوں کی حفاظت کا حکم دیتا تھا۔ جو ان کے قریب تھی اور جنگ سے بچنے کا جب تک کہ گنجائش ہو، انہیں نصیحت شروع کی اور مکران بیعت شکن گمراہوں نے بالمقابل جنگ شروع کر دی، چند روز تک اپنی جماعتوں اور لشکروں کے ذریعے سے زیادتی کرتے رہے۔ اپنی کثرت تعداد پر نازاں تھے ان پر کوئی غالب آنے والا نہیں اللہ کو نہیں جانتے تھے کہ اس کی قدرت ان کی طاقت سے زیادہ ہے، تقدیر الہی ان کے ارادے کے خلاف نافذ ہو چکی اور اس کے احکام و انصاف کرنے والے اہل حق کے لئے جاری ہو چکے۔

نصف صفر یوم شنبہ ہوا تو وہ لوگ مع اپنی تمام جماعتوں کے باب الشماسیہ پر آ گئے، اپنے جھنڈے انہوں نے پھیلا دیئے تھے۔ اور آپس میں اپنا شعار پکار پکار کر بیان کر رہے تھے۔ ہتھیار سنبھال رہے تھے اور انہی سے اس پر ابتدا ہوئی جس نے انہیں دیکھ لیا۔ اسی سے ابتدا کر دی، بجز خوزریزی اور عورتوں کے قید کرنے اور مال کو مباح سمجھنے کے اور کوئی کام نہ تھا، نصیحت شروع کی جو انہوں نے نہ سنی، عوض میں جنگ شروع کر دی اور کچھ توجہ نہ کی اور کھلم کھلا جنگ شروع کر دی، آخر اولیائے خلافت نے بھی ان کی طرف جلدی کی اللہ سے ان کے مقابلے میں مدد مانگی، اللہ کے ساتھ ان کا بھروسہ مضبوط ہو گیا، اور اس کی وجہ سے ان کی بصیرتیں تمام و کامل ہو گئیں، اس دن عصر کے وقت تک ان کے درمیان برابر جنگ رہی، اللہ تعالیٰ نے ان کے حامیوں اور سواروں اور رئیسوں اور ان کے باطل کے پیشواؤں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بہتیروں کو زخم شدید پہنچا۔ جب اللہ کے اور اللہ کے دین کے دشمنوں نے دیکھا کہ ان کے گمان جھوٹے کر دیئے گئے، اور ان کے اور ان کی آرزوؤں کے درمیان حسرتیں حائل ہو گئیں اور وہی ان کا انجام بنادی گئیں تو انہوں نے سامرا سے ترکوں اور مغربیوں کا ایک لشکر جو تیاری اور جماعت اور قوت اور ہتھیاروں میں تھے، مغربی جانب کے ارادے سے بلوایا کہ اپنے بھائیوں کو شرقی جانب دشمنوں کے مقابلے میں مشغول کر کے یکا یک مغربی جانب کے باشندوں پر پہنچ جائیں۔ محمد بن عبد اللہ غام آزاد کردہ امیر المومنین نے دونوں جانب کو آدمیوں اور لشکر سے بھر دیا تھا۔ ہر طرف ان لوگوں کو مقرر کر دیا۔ جو اس کی حفاظت و نگرانی قائم رکھیں اور ان کے دشمنوں کے شر کو رعیت سے روکیں دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک سردار کو جمع جماعت کثیرہ کے مقرر کر دیا۔ دیوار پر ان لوگوں کی باری مقرر کر دی جو رات میں اور دن میں اس کی

نگرانی کریں آدمیوں کو پھیلا دیا کہ وہ اللہ کے دشمنوں کی خبروں سے ان کی حرکات اور ان کے اٹھنے اور قیام کرنے اور ان کے تصرف کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں۔ تاکہ وہ ان کے ہر حال کا ایک ایسے حال سے معاملہ کرے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان کے بازوؤں میں کمزوری پیدا کر دے۔

۱۹ صفر چار شنبہ کو وہ لشکر پہنچ گیا جس کی نسبت تجویز تھی۔ کہ باب قطربل کے مغربی جانب مقیم ہو وہ لوگ دجلے کے شرقی جانب بیعت توڑنے والے لشکریوں کے مقابلے میں ٹھہر گئے جو اتنی تعداد میں تھے جن کی فضا اور خلا ہی میں گنجائش نکل سکتی تھی۔ اور کشادہ میدان کو وسعت پہنائی ہی میں ان کی سہائی تھی، انہوں نے آپس میں یہ قرار دے لیا تھا کہ ایک دم سے سب دروازوں کے قریب پہنچ جائیں تاکہ وفادار فوج مختلف سمتوں سے ان کی جنگ میں مشغول ہو کر ان سے کمزور ہو جائے اور وہ اپنے حق پر اپنے باطل کے ذریعے سے غالب آجائیں یہ ایسی امید تھی جسے اللہ نے جھوٹا کر دیا اور ایسا نامراد گمان تھا، جس میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا تھا۔

محمد بن عبد اللہ نے محمد بن ابی عون اور بندار بن موسیٰ طبری آزاد غلام امیر المومنین اور عبد اللہ بن نصر بن حمزہ کو ان کے قریب باب قطربل کی جانب کھڑا کر کے ہدایت کر دی تھی کہ اللہ سے ڈریں اس کی اطاعت کریں، احکام الہی پر کار بند رہیں کتاب اللہ پر عمل پیرا رہیں، جنگ سے اس وقت تک توقف کریں جب تک کہ نصیحت کانوں تک پہنچے اور حجت ان کے عاجلانہ شر اور اصرار کے مقابلے میں نازل ہو جائے۔ وہ ایک جماعت میں گھس گئے جو ان کی جماعت کے مقابل تھی اس طرح سے کہ اللہ کا حق ان پر ظاہر کر رہے تھے اور اپنے دشمن کے مقابلے میں جلدی کرتے تھے اور ان کی خطا کا یقین رکھتے تھے، ان کا چلنا ثواب آخرت اور جزائے دنیا کے بھروسے پر تھا۔ انہیں اور ان کے ہمراہیوں کو اللہ کے دشمن اس حالت میں ملے کہ انہوں نے اپنے گھوڑے ان کی طرف چھوڑ دیے تھے۔ ان کے سینوں کے لیے اپنے خنجر تیار کر لیے تھے۔ انہیں اس میں شک نہ تھا کہ وہ لوگ لوٹنے والے کی لوٹ ہیں، اور پھینے والے کی غنیمت، انہوں نے ان لوگوں کو نصیحت کی ایسی سزا دی جو ان کے کانوں تک پہنچنے والی تھی جسے ان کے کانوں نے بہا دیا اور ان کی آنکھیں اس سے ناپینا ہو گئیں، مقابلے میں اولیائے خلافت نے کمال دل جمعی و یقین کے ساتھ اللہ کی تصدیق کی کہ اللہ ان کے بارے میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا، ان پر گھوڑے دوڑنے لگے اور بار بار ان پر لوٹنے لگے، نیزوں سے کو پختا اور تلوار سے نارنا اور تیروں کا چلنا شروع ہو گیا۔ جب انہیں زخم لگا در محسوس ہوا، جنگ نے انہیں اپنے دانتوں سے زخمی کر دیا، اور لڑائی کی چکی انہیں پیسے لگی تو انہوں نے اپنی پشت پھیر لی، اللہ نے ان میں اپنا خوف ڈال دیا، ایک جماعت کثیرہ قتل ہوئی جو بذریعہ توبہ اللہ کے عذاب سے نہ بچے اور نہ بذریعہ امانت اس کی دارو گیر سے محفوظ رہے، دوسری جماعت نے مقابلہ کیا، کشتی میں سوار ہو کر ان کے لشکر کے گمراہ گروہ جو ان کے منتخب لوگوں میں سے تھے، ایک ہزار آدمی ان کی گمراہی پر مددگار بن کر باب الشماسیہ پر عبور کر آئے، محمد بن عبد اللہ نے خالد بن عمران اور شاہ بن میکال آزاد غلام طاہر کو مامور کیا وہ ایسی بصیرت کے ساتھ گھس گئے جس کو کوئی کمزوری کم کرنے والی نہ تھی، اور ایسی نیت کے ساتھ جس میں کوئی خطا شامل نہ تھی ان دونوں کے ہمراہ عباس بن قارن آزاد غلام امیر المومنین بھی تھا۔

شاہ مع اپنی ہمراہ جماعت کے جب اللہ کے دشمنوں تک پہنچ گیا تو اس نے ان مقامات پر پہرے بٹھا دیے جہاں چھپ چھپ کے داخل ہونے کا اندیشہ تھا، پھر اس نے اور اس کے ہمراہ جو نامور تجربہ کار سردار گئے تھے انہوں نے حملہ کر دیا، جنہیں نہ کوئی وعید اور دھمکی بہکا سکتی تھی، اور نہ انہیں اللہ کی جانب سے مدد اور تائید میں شک تھا۔ انہوں نے ان میں اپنی تلواریں چلا دیں جو اللہ کے

احکام ان پر جاری کر رہی تھیں یہاں تک کہ انہیں ان کی اس چھاؤنی سے ملا دیا جہاں وہ جمع ہو کر گناہ کر رہے تھے ان کی ہر شے ہتھیار اور چوپائے اور آلات حرب سب ان سے چھین لئے، کتنے ہی مقتول تھے جن کا جسم اس کے مقتل میں چھوڑ دیا گیا تھا اور ان کا سراپسی جگہ منتقل کر دیا گیا تھا۔ جہاں دوسرے کے لیے عبرت تھی، کتنے ہی شخص تلوار سے غرق کی طرف پناہ لینے والے تھے اللہ نے انہیں ان کے خوف سے پناہ دی۔ کتنے ہی اسیر گرفتار تھے جو اولیاء اللہ اور اس کے گروہ کے مکان کی طرف ہٹائے جا رہے تھے کتنے ہی بھاگنے والے زخموں کی وجہ سے جن کی روح پرواز کر رہی تھی، ایسے تھے کہ اللہ نے ان کے قلب میں بٹھا دیا تھا، بحمد اللہ انتقامی عتوبت دونوں فریق پر واقع ہوئی جو ان میں سے جانب غربی سے آیا۔ اور جو شرقی جانب عبور کر کے ان کے پاس اعانت کو آیا، ان میں سے کسی نجات پانے والے کو نجات نہ ملی، نہ کوئی پناہ مانگنے والا توبہ کی وجہ سے پناہ پاسکا، نہ کسی رجوع کرنے والے نے اللہ کی طرف رجوع کیا، چار فرقتے تھے جنہیں دوزخ نے گھیر لیا اور فوری عذاب ان پر آ گیا، یہ نصیحت و عبرت ہے اہل عقل کے لیے، سب لوگ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہو گئے۔ (اے نبی ﷺ) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔ اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اتار دیا۔ وہ سب اس میں داخل ہوں گے۔ اور وہ کس قدر برا ٹھکانہ ہے۔

اولیاء اور اس فرقتے کے درمیان جو شرقی جانب تھا اس وقت تک جنگ برابر جاری رہی اور قتل ان کے سرداروں میں مجتمع رہا اور زخم بھی ان میں پھیلنے لگے یہاں تک کہ جب انہوں نے وہ ہلاکت دیکھ لی جو اللہ نے ان کی جماعتوں پر نازل کی تھی، اور جو عذاب و مصیبت ان میں پہنچادی کہ کوئی اللہ سے ان کا بچانے والا نہ تھا اور نہ اس کے اولیا سے کوئی پناہ اور رجوع کی جگہ، تو انہوں نے اس حالت میں پشت پھیر لی، شکست خوردہ اور زخمی اور مصیبت زدہ تھے۔ اللہ نے انہیں اپنے گمراہ بھائیوں اور گمراہ کرنے والے فرقوں میں غبرقیں دکھادی تھیں، جو کچھ ان کے دلوں میں تھا سب جاتا رہا جب کہ انہوں نے اللہ کی مدد اس کے لشکر کے ساتھ اور اس کا غلبہ اس کے اولیا کے ساتھ دیکھا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، کہ گمراہوں کو مٹانے اور میٹ دینے والا ہے جو اہل حق کے گروہ سے خارج ہیں، ایسی تعریف جو اس کی رضا تک پہنچانے والی ہے۔ اور اس کی بہتر اور زیادہ رضامندی کی باعث ہے، اللہ رحمت کا ملہ نازل کرے ابتداء میں بھی، محمد ﷺ اپنے بندے اور اپنے رسول ﷺ پر جو اس کے راستے کی طرف ہدایت کرنے والے اور اس کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے ہیں، اور اسلام کامل نازل فرمائے، سعید بن حمید نے (یہ مضمون) ۷ صفر یوم شنبہ ۲۵۱ھ کو لکھا۔

نہروان کی تاراجی:

محمد بن عبد اللہ بن طاہر ۸ صفر یوم شنبہ کو سواری پر باب الشماسیہ گیا اور بغداد کی دیوار (شہر پناہ) کے علاوہ باب الشماسیہ سے تین دروازوں تک جتنے مکانات دکانیں اور باغ تھے سب کے کھودنے اور کھجوریں اور دوسرے درخت کاٹنے کا حکم دیا کہ وہ جانب اس شخص پر وسیع ہو جائے جو اس میں جنگ کرے علاقہ فارس و اہواز سے ستر سے زائد مال کے گدھے بغداد بھیج گئے، جیسا کہ بیان کیا گیا۔ منکبور بن قارن الاشروسی قائد لارہا تھا، ترکوں اور ابو احمد نے ابن بابک کو تین سو سوار و پیادہ کی جماعت میں طرارستان روانہ کیا کہ جب وہ مال پہنچے تو اسے لے لیں، محمد بن عبد اللہ نے اپنے ایک قائد یحییٰ بن حفص کو مال لانے کے لیے بھیجا، اس نے ابن بابک کے خوف سے وہ مال طرارستان سے پلٹا دیا، جب ابن بابک کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مال اس سے بچ گیا تو وہ اپنے ہمراہیوں کو

لے کر نہروان گیا۔ اس کے ہمراہی لشکر نے وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے اکثر کو نکال دیا۔ یل کی کشتیوں کو جلا دیا۔ جو بیس سے زائد تھیں اور سامرا واپس آ گیا۔

محمد بن خالد کی شکست و مراجعت :

محمد بن خالد بن یزید آیا جسے مستعین نے جزیرے کی سرحدوں کا حاکم بنا دیا تھا۔ شہر بلد میں ٹھہر کر وہ اس مال کا منتظر تھا۔ جو اس کے پاس پہنچنے والا تھا، جب ترکوں کی حالت میں اضطراب اور مستعین کا دخول بغداد میں ہو گیا۔ اس وقت سوائے رقبہ کے راستے کے اسے بغداد جانا ناممکن ہو گیا۔ وہ اپنے خاص خاص لوگوں کے ہمراہ جو قریب چار سو سوار و پیادہ تھے۔ اس طرف گیا۔ وہاں سے بغداد اتر گیا۔ جہاں ۱۸ صفر یوم شنبہ کو پہنچا، محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے گھر گیا تو اس نے اسے پانچ خلعت دیئے جو ریشمی اور سنہری تار کے اون وریشم ملے ہوئے نقشی اور سیاہ تھے۔ ایک بڑے لشکر کے ساتھ ایوب بن احمد کی جنگ کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے اسے فرات کے کنارے پالیا، اس سے جنگ کی جو ایک قلیل جماعت میں تھا، محمد بن خالد کو شکست ہوئی یہ اپنی جائیداد کی طرف سواد میں چلا گیا۔

محمد بن عبد اللہ کا قتل :

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ جب محمد بن عبد اللہ کو محمد بن خالد کی شکست کی خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ عرب میں سے کوئی ظالم نہیں پاسکتا مگر یہ کہ اس کے ہمراہ نبی ہو کہ اللہ اس کے وسیلے سے اس کی مدد کر دے اسی دن باب الشماسیہ پر ترکوں کو شکست ہوئی جو اس دروازے پر گئے تھے۔ اس پر انہوں نے نہایت سخت جنگ کی یہاں تک کہ انہیں شکست دے دی جو اس دروازے پر تھے۔ اس کو پھن پر جو باب الشماسیہ کے بائیں جانب نصب تھا، مٹی کا تیل اور آگ ڈالی مگر آگ اس میں کارگر نہ ہوئی۔ جو لشکر اس دروازے پر تھا۔ وہ اس پر غالب آ گیا۔ یہاں تک کہ انکی قیام گاہ سے انہیں ہٹا دیا۔ اور اس دروازے سے انہیں نکال دیا، وہ اہل بغداد کی ایک قلیل جماعت کو قتل اور جماعت کثیر کو تیروں سے زخمی کر چکے تھے۔ اس وقت محمد بن عبد اللہ نے وہ عراوات (پتھر والے آلات) ان کی طرف بھیجے جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں لدے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے نہایت سختی سے پتھر مارے، ان میں سے ایک جماعت کثیرہ کو جو قریب سو آدمی کے تھے قتل کر دیا، وہ لوگ دروازے کے کنارے ہٹ گئے، ایک مغربی نے دیار شماسیہ میں میخ گاڑ دی، اور اس سے لپٹ گیا اور چڑھ گیا۔ تو اسے دیوار کے محافظوں نے گرفتار کر لیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر گو پھن میں رکھ کر ترکوں کے لشکر میں پھینک دیا۔ اس وقت وہ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے۔

محافظ باب الشماسیہ کا قتل :

مذکور ہے اس دن ایک شخص کو جو نیم عرب لوگوں میں سے باب الشماسیہ پر محافظ مقرر تھا ان ترکوں اور مغربیوں کی کثرت نے جو باب الشماسیہ پر اتر آئے تھے۔ اسے گھبرا دیا، وہ لوگ اپنے جھنڈوں اور ڈھولوں کے ساتھ اس دروازے کے قریب ہو گئے تھے ایک مغربی نے دیوار پر ایک میخ لگائی تو محافظ دیوار نے یہ ارادہ کیا۔ کہ وہ یا مستعین یا منصور کہہ کر چلائے مگر غلطی کی اور یا معتز یا منصور چلانے لگا۔ دوسرے محافظ دروازے نے مخالف سمجھ کر اسے قتل کر دیا، اس کا سر محمد بن عبد اللہ کے گھر بھیج دیا، جس نے اس کے لٹکانے کا حکم دیا۔ اس کی ماں اور بھائی اس کا دھڑمحمل میں رکھ کر چلاتے ہوئے اور اس کا سر مانگتے ہوئے آئے مگر انہیں نہیں دیا گیا۔ اور باب

الجسر پر لٹکا رہا، یہاں تک کہ جب اور سرائے گئے تو وہ بھی ان کے ساتھ اتارا گیا۔

الدرغمان کا خاتمہ:

۲۳ صفر شب جمعہ کو ترکوں کی ایک جماعت باب البراؤن پہنچی، اس کا وکیل محمد بن رجا تھا یہ واقعہ اس کے علاقہ واسط جانے سے قبل ہوا ان میں سے چھ آدمی مقتول اور چار گرفتار ہوئے، الدرغمان شجاع اور بہادر تھا۔ کسی دن ترکوں کے ساتھ باب الشماسیہ گیا تو اس پر گوبھن کا پتھر پھینکا گیا، جو اس کے سینے پر لگا، اسے سامرا واپس کیا گیا، مگر وہ بصری اور حکمرانہ کے درمیان مر گیا۔ لاش سامرا بھیجی گئی۔ یحییٰ بن علی قائد مغربی نے بیان کیا کہ وہ کسی دن الدرغمان کے پہلو میں تھا۔ کہ یکا یک اس پر ایک تیر آیا جو اس کی آنکھ میں لگا۔ پھر ایک پتھر لگا جس نے اس کا سرائہ ادا کر خرمدہ لاد کے لایا گیا۔

علی بن حسن کا بیان:

علی بن حسن رومی سے مذکور ہے کہ رامیوں یعنی منجیق چلانے والوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ کی دیوار پر جمع تھی، ایک مغربی اس دروازے کے قریب آ رہا تھا۔ نیچے کا حصہ کھول دیا تھا۔ ہوا خارج کر رہا تھا اور چلا رہا تھا۔ کہ میں نے ایک تیر نکال کر ایسا مارا کہ نیچے سے نکل کر حلق سے جا نکلا اور مر کر گر پڑا اس دروازے سے ایک جماعت نکلی جس نے اسے مصلوب کی طرح لٹکا دیا۔ بعد کو مغربی آئے اور اسے اٹھالے گئے۔

تجاری ابراہیم موید سے شکایت:

بیان کیا گیا ہے۔ کہ قطر بل کے دن ترکوں کی شکست کے بعد بد معاش لوگ سامرا میں جمع ہوئے اور معتر کی حکومت میں کمزوری دیکھی تو انہوں نے زیور اور تلوار والوں اور صرافوں کا بازار لوٹ لیا۔ جو سامان پایا سب لے لیا۔ تجار معتر کے بھائی ابراہیم موید کے پاس جمع ہوئے اس سے اس واقعہ کی شکایت کی اور اس امر سے آگاہ کیا۔ کہ ہمارا مال حکومت کی حفاظت میں تھا اہل حکومت ضامن تھے کہ محفوظ رہے گا، موید نے نہایت ناگوار چشم و ابرو سے جواب دیا کہ تمہیں مناسب یہ تھا کہ اپنا سامان اپنے گھروں کو لے جاتے۔

معززین طرطوس کی آمد:

نخبہ بن قیس بن ابی السعدی ۲۲ صفر یوم شنبہ کو ان اعراب کو لایا جن کے لیے حصہ مقرر کیا گیا تھا۔ وہ چھ سو بیادے اور دو سو سوار تھے اسی دن اہل طرطوس کے معززین میں سے دس آدمی آئے جو بکا جور کے شاکی تھے اور گمان کرتے تھے۔ کہ معتر کی بیعت کی خبر اسے مل گئی بکا جور فرمان پہنچنے کے دو گھنٹے بعد نکلا اور معتر کی بیعت کی دعوت دی، اور سرداروں اور سرحد والوں سے بیعت لے لی اکثر نے بیعت کر لی اور بعض ان میں سے زکے رہے۔ رکنے والوں پر مار پڑی۔ بیڑیاں پہنائی گئیں اور قید کر لئے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب اس نے زبردستی بیعت کے لئے انہیں پکڑا۔ تو وہ رکنے اور بھاگ گئے وصیف نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس کو دھوکا دیا گیا ہے۔ جو شخص اس کے پاس معتر کا فرمان لایا تھا۔ وہ لیث بن بابک تھا۔ اس نے اس سے بیان کیا کہ مستعین مر گیا تو لوگوں نے معتر کو اس کا جانشین کر دیا، پھر وہ گروہ بہت جمع ہو گیا، جو بکا جور کا شاکی تھا، کہ اس نے عداً ایسا کیا۔ یہ بھی شکایت کرتے تھے۔ کہ وہ بنی واثق میں دیکھا گیا تھا۔

شامی سرحدوں پر ہلکا جور کا تقرر:

۲۶ صفر چار شنبہ کو ہلکا جور کا خط ایک شخص کے ہمراہ آیا۔ جس کا نام علی الحسین تھا۔ اور عرف ابن الصعلوک تھا۔ خط میں تھا کہ اس کے پاس ابو عبد اللہ ابن التوکل کا فرمان آیا ہے۔ کہ وہ خلیفہ بنا دیا گیا ہے اور اس کے لیے بیعت ہو گئی جب اس امر کی تصدیق میں اس کے پاس مستعین کا فرمان آیا۔ تو اس نے ان لوگوں سے بیعت کی تجدید کی جنہوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ وہ اس کے مطیع و فرمان بردار ہیں۔ قاصد کے لئے ایک ہزار درہم کا حکم دیا۔ جو اس نے لے لئے محمد بن علی ارمنی معروف بہ ابونصر کے شامی سرحدوں پر والی بنانے کا فرمان لکھا جا چکا تھا۔ پھر جب ہلکا جور کے لئے فرمان آ گیا تو محمد بن علی ارمنی کی ولایت کا فرمان روک لیا گیا۔ معزز کے قاصد کی گرفتاری:

اسی سنہ میں ۲۴ صفر یوم دوشنبہ کو اسماعیل بن فراشتہ تین سو سواروں کی جماعت کے ساتھ علاقہ ہمدان سے آیا۔ اس کا لشکر پندرہ سو تھا۔ کوئی پہلے آیا اور کوئی پیچھے سب متفرق ہو گئے تھے۔ اپنے ہمراہ معزز کے ایک قاصد کو لایا تھا جو اس کے پاس بیعت لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس نے اس قاصد کو قید کر لیا۔ اور ایک خچر پر بدون چار جامے کے مدینۃ السلام (بغداد) لے گیا۔ اسماعیل کو پانچ خلعت عنایت ہوئے۔ ایک علوی کی گرفتاری و رہائی:

ایک آدمی لایا گیا جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ وہ علوی ہے جو رے و طبرستان کے علاقے میں وہاں کے علویوں کے پاس جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ چوپائے اور غلام تھے۔ اسے چند مہینے دارالعامۃ میں قید رکھا گیا پھر ضمانت لے کر رہا کر دیا گیا۔ شا کر یہ اور ابناء کی معزز کی اطاعت:

اسی روز موسیٰ بن بغا کا خط پڑھا گیا۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ معزز کا فرمان آیا اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ حادثے کی خبر دی اور انہیں اپنے ہمراہ بغداد واپس چلنے کا حکم دیا۔ وہ تو نہ مانے مگر شا کر یہ اور ابناء نے قبول کر لیا ترکوں اور ان کے مددگاروں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور انہوں نے اس سے جنگ کی ان میں سے ایک جماعت قتل کی گئی اور چند قید کئے گئے۔ جو اس کے ہمراہ آرہے تھے خط پڑھنے کے وقت ابن طاہر کے گھر میں نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ بصری جنگی جہازوں کی آمد:

۲۵ صفر کو بصرے سے دس جنگی جہاز آئے ہر ایک میں ایک ایک اندازہ گیر اور تین مٹی کے تیل والے ایک نان ہائی اور انتالیس آوڑ جہاز ان تھے ایک ایک میں کشتیاں اس جزیرے کی طرف لائی گئیں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل تھا پھر اسی شب شامیہ کی طرف کھینچی گئیں جو لوگ ان میں سوار تھے انہوں نے ترکوں پر آگ برسائی پھر اپنی شامیہ کی چھاؤنی سے پل والے ابو جعفر کے باغ کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا لشکر کے روپر ایسے موضع میں اٹھ گئے جہاں آتش بازی سے ضرر نہ پہنچ سکے۔

۲۹ صفر کو ترک اور مغربی شرقی جانب سے بغداد کے دروازوں پر گئے دروازے ان کے رو برو بند کر دیئے گئے اور انہیں تیروں اور منجیقوں سے مارا گیا۔ فریقین کے لوگ مقتول ہوئے ایک بڑی جماعت مجروح ہوئی عصر تک اسی طرح کرتے رہے۔ سلیمان بن عبد اللہ کی ساریہ میں آمد:

اسی سال سلیمان بن عبد اللہ جرجان سے طبرستان کی واپسی کے لئے روانہ ہوا آمل سے اس طرح روانہ ہوا کہ ایک جماعت

کثیر اور گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ نکلا۔ حسن بن زید کنارے ہٹ کر دلیلم چلے گئے اس نے اپنے بھائی اور طاہر کے بیٹے السلطان کو اپنے طبرستان جانے کو لکھا یہ خط بغداد میں پڑھ لیا گیا، مستعین نے بغاصغیر آزاد غلام امیر المومنین کو اس کی ایک نقل محمد بن طاہر کے ہاتھ پر فتح طبرستان اور حسن بن زید کی شکست کے متعلق لکھی کہ سلیمان بن عبد اللہ ساریہ میں سلامت حال کے ساتھ داخل ہو گیا۔ قارن بن شہریار آزاد کردہ غلام امیر المومنین کے دونوں بیٹے جو رستم و مازیار کہلاتے ہیں کم و بیش پانچ سو آدمیوں کے ساتھ اس فتح میں اس کے پاس آئے اہل آمل کی حاضری وفادار نہ تھی جو اپنی وفاداری کو ظاہر اور اپنی جگہ سے منتقل کئے جانے کی درخواست کرتے تھے ان کے پاس اتنی جماعت بھیج دی جس نے ان کے سکون و وثوق میں ترقی کی لشکر اس کے سامنے کے دیہات اور راستوں پر گشت کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ قتل کرنے اور اسباب چھیننے کی ہر ایک کو پہلے ہی ممانعت کر دی جو اس سے تجاوز کرے وہ سزا کا مستوجب ٹھہرا اسد بن جند ان کا خط علی بن عبد اللہ طالبی مسمیٰ مرتضیٰ کی مع اس کے ہمراہیوں کے جو دو ہزار سے زائد تھے اور مع انجیل کے دور کیسوں کے جو بڑی جماعت کے ساتھ تھے۔ ہزیمت کے متعلق اسے اس وقت ملا جس وقت انہیں حسن بن زید کی شکست اور اس کے وفاداروں کو اس علاقے میں داخل کرنے کی خبر ملی تھی شہر آمل میں بڑے اچھے طریقے اور نمایاں عزت و سلامت کے ساتھ داخل ہوا، فتنے کے اسباب اس سے جدا ہو گئے۔

علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ:

اسی سال ۲۵ محرم کو علاء بن احمد کا خط آیا جو خراج و اجناد پر آرمینہ میں بغاشرابی کا عامل تھا جس میں اس علاقے کے دو آدمیوں کے حملے کی خبر تھی جن کا اس نے نام بھی لکھا تھا ان دونوں کے ساتھ اپنے قتال کا ذکر کیا تھا کہ دونوں نے ایک قلعے میں پناہ لے لی تو اس نے اس قلعے پر گوجھن لگا دیئے۔ یہاں تک کہ قلعے کو ہلا دیا، دونوں قلعے سے بھاگنے کے لیے نکل گئے ان کا حال پوشیدہ رہا، اور وہ قلعہ قبضے میں آ گیا۔

اسی سال ۱۹ محرم کو ایک مورخ کا خط آیا جس میں اہل اردبیل کی شکست کا اور ان کے نام طالبی کے ایک خط کا ذکر تھا، طالبی نے ان کے شہر کے چودہ دروازوں پر چودہ لشکر بھیجے کہ ان کا محاصرہ کر لیں۔

عیسیٰ بن الشیخ اور موفق خارجی کی جنگ:

اسی سال ایک مخبر کا خط اس جنگ کے بارے میں آیا۔ جو عیسیٰ بن الشیخ اور موفق خارجی کے درمیان ہوئی، عیسیٰ کے موفق کو قید کر لینے، مستعین سے ضروری ہتھیار روانہ کرنے کی درخواست کی تھی کہ شہر میں ایسا ذخیرہ فراہم ہو جائے جس سے لشکر کو جنگ پر قوت حاصل ہو، حاکم کنارہ نہر کو ایسی چار کشتیاں مع ان کے سامان کے بھیجنے کو لکھ دے کہ وہ سامان ان کشتیوں کے مقابلے کا ہو۔

محمد بن جعفر کی گرفتاری:

اسی سال محمد بن طاہر کا عریضہ اس طالبی کے بارے میں آیا جو رے اور اس کے قرب و جوار میں نکلا تھا۔ جو لشکر اس کے لیے تیار کئے گئے۔ جو فوج اس کی طرف بھیجی گئی محمد بن طاہر کے محمد یہ جانے کے وقت حسن بن زید کا بھاگ جانا ابن طاہر کے لشکر کا محمد یہ کا احاطہ کر لینا، محمد یہ میں ابن طاہر کے داخل ہونے کے وقت راستوں اور کوچوں پر پہرہ مقرر کرنا، حسن بن زید کے آدمیوں کا پھیل جانا یہ سب واقعات مذکور تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن طاہر کو محمد بن جعفر کی گرفتاری میں بغیر کسی ذمہ داری کے کامیابی دی۔ جو شخص محمد بن جعفر کی گرفتاری کے بعد علویوں میں سے رے میں دوبارہ آیا۔ وہ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ادریس بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

تھے یہ وہی ہیں جو حجاج کی روانگی مکہ کے وقت نکلے تھے وہ جو طبرستان میں ہیں وہ الحسن بن زید ابن محمد بن اسماعیل بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں (رحمۃ اللہ علیہم ورضوانہ) اسی سال موسیٰ بن عبداللہ الحسینی کے بھانجے یوسف بن اسماعیل علوی نے خروج کیا۔ عیاروں میں اسلحہ کی تقسیم:

اسی سال ربیع الاول میں محمد بن عبداللہ نے یہ حکم دیا کہ بغداد کے عیاروں کے لیے کافرکوب (ہتھیار) بنائے جائیں اس میں آہنی میخیں لگائی جائیں مظفر بن سیسل کے گھر میں یہ کام ہو وہ لوگ جنگ میں بغیر ہتھیار آ جاتے تھے۔ دشمن کو اینٹ سے مارا کرتے تھے منادی کو حکم دیا تو اس نے ندادیدی کہ جو شخص ہتھیار لینا چاہے وہ دارالمظفر میں حاضر ہو ہر طرف کے عیار وہاں پہنچ گئے وہ ہتھیار ان میں تقسیم کر دیے گئے اور ان کے نام لکھوا دیے گئے ان پر ایک شخص کو رئیس بنایا گیا جس کا نام نیتو یہ اور کنیت ابو جعفر تھی کچھ اور لوگ بھی تھے جن میں ایک کو دوقل دوسرے کو دوحال تیسرے کو ابو نمملہ اور چوتھے کو ابو عصارہ کہا جاتا تھا ان میں سے سوائے نیتو یہ کے اور کوئی ثابت قدم نہیں رہا نیتو یہ برابر جانب غربی کے عیاروں پر سردار رہا یہاں تک کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا جب عیاروں کو کافرکوب دے دیے گئے تو وہ بغداد کے دروازوں پر پھیل گئے ترکوں اور ان کے پیروی کرنے والوں میں سے قریب پچاس آدمیوں کو اسی روز قتل کر ڈالا خود ان کے دس آدمی قتل ہوئے ان میں سے پانچ سو تیر انداز نکالے گئے انہوں نے ترکوں سے دو جھنڈے اور دو سیڑھیاں لے لیں۔ ابن قیس کی ترکوں سے جھڑپ:

اسی سال نجویہ بن قیس کی علاقہ بزوغی میں ترکوں کی ایک جماعت سے جنگ ہوئی اس نے اور محمد بن ابی عون وغیرہ نے ان کا مقابلہ کیا ترکوں میں سے انہوں نے سات گرفتار اور تین قتل کئے بعض ان میں سے اپنی جان لے کر بھاگے پھر بعض ڈوب گئے اور بعض بچ گئے۔

احمد بن صالح کا بیان:

احمد بن صالح بن شیرزاد سے مذکور ہے کہ اس نے قیدیوں میں سے ایک شخص سے اس جماعت کی تعداد دریافت کی جس کا نجویہ نے مقابلہ کیا تھا اس نے کہا کہ ہم لوگ چالیس آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے نجویہ اور اس کے ہمراہیوں سے صبح کے وقت مقابلہ کیا ہمارے تین آدمی مارے گئے تین غرق ہوئے آٹھ قید ہو گئے اور باقی چھپ گئے عامل اوانا ہارون بن شعیب کا بھائی تھا واقعہ اوانا چار شنبہ کو ہوا اور نجویہ اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کے لشکر نے اسلحہ سے آراستہ ہو کر قطر بل میں قیام کیا۔ نیتو یہ کا ترکوں پر حملہ:

جیسا کہ مذکور ہے نیتو یہ اور اس کے ساتھ والے عیار انہیں ایام میں کسی دن باب قطر بل سے نکلے ترکوں کو گالیاں دیتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ قطر بل سے بڑھ گئے ان کے مقابلے کے لئے ترکوں میں سے جسے کشتی میں سوار ہونا تھا وہ تیر چلاتا ہوا ان میں سے ایک آدمی قتل اور دس کو زخمی کر دیا عیار ایک دم سے انہیں پتھر مارنے لگے سب کو زخمی کر دیا وہ لوگ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے نیتو یہ کو ابن طاہر کے گھر میں بلا کر حکم دیا گیا کہ وہ سوائے یوم جنگ کے اور کسی دن حملہ نہ کرے اسے کنگن پہنایا گیا۔ اور اس کے لئے پانچ سو درہم کا حکم دیا گیا۔

مزاحم بن خاقان کی بغداد میں آمد:

۱۴ ربیع الاول کو علاقہ الرقہ سے مزاحم بن خاقان آیا اس نے سرداروں اور بنی ہاشم اور دفتری حکام کو اپنی ملاقات کا حکم دیا۔

وہ خراسانی اور ترک اور مغربی جو اس کے ماتحت تھے سب اس کے ہمراہ آئے، قریب ایک ہزار آدمی کے تھے، ہمراہ ہر قسم کے آلات حرب تھے۔ مزاحم بن خاقان اس طرح بغداد میں داخل ہوا کہ دست راست پر وصیف، دست چپ پر بغا عبد اللہ بن عبد اللہ بن طاہر بغا کی بائیں جانب اور ابراہیم بن اسحاق ان کے پیچھے تھا۔ اس نمایاں تمکنت و وقار کے ساتھ جب وہ پہنچا، تو اسے سات خلعت دیئے گئے، ایک تلوار اس کے گلے میں ڈالی گئی، اس کے دونوں میٹوں میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ خلعت دیئے گئے، حکم دیا گیا کہ اس کے لئے تین ہزار آدمی پیادہ و سوار مقرر کئے جائیں۔

محمد بن عبد اللہ کا حملہ و مراجعت:

معتر نے موسیٰ بن اشناس اور اس کے ہمراہ حاتم بن داؤد بن یحور کر مع تین ہزار پیادہ و سوار کے روانہ کیا اس نے غربی جانب باب قطر بل پر یکم ربیع الاول کو ابوالاحمد کے لشکر کے مقابل لشکر جمع کر دیا، ایک شخص عیاروں میں سے جو دیکو یہ مشہور تھا، ایک دوسرے گدھے پر نکلا، ان کے ساتھ ڈھالیں اور ہتھیار تھے۔ دوسرا شخص نکلا جس کی کنیت ابو جعفر تھی اور مخرمی مشہور تھا پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ جن کے ساتھ کھلے ہوئے ہتھیار اور ڈھالیں تھیں، تلواریں اور چھریاں ان کے ٹپکوں میں تھیں ہاتھ میں کافر کوب لئے تھے۔ سامرا سے آنے والا لشکر بغداد کی غربی جانب کے قریب ہو گیا، محمد ابن عبد اللہ کے ہمراہ چودہ سردار تھے۔ ان کی فوج سوار ہو کر نکلی تماشا بیوں میں سے مخلوق کثیر نکل آئی، ابوالاحمد کے لشکر کے مقابل پہنچے پانی میں ان لوگوں کے درمیان ایک جماعت حائل تھی۔ جوابو احمد کے لشکر میں سے قتل ہوئی تھی، یہ پچاس آدمی تھے عرب آگے بڑھے، یہاں تک کہ ڈیڑھ میل لشکر سے آگے بڑھ گئے، ابوالاحمد کے لشکر کے کشتی والے کشتی میں سوار ہو کر ان کی طرف آئے، دونوں کے درمیان جنگ ہونے لگی، عربوں نے چند کشتی والے گرفتار کر لئے جن میں جنگ کرنے والے اور ملحق تھے۔ ان سے تاوان لیا گیا۔

محمد بن ابی عون کے خلاف احتجاج:

محمد بن عبد اللہ واپس آ گیا۔ ابن ابی عون کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو واپس کر دے، ابن ابی عون تماشا بیوں اور عوام کی طرف متوجہ ہوا، جنہیں وہ واپس کرنا چاہتا تھا۔ انہیں سخت سست کہا، گالیاں دیں، انہوں نے بھی اسے گالیاں دیں۔ اس نے ان میں سے ایک آدمی کو مارا جو مر گیا، انہوں نے اس پر حملہ کر دیا، مگر وہ ان کے ہاتھوں سے بچ گیا۔ بغداد کے چار کشتی والے پیچھے رہ گئے تھے جب ابن عون عوام سے شکست کھا کر واپس ہو رہا تھا تو ابوالاحمد کے لشکر والوں نے کشتی والوں کو دیکھ لیا، انہوں نے ان کی تلاش میں کشتی والے روانہ کئے انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا، ایک کشتی کو جلادیا، جس میں اہل بغداد کا عراوہ (پھر پھینکنے والا آلہ) تھا، عوام فوراً ابن ابی عون کے گھر گئے کہ اسے لوٹ لیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابن ابی عون ترکوں سے مل گیا ہے، ان کی مدد کی ہے اور اپنے آدمیوں کو شکست دے دی ہے اس کے منحرف ہو جانے کے بارے میں محمد بن عبد اللہ سے گفتگو کی اور غل مچایا۔ محمد عبد اللہ نے مظفر بن سیمل کو اس کے ماتحتوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ کہ وہ عوام کو واپس کر دے، انہیں ابن ابی عون کے سامان میں کچھ لینے سے روکے اور اعلان کر دے کہ اس کو معزول کر کے یہ خدمت اپنے بھائی عبید اللہ بن عبد اللہ کے سپرد کر دی ہے۔ مظفر گیا اور لوگوں کو محمد بن ابی عون کے گھر سے واپس کیا۔

ابوالسنا کی ترکوں سے جنگ:

۹ ربیع الاول یوم پنج شنبہ کو سامرا سے بغداد آنے والا ترکی لشکر عکبراء پہنچا ابن طاہر نے اپنے سرداروں میں سے بندار طبری

اور اپنے بھائی عبید اللہ اور ابوالسنا اور مزاحم بن خاقان اور اسد بن داؤد سیاہ اور خالد بن عمران وغیرہ کو باہر روانہ کیا، وہ روانہ ہو کر قطر بل پہنچے، اس میں ترکوں کی پوشیدہ جماعت تھی، جو ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کے درمیان جنگ جاری ہو گئی، ترکوں نے انہیں اتنا دھکیلا کہ وہ دونوں دیواروں تک پہنچ گئے جو قطر بل کے راستے میں تھیں ابوالسنا اور اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی ان دونوں میں سے ہر ایک نے چند ترکوں اور مغربیوں کو قتل کیا، ابوالسنا یونہی لوٹا، اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے اس نے ایک ترک سردار کو جس کا نام سور تھا قتل کر کے اس کا سراٹھالیا۔ نور ابن طاہر کے مکان پر آیا اور اسے لوگوں کی شکست کی خبر دے کر مدد مانگی ابن طاہر نے مدد کا حکم دیا، ابوالسنا کے گلے میں زیور پہنایا گیا۔ ہر طوق کا وزن تیس دینار تھا اور ہر کنگن ساڑھے سات مثقال کا (ایک مثقال ۱/۲ ماہ) ابوالسنا ان لوگوں کی طرف متوجہ اس امدادی فوج کے جو تمام دروازوں سے نکالی گئی تھی واپس ہوا۔

اسد بن داؤد کی ثابت قدمی:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے ابوالسنا کو اپنا مقام چھوڑنے اور سر کو خود لانے پر ڈانٹا کہ تو نے لوگوں کے ساتھ برائی کی، خدا تیرے ساتھ برائی کرے، یہ سردیکھ اور اسے لانا دیکھ، محمد بن عبدوس (ابوالسنا) واپس چلا گیا، لوگوں سے جدا ہو جانے کے بعد اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس کی جگہ جمع ہو کر ترکوں سے اس کے جسم کو بچالیا اور اسے ایک کشتی میں بغداد اٹھالے گئے، ترک باب قطر بل پہنچ گئے، لوگ ان کے مقابلے میں نکلے انہوں نے ان کو نہایت سختی سے دروازے سے دھکیل دیا اور ان کا تعاقب کر کے ایک کنارے کر دیا، ابن طاہر کے مکان پر چند سر آئے۔ جو ان لوگوں کے تھے کہ اس دن ترکوں اور مغربیوں میں سے قتل کئے گئے تھے۔ حسب الحکم باب الشماسیہ پر لٹکا دیئے گئے۔ ترک اور مغربی اہل بغداد پر قطر بل کی طرف سے پلٹ پڑے بغدادیوں میں سے بھی ایک مخلوق کثیر قتل ہوئی اور ترکوں میں سے بھی ایک جمع عظیم مقتول ہوا۔ بندار اور اس کے ہمراہی رات تک ان سے قتال کرتے رہے، بندار جس وقت لوگوں کو واپس لایا۔ دروازے بند ہو چکے تھے۔ ابن طاہر کے حکم سے مظفر بن سیمل اور رشید بن کاؤس جن کے ہم رکاب ایک اور سردار بھی تھا۔ پانچ سو سواروں کو لے کر باب قطر بل سے ابن شناس کے لشکر کے علاقے کی طرف گئے ان کو انہوں نے امن سکون کی حالت میں پایا۔ ان میں سے قریب تین سو کے قتل اور ایک جماعت کو قید کر کے واپس آ گئے۔ مذکور ہے کہ اسی دن ترک اور مغربی باب القطعیہ پہنچے، اس مقام کے قریب نقب لگائی جو باب القطعیہ سے منسوب تھا۔ جو شخص سب سے پہلے نقب سے نکلا وہ قتل کر دیا گیا، آج کے دن زیادہ ترک اور مغربی مقتول اور بغدادی مجروح ہوئے۔

ایک نابالغ لڑکے کی قادر اندازی:

ایک جماعت سے میں نے سنا کہ اس جنگ میں ایک نابالغ لڑکا نکلا جس کے پاس ایک جھولی میں پتھر بھرے تھے، ایک ہاتھ میں گوبچن تھا۔ جس سے وہ پتھر پھینکتا تھا، قادر اندازی کا یہ عالم تھا کہ اس کا نشانہ ترکوں اور ان کے گھوڑوں کے منہ سے کبھی خطا نہ کرتا، چار ترک جنگ کرنے والے سوار اسے پتھر مار رہے تھے۔ مگر سب نشانے سے خطا کر رہے تھے وہ انہیں پتھر مار رہا تھا اور مطلق خطا نہیں کرتا تھا۔ گھوڑوں نے انہیں گرا دیا تھا۔

ایک نوجوان کی شجاعت:

ایک لڑکے کی جو ان مردی ترکوں نے دیکھی تو جا کر اپنے ہمراہ چار مغربی پیادے لائے جن کے ہاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں

تھیں سب کے سب مل کر اس لڑکے پر حملہ کرنے لگے۔ دو آدمی اس کے قریب آ گئے اس نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا، وہ دونوں بھی اس کے پیچھے گھس گئے مگر اسے نہ پایا۔ شرقی جانب تیر کے وہ نکل گیا۔ نکل کر اپنے حملہ آوروں کو لاکارہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا لوگوں نے بھی تکبیر کہی آخر غائب و خاسر واپس گئے اس کے قریب تک نہ پہنچ سکے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ کی ہدایت:

بیان کیا گیا ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے اسی دن پانچ سرداروں کو بلا کر ہر ایک کو ایک طرف مقرر کیا۔ لوگ جنگ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس نے دروازے کی طرف پلٹ کر عبد اللہ بن جہم سے کہا جو باب قطر بل کی حفاظت پر مقرر تھا کہ خبردار جوان میں سے کسی کو تو نے شکست کھانے کے بعد اندر آنے دیا، معرکہ جنگ گرم ہوا، زور و شور کا رن پڑا۔ پراگندہ مزاجوں میں انتشار پھیلا آ خر کو شکست ہو گئی۔

اسد بن داؤد کا قتل:

اسد بن داؤد ثابت قدم رہا، یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ اپنے ہاتھ سے اس نے تین آدمی مارے تھے۔ دور سے ایک تیر آیا جو اس کے گلے میں لگا۔ اس نے پشت پھیر لی کہ دوسرا تیر آیا جو گھوڑے کی سرنیوں میں لگا، گھوڑا الف ہو گیا۔ اور ابن داؤد کو گرا دیا۔ اس کے ہمراہ کوئی نہ ٹھہرا ایک بیٹا رہ گیا مگر وہ بھی زخمی ہو گیا تھا۔ شکست کھا کر بھاگنے والوں پر دروازے کی بندش دشمنوں کے حملے سے بھی زیادہ سخت نکلی۔

قیدیوں کی سامرا میں آمد:

بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد میں سے ستر قیدی بھیجے گئے اور تین سو ستر تھے قیدی جب سامرا کے قریب پہنچے تو اس شخص کو جو ان کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا۔ یہ حکم دیا گیا کہ قیدیوں کو بغیر منہ ڈھانکے سامرا میں نہ لائے، اہل سامرا نے جب انہیں دیکھا تو بہت فریاد و زاری کی، ان کی اور ان کی عورتوں کی آوازیں نالہ و فریاد کے ساتھ بلند ہوئیں۔ یہ خبر معزز کو پہنچی اس نے ناپسند کیا۔ کہ اپنے ہم نشینوں کے دل ناراض کر دے اس لئے ہر قیدی کے لئے دو دینار کا حکم دیا، قتال کا انتقام ترک کر دیا۔ سروں کے متعلق حکم دیا۔ سب دفن کر دیئے گئے۔

ابن محمد بن نصر کا قتل:

قیدیوں میں محمد بن نصر بن حمزہ کا ایک بیٹا بھی تھا، اور ام حبیب کی باندی کا ایک بھائی بھی، پانچ آدمی معززین بغداد میں سے جو تماشاخیوں کی جماعت میں سے تھے ابن محمد بن نصر اپنے باپ کی جگہ قتل کر دیا گیا۔ اور باب الشماسیہ کے سامنے لٹکا دیا۔

ابو الساج کی آمد:

۲۶ ربیع الاول یوم پنجشنبہ کو ابو الساج مکے کے راستے سے قریب سات سو سواروں کی جماعت میں آیا، اس کے ہمراہ اٹھارہ محل تھے جن میں چھتیس بدوی، بجرم خیانت قید تھے بغداد میں اچھی صورت اور کھلے ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوئے دار الخلافہ گیا تو اسے پانچ خلعت دیئے گئے تلوار گلے میں حماکل کی گئی ہمراہیوں کے ساتھ اپنے مکان واپس آیا، اس کے ہمراہیوں میں سے چار شخصوں کو خلعت دیئے گئے تھے۔

معز کا محمد بن عبد اللہ کے نام فرمان:

آخر ربیع الاول یوم دوشنبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں کی ایک جماعت باب الشما سیہ پہنچی ان کے ہمراہ معز کا ایک فرمان محمد بن عبد اللہ کے نام سے تھا۔ انہوں نے اس کے پاس پہنچانے کو کہا تو حسین بن اسماعیل نے پہلے تو انکار کیا پھر مشورے کے بعد مان لیا۔ جمعہ کو تین سو ارب پینچے حسین بن اسماعیل نے ایک آدمی ساتھ کر دیا۔ جس کے پاس ڈھال تلوار تھی۔ فرمان ملفوف تھا۔ اس نے لے لیا جولٹا نے میں تھا اور محمد کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اس میں محمد کو اس قدیم عہد و پیمان کی حفاظت اور احترام کی نصیحت تھی۔ جو اس کے اور معز کے درمیان ہوا تھا اسے سب سے پہلا شخص ہونا چاہیے تھا۔ جس نے اس کے معاملے اور اس کی خلافت میں کوشش کی۔

حبشون بن بغا کی بغداد میں آمد:

۵ ربیع الآخر یوم شنبہ کو حبشون بن بغا الکبیر بغداد پہنچا اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب تو صرہ آزاد کردہ الہادی مع اس لشکر شاکریہ کے تھا جو موسیٰ بن بغا کے ماتحت تھا تیرہ سو کے قریب شاکری جو رقد میں مقیم تھے۔ وہ بھی شامل ہو گئے تھے۔ اسے پانچ خلعت اور یوسف کو چار خلعت دیئے گئے قریب بیس سرداران شاکری اپنے مکانات واپس گئے۔

ایک شخص بغداد میں آیا۔ بیان کیا کہ ان ترکوں اور مغربیوں اور ان کے چیلوں کی تعداد جو ابواحمد کے ہمراہ شرقی جانب میں سات ہزار ہے جن پر الدردغان الفرغانی ابواحمد کا نائب افسر ہے سامرا میں ترک قاندوں میں سے یا مغربی قاندوں میں سے کوئی نہیں صرف چھ آدمی ہیں جو دروازوں کی حفاظت پر مقرر کئے گئے ہیں۔

معز کی فوج اور ابن طاہر کی فوج میں شدید جنگ:

فریقین کے درمیان ۷ ماہ ربیع الآخر چار شنبہ کو ایک جنگ ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ معز کے آدمیوں میں سے مع ان کے جو غرق ہوئے چار سوتل ہوئے ابن طاہر کے متصولین مع ان کے جو غرق ہوئے تین سو تھے جن میں سوائے لشکری کے کوئی نہ تھا یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس روز عیاروں میں سے کوئی نہیں نکلا الحسن علی الخسری قتل کیا گیا دونوں فریقوں پر یہ دن بڑا سخت گذرا۔

بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ بن خاقان نے اسی جنگ میں موسیٰ بن اشاس کو ایک تیر مارا جو اس کے لگا۔ وہ مجروح ہو کر واپس گیا ابواحمد کے لشکر سے تقریباً بیس ترک و مغربی سردار گم ہو گئے۔

۱۶ ربیع الآخر پنج شنبہ کا دن ہوا تو ابوالساج کو خلعت دیئے گئے۔ ابن فراشہ کو چار خلعت اور یحییٰ بن حفص جیوس کو تین خلعت ابوالساج نے سوق الثمنا (بازار شنبہ) میں لشکر جمع کیا لشکر کو شاہی خچر دیئے جن پر پیادے سوار کئے جا رہے تھے۔

ابوالساج کی ابن طاہر سے درخواست:

مزاحم بن خاقان باب حرب سے باب السلامت کی طرف بدل دیا گیا۔ مزاحم کی جگہ خالد بن عمران طائی موصلی چلا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابوالساج کو جب ابن طاہر نے آنے کا حکم دیا تو اس نے جواب دیا۔ کہ یا امیر ایک مشورہ ہے جسے میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اے ابوجعفر بیان کر تو معتبر ہے عرض کی اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اس قوم سے اپنا حق طلب کرے تو رائے یہ ہے کہ اپنے سرداروں کو علیحدہ نہ کر متفرق نہ کر انہیں جمع رکھ یہاں تک کہ وہ لشکر جو تیرے مقابلے میں مقیم ہے پارہ پارہ ہو جائے کیونکہ جب تو ان لوگوں سے فارغ و بے فکر ہو جائے گا تو سامنے والوں پر تجھے کون قادر کرے گا۔ اس نے کہا کہ میرے لئے ایک تدبیر ہے اللہ کا فی

ہے۔ انشاء اللہ ابوالساج نے کہا کہ میں سنتا ہوں اور مانتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے کار خدمت پر چلا گیا۔
اہل بغداد کے متعلق معزز کے اشعار:

مذکور ہے کہ معزز نے ابو احمد کو (ایک قصیدہ لکھا) جس میں اہل بغداد کے قتال میں تصور کرنے پر ملامت تھی:
”اموات کے لئے ہم پر ایک راستہ ہے۔ زمانے کے لیے اس میں تنگی بھی ہے اور وسعت بھی۔ ہمارے دن لوگوں کے لئے عبرتیں ہیں۔ انہی میں سے صبح کا آنا ہے اور انہی میں سے شام کا آنا۔ انہی میں ایسے دن ہیں جو بچے کو بوڑھا کرتے ہیں۔ اور انہی میں دوست کی مدد ترک کر دیتا ہے۔ چوڑی دیوار ہے جس کے لئے اس قدر بلند پشتہ ہے۔ جو آنکھوں کو عاجز کر دیتا ہے۔ اور گہرا دریا ہے۔ قتال مہلک ہے اور تلوار جو (قتل کے لئے) تیار ہے۔ خوف شدید ہے اور قابل وثوق قلعہ ہے۔ صبح کے پکارنے والے (مؤذن) آواز دراز ہے کہ تھیا رتھیا ر مگر کوئی بیدار نہیں ہوتا۔ یہ مقتول ہے اور یہ مجروح ہے۔ یہ آتش زدہ ہے اور یہ غریق۔ کہیں غضب ہے اور کہیں لوٹ ہے۔ مکانات ویران ہیں جو کبھی آباد تھے۔ یہ مقتول ہے اور یہ پچھاڑا ہوا۔ اور ایک دوسرا ہے جسے تحقیق نے توڑ دیا ہے۔ جب ہم کسی کو چے کی طرف اٹھتے ہیں۔ تو اپنے راستے کو بند پاتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اس چیز تک پہنچیں گے جس کی ہم امید کرتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اسے دفع کر دیں گے جس کی ہمیں طاقت نہیں۔“

محمد بن عبد اللہ کا جواب:

محمد بن عبد اللہ نے حسب ذیل جواب دیا یا اس کی جانب سے کہہ دیا گیا:
”خبردار جو شخص اپنے حال سے کج ہو گیا۔ اور اسے ہدایت سے ہٹا کر دوسرے راستے پر لے گیا۔ تو اسے وہی حالت پیش آئے گی جو تو نے بیان کی خاص کر جو بیعت کو توڑنے والا ہے۔ یہ اس قسم کے لوگوں کے لئے امر قدیم ہے۔ حالانکہ اس کی مضبوطی کے بارے میں پختہ وعدے کر چکا ہو۔ ایسے شخص پر راہ ہدایت بند کر دی جائے گی۔ اور ایسے حالات میں ڈال دیا جائے گا جنہیں برداشت نہ کر سکے گا۔ اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ جو شخص اپنی کجی و گمراہی سے باز نہ آئے گا۔ اس کے متعلق ہمارے پاس ایک مشہور حدیث آئی ہے۔ جو ہم یکے بعد دیگر روایت کرتے چلے آئے ہیں یہ کتاب (قرآن مجید) ہمارے لئے شاہد ہے۔ بنی صادق جس کی تصدیق کرتے ہیں۔“

لیکن پہلے اشعار علی بن امیہ نے امین مخلوع اور مامون کے فتنے میں پڑے تھے۔ جواب کا کہنے والا معلوم نہیں۔

الحسن بن علی کی کارگزاری:

اسی سال ربیع الآخر میں مذکور ہے کہ دوسو سوار و پیادہ معزز کی جانب سے علاقہ البندنجین روانہ ہوئے ان کا رئیس ایک ترک تھا جو بلج کہا جاتا تھا۔ انہوں نے الحسن بن علی کا گھر لوٹ لیا۔ اہل کا گاؤں بھی لوٹا، قریب کے گاؤں میں چلے گئے۔ وہاں کھایا پیا، جب وہ لوگ مطمئن ہو گئے۔ تو الحسن بن علی نے شور مچا کر اپنے ننھیال کے کردوں کو اور قریب کے دیہات کی ایک جماعت کو بلایا وہ غافل بیٹھے تھے الحسن نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے اکثر قتل کر دیا۔ سترہ آدمیوں کو قید کر لیا، بلج قتل کر دیا گیا، جو ان میں سے بچ گیا وہ رات کے وقت بھاگ گیا۔ الحسن بن علی نے قیدی اور بلج اور اس کے ساتھ والے مقتولین کے سر بغداد بھیج دیئے الحسن

بن علی ایک بوڑھا شخص تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ یحییٰ بن حفص کی نیابت پر مامور تھا۔ اس کی ماں کر دیہ تھی۔
ابو الساج ابن فراشہ کی روانگی مدائن:

مذکور ہے کہ ابو الساج اور اسمعیل بن فراشہ اور یحییٰ بن حفص کو جب مدائن کی طرف جانے کے لئے خلعت پہنایا گیا۔ تو ان لوگوں نے سوق الثناء بازار سہ شنبہ میں لشکر جمع کیا۔ ۲۰ ربیع الاول یوم یکشنبہ کو لشکر کے پیادے خجروں پر سوار ہو کر مدائن کی طرف روانہ ہو گئے پھر الصیادہ گئے اور مدائن کی وہ خندق کھودنا شروع میں جو خندق کسریٰ تھی طلب امداد کے لئے لکھا تو پانچ سو پیادے روانہ کئے گئے شروع میں اس لشکر کی روانگی تین ہزار پیادہ و سوار جماعت کے ساتھ دو ہزار پیادے ہو گئے اس کے بعد دو سو پرانے شاکری بھی مدد میں بھیجے گئے جو کشتیوں میں سوار ہو کر ۴ جمادی الآخر کو وہاں اترے۔

انبار پر قبضہ:

جو کچھ ہوا اس میں سے یہ بھی ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے نجوبہ بن قیس کو اعراب کے ہمراہ انبار بھیج کر وہاں ٹھہرے اور قریب کے اعراب بھرتی کر لیے پھر انبار میں ٹھہر کر اس پر قبضہ کر لیا۔

خبر ملی کہ ترکوں کی ایک جماعت نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس نے دریائے فرات کا پانی انبار کی خندق میں کاٹ لیا پانی کی زیادتی سے خندق بھر گئی اور متصل کے جنگلوں میں بہ نکلا۔

الساہلین تک پانی پہنچ گیا۔ الانبار کے متصل کا علاقہ ایک سیلاب گاہ بن گیا۔ پل منقطع ہو گئے امداد کے لئے لکھا تو رشید بن کاؤس برادر افشین سے اس کے پاس جانے کی خواہش کی گئی۔ پانچ سو سوار پانچ سو پیادہ جملہ ہزار آدمی اس کے ہمراہی تھے۔ وہ سب اس کے ہمراہ کئے گئے۔ روانہ ہو کر عبدویہ کے محل میں لشکر جمع کیا اس طاہر نے اس کی ان تین سو مظلومین سے مدد کی جو سرحدوں سے آئے تھے اور منتخب کر لئے گئے تھے۔ عطا نہیں دے دی گئی تھی وہ لوگ اس کے یہاں سہ شنبہ کو داخل ہوئے رشید ختم ربیع الآخر یوم دوشنبہ کو تقریباً پندرہ سو آدمی کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔

ابو نصر بن بغا کی کارگزاری:

المعتز نے ابو نصر بن بغا کو سہ شنبہ کو سامرا سے راہ الاسحاق روانہ کیا۔ وہ ایک شبانہ روز چل کر صبح کے وقت ٹھیک اس وقت الانبار پہنچا جب کہ رشید بن کاؤس وہاں اتر تھا۔ نجوبہ شہر میں اتر تھا۔ اور رشید بیرون شہر ابو نصر پہنچا تو رشید اور اس کے ہمراہیوں پر جو بلا کسی تیاری کے غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ ٹوٹ پڑا لوگوں کو تہ تیغ کیا تیر اندازی کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ رشید کے بعض ساتھی بھاگ کر اپنے ہتھیاروں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے ترکوں اور مغربیوں سے نہایت شدید جنگ کی ان میں سے ایک جماعت قتل کر دی شاکریہ اور رشید جس راستے سے آئے تھے۔ اسی سے پسپا ہو کر بغداد واپس ہوئے۔

نجوبہ اور رشید کی مراجعت:

نجوبہ کو اس حادثے کی خبر ہوئی جو اصحاب رشید کو پیش آیا۔ کہ ترک رشید کے الانبار کی طرف پسپا ہونے کے وقت ٹوٹ پڑے نجوبہ نے بذریعہ کشتی غربی جانب روانہ ہو کر الانبار کا پل کاٹ دیا۔ ہمراہیوں کی ایک جماعت بھی بذریعہ کشتی گئی رشید اسی شب الحول چلا گیا۔ نجوبہ نے غربی جانب روانہ ہو کر پنج شنبہ کو عشا بن عبد اللہ کو بتایا۔ کہ ترکوں کے الانبار جانے کے وقت اس نے رشید سے کہلا بھیجا

تھا۔ کہ اس کے پاس سوتیرا انداز بھیج دے کہ انہیں مقدمہ الجیش بنائے رشید نے اس سے انکار کیا۔

نجمہ نے ابن طاہر سے یہ درخواست کی کہ کچھ تیرا انداز سوار و پیادہ اس کے ہمراہ کر دے اور بیان کیا۔ کہ وہ لوگ اسی مقام پر جانب غربی اطاعت کے ساتھ امیر المومنین کے انتظار میں مقیم ہیں جو ہوا اس کے پھر پیش نہ آنے کا ذمہ دار بنا۔ ابن طاہر نے شا کر یہ کہ تین سو پیادہ سوار اس کے ساتھ کر دیئے اور اسے پانچ خلعت دیئے وہ ابن ہبیرہ کے محل جا کر وہاں تیاری کرنے لگا۔

الحسین بن اسمعیل کی سپہ سالاری:

محمد بن عبد اللہ نے الانبار کے لئے الحسین بن اسمعیل کو منتخب کیا اور اس کے ہمراہ محمد بن رجاہ الحصاری اور عبد اللہ بن نصر بن حمزہ اور رشید بن کاؤس اور محمد بن یحییٰ کو ایک اور جماعت کو روانہ کیا اس جماعت کے ہمراہ جو نکلے ان کو مال دینے کا حکم دیا شا کر یہ نے انکار کیا جو مصلطیہ سے آئے تھے۔ وہی ان لوگوں سے زیادہ تھے۔ جن کی عطا چار مہینے سے بند تھی اس لئے کہ ان میں سے اکثر بغیر سواری کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے کہ ہم اپنے آپ کو طاقتور بنالیں اور خرید لیں جو عطا نہیں دی جاتی تھی وہ چار ہزار دینار تھی پھر وہ لوگ چار مہینے کی عطا لے کر روانگی پر راضی ہو گئے۔ محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر حسین ایک مجلس میں بیٹھا لشکر کی درستی میں لگا رہا کہ لوگ اور اس کے ساتھی مدینہ ابو جعفر میں اس کے سامنے ہوں اسی روز اس نے اپنے خاص لشکر کی ایک جماعت کو عطا دی حسین اور افسران دفاتر اس کے بعد مدینہ ابو جعفر گئے تین مجلسوں میں ان اہل لشکر کے لئے جو اس کے ساتھ نکلیں عطا مقرر کی گئی یہ سلسلہ ۱۸ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو تمام ہوا۔

الحسین بن اسمعیل کی طلبی:

دوشنبہ کے دن الحسین بن اسمعیل دار لا خلافت میں بلایا گیا۔ اس کے ساتھ سرداران ذیل رشید بن کاؤس محمد بن رجاہ عبد اللہ بن نصر بن حمزہ ارش الفرجانی محمد بن یعقوب برادر حزام یوسف بن منصور بن یوسف البرم الحسین بن علی بن یحییٰ الارمینی الفضل بن محمد بن الفضل اور محمد بن ہرثمہ بن النصر بھی تھے۔ حسین کو خلعت دیا گیا۔ مرتبہ مقدم کر کے فوج ثانی میں کر دیا گیا۔ پہلے وہ فوج چہارم میں تھا۔

ان سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا۔ رشید بن کاؤس مقدمے پر کر دیا گیا۔ محمد بن رجاہ ساتھ پر الحسین مع اپنے ساتھیوں کے چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گیا۔ وصیف اور بغا کو یہ حکم دیا گیا کہ دونوں الحسین سے پہلے اس کی چھاؤنی چلے جائیں عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن طاہر کے تمام سرداروں اور اس کے کاتبوں اور بنو ہاشم اور معززین نے الیاسریہ تک مشایعت کی اہل لشکر کے لئے چھتیس ہزار دینار نکالے گئے باقی لوگوں کے لئے اٹھارہ سو دینار چھاؤنی (الیاسریہ) بھیجے گئے۔

مقدمہ لشکر کی روانگی:

پنج شنبہ کے دن مقدمہ لشکر ایک ہزار پیادہ و سوار کی جماعت میں روانہ ہوا۔ اس کے سردار عبد اللہ بن نصر اور محمد بن یعقوب تھے وہ سب البقیہ میں اترے۔ جو القاطوفہ کے نام سے مشہور ہے ترکوں نے اپنی ایک جماعت المصوریہ بھیج دی تھی جو بغداد سے پانچ فرسخ ہے۔ مغربیوں اور عیاروں میں سے قریب سو آدمی کے تھے سات مغربیوں پر فتح ہوئی جو الحسین کے پاس بھیج دئے گئے اس نے انہیں باب عامہ روانہ کر دیا۔

الحسین بن اسمعیل کی رواگئی:

الحسین ۲۳ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ کو روانہ ہوا۔ جس وقت نجوبہ ورشید کنارے ہٹ گئے۔ اور ترک اور مغربی الانبار چلے گئے تو باشندگان الانبار امان کے لئے پکارنے لگے تھے۔ ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے ان کو پناہ دی گئی۔ اپنی دکانیں کھولنے بازار لگانے اور دل جمعی کے ساتھ کام کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس حد تک انہیں ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے اطمینان دلایا گیا۔ تسکین دی گئی اور امید دلائی گئی کہ ان کے ساتھ وفا کی جائے گی۔ ایک شبانہ روز یہی صورت برقرار رکھی یہاں تک کہ صبح ہوئی باشندگان الانبار کے الانبار پر غلبے کے وقت ان کے پاس چند کشتیاں الرقہ سے آئی تھیں جن میں آتا تھا اور مشکیں تھیں جن میں روغن زیتون تھا۔ ان لوگوں نے لے لیا۔ جتنے اونٹ اور گھوڑے اور گدھے اور خچر وہاں پائے سب جمع کر لئے اور سب کو مع اس شخص کے جو انہیں پہنچا دے سامرا اپنے مکانات روانہ کر دیا۔ اور جو پایا لوٹ لیا۔ نجوبہ ورشید کے ساتھیوں اور اہل بغداد کے مقتولین کے سر اور جنہیں قید کیا تھا سب کو روانہ کر دیا۔ قیدی ایک سو بیس اور سرستر تھے قیدیوں کو ان پالانوں میں لاداجن سے ان کے سر نکال لیے تھے۔ یہاں تک کہ سامرا پہنچے ترک الاسانہ کے دہانے کی طرف گئے پانی کے بند کو گھیر لیا۔ کہ آپ فرات کو بغداد سے منقطع کر دیں، ایک شخص کو مال دے کر بند توڑنے کا آلہ لانے کو بھیجا، خریدتے وقت وہ پہچان لیا گیا۔ عوام الناس کی گالیوں اور مار پیٹ سے قریب تھا۔ کہ موت کے کنارے تک پہنچ جائے آخر ابن طاہر کے گھر لایا گیا۔ اس سے اس کے کام کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو اس نے سچ سچ کہہ دیا۔ پھر اسے قید میں بھیج دیا گیا۔

ابن ابی دلف کو انبار جانے کا حکم:

ابن طاہر نے الحارث نائب ابوالساج کو روانہ کیا تھا، وہ مکے کے راستے میں ابن ہبیرہ کے محل میں تھا پانچ سو شا کر یہ کے سوار بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جو اسی کے ساتھ آئے تھے۔ وہ قصر ابن ہبیرہ سے مع اپنے ہمراہیوں کے ۷ جمادی الاولیٰ کو روانہ ہوا، ابن ابی دلف ہشام بن قاسم دو سو سوار و پیادے کی جماعت میں السعین روانہ کیا گیا کہ وہاں قیام کرے جب الحسین الانبار روانہ ہوا، تو ابن ابی دلف کو لکھا گیا۔ کہ وہ الحسین کے لشکر سے مل کر الانبار جائے بغداد میں الحسین اور مزاحم بن خاقان کے ساتھیوں میں منادی کی گئی کہ وہ اپنے سرداروں سے مل جائیں الحسین روانہ ہو گیا۔ خالد بن عمران جو پہلے روانہ تھا دم میں اتر گیا، اس نے نہر النقی پر پل باندھنے کا ارادہ کیا کہ اس کے ساتھی اس پر سے گزر سکیں، ترکوں نے اسے روکا خالد بن عمران نے ایک جماعت پیادہ لشکر کی ان کی طرف بھیجی جو ان پر فتح مند ہوئے اور خالد نے پل باندھ لیا۔ وہ اور اس کے ساتھی اس پر سے گزر گئے الحسین دم پہنچا، بیرون آبادی لشکر جمع کر کے چھاؤنی میں ایک دن قیام کیا۔ قریہ دم کے اوپر نہر رقیل اور نہر النقی کے متصل ترکوں کے طلوعی ملے الحسین نے اپنے ساتھیوں کو کنارے صف بستہ کھڑا کر دیا۔ ترک اس کے دوسرے کنارے قریب ایک ہزار آدمی کے تھے۔ آپس میں تیر اندازی کرنے لگے، دونوں میں متعدد مجروح ہوئے ترک الانبار واپس گئے۔

الحسین کو فوجی دستوں کی کمک:

نجوبہ ابن ہبیرہ کے محل میں مقیم تھا۔ وہ مع اپنے ہمراہی اعراب وغیرہ کے الحسین سے مل گیا۔ نجوبہ نے خط لکھا، جس میں اپنے ہمراہیوں کے لیے مال مانگا تھا۔ ان کے لئے تین ہزار دینار الحسین کی چھاؤنی بھیجے کا حکم دیا گیا۔ الحسین کے پاس جنگ کے مصیبت

زدوں کے لئے مال اور طوق اور کنگن اور رائج الوقت سکے روانہ کئے گئے۔ اور وعدہ کیا گیا تھا کہ اتنے آدمیوں سے اس کی مدد کی جائے گی کہ اس کا لشکر دس ہزار ہو جائے، وعدہ پورا کرنے کو لکھا، تو ابوالسنا محمد بن عبدوس الغنوی اور الحجاف بن سواد کو مع یلمطین کے ایک ہزار سوار پیادہ اور اس لشکر کے جو مختلف سرداروں کی ماتحتی سے منتخب کیا گیا تھا۔ روانگی کا حکم دیا گیا۔

الحسین بن اسمعیل کا القطیعہ میں قیام:

۲۸ جمادی الاولیٰ کو لوگوں نے اپنا زادراہ لیا، ابوالسنا، اور الحجاف کے ہمراہ نہر کز حایا پر الحول روانہ ہو گئے، وہاں سے دم گئے الحسین نے اپنا لشکر موضع القطیعہ میں اتارا جو اتنا وسیع تھا۔ کہ لشکر کی پوری گنجائش اس میں تھی، وہاں ایک دن اس نے قیام کر کے الانبار کے قرب میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا، رشید اور دوسرے سرداروں نے مشورہ دیا کہ بوجہ گنجائش و حفاظت اسی موضع میں اپنا لشکر اتار دے اور وہ اس کے سردار ایک چھوٹی سی جماعت میں تنہا جائیں، حالات اگر موافق ہوئے تو وہ اپنا لشکر منتقل کرنے پر قادر ہے، اور اگر اس کے خلاف صورت پیش آئی تو اپنا لشکر واپس آ جائے۔ اس نے یہ رائے قبول نہ کی، وہاں سے چلنے پر برانگیختہ کیا، آخر روانہ ہو گئے دونوں موضعوں کے درمیان دو فرسخ یا قریب دو فرسخ کے فاصلہ تھا۔

ترکوں کا الحسین بن اسمعیل پر حملہ:

جب اس موضع میں پہنچے جہاں الحسین نے اترنے کا حکم دیا۔ ترکوں کے جاسوس الحسین کے لشکر میں تھے۔ وہ ترکوں کے پاس گئے اور انہیں الحسین کا کوچ اور جس موضع میں وہ اتر لشکر کے لیے اس کی تنگی کا حال بتایا وہ ان کے پاس اس حالت میں آ گئے کہ یہ لوگ اپنا اسباب اتار رہے تھے، اہل لشکر پریشان ہو گئے اور ہتھیاروں کے لیے پکارنے لگے مقابلے میں صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں فریق کے درمیان مقتول ہونے لگے، الحسین کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا۔ مگر ان پر ترکوں نے ایک بڑی فتح حاصل کی، بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا، جماعت کثیر، دریائے فرات میں غرق ہو گئی، ترکوں نے ایک جماعت گھائیوں میں پوشیدہ رکھی تھی، بقیہ لشکر پر پوشیدہ جماعت نے حملہ کر دیا پھر تو ان کے لیے سوائے فرات کے کوئی امن کی جگہ نہ تھی۔

الحسین کی شکست:

الحسین کے ساتھیوں میں سے خلق کثیر غرق اور ایک جماعت اسیر ہوئی، سوار اپنے گھوڑوں کو مار کر بھاگ رہے تھے کسی طرف پلٹ کر نہیں دیکھتے تھے۔ سردار انہیں پکار پکار کر واپس آنے کو کہہ رہے تھے۔ مگر ان میں سے کوئی واپس نہ ہوا۔ محمد بن رجا اور رشید نے اس روز بڑے بڑے کام کئے، جو شخص شکست کھا کر بھاگا، اس کے لیے سوائے الیا سریہ کے جو بغداد کے دروازے پر تھا۔ کوئی امن کی جگہ نہ تھی، اپنے ساتھیوں کی حالت بھی سرداروں کے قابو میں نہ تھی، اس لیے انہیں اپنی جان کا خوف ہوا۔ واپسی کے ارادے سے اس طرح لوٹے کہ اپنے پس پشت کی حفاظت کر رہے تھے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ ان کا تعاقب کیا جائے ترکوں نے الحسین کے لشکر کے خیموں اور تمام اسباب اور بازار والوں کے مال تجارت پر قبضہ کر لیا۔ کشتیوں میں جو ہتھیار الحسین کے ہمراہ تھے وہ بچ گئے اس لیے کہ ملاحوں نے اپنی کشتیاں بچالیں ان کے ساتھ کشتیوں میں جو ہتھیار اور تجارت کا مال تھا۔ وہ محفوظ رہا۔

ابن زنبور کا بیان:

ابن زنبور کا تب الحسین سے مذکور ہے کہ اس نے الحسین کے لیے بارہ صندوق لئے تھے۔ جس میں کپڑے اور شاہی مال تھا۔

جس کی قیمت آٹھ ہزار دینار تھی، قریب چار ہزار دینار کا اپنے لیے اور تقریباً سو نچر، الحسین کے رضا کار الحسین اور اس کے ہمراہیوں کے خیموں میں گھسے ہوئے تھے۔ وہ بھی بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ کر الیاسریہ پہنچ گئے، زیادہ تر لوٹ ابوالسنا کے ہمراہیوں کے ساتھ ہوئی۔

الحسین بن اسمعیل کی الیاسریہ میں آمد:

الحسین اور ہزیمت خوردہ لوگ ۶ جمادی الآخریوم سہ شنبہ کو الیاسریہ پہنچے الحسین سے ایک تاجر ملا جو ان لوگوں میں تھا جن کا مال اس کے لشکر میں لٹا تھا۔ تاجر نے اسے دیکھ کر کہا کہ ”سب تعریف اللہ کے لیے جس نے تیرا چہرہ روشن کیا تو بارہ دن میں پستی سے بلندی کی طرف پہنچا اور ایک ہی دن میں بلندی سے پستی کی جانب واپس آ گیا“۔ الحسین اسے ٹال گیا۔

ابو جعفر کی روایت:

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ ان خبروں میں سے جو الحسین بن اسمعیل اور اس کے ساتھ کے ان لشکر والوں اور سرداروں کے متعلق ہمیں پہنچیں، جنہیں محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے اس سال الانبار اور اس کے متصل کے شہروں کا قصد کرنے والے ترکوں اور مغربیوں کی جنگ کے لیے بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ایک خبر یہ ہے کہ جب الحسین شکست کھا کر آیا تو اس نے الیاسریہ میں ابن الحروری کے باغ میں قیام کیا دوسرے شکست خوردہ جو آئے وہ الیاسریہ کے غربی جانب ٹھہر گئے انہیں دریا عبور کرنے سے روکا گیا۔

فوجیوں کے لیے اعلان:

الحسین کی فوج کے ان لشکر والوں میں جو بغداد میں آ گئے تھے۔ بغداد میں یہ منادی کی گئی کہ وہ الحسین سے اس کی چھاؤنی میں ملیں، انہیں تین دن کی مہلت دی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ ان میں سے جو شخص تین دن کے بعد بغداد پایا جائے گا۔ اسے تین سو تازیانے مارے جائیں گے اور دفتر سے اس کا نام خارج کر دیا جائے گا۔ آخر وہ سب لوگ چلے گئے۔

جس شب میں الحسین آیا اسی شب میں خالد بن عمران کو یہ حکم ملا کہ وہ الحول میں اپنے ساتھیوں کا لشکر جمع کرے اسی شب اس کے ساتھیوں کو جو السرج میں تھے۔ عطا کیے دے دی گئیں ان ساتھیوں میں جو الحول میں تھے اس سے مل جانے کا اعلان کیا گیا، قدیم رضا کار جو ابو الحسین یحییٰ بن عمر کے سب سے کوفے میں بھرتی کئے گئے تھے پانچ سو تھے خالد کے اعوان و انصار قریب ایک ہزار کے تھے ان سب میں بھی یہی اعلان کیا گیا۔ سب لوگ ۷ جمادی الآخریوم سہ شنبہ کو وہاں جمع ہو گئے۔

الحسین کو الیاسریہ جانے کا حکم:

ابن طاہر نے اس شب کو صبح میں جس میں الحسین پہنچا تھا، شاہ بن میکال کو یہ حکم دیا کہ وہ اس سے ملے اور اسے بغداد میں داخل ہونے سے روکے شاہ اس سے راستے میں ملا اسے ابن الحروری کے باغ میں واپس کر دیا، لوگ دن بھر وہاں مقیم رہے جب رات ہوئی تو ابن طاہر کے گھر گئے ابن طاہر نے ڈانٹا اور الیاسریہ میں واپس جانے کا حکم دیا کہ ان لشکروں کے ساتھ الانبار جائے جو وہاں بھیجے گئے ہیں الحسین اسی شب الیاسریہ چلا گیا۔ ابن طاہر نے لشکر والوں کو ایک مہینے کا خرچ دینے کے لیے بیت المال سے درخواست کی، نو ہزار دینار روانہ کئے گئے دیوان عطا اور دیوان عرض کے کاتب بھی تقسیم کے لیے الیاسریہ پہلے گئے۔

فرمان المستعین کا اعلان:

۷ جمادی الآخر جمعہ کا دن ہوا تو خالد بن عمران ہلایا کے پل پر سے روانہ ہوا، جو پانی کے بند کی جگہ ہے قریب میں کشتیاں روانہ ہوئیں۔ عبید اللہ بن عبد اللہ اور احمد بن اسرائیل اور الحسن بن خالد سوار ہو کر الحسین بن اسماعیل کے لشکر گئے جو الیاسریہ میں تھا، الحسین اور اس کے سرداروں کو المستعین کی جانب سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں ان کی ترک طاعت کی اور جس نافرمانی اور ترک اعانت کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا اس کی تشریح تھی، یہ فرمان اس طرح سنایا جا رہا تھا، کہ لشکر مقیم تھا۔ اور گشت کرنے والے ان میں گشت کر رہے تھے کہ دریافت کریں کہ ہر سردار کی ماتحتی میں سے کون کون قتل ہوا، اور کون کون غرق ہوا۔ اپنے لشکر سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ جو خالد کی معیت میں ہلایا کے بند پر تھا وہ نکلے ان کے پاس الانبار کے کسی سردار کا خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ ترکوں میں دوسو سے زیادہ قتل ہوئے اور قریب چار سو کے مجروح کل قیدی جو ترکوں نے بغدادی لشکر اور پیادہ رضا کاروں میں سے گرفتار کئے دوسو بیس آدمی ہیں مقتولین کے سر شمار کئے تو ستر پائے۔

تجاری کی گرفتاری:

لوگوں نے اہل بازار کی ایک جماعت گرفتار کر لی تھی جو ابو نصر سے چلا کر کہنے لگے کہ ہم تو بازار والے ہیں۔ اس نے کہا کہ انکی ہمراہی کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے (یعنی تم دشمن کی فوج کے ساتھ کیوں تھے) انہوں نے کہا کہ ہم مجبور کئے گئے اس سبب سے نکلے ان میں سے جو بازار یوں کے مشابہ تھے وہ رہا کر دیئے گئے، قیدیوں کو القبطیہ میں قید کرنے کا حکم دیا گیا۔ شاہی خچروں کے داروغہ سے مذکور ہے کہ کل شاہی خچر جو لوٹے گئے ایک سو بیس تھے۔

الحسین بن اسماعیل کی روانگی:

۱۸ جمادی الآخر یوم دو شنبہ کو الحسین نے کوچ کیا، خالد بن عمران کو جو بند پر مقیم تھا۔ یہ لکھا کہ پہلے کوچ کر کے اس کے آگے چلے خالد نے اس سے انکار کیا کہ وہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا، جب تک کوئی دوسرا سردار بڑے لشکر کے ساتھ آ کر اس کی جگہ پر نہ ٹھیرے کیونکہ اسے یہ اندیشہ ہے کہ ترک اپنے لشکر سے قطر بل کی طرف سے اس کے پیچھے آ جائیں گے۔ ابن طاہر نے مال کا حکم دیا۔ جو الحسین بن اسماعیل کو اپنے تمام لشکر کو ایک مہینے کی عطا دینے کے لیے بھیج دیا گیا کہ دم میں انہیں تقسیم کر دیا جائے، یہ بھی حکم دیا کہ کاتب اور الحسین کے ساتھیوں کے عارض (یعنی ان کی تنخواہ تقسیم کرنے والے اور تفصیل بتانے والے) اس مال کے ہمراہ وہیں چلے جائیں فوج کی تنخواہوں کا اور لشکر کو دینے کا کام دیوان الخراج کی جانب سے الفضل بن مظفر السبعی کے سپرد کیا۔ مال السبعی کے ہمراہ الحسین کی چھاؤنی بھیج دیا گیا کہ جب حسین چلے تو سبعی بھی ساتھ ہی ساتھ چلے۔ محمد بن عبد اللہ کی محمد بن عیسیٰ کو ہدایت:

بعض کا بیان ہے کہ الحسین نے شب چار شنبہ ۲۰/ جمادی الآخر آدھی رات کے وقت کوچ کیا اس کے لشکر والے چار شنبہ کو اس کے پیچھے روانہ ہوئے، ساتھیوں میں اس سے مل جانے کا اعلان کر دیا۔ وہ دم پہنچا اور ارادہ کیا کہ نہرائق پر پل باندھ کر اس پر سے عبور کرے مگر ترکوں نے اسے روکا، اس نے پیادہ لشکر کی ایک جماعت ان کے مقابلے میں اس پار بھیجی انہوں نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ فتح مند ہوئے، خالد نے پل باندھا، اس کے ساتھی پار ہوئے، محمد بن عبد اللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کو کچھ زبانی کہہ کر روانہ کیا، کہا جاتا ہے کہ اس کے ہمراہ طوق اور کنگن بھی بھیجے گئے، محمد بن عبد اللہ اپنے مکان واپس گیا۔

الحسین کا ترکوں پر حملہ:

۸ رجب یوم شنبہ کو ایک آدمی الحسین کے پاس آیا۔ اور اسے یہ خبر دی کہ ترکوں کو دریائے فرات کے وہ چند مقامات بتا دیے گئے جہاں کا پانی الحسین کے لشکر میں جاتا ہے اس نے اس آدمی کو دو سو تازیانے مارنے کا حکم دیا پانی کے مقامات پر (جہاں لشکر کو پانی پہنچتا ہے) اپنے ایک سردار کو جس کا نام الحسین بن علی بن یحییٰ الارمینی تھا۔ مع سو پیادہ اور سو سوار کے مقرر کر دیا۔ الحسین کو ترکوں کی پہلی جماعت کا علم ہوا۔ تو وہ ان پر نکلا ان میں چودہ سردار آئے تھے تھوڑی دیر الحسین کے ساتھیوں نے قتال کیا۔

خالد بن عمران کی شکست و پسپائی:

الحسین نے پل پر ابوالسنا کو محافظ مقرر کر کے حکم دیا تھا کہ شکست کھا کر بھاگنے والے کو اس پر سے گزرنے سے روکے، ترک پانی کے مقامات پر آئے۔ پہرہ دیکھا تو اسے عدا چھوڑ گئے، دوسرے گھاٹ پر گئے جو اس پہرے والے کے پیچھے تھا۔ ان سے وہ لوگ قتال کرنے لگے، الحسین بن علی بھی ٹھہر گیا۔ اور قتال کرنے لگا۔ الحسین بن اسمعیل کو اطلاع دی گئی تو اس نے اس طرف کا قصد کیا۔ وہ اس کے پاس نہ پہنچ سکا۔ یہاں تک کہ وہ اور اس کے ہمراہ خالد بن عمران اور اس کے ساتھی شکست کھا بھاگے، ابوالسنا انہیں پل پر سے گزرنے سے روکا پیادے اور خراسانی واپس ہوئے۔ اور اپنے آپ کو دریائے فرات میں ڈال دیا۔ جو اچھی طرح تیرنا جانتے تھے۔ بچ گئے باقی ڈوب مرے، بچنے والوں نے برہنہ ہو کر نجات پائی اور ایسے جزیرے کی طرف نکلے جو ساحل کے قریب نہ تھا۔ کیونکہ ساحل پر ترک تھے۔

الحسین بن اسمعیل کی شکست:

الحسین کے کسی لشکری نے بیان کیا کہ الحسین بن علی الارمینی نے الحسین بن اسمعیل سے کہا، ابھیجا کہ ترک پانی کے مقام پر آ گئے وہ قاصد اس کے پاس آیا۔ تو اس سے کہا گیا۔ کہ امیر (یعنی الحسین بن اسمعیل) سو رہا ہے۔

قاصد واپس گیا۔ اور اسے اطلاع دی، اس نے دوبارہ واپس کیا تو دربان نے کہا، کہ امیر بیت الخلا میں ہے۔

پھر واپس ہوا اور اسے خبر دی، اس نے سہ بارہ قاصد کو بھیجا تو کہا کہ بیت الخلا سے نکل کر پھر سو گیا۔

آخر صبح کی روشنی بلند ہو گئی، ترک پار آ گئے اور الحسین ایک چھوٹی کشتی یا مچھلی کے شکار کی کشتی میں بیٹھ کر پارا تر گیا، خراسانیوں

کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی، جنہوں نے اپنے کپڑے اور ہتھیار پھینک دیئے تھے، اور برہنہ ساحل پر بیٹھے تھے۔

الحسین بن اسمعیل کے لشکر گاہ پر ترکوں کا قبضہ:

ترکی جھنڈے والے چلے، انہوں نے اپنے جھنڈے الحسین بن اسمعیل کے خیمے پر لگا دیئے اور بازار پر قبضہ کر لیا، اکثر کشتیاں

روانہ ہو گئیں تو بچ گئیں، سوائے ان کشتیوں کے جو وہاں مقرر تھیں۔ ترک الحسین کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے انہیں نہ تیغ کیا،

قریب دو سو کے قتل و قید کئے۔ بہت سی مخلوق غرق ہو گئی الحسین اور شکست خورہ لوگ آدھی رات کو بغداد پہنچے، جن میں مجروح بہت

تھے۔ وہ لوگ آدھے دن تک اس طرح آگے پیچھے برابر آتے رہے کہ برہنہ تھے، اور ان کے جسم کا اکثر حصہ مجروح تھا۔ الحسین کے

سرداروں میں سے ابن یوسف البرم وغیرہ گم تھے۔ البرم کا خط آیا۔ کہ مفلح کے قریب ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے، الحسین کی دوسری

جنگ سے قیدیوں کا شمار ایک سو ستر سے کچھ زیادہ ہے اور مقتول سو ہیں، وہ گھوڑے جو ان کے قبضے میں ہیں۔ قریب دو ہزار ہیں۔ اور دو

سو فخر ہیں، اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ ایک لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ہیں۔

الہندوانی کے اشعار:

الہندوانی نے الحسین بن اسماعیل کے بارے میں یہ اشعار کہے:

ترجما:

”اے قتال سے بھاگنے میں سب سے زیادہ مضبوط رائے رکھنے والے۔ تو نے پاکی کو ناپاکی سے ملا دیا۔ تو نے ترکوں کی تلواریں کھنچی ہوئی دیکھیں، حالانکہ تو جانتا تھا کہ ترکوں کی تلوار کی قدر کتنی ہے۔ تو ذلت و نقصان کے ساتھ دھکیلا ہوا آ گیا۔ حالانکہ کامیابی عاجزی و اضطراب میں جاری ہے۔“

ابن خاقان اور دیگر امراء کی معترکی اطاعت:

اسی سال جمادی الآخر میں بغداد کے کاتبین اور بنی ہاشم کی ایک جماعت المعزز سے مل گئی سرداروں میں سے مزاحم بن خاقان ارطوح کاتبین میں سے عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح، یعقوب بن اسحاق، نمازی، یعقوب بن صالح بن مرشد، مقلہ، مزاحم بن یحییٰ بن خاقان کا ایک لڑکا بنی ہاشم میں سے علی اور محمد فرزندان الواثق، محمد بن ہارون بن عیسیٰ بن جعفر اور محمد بن سلیمان عبدالصمد بن علی کے فرزندوں میں تھے۔

آل ہارون بن معمر کے مکانات کا انہدام:

اسی سال محمد بن خالد بن یزید اور محمد مولد جو خالص عرب نہ تھا۔ اور ایوب بن احمد کے درمیان البسکیر میں جو بنی تغلب کی زمین میں ہے جنگ ہوئی جس میں فریقین کی بڑی جماعت قتل ہوئی، محمد بن خالد بھاگ گیا۔ دوسروں نے اس کا سامان لوٹ لیا۔ ایوب نے آل ہارون بن معمر کے مکانات منہدم کر دیئے۔ ان کے مردوں میں سے جو ملا قتل کر دیا۔
فتح مطمورہ:

اسی سال ہکا جور کی وہ جنگ ہوئی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مطمورہ فتح ہوا۔ بہت سامان غنیمت ملا۔ کفار کی ایک جماعت قید ہوئی، اس کے متعلق المستعین کو ایک عریضہ ملا جس کی تاریخ ۲۷ ربیع الآخر ۲۵۱ھ یوم دوشنبہ تھی۔
جعلان کی شکست:

اسی سال ۲۲ رجب یوم شنبہ کو محمد بن رجاء اور اسماعیل بن فراسہ اور جعلان ترک کے درمیان علاقہ بادرایا ویا کسایا میں جنگ ہوئی ابن رجاء و ابن فراسہ نے جعلان کو شکست دی۔ دونوں نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا۔
بایکباک کا قتل:

اسی سال رجب میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، دیوداد ابوالساج اور بایکباک کے درمیان علاقہ جرجرایا میں جنگ ہوئی، جس میں ابوالساج نے بایکباک کو قتل کر دیا اس کے آدمیوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، اور ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ایک جماعت النہروان میں غرق ہو گئی۔
بنی ہاشم کی مستعین کو دھمکی:

اسی سال نصف رجب کو بغداد کے عباسی بنی ہاشم جمع ہو کر اس جزیرے گئے جو محمد بن عبداللہ کے مکان کے سامنے ہے۔

المستعین کو پکارنے اور محمد بن عبد اللہ کو بری بری گالیاں دینے لگے کہ ”ہماری تو عطائیں بند کر دی گئی ہیں اور مال ان اغیار کو دیا جا رہا ہے جو اس کے مستحق بھی نہیں، ہم لوگ بھوکے اور دبے ہو کر مر رہے ہیں۔ ہمارے وظیفے ہمیں دیتا ہے تو دے ورنہ ہم لوگ دروازوں کا رخ کریں گے اور انہیں کھول کر ترکوں کو اندر بلا لیں گے پھر اہل بغداد میں سے کوئی شخص بھی ہماری مخالفت نہ کر سکے گا۔“

بنی ہاشم سے مصالحت کی کوشش:

کشتی پر شاہ بن کمیل ان کے پاس آیا۔ ان سے گفتگو کی ان کی خوشامد کرنے لگا کہ ان میں سے تین آدمی کشتی پر اس کے ہمراہ چلیں کہ وہ انہیں ابن طاہر کے پاس پہنچا دے، انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور سوائے محمد بن عبد اللہ کو گالی دینے اور شور مچانے کے اور کسی بات پر راضی نہ ہوئے، شاہ ان کے پاس سے واپس آ گیا، وہ لوگ رات کے قریب تک اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد واپس چلے گئے۔ دوسرے روز پھر جمع ہوئے محمد بن عبد اللہ نے ان کے پاس کسی کو بھیجا اور دو شنبہ کو دار الخلافہ میں حاضر ہونے کو کہا کہ کسی کو ان سے گفتگو کرنے کا حکم دے، وہ دار الخلافہ گئے، محمد بن داؤد طوسی ان سے گفتگو کے لیے مامور ہوا۔ اس نے انہیں ایک مہینے کا وظیفہ دیا کہ یہ لے لیں اور خلیفہ کو اس سے زیادہ تکلیف نہ دیں انہوں نے ایک مہینے کا وظیفہ لینے سے انکار کیا اور واپس چلے گئے۔

الحسین بن محمد بن حمزہ کا خروج:

اسی سال کوفہ میں طالبین میں سے ایک صاحب نکلے جن کا نام الحسین بن محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسین..... بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھا اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو قائم مقام بنایا جن کا نام محمد بن جعفر بن الحسین بن حسن اور کنیت ابو احمد تھی۔ المستعین نے مزاحم بن خاقان ارطوچ کو روانہ کیا، علوی کوفہ کے دیہات میں تین سو بنی اسد اور تین سو چارودیہ وزیدہ کے آدمیوں کے ساتھ تھے۔ ان میں اکثر لوگ صوفی تھے۔ اس زمانے میں کوفہ کا عامل احمد بن نصر بن مالک الخزاعی تھا علوی نے احمد بن نصر کے ساتھیوں میں سے گیارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ جن میں کوفہ کے لشکر کے چار آدمی تھے احمد بن نصر ابن ہبیرہ کے محل بھاگ گیا۔ پھر وہ ہشام بن دلف متبع ہو گئے، ابو دلف کوفہ کے کسی دیہات کے قریب تھا، جب مزاحم قریہ شاہی تک پہنچا تو اسے وہاں قیام کرنے کو لکھا گیا کہ وہ علوی کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجے جو ان کو مطیع بنا کر واپس لائے اس نے داؤد بن القاسم الجعفری کو روانہ کیا۔ اور کچھ مال کا حکم دیا۔ وہ روانہ ہو گیا۔ مزاحم کو داؤد کی خبر ملنے میں دیر ہوئی تو قریہ شاہی سے کوفہ چلا گیا وہاں پہنچ کر علوی کا ارادہ کیا، مگر وہ جا چکے تھے۔ تلاش میں ایک سردار کو روانہ کیا، کبوتروں کی ڈاک کا انتظام تھا، اسی کے ذریعہ کوفہ فتح کرنے کا حال لکھ بھیجا۔

اہل کوفہ کی سرکوبی:

مذکور ہے کہ اہل کوفہ نے مزاحم کے آنے کے وقت علوی کو اس کے قتال پر برا بیچنے کیا اور مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، علوی فرات کے غربی جانب نکلے، مزاحم نے اپنے ایک سردار کو فرات کے شرقی جانب روانہ کر کے حکم دیا کہ کوفہ کے پل کو عبور کر لے، پھر لوٹے سردار اس کام کے لیے روانہ ہوا، مزاحم نے اپنے بعض ہمراہیوں کو یہ حکم دیا کہ قریہ شاہی میں فرات کے دہانہ آب پر بذریعہ کشتی جائیں آگے بڑھ کر اہل کوفہ سے جنگ کریں اور مقابلے میں صف بستہ ہو جائیں، وہ روانہ ہوئے، مزاحم بھی ساتھ چلا، اس نے فرات کو اس

طرح عبور کیا کہ اپنا اسباب اور اپنے بقیہ ساتھی پیچھے چھوڑ گیا۔ جب اہل کوفہ نے انہیں دیکھا تو جنگ شروع کر دی، مزاحم کا سردار ان کے پاس پہنچ گیا تو اس نے ان کے پیچھے سے قتال شروع کر دیا اور مزاحم نے ان کے سامنے سے سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے ان میں سے کوئی نہ بچا۔

علویوں کی گرفتاری:

ابن الکرویہ سے مذکور ہے کہ مزاحم کے کوفہ میں داخل ہونے سے قبل اس کے ساتھیوں میں سے تیرہ آدمی مقتول ہوئے، زید یہ کے صفیوں میں سے سترہ آدمی اور اعراب میں سے تین سو آدمی، مزاحم کوفہ میں داخل ہوا تو اس پر پتھر پھینکے گئے، اس نے کوفہ کے دونوں جانب آگ لگا دی۔ سات بازار جلادینے۔ یہاں تک کہ آگ السبع تک پہنچ گئی اس مکان پر چڑھائی کی جس میں وہ علوی تھے۔ پہلے وہ فرار ہو گئے، پھر گرفتار کر کے لائے گئے، اس جنگ میں ایک علوی کام آئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جتنے علوی کوفہ میں تھے سب قید کر لیے گئے اور بنی ہاشم بھی قید کر لیے گئے۔ وہ علوی انہیں میں سے تھے۔

ابو اسماعیل علوی کا بیان:

ابو اسماعیل علوی سے مذکور ہے کہ مزاحم نے کوفہ میں ایک ہزار مکان جلادینے اس نے ان کے ایک آدمی کی لڑکی کو گرفتار کیا اور اسے بہت ڈانٹا۔ مذکور ہے کہ مزاحم نے علوی کی باندیاں گرفتار کر لیں، جن میں ایک آزاد عورت بھی ملی ہوئی تھی، انہیں اس نے مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا اور ان پر (نیلام کے لئے) بولی بولنے لگا۔

مزاحم کے نام المعتز کا فرمان:

اسی سال نصف رجب کو المعتز کی جانب سے مزاحم کے پاس ایک فرمان آیا۔ جس میں اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور اس سے اور اس کے ساتھیوں سے وعدہ تھا کہ جو چاہیں ملے گا۔ مزاحم نے وہ فرمان اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا۔ ترکوں، فرغانیوں اور مغربیوں نے اس کو قبول کر لیا۔ شاکر یہ نے انکار کر دیا۔ مزاحم مطیع جماعت کے ہمراہ المعتز کے پاس چلا گیا۔ وہ قریب چار سو آدمی کے تھے ابونوح مزاحم سے پہلے سامرا آچکا تھا۔ اسی نے اسے فرمان بھیجے کا مشورہ دیا تھا، مزاحم الحسین بن اسماعیل کا منتظر تھا، جب الحسین کو شکست ہوئی تو وہ بھی سامرا چلا گیا۔ المستعین نے کوفہ فتح کرنے پر مزاحم کو دس ہزار دینار اور پانچ خلعت اور ایک تلوار روانہ کی تھی۔ قاصد یہ سب لے کر اس کے پاس روانہ ہوا، اس نے لشکر کو جو مزاحم کے ساتھ تھا۔ راستے میں پایا۔ سب لوگ ایک ساتھ پلٹ کر محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر گئے۔ اور مزاحم کے واقعات سے اس کو اطلاع دی لشکر اور شاکر یہ میں الحسین بن یزید الحرنی کا قائم مقام اور ہشام بن ابی دلف اور الحارث خلیفہ ابوالساج بھی تھا۔ ابن طاہر نے یہ حکم دیا۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو تین تین خلعت دیئے جائیں۔

علویوں کا عینوی میں ظہور:

مذکور ہے کہ یہی علوی اسی سال آخر جمادی الآخر میں عینوی میں ظاہر ہوئے تھے، اعراب کی ایک جماعت ساتھ ہو گئی تھی ان میں وہ قوم بھی تھی جو ۲۵۰ھ میں یحییٰ بن عمر کے ساتھ نکلی تھی، ہشام بن ابی دلف اس علاقے میں آیا تھا۔ تو علوی قریب پچاس آدمی کی ایک جماعت کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے، ہشام نے شکست دی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ بیس آدمیوں اور لڑکوں کو قید کر لیا وہ علوی

کوفہ بھاگ گئے وہاں پوشیدہ رہے اس کے بعد نکلے قیدی اور مقتولین کے سر بغداد بھیج دیئے گئے ان میں سے وہ پانچ شخص پہچانے گئے جو ابوالحسین یحییٰ بن عمر کے ساتھیوں میں سے تھے وہ رہا کر دیئے گئے محمد بن عبد اللہ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے رہا ہونے کے بعد دوبارہ خروج کیا اسے پانچ سوتازیاں مارے جائیں جمادی الآخر کے آخر دن انہیں تازیانے مارے گئے۔

متفرق واقعات:

مذکور ہے کہ جب ابوالساج کے وہ خطوط جو بایکباک سے اس کی جنگ کے متعلق تھے اسی سال ۱۸۱ھ جب کوآئے تو دس ہزار دینار بطور اس کی امداد کے اور ایک خلعت جس میں پانچ پارچے تھے اور ایک تلوار اسے بھیجی گئی۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے منکجور بن حیدروس اور ترکوں کی ایک جماعت کے درمیان مدائن کے دروازے پر جنگ ہوئی۔ جس میں منکجور نے انہیں شکست دی اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

اسی سال موسم گرما میں بکا جور کی وہ جنگ ہوئی جس میں اسے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ بڑی فتح حاصل ہوئی۔ اسی سال یحییٰ بن ہرثمہ اور ابوالحسین بن قریش کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک جماعت قتل ہوئی۔ ابوالحسین بن قریش کو شکست ہوئی۔

باب بغوار یا کی جنگ:

۱۲ شعبان یوم پنج شنبہ کو باب بغوار یا میں ترکوں اور ابن طاہر کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی اس کا سبب یہ ہوا کہ باب بغوار یا کا محافظ ابراہیم بن محمد بن حاتم اور سردار فوج النسادی مع تین سوار و پیادے کے تھا ترک اور مغربی بڑی جماعت کے ساتھ آئے فصیل میں دو جگہ نقب لگا کر اندر گھس آئے النسادی نے ان سے قتال کیا انہوں نے اسے شکست دی اور باب الانبار چلے گئے جہاں ابراہیم بن مصعب اور ابن ابی خالد اور ابن اسد داؤد سیاہ محافظ تھے۔ وہ لوگ ان کے باب بغوار یا میں داخل ہونے سے بے خبر تھے۔ انہوں نے ان سے سخت قتال کیا فریقین کی ایک جماعت قتل ہوئی اہل بغداد میں سے جو لوگ باب الانبار پر تھے۔ وہ اس طرح بھاگے کہ کسی چیز کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ ترکوں اور مغربیوں نے باب الانبار میں آگ لگا دی وہ جل گیا اور جتنی تختہ نشین اور سنگ باری کے آلات باب الانبار پر تھے۔ سب جلا دیئے۔ بغداد میں داخل ہو کر باب الحدید اور قبرستان رہتہ تک پہنچ گئے قریب قریب جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے تھا سب جلا دیا اور ان دکانوں پر اپنے جھنڈے نصب کر دیئے جو اس مقام کے قریب تھیں لوگ اس طرح بھاگے کہ کوئی ان کے مقابلے میں نہ ٹھہرا۔

بغا اور وصیف کی جنگ:

یہ واقعہ صبح کی نماز کے وقت ہوا تھا ابن طاہر سرداروں کے پاس گیا مسلح ہو کر سوار ہوا باب درب صالح المسکین پر ٹھہر گیا۔ سردار اس کے پاس آ گئے انہیں باب الانبار اور باب بغوار یا اور ان تمام دروازوں کی طرف روانہ کیا جو غربی جانب تھے ان دروازوں کو آدمیوں کے ذریعے سے محفوظ کر دیا بغا اور وصیف بھی سوار ہوئے بغا اپنے ساتھیوں اور لڑکے کے ہمراہ باب بغوار یا روانہ ہوا۔ شاہ بن میکال العباس بن قارن الحسین بن اسمعیل اور عیار باب الانبار گئے تو یہ لوگ دروازے کے اندر ترکوں سے ملے العباس بن قارن نے ان پر سبقت کی۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس نے ایک ہی مقام میں ترکوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ ان

کے سر ابن طاہر کے دروازے پر روانہ کر دیئے ان دروازوں پر لوگوں کی کثرت ترکوں سے زیادہ ہو گئی ان لوگوں نے ترکوں کو دفع کیا اور ان کی ایک جماعت کے مقتول ہونے کے بعد انہیں نکال دیا بغاشرابی جماعت کثیر کے ساتھ باب بغوار یا کی طرف نکلا تھا۔ اس نے ترکوں کو غافل پایا۔ ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا باقی لوگ بھاگ کر اس دروازے سے نکل گئے۔

باب الشمالیہ کی جنگ:

بغان سے عصر تک برابر جنگ کرتا رہا انہیں شکست ہوئی وہ بھاگے بغا اس دروازے پر محافظ مقرر کر کے باب الانبار واپس آیا اور اینٹ چونا بھیجنے کا انتظام کیا دروازے کی نقب کے بند کرنے کا حکم دیا اور اسی دن باب الشمالیہ پر بھی نہایت شدید جنگ ہوئی تھی۔ جس میں فریقین کی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ بڑی جماعت قتل ہوئی دوسرے لوگ مجروح ہوئے اس دن جس نے ترکوں سے قتال کیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ یوسف بن یعقوب قومرہ تھا۔

المظفر بن سیسل کا استعفیٰ

اسی سال محمد بن عبد اللہ نے المظفر بن سیسل کو یہ حکم دیا۔ کہ وہ الیاسریہ میں لشکر جمع کرے۔ جمعیت فراہم کر کے وہ الکناسہ چلا گیا۔ اور الاشروسی ملا تو اس نے فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا۔ شاکریہ کے آدمیوں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ کہ المظفر بھی انہیں کے ساتھ شامل ہو جائے۔ الکناسہ میں چھاؤنی قائم کرے دونوں کا حال ایک ہی رہے اور اس علاقے کا انتظام کرے وہ دونوں اس جگہ ایک زمانے تک رہے اشروسی نے مظفر کو حکم دیا۔ کہ ترکوں کا حال دریافت کرے کہ ان کے معاملے میں جیسا مناسب سمجھے تدبیر کرے مظفر نے اس سے انکار کیا ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت لکھ بھیجی اور مظفر نے لکھا کہ وہ الکناسہ کے قیام سے مستعفی ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جنگ کا اہل نہیں ہے اس کا استعفا منظور ہو گیا اسے واپسی کا اور اپنے گھر ہی میں رہنے کا حکم دیا گیا لشکر وہاں دران لشکر سب کے سب اشروسی کے سپرد کر دیئے گئے مظفر کے بہادروں کی جمعیت بھی اسی کے ساتھ شامل کر دی گئی اس علاقے کا وہ تنہا سردار بنا دیا گیا۔

ہشام بن ابی دلف کی مراجعت بغداد:

اسی سال ماہ رمضان میں ہشام بن ابی دلف اور علوی بیرون مینوی مل گئے ان کے ہمراہ بنی اسد کا بھی ایک آدمی تھا۔ انہوں نے قتال کیا جس میں علویوں کے ساتھیوں میں سے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ تقریباً چالیس آدمی مارے گئے۔ دونوں جدا ہو گئے۔ وہ علوی کو فہ چلے گئے اور معزز کے لئے وہاں کے باشندوں سے بیعت لینے لگے ہشام بن ابی دلف بغداد چلا گیا۔

ابو الساج کا ترکوں پر حملہ:

اسی سال ماہ رمضان میں ترکوں اور ابو الساج کے درمیان علاقہ جرجرایا میں ایک جنگ ہوئی جس میں ابو الساج نے انہیں شکست دی ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور دوسری جماعت کو قید کر لیا۔

اشروسی کا قتل:

۲۹ رمضان کو اشروسی قتل کر دیا گیا اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ ابو نصر بن بغا جب الانبار اور اس کے قرب وجوار پر غالب آ گیا اور اس علاقے سے ابن طاہر کے لشکروں کو شکست دے کر وہاں سے نکال دیا تو اس نے اپنے لشکر اور اپنے آدمی جانب غربی

بغداد کے اطراف میں پھیلا دیئے۔ ابن ہبیرہ کے محل کی طرف چلا گیا وہیں ابن طاہر کی جانب سے نجوبہ بن قیس بھی تھا پھر وہ بے لڑے بھڑے بھاگ گیا۔ ابو نصر نہر صرصر چلا گیا۔ ابن طاہر کو اس جنگ کی خبر ملی جو ابو الساج اور ترکوں کے درمیان جرجانیا میں ہوئی تھی۔ اس نے اشروسی کو ابو الساج کے ساتھ شامل ہونے اور مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا، دن بھر چلا اور صبح کو مدائن پہنچا، وہاں اس کی آمد ترکوں کی آمد کے ساتھ ہوئی۔ مدائن میں ابن طاہر کے سردار اور آدمی بھی تھے۔ ان سے ترکوں نے قتال کیا۔ ابن طاہر کے آدمیوں کو شکست ہوئی وہاں جو سردار تھے ابو الساج سے مل گئے اشروسی نے بھی شدید جنگ کی، ابن طاہر کے آدمیوں کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی اپنے مع اپنے ہمراہیوں کے جو ابو الساج کے پاس جانے کو چلا ہی تھا۔ کہ لوگوں نے اسے پالیا۔ اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابن القواریری کا بیان:

ابن القواریری سے کہ ایک سردار تھا مذکور ہے کہ میں اور ابو الحسین بن ہشام بغداد کے دروازے پر مقرر تھے۔ منکجور باب سا باط پر تہا مقرر تھا۔ اس کے دروازے کے قریب مدائن کی دیوار میں ایک درز تھی امین نے منکجور سے اس کے بند کرنے کی درخواست کی، اس نے انکار کیا، ترک اسی درز سے گھس آئے اور اس کے ساتھی آئے تو اشروسی نے ظاہر کیا کہ میں امیر ہوں۔ میں سوار ہوں۔ اور میرے ہمراہ اور بھی سوار ہیں۔ ہم لوگ ساحل پر جا رہے ہیں۔ پیادے کشتیوں پر ہیں۔ اس نے تھوڑی دیر ترکوں کی مدافعت کی پھر وہ خود ابو الساج کے یا اس علاقے کے ارادے سے چلا اور اس کا لشکر بدستور کشتیوں میں رہا۔ میں (ابن القواریری) اس کے بعد پورے ایک گھنٹے تک ٹھہرا رہا۔ میرے زیر ران ایک زرکار زیوروں سے مرصع گھوڑا تھا۔ میں ایک نہر کی طرف چلا گیا۔ ترکوں کو میری اطلاع ہو گئی میں گھوڑے سے اتر گیا۔ انہوں نے میرا ارادہ کیا۔ کہ نہر ہی گھوڑے والے کو پکڑو، میں نہر سے پیادہ نکلا اپنے ہتھیار بھی پھینک دیئے تھے۔ آخر بیچ گیا۔ ابن القواریری اور اس کے ساتھیوں سے ابن طاہر ناخوش ہوا اور انہیں اپنے گھروں میں ہی رہنے کا حکم دیا۔ اشروسی غرق ہو گیا۔

محمد بن عبد اللہ بن طاہر کا فوجی امراء کو مشورہ:

اسی سال ۴ شوال محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنے ان تمام سرداروں کو جمع کیا جو بغداد کے دروازوں پر محافظ مقرر تھے۔ ان سب سے معاملات میں مشورہ لیا، جتنی ہزیمتیں ان پر نازل ہوئیں۔ ان سے انہیں آگاہ کیا سب نے اس کی مرضی کے موافق جان و مال دینے کا یقین دلایا۔ اس نے جزائے خیر کی دعادی اور انہیں المستعین کے پاس لے گیا خلیفہ کو اس گفتگو سے جو اس نے ان سے کی اور اس جواب سے جو انہوں نے اسے دیا آگاہ کیا۔ المستعین نے ان لوگوں سے کہا کہ اے گروہ سرداران! اگر میں اپنی ذات یا اپنی سلطنت کے لئے قتال کروں تو تم لوگ میرے ساتھ قتال نہ کرو میں صرف تمہارے مال اور تمہارے عام کے لئے قتال کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ترکوں اور ان کے مشابہ لوگوں کے آنے سے پہلے تمہارے معاملات تمہاری طرف پھیر دے لہذا تم پر خیر خواہی اور ان نافرمانوں کے قتال میں کوشش واجب ہے۔ انہوں نے اچھا جواب دیا۔ انہیں جزائے خیر کی دعادی اور اپنے مرکز پر واپس جانے کا حکم دیا، وہ واپس چلے گئے۔

ترکوں اور اہل بغداد کی جنگ:

اسی سال ذیقعد کے چند روز گزرنے کے بعد یوم دوشنبہ کو اہل بغداد کی وہ جنگ عظیم ہوئی جس میں انہوں نے ترکوں کو شکست

دی۔ اور ان کے لشکر کو لوٹ لیا۔ اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ بغداد کے دونوں جانب کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور پتھر مارنے کے آلات تمام دروازوں پر نصب کر دیئے گئے، شارات یعنی مسلح چھوٹی چھوٹی کشتیاں دجلے میں چھوڑ دی گئیں، ان کشتیوں سے تمام لشکر باہر نکل آیا۔ ابن طاہر اور بغا اور وصیف جس وقت دونوں فریق جنگ میں مشغول تھے اور جنگ بڑی شدت سے جاری تھی نکل کر باب القطیہ گئے پھر بذریعہ کشتی باب الشماسیہ گئے ابن طاہر ایک خیمے میں بیٹھ گیا جو اس کے لئے لگایا گیا تھا۔

ترکوں کی شکست و فرار:

بغداد کی ایک تیر انداز جماعت چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سامنے آئی یہ ایسے قادر انداز تھے کہ بسا اوقات ایک ہی تیر سے کئی اشخاص کو نشانہ بناتے اور قتل کر ڈالتے اس جماعت نے ترکوں کو شکست دی۔ اہل بغداد نے ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ ترک اپنے لشکر پہنچ گئے اہل بغداد نے ان کا بازار لوٹ لیا۔ اور ان کی کشتی کو جس کا نام الحمد یدی تھا اور جو اہل بغداد پر ایک آفت تھی آگ لگا دی جو اس میں تھا ڈوب گیا ان کی دو جنگی کشتیاں بھی لے لیں ترک اس طرح اپنے منہ کے بل بھاگے کہ پھر پلٹ کر نہ دیکھا، وصیف اور بغا جب کوئی سر لایا جاتا تو کہنے لگتے کہ مدد کرنے خدا کی قسم چلا گیا۔ اہل بغداد نے رودبار تک ان کا تعاقب کیا، ابو احمد بن المتوکل آزاد غلاموں کو واپس بلا رہا تھا۔ اور انہیں یہ خبر دے رہا تھا کہ ”اگر وہ نہ لوٹے تو ان کے لیے کچھ نہ بچے گا“ یہ قوم سامرا تک ان کا تعاقب کرے گی، لہذا واپس آؤ، بعض ان میں سے واپس آ گئے، عوام سامنے آ کر مقتولین کے سر شمار کر رہے تھے۔ محمد بن عبد اللہ ہر ایک سر لانے والے کو طوق پہنانے اور اسے صلہ دینے لگا۔ یہاں تک کہ سر بہت ہو گئے۔ جو ترک اور آزاد کردہ غلام بغا و وصیف کے ہمراہ تھے۔ ان کے چہروں پر ناگواری ظاہر ہونے لگی، باوجود بی سے ایک غبار اٹھا اور آتش زدہ چیزوں سے دھواں بلند ہوا۔

الحسن بن الافشین کے جھنڈے ترکوں کے جھنڈوں کے ساتھ آئے آگے ایک سرخ جھنڈا تھا۔ جسے شاہک کے ایک غلام نے چھینا تھا۔ اور اسے رد و بدل کرنا بھول گیا تھا۔ لوگوں نے سرخ جھنڈا اور جو اس کے پیچھے تھا۔ اسے دیکھا تو انہیں یہ وہم ہوا کہ ترک ان پر پلٹ پڑے عوام بھاگے جو رک گیا اس نے یہ ارادہ کیا کہ شاہک کے غلام کو قتل کر دے پھر اسے سمجھ گیا۔ جھنڈا جب پلٹ دیا گیا تو بھاگنے والے بھی پلٹ آئے ترک اپنی چھاؤنی واپس ہو چلے انہیں اہل بغداد کے بھاگنے کی خبر نہ ہوئی ورنہ ان پر حملہ کرتے۔

ابو اسلاسل اور نصر سہلب کی جنگ:

اسی سال ابو اسلاسل وکیل وصیف کی علاقہ الجبل میں مغربیوں کے ساتھ جنگ ہوئی اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا۔ کہ مغربیوں میں سے ایک شخص جس کا نام نصر سہلب تھا۔ ایک مغربی جماعت کے ہمراہ ابو اسلاج تقریباً سو پیادہ و سوار آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا، جب یہ لوگ گئے تو وہ مغربی ایک دم سے جھپٹ پڑے ان میں سے نو آدمی قتل ہوئے اور بیس آدمی قید نصر سہلب بھاگ کر بچ گیا۔

اس جنگ کے بعد ابن طاہر اور آزاد غلاموں کے درمیان جنگ موقوف ہو گئی، انہوں نے پھر جنگ نہ کی، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن طاہر اس کے قبل زمانہ صلح میں المعتز کا کاتب تھا۔ جب یہ واقعہ ہوا (یعنی جنگ مستعین و معتز) تو ابن طاہر سے ناپسندیدگی ظاہر کی گئی پھر اسے (معتز نے) لکھا تو اس نے بیان کیا کہ وہ دوبارہ ایسا کوئی کام نہ کرے گا جسے وہ ناپسند کرے۔

اہل بغداد کا محمد بن عبد اللہ سے احتجاج:

اس کے بعد اہل بغداد کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ تو انہیں یہ محاصرہ شاق گزرا، وہ اسی سال کیم ذیقعدہ یوم جمعہ کو بھوک بھوک چلانے لگے اور اس جزیرے گئے جو ابن طاہر کے گھر کی طرف ہے ابن طاہر نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی جماعت میں سے میرے پاس پانچ مشائخ بھیجو انہوں نے ان کو بھیجا جو اس کے پاس پہنچا دیئے گئے ان سے کہا کہ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جنہیں عوام الناس نہیں جانتے ہیں بیمار ہوں، مجھے امید ہے کہ میں لشکر میں عطا تقسیم کر کے انہیں تمہارے دشمن کے مقابلے میں نکالوں گا۔ مشائخ خوش ہو گئے اور بغیر کسی بات کے نکل آئے عوام الناس اور تجار اس کے بعد اس جزیرے کی طرف لوٹے جو ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل ہے سب چلانے لگے۔ اور اشیاء کی گرانی سے اپنی تکلیف کی شکایت کی، اس نے کسی کو ان کے پاس بھیجا جس نے انہیں تسکین دی، وعدہ کیا اور انہیں امید دلائی ابن طاہر نے صلح کے بارے میں المعز کے پاس قاصد روانہ کیا اہل بغداد کی حالت پریشان تھی۔

ابن طاہر اور ابو احمد میں مراسلت:

اسی سال نصف ذی قعدہ کو حماد بن اسحاق بن حماد بن زید بغداد آیا اس کی جگہ ابو سعید الانصاری ابو احمد کے لشکر کو بطور ضمانت روانہ کیا گیا۔ حماد بن اسحاق ابن طاہر سے تنہائی میں ملا، یہ نہیں بیان کیا گیا۔ کہ ان دونوں میں کیا گفتگو ہوئی حماد ابو احمد کے لشکر کی طرف واپس ہوا، پھر حماد ابن طاہر کی طرف واپس آیا، ابن طاہر اور ابو احمد کے درمیان بذریعہ حماد مراسلات جاری ہوئی۔

فوجیوں کا ابن طاہر سے مطالبہ:

۲۳ ذی قعدہ کو ابن طاہر نے ان تمام لوگوں کی رہائی کا حکم دیا۔ جو لڑائی میں ابن طاہر کے خلاف ابو احمد کی اعانت کرنے کی وجہ سے قید کئے گئے تھے وہ سب رہا کر دیئے گئے اس کے دوسرے دن پیادہ لشکر کی ایک جماعت اور بہت سے عوام الناس جمع ہو گئے۔ لشکر نے اپنی تنخواہیں مانگیں اور عوام نے اس بد حالی کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تنگ تھے۔ سودے کی گرانی اور محاصرے کی شدت کی شکایت کی کہ یا تو نکل کر قتال کریا ہمیں چھوڑ دے اس نے ان سے بھی نکلنے یا صلح کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا اور انہیں امید دلائی، وہ لوگ واپس گئے۔

محافظ پل ابو مالک کا فرار:

۲۵ ذی قعدہ کو قید خانے اور پل اور اس کے گھر کا دروازہ اور جزیرہ لشکر اور آدمیوں سے بھر گیا۔ بہت آدمی جزیرے میں آئے۔ ابن طاہر کے آدمیوں نے کہ جزیرے میں مامور تھے۔ ان لوگوں کو ہٹایا۔ وہ لوگ شرقی جانب پل کی طرف چلے گئے، عورتوں کا قید خانہ کھول دیا۔ جو عورتیں تھیں انہیں نکال دیا۔ علی بن جشیر اور جس قدر طبری اس کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کو مردوں کے قید خانے سے روکا، ابو مالک محافظ پل نے انہیں پل سے روکا۔ تو انہوں نے اس کا سر زخمی کر دیا۔ اور اس کے ساتھیوں کے دو چوپائے زخمی کر دیئے ابو مالک اپنے گھر میں گھس گیا۔ اور انہیں تنہا چھوڑ دیا پھر انہوں نے جو کچھ اس کی مجلس میں تھا سب لوٹ لیا۔ طبریوں نے ان پر حملہ کر کے دروازوں سے نکال دیا۔ انہیں نکال کر دروازے بند کر لئے، پھر ان کی ایک جماعت نکلی، محمد بن ابی

عون بذریعہ کشتی ان کے پاس گیا۔ لشکر کے لئے اس نے چار ماہ کی تنخواہ کا ذمہ لیا۔ تو وہ لوگ اس بات پر واپس چلے گئے۔ ابن طاہر نے ابن جہشیار کے ساتھیوں کو اسی دن ان کی دو ماہ کی تنخواہ دلادی۔

ابن طاہر کے سرداروں کی معتر کی اطاعت:

انہیں دنوں میں ابوالاحمد نے پانچ کشتیاں آٹے اور گہیوں اور جو اور باجرے اور چارے کی ابن طاہر کو بھیجیں جب ۴ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ ہوا تو لوگوں کو المستعین کے معزول کرنے اور المعتر کے لیے بیعت لینے کے متعلق ابن طاہر کا خیال معلوم ہوا ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو ابوالاحمد کے پاس روانہ کیا، یہاں تک کہ انہوں نے المعتر کے لئے اس سے بیعت کر لی، ان میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے گئے، عام لوگوں کا گمان یہ تھا کہ صلح خلیفہ المستعین کے حکم سے ہوئی اور المعتر اس کا ولی عہد بنایا گیا۔

رشید بن کاؤس کی معتر کی اطاعت:

جب چار شنبہ کا دن ہوا، تو رشید بن کاؤس جو باب السلام پر محافظ مقرر تھا۔ سردار نہسل بن صخر بن خزیمہ بن خازم اور عبد اللہ بن محمود کے ساتھ نکل کر ترکوں کی طرف روانہ ہوا کہ ان کے ساتھ ہو جائے، تقریباً ایک ہزار ترک سوار ملے، صلح ہو چکی تھی انہیں سلام کیا، جسے پہچانا اسے معاف کیا انہوں نے اخلاقاً اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، اور اسے اور اس کے پیچھے اس کے بیٹے کو لے گئے۔

اہل بغداد کا ہلڑ:

جب دو شنبے کا دن ہوا۔ تو رشید باب الشماسیہ گیا، لوگوں سے گفتگو کی کہ امیر المومنین اور ابوالاحمد تمہیں سلام کہتے ہیں۔ کہ جو شخص ہماری اطاعت میں داخل ہوگا اسے ہم اپنا مقرب بنالیں گے اور صلہ دیں گے، جو اس کے خلاف اختیار کرے گا، تو وہ جانے، اسے عوام نے گالیاں دیں وہ تمام شرقی دروازوں پر اس طرح گھوما اور اسے اور المعتر کو ہر دروازے پر گالیاں دی گئی۔ جب رشید نے ایسا کیا تو عام لوگوں کو بھی ابن طاہر کا خیال معلوم ہو گیا۔ وہ اس جزیرے کی طرف گئے۔ جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل ہے۔ اسے پکارنے لگے۔ اور نہایت خراب گالیاں دینے لگے۔ اس کے دروازے کی طرف گئے وہاں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا راغب خادم ان کی طرف نکلا اور انہیں جو کچھ وہ کر رہے تھے۔ اس پر برا بھینٹہ کیا۔ جو کچھ وہ المستعین کی مد میں کر رہے تھے اس میں زیادت کی درخواست کی، یہ کہہ کر خادم اس عمارت کی طرف گیا۔ جس میں لشکر تھا۔ انہیں اور ان کے علاوہ ایک دوسری جماعت کو بھی لے گیا۔ وہ تقریباً تین سو مسلح آدمی تھے۔ وہ ابن طاہر کے دروازے کی طرف گئے جو لوگ اس دروازے پر تھے فتح مند ہوئے۔ ان کو انہوں نے دفع کر دیا۔ برابر ان کا قتل کرتے رہے، یہاں تک کہ ڈیوڑھی تک پہنچ گئے اندرونی دروازے کے جلانے کا ارادہ کیا مگر آگ نہ ملی، ان لوگوں نے اس جزیرے میں ساری رات اس طرح گزاری کہ اسے گالیاں دیتے اور برا کہتے رہے۔

ابن شجاع انجی کا بیان:

ابن شجاع انجی سے مذکور ہے کہ میں امیر ابن طاہر کے پاس تھا۔ وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ جو گالیاں دی جا رہی تھیں۔ سن رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی ماں کا نام لیا تو وہ ہنسا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ مجھے نہیں معلوم کہ انہیں میری ماں کا کیونکر معلوم ہو گیا۔ ابو العباس بن طاہر کی بہت سی باندیاں تھیں۔ لوگ جن کا نام نہیں جانتے تھے میں نے جواب دیا۔ اے امیر میں نے تجھ

سے زیادہ وسیع الحکم کسی کو نہیں دیکھا اس نے مجھے جواب دیا کہ اے ابو عبد اللہ میں نے ان پر صبر سے زیادہ موافق اور کچھ نہ دیکھا۔ اس سے چارہ بھی نہیں۔

مستعین کی عوام کو یقین دہانی:

جب صبح ہوئی تو وہ لوگ دروازے پر آگئے اور چلانے لگے۔ پھر ابن طاہر المستعین کے پاس گیا۔ اور درخواست کی کہ وہ ان کے سامنے آئے اور تسکین اور اپنی رائے سے آگاہ کرے۔ مستعین دروازے کے اوپر سے ان کے سامنے آیا۔ لباس خلافت میں ملبوس تھا۔ ابن طاہر اس کے ایک طرف تھا المستعین نے ان سے اللہ کی قسم کھا کر اس تہمت کی تکذیب کی جو ابن طاہر پر لگائی گئی تھی۔ یہ بھی کہا کہ میں بالکل عافیت میں ہوں کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ معزول نہیں کیا گیا ان سے یہ وعدہ کیا کہ وہ کل جمعہ کو نکلے گا۔ کہ انہیں نماز پڑھائے عوام واپس ہوئے۔

فوجی سرداروں کا مطالبہ:

جمہ کا دن ہوا تو لوگ دوبارہ چلا چلا کر المستعین کو طلب کرنے لگے۔ علی بن چیشار کے گھوڑے لوٹ لئے جو پیل کے شرقی دروازے پر ایک ویران مقام میں تھے۔

جو کچھ ان کے مکان میں تھا۔ سب لوٹ لیا گیا۔ وہ بھاگ گیا۔ دن چڑھے تک اسی طرح برابر کھڑے رہے، صیف اور بغا اور ان کی ولاد اور موالی اور دونوں کے سردار اور المستعین کے ماموں آئے سب لوگ دروازے کی طرف گئے صیف اور بغا اپنی خاص جماعت کے اندر چلے گئے المستعین کے ماموں و صیف وغیرہ کے ہمراہ ڈیوڑھی تک گئے مگر گھوڑے پر سے نہ اترے ابن طاہر کو اطلاع دی گئی اس نے اترنے کی اجازت دی انہوں نے انکار کیا کہ یہ دن گھوڑوں کی پشت سے اترنے کا نہیں ہے جب تک ہم اور عوام یہ نہ جان لیں کہ ہم کس حال پر ہوں گے۔ قاصدان کے پاس برابر آمد و رفت کرتے رہے۔ اور وہ لوگ انکار کرتے رہے خود محمد بن عبد اللہ ان کے پاس گیا سخت اور ان سے اترنے اور المستعین کے پاس چلنے کی درخواست کی۔ انہوں نے اسے آگاہ کیا۔ کہ عوام سخت مضطرب ہیں انہیں صحت کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ تو المستعین کے معزول کرنے اور المعز کی بیعت کے خیال میں ہے۔ سرداروں کو المعز کی بیعت کے لئے روانہ کرنا۔ خوف دلانے کا ارادہ کہ حکومت المعز کی منتقل ہو جائے ترکوں اور مغربیوں کا بغداد میں داخل کرنا کہ اہل مدائن اور دیہات والوں میں سے جس پر غالب آئیں اس پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت کریں اور تیری وجہ سے اہل بغداد شک میں پڑ گئے اور اپنے خلیفہ اور اموال اور اولاد اور اپنی جانوں کے خلاف تجھے ملزم و مہتم سمجھے انہوں نے خلیفہ کو مجمع عام میں لانے کی درخواست کی کہ اسے دیکھیں۔

مستعین کا دربار عام:

محمد بن عبد اللہ نے ان کے قول کی صحت کو خوب جان لیا اور لوگوں کے کثرت اجتماع اور ان کی فریاد و زاری کی طرف نظر کی تو اس نے المستعین سے باہر نکلنے کی درخواست کی وہ دارالعامہ (دربار عام) کی طرف نکلا جس میں تمام لوگ داخل تھے۔ وہاں اس کے لیے ایک کرسی بچھائی گئی اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو پہنچایا گیا انہوں نے اسے دیکھا اور نکل کر اپنے پیچھے والوں کو خلیفہ کے بعافیت ہونے کی خبر دی مگر انہوں نے اس پر قناعت نہ کی جب خوب معلوم ہو گیا کہ بغیر نکلے ہوئے انہیں سکون نہ ہو گا۔ لوگوں کی

کثرت بھی معلوم ہو چکی تھی۔ تو بیرونی آہنی دروازہ اس کے حکم سے بند کر دیا گیا، المستعین اور اس کے ماموں اور محمد بن موسیٰ المنجم اور محمد بن عبد اللہ اس درجے کی طرف گئے جو دار العامہ کے صحنوں اور ہتھیار کے خزانوں تک پہنچتا ہے۔ ان کے لئے مجلس کی اس سطح پر جہاں محمد بن عبد اللہ اور فتح بن سہل بیٹھا کرتا تھا منبر بچھائے گئے۔

مستعین کا نقل مکانی کا وعدہ:

المستعین لوگوں کے روبرو اس طرح آیا کہ قبائے سیاہ میں ملبوس تھا سرودوش پر رسول ﷺ کی ردائے مبارکی تھی۔ ہاتھ میں عصا تھا۔ اس نے لوگوں سے گفتگو کی اور انہیں قسم دی اس چادر کے مالک (ﷺ) کا واسطہ کہ وہ کچھ نہ کریں واپس چلے جائیں کیونکہ میں سالم و محفوظ ہوں، مجھے محمد بن عبد اللہ کی جانب سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ لوگوں نے اس سے سوار ہونے اور محمد بن عبد اللہ کے مکان سے نکلنے کی درخواست کی، اس لئے کہ انہیں محمد بن عبد اللہ کی جانب سے اطمینان نہ تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ اس کے مکان سے اپنی پھوپھی ام حبیب بنت الرشید کے مکان پر منتقل ہونے کو تیار ہے۔ پہلے مکان کا وہ حصہ جس میں اس کی سکونت مناسب ہے اس کے لئے درست کر دیا جائے۔ اس کا مال و اسباب اور خزانہ اور ہتھیار اور جو کچھ محمد بن عبد اللہ کے مکان میں ہے۔ منتقل کر دیا جائے یہ سن کر اکثر لوگ واپس چلے گئے اہل بغداد کو سکون ہو گیا۔

اہل بغداد کی ابن طاہر سے معذرت:

اہل بغداد کا ابن طاہر پر بار بار ہجوم کرنا اور اسے بری باتیں سننا نارنگ لایا۔ ابن طاہر بغداد کے عہدہ داران معاون کے پاس آیا۔ کہ جتنے اونٹ اور گدھے ان کے قابو میں آسکیں، مہیا کریں۔ کہ وہ بھی وہاں سے منتقل ہو جائے، لوگوں نے بیان کیا کہ اس کا ارادہ تھا۔ کہ مدائن کا قصد کرے اس کے دروازے پر ایک جماعت مشائخ حرمیہ اور باشندوں کے معززین کی جمع ہو گئی، سب کے سب اس سے معذرت کر رہے تھے۔ اور ان لوگوں کے ناروا برتاؤ کے معاف کرنے کی درخواست کرتے تھے۔ کہ جو کچھ نادانوں نے کیا، وہ محض اپنی بد حالی کی وجہ سے کیا۔ جس میں مبتلا تھے۔ اور اس فاقے کی وجہ سے جس نے بھوکوں مار رکھا تھا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابن طاہر نے انہیں نہایت عمدہ جواب دیا۔ پاکیزہ بات کہی ان کی تعریف کی اور جو کچھ ہوا تھا معاف کر دیا۔ ان کا اور ان کے نوجوانوں اور نادانوں کا (مصافحے کے لئے) ہاتھ پکڑنے کو ان کی طرف بڑھا۔ ترک سفر کے متعلق ان کی بات مان لی۔ اور عہدہ داران معاون کو سواریاں روکنے کی ممانعت لکھ دی۔

مستعین کا رزق الخادم کے مکان میں قیام:

ذی الحجہ کے چند دن گزرنے کے بعد المستعین محمد بن عبد اللہ کے مکان سے منتقل ہو گیا وہاں سے سوار ہو کر الرصافہ میں رزق الخادم کے مکان پر پہنچا علی بن المعتصم کے مکان سے گزرا تو علی اس کی طرف نکلا اور اس سے اپنے یہاں اترنے کی درخواست کی، اس نے اس سے بھی سوار ہونے کو کہا۔ جب رزق الخادم کے مکان پر پہنچا تو وہاں اتر گیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ وہاں شام کو پہنچا پھر جس وقت وہاں پہنچ گیا۔ تو لشکر کے ہر سوار کے لئے دس دس دینار کا اور ہر پیادے کے لئے پانچ پانچ دینار کا حکم دیا۔ المستعین کی سواری کے ساتھ ابن طاہر بھی اس طرح سوار ہوا کہ اپنے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے اس کے آگے چل رہا تھا۔ سردار اس کے پیچھے تھے بیان کیا گیا ہے کہ المستعین کے ہمراہ جس رات وہ رزق کے مکان پر منتقل ہوا۔ محمد بن عبد اللہ نے ایک ٹکٹ شب تک قیام کیا۔ پھر واپس آیا۔ صبح تک وصیف اور بغا اس کے پاس رہ کر اپنے اپنے مکان چلے گئے۔

ابن طاہر کا عوام سے خطاب:

جب اس شب کی صبح ہوئی جس میں المستعین ابن طاہر کے مکان سے منتقل ہوا تھا۔ تو لوگ الرصافہ میں جمع ہوئے۔ سرداروں اور بنی ہاشم کو ابن طاہر کے پاس جانے اور اسے سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ کہ جب وہ سوار ہو۔ تو ہم رکاب ہو جائیں۔ اسی روز جب خوب دن چڑھ گیا تو ابن طاہر اس شان کے ساتھ سوار ہوا کہ اس کے تمام سردار سامان سے تیار تھے، گرد گرد پیادہ فوج کے تیر انداز تھے، گھر سے نکلا تو لوگوں کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، ان پر عتاب کیا اور قسم کھائی کہ ”اس نے امیر المومنین کے (خدا اس کی عزت برقرار رکھے) یا اس کے کسی دوست کے لئے اپنے دل میں کوئی بدی پوشیدہ نہیں کی وہ بجز ان کی اصلاح حال کے اور ایسے امر کے جو ان کے لئے مزید نعت کا موجب ہو۔ اور کچھ نہیں چاہتا۔ انہوں نے اس کے متعلق ایسے امر کا وہم کر لیا۔ جس کا اسے علم بھی نہیں“ یہ باتیں اس درد سے کہیں کہ حاضرین کو رلا دیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے۔ اسے دعا دینے لگے۔ وہ پل عبور کر کے المستعین کے پاس چلا گیا۔ کسی کو لوگوں کے بلانے کو بھیجا اس کے پڑوسی اور باشندگان جانب غربی کے معززین بلائے گئے ان سے اس طرح کلام کیا۔ کہ ان پر عتاب بھی تھا۔ اور جو خبریں انہیں پہنچیں ان کے متعلق عذر خواہی بھی وصیف اور بغا کو بغداد کے دروازوں پر گھومنے والوں کی نگرانی کے لئے روانہ کیا، ان دونوں نے صالح بن وصیف کو باب الشمسیہ پر محاذ مقرر کیا تھا۔

علی بن یحییٰ اور محمد بن عبد اللہ میں سخت کلامی:

مذکور ہے کہ المستعین کو محمد کے مکان سے منتقل ہونا پسند نہ تھا، وہ اس لئے وہاں سے منتقل ہوا۔ کہ جمعہ کے روز جب لوگوں کو ابن طاہر کی کھڑکی کا دروازہ کھولنا دشوار ہوا تو وہ مٹی کے تیل والوں کو چھوٹی کشتیوں میں سوار کر لائے کہ اسے آگ لگا دیں۔ مذکور ہے کہ ایک جماعت جن میں کنجور بھی تھا۔ ابو احمد کی جانب سے باب الشمسیہ پر آ کر ٹھہری، انہوں نے ابن طاہر کو بلایا کہ اس سے گفتگو کریں۔ اس نے وصیف کو لکھ کر اس جماعت کی خبر دی کہ المستعین کو اس کی اطلاع کرے، وہ اس معاملے میں جو مناسب سمجھے حکم دے، المستعین نے معاملہ اسی کے اختیار میں دے دیا۔ کہ ان تمام امور کی تدبیر اسی کے سپرد ہے جس طرح مناسب سمجھے کرے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ علی بن یحییٰ بن ابی منصور انجم نے اس معاملے میں محمد بن عبد اللہ سے سخت کلامی کی، محمد بن ابی عون نے اس پر حملہ کیا اور اسے گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔

سعید بن حمید کا بیان:

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور عبید اللہ بن یحییٰ ابن طاہر سے تنہائی میں ملے اس سے باتیں بناتے رہے۔ اور اسے صلح کے حق میں مشورہ دیتے رہے۔ کبھی اس کے پاس کوئی دوسری جماعت ہوتی تھی وہ لوگ صلح کی مخالفت میں گفتگو کرتے تھے تو ابن طاہر مخالفین صلح کے روبرو بات بدل دیتا تھا۔ اور ان سے علیحدہ ہو جاتا تھا۔ جب یہ تینوں آتے تھے تو ان کے سامنے آتا تھا۔ اور ان سے گفتگو اور مشورہ کرتا تھا۔

انہی میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سعید بن حمید سے کہا کہ کوئی بات سوائے اس کے مناسب نہ تھی کہ المستعین کی ابتدا ہی میں مداخلت پر سب کا اتفاق ہو جاتا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں بھی چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کی قسم وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اس کے ساتھیوں کو مدائن اور انبار سے شکست دے دی گئی، یہاں تک کہ اس جماعت کے کاتب کو بھی اس نے انہیں اس وقت جواب دیا۔ جب کہ انہوں نے اس سے اپنا حق مانگا۔

احمد بن یحییٰ کی مستعین کے خلاف شکایت:

مجھ سے احمد بن یحییٰ النخوی نے بیان کیا جو ابن طاہر کے فرزند کا اتالیق تھا کہ محمد بن عبد اللہ المستعین کی امداد میں برابر سعی کرتا رہا، یہاں تک کہ عبید اللہ بن یحییٰ ابن خاقان نے اسے طیش دلادیا کہا کہ ”خدا نے تعالیٰ تیری عمر دراز کرے تو جس شخص کی مدد کرتا ہے۔ اور اس کے معاملے میں کوشش کرتا ہے وہ نفاق میں سب سے بڑھا ہوا ہے اس کا دین بھی سب سے زیادہ ناپاک ہے خدا کی قسم اس نے وصیف و بغا کو تیرے قتل کا حکم دیا تھا۔ مگر انہوں نے اسے بہت برا سمجھا اور ایسا نہیں کیا جو حالت میں نے اس کی بیان کی اگر تجھے اس میں شک ہو تو دریافت کر، تجھے معلوم ہو جائے گا“ اس کے نفاق کی یہ کھلی ہوئی علامت ہے کہ جب وہ سامرا میں تھا۔ تو اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتا تھا جب وہ تیرے سامنے آیا تو تیرے دکھانے کے لئے بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ تو اپنے دوست اور داماد اور تربیت یافتہ کی مدد چھوڑ دی، اسی قسم کی اس سے باتیں کیں۔ محمد بن عبد اللہ نے کہا۔ کہ خدا ایسے شخص کو غارت کرے جو نہ ہی دین کے لئے مناسب ہے نہ دنیا کے لئے۔

عبید اللہ بن یحییٰ کی مخالفت:

احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سب سے پہلے شخص جس نے اس مجلس میں محمد بن عبد اللہ کو المستعین کے معاملے میں کوشش سے باز رکھنے میں پیش قدمی کی وہ عبید اللہ بن یحییٰ تھا۔ اس امر پر احمد بن اسرائیل اور الحسن بن محمد نے عبید اللہ بن یحییٰ کی اعانت کی وہ اس کے درپے رہے یہاں تک کہ المستعین کی مدد کے بارے میں محمد بن عبد اللہ کی جو رائے تھی اس سے اسے پھیر دیا۔

مستعین کی امامت نماز:

اسی سال عید الاضحیٰ کے دن المستعین نے اس جزیرے میں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابلے میں تھا لوگوں کو نماز عید پڑھائی المستعین نماز کے لئے اس شان سے سوار ہوا کہ آگے عبید اللہ بن عبد اللہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں سلیمان کا نیزہ تھا۔ الحسین بن اسمعیل کے ہاتھ میں خلافت کا نشان تھا۔ وصیف اور بغا المستعین کی حفاظت کر رہے تھے محمد بن عبد اللہ بن طاہر ہم رکاب سوار نہ ہوا۔ عبد اللہ بن اسحاق نے نماز عید الرضا فیہ میں پڑھی۔

مستعین اور محمد بن عبد اللہ کی گفتگو:

یوم پنج شنبہ کو محمد بن عبد اللہ سوار ہو کر المستعین کے پاس گیا۔ اس کے پاس چند فقہاء اور قاضی موجود تھے مذکور ہے کہ اس نے المستعین سے کہا کہ تو نے مجھے اختیار دیا تھا کہ میں جس امر کا قصد کروں تو میرے ہی امر کو نافذ کر دے گا۔ اس بات کے متعلق میرے پاس تیرے قلم کا رقعہ موجود ہے۔ المستعین نے کہا کہ وہ رقعہ پیش کر، اس نے وہ رقعہ پیش کیا تو اتفاقاً اس میں صلح کا ذکر تھا۔ معزولی کا ذکر نہ تھا۔ المستعین نے کہا کہ ہاں صلح کو نافذ کر دے انجلی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ تجھ سے یہ چاہتا ہے کہ تو اس قمیض (خلافت) کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنایا ہے۔ علی بن یحییٰ انجم نے گفتگو شروع کی اس نے محمد بن عبد اللہ کو سخت باتیں کہیں اس کے بعد محمد بن عبد اللہ سوار ہو کر چلا گیا۔ یہ واقعہ نصف ذی الحجہ کا ہے جب کہ المستعین الرضا فیہ میں تھا۔

محمد بن عبد اللہ کی مراجعت:

محمد بن عبد اللہ واپس ہوا۔ اس کے ہمراہ وصیف اور بغا بھی تھے۔ وہ سب کے سب روانہ ہو کر باب الشماسیہ تک پہنچے محمد بن

عبداللہ اپنے ہی گھوڑے پر کھڑا ہو گیا۔ اور وصیف اور بغا الحسن بن الافشین کے مکان چلے گئے لوگ دیوار فصیل سے ٹوٹ پڑے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولا جاسکا اس کے قبل ایک بڑی جماعت نکل کر ابو احمد کے لشکر گئی تھی۔ لشکر کے لوگوں نے جو چاہا خریدا۔ باب الشماسیہ کی طرف نکلے تو احمد کے ساتھیوں میں یہ اعلان کیا گیا۔ کہ اہل بغداد میں سے کسی سے کچھ نہ خریدا جائے۔ اہل لشکر خریدنے سے روک دیئے گئے۔ محمد ابن عبداللہ کے لئے باب الشماسیہ پر ایک بہت بڑا سرخ خیمہ نصب کیا گیا تھا ابن طاہر کے ہمراہ بندار طبری اور ابوالسنا اور تقریباً دو سو سوار اور دو پیادے بھی تھے۔

ابن طاہر اور ابو احمد کی گفتگو:

ابو احمد ایک بڑے مجمع میں آیا، خیمے کے قریب آیا۔ تو مجمع سے نکل کر محمد ابن عبداللہ کے ہمراہ خیمے میں داخل ہو گیا۔ لشکر والے جوان دونوں کے ہمراہ تھے ایک کنارے کھڑے رہے ابن طاہر اور ابو احمد نے طویل گفتگو کی دونوں خیمے سے باہر نکل آئے ابن طاہر بڑے مجمع میں اپنے خیمے سے اپنے مکان گیا۔ مکان پہنچ گیا تو مجمع سے نکل کر سوار ہو کر المستعین کے پاس چلا کہ جو گفتگو اس کے اور ابو احمد کے درمیان ہوئی اس کی اطلاع دے عصر تک وہیں ٹھیر کے واپس آیا۔

مذکور ہے کہ ابن طاہر یہ طے کر کے جدا ہوا کہ اسے (ابن طاہر کو) پچاس ہزار دینار اور تیس ہزار دینار سالانہ آمدنی کی جاگیر دی جائے گی اور اس کا قیام بغداد میں رہے گا۔ یہاں تک ان کے لیے اتنا مال جمع ہو جائے جو لشکر میں تقسیم ہو سکے یہ بھی طے کیا کہ بغا مکہ مدینہ اور حجاز کا والی بنایا جائے گا۔ وصیف الجبل اور اس کے مضافات کا جو مال آئے گا اس میں ایک تہائی محمد بن عبداللہ کا اور لشکر بغداد کا ہوگا۔ اور دو تہائی آزاد غلاموں اور ترکوں کے ہوں گے۔

امراء کو عہدے عطا کرنے کے وعدے:

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن اسرائیل جب المعتز کے پاس گیا تو اس نے اسے ڈاک کے محکمے کا والی بنا دیا۔ اور وعدہ کر لیا کہ وہ وزیر ہوگا، عیسیٰ بن فرخان شاہ دیوان خراج پر اور ابو نوح مہر اور فرمان جاری کرنے پر مامور کئے جائیں گے۔ ان لوگوں نے سب عہدے تقسیم کر لئے موسم (ج) کی خیریت کا لفافہ بغداد میں آیا تو ابو احمد کے پاس بھیج دیا گیا۔

مستعین کا معزول ہونے سے انکار:

بیان کیا گیا ہے۔ اسی سال ۱۶ ذی الحجہ کو ابن طاہر معزولی کے متعلق گفتگو کرنے کو سوار ہو کر المستعین کے پاس گیا اس سے گفتگو کی، مگر المستعین نے انکار کیا۔ المستعین نے یہ گمان کیا کہ وصیف و بغا اس کے ہمراہ ہیں اور المستعین کے عیب ظاہر کر رہے ہیں۔ المستعین نے کہا کہ یہ میری گردن ہے اور تلوار جب اس نے اس کا انکار دیکھا تو واپس آ گیا۔

المستعین نے علی بن یحییٰ انجم اور اپنے معتمدین کی ایک جماعت کو ابن طاہر کے پاس بھیجا کہ اس سے کہو کہ ”خدا سے ڈر۔ میں تو تیرے پاس صرف اس لئے آیا تھا۔ کہ تو میری مصیبت کو دفع کرے گا۔ اگر تو میری مصیبت کو دفع نہیں کرتا تو کم از کم میری مخالفت ہی سے باز رہے“ اس نے اسے یہ جواب دیا کہ ”بہر حال میں تو اپنے گھر میں بیٹھتا ہوں۔ مگر تیرے لئے معزولی ضروری ہے۔ خوشی سے ہو یا زبردستی سے۔“

ابن طاہر کا مستعین کو مشورہ:

علی بن یحییٰ سے مذکور ہے کہ اس نے ابن طاہر سے کہا کہ تو اس سے یہ کہہ کہ اگر تو خلافت سے از خود معزول ہو گیا تو کچھ خوف

نہیں مگر خدام کی قسم اگر تو نے اسے اس طرح پارہ پارہ کر دیا۔ کہ وہ جڑ نہ سکے۔ اور اس میں تو نے کوئی بھلائی نہ چھوڑی تو تیرے لئے خطرہ ہے۔ پھر جب المستعین اپنی حکومت کا ضعف اور اپنے مددگاروں کی ترک نصرت دیکھی تو اس نے معزولی کو قبول کر لیا۔

مستعین کا مطالبہ:

۱۸ ذی الحجہ کو پنج شنبہ کا دن ہوا تو ابن طاہر نے ابن الکرو یہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الاصفہانی المنصور اور انجی کو موسیٰ بن صالح بن شیخ کو ابوسعید الانصاری کو احمد بن اسرائیل کو محمد بن موسیٰ انجم کو ابواحمد کے لشکر کو بھیجا کہ اسے محمد کا وہ خط پہنچا دیں جو ان اشیاء کے متعلق ہے۔ جو المستعین نے خلافت سے اپنے معزول کرنے تک چاہی ہیں۔ ان لوگوں نے وہ خط پہنچا دیا ابواحمد نے جو کچھ اس نے طلب کیا تھا۔ قبول کر لیا۔ اور یہ جواب لکھا کہ ”ان کو مدینہ رسول خدا ﷺ میں جا گیر اور جگہ دی جائے گی۔ اور ان کی آمد و رفت مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ تک ہو سکے گی۔“

ابن طاہر نے یہ جواب پہنچا دیا، مگر المستعین نے اس پر قناعت نہ کی اصرار تھا۔ کہ ان کا مطالبہ براہ راست المعتز تک پہنچا دیا جائے، المعتز اپنے قلم سے اس کی منظوری لکھیں ابن الکرو یہ اس درخواست کو لے کر رو نہ ہو گیا۔

مستعین کی معزولی قبول کرنے کی وجہ:

المستعین کا معزولی کو قبول کر لینے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا۔ یہ ہوا کہ ابن طاہر اور وصیف اور بغا نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی اور اس کا مشورہ دیا۔ تو اس نے انہیں سخت جواب دیا۔ وصیف نے کہا کہ ”تو نے ہمیں باغ کے قتل کا حکم دیا۔ ہم نے اتثال امر کیا۔ اور تو ہی نے ہمارے سامنے آتماش کا قتل پیش کیا۔ تو نے کہا کہ محمد خیر خواہ نہیں۔“ یہ لوگ مستعین کو برابر خوف دلاتے رہے اور حیلہ سازی کرتے رہے۔

محمد بن عبد اللہ نے اس سے کہا تو نے مجھ سے یہ کہا تھا۔ کہ ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ ہم دونوں (وصیف و بغا) سے راحت حاصل کر لیں۔“ (یعنی دونوں کو قتل کر دیں) پھر جب ان سب کی گفتگو متفق ہو گئی تو اس نے ان کی جانب سے معزولی کا یقین کر لیا اور جو شرائط اپنے لئے مناسب سمجھیں لکھ دیں۔ یہ واقعہ ۱۹ ذی الحجہ کا ہے۔

فوجی سرداروں کی طلبی:

جب ۲۰ ذی الحجہ یوم شنبہ ہوا تو محمد بن عبد اللہ سوار ہو کر الرصافہ گیا اور تمام قاضی اور فقہا ایک ایک گروہ بنا کر المستعین کے پاس لائے گئے انہیں اس امر کا گواہ بنایا کہ اس نے اپنا معاملہ محمد بن عبد اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے پاس دربانوں اور خادموں کو لے گیا۔ اس سے نشان خلافت لے لیا۔ اس کے پاس ٹھہرا رہا یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ صبح اس طرح ہوئی کہ لوگ مختلف قسم کی خوفناک خبریں مشہور کر رہے تھے ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ ہر سردار اپنے دس دس باوجاہت ساتھیوں کو لے کر اس کے پاس آئے وہ لوگ اس کے پاس آئے انہیں اندر لے گیا۔ امید دلائی کہ میں نے جو کچھ کیا اس سے میرا مقصد تم لوگوں کی بہتری اور سلامتی ہے۔ خون ریزی بند کر دی۔

مستعین و ابن طاہر کی شرائط:

المعتز کے حضور میں ان شرائط کو لے جانے کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا۔ جو اس نے المستعین کے لئے اور اپنے لئے اور اپنے سرداروں کے لئے قرار دیا تھا۔ مدعا یہ تھا۔ کہ اس معاملے میں المعتز اپنے قلم سے فرمان جاری کرے وہ لوگ المعتز کے پاس

گئے المستعین اور ابن طاہر نے، جن شرائط کی اپنے لئے درخواست کی تھی۔ معتر نے سب کی منظوری کا فرمان اپنے قلم سے لکھ دیا۔ سب لوگ گواہ ہو گئے المعتر نے قاصدوں کو خلعت دے سب کو تلواریں دیں اور وہ لوگ بغیر جائزہ دیئے اپنا اسباب دکھائے واپس چلے گئے۔ ان کے ہمراہ اپنے پاس سے ایک جماعت کو المستعین سے اپنی بیعت لینے کے لئے روانہ کیا۔ اور (ہمراہی کے لئے) ان لشکر کا حکم نہیں دیا۔ سعید بن صالح کے ساتھ المستعین کی ماں اور اس کی بیٹی اور تلاش کے بعد اس کے کنبے والے روانہ کر دیے۔ اور ان سات سے بعض چیزیں لے لی گئیں المعتر کے ہاں سے واپس آنے کے بعد ۳ محرم ۲۵۲ھ کو قاصد بغداد پہنچے۔

متفرق واقعات:

مذکور ہے کہ المعتر کے قاصد جب الشماسیہ پہنچے تو ابن سجارہ نے کہا کہ مجھے اہل بغداد سے اندیشہ ہے اس لئے یا تو المستعین کو الشماسیہ لایا جائے یا محمد ابن عبداللہ کے مکان کہ وہ المعتر کی بیعت کرے اور اپنے آپ کو معزول کرے اور اس سے عصا اور دائے مبارک لی جائے۔ اسی سال ربیع الاول میں الکوبکی کا قروین وزنجان میں ظہور ہوا۔ علاقے پر قابض ہو کر وہاں سے آل طاہر کو نکال دیا۔ الکوبکی کا نام الحسین تھا، ابن احمد بن اسمعیل ابن محمد بن محمد بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسی سال بنی عقیل نے جدہ کے راستے میں ڈاکہ ڈالا، جعفر بٹاشات نے ان سے جنگ کی اہل مکہ کے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے، ڈاکے کے وقت بنی عقیل کا کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا:

”تجھ پر دو کپڑے ہیں حالانکہ میری ماں برہنہ ہے۔ اے حرام زادے! اپنا ایک کپڑا میرے لئے ڈال دے۔“

جب بنی عقیل نے جو کرنا تھا وہ کیا، تو مکہ میں سوداگراں ہو گیا۔ اعراب نے دیہات کو لوٹ لیا۔

اسمعیل بن یوسف کا ظہور:

اسی سال ماہ ربیع الاول میں اسمعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ ابن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مکہ میں ظہور ہوا، مکہ کا عامل جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھاگ گیا۔ اسمعیل بن یوسف نے جعفر کا مکان اور افسران خلافت کے گھر لوٹ لئے لشکر کو اور اہل مکہ کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جو مال نہر کی درستی کے لئے لایا گیا تھا، اور جو سونا چاندی اور خوشبو اس کے خزانوں میں تھی وہ سب اور غلاف کعبہ لے لیا۔ لوگوں سے تقریباً دو لاکھ دینار لے لئے مکہ کو لوٹا دیا۔ اور اس کے بعض حصوں کو جلا دیا۔ وہاں سے بچاں دن کے بعد نکل کر مدینہ چلا گیا، علی بن الحسین بن اسمعیل عامل مدینہ (مارے خوف کے) پوشیدہ ہو گیا۔

محاصرہ مکہ:

اسمعیل رجب میں مکہ واپس آیا۔ شہر کا محاصرہ کر لیا۔ باشندے بھوک اور پیاس سے مردہ بن گئے۔ اور روٹی کی قیمت ایک درہم میں تین اوقیہ گوشت چار درہم میں ایک رطل اور ایک صراحی پانی تین درہم کو ملنے لگا۔ اہل مکہ کو پوری مصیبت آگئی، ستاون دن کے قیام کے بعد جدہ چلا گیا۔ غداروں کی، تجار کے اور کشتی والوں کے لئے، یمن سے گیسوں اور جوار مکہ بھیجی گئی، پھر قلم کی کشتیاں پہنچیں اسمعیل بن یوسف موقف (میدان عرفات) میں آیا۔ یہ یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) تھا۔ موقف میں محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المصنوع المقلب کعب البقر اور عیسیٰ بن الحزوی سلا فوج مکہ بھی تھا۔ المعتر نے ان دونوں کو وہاں روانہ کیا تھا۔ اسمعیل نے ان سے قتال کیا۔ جس میں گیارہ سو حجاج مقتول ہوئے، لوگوں کا مال چھین لیا گیا۔ اور وہ مکہ کی طرف بھاگے اور عرفات میں نہیں ٹھیرے نہ دن کو نہ رات کو اسمعیل اور اس کے ساتھی ٹھیر گئے پھر وہ جدہ لوٹا اور وہاں کے مال فدا کر دیئے۔

باب ۵

خلیفہ المعتز باللہ

۲۵۲ھ کے واقعات

مستعین باللہ کی معزولی:

منجملہ ان واقعات کے المستعین احمد بن محمد بن المعتصم کا اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرنا، المعتز محمد ابن جعفر المتوکل محمد بن المعتصم سے بیعت، المعتز کے لئے بغداد کے دونوں منبروں پر اور ہر دو جانب کی دونوں مسجدوں میں جانب شرقی میں بھی اور جانب غربی میں بھی اسی سال ۲۴ محرم یوم جمعہ کو دعا کرنا اور جو لشکر اس روز بغداد میں تھے۔ ان سے اس کی بیعت لینا ہے۔

مذکور ہے کہ ابن طاہر سعید بن حمید کے ہمراہ المستعین کے پاس جس وقت اس نے اس کے لئے شرائط امان لکھیں، کہا کہ اے امیر المومنین سعید نے شرائط نامہ لکھ دیا۔ اور اس میں حد درجہ مضبوطی کر دی، ہم اسے آپ کو سنانا چاہتے ہیں آپ سن لیجئے المستعین نے جواب دیا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں (سننے کی ضرورت نہیں) کیونکہ تو نے خود اسے نہیں چھوڑا۔ اے ابوالعباس کیونکہ کوئی قوم خدا کے فضل سے تجھ سے زیادہ آگاہ نہیں، حالانکہ ان سے پہلے تو خود اپنے اوپر ان شرائط کو مضبوط کر چکا ہے آخروہی ہوا۔ جو تو نے جان لیا تھا، محمد نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔

مستعین کی خلیفہ معتز کی بیعت:

جب المستعین نے المعتز سے بیعت کر لی اور بغداد میں اس کی بیعت لے لی اور اس پر بنی ہاشم اور قاضیوں اور فقہاء اور سرداروں کو گواہ بنادیا۔ تو اس جگہ سے جہاں وہ الرصافہ میں تھا مع اپنے عیال اور اولاد اور باندیوں کے انحرام میں کہ الحسن ابن سہل کے محل کا نام تھا، منتقل ہو گیا ان سب کو انہوں نے وہاں اتار لیا اور ان پر سعید بن رجاء الحھاری وکیل بنادیا گیا۔ المستعین سے مہر اور عصا اور چادر مبارک لے لی گئی اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے ہمراہ روانہ کر دی گئی اور یہ بھی لکھا گیا۔

مستعین کا معتز کے نام خط:

اما بعد سب تعریف اس اللہ کے لئے جو اپنی رحمت سے اپنی نعمتیں پوری کرنے والا ہے اور اپنے فضل سے اپنے شکر کا راستہ بتانے والا ہے اللہ اپنی رحمت کا ملہ بھیجے محمد ﷺ پر جو اس کے بندے اور اس کے ایسے رسول ہیں جن میں وہ تمام فضائل جمع کر دیئے گئے جو ان کے قبل کے رسولوں میں متفرق تھے۔ جنہوں نے اپنی میراث کو اس شخص کی طرف پھیر دیا۔ جسے اپنی خلافت کے لئے مخصوص کیا اللہ تعالیٰ آپ پر سلام کامل نازل فرمائے، میری یہ تحریر ایک ایسے خلیفہ کے نام ہے کہ اللہ نے جس معاملے کو مکمل کر دیا، جسے رسول ﷺ کی میراث اس شخص سے لے کر سپرد کر دی گئی جس کے پاس تھی میں نے یہ تحریر امیر المومنین کی خدمت میں عبید اللہ بن

عبداللہ غلام آزاد امیر المومنین کے ہاتھ بھیجی ہے جو امیر المومنین کا فرماں بردار ہے۔

المستعین کو مکہ جانے سے روک دیا گیا۔ اس نے بصرے میں ٹھہرنا پسند کیا، سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ محمد بن موسیٰ بن شاکر نے کہا کہ بصرہ ایک وبائی مقام ہے تو نے وہاں اترنا کیسے پسند کر لیا۔ المستعین نے جواب دیا کہ وہ زیادہ وبائی ہے یا ترک خلافت۔ متوکل کی باندیوں سے مستعین کی علیحدگی:

مذکور ہے کہ قرب جو بہت بڑی باندی تھی المستعین کے پاس المعتز کا پیام لائی جس میں یہ درخواست تھی کہ المستعین المتوکل کی ان تینوں باندیوں سے علیحدہ ہو جائے جن سے المستعین نے عقد کر لیا تھا۔ وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔ اور ان کا معاملہ انہی کے سپرد کر دیا۔ اس کے پاس جو اہرات کی دو انگوٹھیاں تھیں۔ جن میں سے ایک کا نام البرج تھا۔ اور دوسری الجبل محمد بن عبداللہ نے (ان دونوں کے لئے) المعتز کی خواص قرب کی ایک جماعت کو بھیجا، اس نے وہ دونوں انگوٹھیاں انہیں دے دیں وہ لوگ انہیں محمد بن عبداللہ کے پاس لے آئے۔ محمد بن عبداللہ نے انہیں المعتز کے پاس روانہ کر دیا۔

۶ محرم کو جیسا کہ بیان کیا گیا بغداد میں دوسو سے زائد کشتیاں آئیں جن میں مختلف اقسام کا مال تجارت اور بہت سی بھیڑیں تھیں۔ مستعین کی روانگی واسط:

المستعین کو محمد بن مظفر بن سیسل اور ابن ابی حفصہ کے ہمراہ تقریباً چار سو سواریوں پر پیادہ فوج کے ساتھ واسط روانہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد عیسیٰ بن فرخان شاہ اور قرب ابن طاہر کے پاس آئے کہ وہ یاقوت جو نشان خلافت ہے احمد بن محمد نے اپنے پاس روک لیا ہے ابن طاہر نے احسین بن اسمعیل کو (احمد بن محمد کے پاس اس یاقوت کے لئے) بھیجا اس نے وہ یاقوت اسے نکال کر دے دیا۔ دیکھا کہ وہ ایک قیمتی یاقوت ہے۔ جو چار انگلی چوڑا اور چار انگلی لمبا ہے اور اس پر اس کا نام لکھا ہوا ہے قرب کو یاقوت دے دیا گیا جو اسے المعتز کے پاس لے گئی۔

احمد بن اسرائیل کی وزارت:

المعتز نے احمد بن اسرائیل کو وزیر بنایا خلعت دیا اور اس کے سر پر تاج رکھا۔ اسی سال ۱۲ محرم یوم شنبہ کو ابو احمد سامر روانہ ہوا محمد بن عبداللہ اور الحسن ابن مخلد نے اس کی مشاعت کی۔ اس نے محمد بن عبداللہ کو پانچ خلعت دیئے۔ اور ایک تلوار محمد بن عبداللہ دربار سے واپس آیا۔

عوام پر مستعین کی معزولی کا اثر:

بعض شعراء نے المستعین کی معزولی کے بارے میں نظمیں کہیں:

نظم

احمد بن محمد کی خلافت چھین لی گئی۔
عنقریب اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ یا اسے معزول کر دیا جائے گا۔

اس کے باپ کی اولاد کی سلطنت اس طرح زائل ہوتی ہے۔

کہ ان میں سے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو مالک ہو کر اس سے فائدہ حاصل کرے۔

اپنی رعیت کے قتل میں ایک کشادہ راستہ ہے۔ جس سے تمہاری حیات ایسی شکستہ ہو گئی کہ اس میں پیوند نہیں لگ سکتا۔

مزید برآں اے اولاد عباس بے شک تمہارا راستہ تم نے اپنی دنیا میں پیوند لگایا۔

بعض اہل بغداد نے حسب ذیل اشعار کہے۔

اس لئے کہ امام کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ معزول کر کے نکال دیا گیا تھا۔

میں تجھے فراق سے نالاں دیکھتا ہوں۔

طالب بہار کے لئے وہ بہار تھا۔

امام ایسا تھا کہ سارا زمانہ جس کی وجہ سے خوشی سے ہنستا تھا۔

بے شک زمانہ ہی مجموع کو منتشر کر دیتا ہے۔

اے جماعت اہل آفاق تو گردش روزگار سے غافل نہ ہو۔

تمام مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے۔

خلافت کا لباس پہنا اور اے اس نے اس طرح بدلا کہ محبت سے

حالانکہ وہ جنگ سے دور تھا۔

زمانے کے ہاتھ نے اسے جنگ میں مشغول کر کے اس پر ظلم کیا۔

تو وہ اس حالت میں ہو گیا کہ اس کا خوف جاتا رہا اس پر خوف ہونے لگا۔

ترک سرکشی کی وجہ سے اس سے برگشتہ ہو گئے۔

پوشیدہ لشکر کے ہاتھوں نے سروں کا خون لے لیا وہ واسط میں اس طرح مقیم ہو گیا کہ اب واپسی کا خیال بھی کر سکتا۔

اس نے ان پر حملہ کیا انہوں نے اس پر حملہ کیا۔ قدرت نے اسے مراتب عالیہ سے ہٹا دیا۔

حالانکہ وہ بستر سے لگا رہا اور بحالت خواب معاہدہ کرتا رہا۔

ان لوگوں نے اس کے ساتھ بے وفائی بھی کی مکاری بھی کی خیانت بھی کی۔

حالانکہ وہ اس کے مطیع تھے۔ اس کے قبل جب کہ وہ محفوظ تھا۔

ان لوگوں نے ہر طرف سے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔

وہ جنگ کی ملاقات کے لئے زرہ پہن لیتا۔

اگر خود اس نے جنگ بھڑکائی ہوئی ہوتی۔

پھر جو جنگ کی ملاقات کے لئے زرہ پہن لیتا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے نکلادیتا۔

پھر جو جنگ کا ارادہ کرتا وہ بچھڑ جاتا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے نکلادیتا۔

اور جب کینوں نے اس سے بے وفائی کی تو محفوظ ہوتا۔

تو وہ اس حالت میں ہوتا کہ زمانے کے فریب پر وہ حرام ہوتا، یعنی زمانہ اسے فریب نہ دے سکتا۔

اور بدعہدی کرنے والوں کی بات کا فرماں بردار۔

لیکن اس نے دوست کی رائے اور اس کی سرکش نہ مانی۔

جو درست رائے کو ضائع کر دیتا ہو۔

سلطنت کا ایسے بادشاہ کے لئے غلبہ نہیں رہتا۔

وہ آپ ہی اپنے کو دھوکا دیتا رہا۔

ابن طاہر نے اس بیعت کے عوض اپنا دین فروخت کر دیا۔
اس نے خلافت اور رعیت کو اس سے چھین لیا تو وہ بھی ایسا ہو

گیا کہ۔

اس کی وجہ سے وہ بالضرورت تلخ پیا لے پیئے گا۔

مستعین کی معزولی پر محمد بن مروان کے اشعار:

محمد بن مروان بن ابی الجحوب بن مروان نے اس وقت یہ اشعار کہے جس وقت المستعین معزول ہو کر واسط چلا گیا:

بے شک تمام امور المعز کی جانب واپس آ گئے۔
جس سے مدد مانگی جاتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) وہ بھی

اس کے حالات کی طرف متوجہ ہوا۔

اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ (سلطنت) تیرے لئے ہے لیکن

اس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے۔

تجھے سلطنت عطا کر دی اور اس سے سلطنت چھین لی۔

اور وہ (المستعین) جانتا تھا کہ سلطنت اس کے لئے نہیں

ہے۔

اور اس مالک الملک (مالک سلطنت) نے جو سلطنت کا

دینے والا بھی ہے۔ اور اس کے چھین لینے والا بھی ہے۔

بے شک خلافت اس کے لئے مناسب نہ تھی۔

لوگوں کے نزدیک اس کی بیعت کس قدر قبیح تھی۔

کاش کہ کشتی اسے قاف تک دفع کر دیتی۔

کتنے ہی بادشاہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کے معاملات پر

حکمرانی کی۔

تیری وجہ سے لوگوں کی شام تنگی کے بعد فراخی میں ہوئی۔

اور اللہ تجھ جیسے بادشاہ سے برائی کو دفع کرے۔

نہ میری مدح رائیگاں ہوئی اور نہ تیری مجھ پر عطا رائیگاں

ہوئی۔

مجھے وہ جائیداد واپس کر دے جو نجد میں ضبط کر لی گئی۔

کیونکہ تجھ جیسے مجھ جیسوں کو بڑی بڑی جائیدادیں جاگیر دے

دیتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے میرے حاسدوں کو نکلا کر دے

گا۔

پھر اے امام عادل اگر اس کی آمدنی مجھے تو واپس کر دے

گا۔

المعز کی مدح میں اشعار:

المستعین کی معزولی کے بعد المعز کی مدح میں کہتا ہے:

دنیا اپنی حالت پر واپس آگئی۔
اہل دنیا کے لئے اللہ نے تجھے کافی کر دیا۔
(پہلے) ایک جاہل اس کا مالک ہو گیا تھا
اس کی وجہ سے دنیا مقفل ہو گئی تھی۔
بے شک وہ دنیا جس کو تو پہنچا اس جاہل کے بعد
وہ خلافت جس کے تولا لاق تھا۔
مستحق خلافت کو اس کے حال پر لوٹا دیا۔
وہ خلافت سب سے پہلے عاریت نہ بنی۔
خدا کی قسم اگر وہ (المستعین) کسی گاؤں پر والی ہوتا۔
اس نے سلطنت میں ڈرا کے ہاتھ ڈالا۔
ہمیں اللہ نے اس کے بدلے ایک ایسا سردار دے دیا۔
یہ امت اس (کی امت) سے بدل دی گئی تھی۔
سلطنت اور اس کے بار کو (یعنی المعز نے) سنبھال لیا۔
جس ظلم کو ان لوگوں نے سوچا تھا اسے باطل کر دیا۔
تو نے جس لشکر کو قاتل بنایا۔ اس نے کس قدر آسانیاں کر دیں۔
ولید بن عبید البھتری کے اشعار:

الولید عبید البھتری نے المستعین کی معزولی اور المعز کی مدح میں کہا ہے:

آگاہ ہو جس کے پاس ظلم کی تاریکی آئی۔
ہم نے مانگی ہوئی چیز کو جو ایک مذموم شخص کے پاس تھی۔ واپس کر دیا۔ اس کے اہل کو حق بحق دار رسید۔
مجھے اس زمانے پر تعجب ہے کہ اس کی گردشوں نے تھکا دیا۔
ناز سے دامن کھینچنے والا کب تک امید کرے گا۔
کہ اس کے لئے تاج منتخب کیا جائے گا۔
غاصب نے خلافت کے حق کا کیونکر دعویٰ کیا۔
منبر شرفی رو دیا جب کہ اس پر بولنے لگا۔
وہ ثرید (شور بے میں پکی ہوئی روٹی) کے پہلو پر بار ہے انتظار کرتا ہے۔ دسترخوان اٹھنے کے وقت شروع کرتا ہے۔ اور اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

جب موجودہ غذا سے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے تو پھر پرواہ نہیں کرتا۔
جب صبح کے وقت فراش اس کا فضلہ جھاڑتا ہے۔

کہ آیا ملک کا چراغ روشن ہے یا گل ہو گیا۔
تو اس کی تعریف میں کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی عیب گوئی میں
بڑھ جاتا ہے۔

اس امر کی طرف اس نے قدم اٹھایا جس کا وہ اہل نہ تھا۔

ایسی افطاری سمجھ کر جس سے خوش ہوتا ہے اور ایسے طور پر کہ وہ شرم
ہوتا ہے۔

تو کیسا سمجھتا ہے حق کو جب وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔
جب اللہ کی جانب سے عزت یافتہ چلتا ہے تو نہیں ہوتا کہ۔
جبراً اس نے عصا کو پھینکا اس طرح کہ وہ ذلیل تھا۔

اور کیسا سمجھتا ہے ظلم کو جب کہ اس کے نتائج دور ہوں۔
وہ عاجز کر دیا جائے اس شے سے جس کا وہ طالب ہے۔
اور اس کے شانے نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک سے برہنہ کر
دیئے گئے تھے۔

مجھے بڑی مسرت ہوئی جب یہ کہا گیا کہ تیزی کے ساتھ روانہ کر دی گئیں۔
دھوبی کی ڈاڑھی جب وہ جنبش کرے۔
ابن خلدون وہ اشعار جمع کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔
میں وادی حرام کی قسم کھاتا ہوں۔

مشرق کی طرف اس کی کشتیاں اور ناویں۔
اس شخص کو بھلائی پہنچانے والی نہیں جو اس دھوبی کو ملامت کرے۔
اور ایک بہادر کی اس طرح صبح ہوتی ہے کہ وہ کاتب جہل ہوتا ہے۔
اور اس کے تمام محترم پتھر یلے میدانوں کی اور اس کی خشک
لکڑیوں کی۔

کہ بے شک المعتز نے امت احمد ﷺ کو چلایا۔

اس نے اللہ کے دین کو درست کر دیا اس کے بعد کہ مٹ گئے تھے۔ ہم میں اس کے نشان اور اس کے ستارے غروب ہو گئے تھے۔
اور ملک کے افتراق کو مناد یا یہاں تک کہ
اس کے مشرق و مغرب اتفاق سے بھر گئے۔

ابو الساج کی بغداد میں آمد و مراجعت:

اسی سال ۲۳ محرم کو ابو الساج دیوداد بن دیودست بغداد واپس آیا محمد بن عبد اللہ نے اسے ان دیہات کے معاون سپرد کئے
جن کی آب پاشی دریائے فرات سے ہوتی تھی ابو الساج نے اپنے نائب کو جسے کہہ جاتا تھا۔ الانبار بھیجا اور ایک جماعت کو ابن
ہبیرہ کے محل بھیجا الحارث بن اسد کو پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ اس کے اعمال کی تلاش کرے وہاں سے ترکوں اور
مغربیوں کو نکال دے جو اس علاقے میں پلٹ آئے تھے۔ اور چوری کر رہے تھے ابو الساج بغداد سے ۳ ربیع الاول کو روانہ ہوا۔ اس
کے ساتھی طسابع الفرات میں اس سے جدا ہوئے وہ ابن ہبیرہ کے محل میں اترا پھر کوفہ چلا گیا۔ ۱۹ محرم کو ابو احمد اپنی چھاؤنی سے
واپس ہو کر سامرا آیا تو المعتز نے اسے دوسو نوے کی تلواریں دیں اور ایک اور جڑاؤ تلوار جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ کرسی
پر بٹھا یا گیا اور بڑے سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا۔

شرح الحبشی کا قتل:

اسی سال شرح الحبشی قتل کیا گیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت صلح ہوئی تو یہ چند حبشیوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ اور واسط

اور علاقہ الجبل اور ابواز کے درمیان ڈاکہ ڈالنے لگا ام الملوک کے ایک موضع میں اتر گیا۔ جو دیری کہلاتا تھا۔ پندرہ آدمیوں کے ساتھ وہاں کی سرائے میں اتر کر شراب پی اور سب مست ہو گئے۔ اہل موضع نے حملہ کر کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ منصور بن نصر کے پاس واسطہ لے گئے منصور نے بغداد بھیج دیا۔ محمد بن عبد اللہ نے لشکر بھیج دیا۔ جب وہ لوگ پہنچے تو بایکباک شریح کی طرف اٹھا۔ اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا۔ بایک کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے ساتھیوں کے پانچ سو سے ہزار تک تازیانے مارے گئے اسی سال ربیع الآخر میں مدینہ ابو جعفر میں عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی وفات ہوئی۔

وصیف و بغا کے قتل کا منصوبہ:

اسی سال المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو دفاتر سے بغا اور وصفیف کا جو شخص ان کا مخصوص ہو اس کا نام خارج کرنے کو لکھا بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن ابی عون نے جو محمد بن عبد اللہ کا ایک سردار تھا۔ جب ابو احمد سامرا پہنچ گیا۔ تو محمد بن عبد اللہ سے بغا اور وصفیف کے قتل کے بارے میں گفتگو کی اس سے یہ وعدہ کیا کہ ان دونوں کو قتل کر دے گا المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو محمد بن ابی عون کے لئے ایک پرچم ایک جماعت نے انہیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبد اللہ کو محمد بن ابی عون کے لئے ایک پرچم ایک سند عہدہ بھیجی پرچم بصرہ یمامہ و بحرین کا تھا۔ بغا اور وصفیف کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے انہیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبد اللہ سے ڈرایا۔

وصیف و بغا کی ابن طاہر سے تلخ کلامی:

وصیف اور بغا ۲۵ / ربیع الاول یوم شنبہ کو سوار ہو کر اس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اے امیر ابن ابی عون نے ہمارے قتل کی جو مذہب داری لی ہے اس کی خبر ہمیں پہنچ گئی ساری جماعت نے بے وفائی اور مخالفت کی جس کی بنا پر وہ ہم سے جدا ہو گئے خدا کی قسم اگر وہ ہمیں قتل کرنا چاہیں تو اس پر قادر ہوں گے محمد بن عبد اللہ نے ان دونوں سے قسم کھائی کہ وہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا بغا نے نہایت سخت گفتگو کی اور وصفیف اسے روکتا رہا۔ وصفیف نے کہا کہ اے امیر قوم نے ہم سے بے وفائی کی ہے۔ اور ہم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا قاتل آ جائے وہ دونوں (محمد بن عبد اللہ کے یہاں) ایک جماعت کے ہمراہ گئے تھے پھر اپنے اپنے گھر واپس آ گئے۔ دونوں نے اپنے لشکروں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو جمع کیا۔ اور ختم ربیع الاول تک تیاری اور ہتھیاروں کی خریداری اور اپنے پڑوسیوں میں مال کی تقسیم میں مشغول رہے۔ وصفیف اور بغا کو قرب کے آنے کے وقت محمد بن عبد اللہ نے اپنے کا تب محمد بن عیسیٰ کے ذریعے سے بلا بھیجا تھا۔ وہ دونوں اس کے ہمراہ آئے محمد بن عبد اللہ کے مکان کے پاس پہل کے قریب تک پہنچے تھے کہ جعفر الکوردی اور ابن خالد البرکی ملے ہر ایک نے دوسرے کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ جعفر و ابن خالد نے ان سے کہا۔ ”کہ تم دونوں اس لئے بلائے گئے ہو تاکہ تمہیں لشکر بھیج دیا جائے۔ محمد بن عبد اللہ نے تم دونوں کے لئے اس کام کے واسطے ایک جماعت تیار کی ہے۔ یا تم دونوں قتل کر دیئے جاؤ گے“ یہ سن کر دونوں واپس ہو گئے اور ایک جماعت جمع کی ہر شخص کے لئے دودو درہم یومیہ مقرر کیا دونوں اپنے اپنے گھر میں مقیم ہو گئے۔

الموید کی وصفیف کے لئے سفارش:

وصیف نے اپنی بہن سعاد کو الموید کے پاس روانہ کیا تھا الموید اس کی گود میں رہ چکا تھا وصفیف کے محل سے دس لاکھ دینار جو اس میں مدفون تھے۔ نکال کر لیتی گئی جو اس نے الموید کو دے دیئے الموید نے المعتز سے وصفیف سے راضی ہو جانے کے بارے

میں گفتگو کی، اس نے اسے اپنی خوشنودی کا فرمان لکھ دیا، وصیف نے باب الشماسیہ پر اپنے خیمے لگائے کہ نکل جائے، ابو احمد بن المتوکل نے بغا سے راضی ہونے کے بارے میں گفتگو کی، اسے بھی خوشنودی کا پروانہ لکھ دیا۔

وصیف و بغا کی طلبی:

دونوں کا حال پریشان تھا اور بغداد ہی مقیم تھے، ترک المعتز کے پاس جمع ہوئے۔ انہوں نے اس سے ان دونوں کے بلانے کے حکم کی درخواست کی کہ ”وہ دونوں ہمارے بزرگ اور رئیس ہیں“ اس نے ان دونوں کو اس کے لئے لکھ دیا (یعنی آنے کے لئے) یہ فرمان تین سو آدمی کے ہمراہ با یک باک لے گیا، اس نے بالبردان میں قیام کیا اور فرمان ان دونوں کے پاس اسی سال ۲۳ رمضان کو بھیج دیا۔ محمد بن عبد اللہ کو ان دونوں کے روکنے کو لکھا، ان دونوں نے اپنے اپنے کاتب احمد بن صالح اور دلیل بن یعقوب کو محمد بن عبد اللہ کے پاس روانہ کیا، کہ وہ دونوں اجازت طلب کریں ان دونوں کے پاس ترکوں کا ایک لشکر آیا جو عید گاہ میں ٹھہر گیا۔

وصیف و بغا کی بغداد سے روانگی:

وصیف اور بغا اور ان کی اولاد اور سوار تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ نکلے، دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں اپنا سامان اور کنبہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے اہل بغداد کے لئے اور اہل بغداد نے ان کے لئے دعا کی، ابن طاہر نے محمد بن یحییٰ الوائلی اور بندار طبری کو باب الشماسیہ اور باب البروان روانہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں کو روکیں، حالانکہ دونوں باب خراسان گئے اور اس طرح نکلے کہ کاتبوں کو بھی نہ علم ہوا محمد بن عبد اللہ نے احمد اور دلیل سے کہا کہ تمہارے دونوں ساتھی کیا کر گئے۔ احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے وصیف کو اس کے گھر میں چھوڑا تھا۔ محمد بن عبد اللہ نے کہا کہ ابھی ابھی روانہ ہوا، کاتب نے کہا کہ مجھے علم نہیں۔

وصیف و بغا کی بحالی:

جب وصیف سامرا پہنچ گیا تو اسی سال ۲۱ شوال یوم یک شنبہ صبح کے وقت ترک احمد بن اسرائیل و صیف کے پاس گیا۔ اس کے پاس دیر تک بیٹھ کر پھر بغا کے پاس واپس گیا پھر اس کے پاس بھی بیٹھ کر دار الخلافہ چلا گیا۔ آزاد کردہ غلام جمع ہو گئے اور انہوں نے ان دونوں کے اپنے اپنے مرتبے پر واپس کئے جانے کی درخواست کی ان کی یہ درخواست منظور کر لی گئی ان دونوں کا بلا بھیجا وہ حاضر ہوئے، دونوں اس مرتبے پر کر دیئے گئے۔ جس پر وہ بغداد جانے سے پہلے تھے۔ ان کی جاگیر بھی واپس کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں کو ان کے مرتبے کا بھی خلعت دیا گیا المعتز سوار ہو کر دارالعامہ گیا اور وصیف اور بغا کو ان دونوں کے اعمال کا عہدہ دے دیا، ڈاک کا محکمہ (دیوان البرید) جیسا کہ پہلے تھا۔ موسیٰ بن بغا الکبیر کو واپس کر دیا، موسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

اسی سال اور رمضان میں بغداد کی فوج اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی اس زمانے میں ابن الخلیل سپہ سالار تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ المعتز نے محمد بن عبد اللہ کو مسایج بادریا اور قطر بل اور مسکن وغیرہ کو لوگان پر دینے کو لکھا تھا کہ ہر دو کنوئیں ۵۲ سے پچیس دینار پر ہوں گے۔

صالح بن ابیہیم:

المعتز نے بغداد کے محکمہ ڈاک پر ایک شخص کو والی بنایا تھا جس کا نام صالح بن ابیہیم تھا، اس کا بھائی المتوکل کے زمانے میں علیحدہ ہو کر اتمش کے پاس تھا۔ المستعین کے زمانے میں صالح کی حالت نے بلندی اختیار کر لی، وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے

سامرا قیام کر لیا تھا، حالانکہ وہ الحکم کا رہنے والا تھا اور اس کا باپ کپڑا بنتا تھا پھر وہ سوت بیچنے جایا کرتا تھا، جب اس کی حالت بلند ہوئی تو اس کا بھائی اس کے پاس منتقل ہو گیا، جب صالح نے بغداد میں قیام کیا تو اسے ایک خط لکھا گیا۔ جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس خط کو بغداد کے سرداروں کو پڑھ کر سنا دے، مثلاً عتاب بن عتاب اور محمد بن یحییٰ الوائلی اور محمد بن ہرثمہ اور محمد بن رجا اور شعیب بن عجیف اور ان کے ہم جنس، اس نے وہ خط انہیں سنا دیا، وہ لوگ محمد بن عبد اللہ کے پاس گئے اور اسے اس کی خبر دی محمد بن عبد اللہ نے اسے بلانے کا حکم دیا، صالح بن ایشیم بلایا گیا۔ محمد بن عبد اللہ نے کہا کہ بغیر میرے علم کے تجھے اس کام پر کس نے ابھارا، اسے دھمکایا، اور گالیاں دیں۔ سرداروں سے کہا کہ اس وقت تک انتظار کرو، جب تک میں غور کروں اور تمہیں اس کے متعلق اپنے عزم کے مطابق حکم دوں، اس بات پر وہ لوگ اس کے پاس سے واپس چلے گئے صالح بھی واپس چلا گیا۔

رضا کاروں کا ابن طاہر سے تنخواہ کا مطالبہ:

۱۰ رمضان کو محمد بن عبد اللہ کے دروازے پر اپنی تنخواہ مانگنے والے جمع ہوئے، اس نے انہیں اطلاع دی کہ خلیفہ کا فرمان اس کے جواب میں آیا ہے جو اس نے فوج بغداد کی تنخواہ کے مطالبے میں لکھا تھا کہ اگر ”تو نے رضا کار اپنے لئے مقرر کئے تھے تو ان کی تنخواہ دے، اور اگر ہمارے لئے مقرر کئے تھے تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں“، جب اسے فرمان پہنچا تو اس نے لوگوں کے ایک دن تک شور غل مچانے کے بعد ان کے لئے دو ہزار دینار نکالے، جس سے ان کا حساب کر دیا گیا۔ انہیں سکون ہو گیا وہ لوگ ۱۱ رمضان کو اس طرح جمع ہوئے کہ ان کے ہمراہ جھنڈے اور طبل بھی تھے۔ باب حرب اور باب الشماسیہ وغیرہ پر اپنے خیمے ڈیرے نصب کر دیئے۔ بوریا اور بانس کے مکان بنا کر وہاں شب گزاری۔

فوج میں تنخواہ کی تقسیم:

صبح ہوئی تو مجمع اور بڑھ گیا، ابن طاہر نے بھی اپنے خاص لوگوں کی ایک جماعت کو رات بھر اپنے گھر رکھا اور سب کو ایک ایک درہم دیا، صبح ہوئی تو وہ لوگ محمد بن عبد اللہ کے مکان سے بد معاشوں کے گروہ کی طرف گئے وہ بھی ان کے ساتھ گئے ابن طاہر نے اپنے ان اہل لشکر کو جمع کیا جو اس کے ہمراہ خراسان سے آئے تھے۔ انہیں دودو دینار اور پیادے کو ایک ایک دینار دیا اور ان آدمیوں کے ذریعے سے اپنا مکان محفوظ کر لیا۔

ابو باشوں کا باب حرب پر اجتماع:

جمعہ کا دن ہوا تو بد معاشوں کی بہت بڑی جماعت، ہتھیار اور جھنڈے اور طبل لئے ہوئے باب حرب پر جمع ہو گئی، جن کا رئیس ایک شخص عبدان بن الموقف تھا۔ ابو القاسم اس کی کینیت تھی، وہ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کے مقرر کئے ہوئے لوگوں میں تھا۔ وہ (عبدان) بغداد آیا اور ایک لاکھ دینار میں اپنا مکان فروخت کر کے پھر سامرا چلا گیا۔ جب شا کر یہ نے (سامرا کے) باب العامہ پر حملہ کیا تو ان کے ساتھ تھا۔ سعید حاجب نے اسے پانچ سو تازیانے مارے تھے۔ مدت تک قید رہا پھر رہا کر دیا گیا تھا، المستعین کا فتنہ ہوا تو وہ بغداد چلا گیا بد معاش اس کے ساتھ شامل ہو گئے، اس نے انہیں اپنی تنخواہیں اور چڑھی ہوئی رقوم طلب کرنے پر براہیجنتہ کیا اور اس امر کی ذمہ داری کی کہ وہ خود ان کا سردار بن کر ان کی تدبیر کرنے لگا، انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ چار شنبہ پنج شنبہ اور جمعہ کو ان پر تقریباً تیس ہزار دینار ان کے کھانے کا انتظام کرنے میں صرف کئے، جنہیں گنجائش تھی۔ کھانے کے محتاج نہ تھے، وہ اپنے مکان

(کھانے کے لئے) چلے جاتے تھے۔

ابو ہاشم کی غارت گری:

جمعہ کا دن ہوا تو ان کی بڑی جماعت جمع ہوئی انہوں نے شہر کا ارادہ کیا کہ امام کے پاس جائیں اور اسے نماز سے اور المعتز کے لئے دعا کرنے سے روکیں پوری تیاری کے ساتھ باب حرب کی سڑک سے روانہ ہوئے۔ باب الشام کی سڑک پر باب المدینہ تک لوٹ لیا۔ ابو القاسم بد معاشوں کی نیزہ و تلوار سے ایک مسلح جماعت کو ہر گلی کو پے کے راستے پر پہنچا رہا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی ان سے قتال کے لئے نکل آئے، جب وہ باب المدینہ پہنچ گیا۔ تو ان کے ہمراہ بہت بڑی جماعت شہر میں داخل ہو گئی۔ لوگ دونوں دروازوں اور دونوں محرابوں کے درمیان گئے، وہاں تھوڑی دیر قیام کیا۔ ایک جماعت جس میں تقریباً تین سو آدمی ہوں گے، ہتھیار لے کر شہر کی جامع مسجد کے میدان کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ عوام میں سے بھی بہت سی مخلوق داخل ہو گئی یہ لوگ جعفر ابن العباس امام مسجد کے پاس گئے اور کہا، کہ اسے نماز سے نہیں روکیں گئے، البتہ المعتز کے لئے دعا کرنے سے روکیں گے، جعفر نے انہیں بتایا کہ وہ بیمار ہے نماز کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ لوگ اس کے پاس سے واپس آ گئے، اسد بن مرزبان کے راستے کی طرف گئے، وہ سڑک بند کر دی جو کوچہ الرقیق (نحاس) جاتی کو چہ سلیمان ابن ابی جعفر کے دروازے پر ایک جماعت مقرر کر دی، الحدادین کی سڑک پر پل کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

لشکر اور شاکریہ سے ابن طاہر کے سرداروں کی جنگ:

ابن طاہر نے اپنے سرداروں کی جماعت ان کی جانب روانہ کی جن میں الحسین ابن اسمعیل اور العباس بن قارن اور علی بن جشیر اور عبداللہ بن الافشین بھی سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے پھر ان سے انہوں نے گفتگو کی اور نرمی سے دفع کیا، ان پر لشکر اور شاکریہ حملہ کر دیا۔ انہوں نے ابن طاہر کے سرداروں کی ایک جماعت کو مجروح کر دیا۔ ابن قارن اور جشیر اور عبید اللہ بن یحییٰ کے رضا کاروں میں سے ایک شامی آدمی کا جس کا نام سعد الصنابی تھا گھوڑا لے لیا، ابوالسنا کو بھی زخمی کر دیا، پل سے ہٹا کر باب عمرو بن مسعدہ تک پہنچا دیا جماعت کے لوگوں نے جو شرفی جانب تھے۔ جب یہ حال دیکھا کہ ان کے ساتھیوں نے ابن طاہر کے ساتھیوں کو پل سے ہٹا دیا۔ تو تکبیر کہی۔ اور (دریا) عبور کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کے ارادے سے حملہ کر دیا۔

ابن طاہر کے ساتھیوں پر یورش:

ابن طاہر نے ایک کشتی تیار کر رکھی تھی جس میں کانٹے اور بانس تھے۔ کہ اس میں آگ لگا کر پل کے بالائی حصے پر اسے ڈال دے اس حیلے سے اس نے تمام کشتیوں میں آگ لگا دی پل کو منقطع کر دیا آتش زدہ کشتی دوسری جانب گئی تو جانب غربی بہت بڑا مجمع عبور کر کے آ گیا۔ ابن طاہر کے ساتھیوں کو عمرو مسعدہ کے چھتے سے دفع کر دیا۔ اور ابن طاہر کے دروازے تک پہنچ گئے شاکریہ اور لشکر عمرو بن مسعدہ کے چھتے تک گیا، ظہر تک فریقین کے تقریباً دس آدمی مقتول ہوئے ایک جماعت عوام اور بد معاشوں کی کوتوالی کی کچہری کو چلی جو مجلس الشرطہ کے نام سے مشہور تھی یہ پل کے غربی جانب ایک مکان میں تھی۔ جو بیت الرفوع کہلاتا تھا۔ اس کا دروازہ انہوں نے توڑ ڈالا جو کچھ تھا لوٹ لیا اس میں بہت قسم کا اسباب تھا۔ جدال و قتال میں انہوں نے کوئی چیز اس میں نہ چھوڑی، سامان بھی کثیر تھا۔ اور کثیر القیمت بھی تھا ابن طاہر نے اپنی جمعیت کی مغلوبیت دیکھ کر دونوں پل جلا دیئے۔ دکانیں جو باب الجسر پر کوچہ

سلیمان کے متصل یمین و یسار واقع تھیں۔ اس کے حکم سے جلادی گئیں، تاجروں کا مال کثیر جل گیا۔ اور مجلس صاحب الشرطہ کی دیواریں بھی مہندم ہو گئیں آگ نے فریقین کو گھیر لیا۔ اس وقت لشکر نے اس وقت نہایت بلند آواز سے تکبیر کہی پھر باب الحرب اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے۔

تجار اور عوام سے ابن اسمعیل کا اظہار ناراضگی:

الحسین بن اسمعیل سرداروں اور شاکیہ کی ایک جماعت کے ہمراہ باب الشام کی طرف گیا۔ پھر تجار اور عوام کے پاس ٹھہر گیا۔ اور لشکر کی مدد کرنے پر انہیں بہت ڈانٹا کہ ”یہ لوگ تو اپنی روٹیوں (خوراک و تنخواہ) کے لئے لڑے وہ معذور ہیں۔ تم لوگ امیر کے پڑوسی ہو تم پر امیر کی مدد واجب ہے۔ تمہارے طرز عمل کی کیا توجہ یہ ہے کیوں اس کے خلاف شاکریہ کی مدد کی اور کیوں تم نے پتھر پھینکے حالانکہ امیر تم سے بچ رہا تھا۔“

ابو القاسم اور ابن الخلیل کا فرار:

شورش کرنے والے لشکر اپنے مقامات اور چھاؤنیوں میں ٹھہر گئے ابن طاہر سے اثبات کیا ایک جماعت اور مل گئی اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا۔ بعض کو اپنے گھر میں اور بعض کو اس سڑک پر جو پل سے اس کے گھر کی طرف جاتی ہے۔ اثبات وہ لوگ تھے جنہیں اس اندیشے سے کہ لشکر کسی دن اس پر حملہ نہ کر دے بغرض مقابلہ جنگ کے لئے تیار کیا تھا۔ ان لوگوں کی واپسی نہ ہوئی، ابن طاہر ان دنوں میں کہ ان کی واپسی کا اندیشہ تھا خوف میں رہا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ان بد معاشوں میں دو آدمیوں نے اس سے امان کی درخواست کی، دونوں نے اپنے ساتھیوں کے اصرار کی اسے اطلاع دی۔ اس نے ان دونوں کے لئے دوسو دینار کا حکم دیا۔ شاہ بن میکال اور الحسین بن اسمعیل کو عشاء کے آخر وقت کے بعد اپنے اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ باب حرب جانے کا حکم دیا، جانے کے بعد ان دونوں نے ابو القاسم رئیس قوم اور ابن خلیل کی تلاش میں جو محمد بن ابی عون کے ساتھیوں میں تھا، حیلہ سازی کی یہ سب لوگ وہاں گئے، ابو القاسم اور ابن خلیل دونوں ان آدمیوں کے علیحدہ ہونے کے وقت جس کا نام اتمی تھا۔ اپنی جان کے خوف سے اس طرح کسی کنارے چلے گئے تھے کہ جاتے وقت شاکریہ ان دونوں سے مدافعت کر رہے تھے۔ شاہ اور الحسین ان دونوں کی تلاش میں روانہ ہو کر باب الالباب کے باہر بظاہر کے پل کی طرف گئے۔

ابن الخلیل کا خاتمہ:

مذکور ہے کہ پل اس کے بظاہر کے پل تک پہنچیں ابن الخلیل دونوں کے سامنے آ گیا۔ اور وہ ان دونوں پر شور مچانے لگا۔ فریقین ایک دوسرے کو لکارنے لگے، ابن الخلیل نے پہچان کر حملہ کر دیا۔ اس میں سے چند کو مجروح کر ڈالا، لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہ اپنی جماعت کے وسط میں تھا۔ شاہ کے ایک آدمی نے نیزہ مار کر اسے زمین پر گرادیا۔ علی بن جیشیار نے گر جانے کے بعد اس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی وہ اس حالت میں نچر پر لا دیا گیا۔ کہ کسی قدر جان تھی لوگ اسے لے کر ابن طاہر تک نہ پہنچنے پائے تھے۔ کہ مر گیا۔ شاہ نے دار الخلافہ کی دیوڑھی کے مویشی خانے میں لاش کے ڈال دینے کا حکم دیا۔ کہ یہاں سے شرقی جانب پہنچا دی جائے گی۔

عبدان بن الموفق کی گرفتاری:

عبدان بن الموفق اپنے گھر چلا گیا تھا اور وہاں سے کسی جگہ جا کر چھپ گیا تھا۔ اس کا پتہ بتا دیا گیا، اور وہ گرفتار کر کے ابن

طاہر کے پاس بھیج دیا گیا، شاکر یہ جو باب حرب پر تھے منتشر ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے، عبدان بن الموفق کو دو بیڑیاں پہنائی گئیں، جن کا تیس رطل (پندرہ سیر) وزن تھا۔ الحسین بن اسمعیل دارالعامہ کے اس قید خانے گیا۔ جس میں عبدان تھا، ایک کرسی پر بیٹھ گیا، اور اسے بلا کر دریافت کیا کہ ”آیا وہ کسی کا جاسوس ہے یا اس نے جو کچھ کیا اپنی ہی طرف سے کیا۔ عبدان نے جواب دیا کہ ”وہ کسی کا جاسوس نہیں اور وہ شاکر یہی ہی کا ایک آدمی ہے۔ جس نے اپنی روٹی طلب کی“۔ الحسین نے ابن طاہر کو اس بات سے آگاہ کیا طاہر بن محمد اور اس کا بھائی دارالعامہ کے اندرونی حصے میں گئے، دونوں بیٹھ گئے، جو سردار العامہ میں رات کو رہتے تھے انہیں اور الحسین بن اسمعیل اور شاہ بن میکال اور عبدان کو بلایا۔ اسے دو آدمی لے آئے۔ الحسین اس سے مخاطب ہوا کہ ”تو اس جماعت کا سردار ہے“ اس نے کہا نہیں میں تو صرف ان میں کا ایک آدمی ہوں میں نے وہی مانگا جو انہوں نے مانگا تھا، الحسین نے اسے گالی دی، اور حرب بن محمد بن عبد اللہ بن حرب نے کہا کہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جماعت کا سردار ہے، ہم نے تجھے دیکھا تھا۔ کہ تو انہیں باب حرب اور شہر اور باب الشام میں تیار کر رہا تھا۔ اس نے پھر یہی کہا کہ ”ان کا سردار نہ تھا“ میں تو ان میں کا ایک آدمی ہوں کہ میں نے بھی وہی طلب کیا جو انہوں نے طلب کیا تھا۔ الحسین نے دوبارہ اسے گالی دی، حکماً اسے چپت ماری گئی اور مع اپنی بیڑیوں کے گھسیٹا گیا۔ یہاں تک دارالعامہ سے باہر نکال دیا گیا۔ جو ملتا تھا اسے گالی دیتا تھا۔

عبدان بن الموفق کا خاتمہ:

طاہر بن محمد اپنے والد کے پاس گیا۔ اور اسے واقعہ کی خبر دی، عبدان فخر پر لا کر قید خانے پہنچا دیا گیا۔ ابن الخلیل (کا جنازہ) ایک کشتی میں لا کر جانب شرقی پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں لٹکا دیا گیا۔ عبدان کو برہنہ تازیانوں کی گرہوں سے سوتا زیا نے مارے گئے۔ الحسین نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ محمد بن نصر سے پوچھا کہ ”پچاس تازیانے اس کی پسلی پر مارنے کے متعلق تو کیا خیال کرتا ہے“ محمد نے جواب دیا، کہ یہ عظیم الشان مہینہ ہے، تجھے حلال نہیں کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے، آخر اسے پل پر زندہ لٹکا کر رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ لٹکائے جانے کے بعد اس نے پانی مانگا، الحسین نے انکار کیا، کہا گیا کہ ”اگر وہ پانی پئے گا تو مر جائے گا“۔ اس نے کہا اچھا پلا دو، پانی پلایا عصر کے وقت تک لٹکا رہنے دیا گیا۔ پھر قید کر دیا گیا۔ دودن تک قید میں رہا۔ تیسرے دن ظہر کے وقت مر گیا۔ اسی تختے پر اس کے بھی لٹکانے کا حکم دیا گیا۔ جس پر ابن الخلیل لٹکا یا گیا تھا، ابن الخلیل کی لاش وارثوں کو دے دی گئی۔

الموید کی معزولی کا سبب:

اسی سال رجب میں المعز نے اپنے بھائی الموید کو اپنے بعد ولی عہدی سے معزول کر دیا، اس واقعہ کا سبب یہ ہوا کہ العللاء ابن احمد عامل ارمینہ نے ابراہیم الموید کو پانچ ہزار دینار بھیجے کہ وہ اس کے معاملے کی اصلاح کرے ابن فرخان شاہ کو ارمینہ بھیجا تو اس نے وہ دینار لے لئے، الموید نے ترکوں کو عیسیٰ بن فرخان شاہ پر بھڑکایا۔ مغربیوں نے ترکوں کی مخالفت کی، المعز نے اپنے دونوں بھائی الموید اور ابو احمد کے پاس بھیجا، اس نے دونوں کو محل میں قید کر دیا۔ الموید قید کر کے ایک تنگ حجرے میں کر دیا گیا۔ ترکوں اور مغربیوں کی عطا جاری رکھی گئی، کنجور حاجب الموید قید کیا گیا۔ اسے پچاس تازیانے مارے گئے۔ اس کے نائب ابو الہول کو پانچ سو کوڑے مارے گئے۔ اور اونٹ پر سوار کر کے پھرایا گیا۔ پھر اس سے اور کنجور سے ناراضگی جاتی رہی۔ وہ اپنے گھر چلا گیا۔ مذکور ہے

کہ ابوالہول کے بھائی کو الموید نے چالیس تازیانے مارے ۷ رجب یوم جمعہ کو سامرا میں معزول کر دیا گیا۔ اور بغداد میں ۱۱ رجب یوم یک شنبہ کو معزول کیا گیا۔ اپنے معزول کرنے کے متعلق خود اس کے قلم کا رقعہ لے لیا گیا۔

اسی سال ۲۲ رجب کو اور بقول بعض ۲۲ رجب کو ابراہیم بن جعفر المعروف بالموید کی وفات ہوئی۔

الموید کی وفات:

مذکور ہے کہ ایک ترک عورت محمد بن راشد المغربی کے پاس آئی اور اسے خبر دی کہ ترک ابراہیم الموید کو قید سے نکالنا چاہتے ہیں، محمد بن راشد سوار ہو کر المعتز کے پاس گیا اطلاع دی، اس نے موسیٰ بن بغا کو بلا کر دریافت کیا۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ کہ ”یا امیر المومنین ابوالاحمد بن المتوکل کو جو وہ نکالنا چاہتے ہیں۔ تو وہ محض اس کے ساتھ اس انس کی وجہ سے ہے جو کچھلی جنگ میں پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن الموید کو تو نہیں۔“

جب ۲۲ رجب پنج شنبہ ہوا تو اس نے قاضیوں اور فقہاء اور گواہوں اور معززین کو بلایا۔ ان کے روبرو ابراہیم الموید کو اس طرح نکالا کہ وہ مردہ تھا۔ کہ اس پر کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ کوئی زخم اور اسے اس کی ماں اسحق کے پاس جو ابوالاحمد کی بھی ماں تھی۔ ایک گدھے پر پہنچا دیا گیا اس کے ہمراہ کفن اور حنوط (عطر میت بھی بھیج دیا گیا۔ دفن کا حکم دیا گیا۔ اور جس حجرے میں الموید تھا اس میں ابوالاحمد کو تبدیل کر دیا گیا۔

الموید کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

مذکور ہے کہ الموید نے ایک سموری لحاف اوڑھ لیا اس کے دونوں کنارے دبائے یہاں تک کہ مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے برف کی سل پر بٹھایا گیا۔ اور اس پر برف کی سلیں لادی گئیں سردی سے مر گیا۔

مستعین کی طلبی کا فرمان:

اسی سال شوال میں احمد بن محمد المستعین قتل کیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ المعتز نے جب المستعین کے قتل کا ارادہ کیا، تو محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس المستعین کے واپس کرنے کے متعلق اس کا فرمان آیا۔ اور اسے اپنے طسبیج کے اہل معاون کے روانہ کرنے حکم دیا۔ دوسرا فرمان سیماء خادم لایا۔ جس میں منصور بن نصر بن حمزہ کے نام جو واسطہ پر عامل تھا۔ المستعین کو سیماء کے سپرد کرنے کے متعلق لکھنے کا حکم تھا۔ المستعین وہیں مقیم تھا۔ اس پر ابن ابی نمیسہ، ابن المظفر ابن سیمل منصور بن نصر بن حمزہ اور صاحب البرید (محکمہ ڈاک کا افسر) نگران مقرر تھے۔ محمد نے المستعین کو اس کے سپرد کرنے کے متعلق لکھ دیا۔

مستعین کی القاطول میں آمد:

بیان کیا گیا۔ احمد بن طولون ترک ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوا، اور ۲۴ رمضان کو المستعین کو اس نے نکال لیا، ۳ شوال کو اسے القاطول پہنچا دیا، کہا گیا ہے کہ احمد بن طولون المستعین پر محافظ مقرر تھا، اس لئے اس نے سعید بن صالح کو اس کے لئے جانے کے لئے روانہ کیا۔ سعید اس کے پاس گیا اور اسے لے گیا۔

کہا گیا ہے کہ سعید نے صرف القاطول میں المستعین کو ابن طولون سے لیا، پہلے ابن طولون ہی اسے وہاں تک لے گیا تھا اس موقع پر روایات میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ المستعین کو سعید نے القاطول میں قتل کیا، جس دن وہ قتل کیا گیا ہے اس کے دوسرے دن سعید نے المستعین کی باندیوں کو بلا کر کہا کہ اپنے آقا کو دیکھو وہ تو مر گیا۔
مستعین کے قتل کی مختلف روایات:

بعض اس کے خلاف راوی ہیں کہ نہیں، بلکہ المستعین کو سعید اور ابن طولون پہلے تو سامرا لے گئے پھر سعید اسے اپنے ایک مکان میں لے گیا۔ جہاں اس پر اتنا عذاب کیا کہ وہ مر گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں، بلکہ سعید مستعین کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوا۔ فوج بھی ہم رکاب تھی، یہاں تک کہ دہانہ کو جبل کے مقابل آیا تو مستعین کے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر اسے پانی میں ڈال دیا ایک نصرانی طبیب فضلان سے جو المستعین کے ساتھ مذکور ہے کہ ”میں اس وقت اس کے ہمراہ تھا۔ جب وہ روانہ کیا گیا اس نے اسے سامرا کے راستے میں اپنے ساتھ لے لیا تھا جب وہ (المستعین) ایک نہر میں تک پہنچا تو اس نے سواری اور جھنڈے اور ایک جماعت دیکھی، فضلان سے کہا کہ آگے بڑھ کر دیکھ تو یہ کون ہے۔ اگر سعید ہے تو میری جان گئی میں لشکر کے پہلے حصے کی طرف بڑھا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ سعید حاجب ہے یہ سن کر مستعین کے پاس میں واپس آیا، اسے اطلاع کر کے برابر والے خیمے میں ٹھہر گیا۔ المستعین نے کہا ”انا للہ وانا الیہ رجعون۔ خدا کی قسم میری جان گئی“۔ فضلان نے کہا کہ جب پہلا لشکر اس سے ملا تو وہ لوگ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور اسے اور اس کی دایہ کو اتار اچھرا اسے ایک تلوار ماری تو وہ بھی چلایا اور اس کی دایہ بھی چلائی پھر وہ مر گیا۔ جب وہ مر گیا۔ تو لشکر واپس گیا۔ میں اس مقام پر گیا۔ تو وہ اپنے لباس میں بغیر سر کے مقتول پڑا تھا۔ اور وہ عورت بھی مقتول پڑی تھی اور اس پر کئی چوٹیں تھیں۔ ہم نے ان پر نہر کی مٹی ڈالی یہاں تک کہ انہیں چھپا دیا۔ پھر ہم لوٹ گئے۔“

جس وقت المعز کے پاس اس کا سر لایا گیا۔ تو وہ شرج کھیل رہا تھا اس سے کہا گیا کہ یہ معزول کا سر ہے کہا اسے وہیں رکھ دو۔ جب کھیل چکا تو منگایا اور دیکھا پھر دفن کر دیا۔ سعید کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا۔ اور وہ معونت بصرے کا والی بنا دیا گیا۔ المستعین کے ایک غلام سے مذکور ہے کہ سعید جب مستعین کے سامنے آیا۔ تو اسے اتارا۔ اور ترکوں میں سے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اسے قتل کرے، مستعین نے اس سے اتنی مہلت کی درخواست کی کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس وقت وہ ایک جہ پہنہ تھا۔ سعید نے اس ترک سے جو اس کے قتل پر مامور تھا۔ درخواست کی۔ کہ وہ اس سے قتل سے پہلے وہ جبہ مانگ لے، ترک نے اس جہے کو مانگ لیا۔ جب اس نے دوسری رکعت کا سجدہ کیا تو اسے قتل کر دیا۔ سر کاٹ لیا۔ اور اسے دفن کر دیا، مدفن کو پوشیدہ رکھا۔

محمد بن مروان کے مویہ سے متعلق اشعار:

محمد بن مروان بن ابی الجحوب بن مروان بن ابی حفصہ نے المویہ کے معاملے اور المعز کی مدح میں حسب ذیل اشعار کہے:
تو وہ ہے کہ جب دنیا پریشان ہوتی ہے تو سنبھال لیتا ہے۔
اے دین و دنیا کی پریشانی کے وقت سنبھالنے والے۔
رعیت کے لئے خدا تجھے قائم رکھے۔
تیرے عدل کی وجہ سے رعیت کو امید ہے کہ تو سالہا سال زندہ رہے گا۔

البتہ تجھے ایسی جنگ میں مشغول کیا گیا جو آسان نہ تھی۔
حالانکہ تیرا نیزہ اس درخت کا تھا۔ جو اپنی جگہ نکلا بھی نہ تھا۔

تو پہلا سردار نہ تھا کہ جس کی کسی کمینے نے خیانت کی ہو۔ تو سردار تھا۔ اور تجھ سے بد عہدی کرنے والا کمینہ تھا۔ اگر اس کے لئے وہ کام پورا ہو جاتا، جس کی اس نے تدبیر کی تھی۔ تو البتہ ملک اور اسلام کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ دونوں رخصت ہو چکے تھے۔

اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ہماری دنیا تباہ و برباد کر دے۔ اور یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ ہمارا دین بھی تباہ و برباد کر ڈالے۔ جب اس نے اپنی حماقت سے حملے کا ارادہ کیا۔ تو امام عادل کی شام اس طرح ہوئی کہ اس نے اس پر حملہ کر دیا۔ تجھے اس نے ایک ایسا تیر مارا جس کی رسائی تجھ تک نہ ہوئی۔ جس کسی نے تجھے تیر مارا۔ اس کا تیرا ہی پر پٹ گیا۔ تو نے محض رشتے کی وجہ سے اس کی رعایت کی۔ مگر اس نے نہ رشتے کی وجہ سے تیری رعایت کی نہ احسان کی وجہ سے۔

تیرے جیسا حسن سلوک کبھی کسی بھائی نے بھائی کے ساتھ نہیں کیا۔ ہم بھی اس سلوک کے وقت موجود تھے غائب نہ تھے۔ تو تعب والی جنگ میں مشغول تھا۔ اور وہ لبو لعب میں مشغول تھا۔ جب کہ تو تعب اٹھا رہا تھا۔ اے صاحب عطا اے بے مانگے دیا جاتا تھا۔ اور اے صاحب عطا! جو وہ مانگتا تھا، تو اسے دے دیتا تھا۔ تو نیکی میں اس کے ساتھ اس کے باپ سے زیادہ تھا۔ تو نیکی میں اس کے قریب اس کی نشست گاہ تھی۔ تیرے جیسا حسن سلوک کبھی کسی بھائی نے بھائی کے ساتھ نہیں کیا۔ ہم بھی اس سلوک کے وقت موجود تھے غائب نہ تھے۔ تو تعب والی جنگ میں مشغول تھا۔ اور وہ لبو لعب میں مشغول تھا۔ جب کہ تو تعب اٹھا رہا تھا۔ اے صاحب عطا اے بے مانگے دیا جاتا تھا۔ اور اے صاحب عطا! جو وہ مانگتا تھا، تو اسے دے دیتا تھا۔ تو نیکی میں اس کے ساتھ اس کے باپ سے زیادہ تھا۔ تو نیکی میں اس کے قریب اس کی نشست گاہ تھی۔

اس کی شام تنہائی میں ہوئی حالانکہ اس کی جماعتیں وہ صفیں کہاں گئیں جو اس کے لئے کھڑی رہتی تھیں۔ اس کی شام تنہائی میں ہوئی حالانکہ اس کی جماعتیں وہ صفیں کہاں گئیں جو اس کے لئے کھڑی رہتی تھیں۔

تکبر اور اس میں اصرار کے بعد اسے اس طرح ذلیل ہونا پڑا۔ جب تو نے لوگوں کی گردن سے اس کی بیعت فسخ کر دی۔ تو نے اسے اس کی ضعف رائے کے بعد ایک لقب دیا تھا۔ تو نے اسے عزت کا لباس پہنایا تھا۔ جس کو اس نے ذلیل کیا۔ جیسا کہ وہ مچھلی صبح کرتی ہے جس کا پانی بگیا ہو۔ تو پھر کوئی خطیب اس کے لئے دعا کرنے والا نہ رہا۔ اور اللہ نے اس لقب کو ضعف رائے سے بدل دیا۔ اور اس نے اس کی حفاظت نہ کی اس لئے اسے اس طرح شام ہوئی کہ لباس عزت اس سے چھن چکا تھا۔

اپنی کتنی ہی نعمتوں میں تو نے اسے شریک کر لیا تھا۔ میں اسے شعلے والے چراغ سے تشبیہ دیتا تھا۔ قطیعہ والدہ ابراہیم نے اس حالت میں شام کی کہ اس نے قطع کر دیا تھا۔ اس کے اعمال کی بدولت اللہ نے اسے ان نعمتوں سے نکال دیا۔ مگر تو نے نہ اس کا نور باقی رکھا نہ شعلہ۔ صفا اور محبت کی رسی کو چنانچہ وہ دونوں کٹ گئیں۔

اے سخاوت پر وفاداری کا عہد لینے والے تو اس وقت تک کسی کی جب تک کہ تو اس کی بدعہدی پر اچھی طرح مطمئن نہیں ہو گرفت نہیں کرتا۔ جاتا۔

میں بنی عباس کی مدح کی وجہ سے قابل قدر ہوں۔ بنی عباس کی مدح ہی میرے لئے کافی ہے۔
اے بنی عباس بے شک تقویٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے۔ حتیٰ کہ قریش نے بھی تمہیں سے ادب سیکھا ہے۔
کلام تم لوگوں کی مدح کے دوران میں منقطع تھا۔ مگر تو بحمد اللہ نے اپنی مدح میں منقطع نہیں ہے۔
مجلس شوریٰ:

عبدالرحمن سے مذکور ہے کہ سامرا کے ایک نو جوان نے اسے وہ امور لکھے جو ترکوں سے سن کر بعض اہل سامرا نے مرتب کر لئے تھے۔ اس کا واقعہ یوں ہے۔ المعتز کو جب خلافت پہنچی اور اللہ نے مشرق و مغرب اور بحر و بر اور دیہات اور شہر اور زمین اور پہاڑ سب کے معاملات کا انتظام اس کے تفویض کیا تو اہل بغداد کو اس برے انتخاب کا رنج ہوا۔ اور اس بدانتخابی نے انہیں بلا میں مبتلا کر دیا۔

المعتز باللہ نے اس جماعت کو مشورے کے لئے بلائے کا حکم دیا جن کے زہن صاف ہوں۔ مزاج نرم ہوں، گمان پاکیزہ ہوں، طبیعتیں صحیح ہوں، خصلتیں عمدہ ہوں اور عقلیں کامل ہوں۔
معتز کا امرائے دربار سے خطاب:

امیر المومنین نے کہا کہ ”کیا تم ایسی جماعت کی طرف نظر نہیں کرتے جن کا نفاق ظاہر ہے ان کی خواہش حماقت تک پہنچ گئی ہے۔ وہ ایسے بے عقل اور بے وقوف ہیں۔ جن پر بالکل بھروسہ نہیں، نہ انہیں کچھ اختیار ہے نہ تمیز ہے۔ خطا میں منہ کے بل گرنے نے بد اعمالی کو ان کے لئے آراستہ کر دیا ہے، وہ جمع کئے جائیں تو بہت تھوڑے ہیں۔ اور اگر ان کا ذکر کیا جائے۔ تو مذمت کی جائے۔“

میں نے جان لیا ہے۔ کہ لشکروں کی سرداری، سرحدوں کی حفاظت، معاملات کا انتظام اور ملکوں کی تدبیر بغیر ایسے شخص کے درست نہیں ہو سکتی جس میں مکمل طور چار خصلتیں نہ ہوں:

- ① احتیاط و دوراندیشی جس کی وجہ سے وہ واقعات پیش آنے کے وقت ان کے صدور کی حقیقت دریافت کر لے۔
- ② علم جو اسے زیادہ سختی کرنے اور چیزوں میں دھوکا کھانے سے بچائے، سوائے اس کے دھوکے کا امکان ہو۔
- ③ شجاعت و بہادری کہ اسے مصائب کم نہ کر سکیں باوجود مسلسل حوارج کے بھی۔
- ④ جو دو سخاوت، جس سے سوال کے وقت بڑے بڑے مال کا خرچ کرنا بھی آسان ہو۔

اور تین باتیں یہ ہوں۔

- ① اپنے مددگاروں میں جو اس قابل ہو اس کے احسان کا فوراً بدلہ دے دینا۔
- ② گمراہوں اور نافرمانوں پر بھاری بوجھ ڈالنا۔
- ③ حوادث کے لئے تیار رہنا، کیونکہ حوادث زمانہ سے مطمئن رہنا، زمانے سے غیر مطمئن رہنا ہے۔

دو خصلتیں یہ ہونا چاہئیں۔

۱ رعیت کے راستے سے دربان کا دور کر دینا (تاکہ بے روک ٹوک وہ اپنی فریاد پہنچا سکے)

۲ قوی اور ضعیف کے درمیان یکساں فیصلہ کرنا۔

ایک خصلت یہ ہونا چاہیے۔

تمام امور میں بیدار رہنا اور آج کا کام کل پر نہ ڈالنا۔

تم لوگوں کی کیا رائے ہے۔

میں نے اپنے موالی یعنی آزاد کردہ غلاموں میں سے چند آدمیوں کا انتخاب کیا ہے۔ ایک ان میں سے مضبوط طبیعت والا اور اپنے ارادے کا پورا کرنے والا ہے کہ نہ اسے کوئی راحت سرکش بناتی ہے اور نہ کوئی تکلیف خائف کرتی ہے۔

نہ دور والے سے ہیت ہوتی ہے نہ سامنے والے سے ہول ہوتا ہے۔

وہ مثل اس چوپائے کے ہے جو بول کی جڑ میں ہے کہ اگر اسے حرکت دی جائے تو حملہ کر دے اور اگر کاٹا جائے تو قتل کر دے۔

اس کی جماعت تیار رہتی ہے۔ اور اس کا انتقام سخت ہوتا ہے۔ کہ اپنے لوہے زیادہ سخت قلب کے ساتھ وہ اپنے بہت تھوڑی تعداد کے لشکر کو جنگ میں ڈال دیتا ہے۔

وہ اس طرح طالب انتقام ہوتا ہے کہ اسے بڑے بڑے خوفناک لشکر عاجز نہیں کر سکتے۔

وہ ایسا قابض ارواح ہے۔ کہ جسے وہ طلب کرے اسے پناہ نہیں اور جو بھاگے اسے مفر نہیں۔

جسے عمدہ چیزیں حرص میں نہیں ڈالتیں اور نہ مصیبتیں اسے عاجز کرتی ہیں۔

اگر دوستی کرے تو پورا کرے اور اگر وعدہ کرے تو وفا کرے۔

اگر لڑائی میں پورا بہادر ہے اور زبان سے کچھ کہا تو اسے کر دیا۔

اس کا سایہ اس کے دوست کے لئے خوب گھنا ہے۔ اور اس کا خوف اس پر حملے کے وقت اس کی بہادری کی دلیل ہے۔

جو اس سے بازی لگاتا ہے اس سے بڑھ جاتا ہے۔ اور جو اس کا ارادہ کرے اسے عاجز کر دیتا ہے۔

جو اس کے ساتھ چلے اسے تھکا دیتا ہے اور جو اس سے دوستی کرے اسے ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔

معتز سے ایک درباری امیر کا جواب:

جماعت میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ تجھ میں فضائل ادب جمع کر دے۔ تجھے میراث نبوت میں مخصوص فرمائے، حکمت کی باگیں تیری طرف ڈال دے، عطائے کرامت میں سے تیرا حصہ زیادہ کرے، تیرے فہم میں وسعت پیدا کرے، تیرا قلب پاکیزہ علوم اور صفائے ذہن سے منور کرے۔ تیرے بیان نے تیری مراد ظاہر کر دی اور تیرے فہم نے ادراک کر لیا۔ اے امیر المومنین، واللہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جسے نہیں عطا کی گئیں وہ عطائیں جیسی کہ تجھے دی گئیں، قدرت نے بڑے بڑے احسانات تجھ پر کئے بڑی بڑی مضبوط قوتیں بخشیں، قابل ستائش فضائل طبیعت کی شرافت، حکمت تیری زبان پر گویا کر دی

گئی، اس لئے تو نے جو گمان کیا ہے وہ درست ہے۔ اور جو کچھ سمجھا ہے وہ اتنا حق ہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں تو خدا کی قسم اسے امیر المومنین خصال میں بے نظیر اور زمانے بھر کا سردار ہے۔

جس کے پورے فضائل کو کوئی بیان نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی تعریف اس کی شرافت کے اجزاء کا حصر کر سکتی ہے۔

امیر المومنین نے اپنے مددگاروں کے لئے عہدوں کا حکم دیا۔ اور انہیں اپنے دشمنوں کے آگاہ کرنے، خوش خبری سنانے اور ان کے نفس و مال میں تصرف کرنے کی آزادی بخشی۔

محمد بن عبد اللہ کا تنبیہ آمیز خط :

جب محمد بن عبد اللہ کو علاقوں کے متعلق حکم کی خبر پہنچی تو اس نے ایک مراسلہ جاری کیا جس کی نقل یہ ہے۔

اما بعد ! خواہش نفسانی کی کجی نے تمہیں محتاط رائے سے برگشتہ کر دیا۔ خطا کی رسیوں نے تمہیں احق بنا دیا، اگر تم لوگ حق کو اپنے اوپر مسلط رکھتے اور اسی کے مطابق اپنے اندر فیصلہ کرتے تو حق تمہارے پاس بصیرت (عقل و ہوش) کو لاتا اور حیرت کے پردے تم سے دور کر دیتا، اب بھی اگر تم لوگ مصالحت کے لئے تیار ہو تو تمہارے خون محفوظ ہو جائیں گے۔ اور فراغت سے زندگی بسر کرو گے۔ امیر المومنین تمہارے پے در پے جرائم کو معاف کر دے گا۔ اور اپنی وافر نعمتوں کو تمہارے لئے کھول دے گا، اگر اسی طرح تمہاری بڑھی ہوئی شرارتیں جاری رہیں اور تمہاری حرص تمہاری بد اعمالی کو تمہارے لئے (خوبصورت) بناتی رہی۔ تو تم پر حجت قائم کر دینے کے بعد اور تمہیں معذرت سے آگاہ کر دینے کے بعد اللہ اور اس رسول ﷺ کی جنگ کا تمہیں اعلان ہے، اگر لوٹ مار جاری ہوگئی، لڑائی کی چنگاری سلگ اٹھی، آسائے جنگ حرکت میں آئی، تلواروں نے اس کے حامیوں کے جوڑ کاٹ دیئے، نیزے حرص سے جھک گئے، قتال میں آنے کو پکار دیا گیا۔ بہادروں نے جنگ شروع کر دی، جنگ نے باچھیں کھول دیں۔ باہر آنے کے لئے اس نے اپنی نقاب ڈال دی، گھوڑوں کی گردنیں آگے پیچھے ہونے لگیں، اہل شجاعت اہل بغاوت سے بھڑ گئے۔ تو تمہیں ضرور ضرور معلوم ہو جائے گا۔ کہ دونوں فریق میں موت کے ساتھ سب سے زیادہ اپنی جان کی سخاوت کرنے والا کون ہے۔ نہ اس وقت کوئی معذرت قبول کی جائے گی۔ اور نہ فدیہ قبول ہوگا۔ جو ڈر گیا۔ اس کا عذر قبول کر لیا جائے گا۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

محمد بن عبد اللہ کو ترکوں کا جواب :

محمد بن عبد اللہ کا خط ترکوں کو پہنچا تو انہوں نے جواب لکھا۔

”باطل کو تو نے حق کی صورت تصور کر لیا۔ اور اپنی گمراہی کو ہدایت خیال کر لیا، جیسا کہ سراب کا میدان جسے پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا اگر تو اپنی گئی ہوئی عقل کو لوٹاتا، تو تیرے لیے بصیرت روشن ہو جاتی۔ شب کے مادے تجھ سے منقطع ہو جاتے۔ لیکن تو حقیقت کی راہ سے بھاگا اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا، اس لئے کہ تیری طبیعت میں حیرت کے اسباب جم گئے تو اس کے سننے میں مشغول ہو گیا اور تنہا اس کے پاس آ گیا، مثل اس شخص کے جس کی عقل کو شیاطین لے گئے۔ اور اسے حیران چھوڑ گئے، تیری عمر کی قسم اسے محمد تیرا وعدہ بھی ہمارے پاس آیا۔

اور وعید بھی ہمارے پاس آئی اس نے ہمیں نہ تیرے قریب کیا اور نہ تجھ سے دور کیا جب کہ یقین کی بارش تیرے ضمیر کی

پوشیدہ حالت کو کھول دے گی۔ اور تجھے اس شخص کے مثل کر دے گی۔ جو برق کو راستہ چلنے کے لئے کافی سمجھتا ہے کہ جب وہ اس کے لئے چمکی تو اس میں چلنے لگا۔ اور جب تاریک ہو گئی تو رک گیا۔ تیری جان کی قسم اگر تیری خواہش بغاوت میں بڑھتی گئی اور تو امید کے بادل سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ تو ضرور تیرا حال تیرے لئے موجب غم ہوگا۔ البتہ ہم لوگ تیرے پاس ایسے لشکر کی شکل میں آئیں گے کہ تجھے اس سے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی۔ وہاں سے ہم لوگ ضرور بالضرور تجھے ذلیل کر کے نکال دیں گے۔ اور تو ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اگر ہمیں اپنی آگاہی کے لئے امیر المومنین کے فرمان کا انتظار نہ ہوتا کہ ہم لوگ کس طریقے پر عمل کریں تو پانی کے برتنوں تک پہنچ جاتے اور تلواریں کو اس حالت میں میان میں داخل کرتے کہ وہ تھکی ہوئی ہوتیں زمین کی بلندی کو پست کر دیتے۔ اسے جانوروں اور سانپوں اور الو کا ٹھکانا بنا دیتے ہم نے تجھے نزدیک سے پکار دیا۔ اور سنا دیا۔ اگر تو زندہ ہے لہذا اگر تو قبول کر لے گا تو کامیاب ہوگا۔ اور تو انکار کرے گا۔ اور سوائے سرکشی کے کچھ نہ کرے گا۔ تو ہم تجھے نقصان پہنچائیں گے اور تم لوگ ندامت کی حالت میں صبح کرو گے۔

مغربیوں اور ترکوں کی جنگ:

اسی سال یکم رجب کو مغربیوں اور ترکوں کے درمیان جنگ عظیم ہوئی یہ اس لئے ہوئی کہ مغربی اس دن محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے ہمراہ جمع ہوئے جو ترک محل پر تھے۔ ان پر غالب آ گئے۔ انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اور ان سے کہا کہ ”ہر روز تم لوگ ایک خلیفہ کو قتل کرتے ہو۔ اور دوسرے کو معزول کرتے ہو اور وزیر کو قتل کرتے ہو۔

ان لوگوں نے عیسیٰ بن فرخان شاہ پر حملہ کیا تھا۔ اسے مارا تھا۔ اور اس کا گھوڑا لے لیا تھا۔ جب مغربیوں نے ترکوں کو محل سے نکال دیا اور بیت المال پر غالب آ گئے۔ تو وہ پچاس گھوڑے لے لئے جن پر ترک سوار ہوا کرتے تھے پھر ترک جمع ہوئے اور انہوں نے کرخ اور دور میں جو ترک تھے۔ انہیں بلا بھیجا وہ لوگ اور مغربی مقابل ہو گئے مغربیوں میں سے ایک آدمی مارا گیا۔ مغربیوں نے اس قاتل کو پکڑ لیا۔ شاکر یہ مغربیوں کے مددگار ہو گئے ترک کمزور پڑ گئے۔ آخر مغربیوں کے مطیع ہو گئے۔ جعفر بن عبدالواحد نے فریقین کے درمیان صلح کرادی انہوں نے اس شرط پر صلح کی کہ ”وہ اب کوئی نئی بات نہ کریں گے۔ اور ہر جگہ جہاں ایک فریق کی جانب سے بھی کوئی آدمی رہے گا۔“ اس شرط پر ایک زمانے تک رکے رہے۔

ابن غرون کی جلاوطنی:

محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے پاس مغربیوں کے جمع ہونے کی خبر ترکوں کو پہنچی ترک با یک باک کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ ”ہم ان دونوں سرداروں کی تلاش میں ہیں۔ اگر ہم ان دونوں پر کامیاب ہو گئے تو پھر کوئی بولنے والا نہیں۔“ محمد بن راشد اور نصر بن سعید اس دن صبح سویرے جمع ہوئے تھے۔ جس دن ترکوں نے ان پر حملے کا ارادہ کیا تھا پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے۔ بعد کوئی خبر ملی کہ با یک باک ابن راشد کے مکان گیا تھا محمد بن راشد اور نصر بن سعید محمد بن غرون کے گھر پلٹ گئے کہ ترکوں کا ہنگامہ جب تک سکون پذیر ہو دونوں اسی کے پاس رہیں۔ پھر دونوں اپنی جماعت کے پاس واپس آ جائیں۔ ایک شخص نے با یک باک کو ان دونوں کو اشارے سے بتا دیا۔ اور اسے ان کا راستہ دکھا دیا۔ کہا گیا ہے کہ ابن غرون وہی شخص ہے جس نے اس آدمی کو چھپایا تھا۔ جس نے با یک باک اور ترکوں کو ان دونوں کا راستہ بتایا تھا۔ ترکوں نے ان دونوں کو پکڑ کر قتل کر دیا یہ خبر المعتز کو

پہنچی تو اس نے ابن عزون کے قتل کا ارادہ کیا، اس معاملے میں اعتراض کیا گیا، تو اس نے اسے بغداد جلاء وطن کر دیا۔
ابن خلف العطار وغیرہ کی گرفتاری:

اسی سال محمد بن علی بن خلف العطار کو اور آل ابی طالب کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے بغداد سے سامرا لایا گیا جن میں ابو احمد بھی تھے ابو احمد محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان کے ہمراہ ابو ہاشم داؤد بن القاسم الجعفری کو بھی لایا گیا یہ واقعہ اسی سال ۸ شعبان کو ہوا۔
عبدالرحمن نائب ابوالساج کی آمد:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک صاحب طالبین میں سے لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد علاقہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، اس زمانے میں کوفہ اور اس کے مضافات ابوالساج کی ماتحتی میں تھے اور وہ ابن طاہر سے خواہاں تھا۔ کہ اس کو ولایت رے میں تبدیل کر دیا جائے، اسی غرض سے بغداد میں مقیم تھا جب ابن طاہر کو طالبی کی خبر پہنچی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے۔ تو اس نے ابوالساج کو اپنی عمل داری کوفہ میں جانے کا حکم دیا، پہلے ابوالساج نے اپنے نائب عبدالرحمن کو کوفہ بھیجا پھر ابوالساج سے ابو ہاشم الجعفری نے مع بغداد کے طالبین کی ایک جماعت سے ملاقات کی، طالبی کے متعلق گفتگو کی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے۔ ابوالساج نے ان سے کہا کہ تم لوگ ان سے یہ کہو کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہیں اور میں انہیں نہ دیکھنے پاؤں۔
کوفہ میں عبدالرحمن پر سنگ باری:

جب عبدالرحمن نائب ابوالساج کوفہ پہنچا، تو اسے پتھر مارے گئے۔ ناچار مسجد میں چلا گیا۔ لوگ یہ سمجھے کہ یہ علوی کی جنگ کے لئے آیا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے کہا کہ میں عامل نہیں ہوں، میں وہ شخص ہوں جو اعراب کی جنگ کے لئے روانہ ہوا ہوں، اس کہنے پر لوگ اس سے باز آ گئے اور وہ کوفہ میں مقیم ہو گیا۔
ابو احمد محمد بن جعفر طالبی کی گرفتاری:

ابو احمد محمد بن جعفر طالبی جس کا میں نے ذکر کیا وہی صاحب تھے جو طالبین کی ایک جماعت کے ساتھ (گھرفتار کر کے) سامرا بھیجے گئے تھے کہ المعتز نے مزام بن خاقان علوی کو شکست ہونے کے بعد جو ابو احمد کی اس جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا تھا۔ جس کا ذکر اس کے قبل اپنے مقام پر گزر چکا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے، ابو احمد کوفہ کے علاقے میں پلٹ آیا اور لوگوں کو ستایا اور ان کا مال اور جائداد لے لی، ابوالساج کے نائب نے کوفہ میں قیام کر لیا، تو وہ ابو احمد علوی سے بزمی پیش آیا۔ اور اتنا مانوس بنا لیا۔ کہ کھانے پینے میں شریک کرنے لگا۔ فریب دے کر کوفہ کے ایک باغ میں بطور تفریح کے لے گیا۔ وہاں شام کر دی، عبدالرحمن نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر رکھا تھا۔ علوی کو قید کر لیا اور رات کے وقت مقید کر کے اندر آنے والے خچروں پر روانہ کر دیا۔ یکم ربیع الآخر کو بغداد لائے گئے، محمد بن عبداللہ کے پاس لے گیا۔ تو اس نے اپنے پاس ہی قید کر لیا پھر ضامن لے کر رہا کر دیا۔
آل ابی طالب کی طلبی:

محمد بن علی بن خلف العطاء کے بھتیجے کے پاس حسن بن زید کے چند خطوط پائے گئے ابن طاہر نے اس کی اطلاع المعتز کو لکھ دی ابو احمد اور ان تمام طالبین کی عتاب بن عتاب کی معیت میں روانگی کے متعلق فرمان آیا۔ وہ سب لوگ اور ابو احمد اور ابو ہاشم الجعفری

اور علی بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حسن بن جعفر بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) روانہ کر دیئے گئے۔ علی بن عبید اللہ کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا۔ کہ صرف اپنے مکان پر سامراجانے کی اجازت چاہی تھی جو دے دی گئی، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے ان کے ساتھ ایک ہزار درہم کا سلوک کیا، اس لیے کہ انہوں نے تنگ دستی کی اس سے شکایت کی تھی ابو ہاشم اپنے گھر والوں کو رخصت کر آئے تھے۔

ابو ہاشم کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو ہاشم کی گرفتاری کا سبب صرف ابن الکرویہ اور عبد اللہ بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ تھے۔ ان دونوں نے المعز سے کہا کہ اگر تو محمد بن عبد اللہ کو داؤد بن القاسم کی گرفتاری کو لکھے گا تو وہ گرفتار کر کے نہیں بھیجے گا۔ لہذا اسے لکھ دے کیونکہ تو اسے طبرستان وہاں کی اصلاح حالت کے لیے بھیجنا چاہتا ہے۔ پھر جب وہ تیرے پاس آ جائے تو اس کے بارے میں تو اپنی رائے پر غور کر سکے گا۔ اسی بنا پر یہ گرفتاری ہوئی مگر کوئی اور ناگوار بات نہیں پیش آئی۔

انتظام معدلت:

اسی سال الحسن ابن ابی الشوراب کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ حالانکہ محمد بن عمران الفسی اتالیق المعز نے عہدہ قضا کے لئے چند آدمیوں کی المعز سے سفارش کی تھی جن میں اسلجی اور الخفاف بھی تھے۔ المعز نے ان کے لئے فرمان بھی لکھ دیا مگر شفیع الخادم اور محمد بن ابراہیم بن الکرویہ اور عبد السبع بن ہارون بن سلیمان بن ابی جعفر اس میں پڑھ گئے۔ اور کہا کہ یہ لوگ ابن ابی داؤد کے احباب میں سے ہیں۔ اور عقیدتاً رافضی اور قدری اور زیدی اور جہمی ہیں۔ المعز نے انہیں دور کرنے اور بغداد سے نکال دینے کا حکم دیا۔ اور عوام نے الخفاف پر حملہ کر دیا۔ اور دوسرے لوگ بغداد چلے گئے، الفسی صرف مظالم کی وجہ سے معزول کیا گیا۔

فوجی مصارف:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی تنخواہوں کا اندازہ کیا گیا۔ جس مقدار کی انہیں ایک سال میں حاجت تھی۔ وہ دس ارب دینار تھے۔ جو ساری سلطنت کی دو سال کی آمدنی تھی۔

ابو الساج کو روانگی کا حکم:

اسی سال ابو الساج کے راستے کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ہوا کہ جب وصیف کے معاملے کی صلح ہو گئی اور المعز نے اپنی مہرا سے دے دی تو ابو الساج کو فرمان لکھا جس میں اسے کے راستے کی طرف جانے کا حکم تھا کہ راستے کی اصلاح و مرمت راستی کے ساتھ ہو جائے، اس مقصد کے لئے ابو الساج کے پاس اتنا خرچ روانہ کر دیا۔ جتنی اسے ضرورت تھی وہ تیاری کرنے لگا۔ محمد بن عبد اللہ نے ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست تھی۔ کہ کے راستے اس کے سپرد کیا جائے اسے قبول کر لیا گیا، پھر اس نے ابو الساج کو اپنی جانب سے روانہ کیا۔

متفرق واقعات:

یکم ذی الحجہ کو عیسیٰ بن اسلج بن السلیل مقام رملہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اس نے اپنے نائب ابو المنذر کو وہاں روانہ کر دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس نے اس عہدے کے چالیس ہزار دینار بغا کو دیئے یا اس کی ذمہ داری لی۔

اسی سال وصیف نے عبدالعزیز ابن ابی دلف کو الجبل کا والی بننے کو لکھا اور اسے خلعت بھیجا وہ اس کی جانب سے والی بنا۔ اسی سال ذی قعدہ میں محمد بن عمرو اشاری دیار ربیعہ میں قتل کیا گیا۔ جسے ایوب بن احمد کے نائب نے قتل کیا۔ اسی سال کنجور پر عتاب ہوا۔ اور محل میں اس کے قید کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر بحالت قید بغداد روانہ کر دیا گیا۔ بعد کو ایماہہ بھیج دیا گیا، وہیں قید رہا۔

اسی سال ابن جستان صاحب الدیلم نے احمد بن عیسیٰ العلوی اور الحسن بن احمد الکلبی کے ہمراہ رے پر ڈاکہ ڈالا قتل بھی کیا۔ اور لوگوں کو قید بھی کیا، اس زمانے میں وہاں عبداللہ بن عزیز حاکم تھا۔ جو وہاں سے بھاگ گیا۔ اہل رے نے ان سے ایک ہزار درہم مال غنیمت پر صلح کر لی، جب ادا کر دیئے تو ابن جستان وہاں سے کوچ کر گیا۔

اور ابن عزیز وہاں واپس آ گیا، اس نے احمد بن عیسیٰ کو گرفتار کر کے نیشاپور روانہ کر دیا۔

اسی سال اسلمیل بن یوسف طالبی کی وفات ہوئی یہ وہی ہیں کہ مکے میں جو کچھ کیا وہ کیا۔

امیر حج محمد بن احمد:

اس سال المعتز کی جانب سے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۳ھ کے واقعات

امارت الجبل پر ابن بغا کا تقرر:

مجملہ ان واقعات کے ۴ رجب کو المعتز کا موسیٰ بن بغا الکبیر کو الجبل کا حاکم مقرر کرنا ہے اس کے ہمراہ اس زمانے میں ترک یا ان کے مثل دو ہزار چار سو تینتالیس آدمی کا لشکر تھا جن میں سے مفلح کے ہمراہ گیارہ سو تیس آدمی تھے۔

اسی سال مفلح نے جو موسیٰ بن بغا کی فوج کے مقدمے پر تھا۔ ۲۲ رجب کو عبدالعزیز ابن ابی دلف پر چھاپہ مارا۔ عبدالعزیز تقریباً بیس ہزار بازاری جماعت کے ساتھ تھا۔ دونوں کی یہ جنگ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہمدان کے باہر تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ہوئی، مفلح نے اسے شکست دے کر تقریباً تین فرسخ تک بھاگ دیا۔ مفلح کے لوگ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے۔ پھر مفلح اور اس کے ہمراہی سلامت واپس آئے۔ اس نے اسی روز اپنی فتح کا حال لکھ بھیجا۔

علاقہ کرخ پر مفلح کی فوج کشی:

جب رمضان کا مہینہ ہوا۔ تو مفلح نے کرخ کی سمت کے لئے اپنا لشکر تیار کیا۔ اور ان کے لئے دو گھائیاں بنائیں عبدالعزیز نے ایک لشکر بھیجا جس میں چار ہزار آدمی تھے۔ پھر مفلح نے ان سے قتال کیا۔ پوشیدہ فوج نے گھاٹی سے نکل کر عبدالعزیز کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا وہ بھاگے تو مفلح نے ان پر تلوار چلائی، قتل اور قید کیا، عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے سامنے آیا تو وہ بھی ان کے بھاگنے کی وجہ سے بھاگا اور کرخ چھوڑ کر اپنے ایک قلعہ ”وز“ میں چلا گیا جو کرخ ہی کے علاقے میں تھا، وہاں محصور محفوظ ہو گیا، مفلح کرخ میں داخل ہوا، ابی دلف کی اولاد میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ ان کی کچھ عورتیں بھی گرفتار کیں۔ جن میں کہا جاتا ہے۔ کہ عبدالعزیز کی ماں بھی تھی، انہوں نے سب کو رسی سے باندھ لیا۔ مذکور کہ اس نے بہت سے نیزے اور ستر گٹھڑی

سرسامرا روانہ کئے۔

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے ہمدان آیا اور وہیں اتر گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں المعتز نے بغا الشرابی کو خلعت دیا۔ تاج اور دو تنواریں حمائل کرائیں وہ تاج لگائے اور دونوں تنواریں حمائل کئے اپنے مکان گیا۔

ترکوں و فرغانیوں کا وصیف و بغا سے مطالبہ:

اسی سال وصیف ترک قتل کیا گیا، یہ ۲۷ شوال کا واقعہ ہے۔ اسی واقعے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہے کہ ترکوں، فرغانیوں اور اشروسینوں نے بلوہ کیا اور اپنی چار ماہ کی تنخواہیں مانگی تو بغا اور وصیف اور سیماء الشرابی تقریباً سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ نکلے وصیف نے ان سے گفتگو کی کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ کہا اپنی تنخواہیں، وصیف نے کہا، خاک اور کیا ہمارے پاس مال ہے؟ بغا نے کہا کہ اچھا اس معاملے میں ہم امیر المومنین سے درخواست کریں گے۔ شناس کے گھر میں گفتگو کریں گے، جو تم میں سے نہ ہو وہ تم سے علیحدہ ہو جائے وہ لوگ شناس کے گھر آئے سیماء الشرابی سامرا واپس چلا گیا۔ خلیفہ سے ان لوگوں کے دینے کا حکم لینے کے لیے بغا بھی اس کے ہمراہ ہو گیا۔

قتل وصیف:

وصیف ان لوگوں کے قبضے میں رہ گیا۔ ان میں سے کسی نے اس پر حملہ کر دیا۔ تلوار کے دو ہاتھ مارے دوسرا آدمی اس کے پاس چھری لے آیا۔ اسے ایک سردار نوشری بن طابک اس کے گھر اٹھالے گیا جب بغا نے ان کے کام میں دیر لگائی تو وہ یہ سمجھے کہ مقابلے کی تیاری میں مشغول ہے۔ نوشری کے مکان سے اس کو باہر بلا کر کلہاڑیوں سے اتنا مارا کہ اس کے دونوں بازو توڑ ڈالے پھر اس کی گردن مار دی اور اس کا سر تنور ہلانے کی مٹری پر نصب کر دیا، سامرا کے عوام نے وصیف اور اس کے لڑکے کے مکانات لوٹنے کا ارادہ کیا وصیف کے لڑکے واپس آ گئے۔ انہوں نے اپنے گھروں کو ان سے بچایا، المعتز نے وصیف کے کام بغا الشرابی کے سپرد کر دیئے۔

بندار طبری کا باغی جماعت پر فوج کشی کا ارادہ:

اسی سال عید الفطر کو بندار الطبری قتل کیا گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ اسی سال رجب میں ایک شخص کو البواز تج کا حاکم بنایا گیا۔ جس کا نام مساور بن عبد الحمید تھا۔ المعتز نے اس کے پاس ماہ رمضان میں ساتلین کو روانہ کیا۔ وہ خراسان کے راستے کے علاقے کی طرف مڑ گیا۔ محمد بن عبد اللہ نے اسے بلا بھیجا، یہ اس لئے کہ خراسان کا راستہ اسی کے ماتحت تھا، بندار اور مظفر بن سیسل وہاں کے اسلحہ خانے میں تھا۔ یہ دونوں دسکرة الملک جا کر ٹھہر گئے۔ مذکور ہے کہ بندار رمضان کے آخر دن بقصد شکار نکلا۔ شکار کی تلاش میں دور چلا گیا۔ یہاں تک کہ الدسکرہ کے مکانات سے قریب ایک فرخ دور ہو گیا۔ جب وہ اس حالت میں تھا کہ یکا یک دو علم سامنے سے آتے دیکھے جن کے ساتھ ایک جماعت بھی الدسکرہ کی طرف آرہی ہے اس نے بعض ساتھیوں کو بھیجا کہ یہ علم کیسے ہیں، خبر ملی کہ صاحب جماعت کرخ جدان کا عامل ہے اور اسے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایک شخص مساور بن عبد الحمید جو البواز تج کے دہقانوں میں سے ہے نکلا ہے، خبر ملی ہے کہ وہ کرخ جدان جائے گا۔

بندار کی مظفر سے امداد طلبی:

جب اسے یہ خبر ملی تو وہاں سے بھاگتا ہوا الدسکرہ روانہ ہوا۔ کہ بندار اور مظفر کے پاس بیٹھ کر اپنی وحشت دور کرے بندار اسی وقت مظفر کے پاس لوٹ گیا اور کہا کہ۔

”وہ باغی کرخ جہان کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم لوگوں کا بھی ارادہ رکھتا ہے۔ آپ کے ساتھ چل کہ اس سے مقابلہ کریں۔“
مظفر نے جواب دیا کہ ”اب دیر ہو گئی ہے۔ ہمارا ارادہ جمعہ کی نماز پڑھنے کا بھی ہے کل عید ہے جب عید گزر جائے گی تو ہم اس کا ارادہ کریں گے۔“

مگر بندار نے انکار کیا اور اس امید میں روانہ ہوا کہ اس باغی پر بغیر مظفر کے فتح پا جائے گا، مظفر مقیم رہا اور الدسکرہ سے نہ ہٹا، الدسکرہ اور تل عکبراء کے درمیان آٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا اور تل عکبراء اور مقام جنگ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا، بندار تل عکبراء گیا۔ تہائی رات گئے شب عید الفطر کو وہاں پہنچ گیا۔ اپنے گھوڑے کو کچھ چارہ دیا پھر سوار ہو کر چلا، رات ہی کو اس باغی کے لشکر کے سامنے آ گیا وہ لوگ نماز پڑھ رہے اور تلاوت قرآن کر رہے تھے۔ اس کے کسی خاص ساتھی نے یہ مشورہ دیا کہ ”ان پر رات ہی میں حملہ کر دے جب کہ وہ غافل ہیں۔“ اس نے انکار کیا ”نہیں تاوقتیکہ میں انہیں اور وہ مجھے نہ دیکھ لیں۔“

بندار کا باغی جماعت پر حملہ:

دو تین سوار روانہ کئے۔ کہ ان کی خبر لائیں، جب یہ سوار قریب پہنچے تو وہ لوگ انہیں دیکھ کر تاڑ گئے، ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے۔ اور سوار ہو گئے مگر صبح تک جنگ سے بکے رہے۔ دن نکلے جنگ شروع کی بندار کے تقریباً تین سو پیادہ سوار ساتھی تھے جن کے لئے ممکن نہ تھا۔ کہ صرف تیر ہی چلائیں۔ بندار نے انہیں میسرہ و مینہ و ساقہ میں تیار کیا، خود قلب لشکر میں ٹھہرا۔ مساور اور اس کے ساتھیوں نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا، بندار اور اس کے ساتھی جے رہے باغی اپنے لشکر گاہ اور شب کی قیام گاہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ کہ بندار اور اس کے ساتھی ان کے لشکر کی طرف نہ بڑھے، پھر باغیوں نے ان پر دوبارہ تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا۔ یہ تعداد میں تقریباً سات سو تھے۔ پھر دونوں فریق رکے رہے، باغی نیزے چھوڑ کر صرف تلواروں پر اتر آئے باغیوں کے پچاس آدمی مقتول ہوئے اور بندار کے بھی اتنے ہی۔

بندار کا قتل:

باغیوں نے ایک حملہ کیا جس میں تقریباً سو آدمی بندار کے علیحدہ کر دیئے وہ سو آدمی ان کے مقابلے میں کچھ دیر صبر کئے رہے۔ پھر سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ بندار اور اس کے ہمراہی بھاگے وہ لوگ انہیں ایک ایک جماعت میں علیحدہ کرنے اور قتل کرنے لگے، بندار نے بھاگنے کی کوشش کی مگر لوگ اس کی تلاش میں تھے۔ وہ اسے تل عکبراء سے قریب مقام جنگ سے قریب چار فرسخ فاصلے پر پا گئے اسے قتل کر دیا۔ اور سر نصب کر دیا۔ بندار کے ساتھیوں میں سے تقریباً پچاس آدمی بچ گئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً سو آدمی تھے جو خوارج کے ان لوگوں میں مشغول ہونے کے جنہیں وہ جدا کر رہے تھے۔ جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔
بندار کے قتل کی ابن طاہر کو اطلاع:

مظفر کو اس واقعہ کی خبر پہنچی وہ الدسکرہ میں مقیم تھا۔ وہاں سے کنارے ہٹ کر اس مقام پر چلا گیا۔ جو بغداد کے قریب تھا، اس

کے قتل کی خبر محمد بن عبد اللہ کو عید کے دوسرے دن پہنچی، مذکور ہے کہ اس غم میں اس نے کھانا پینا سیر و تفریح سب کچھ ترک کر دیا۔ مساور فوراً حلوٰن چلا گیا۔ وہاں کے لوگ اس کے مقابلے پر آ گئے، اور اس سے قتال کیا، باغی نے تقریباً چار سو آدمی قتل کر دیئے، انہوں نے بھی اس باغی کی ایک جماعت قتل کر ڈالی، خراسان کے بعض حجاج بھی مقتول ہوئے جو حلوٰن میں تھے۔ انہوں نے اہل حلوٰن کی اعانت کی پھر واپس چلے گئے۔

وفات ابن طاہر:

۱۲ ذی القعدہ کی شب کو چاند گہن پڑا، سب گہنا گیا، اس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کا اسی وقت انتقال ہوا۔ جب چاند اپنے انتہائے خسوف میں تھا۔ وہ مرض جس میں اس کی وفات ہوئی ایک زخم تھا جو اس کے سر اور حلق میں پیدا ہو گیا تھا اس نے اسے ذبح کر دیا، مذکور ہے کہ وہ زخم جو اس کے سر اور حلق میں تھا۔ ایسا تھا کہ اس میں بتیاں داخل ہو جاتی تھیں جب مر گیا تو نماز جنازہ میں اس کے بھائی عبید اللہ اور بیٹے طاہر کے درمیان اختلاف ہوا بیٹے نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے یہی وصیت بھی کی تھی، عبید اللہ بن عبد اللہ برادر محمد بن عبد اللہ کے اہل و عیال کے درمیان ایسا جھگڑا ہوا۔ کہ ان لوگوں نے عبید اللہ پر تلوار تک کھینچی، اسے پتھر مارے گئے، بد معاش اور عوام اور اسحاق بن ابراہیم کے آزاد کردہ غلام سب طاہر بن محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے طرف دار تھے۔ وہ لوگ یہ پکارنے لگے یا طاہر یا منصور، عبید اللہ دریا عبور کر کے اپنے مکان چلا گیا۔ جو سردار تھے محمد بن عبد اللہ کے اپنے اعمال پر اسے اپنا نائب بنا دینے، وصیت کر جانے اور اپنے اعمال کو اس کے متعلق لکھ دینے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گئے۔ المعز نے خلعت اور بغداد کی ولایت عبید اللہ کو عنایت کی۔ بیان کیا گیا ہے۔ عبید اللہ نے اس شخص کے لئے جو المعز کی جانب سے اس کے پاس خلعت لایا تھا۔ پچاس ہزار درہم کا حکم دیا۔

وثیقہ نیابت:

اس خط کی نقل جو محمد بن عبد اللہ نے اپنے بعد اپنے بھائی کو نائب بنانے کے متعلق اپنے عمال کو لکھا تھا:

”اما بعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے موت کو ضروری اور یقینی بنا دیا۔ اس کی جو مخلوق باقی ہے اس پر بھی اسی طرح آنے والی ہے جس طرح گزرنے والوں پر آ گئی، لائق ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس امر میں حصہ ملے کہ وہ اس امر کے آنے کے لئے تیار رہے جس کے بغیر چارہ نہیں جس سے کسی حالت میں پناہ نہیں، میرا یہ خط اس حالت میں ہے۔ کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوں جس سے اندیشہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور جس میں ناامیدی امید پر غالب آ گئی ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے اچھا کر دے اور دور کر دے تو اس کی قدرت ہے۔ اور اس کی کریم عادت کا ایک کرشمہ ہے اور اگر میرے لئے بھی وہی حادثہ پیش آ جائے جو اولین آخرین کا طریقہ ہے تو میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ مولیٰ امیر المومنین کو اپنا نائب بنایا، جو میرا ایسا بھائی ہے، جس پر میرے قدم بقدم چلنے کا اور انتظام کا اختیار کرنے کا کہ میں امیر المومنین کی جانب سے جس کے انتظام میں تھا پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں تک اس کے پاس امیر المومنین کا حکم آئے، جس کے مطابق وہ عمل کرے، اس کا اعلان کر دیا گیا اور ان امور میں مشورہ کر لیا گیا۔ جن کا اسے والی بنایا گیا جس کے متعلق عبید اللہ کے احکام انشاء اللہ جاری ہوں گے، ۱۳ ذی قعدہ یوم پنج شنبہ ۲۵۳ھ کو لکھا گیا۔“

امیر حج عبداللہ بن محمد و متفرق واقعات:

اسی سال المعتز نے ابوالاحمد بن المتوکل کو واسطہ کی طرف جلاوطن کیا۔ پھر بصرہ، پھر بغداد لوٹایا گیا اور جانب شرقی قصر دینار بن عبداللہ میں اتارا گیا۔

اسی سال علی بن المعتصم کو واسطہ جلاوطن کیا گیا، پھر بغداد لوٹایا گیا۔ اسی سال مزاحم بن خاقان کو ذی الحجہ میں مصر میں وفات ہوئی۔ اسی سال عبداللہ بن محمد بن سلیمان الزبیری نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ذی قعدہ میں محمد بن معاذ نے علاقہ لمطیہ سے مسلمانوں سے جنگ کی، انہیں شکست ہوئی اور محمد بن معاذ قید ہوا۔
موسیٰ بن بغا اور الکوکبی طالبی کی جنگ:

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الکوکبی طالبی کا آخری ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو قزوین سے ایک فرخ پر مقابلہ ہوا، موسیٰ نے الکوکبی کو شکست دے دی، وہ الدیلم چلا گیا۔ اور موسیٰ قزوین میں آ گیا۔

مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جو اس جنگ میں موجود تھا کہ الکوکبی کے وہ ساتھی جو الدیلم کے تھے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر آئے۔ تو انہوں نے اپنی صفیں قائم کیں اور اپنی ڈھالیں موسیٰ کے ساتھیوں کے تیروں سے بچنے کے لئے اپنے منہ کے آگے کر لیں۔ جب موسیٰ نے یہ دیکھا کہ اس کے ہمراہیوں کے تیران لوگوں تک نہیں پہنچتے اور وہ بھی دیکھا، جو انہوں نے کیا تھا اس نے اس مٹی کے تیل کے متعلق جو اس کے ہمراہ تھا۔ یہ حکم دیا کہ یہ اس زمین پر پھینک دیا جائے، جس پر دونوں فریق مقابلہ کر رہے ہیں اپنے ساتھیوں کو ان کے مقابلے سے ہٹنے کا اور ان سے اپنی شکست ظاہر کرنے کا حکم دیا۔ ساتھیوں نے ایسا ہی کیا۔ الکوکبی اور اس کے ساتھی یہ سمجھے کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگے، ان لوگوں نے ان کا تعاقب کیا، جب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ الکوکبی اور اس کے ساتھی تیل کے درمیان آ گئے تو اس نے آگ لگوا دی، وہ مشتعل ہو گئی، اور آگ لگ گئی، الکوکبی کے ساتھیوں کے نیچے بھی آگ لگ گئی اور انہیں جلانے لگی۔ دوسرے لوگ بھاگ گئے۔

اسی سال ذی الحجہ میں خطار مش نے مساور باغی کا علاقہ جلولا میں مقابلہ کیا، مساور نے اسے شکست دی۔

۲۵۴ھ کے واقعات**بغا کے قتل کا سبب:**

مجملہ ان کے بغا اشرابی کا قتل ہے۔

مذکور ہے کہ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ المعتز کو بغداد جانے کے لیے ابھارا کرتا تھا المعتز اس سے انکار کرتا تھا۔ بغا اپنے خاص آدمی صالح بن وصیف کے ساتھ جمعۃ بنت بغا کی شادی میں مشغول ہوا۔ صالح وصیف نے نصف ذی القعدہ کو اس سے نکاح کیا تھا، المعتز رات کے وقت کہ اس کے ہمراہ احمد بن اسرائیل بھی تھا۔ کرخ سامرا کے لئے سوار ہوا۔
بغا اور بابیکباک میں رنجش:

بابیکباک کے اس سے ناراض ہونے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ وہ دونوں پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک نے

دوسرے پختی کی اس کی وجہ سے دونوں جدا ہو گئے۔ باکیباک اسی باعث بغا سے بھاگتا اور چھپتا پھرتا تھا۔ جب المعتز مع اپنے ہمراہیوں کے الکرخ پہنچا۔ تو باکیباک کے ہمراہ اہل کرخ اور اہل دور جمع ہوئے سب لوگ المعتز کے ہمراہ سامرا کے محل میں آ گئے یہ خبر بغا کو پہنچی تو وہ اپنے غلاموں کے ہمراہ نکلا جو تقریباً پانچ سو تھے انہیں کے برابر اس کی اولاد اور اس کے سردار اور اس کے ساتھی تھے نہر نیزک کی طرف چلا گیا۔ پھر چند مقامات پر منتقل ہوا، پھر الحسن چلا گیا، اس کے ہمراہ انیس توڑے دینار اور سو توڑے درہم تھے۔ جنہیں وہ اپنے بیت المال سے اور شاہی بیت المال سے لیتا گیا تھا۔ اس میں سے تھوڑا سا ہی خرچ کرنے پایا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

بغا کے ساتھی سرداروں کی برہمی:

مذکور ہے کہ جب اسے یہ خبر ملی کہ المعتز احمد بن اسرائیل کے ساتھ الکرخ آ گیا۔ تو اپنے مخصوص سرداروں کے ساتھ نکل کر تل عکبراء تک گیا، پھر روانہ ہو کر الحسن تک گیا، اس کے ساتھیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس ظلم کی شکایت کی جس میں وہ مبتلا تھے۔ کہ ”اپنے ہمراہ خیمے نہیں لائے اور نہ کوئی اور شے جس سے سردی سے بچ سکیں، جاڑے میں ہیں اور سردی کھا رہے ہیں۔“ بغا اپنے ایک چھوٹے سے خیمے میں تھا جو دجلے پر تھا، اسی میں وہ رہتا تھا۔

ساتھین کی بغا سے شکایت:

اس کے پاس ساتھین آیا اور کہا کہ ”اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے، اہل لشکر نے یہ کلام کیا۔ اور اس معاملے میں انہوں نے غور کیا۔ اور میں تیرے پاس ان کا پیامبر ہوں،“ اس نے کہا کہ ”کیا سب لوگ تیرے ہم زبان ہیں،“ اس نے کہا ہاں، اگر تو چاہے تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت کر لے،“ اس نے کہا کہ ”آج کی رات مجھے چھوڑ دے کہ میں غور کروں، کل ان کے متعلق حکم دوں گا۔“

بغا کا فرار:

جب رات نے اپنی تاریکی پھیلائی تو اس نے کشتی منگائی اس میں مع اپنے خدام کے سوار ہو گیا، کچھ مال بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اپنے ہمراہ نہ کوئی ہتھیار نہ چھری نہ لٹھی لی، اور نہ اس کے اہل لشکر میں سے کسی کو اس کی خبر ہوئی۔

المعتز بغا کی غیر حاضری میں بغیر کپڑے پہنے اور بے ہتھیار لگائے نہیں سوتا تھا اور نیند پیتا تھا۔ اس کی تمام باندیاں ایک پاؤ پر کھڑی رہتی تھیں۔

بغا کی گرفتاری:

بغارات کے پہلے تہائی حصے میں پل تک گیا۔ جب کشتی پل کے قریب ہوئی تو پل کے محافظین نے کسی کو یہ دیکھنے بھیجا کہ کشتی میں کون ہے۔ وہ چلایا کہ غلام ہے ان کے پاس واپس آ گیا۔ بغا کشتی سے نکل کر خاقان کے باغ میں پہنچا۔ ایک جماعت اس کے ہمراہ ہو گئی وہ ان کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ”میں بغا ہوں،“ ولید مغربی بھی اس کے پاس آ گیا، اور کہا کہ ”تجھے کیا کام ہے، میں تجھ پر فدا ہو جاؤں،“ اس نے کہا کہ ”یا تو مجھ صالح بن وصیف کے مکان لے چل یا لوگ میرے ہمراہ میرے مکان تک چلو کہ میں تمہارے ساتھ احسان کروں،“ ولید مغربی اس خدمت پر مامور ہوا، اور وہ محل جانے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ اس نے المعتز سے اجازت چاہی تو اسے اجازت دی گئی اس نے کہا کہ ”اے میرے سردار یہ بغا ہے جسے میں نے گرفتار کیا ہے اور اس پر محافظ مقرر کیا گیا ہوں۔“ اس نے کہا ”تو غارت ہو، میرے پاس اس کا سر لا۔“

قتل بغا:

ولید واپس آیا اور محل کے محافظین سے کہا کہ ”تم لوگ ذرا کنارے ہو جاؤ کہ میں اسے پیام پہنچا دوں“۔ وہ لوگ کنارے ہو گئے تو اس کے چہرے اور سر پر ایک ضرب ماری دونوں ہاتھ کاٹ دیئے پھر اسے ایسا مارا کہ چت گرا۔ آخر ذبح کر کے اس کا سر اپنی قبا کے دامن میں اٹھا کر المعتز کے پاس لے گیا۔ المعتز نے اسے دس ہزار دینار دیئے اور ایک خلعت دیا۔ اس کا سر سامرا میں نصب کیا۔ پھر بغداد میں مغربی اس کے دھڑ پر ٹوٹ پڑے انہوں نے اسے جلادیا اسی وقت المعتز نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابو نوح کو بلا بھیجا وہ لوگ لائے گئے اور انہیں اطلاع دی گئی۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن طاہر نے بغداد میں اپنے لڑکوں کو تلاش کیا، وہ لوگ ایک جماعت کے ساتھ جن پر انہیں بھروسہ تھا وہاں بھاگ کر آ گئے تھے۔ اور ان کے پاس چھپ گئے تھے۔ مذکور ہے کہ قصر الذہب میں اس کے لڑکوں اور ساتھیوں میں سے پندرہ آدمی قید کئے گئے اور قید خانے میں دس۔

بغا کا منصوبہ:

کہا گیا ہے کہ بغا شب گرفتاری میں جب سامرا اترتا تو اس نے پوشیدہ طور پر وہاں اترنے کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا، قرار پایا تھا کہ وہ صالح ابن وصیف کے مکان جائے، جب عید قریب ہو تو اہل لشکر وہاں داخل ہوں اور وہ اور صالح بن وصیف اور اس کے ساتھی نکلیں پھر مغربیوں پر حملہ کریں۔ پھر المعتز پر حملہ کر دیں۔

متفرق واقعات:

اسی سال ربیع الاول میں صالح بن وصیف نے دیوداد کو دیار مصر و قسریں اور العوام کا حاکم بنایا۔

اسی سال بایکباک نے احمد بن طولون کو مصر کا عہدہ دار بنایا۔

اسی سال مفلح اور باجور نے اہل قم پر حملہ کیا، بہت بڑی جماعت قتل کر دی، یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں ہوا۔

اسی سال ۲۶ جمادی الآخر یوم دوشنبہ کو علی بن محمد بن علی موسیٰ الرضی کی وفات ہوئی۔ نماز جنازہ ابو احمد بن التوکل نے اس

سڑک پر پڑھائی جو ابو احمد کی طرف منسوب ہے۔ وہ اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔

اسی سال جمادی الآخر میں اپنے والد عبد العزیز کے روانہ کرنے سے دلف بن عبد العزیز بن ابی دلف اور ساہور کے دولشکر

الابوازیہ پہنچے اور پوشیدہ ہو گئے اس نے دولاکھ دینار زمین سے کھودے اور واپس چلا گیا۔

اسی سال رمضان میں نوشری مساور باغی کی طرف روانہ ہوا، اس نے مقابلہ کیا اور شکست دی، اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی

جماعت کو قتل کر دیا۔

امیر حج علی بن الحسین:

اسی سال علی بن الحسین بن اسمعیل بن العباس بن محمد امیر الحج تھے۔ انہیں نے سب کو حج کرایا۔



۲۵۵ھ کے واقعات

مفلح کی طبرستان میں آمد:

منجملہ ان واقعات کے مفلح کا طبرستان میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہ جنگ ہے۔ جو اس کے اور الحسن بن زید الطاہری کے درمیان ہوئی، جس میں مفلح نے الحسن بن زید کو شکست دی۔ زید و یلم چلے گئے مفلح آمل میں داخل ہوا اور الحسن بن زید کے مکانات جلا دیئے، اس کے بعد وہ الحسن بن زید کی تلاش میں و یلم کی طرف روانہ ہوا۔

علی بن الحسین کی یعقوب بن الیث کے خلاف شکایت:

اسی سال بیرون کرمان یعقوب ابن الیث اور طوق بن المغلس کے درمیان وہ جنگ ہوئی، جس میں یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ علی بن الحسین بن قریش بن شبل نے خلافت میں ایک معروضہ بھیجا جس میں کرمان کا تذکرہ تھا۔ علی اس کے قبل آل طاہر کے عاملوں میں سے تھا۔ جو علاقے آل طاہر کے سپرد تھے۔ وہاں کی بد نظمی اور آل طاہر کی سستی و کمزوری کا اس معروضے میں ذکر تھا۔ یہ بھی لکھا تھا کہ ”یعقوب بن الیث بختان میں آل طاہر پر غالب آ گیا۔ یعقوب نے فارس کا خراج پیش گاہ خلافت میں روانہ کرنے میں تاخیر کر دی ہے“۔

علی و یعقوب کے نام فرمان خلافت:

کارکنان خلافت نے اس معروضے کے بعد ایک طرف تو علی کو کرمان کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا، دوسری جانب یعقوب کے پاس بھی عہد ولایت بھیج دیا۔ اور یعقوب کو بھی اس کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا، مقصد ایک کو دوسرے پر برا بیختہ کرنا تھا۔ کہ ان دونوں میں سے ہلاک ہونے والے کی فکر اس سے ساقط ہو جائے اور صرف دوسرے کی فکر رہ جائے۔ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایسا گروہ تھا جو سلطنت کی اطاعت سے باہر تھا۔

طوق بن المغلس کی کرمان میں آمد:

سلطنت نے جب ان دونوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو یعقوب بن الیث نے بختان سے کرمان کے ارادے سے لشکر روانہ کیا۔ علی بن الحسین نے اپنی جانب سے طوق بن المغلس کو روانہ کیا۔ اسے یعقوب کی اور فارس کے لشکر عظیم کے ہمراہ اس کے کرمان کے قصد کی خبر پہنچ گئی تھی۔ طوق کرمان روانہ ہوا اور یعقوب سے پہلے پہنچ کر وہاں داخل ہو گیا۔ یعقوب بختان کی جانب سے مقابلے پر آیا، وہ کرمان کی ایک منزل تک پہنچ گیا۔

یعقوب کی احتیاطی تدبیر:

مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس نے بیان کیا کہ وہ ان دونوں کے حال کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ کہ یعقوب اس طرح اسی مقام پر ٹھہرا رہا، جہاں اس نے کرمان سے ایک منزل پر قیام کیا تھا کہ ایک یا دو ماہ تک وہاں سے وہ کوچ نہیں کرتا تھا۔ طوق کے حالات کی جستجو کرتا تھا۔ جو شخص کرمان سے نکل کر اس کی طرف سے گزرتا تھا۔ اس سے اس کا حال دریافت کرتا تھا۔ کسی ایسے

شخص کو جو اس کے لشکر کی جانب سے کرمان کی طرف جانا چاہے گزرنے نہ دیتا تھا۔ نہ طوق اس کی طرف اور نہ وہ طوق کی طرف لشکر کشی کرتا تھا۔

طوق بن المغلس کی کم فہمی:

جب اس طرح دونوں کی حالت کو وقفہ طویل گزر گیا تو یعقوب نے اپنی چھاؤنی سے جانب بھستان اپنی روانگی ظاہر کی ایک منزل چلا بھی گیا۔ طوق کو اس کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس نے یہ خیال کیا کہ یعقوب کو اپنی جنگ کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی اور وہ کرمان کو اس کے اور علی بن الحسین کے لئے چھوڑ گیا۔ اس دھن میں مگن ہو کر طوق نے اسلحہ جنگ تو ایک طرف رکھ دیئے۔ اور شراب نوشی میں منہمک ہو گیا۔ دشمن کی بے سرو سامانی کے وہم میں سامان لہو و لعب میں پڑ گیا۔

یعقوب بن الیث کی پیش قدمی:

ادھر یعقوب کسی حال میں بھی غافل نہ تھا۔ تفتیش احوال میں لگا رہتا تھا۔ اسے یہ خبر ملی کہ اس کی روانگی کے ساتھ ہی طوق نے جنگ کے ہتھیار رکھ دیئے۔ اور شراب اور لہو و لعب میں مشغول ہو گیا یہ خبر سن کر یعقوب دوبارہ لوٹ پڑا۔ کرمان کی جانب ایک دن میں دو منزلیں طے کر لیں۔

کرمان کا محاصرہ:

طوق کو جو آخر روز تک اپنے لہو و لعب اور شراب میں مشغول رہا تھا۔ سوائے اس غبار کے کچھ معلوم نہ ہوا۔ جو شہر کرمان کے باہر بلند ہو رہا تھا۔ جہاں وہ خود تھا۔ باشندوں سے دریافت کیا کہ یہ غبار کیسا ہے۔ جواب دیا گیا۔ کہ یہ شہر کے ان مواشی کا غبار ہے جو اپنے مالکوں کے پاس واپس آ رہے ہیں۔ طوق اس وقت تک اسی خیال میں رہا۔ جب تک کہ سب نے اور حتیٰ کہ یعقوب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسے گھیر نہ لیا۔ یعقوب نے اس کا اور اس کے مہرہیوں کا محاصرہ کر لیا۔

طوق بن المغلس کی گرفتاری:

طوق کے مہرہیوں جب ان کا محاصرہ کر لیا تو اپنی جان کی حفاظت کے ارادے سے چل دیئے۔ یعقوب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں کو راستہ دے دو۔ کہ چلے جائیں راستہ دے دیا گیا۔ وہ لوگ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے چلے گئے۔ اور تمام اشیاء جو لشکر گاہ میں تھیں چھوڑ گئے۔ یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا۔

ابن حماد البریری کا بیان

مجھ سے ابن حماد البریری نے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے جس وقت طوق کو روانہ کیا تھا۔ تو اس کے ہمراہ بہت سے صندوق بھی روانہ کئے تھے۔ جن میں سے بعض میں سونے کے طوق اور کنگن تھے۔ کہ ان لوگوں کو پہنائے جائیں جو مصائب جنگ میں مبتلا ہو کے کامیاب ہوئے ہوں بعض میں مال تھا۔ کہ اس شخص کو دیا جائے۔ جو اس کا مستحق ہو بعض میں لوہے کے طوق اور بیڑیاں تھیں کہ انہیں مقید کیا جو یعقوب کے ساتھیوں میں سے گرفتار ہو۔

طوق بن المغلس کے اثاثہ کا جائزہ:

جب یعقوب نے طوق کو اور روسائے لشکر کو جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا۔ تو طوق اور اس کے ساتھیوں کے مال اسباب

اور اٹا شو ہتھیار پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ اور سب اس کے پاس جمع کر دیا گیا۔ جب صندوق لائے گئے تو مقتفل لائے گئے ایک صندوق کھولنے کا حکم دیا، کھولا گیا۔ تو اس میں بیڑیاں اور لوہے کے طوق تھے۔ اس نے طوق سے کہا۔ کہ اے طوق یہ بیڑیاں اور طوق کیسے ہیں؟ طوق نے کہا کہ علی بن الحسین نے انہیں میرے ہمراہ روانہ کر دیا تھا۔ کہ میں انہیں قیدیوں کے پاؤں اور گلوں میں ڈالوں، یعقوب نے کہا کہ فلاں سب سے بڑی اور سب سے بھاری زنجیر دیکھ کر طوق کے دونوں پاؤں اور اس کے گلے میں ڈال دے۔ طوق کے جو ساتھی گرفتار ہوئے سب کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا۔

یعقوب کی اپنے بہادروں پر نوازشات:

اور صندوق کھولنے کا حکم دیا، تو اس میں سونے کے طوق اور کنگن تھے۔ پوچھا کہ اے طوق یہ کیا ہے، اس نے کہا کہ علی نے یہ چیزیں میرے ساتھ کر دی تھیں کہ جس نے جانبازی کی ہو اس کو پہنا دوں، یعقوب نے کہا کہ اے فلاں اس میں سے اتنے طوق اور اتنے کنگن لے کر فلاں کو پہنا دے اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ جتنے سرفروش تھے، سب کو سونے کے طوق اور کنگن پہنا دیئے۔ اسی طرح تمام صندوقوں کا جائزہ لیا اور سب کو جائزہ دیا۔

یعقوب بن الیث کا کرمان پر قبضہ:

یعقوب نے طوق کے ہاتھ پھیلائے کا حکم دیا کہ اے لوہے کے طوق میں جو اس کی گردن میں پہنا دیا گیا تھا۔ ڈال دے اس کی بانہ پر ایک پتی تھی دریافت کیا تھا۔ کہ اے طوق یہ کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ نیکی کرے۔ مجھے کچھ حرارت معلوم ہوئی تو میں نے فصد کھلوائی۔ یعقوب نے اپنے کسی ساتھی کو بلایا اور اسے موزہ اتارنے کا حکم دیا۔ جب اس نے اتارا تو موزے سے سوکھی روٹی کے کچھ ریزے جھڑے، اس نے کہا اے طوق میں نے دو مہینے سے یہ موزے اپنے پاؤں سے نہیں اتارے میری روٹی میرے موزے میں ہے۔ جس میں سے کھاتا ہوں، میں بچھو نے پر نہیں لیتا، اور تو شراب اور لہو و لعب میں بیٹھا تھا۔ اس تدبیر سے میں نے اپنی جنگ اور قتال کا ارادہ کیا تھا۔

جب یعقوب بن الیث طوق کے معاملے سے فارغ ہوا تو کرمان میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ بھتان کے ساتھ کرمان بھی اس کے علاقے میں داخل ہو گیا۔

یعقوب بن الیث کی بجانب فارس پیش قدمی:

اسی سال یعقوب بن الیث فارس میں داخل ہوا اور علی بن الحسین بن قریش کو گرفتار کیا۔

مجھ سے ابن حماد البریری نے روایت کی کہ میں اس دن فارس میں علی بن الحسین بن قریش کے پاس تھا۔ کہ اے حلیف طوق بن المغلس کے ساتھ یعقوب کی معرکہ آرائی، کرمان میں داخلہ اور اس پر قبضہ کر لینے کی خبر پہنچی، شکست خوردہ لشکر اس کے پاس واپس آ گیا۔ اسے یعقوب کے فارس آنے کا یقین ہو گیا۔ علی اس زمانے میں شیراز میں تھا۔ جو علاقہ فارس میں ہے۔ اس نے اپنا لشکر اور طوق کی شکست خوردہ پیادہ فوج کو اپنے ہمراہ کر لیا۔ اور انہیں ہتھیار دے دیئے شیراز سے نکل کر میدان کے اس چشمے تک گیا۔ جو شہر کے باہر آبادی کے بالکل کنارے اور دامان کوہ درمیان واقع ہے۔ اس میں صرف ایک آدمی یا ایک چوپائے کے گزرنے بھر کا راستہ ہے، تنگی کی وجہ سے ایک آدمی سے زیادہ کا گزرنا ناممکن ہے۔ علی اسی مقام پر ٹھہر گیا۔ اور اپنے لشکر کو چشمے کے اس کنارے ٹھہرا دیا۔ جو

شیراز کے متصل ہے شیراز کے اہل بازار اور تجارت کو بھی اپنی چھاؤنی تک لے گیا۔ کہ اگر یعقوب آئے گا۔ تو اسے کوئی ایسی کوئی جگہ نہ ملے گی۔ جس سے وہ بیابان سے گذر کر ہم تک آ سکے، اس کے لئے سوائے اس میدان کے جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور وہ راستہ صرف ایک آدمی کے گذرنے بھر کا ہے۔ جب اس پر ایک آدمی بھی کھڑا کر دیا جائے گا۔ جو اس سے گذرنا چاہے گا۔ اس کو روک دے گا۔ جب اسے ہم تک پہنچنے کی قدرت نہ ہوگی تو جنگل میں اس حالت میں ہوگا۔ کہ نہ اس کے لئے کھانا ہوگا۔ اور نہ اس کے ساتھیوں کے لئے اور نہ چوپایوں کے لئے چارہ ہوگا۔

ابن حماد کا بیان

ابن حماد کا بیان ہے کہ یعقوب اتنا آگے بڑھ آیا کہ اس چشمے کے قریب آ گیا۔ اپنے ساتھیوں کو پہلے دن اس چشمے سے جو کرمان کے متصل تھا، تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اترنے کا حکم دیا، خود تھا اس طرح آگے بڑھا کہ اس کے ہمراہ سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ تھا۔ اس نے چشمہ پہاڑ اور راستے کی طرف نظر ڈالی، چشمے کے قریب آ گیا اور علی بن الحسین کے لشکر پر غور کرنے لگا۔ علی کے ساتھی اسے گالیاں دینے لگے۔ کہ او کیڑے ہم تجھے پتیلیوں اور پیالوں کے شکاف تک ضرور ضرور پہنچا دیں گے۔ وہ خاموش رہا کچھ جواب نہ دیا۔

یعقوب بن الیث کی حکمت عملی:

مقام مقصود کو جب اچھی طرح غور کر کے دیکھ لیا تو یعقوب اپنے ساتھیوں کے پاس واپسی کے ارادے سے لوٹ گیا۔ دوسرے دن کا ظہر کا وقت ہوا۔ تو اپنے ساتھیوں اور آدمیوں کو آگے بڑھا کر چشمے کے اس کنارے پہنچ گیا۔ جو صحرائے کرمان کے متصل ہے۔ ساتھیوں کو اترنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور اپنا مال اسباب بھی اتار لیا۔ یعقوب نے ایک صندوق کھولا جو اس کے ہمراہ تھا۔ (ابن حماد نے کہا کہ) گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک کتا نکالا جو بھیڑیے کے مشابہ تھا۔ اس کے بعد برہنہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے، اپنے اپنے نیزے اپنے ہاتھوں میں لے لئے اس کے قبل علی بن الحسین نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے اس راستے پر کھڑا کر دیا تھا جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے وہ یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ یعقوب کے لئے کوئی تدبیر نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے کوئی ایسا راستہ ہے جس میں اس کے سوا کسی اور کا گذر ناممکن ہو وہ کتالائے اور اسے چشمے میں پھینک دیا، ہم اور علی کے ساتھی انہیں دیکھ رہے تھے۔ اور ان پر اور اس کتے پر ہنس رہے تھے۔

جب ان لوگوں نے کتے کو چشمے میں ڈال دیا۔ تو وہ پانی میں تیر کر علی بن الحسین کے لشکر کی طرف جانے لگا، یعقوب کے ساتھیوں نے بے تامل اپنے گھوڑے کتے کے پیچھے ڈال دیئے اور اپنے اپنے ہاتھوں میں نیزے لے کر کتے کے پیچھے چلنے لگے۔ جب علی بن الحسین نے یہ دیکھا کہ یعقوب چشمے کا اکثر حصہ طے کر کے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آ گیا۔ تو اسے کوئی تدبیر نہ بن پڑی حیرت میں پڑ گیا۔

علی بن الحسین کو شکست:

تھوڑی ہی دیر گزری کہ یعقوب کے ساتھی چشمے سے علی بن الحسین کے ساتھیوں کی پشت پر نکلے، ان کی اگلی جماعت کے نکلنے سے بھی جلد تر علی کے ساتھی اس طرح بھاگے کہ وہ شہر شیراز کی تلاش میں تھے۔ اس لئے کہ یعقوب کے ساتھیوں کے چشمے سے نکل

آنے کی وجہ سے وہ لوگ یعقوب کے لشکر اور چشمے کے درمیان گھر گئے تھے۔ اور کوئی ایسی جائے پناہ نہیں پاتے تھے۔ جس میں بھاگ جائیں اپنے ساتھیوں کی شکست کی وجہ سے علی بن الحسین کو بھی شکست ہوئی۔

علی بن الحسین کی گرفتاری:

یعقوب کے ساتھی چشمے سے نکلے تو علی کو اس کے گھوڑے نے منہ کے بل گرا دیا وہ زمین پر گر پڑا۔ ایک بھستانی مل گیا۔ اپنی تلوار سے چابا کہ اسے مار دے، علی کا ایک خادم اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ یہ امیر ہے۔ بھستانی اپنے گھوڑے سے اس کے پاس اتر پڑا۔ اور اسی کا عمامہ اس کی گردن میں باندھ کر یعقوب کے پاس گھسیٹ لایا۔ جب وہ اس کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے اسے بیڑیاں پہنانے کا حکم دیا۔ اور جو کچھ اس کے لشکر میں اسباب و سامان اور ہتھیار وغیرہ تھے۔ سب کچھ اس کے پاس جمع کر دیا گیا۔

یعقوب کا شیراز میں قیام:

شام تک اسی مقام پر ٹھہرا رہا، اچھی طرح تاریکی پھیل گئی تو وہاں سے روانہ ہو کر رات ہی کو شہر شیراز میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ساتھی نثارے بجا رہے تھے مگر شہر میں کسی نے حرکت بھی نہ کی، صبح ہوئی، تو اس کے ہمراہیوں نے علی بن الحسین اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات لوٹ لئے وہ اس مال کی طرف متوجہ ہوا جو بیت المال میں خراج اور آمدنی جائداد کا جمع تھا۔ اسے بھی لا دیا، خراج مقرر کیا اور اسے بھی وصول کر لیا۔ اور جو سردار اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے لے گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال یعقوب بن الیث نے المعتز کو گھوڑے اور باز اور مشک نذر میں بھیجے۔ اسی سال سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کو بغداد اور اس کے مضافات کی پولیس کا والی بنایا گیا۔ یہ واقعہ ۶ ربیع الآخر کا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی خراسان سے سامرا میں آمد ۸ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو ہوئی اور وہ ایٹا حبیہ چلا گیا۔

اس کے بعد المعتز کے پاس یوم شنبہ کو گیا تو اس نے خلعت دیا۔ اور وہ واپس گیا۔

اسی سال مساور الشاری اور یار جوخ کے درمیان وہ جنگ ہوئی، جس میں الشاری نے اسے شکست دی اور وہ شکست کھا کر سامرا چلا گیا۔

اسی سال ربیع الآخر میں المعلیٰ بن ایوب کی وفات ہوئی۔

اسی سال صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو گرفتار کیا انہیں مقید کر کے مال کا مطالبہ کیا۔

ابن اسرائیل کے خلاف صالح بن وصیف کی شکایت:

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ان سب کاتبوں نے اسی سال ۲ جمادی الآخر یوم چار شنبہ کو مجتمع ہو کر شراب پی تھی، جب اس کے دوسرے دن پنج شنبہ ہوا تو ابن اسرائیل ایک بڑی جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر حاکم کی دولت سرا تک گیا۔ جہاں وہ دربار کیا کرتا تھا۔ ابن مخلد قبیحہ (والدہ المعتز) کے مکان گیا، جس کا وہ کاتب تھا۔ ابونوح دار الخلافت میں حاضر ہوا، المعتز سوار ہوا تھا۔ قریب نصف النہار کے بیدار ہوا، تو سب کو باریابی کی اجازت دی۔

صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل پر حملہ کیا اور المعتز سے کہا کہ ”اے امیر المومنین نہ ترکوں کے لئے تنخواہ ہے اور نہ بیت المال میں مال ابن اسرائیل اور اس کے ساتھی دنیا کے تمام مال لے گئے۔“

احمد نے اسے جواب دیا کہ ”اے نافرمان اے نافرمان کے بیٹے“

اس کے بعد وہ دونوں سوال و جواب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صالح بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے منہ پر پانی چھڑکا گیا، یہ خبر اس کے ساتھیوں کو پہنچی جو دروازے پر کھڑے تھے، انہوں نے ایک نعرہ لگایا۔ تلواریں نیام سے نکال لیں۔ اور شمشیر برہنہ المعتز کے حضور پہنچ گئے، جب المعتز نے یہ حال دیکھا تو اندر چلا گیا اور انہیں چھوڑ گیا۔

ابن اسرائیل ابن مخلد اور ابراہیم کی گرفتاری:

صالح بن وصیف نے ابن اسرائیل اور ابن مخلد اور عیسیٰ ابن ابراہیم کو گرفتار کر لیا، انہیں بیڑیاں پہنا دیں لوہے سے جکڑ دیا۔ اور اپنے گھر لے گیا۔ ان لوگوں کو لے جانے سے قبل المعتز نے صالح سے کہا کہ احمد کو مجھے دے دے کیونکہ وہ میرا کا تب ہے۔ اس نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے۔ مگر صالح نے ایسا نہ کیا۔ اس نے ابن اسرائیل کو ایسا مارا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ ابن مخلد کو منہ کے بل گرا دیا۔ اسے سوتا زیا نے مارے، عیسیٰ بن ابراہیم پھپھے لگائے ہوئے تھا۔ اسے اتنی چپیتیں ماری گئیں کہ اس کے کچھنوں کے مقامات سے خون بہنے لگا، انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا گیا۔ جب تک کہ ان سے مال کی بہت بڑی مقدار کے رقعے نہ (لکھوا) لئے گئے۔ جس کی ان پر قسط کردی گئی۔

والدہ المعتز کی ابن اسرائیل کے لئے سفارش:

ترکوں کی جماعت اس کا فرائد روانہ ہوئی کہ جعفر بن محمود کو لائیں۔ المعتز نے کہا کہ جعفر سے نہ تو میری کوئی غرض وابستہ ہے اور نہ وہ میرا کوئی کام کرتا ہے۔ وہ لوگ چلے گئے، المعتز نے ابو صالح عبد اللہ بن محمد ابن یزید المروزی کو بلا بھیجا، وہ لایا گیا کہ وہ اسے وزیر بنائے۔ اسحاق بن منصور کو بلا بھیجا اسے بھی روانہ کر دیا گیا۔ قبیحہ (والدہ المعتز) نے ابن اسرائیل کے بارے میں صالح بن وصیف سے کہلا بھیجا کہ یا تو اسے المعتز کے پاس بھیج دے ورنہ اس کے بارے میں تیرے پاس سوار ہو کر آتی ہوں۔

ترکوں کا تنخواہ کا مطالبہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ترکوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا تھا۔ انہوں نے اسی کو اپنے معاملے کا سبب بنالیا۔ پیامبران کا تبوں اور ان لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ ابونوح نے صالح بن وصیف سے کہا کہ تیری یہ تدبیر خلیفہ کے مخالف ہے (یعنی تو خلیفہ کی مخالفت کے لئے بہانہ تلاش کر رہا ہے) بوجہ غیظ و غضب کے صالح پر اسی وقت غشی طاری ہو گئی، لوگوں نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔ جب اسے افاقہ ہو گیا۔ تو المعتز کے رو برو بڑی طویل گفتگو ہوتی رہی، لوگ نماز کو نہ چلے گئے۔ صالح تنہا المعتز کے پاس رہ گیا۔ وہ جماعت بلائی گئی، تھوڑی دیر بٹھرنے پائے تھے۔ کہ صحن کے ایک خیمے میں نکال دیئے گئے۔

ابن اسرائیل وغیرہ پر عتاب:

ابونوح اور ابن مخلد کو بلا کر ان کی تلواریں اور ٹوپیاں لے لی گئیں، کپڑے پھاڑ ڈالے گئے، ابن اسرائیل بھی ان دونوں میں مل گیا، وہ بھی ان دونوں میں شامل کر دیا گیا۔ اس کی وجہ سے تین کی جماعت ہو گئی، اس کے بعد انہیں ڈیوڑھی میں نکالا گیا۔ اور

گھوڑوں اور خچروں پر سوار کر دیا گیا۔ ہر ایک کے پیچھے ایک ایک ترک بیٹھ گیا، انہیں الخیر کے راستے سے صالح کے مکان پہنچا دیا گیا۔ صالح ایک گھٹنے کے بعد واپس آیا، ترک منتشر ہو کر واپس چلے گئے۔ جب اس واقعے کو چند روز ہو چکے تو ان میں سے ہر ایک کے پاؤں میں تیس تیس رطل (یعنی پندرہ پندرہ سیر) اور گردن میں تیس تیس رطل نوبادال دیا گیا، ان سے مال کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر ان لوگوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا، معاملہ ختم نہ ہوا تھا، کہ رجب آ گیا، ان کی اور ان کے اعزاء کی جائیداد و مکانات اور اموال کے قبضے پر متوجہ ہوئے۔ اور یہ ”کاتین خان“ کہلانے لگے۔

جعفر بن محمود ۱۰۰ ہجری ۱۵۰۰ خریوم پنج شنبہ کو آیا، تو اسے امروہی کا والی بنا دیا گیا۔ (یعنی حاکم فوج داری) ۲/ ر جب کوکوفہ میں عیسیٰ بن جعفر الحسنی اور علی بن زید الحسنی ظاہر ہوئے، وہاں ان دونوں نے عبداللہ ابن محمد بن داؤد بن عیسیٰ کو قتل کر دیا۔

المعتز کی اپنی والدہ سے امداد طلبی:

اسی سال ۲۷ ر جب کوالمعتز کو معزول کر دیا گیا۔ ۲ شعبان کو اس کی موت ظاہر ہو گئی۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا، کہ وہ کاتب جن کا حال ہم نے بیان کیا۔ جب ترکوں نے ان کے ساتھ وہ جو کیا، وہ کیا، بایں ہمہ انہوں نے ان سے کسی چیز کا بھی اقرار نہ کیا۔ تو وہ لوگ اپنی تنخواہیں مانگنے المعتز کے پاس گئے۔ کہ ہماری تنخواہیں ہمیں دے کہ ہم صالح بن وصیف کو تیرے لئے قتل کر دیں، المعتز نے اپنی والدہ سے کہلا بھیجا کہ وہ اسے مال دے کہ ان کے حوالے کرے۔ والدہ نے کہلا بھیجا، کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

المعتز کی معزولی پر اتفاق:

ترکوں نے اور سامرا کے لشکر نے جب یہ دیکھا کہ کاتب ان لوگوں کو کچھ دینے سے باز رہے اور انہوں نے بیت المال میں بھی کچھ نہ پایا۔ اور المعتز اور اس کی والدہ بھی انہیں کچھ عطا کرنے سے باز رہے تو ترکوں فرغانیوں اور مغربیوں کی ایک بات ایک ہو گئی، سب کے سب المعتز کے معزول کرنے پر متفق ہو گئے ۲۷ ر جب کو اس کے پاس گئے۔

المعتز کا ملاقات سے گریز:

خلافت کے ایک ملازم نے ان لوگوں کے المعتز کے پاس جانے کے دن المعتز کے دیوان میں تحریر خادم کے پاس تھا، بیان کیا کہ اسے صرف الکرخ اور الدور کے باشندوں کی آواز نے ڈر دیا۔ ناگاہ صالح بن وصیف اور بایکباک اور محمد بن بغا عرف ابو نصر مسلح ہو کر آ گئے وہ اس مقام پر بیٹھ گئے۔ جہاں المعتز بیٹھا کرتا تھا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آ جائے جواب ملا کہ ”میں نے شام کو دو اے مسہل استعمال کی ہے جس سے بارہ اجابتیں ہوئی ہیں، ضعف کی وجہ سے بات کرنے کی بھی طاقت نہیں اگر نہایت ضروری کام ہو تو تم میں سے کوئی میرے پاس آ کر مجھے اس سے آگاہ کر دے۔“

المعتز کی اہانت:

وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کی حکومت اپنے حال پر قائم ہے۔ کرخ اور دور کے باشندوں کی وہ جماعت اس کے پاس داخل ہوئی جو سرداروں کے نائب تھے وہ لوگ اس کا پاؤں پکڑ کر (گھسیٹے ہوئے) حجرے کے دروازے تک لائے۔ مجھے خیال آتا ہے۔ کہ وہ لوگ اسے گرزوں سے مار بھی رہے تھے۔ وہ اس طرح نکلا کہ اس کا قیص کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ اور اس کے شانے پر خون کے نشان

تھے۔ انہوں نے اسے نہایت شدید گرمی کے وقت دار الخلافہ میں دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ میں اسے اسی حالت میں دیکھتا رہا۔ کہ وہ اس مقام کی حرارت سے جہاں کھڑا کیا گیا تھا۔ اپنا قدم تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اٹھا رہا تھا۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اسے تھپڑ مار رہا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا تھا۔ وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ خلافت سے دست بردار ہو۔ انہوں نے اسے اس حجرے میں داخل کیا جو دروازے پر تھا۔ کہ پہلے اس حجرے میں موسیٰ بن بغار ہا کرتا تھا۔ ابن ابی شوارب کو بلا بھیجا۔

المعتز کی معزولی:

ایک جماعت کے ساتھ انہوں نے اسے حاضر کیا، اس سے صالح اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ المعتز کا معزولی نامہ لکھ۔ اس نے کہا کہ میں اچھا نہیں لکھ سکتا، اس کے ہمراہ ایک اصہبانی تھا، اس نے کہا میں لکھ دوں گا، اس نے لکھا، سب نے اس پر شہادت دی اور چلے گئے۔

والدہ المعتز کی نگرانی:

ابن ابی الشوارب نے صالح سے کہا کہ سب لوگ گواہ رہیں کہ اس کے اور اس کی بہن کے اور اس کے بیٹے کے اور اس کی ماں کے لئے امان ہے، صالح نے اپنے ہاتھ (کے اشارے) سے کہا ”ہاں“ انہوں نے اس مجلس پر اور اس کی ماں پر ایسی عورتیں مقرر کر دیں۔ جو اس کی ماں کی نگرانی کریں۔

بیان کیا گیا ہے کہ قبیلہ (والدہ المعتز) نے اس مکان میں جہاں رہتی تھی ایک راستہ بنا لیا تھا۔ اس نے اور قرب (خادمہ) نے اور المعتز کی بہن نے حیلہ بنایا تھا۔ ترک اسی راستے سے نکلے، ان لوگوں نے اس کے تمام راستوں کو بند کر دیا تھا۔ جس دن سے انہوں نے المعتز کے ساتھ وہ کیا جو کیا لوگوں کو گذرنے سے روک دیا تھا یہ دو شنبہ سے ۲۹ رجب چار شنبہ تک تھا۔

المعتز کا قتل:

مذکور ہے کہ جب وہ معزول کیا گیا تو اس شخص کے حوالے کیا گیا جو اس پر عذاب کرے، تین دن تک کھانا پانی بند کیا گیا۔ جب اس نے ایک گھونٹ پانی مانگا تو اس سے بھی انہوں نے روکا۔ پھر انہوں نے تہ خانے کو گاڑھے چونے سے پختہ کر کے اس میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ صبح کے وقت وہ مر گیا۔ اس کی وفات اسی سال ۲ شعبان کو ہوئی، جب وہ مر گیا تو بنی ہاشم کو سرداروں کو اس کی موت پر گواہ بنایا گیا۔ کہ وہ بالکل درست حالت میں ہے۔ اس کے جسم پر (قتل وغیرہ کا) کوئی نشان نہیں ہے (یعنی اپنی طبعی موت سے مرا ہے کسی نے اسے قتل نہیں کیا ہے) قصر الصوامع میں المختصر کے ساتھ دفن کیا گیا۔

المعتز کی عمر، حلیہ اور مدت حکومت:

جس دن سے اس کی بیعت کی گئی، اس کی خلافت کا زمانہ چار سال چھ ماہ اور تیس دن ہوا۔ اس کی عمر کل چوبیس سال کی ہوئی، وہ گورے رنگ کا تھا، بال سیاہ اور گھنے تھے۔ آنکھیں اور چہرہ خوبصورت تھا۔ پیشانی تنگ تھی، دونوں رخسارے سرخ تھے۔ جسم خوبصورت اور طویل تھا، اس کی ولادت سامرا میں ہوئی تھی۔



باب ۶

خلیفہ المہدی باللہ

المہدی کی بیعت:

اسی سال ۲۹ رجب یوم چار شنبہ کو محمد بن الواثق کی بیعت کی گئی، اس کا نام المہدی باللہ رکھا گیا۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ اس کی والدہ ایک رومی عورت تھی، جس کا نام قرب تھا۔

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو ان لوگوں کے معاملات میں موجود تھا کہ محمد بن الواثق نے اس وقت تک کسی کی بیعت قبول نہ کی تاؤ فتیکہ المعتز لایا گیا اور اس نے اپنے آپ کو معزول کر دیا۔ اس نے جو کچھ اس کے سپرد تھا، اس کے انتظام سے اپنی عاجزی ظاہر کی اور اسے محمد بن الواثق کے سپرد کرنے میں اپنی رغبت ظاہر کی، المعتز نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور محمد الواثق سے بیعت کر لی، لوگوں نے اس کا نام المہدی رکھ دیا۔ المہدی ہٹ گیا، اور خاص خاص موالی سے بیعت لی۔

المعتز کی معزولی کا رقعہ:

اپنی معزولی کے بارے میں المعتز کا رقعہ یہ تھا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ وہ وحیہ ہے جس پر وہ لوگ گواہ ہیں، جن کے نام اسی کے آخر میں ثبت ہیں، وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ ابو عبد اللہ بن امیر المؤمنین المتوکل علی اللہ نے بحالت نفس و سلامت عقل اپنے اختیار سے بخوشی و بلا جبر و اکراہ ان کے روبرو اقرار کیا اور انہیں اپنے اوپر گواہ بنایا کہ اس نے خلافت کے کام اور امور مسلمین کے انتظام پر جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس کے لئے مناسب ہے، وہ ان امور کے قیام سے عاجز ہے جو اس پر واجب ہیں، اور اس کے مقابلے میں کمزور ہے، اس لئے اس نے اپنے آپ کو خارج کر دیا، اور اس سے علیحدہ ہو گیا، اسے اپنی گردن سے جدا کر دیا اور اپنے آپ کو اس سے جدا کر دیا، اپنے تمام دوستوں اور لوگوں کو جن کی گردنوں میں اس کی بیعت اور عہد و پیمان اور طلاق اور غلاموں کی آزادی اور صدقہ اور حج کی قسمیں ان سے اور تمام قسموں سے بری کر دیا۔ ان سب کو ان تمام امور سے آزاد کر دیا اور اپنی جانب سے دنیا و آخرت میں گنجائش دے دی، کیونکہ اسے یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اس کی اور تمام مسلمین کی صلاح اس کے خلافت سے نکل آنے اور اس سے علیحدہ ہو جانے میں ہے۔ ان تمام امور پر جو اس تحریر میں ذکر کئے گئے اور بیان کئے گئے حرفاً پر فہوا کر سن لینے کے بعد ان گواہوں کو جو اس تحریر میں نامزد ہیں۔ اور تمام حاضرین کو اپنے اوپر گواہ بنا دیا، اس میں جو مضمون تھا، اسے سمجھ بوجھ کر بخوشی بلا جبر و اکراہ اقرار کیا، یہ تحریر ۲۷ رجب یوم دو شنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئی۔

المعتز نے اس پر دستخط کیا، (اس طرح کہ) ابو عبد اللہ نے ان تمام امور کا جو اس تحریر میں ہیں اقرار کیا اور اپنے قلم سے لکھ دیا۔ گواہوں نے اپنی شہادتیں اس طرح لکھیں کہ گواہ شد، الحسن بن محمد و محمد بن یحییٰ و احمد بن جناب و یحییٰ بن زکریا بن ابو یعقوب الاصبہانی و عبد اللہ بن محمد العامری و احمد بن الفضل بن یحییٰ و حماد بن اسحاق و عبد اللہ بن محمد و ابراہیم بن محمد، یہ شہادتیں ۲۷ رجب یوم دو شنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئیں۔ اسی سال رجب کے آخر دن بغداد میں سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر پر عام لوگوں کا حملہ اور بلوہ ہوا۔

شورش بغداد:

اس کا سبب یہ ہوا کہ ختم رجب یوم پنج شنبہ کو محمد بن الواثق کا فرمان لوگوں سے اپنی بیعت کے لئے سلیمان کے پاس بغداد میں آیا، وہیں ابو احمد بن المتوکل بھی تھا۔ اس کے بھائی المعتر نے جب وہ اپنے اخیانی (ماں شریک) بھائی المویذ سے ناراض ہوا تھا۔ اسے بصرہ بھیج دیا تھا۔ جب تشدد والی جماعت نے بصرے میں جنگ کی تو اسے بغداد منتقل کر دیا تھا۔ وہاں مقیم تھا سلیمان ابن عبد اللہ ابن طاہر نے جس کے سپرد اس زمانے میں بغداد کی پولیس تھی اس کو بلا بھیجا وہ اس کے مکان پر حاضر کیا گیا، بغداد کے عوام اور اہل لشکر نے المعتر اور ابن الواثق کا حال سنا تو سلیمان کے دروازے پر جمع ہو گئے اور شور کرنے لگے، آخر اسی بنا پر واپس چلے گئے کہ ان سے یہ کہا گیا۔ کہ ہمارے پاس ایسی خبر نہیں آئی جس سے ہمیں یہ معلوم ہو۔ کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ اسی شور و غل اور اس قول پر جو ان سے پنج شنبہ کو کہا گیا تھا جمعہ کا دن ہوا۔ لوگوں نے دونوں مسجدوں میں نماز ادا کی اور دونوں میں المعتر کے لئے دعا کی گئی۔

سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر سے اہل بغداد کا مطالبہ:

شنبہ کا دن ہوا تو لوگ پھر سلیمان کے مکان پر جمع ہوئے ابو احمد کا نام پکارنے لگے اور اس کی بیعت کی دعوت دینے لگے۔ سلیمان سے اس کے مکان میں مل کر درخواست کی کہ انہیں ابو احمد ابن المتوکل کو دکھانے، ابو احمد کے حضور سب لائے گئے۔ اور ان سے وعدہ ہوا۔ کہ قتل کے ساتھ رہیں۔ تو جو خواہش کی ہے اس کی تکمیل کی سبیل نکلے گی ابو احمد کی حفاظت کی تاکید کرنے کے بعد لوگ واپس چلے گئے۔

یار جو خ آیا البردان میں اترا۔ مدینۃ السلام بغداد کے لشکر کے لئے تیس ہزار دینار لایا تھا۔ بعد کو الشماسیہ چلا گیا۔ پھر اس نے صبح کو بغداد میں داخل ہونا چاہا تو لوگوں کو خبر پہنچ گئی وہ شور کرنے لگے اور اسی طرف چل کھڑے ہوئے یار جو خ کو یہ خبر پہنچی تو البردان واپس جا کے مقیم ہو گیا۔ اور سلطنت کو سار واقعہ لکھ دیا۔ مراسلت ہوتی رہی آخر اس نے اہل بغداد کو کچھ مال روانہ کیا۔ جس سے وہ راضی ہو گئے۔

۷ شعبان یوم پنج شنبہ کو المہدی سے خاص لوگوں کی بیعت ہوئی۔

سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کی حفاظت:

یوم جمعہ ۸ شعبان کو ایک فتنے کے بعد جس میں ایک جماعت قتل اور دجلے میں غرق ہوئی اور دوسری جماعت مجروح ہوئی اس کے لئے دعا کی گئی ایک طبری مسلح جماعت سلیمان کے مکان کی حفاظت کر رہی تھی اس سے اہل بغداد نے دجلے کے راستے اور پل پر جنگ کی اس کے بعد حالت مستقیم ہو گئی اور ان لوگوں کو بھی سکون ہو گیا۔

قبیحہ والدہ المعتر:

اسی سال رمضان میں قبیحہ (والدہ المعتر) کا ترکوں سے سامنا ہوا۔ اس نے انہیں وہ تمام مال اور خزانہ اور جواہر بتائے جو اس کے پاس تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ نے صالح کے ناگاہ قتل کا انتظام کیا تھا، کاتبان سلطنت کی ایک جماعت کو جنہیں صالح نے مصیبت میں مبتلا کیا تھا۔ موافق بنالیا، جب صالح نے انہیں مصیبت میں ڈالا اور قبیحہ کو یہ معلوم ہوا کہ جو مصیبت ان پر آئی اس کی وجہ سے وہ لوگ

صالح سے اس خبر کے متعلق کوئی بات نہ چھپا سکے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس نے اپنی برات کی کاروائی کی، محل کے اندر جو مال جوہر اور قیمتی اسباب خزانوں میں تھا۔ سب اس نے نکال لیا۔ اس قسم کا مال جو پہلے سے امانت رکھا ہوا تھا اسی کے ساتھ یہ سب بھی امانت رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ جلد بازی سے بے خوف نہ رہی یہاں تک کہ اس پر اور اس کے بیٹے پر مصیبت نازل ہوئی، اس نے بھاگنے کے لئے ایک بہانہ بنالیا۔

قبیحہ کا فرار:

محل کے اندر خاص اپنے حجرے سے ایک ایسا راستہ کھدوایا جو ایسے مقام پر نکلتا تھا۔ جہاں تلاش نہ ہو سکے جب اسے اس حادثے کا علم ہوا تو اس نے بغیر تاخیر و خوف ملامت کے بھاگنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اسی راستے میں پہنچ گئی اور محل سے باہر ہو گئی۔

قبیحہ کی تلاش:

وہ لوگ جنہوں نے اس کے بیٹے کے معاملے میں فتنہ برپا کیا تھا اپنے مقاصد کی مضبوطی سے فارغ ہوئے تو وہ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ انہیں اس پر قابو پالینے میں مطلق شک نہ تھا، بایں ہمہ محل کو خالی پایا۔ اور اس کا حال اس طرح پوشیدہ رہا کہ انہیں کچھ معلوم نہ ہو سکا اور نہ کوئی ایسا نشان ملا جو حد شناخت تک پہنچاتا، پھرتے پھرتے اس راستے پر کھڑے ہو گئے یہ راستہ اس وقت ملا جب وہاں تک لائے گئے، آخراں راستے میں چلے اور ایسے مقام پر پہنچ گئے، جہاں سے کسی نشان یا خبر کی اطلاع نہ ہو سکتی تھی۔ تب انہیں نہ ملنے کا یقین ہو گیا۔ اس کے بعد خیال دوڑانے لگے، مگر انہیں اس کے لئے اگر وہ پناہ لیتی حبیب سے زیادہ مضبوط و محفوظ جائے پناہ نہ ملی (حبیب) المتوکل کی باندیوں میں سے وہ آزاد عورت تھی جس سے موسیٰ بن بغا نے نکاح کیا تھا۔ وہ اس علاقے میں آئے، اس کے اسباب میں سے کسی شے سے تعرض کرنے کر انہوں نے ناپسند کیا، اور اسی قبیحہ پر آنکھ اور نظر لگائے رہے، ان لوگوں کو دھمکیاں دیں جو قبیحہ سے آگاہ ہوں۔ اور خاموش رہیں۔

قبیحہ کی دولت کی پیش کش:

یہ حال ان لوگوں سے برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ وہ رمضان میں ظاہر ہوئی اور صالح بن وصیف کے پاس گئی، اس کے اور صالح کے درمیان العطارہ واسط بن گئی وہ اس پر اعتماد کرتی تھی۔ جو مال اس کا بغداد میں تھا۔ اس نے اسے روانہ کرنے کو لکھ دیا۔ مال نکالا گیا۔ اور سامرا روانہ کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اسی سال ۱۱۱ رمضان یوم شنبہ کو پانچ لاکھ دینار سامرا پہنچے۔

اس کی وجہ سے وہ لوگ بغداد کے خزانوں سے آگاہ ہو گئے ان کے لانے کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ نکالے گئے۔ اور ان میں سے (کچھ) روانہ کئے گئے، خزانہ سلطنت میں بہت سامال بھیج دیا گیا۔ جو اہل لشکر و شاکر یہ بغداد میں تنخواہ کے طلب گار تھے۔ مال کثیران کے حوالے کر دیا گیا۔ چند ماہ تک پے در پے یہ خزانے بغداد اور سامرا میں دست بدست پھرتے رہے۔ یہاں تک کہ ختم ہو گئے۔

قبیحہ کا مکہ میں قیام:

قبیحہ حجاج کے اسی سال مکہ روانہ ہونے تک مقیم رہی، پھر وہ رجاء الربابی اور وحشی غلام آزاد کروہ المجدی کے ہمراہ روانہ کر

دی گئی ایک شخص سے مذکور ہے جس نے اس کے راستے میں اسے سنا کہ وہ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ سے صالح بن وصیف کے لئے بددعا کرتی تھی کہ ”اے اللہ صالح بن وصیف کو رسوا کر جیسا کہ اس نے میرا پردہ فاش کیا“ میرے فرزند کو قتل کیا۔ میرے گروہ کو متفرق کیا۔ میرا مال لے لیا، مجھے میرے شہر سے جلا وطن کر دیا، اور میرے ساتھ نہایت بدی کی“ اور لوگ حج کر کے واپس ہو گئے۔ وہ مکہ میں روک لی گئی۔

قیصہ کا المعتر کو رقم دینے سے انکار:

مذکور ہے کہ جب ترکوں نے شورش کی اور المعتر کو قتل کیا تو اس کے قبل انہوں نے اس بنا پر کسی کے ذریعے سے اس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کرا بھیجا کہ وہ لوگ صالح کو قتل کر دیں گے اور ان کی حالت درست ہو جائے گی۔ المعتر نے اپنی ماں کے پاس کسی کو بھیجا کہ مجھے ان شورش انگیزوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے۔ والدہ نے صاف جواب دے دیا۔ کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ البتہ کچھ ہنڈیاں آئی ہیں، لوگ اتنا انتظار کریں کہ ان کی رقم وصول ہو جائے تو ان کو دے دی جائے۔

صالح بن وصیف کی جوہری کو ہدایت:

المعتر قتل کر دیا گیا۔ تو صالح نے ایک جوہری کو بلا بھیجا جوہری کا بیان ہے۔ کہ میں اس حالت میں صالح کے پاس پہنچا کہ اس کے پاس احمد بن خاقان بھی تھا، اس نے احمد سے کہا کہ ”تیرا ابراہود کھتا نہیں جس حالت میں ہیں“۔ ان لوگوں نے صالح کو ڈر دیا تھا۔ اس سے مال کا مطالبہ کرتے تھے۔ اور اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ”مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کسی ایسے مقام پر قبیصہ کا خزانہ ہے جہاں کا یہ شخص تجھے راستہ بتائے گا“ اتفاقاً ایک آدمی اس کے سامنے موجود تھا۔ اس سے کہا ”تو جا اور احمد بن خاقان کو بھی اپنے ہمراہ لے جا اگر تم لوگوں کو کچھ ملے“ تو اسے اپنے ہی تک رکھنا احمد بن خاقان کے سپرد کر دینا اور اس کے ہمراہ میرے پاس آ جانا۔

قیصہ کا خزانہ:

جوہری نے بیان کیا کہ میں جامع مسجد کے سامنے چوتروں تک گیا تھا کہ وہ شخص ہمیں ایک ایسے چھوٹے سے مکان کے پاس لایا جو آباد اور صاف ستھرا تھا۔ ہم اس میں داخل ہوئے۔ اس کی ہر جگہ کوہم نے ڈھونڈ ڈالا مگر کچھ نہ پایا۔ یہ امر احمد بن خاقان پر شاق گزرنے لگا، وہ اس شخص کو ڈرانے اور دھمکانے اور سخت سست کہنے لگا۔ وہ شخص کلہاڑی لے کر اس مقام کی تلاش میں جہاں مال پوشیدہ تھا دیواروں پھرنے لگا۔ اسی طرح کرتے کرتے کلہاڑی دیوار میں ایک ایسے مقام پر پڑی جس کی آواز سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس میں کچھ ہے، اسے منہدم کیا تو پیچھے ایک دروازہ نکلا، ہم لوگ اسے کھول کر اندر داخل ہوئے اس نے ہمیں ایک راستے تک پہنچا دیا۔ ہم ایک ایسے مکان میں پہنچے جو اس مکان کے نیچے تھا۔ جس میں ہم داخل ہوئے تھے۔ اس کی تعمیر و خوبصورتی اسی اوپر والے مکان کی سی تھی۔ ہم نے چانوں پر تھیلیوں میں مال پایا۔ جو تقریباً دس لاکھ دینار تھے۔ احمد اور اس کے ہمراہیوں نے اس میں سے بقدر تین لاکھ دینار کے لیے۔ ہمیں تین تھیلیاں ملیں، ایک تھیلی میں بقدر ڈیڑھ ڈیڑھ صاع (تقریباً ڈھائی سیر) زمرد تھے یہ ایسے زمرد تھے کہ میں نے دیے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اس سے چھوٹی تھی جس میں پون پون صاع کے بڑے بڑے دانے تھے جس کے مثل خدا کی قسم میں نے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اس سے چھوٹی تھی جس میں بقدر نصف نصف صاع کے

یا قوت سرخ تھے جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا اور نہ یہ گمان کیا کہ اس کا مثل دنیا میں ہوگا۔ فروخت کے لئے میں نے سب کی قیمت انکوئی تو بیس لاکھ دینار ہوئی ہم سب صالح کے پاس لے گئے جب تک اس نے دیکھا نہ تھا مانتا نہ تھا اور نہ یقین کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے سامنے لایا گیا اور وہ اس پر مطلع ہوا۔ اس وقت اس نے کہا کہ قبیحہ کو تباہ کرے اور (تباہ) کر دیا کہ اس نے اپنے بیٹے کو پچاس ہزار دینار کے لئے پیش کر دیا حالانکہ اس کے خزانوں میں سے صرف ایک خزانے میں اس قدر مال تھا۔“

محمد بن الواثق کی والدہ اس کی بیعت کے قبل ہی انتقال کر چکی تھی۔ وہ المستعین کی زوجیت میں تھی جب المستعین قتل کر دیا گیا۔ تو المعز نے اسے بھی اور بیگیوں کے ساتھ قصر رصافہ میں کر دیا تھا، المہدی والی خلافت بنا تو اس نے ایک دن اپنے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت میں بیان کیا کہ ”میری تو ماں بھی نہیں جسے خادمہ لونڈیوں اور اپنے متعلقین کے لئے ایک کروڑ سالانہ کی حاجت ہو، میں اپنی ذات اور فرزند کے لئے صرف بسر اوقات بھر چاہتا ہوں۔ اس سے زیادہ میں صرف اپنے بھائیوں کے لئے چاہتا ہوں جنہیں تنگی نے گھیر لیا ہے۔“

احمد بن اسرائیل پر عتاب:

اسی سال ۲۵۵ھ ۲۷ رمضان کو احمد بن اسرائیل اور نوح قتل کئے گئے۔ وہ سبب جس نے ان دونوں کو قتل تک پہنچایا ہم اس کے قبل بیان کر چکے ہیں طریقہ قتل جس سے یہ دونوں قتل کئے گئے۔ اس کے متعلق مذکور ہے کہ صالح بن صیف نے جب ان دونوں کے مال اور حسن بن مخلد کی دولت پر پورا قبضہ کر لیا۔ انہیں ضرب و قید کا عذاب دیا دیکھتے کوکلوں کی انگلیٹھیاں ان کے قریب رکھ دیں اور ہر ایک سامان راحت کو ان سے روک دیا۔ حالانکہ وہ لوگ اپنی اسی حالت میں اس کے قبضے میں تھے۔ اس نے انہیں بڑے بڑے جرائم مثل خیانت، سلطنت کی تذلیل کے ارادے، فتنہ و فساد کے باقی رہنے کی خواہش اور عصائے مسلمین کے توڑنے کی کوشش کی طرف منسوب کیا تو المہدی نے ان کے معاملات کے متعلق صالح سے کسی امر میں اختلاف نہ کیا، اور نہ ان کے ساتھ اس کے اس برتاؤ کی موافقت کی جو اس نے برا سمجھا۔

حسن بن سلیمان کی ابن اسرائیل کو دھمکی:

ماہ رمضان میں الحسن بن سلیمان الدوشانی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا۔ کہ کچھ وصول کرنے کی ذمہ داری لے لے بشرطیکہ مال پر ان لوگوں کا قبضہ ہو، حسن بن سلیمان نے کہا کہ ”احمد بن اسرائیل کو میرے سامنے لایا گیا۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ ”اوبد کار تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مہلت دے گا۔ اور امیر المومنین تیرے قتل کو حلال نہ سمجھے گا۔ حالانکہ باوجود خیانت عظیمہ و نیت فاسدہ و ارادہ بد تو ہی فتنوں کا سبب ہے اور خون ریزی میں شریک ہے۔ کہ اس کے کمترین تو جس چیز کا مستحق ہوتا وہ عذاب ہے جیسا کہ تجھ سے پہلے کے لوگ مستوجب ہوئے اور قتل ہے فی الحال اور عذاب و راسوائی ہے آخرت میں اگر تو اللہ تعالیٰ سے معافی اور مہلت مانگنے پر اور اپنے امام سے درگزر اور صبر طلب کرنے پر تیار نہ ہوا۔ تو مال کے عوض جو تیرے پاس ہے اپنے دل میں اس مصیبت کے نازل ہونے کو سوچ لے جس کا تو سچائی کے ساتھ مستحق تو بہ و رجوع کرے گا اور تیری سچائی معلوم ہو جائے گی۔ تو اپنی جان سے سلامت رہے گا۔“

ابن اسرائیل کی دولت کی پیش کش:

اس نے بیان کیا کہ ”اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور نہ وقت تک اس کے پاس کوئی مال یا جائیداد چھوڑی گئی ہے۔“ میں نے

کوڑے منگائے اور حکم دیا کہ ”اسے دھوپ میں کھڑا کیا جائے ڈرایا، دھمکایا۔ اگرچہ قریب تھا۔ کہ میری تیزی اور طاقت رفتار کی کامیابی فوت ہو جائے کہ اس نے انیس ہزار دینار کا اشارہ کیا“ میں نے اس کے متعلق اس کا رقعہ لے لیا۔
حسن بن سلیمان کی ابونوح کو دھمکی:

اس کے بعد میں نے ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو بلایا، اور اس سے بھی تقریباً وہی کہا جو احمد سے کہا تھا، اس میں اتنا اور بڑھا دیا کہ تو باوجود اس کے اپنے دین نصرانیت پر قائم رہ کر اسلام اور اہل اسلام سے بری ہو کر خروج مسلمات کو استعمال کرتا ہے، تیری نصرانیت پر اس سے زیادہ دلالت کرنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ کہ تیرے جواہل و عیال تیرے مکان میں ہیں۔ وہ حالت نصرانیت پر قائم ہیں، جس شخص کا یہ معاملہ ہوا اللہ نے اس کا خون حلال کر دیا ہے۔“
اس نے کچھ قبول نہ کیا، اور اپنی کمزوری محتاجی ظاہر کی۔

الحسن بن مخلد کی طلبی:

الحسن بن مخلد کو میں نے نکلوایا، جب اس سے گفتگو کی تو گویا ایسے شخص سے گفتگو کی جو نرم اور عاجز تھا۔ جو امر اس سے ظاہر ہوا، اس پر اسے رلایا، میں نے کہا کہ ”پارہ پارہ کرنے کا آلہ جس شخص کے سامنے ہو جب تلوار کی دھار پر چلے، اور ایسی ہی فکر کرے جیسی تو نے کی اور ایسا ہی ارادہ کرے جیسا تو نے کیا تو وہ اچھا عاجز نہ ہوگا۔ اور نہ وہ نرم منکسر ہوگا۔“
الحسن بن مخلد کی پیش کش زر:

میں اس سے یہی کہتا رہا کہ اس نے مجھے جواہر دینے کا رقعہ لکھ دیا۔ جس کی قیمت میں ہزار دینار سے زائد تھی۔ آخر سب لوگ اپنی اپنی جگہ واپس کر دیئے گئے۔ اور میں بھی واپس آ گیا۔ الحسن بن سلیمان الدوشابی کی یہ گفتگو آخری گفتگو تھی۔ جو ان لوگوں سے ہوئی، مجھے خبر ملی کہ زمانہ المجدد میں اس کے سوا ان سے کوئی گفتگو نہ کی گئی۔
احمد بن اسرائیل اور ابونوح کی ہلاکت:

جب ۲۷ رمضان یوم پنج شنبہ ہوا تو احمد بن اسرائیل اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو نکال کر باب العامہ لایا گیا۔ صالح بن وضیف دار الخلافہ میں بیٹھ گیا ان دونوں کے مارنے پر حماد بن محمد بن وئش کو مقرر کیا۔ اس نے احمد بن اسرائیل کو کھڑا کیا، ابن وئش کہہ رہا تھا، کہ دکھ پہنچا، ہر جلا داسے دو تازیانے مارتا تھا۔ اور علیحدہ ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پانچ سوتازیاں پورے کر دیئے۔ اور اس کے بعد ابونوح کو بھی کھڑا کیا، اسے اس طرح پانچ سوتازیاں مارے گئے۔ جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔ بعد کو یہ دونوں پانی بھرنے والوں کے دو فخروں پر اس طرح لادے گئے کہ ان کے سر ان کے پیٹ میں گھسے ہوئے تھے۔ اور پشت لوگوں کے سامنے تھی۔ احمد تو بابک خرمی کی سولی کے مقام تک پہنچنے کے مرگیا، ابونوح کے پاس جب لوگ پہنچے تو مر چکا تھا احمد دونوں دیواروں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ابونوح اسی دن سرخی کی قید میں مر گیا جو خالص پولیس پر تلجو رکنا نائب تھا، الحسن بن مخلد قید میں رہا۔

ایک حاضر الوقت شاہد کا بیان ہے کہ میں نے حماد بن محمد بن حماد بن وئش کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ جلا دوں سے کہہ رہا تھا کہ ”اے حرام زادو اپنا خیال رکھو“ کسی کا نام نہیں لیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ”دکھ پہنچا۔ تازیانے بدل دو۔ اور آدمیوں کو بھی بدل دو۔“ احمد

بن اسرائیل اور عیسیٰ فریاد کر رہے تھے۔

مذکور ہے کہ المہدی کو جب اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ ”آیا سوائے تازیانے یا قتل کے اور کوئی سزا نہیں ہے؟ کیا اس کے قائم مقام اور کوئی شے نہیں ہے؟ کیا قید نہیں ہے؟ انالہ وانا الیہ راجعون“۔ یہی کہتا تھا اور بار بار ”انالہ وانا الیہ راجعون“ پڑھتا تھا۔

عبداللہ اور داؤد کی شرائط کی گزری:

الحسن بن مہدی سے مذکور ہے کہ ”صالح کے مزاج میں ہم لوگوں کے متعلق سختی نہ تھی، جب تک کہ اس کے پاس عبداللہ بن محمد بن یزید نہ آیا، وہ آیا تو اس کی سختی بڑھتی رہی وہ صالح سے کہا کرتا تھا۔ کہ ”مار اور سزا دے کیونکہ پھر ایسا کرنے کے بعد قتل ہی زیادہ مناسب ہے اگر یہ لوگ رہا ہو گئے۔ تو انجام میں ان کے مظالم سے امن نہیں ہے خاص کر کینہ رکھنے والوں سے“ وہ ناروا باتیں اس یاد دلاتا تھا۔ جو ان لوگوں کے خلاف اسے پہنچتی تھیں اسی کے متعلق خفیہ طور پر اسے کہتا تھا۔ داؤد بن العباس الطوسی سے ہم لوگوں کو صالح کے پاس حاضر کیا تھا۔ اود کہتا تھا۔ کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں۔ خدا تجھے عزت دے کہ تیرا غضب ان کے سبب سے اس حد تک پہنچ جائے داؤد پر ہم گمان کرتے تھے۔ کہ وہ صالح کو ہم مہربان کر دے گا۔ یہاں تک کہ صالح کہتا تھا کہ ”خدا کی قسم میں انہیں جانتا ہوں، یہ لوگ رہا ہو گئے تو ان سے سلام میں شرکیر اور فساد عظیم پھیل جائے گا۔“

یہ سن کر داؤد واپس ہو جاتا تھا، اسی داؤد نے ہمارے قتل کا صالح کو فتویٰ دیا۔ اور اسی نے اسے ہمارے ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کی رائے ترقی کرتی رہی اس نے ہم پر غصہ کر کے جواب نہ دیا اور نہ محبت کی وجہ سے ہمارے ساتھ برائی کرنے کو کہا۔“

الحسن بن مہدی کے لئے سفارش:

اس شخص سے دریافت کیا گیا جو ان کا حال بیان کر رہا تھا۔ کہ الحسن بن مہدی کو اس آگ سے کیونکر نجات ملی جو اس کے دونوں ساتھیوں نے روشن کی تھی۔ اس نے کہا تھا ”دو خصلتوں سے ایک ان میں یہ ہے کہ اس نے شروع ہی میں صالح کو سچی خبر دے دی تھی اور جو کچھ کہا تھا، اسے دلائل سے ثابت کر دیا تھا، کہ یہ حق ہے۔ صالح نے اس سے معافی کا وعدہ کر لیا تھا۔ بشرطیکہ سچ بولے دوسری یہ ہے کہ امیر المومنین نے صالح سے اس کے معاملے میں گفتگو کی، صالح کو اس کی بیوی کے ساتھ اپنا احترام بتایا۔ اور اپنا حال درست کرنے کی وجہ سے اس کی محبت کی طرف اشارہ کیا، اس نے اسے بڑی آفت سے چھڑا دیا۔ میں یہ خیال کرتا تھا کہ اگر وہ زیادہ دیر تک صالح کے قبضہ میں رہتا تو وہ اسے رہا کر دیتا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔“

صالح بن صفیہ نے ان کا تبوں کے معاملے میں صرف ان کے اور ان کی اولاد کے مال لینے پر ہی اکتفا نہ کیا، اس نے اس کے اعزاء و اقارب کو بھی مال چھین لینے کی دھمکی دی، اور ان سے تعلق رکھنے والوں تک سہقت کی۔

اسی سال ۱۳ رمضان کو بغداد کا قید خانہ کھولا گیا، شاہکریہ بغداد نے محمد بن اوس الجہنی پر حملہ کیا۔

خانہ جنگی کا سبب:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ محمد بن ادس سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بغداد آیا، وہ اس لشکر پر جو سلیمان کے ساتھ خراسان سے آیا تھا۔ اور ان درویشوں پر جنہیں سلیمان نے رے میں جمع کیا تھا۔ سپہ سالار تھا۔ عراق کے شاہی دفتر ان لوگوں

کے نام بھی درج نہ تھے۔ اور نہ سلیمان کو ان کے بارے کوئی حکم دیا گیا۔

ان لوگوں کے بارے میں قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص اس کے ہمراہ خراسان سے عراق آتا تھا۔ تو اس کے لئے ذوالسینین کے ورثے کی جاگیر کے مال سے انتظام کر دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ خراسان میں اسی قسم کے لوگوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ پورا واقعہ خراسان لکھ دیا جاتا تھا، تاکہ ان ورثاء کو وہاں بیت المال سے اس کا عوض دے دیا جائے جو ان کے مال میں سے عراق میں دیا گیا جب سلیمان بن عبدعراق آیا، تو اس نے ان ورثاء کے بیت المال کو خالی پایا، عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو جب صحت کے ساتھ اپنے عہدے پر اپنے بھائی سلیمان بن عبد اللہ کے کئے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے باپ دادا کے ورثہ سے جو کچھ ان کے بیت المال میں جمع تھا، سب لے لیا، لگان پیشگی لے لیا، جو گزرے نہ تھے، سب کچھ وصول کر کے جمع کیا اور روانہ ہو گیا، دجلے کے شرقی جانب محلہ جویٹ میں مقیم ہو گیا، اس کے بعد بذریعہ کشتی غربی جانب چلا گیا۔

سلیمان بن عبد اللہ کی پریشانی:

سلیمان پر دنیا تنگ ہو گئی، لشکر اور شا کر یہ نے تنخواہوں کے مطالبے میں شورش برپا کر دی، سلیمان نے یہ واقعہ ابو عبد اللہ المحمض کو لکھ بھیجا، اور تنخواہ کے لئے ان کے مالوں کا اندازہ کیا، اندازہ مال میں آنے والوں کی مقدار بھی داخل کر دی۔ اس معاملے میں محمد بن عیسیٰ بن عبد الرحمن کا تب خراسانی نے اپنے کا تب کو روانہ کیا، بہت گفتگو کے بعد اس حد تک قبول کیا گیا۔ کہ اس کے لئے اطراف کے عاملوں سے اس مال کا انتظام کر دیا گیا۔ جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ باشندگان بغداد اور اطراف کی پولیس کی طمع کی وجہ سے یہ اتنا بھی نہ تھا کہ واجب الادا کو کافی ہو سکے، ہمراہ آنے والوں کے لئے کیا کافی ہوتا۔ اس لئے سلیمان کو کوئی مال وصول کرنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ ابن اوس اور فقراء اور اس کے ساتھی آگئے، تو ان سے اور اس لشکر سے جس کو وہ مال دینے کا اندازہ کیا گیا تھا۔ روک دیا گیا، وہ لوگ اس حقیقت حال پر جس میں ان کے لئے مضرت تھی واقف ہو گئے۔

سلیمان کے ساتھ آنے والے فقراء جب بغداد آئے تو اہل بغداد کے ساتھ بری طرح سکونت اختیار کی اور کھلم کھلا برائی کرنے لگے۔ خواتین اور غلاموں اور بچوں پر بھی حملہ کرنے لگے۔ اور ان سے عداوت کرنے لگے۔ یہ سب انہوں نے دربار میں اپنے تقرب کی وجہ سے کیا۔ اہل بغداد بھی ان کے خلاف غیظ و غضب سے بھر گئے۔

سلیمان بن عبد اللہ اور الحسین بن اسمعیل:

سلیمان بن عبد اللہ کو الحسین بن اسمعیل بن ابراہیم بن مصعب بن رزیق پر اس کے تقرب کی وجہ سے جو اسے عبید اللہ بن عبد اللہ سے حاصل تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی مدد و حمایت کی اور سلیمان اور اس کے اعزہ سے برگشتہ ہو جانے کی وجہ سے غصہ تھا، جب وہ عبید اللہ کی جانب سے لشکر اور شا کر یہ حاکم ہو جانے کے بعد بغداد واپس آیا۔ تو اس کا کا تب قید خانے میں اس کا دربان باب الشام کے جس میں قید کر دیا گیا۔ الحسین بن اسمعیل کے دروازے پر ابراہیم کو بغداد کے ان دونوں پلوں اور قطر بل اور مسکن اور الانبار کے کناروں کے معاملات پر حاکم بنا دیا تھا۔ جن پر الحسین بن اسمعیل عبید اللہ کی جانب سے حاکم تھا۔

الحسین بن اسمعیل کے خاص آدمی سے بدسلوکی:

جب وہ حادثہ پیش آیا، جو المہدی کی بیعت اور بغداد میں لشکر اور شا کر یہ کے ہنگامے کے متعلق تھا۔ اور انہیں ایام میں جنگ

واقع ہوئی، تو محمد اوس نے ایک مروزی پر جو شیعہ تھا حملہ کر دیا۔ سلیمان کے مکان میں ضرب شدید کے ساتھ اس کو تین سوتازیاں مارے اور باب الشام میں قید کر دیا۔ یہ شخص الحسین بن اسماعیل کے مخصوص لوگوں میں سے تھا یہ حادثہ پیش آیا تو الحسین بن اسماعیل کو اس کی قوت و جرات کی زیادت کی وجہ سے ضرورت پڑی جو لوگ اس کے دروازے پر مقرر تھے۔ انہیں ہٹا لیا گیا۔ تو وہ سامنے آ گیا۔ اس کے ساتھی بغیر کسی وجہ کے اس کے پاس واپس آ گئے۔ ساتھیوں نے سرداروں کو مال تقسیم کیا تھا۔ ان سرداروں میں سے ایک بڑی جماعت سردار محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہو گئی۔

لشکر اور شا کر یہ کا مطالبہ زر:

بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ جب اس کے دروازے پر پہنچے تو اس نے اپنے مال میں سے ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ پیادے کو دس درہم اور سوار کی ایک دینار، جب وہ لوگ الحسین کے پاس آئے تو ابو عون کے اس واقعے کا ذکر کیا گیا۔ مگر اس معاملے میں کوئی تعین یا اور کوئی بات نہ نکلی اور حال یہی رہا۔ لشکر یہ اور شا کر یہ والے بیعت کے مال کی طلب میں شور کرتے رہے۔ ان کے لیے اس پہلی حرص کے مال میں سے کچھ نہ بچا، ان میں تقسیم کرنے اور لینے کا کام ان لوگوں کو محمد بن اوس کے اور سلیمان کے ساتھ آنے والوں کے ان لوگوں کا مال لے لینے اور بغیر ان کے اس سے فائدہ اٹھانے کے ارادے سے آگاہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے دل بھر گئے۔

قیدیوں کا جیل خانے سے فرار:

۱۳ رمضان یوم جمعہ ہوا۔ لشکر اور شا کر یہ کی ایک جماعت جمع ہو گئی، اور ان کے ہمراہ عوام کی بھی ایک جماعت تھی یہ لوگ رات ہی کو باب الشام کے قید خانے گئے اس کا دروازہ توڑ ڈالا اسی رات کو اس کے اکثر قیدیوں کو رہا کر دیا اور مجرمین میں سے سوائے کمزور مریض اور بوجھ والے کے کوئی نہ رہا، جو لوگ اس رات میں نکلے ان میں مساور بن عبد اللہ الحمید الشاری کے گھر والوں کی بھی ایک جماعت تھی، انہیں کے ساتھ وہ مروزی بھی نکلا جسے محمد بن اوس نے مارا تھا، ایک جماعت ان لوگوں کی بھی تھی جو سلطنت کے رفیق تھے۔ یہاں تک کہ اس کے قبضے میں قریب پانچ کروڑ کے ہو گئے۔

جمعہ کی صبح ہوئی، قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا جس میں پیادہ چلنے کی سکت تھی وہ چلا گیا اور جو قادر نہ تھا اس نے اپنے سوار ہونے کے لئے کوئی سواری کرائے پر لے لی نہ کوئی روکنے والا اس سے روکتا تھا اور نہ کوئی دفع کرنے والا کرتا تھا، یہ واقعہ ان مضبوط امور میں سے ہو گیا جنہوں نے عام اور خاص کو اپنے اور سلیمان کے درمیان سے ہیبت دور کرنے پر براہیختہ کیا، باب الشام کے قید خانے کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر دیا گیا۔ یہ بالکل نہ معلوم ہوا کہ اس رات کو ابراہیم بن اسحاق یا اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی حرکت کی تھی۔ لوگ یہ کہتے تھے۔ کہ جو جرم باب الشام کے قید خانے پر کیا گیا وہ اس مروزی کے اس کے اندر ہونے کی وجہ سے کیا گیا۔ جسے ابن اوس نے مارا تھا کہ وہ رہا ہو جائے۔

ابن اوس اور الحسین بن اسماعیل میں تلخ کلامی:

پانچ دن بھی نہ گزرے تھے۔ کہ ابن اوس نے الحسین بن اسماعیل سے مال کے بارے میں جھگڑا کیا جس کا محمد بن اوس نے اپنے ساتھیوں کے لئے ارادہ کیا تھا۔ اور الحسین نے اسے روکا تھا۔ اس معاملے میں ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی، محمد ناراض ہو کر

چلا گیا۔ دوسرا دن ہوا تو محمد بن اوس صبح کے وقت سلیمان کے گھر گیا۔ الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال غلام آزاد کردہ طاہر بھی صبح کے وقت گئے۔ دوسرے لوگ بھی سلیمان کے دروازے پر آ گئے۔ ابن اوس کے ساتھی اور آنے والے لوگ جزیرے کی طرف بڑھے ابن اوس اور اس کا بیٹا بھی عبور کر کے ان کے پاس چلا گیا۔ لوگ آپس میں ہتھیار چلانے لگے الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور مظفر بن سیسل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے لوگ عوام کو پکارنے لگے۔ کہ جو لوٹنا چاہے وہ ہم سے مل جائے۔

الکبیر پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ عوام میں سے ایک لاکھ آدمی اسی وقت دونوں پہل کشتیوں کے ذریعے سے عبور کر گئے۔ لشکر اور شاہ کر یہ بھی مسلح ہو کر پہنچ گیا۔ سب سے پہلے لوگ جزیرہ پہنچے، لٹلے بھر میں سرخس کے باشندوں میں سے ایک شخص نے الکبیر فرزند محمد بن اوس پر حملہ کر دیا۔ اس کے نیزہ بھونک دیا اور گھوڑے سے گرادیا۔ تلواروں سے گھیر لیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پاس سے بھاگے اور ان میں کسی نے کچھ نہ کیا۔ اس زخمی کو چھین لیا گیا۔ ایک کشتی میں لاد کر سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان لایا گیا۔ اور وہاں اسے ڈال دیا گیا۔

الکبیر کے لئے سلیمان بن عبد اللہ کا اظہار افسوس:

ایک حاضر الوقت شاہد کا حال بیان ہے۔ کہ سلیمان نے جب اسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں ڈبڈبا آئیں۔ اس کے لئے فرش بچھایا گیا اور اطبا کو بلا لیا گیا۔ ابن اوس اپنے مکان چلا گیا۔ حالانکہ آل احمد بن صالح بن شیزاد کے کسی مکان میں اتر کر تھا۔ جو جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کے محل کے متصل ہے۔

خانہ جنگی:

اہل بغداد نے پتہ لگانے میں بڑی کوشش کی۔ سردار بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ لوگ انہیں پا گئے الدور میں ان کے درمیان جنگ ہوئی۔ جس کی ابتدا دو بجے کے آخر میں ہوئی اور انتہا سات بجے کے شروع میں ہوئی، وہ لوگ برابر تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ بازار قحطی کے پڑوسیوں نے الدور کے ملاحوں میں کشتی والوں نے ابن اوس کی مدد کی، جنگ نے شدت اختیار کر لی۔

ابن اوس کا فرار:

اہل بغداد سلیمان کے گھر سے آتش زنی کی تلاش میں روانہ ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ دربان اندرجا خبر کر دی تو اس نے ان لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ خود ابن اوس نے نہایت سخت قتال کیا۔ اسے بھی تیر اور نیزے کے زخم لگے وہ مع اپنے ساتھیوں کے بھاگا۔ خواتین کو اپنے گھر سے نکال لے گیا تھا، اہل بغداد اس کا تعاقب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ باب الشماسیہ سے نکال دیا۔ لوگ ابن اوس کے مکان پر پہنچ گئے۔ جو کچھ اس میں تھا سب لوٹ لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا بیس لاکھ درہم کا مال لوٹا گیا۔ جو کم اندازہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ دس لاکھ پچاس ہزار درہم اور تقریباً اس کے سو پاجامے جن کا استر سمور کا تھا۔ جو سوائے ان کے تھے جن کا اونٹ کے بالوں کا تھا۔ کہ اسی کا ہم شکل تھا، طبرستان کے دبیز فرش اور مقصورہ مدرج اور منقطوع جن کی قیمت دس لاکھ درہم تھی۔ لوٹے گئے لوگ واپس چلے گئے۔

اہل بغداد کا فقراء کے مکانات پر حملہ:

شکر والے بہت تھے سلیمان کے گھر میں گھسنے لگے۔ ان کے ہمراہ لوٹ کا مال تھا۔ شور کر رہے تھے نہ انہیں کوئی روکنے والا تھا اور نہ جھڑکنے والا، ابن اوس اس شب میں اپنے ان ساتھیوں کے ہمراہ جو اس سے مل گئے تھے۔ شامیہ میں رہا، اہل بغداد نے فقراء کے مکانات پر بھی حملہ کر دیا تھا۔ ان کو بھی لوٹ لیا اور اسے بھی ستایا جو ان میں سے رہ گیا تھا۔ آخر اس جماعت میں بھگدڑ پڑ گئی دوسرے دن بظاہر ان میں سے کوئی بغداد میں نہیں رہا۔ مذکور ہے کہ سلیمان نے اس رات کو ابن اوس کو کپڑے بچھونا کھانا بھیجا، بیان کیا جاتا ہے۔ کہ محمد بن اوس نے اسے قبول کر لیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واپس کر دیا۔

الحسین بن اسمعیل کی شاہ بن میکال سے ملاقات:

دوسرے دن کی صبح ہوئی، الحسین بن اسمعیل اور المظفر بن سیسل صبح کے وقت شاہ بن میکال کے مکان گئے۔ شاکر یہ اور سردار بھی شاہ سے مل گئے تھے لوگ سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر پر غضب ناک ہو کر وہیں ٹھہر گئے سلیمان کا مکان خالی ہو گیا۔ سوائے ایک قلیل جماعت کے اس میں کوئی نہیں آیا سلیمان نے محمد بن نصر بن حمزہ بن مالک الخزاعی کے ہمراہ جو قوم کے عقیدے سے واقف نہ تھا۔ پیام بھیجا جس میں ان کے طرز عمل کے برے نتائج سے آگاہ کیا تھا جس کا ارتکاب انہوں نے محمد بن اوس کے ساتھ کیا۔ اگر وہ لوگ اس بات سے آگاہ کر دیتے جو انہیں ناگوار تھی۔ تو وہ اس معاملے میں پیش قدمی کرتا اور اس ارتکاب کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔“

شاکر یہ کا احتجاج:

شاکر یہ جو شاہ کے مکان میں تھے۔ شور کرنے لگے کہ ”ہم لوگ اوس کے یا اس کے ہمراہیوں کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہیں۔ اور نہ ان فقراء کے ساتھ جو اس سے مل گئے ہیں۔ اگر اس بات پر مجبور کیا گیا تو اس سے جدا ہو جائیں گے اور اس کو معزول کر دیں گے۔ وہ انہیں اس کے حوالے کر دے گا۔“ شاہ بن میکال اور الحسین بن اسمعیل اور المظفر سیسل نے قوم کی ناگواری کا بہانہ کر دیا۔ قاصد یہ جواب لے کر سلیمان کے پاس گیا۔ تو اس نے پھر اسے واپس کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ ”میں تم لوگوں کی بات اور ذمہ داری پر بغیر تمہاری قسم اور عہد کے بھروسہ کرتا ہوں۔“ اس کے بعد وہ بیٹھ رہا۔

سلیمان کی محمد بن اوس سے بیزاری:

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان محمد بن اوس کو اور درویشوں کو جو اس کے ساتھ تھے شاکر یہ کی بے رغبتی اور ان کے خراب طریقوں کو جان کر گراں سمجھتا رہا، اور خاص کر محمد بن اوس کے ایسا طریقہ پسند کرنے اور شروع کرنے کو جس نے مخالفت اور جدائی کی دعوت دی تھی اس کو خوب سوچا اور اس میں خوب غور کیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ ”میں اپنی نماز تہجد کی قنوت میں یہ دعا مانگتا تھا کہ مجھے ابن اوس سے فرصت اور راحت ملے۔“

محمد بن اوس کی روانگی:

اس کے بعد محمد بن علی بن طاہر کی طرف متوجہ ہوا، اور اسے ابن اوس کے پاس جانے اور خراسان کی واپسی کا مشورہ دینے کا حکم دیا کہ اس کے بغداد واپس ہونے کی کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ ان امور پر حاکم بننے کی جن پر وہ سلیمان کی طرف سے حاکم تھا۔ جب یہ خبر ابن اوس کو پہنچی تو اس نے شامیہ سے کوچ کیا۔ اور دجلے کی ریگستانی زمین البردان گیا۔ وہاں چند روز مقیم رہا۔ ساتھی جو متفرق ہو

گئے تھے، جمع ہو گئے تو کوچ کر کے نہروان میں اترے اور وہیں مقیم رہا۔ با یکباک اور صالح بن و صیف کو ایک خط لکھا تھا۔ جس میں اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا اور اپنی مصیبت کی ان سے شکایت کی تھی، مگر اس نے جو چاہا تھا۔ اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ محمد بن اوس کی غارت گری:

محمد بن عیسیٰ بن عبد الرحمن سامرا میں مقیم تھا۔ کہ سلیمان کے فراتض کو ادا کرے وہ ابن اوس کو برا سمجھتا تھا۔ اور اس سے بیزار تھا۔ محمد بن اوس بھی محمد بن عیسیٰ کا تب کی بددلی سے پریشان حال تھا۔ جب ابن اوس اور اس کے ہمراہیوں کی مدد کی امید منقطع ہو گئی تو انہوں نے دیہات والوں اور راہگیروں کے ساتھ ناروا طریقہ اختیار کیا، خوب لوٹا اور غارت کیا۔ اور آخر نہروان میں جا اترے۔ ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جس کے لوٹنے کا ان لوگوں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اس نے انہیں آخرت یا دلدائی اور خدا کا خوف دلایا۔ ان لوگوں نے اسے جواب دیا کہ ”اگر قتل و غارت مدنیۃ السلام (بغداد) میں جائز ہے، حالانکہ وہ مرکز اسلام اور دار السلطنت ہے تو اسے جنگلوں اور بیابانوں میں کیوں برا سمجھا جائے۔“

ابن اوس نہروان میں اپنی بری یادگار قائم کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا، شہر والوں کو مال دینے پر مجبور کیا، کشتیوں میں غلے بھر بھر کے وسط نہروان میں بنی جنید کے بازار میں لایا۔ کہ وہاں فروخت کرے محمد بن المظفر بن سیسل مدائن میں تھا۔ ابن اوس کے نہروان جانے کی خبر ملی تو اس نے اپنی اقامت النعمانیہ میں کر لی جو الزوالی کے ماتحت تھا۔ نعمانیہ کی اقامت اس نے اپنی جان کے خوف سے اختیار کی تھی۔

محمد بن نصر کی جائداد کی تباہی:

محمد بن نصر بن منور بن بسام سے، جس کی جائداد تباہ ہو گئی، مذکور ہے کہ اس کا وکیل قریب پندرہ سو دینار عذاب اور موت کے خوف سے ابن اوس کو ادا کرنے کے بعد وہاں سے بھاگ کر واپس آ گیا، ابن اوس وہیں مقیم رہا، کبھی قریب ہوتا کبھی دور چلا جاتا، کبھی آنکھ بند کر لیتا کبھی کھول دیتا، سختی بھی کرتا، اور نرمی بھی شفقت سے بھی پیش آتا اور دھمکتا بھی تھا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس با یکباک کا خط آیا، جس میں اس نے خراسان کے راستے کی حکومت اسے اپنی جانب سے دی تھی بغداد سے نکلنے اور حکومت خراسان کا پروانہ ملنے تک اسے دو ماہ پندرہ یوم ہوئے۔

عاصم بن یونس کی نوشری کو اطلاع:

عام بن یونس العجلی کے لڑکے سے مذکور ہے کہ اس کا باب راہ خراسان کے علاقے میں نوشری کی جائداد کا والی تھا۔ اس نے نوشری کو ایک خط لکھا جس میں اس قوت کا ذکر تھا جو اس نے ابن اوس کے لشکر کی دیکھی تھی اور ان کی ظاہری تیاری کی تشریح کی تھی، مشورہ دیا تھا کہ ”اس کا ذکر با یکباک سے کر دے کہ خراسان کی راہ کو ایسے مرد زور آور و سرکش سے خالی رکھنا چاہیے۔ جو ایک نہ ایک دن اس پر غالب ہو جائے گا۔ اس کے باشندوں کو گھیر لے گا، یہ ایک ایسا لشکر ہے جو آدمیوں اور ہتھیاروں اور ہر قسم کی تیاری سے معمور اپنے کام میں مشغول ہے۔“

نوشری کی با یکباک سے درخواست:

نوشری نے یہ سب با یکباک سے بیان کر دیا۔ کہ خدمت راہ داری خراسان پر بجائے ابن اوس کے مجھے مقرر کر دیجئے۔

نوشری نے اس مشورے کو قبول کئے بغیر احکام لکھوادئیے۔ نوشری اسی سال یعنی ۲۵۵ھ کے ذی القعدہ میں حاکم بنایا گیا تھا۔ موسیٰ جو مساور بن عبد الحمید اشاری کا نائب تھا۔ تقریباً تین سو آدمی کی جماعت کے ساتھ الدسکرہ اور اس کے علاقے میں مقیم تھا۔ اس کو مساور نے راہ خراسان اور بطن جوخی اور دیہات کے ان کناروں پر جو راہ خراسان کے قریب ہیں والی بنایا تھا۔

متفرق واقعات:

اسی سال المہدی نے گانے والے غلاموں اور گویوں اور گانے والیوں کو سامرا سے نکالنے کا حکم دے کر انہیں وہاں سے بغداد جلا وطن کر دیا یہ اس حکم کے بعد ہوا۔ جو قبیلہ کی جانب سے اس کے فرزند پر مصیبت نازل کئے جانے سے قتل ہوا تھا۔

خلیفہ نے یہ بھی حکم دیا کہ درندے جو شاہی محل میں تھے اور شکاری کتے جو پلے ہوئے تھے اور لہو و لعب کے سامان جو بہت فراہم تھے۔ ان سب کو تلف کر دیا جائے۔

خود دربار عام کرتا، معاملات پیش ہوتے، تحقیق کی جاتی اور تصفیہ ہوتا، "با ایں ہمہ اس کی خلافت بھی پریشانی میں گزری اور تمام اسلامی دنیا بھی پریشانی میں مبتلا رہی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی آزاد کردہ غلام اور شاہی لشکر رے سے واپس آیا، مفلح نے طبرستان میں الحسن بن زید کو شکست دے کر علاقہ دیلم کی طرف نکال دیا، اور پھر خود دار الخلافہ (سامرا) چلا آیا۔

موسیٰ بن بغا کی طلبی:

اس کا سبب یہ ہوا کہ قبیلہ والدہ المعتز نے جب ترکوں کا اضطراب دیکھا اور ان کی حالت متغیر پائی تو قبل اس حادثے کے جو اسے اور اس کے فرزند المعتز کو پیش آیا۔ اس نے موسیٰ بن بغا کو اپنے پاس آنے کو لکھا تھا۔ موسیٰ نے اس کے پاس آنے کا ارادہ کیا۔ عریضہ ایسی حالت میں پہنچا، کہ مفلح طبرستان میں تھا۔ موسیٰ نے جو رے میں تھا۔ مفلح کو اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا تھا۔

مفلح کو مراجمت کا حکم:

بعض دوستوں نے جو طبرستان کے باشندے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ موسیٰ کا خط مفلح کو ایسی حالت میں ملا کہ وہ الحسن بن زید الطالبی کی تلاش میں دیلم کی جانب روانہ ہو چکا تھا جب اسے یہ خط پہنچا تو وہ اسی مقام پر بیٹھنے کے ارادے سے واپس ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔ یہ امر رؤسائے طبرستان کی اس جماعت کو شاق گزار جو اس کے ہمراہ تھے، مفلح کے اپنے پاس آنے سے قبل الحسن بن زید کے معاملے میں انہیں کافی ہوگا۔ اور وہ اپنے مکانات اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے، یہ امید اس لئے تھی کہ مفلح ان لوگوں کو الحسن بن زید کے تعاقب پر تیار کر رہا تھا۔ کہ جب وہ روانہ ہوا تو یا تو اس پر فتح پائے گا۔ اور یا اسے موت آ جائے گی۔

کہا کرتا تھا۔ کہ "اگر میں دیلم کے علاقے میں اپنی ٹوپی پھینک دوں تو ان میں سے کسی کی مجال نہیں، کہ اس کے قریب جاسکے"۔ جب اس جماعت نے اس کی واپسی کو دیکھا کہ اسے الحسن بن زید کے لشکر نے یا اور کسی دیلمی نے روکا تک نہیں تو جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ان لوگوں نے اس سے اس امر سے باز آنے کا سبب دریافت کیا۔ جو وہ انہیں الحسن بن زید کے تعاقب کے لئے تیار کرتا تھا مجھے اطلاع ملی کہ وہ لوگ اس سے گفتگو کرنے لگے اس کی یہ حالت تھی کہ اس شخص کی طرح تھا۔ جس نے ہفتے کے دن خاموشی کا روزہ رکھا ہو، انہیں کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ جب وہ اس حقوق میں سے یہ ہے کہ میں اس کے وصول ہونے کے بعد اسے اپنے

ہاتھ سے اس وقت تک نہ رکھوں جب تک کہ اس کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ مجھے تمہارے معاملے کا رنج ہے مگر امیر کی مخالفت کی کوئی گنجائش نہیں۔“ موسیٰ کی وجہ سے رے سے سامرا جانے کی تیاری بھی نہ کرنے پایا تھا۔ کہ المعتز کی ہلاکت اور اس کے بعد المہدی کے حکومت پر قائم ہونے کا خط پہنچ گیا۔ اس نے اسے روانگی کے ارادے سے روک دیا۔ کیونکہ اس سفر سے المعتز کے معاملے کا تدارک سوچا گیا تھا اور وہ فوت ہو چکا تھا۔

مفلس کی رے میں آمد:

جب اسے المہدی کی بیعت کا حکم پہنچا تو اس کے ساتھیوں نے پہلے تو اس سے انکار کیا، پھر بیعت کر لی اسی سال (۲۵۵ھ) ۳ رمضان کو ان کی بیعت کی خبر سامرا پہنچی ان موالی کو جو موسیٰ کے لشکر میں تھے۔ یہ خبر ملی کہ صالح بن وصیف نے کاتبین اور المعتز اور المتوکل کے اعزہ کے مال نکلوائے اس کی وجہ سے انہیں سامرا کے مقیمین پر لالچ آیا، انہوں نے موسیٰ سے اپنے ہمراہ سامرا واپس چلنے کو کہا۔ مفلح طبرستان کو الحسن بن زید پر چھوڑ کر رے میں موسیٰ کے پاس آ گیا۔

القاشانی سے مذکور ہے کہ ”مجھے میرے بھتیجے نے رے سے خط لکھا۔ وہ مفلح سے رے میں ملا اور اس سے اس کی واپسی کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ موالی نے قیام کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور جب وہ لوگ واپس ہو جاتے تو مفلح کے قیام کی کوئی حاجت نہ ہوتی۔

اہل رے کی موسیٰ سے درخواست:

موسیٰ نے یوم یک شنبہ کو رمضان ۲۵۵ھ کے چاند کے وقت ۲۵۶ھ کا خراج لینا شروع کیا، مجھ سے بیان کیا گیا کہ یوم یک شنبہ ہی کو اس نے بقدر پانچ لاکھ درہم جمع کر لئے۔ اہل رے نے جمع ہو کر کہا کہ ”اللہ امیر کو عزت دے۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ مولیٰ اس لئے سامرا واپس جاتے ہیں کہ وہاں وہ زیادہ عطا پائیں گے۔ حالانکہ تو اور تیرے ساتھی اس مقام کی جماعتوں سے زیادہ وسعت و کثرت میں ہیں۔ اس لئے اگر تو مناسب سمجھے تو اس سرحد کی حفاظت کر! باشندوں کی حفاظت میں اجر و ثواب سمجھ اور ہمارے خراج میں جو ہمارے خاص مال میں سے ہوتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے لئے ایسی مقدار ہمارے ذمے کر دے جسے تو یہ سمجھے کہ ہم برداشت کر لیں گے۔“

یہ درخواست مقبول نہ ہوئی تو پھر انہوں نے کہا ”خدا امیر کو نیکی دے کہ جب امیر نے ہمارے چھوڑ دینے اور ہمارے پاس سے واپس جانے ہی کا ارادہ کر لیا تو ہم سے اس سال کا خراج لینے کے کیا معنی جس میں ہم نے اپنی زندگی بھی شروع نہیں کی اور ۲۵۵ھ کی اکثر آمدنی جس کا امیر نے خراج لے لیا ہے۔ ایسے صحراؤں میں ہے کہ امیر کے ہمارے پاس چلے جانے کے بعد ہمیں وہاں تک پہنچنا ناممکن ہوگا، مگر انہوں نے جو کچھ بیان کیا اور جو درخواست کی اس نے کسی پر بھی توجہ نہ کی۔

موسیٰ کے نام فرامین:

واپس ہونے کی خبر المہدی کو پہنچی تو اس نے متعدد فرامین بھیجے جن کا کوئی اثر نہ ہوا۔ المہدی نے جب دیکھا کہ رے سے موسیٰ روانہ ہو گیا۔ اور فرامین خلافت کا لحاظ تک نہ کیا تو اس نے بنی ہاشم میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا جن میں سے ایک کا نام عبدالصمد بن موسیٰ تھا اور دوسرا ابو عیسیٰ یحییٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ دونوں

پیام لے کر گئے۔ موجودہ حالت ضیق کی توثیق ہو گئی، طالین کے غلبے اور علاقہ الجبل میں ان کے پھیل جانے کا اندیشہ سچ نکلا، یہ امور معلوم کر کے موالی کی ایک جماعت کے ہمراہ دونوں صاحب روانہ ہو گئے۔ موسیٰ اور اس کے ساتھی آ گئے۔ صالح بن صیف اس معاملے میں المہدی کو اس کی واپسی گراں بتاتا تھا۔ اسے مخالفت اور نافرمانی کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اکثر امور میں اس پر بددعا کرتا تھا۔ اور اس کے فعل سے خدا سے برات مانگتا تھا۔

موسیٰ کے رویہ پر المہدی کا اظہار ناراضگی:

مذکور ہے کہ جب ہمدان کے ناظم نے (پوسٹ ماسٹر) کا عریضہ موسیٰ کے وہاں سے جدا ہونے کے متعلق المہدی کے پاس آیا۔ تو المہدی نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ ”اے اللہ میں تجھ سے برات چاہتا ہوں موسیٰ بن بغا کے فعل سے اور اس کے سرحد میں خلل ڈالنے سے اور اس کے دشمن کو مباح کر دینے سے کیونکہ میں جو کچھ میرے اور اس کے درمیان ہے اس سے معذور ہوں۔ اے اللہ اس کے حیلے کو پھیر دے جو مسلمانوں کے ساتھ حیلہ کرے۔ اے اللہ مسلمانوں کے لشکر کی مدد کر وہ جہاں کہیں ہوں۔ اے اللہ میں اپنی نیت اور ارادے سے ہر اس مقام پر جانے کو تیار ہوں، جہاں مسلمان مغلوب ہوں۔ ان کا مددگار بن کر اور ان کی مدافعت کے لئے اے اللہ مجھے میری نیت کا اجر دے، کیونکہ نیک مددگار مجھے نہیں ملے۔“ اس کے بعد اس کے آنسو گرے اور رونے لگا۔

المہدی کے قاصدوں کی موسیٰ سے ملاقات:

المہدی کی مجلس کے شاہد حال کا بیان ہے کہ سلیمان بن وہب نے آ کے کہا کہ ”کیا مجھے امیر المومنین اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جو کچھ میں آپ سے سنتا ہوں وہ موسیٰ کو لکھ دوں،“ کہا ہاں جو کچھ تو مجھ سے سنتا ہے لکھ دے اور اگر تو پتھر میں کندہ کر سکے تو کر دے وہ دونوں ہاشمی موسیٰ کو راستے میں ملے اور وہ کچھ بھی کامیاب نہ ہوئے۔ موالی شور کرنے لگے قریب تھا کہ قاصدوں پر حملہ کر دیں۔

موسیٰ بن بغا کا عذر:

موسیٰ نے پیام میں یہ عذر کیا کہ ”اس کے ہمراہی سوائے امیر المومنین کے دروازے پر حاضری دینے کے اور کوئی بات نہ مانیں گے، بصورت مخالفت اسے اپنی جان کا اطمینان نہ ہوگا“ استدلال میں وہ واقعات پیش کئے جو اس کے پاس آنے والے قاصدوں نے دیکھے تھے۔ پھر یہ جواب لے کر پیامبر آ گئے، موسیٰ نے اپنے لشکر سے بھی ایک وفد پیامبروں کے ہمراہ بھیج دیا وہ لوگ ۴ محرم ۲۵۶ھ کو سامرا پہنچے۔

کنجور کی رہائی:

اسی سال (۲۵۵ھ) علی بن الحسین بن قریش نے کنجور کو چھوڑا۔ المعز کے زمانے میں وہ فارس جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ علی بن الحسین نے پہرہ مقرر کر کے اسے قید کر دیا تھا، جب علی بن الحسین نے یعقوب بن الیث سے جنگ کا ارادہ کیا تو اسے قید سے نکالا اور سوار اور پیادہ لشکر اسے کے ماتحت کیا۔ جب لوگ علی بن الحسین کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تو کنجور الہواز کے علاقے میں چلا گیا۔ اس نے زام ہرمز کے علاقے میں ایک اثر پیدا کر لیا اس کے بعد ابن ابی دلف سے مل گیا، ہمدان میں اس کے پاس پہنچا اس علاقے میں

اس نے وصیف کے اعزہ اور اس کے وکلا اور اس کی جائیداد کے معاملے میں اپنی بد اخلاقی ظاہر کی۔ اس کے بعد موسیٰ کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ جب موسیٰ اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ آیا تو صالح کو معلوم ہوا اس نے المہدی کی جانب سے کنبور کے مقید کر کے شاہی دروازے پر بھیجنے کو لکھا۔ موالی نے اس سے انکار کیا۔ اس بارے میں خطوط کی آمد و رفت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ لشکر القاطول میں اترا۔ پھر ظاہر ہو گیا۔ کہ صالح اس کی مخالفت کے لئے بیٹھا تھا۔ موسیٰ صالح اور اس کے ہوا خواہوں کی مخالفت کی بنا پر سامرا چلا گیا۔ با یکباک موسیٰ کے لشکر میں مل گیا۔ موسیٰ وہاں دو روز تک ٹھہرا المہدی نے اپنے اخیانی بھائی ابراہیم کو کنبور کے بارے میں بھیجا کہ وہ اسے اس امر سے آگاہ کرے کہ سامرا کے موالی نے کنبور کے سامرا داخل ہونے پر قرار سے رہنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسے مقید کرنے اور مدنیۃ السلام بھیجنے کا حکم دے مگر اس بارے میں جو کچھ صالح نے سوچا تھا۔ اس کا انتظام نہ ہوا ان کا جواب یہ تھا کہ ”جب ہم سامرا میں داخل ہوں گے تو کنبور وغیرہ کے معاملے میں امیر المومنین کے حکم پر عمل کریں گے۔“



باب ۷

صاحب الزنج کا خروج

محمد بن محمد علوی بصری:

اسی سال (۲۵۵ھ) میں نصف شوال کو بصرے کے فرات میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا گمان یہ تھا کہ وہ علی بن محمد ہے یعنی ابن احمد بن علی بن عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی ابی طالب (رضی اللہ عنہم) زنجی اس کے ساتھ ہو گئے تھے جو زمین سے شورہ نکالتے تھے۔ وہ دجلہ کو عبور کر کے الدنیاری میں اترا۔

اس کا نام و نسب جیسا کہ بیان کیا گیا علی بن محمد بن عبد الرحیم تھا۔ نسب اس کا عبد القیس میں تھا اس کی ماں قرۃ بنت علی بن رحب بن محمد بن حکیم بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھی۔ وہ رے کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس کا نام ورزین تھا یہیں اس کی ولادت و نشو و نما ہوئی۔ خود اسی کا بیان ہے کہ میرا دادا محمد بن حکیم ان باشندگان کوفہ میں سے ہے۔ جنہوں نے ہشام بن عبد الملک پر زید بن علی بن الحسین کے ساتھ خروج کیا تھا۔ جب زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ بھاگ کر رے میں آ گیا۔ ورزین میں پناہ لی اور وہیں مقیم رہا۔ دادا عبد الرحیم عبد القیس کے خاندان کا آدمی ہے جس کی ولادت الطالقان میں ہوئی وہ عراق میں آ گیا اور وہیں قیام کر لیا ایک سندھی جا رہیہ خریدی جس سے اس کا باپ محمد پیدا ہوا۔ یہ وہی علی بن محمد ہے۔

علی بن محمد کا دعویٰ

یہ اس کے قبل المنصر کی جماعت میں شامل تھا جن میں غانم الشطر جی اور سعید صغیر اور یسر خادم تھے اس کی معاش کا ذریعہ یہی لوگ تھے مصاحبان سلطنت و کاتبان حکومت کی ایک جماعت تھی جن کی وہ اپنے شعر میں مدح کرتا تھا اور ان سے صلے کا خواست گار ہوتا تھا۔

سامرا سے ۲۴۹ھ میں بحرین چلا گیا۔ اور دعویٰ کیا کہ وہ علی بن محمد بن الفضل ابن حسن بن عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہے۔ ہجر میں لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ وہاں ایک بڑی جماعت نے اس کا اتباع کر لیا۔ ایک دوسری جماعت منکر رہی۔ اس کے سبب سے متبعین اور منکرین میں تعصب پیدا ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین میں جنگ ہوئی۔ کچھ مخالف مارے گئے اور کچھ موافق کام آئے۔

اہل بحرین کی علی بن محمد کی اطاعت:

جب یہ حادثہ ہوا تو وہاں سے الاحساء چلا گیا۔ اور بنی تمیم کے ایک قبیلے سے فریاد کی پھر بنی سعد سے جنہیں بنو الشماس کہا جاتا ہے انہیں میں اس کا قیام ہو گیا۔ اہل بحرین نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنی طرف سے اسے بمنزلہ پیغمبر مان لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہاں اس کے لیے خراج جمع کیا گیا اور ان کے درمیان اس کا حکم جاری ہو گیا۔ اس کے سبب سے ان لوگوں نے سلطنت کے متعلقین سے جنگ کی۔ اس نے ان کی ایک جماعت کثیر سے بدسلوکی کی جس سے وہ لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے تو وہ الہادیہ چلا گیا۔

البادیہ جانے لگا تو اہل بحرین کی ایک جماعت اس کے ہمراہ ہو گئی جن میں ایک شخص اہل الاحساء میں سے بھی تھا کہ وزن کرنے کا پیشہ کرتا تھا۔ اس کا نام یحییٰ بن محمد الارزق البحرانی تھا۔ وہ بنی دارم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ یحییٰ بن ابی ثعلب بھی ساتھ ہو گئے۔ جو تاجر اور ہجر کا باشندہ تھا۔ بنی حنظلہ کا آزاد کردہ ایک حبشی غلام بھی تھا جس کا نام سلیمان بن جامع تھا وہی اس کے لشکر کا سردار تھا۔

علی بن محمد کا البادیہ کے قبائل میں قیام:

البادیہ میں ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں منتقل ہوتا رہا خود اسی سے مذکور ہے کہ اسی زمانے میں مجھے میری آیات امامت میں سے کچھ آیات دی گئی ہیں جو لوگوں کے لیے ظاہر ہیں۔ اسی سے یہ بھی مذکور ہے کہ مجھے قرآن کی چند ایسی سورتیں دی گئی ہیں جو مجھے یاد نہ تھیں۔ وہ ایک ہی ساعت میں میری زبان پر جاری ہو گئیں۔ کہ انھیں سورتوں میں سے بحان اور الکہف اور صاد ہیں۔ اس نے کہا کہ اسی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو بچھونے پر ڈال دیا اور اس مقام کے بارے میں غور کرنے لگا جہاں کا ارادہ کروں۔ اور وہیں اپنا قیام کروں کیونکہ البادیہ نے میرے ساتھ شریک اور میں وہاں کے باشندوں کی نافرمانی سے تنگ آ گیا تھا کہ مجھ پر ایک ابرسایہ فتن ہوا اور چکنے اور گر بنے لگا۔ اس سے رعد کی آواز برابر میرے کان میں آنے لگی، اس میں مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرے کا ارادہ کر۔ میں نے اپنے اصحاب سے کہا جو میری حفاظت کر رہے تھے۔ کہ مجھے اس رعد کی آواز کے ذریعے سے جانے کا حکم ملا ہے۔

عربوں کی علی بن محمد سے بیزاری:

اسی نے بیان کیا کہ اس کے البادیہ جانے پر وہاں کے باشندوں نے اس کے متعلق یہ خیال کیا کہ وہ یحییٰ ابن عمر ابو الحسین ہے جو کوفہ کے علاقے میں قتل ہوئے تھے۔ یہ وہم دلا کہ اس نے ان کی ایک جماعت کو دھوکا دیا۔ وہاں ان کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی۔ جنہیں وہ بحرین کے ایک موضع میں لے گیا جس کا نام الروم تھا۔ ان میں آپس میں جنگ عظیم واقع ہوئی جس کا دائرہ اس پر اور اس کے اصحاب پر محدود تھا۔ اس جنگ میں اس کے اصحاب کا قتل عظیم واقع ہوا جس کی وجہ سے عرب کو اس سے نفرت ہو گئی۔ وہ اسے برا سمجھنے لگے اور اس کی صحبت سے علیحدہ ہو گئے۔

البادیہ کی علی بن محمد سے بدسلوکی:

عرب اس سے جدا ہو گئے اور البادیہ نے بھی اس سے بدسلوکی کی تو وہاں سے وہ بصرے روانہ ہو گیا اور وہاں بنی ضبیہ میں اتر۔ وہاں کی ایک جماعت اس کی مطیع ہو گئی جن میں علی بن آبان، کھلسی اور اس کے دونوں بھائی محمد اور خلیل بھی تھے۔

علی بن محمد کی بصرہ میں آمد و فرار:

بصرے میں اس کی آمد ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن رجاء انصاری وہاں حاکم شہر تھا یہ فتنہ اہل بصرہ کے قبیلہ سعدیہ اور قبیلہ ہلالیہ کے فتنے کے موافق ہو گیا۔ اس لیے ان دو فریق میں سے ایک کے متعلق یہ طمع ہوئی کہ اسے اپنی طرف مائل کر لے۔ اس نے اپنے اصحاب میں سے چار شخص بھیجے جو نکل کر مسجد عباد گئے۔ ان میں سے ایک کا نام محمد بن سلم القصاب البحرانی۔ دوسرے کا بریش القریمی۔ تیسرے کا علی الضرات اور چوتھے کا الحسین العیدانی تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے بحرین میں اس کی صحبت اٹھائی تھی۔ انہوں نے

اس کی دعوت دی مگر شہر والوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا۔ لشکر ان کی جانب لوٹا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ اور ان میں سے کسی پر کامیابی نہ ہوئی۔ وہ بصرے سے نکل کر بھاگا۔ ابن رجاہ نے اس کی تلاش کی مگر پا نہ سکا۔

اہل بصرہ کی ایک جماعت کی گرفتاری:

ابن رجاہ کو اس کی جانب اہل بصرہ کی ایک جماعت کے میلان کی خبر دی گئی تو اس نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جو لوگ قید ہوئے ان میں یحییٰ بن ابی ثعلب محمد بن الحسن الایادی حاکم الزنج کا بیٹا علی بن محمد الاکبر اس کی بیوی کے بیٹے کی ماں تھی۔ ساتھ ایک بیٹی بھی تھی کہ اسی ماں کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اور ایک حاملہ جا رہی تھی ان سب کو اس نے قید کر دیا۔

علی بن محمد کی گرفتاری و رہائی:

علوی مذکور اپنی ضرورت سے بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا اس کے ہمراہ محمد بن مسلم اور یحییٰ بن محمد اور سلیمان بن جامع اور بریش القریمی تھے۔ المیٹھے پہنچے تو الباہلین کا ایک مولیٰ عمیر بن عمار جو بطیحہ کا حاکم تھا انھیں دیکھ کر کھٹک گیا اس نے انھیں گرفتار کر لیا اور محمد بن ابی عون کے پاس لے گیا جو واسط میں حاکم تھا۔ اس نے ابن ابی عون سے کوئی حیلہ کیا یہاں تک کہ مع اپنے اصحاب کے اس کے ہاتھ سے رہا ہو کر مدینۃ السلام چلا گیا اور وہاں ایک سال مقیم رہا۔ وہاں اپنے کو احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کیا۔ وہ یہ گمان کرتا تھا کہ اس کے وہاں کے قیام کے لیے کچھ آیات ظاہر ہوئی ہیں۔ اپنے اصحاب کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص جو کچھ کرتا ہے وہ بھی جانتا ہے۔ اس نے اپنے رب سے ایک ایسی نشانی طلب کی جو حقیقت حال بتا دے۔ تو اس نے ایک تحریر دیکھی جو اس کے لیے لکھی جاتی ہے اور وہ اسے ایک دیوار پر دیکھتا ہے۔ مگر کسی شخص کو اسے لکھتے نہیں دیکھتا۔

علی بن محمد کا مدینۃ السلام میں قیام:

اس کے بعض متبعین سے مذکور ہے کہ مدینۃ السلام کے زمانہ قیام میں ایک جماعت اس کی جانب مائل ہو گئی جن میں جعفر بن محمد الصوحانی جو زید بن صوحان کی طرف منسوب تھا اور محمد بن القاسم اور یحییٰ بن عبد الرحمن بن خاقان کے دو غلام مشرق و رفیق تھے۔ اس نے مشرق کا نام حمزہ رکھا۔ کنیت ابو الفضل رکھی۔ یہ پورا سال مدینۃ السلام ہی میں گزرا۔ یہاں تک کہ محمد بن رجاہ بصرے سے معزول کر دیا گیا۔ وہاں سے نکلا تو البلالیہ والسعدیہ کے فتنے کے سرغنوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ قید خانے کھول دیئے گئے اور جو لوگ ان میں تھے انھیں آزاد کر دیا۔ اس کے اصحاب بھی رہا ہونے والوں میں رہا ہو گئے۔

علی بن محمد کی مراجعت بصرہ:

جب اسے اپنے اصحاب کی رہائی کی خبر ملی تو بصرہ روانہ ہو گیا۔ وہاں اس کی واپسی رمضان ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ اس کے ہمراہ علی بن ابان بھی تھا۔ جو اس سے جب ملا جب وہ مدینۃ السلام میں تھا اور یحییٰ بن محمد اور محمد بن مسلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن عبد الرحمن کے دونوں غلام مشرق و رفیق بھی تھے ان چھ آدمیوں کے پاس لشکر کا ایک شخص آیا کرتا تھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور اس نے اس کے بعد اپنا لقب جربان رکھا تھا۔ یہ سب لوگ چل پڑے۔ جاتے جاتے ایک محل میں اترے جو قصر القرشی کے نام سے مشہور اور نہر کے کنارے بنا تھا۔ موسیٰ بن النجم کی اولاد نے نہر کھدوائی تھی۔ عمود بن منجم کے نام سے اس کی شہرت تھی۔ اس نے یہ

ظاہر کیا کہ وہ شورے کی بیج میں الواثق کے فرزند کا وکیل ہے۔ ہمراہیوں کو تاکید کردی کہ فرزند واثق کے وکیل کے نام سے اس کو مخاطب کریں۔ آخروہیں مقیم ہو گیا۔
ریحان بن صالح سے علی بن محمد کی گفتگو:

شورجی (شورہ ساز) غلاموں کی جماعت میں ایک ریحان بن صالح بھی تھا جو پہلے مصاحبت میں رہ چکا تھا اس کا بیان ہے کہ میں نے اپنے آقا کے غلاموں پر مقرر تھا بصرے سے آٹا لے جاتا تھا اور ان میں تقسیم کر دیتا تھا حسب معمول ایک مرتبہ جاتے ہوئے میں اس (علوی) کے پاس سے گزرا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ قصر القرشی میں وہ مقیم تھا مجھے اس کے آدمیوں نے پکڑ لیا اس کے پاس لے گئے اور حکم دیا کہ میں اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ بتایا بصرے سے۔

پوچھا: ہمارے متعلق بصرے میں کوئی خبر سنی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

پوچھا: الزبئی کی کیا خبر ہے۔ میں نے کہا مجھے اس کا علم نہیں۔

پوچھا بلالیہ اور سعدیہ کی خبر؟ میں نے کہا اس سے بھی بے خبر ہوں۔

شورجی غلاموں کے حالات دریافت کئے کہ ان میں سے ہر غلام کو کتنا ستو، کس قدر آٹا، کتنی کھجوریں ملتی ہیں کتنے آزاد شورہ کا کام کرتے ہیں؟ یہ سب باتیں میں نے بنا دیں۔

علی بن محمد کی ریحان کو افسری کی پیش کش:

اس نے مجھے اپنے طریقے کی دعوت دی۔ میں نے اسے قبول کر لیا تو مجھ سے کہا کہ جن غلاموں پر تو قابو پائے انھیں بہانہ کر کے میرے پاس لے آ۔

وعدہ کیا کہ جن غلاموں کو بہانے سے اس کے پاس لاؤں گا سب کی افسری مجھ ہی کو ملے گی اور میرے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آئے گا۔

قسم دی کہ میں اس کے مقام کی کسی کو اطلاع نہ دوں۔ اور اس کے پاس واپس آ جاؤں۔ ان مراتب کے بعد راستہ کھل گیا۔ میں اس آٹے کو جو میرے ساتھ تھا منزل مقصود پر لایا۔

علی بن محمد کا علم خروج:

اس دن میں اس سے جدا رہا۔ دوسرے دن آیا تو میں نے اس طرح پایا کہ اس کے پاس یحییٰ بن عبد الرحمن کا غلام رفیق آ گیا ہے۔ جس کو اس نے اپنی کسی ضرورت سے بصرے بھیجا تھا۔ بشر بن سالم بھی تھا۔ جود باسین (شیرہ ساز) غلاموں میں سے تھا۔ ایک ریشمی پارچہ لایا تھا جس کے خریدنے کا اسے حکم ملا تھا کہ اس کا جھنڈا بنائے۔ اس پارچے میں سرخی و سبزی سے آخر تک یہ آیت لکھی۔

ان الله اشترى من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله۔ (اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جان و مال کی جنت کے عوض مول لے لیا۔ اللہ کی راہ میں یہ لڑتے ہیں) اس آیت کے بعد اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھا اور کشتی کھینے کے بانس کے سرے میں اسے لٹکا دیا۔

غلاموں کی گرفتاری:

۲۸/ رمضان شب شنبہ کو سحر کے وقت نکلا۔ قصر کے آخری حصے میں پہنچا تو شورہ سازوں میں سے ایک شخص عطار کے غلام ملے جو اپنے کام پر جا رہے تھے حکم کے مطابق سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ ان کا وکیل بھی ساتھ تھا۔ وہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سب پچاس غلام تھے۔ ان سے فارغ ہو کر اس مقام پر گیا جہاں انسانی (برگ سنا کے دو ساز) کام کرتے تھے ان میں سے پانچ سو غلام گرفتار کر لیے جن میں ایک ابو رید مشہور تھے۔ ان کے وکیل کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو انھیں کے ساتھ دست بستہ گرفتار کر لیا گیا یہ غلام ایک نہر میں تھے جو نہر مکاثر کے نام سے مشہور تھی۔

یہاں سے موضع سیرانی گیا اور وہاں سے ڈیڑھ سو غلام گرفتار کئے جن میں رزق اور ابو النضر بھی تھا۔ موضع ابن عطاء گیا اور طریق صبیح الاعسر اور راشد مغربی اور راشد قرمطی کو گرفتار کیا۔ ان کے ہمراہ اسی غلام بھی۔ موضع اسمعیل آیا جو موضع غلام سہل الطحان کے نام سے مشہور تھا۔

غلاموں سے علی بن محمد کے وعدے:

دن بھر اسی شغل میں لگا رہا۔ ہوتے ہوتے شورہ ساز غلاموں کی ایک بڑی جماعت ساتھ ہو گئی۔ اس جمعیت کو اس نے باقاعدہ بنانا چاہا۔ سب کو یک جا کر کے کھڑے ہو کر وعظ کیا۔ امید دلائی۔ وعدہ کیا کہ انھیں سردار بنائے گا مالک بنائے گا۔ بڑی سخت سخت قسمیں کھائیں کہ ان سے بدعہدی نہ کرے گا۔ ان کی امداد میں لگا رہے گا۔ اور ہر طرح کی نیکیاں ان کے ساتھ کیا کرے گا۔

علی بن محمد کی غلاموں کے مالکوں کی دھمکی:

آقاؤں کو بلا کر کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں مار دوں۔ اس لئے کہ تم ان غلاموں کے ساتھ برابر تاؤ کرتے ہو تم نے انھیں کمزور سمجھ لیا ہے۔ ان پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور ان کے ساتھ وہ برا سلوک روا رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ایسے کام پر ان کو مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ میرے اصحاب نے تم لوگوں کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے۔ اس لیے میں تم لوگوں سے کلام کرنا مناسب سمجھا۔

غلاموں کے آقاؤں کی پیش کش:

ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ سب غلام بھگوڑے ہیں۔ وہ تیرے پاس سے بھی بھاگ جائیں گے۔ نہ تیرے پاس رہیں گے۔ نہ ہمارے پاس۔ اس لیے ہم سے مال لے لے اور انھیں ہمارے لیے رہا کر دے۔

اس نے ان کے غلاموں کو بلانے کا حکم دیا وہ گروہ درگروہ لائے گئے۔ ہر جماعت اپنے آقا اور اپنے وکیل کے سامنے کھڑی کی گئی۔ انھیں اس امر پر اپنی بیویوں کی طلاق کی قسم دی کہ نہ تو کسی کو اس کا مقام بتائیں گے اور نہ اس کے اصحاب کی تعداد قسمی کے بعد سب کو رہا کر دیا۔ وہ لوگ بصرے چلے گئے ایک غلام کا نام عبداللہ عرف کریم تھا۔ اس نے جاتے جاتے نہر و جیل کو عبور کیا۔ شورہ سازوں کو ڈرایا کہ وہ اپنے غلاموں کی حفاظت کریں۔ وہاں پندرہ ہزار غلام تھے۔ علوی عصر کی نماز پڑھ کر چلا۔ و جیل پہنچ گیا بانس کی کشتیاں پائیں جو چڑھے ہوئے دریا میں داخل ہوتی تھیں۔ انھیں سامنے کیا اور ان میں سوار ہو گیا اور اس کے اصحاب بھی سوار ہو گئے۔ و جیل کو عبور کر کے نہر میمون تک پہنچ گئے وہاں اس مسجد میں اترا جو نہر میمون کے وسط بازار میں تھی وہیں ٹھہر گیا۔

علی بن محمد کا خطبہ:

روزمرہ یہی طریقہ کار رہا کہ زنجی غلام اس کے پاس عید الفطر تک جمع ہوتے رہے جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے اصحاب میں نماز عید کے لیے جمع ہونے کی منادی کرادی۔ لوگ جمع ہو گئے اس نے وہ بانس گاڑ دیا جس پر اس کا جھنڈا تھا۔ انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ عوام کی بد حالی کا رونا روا یا جس میں وہ مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بد حالی سے اس کے ذریعے سے نجات دی۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ ان کی قدر کو بلند کرے۔ انھیں غلاموں کا اور مالوں کا اور مکانات کا مالک بنائے اور انھیں بڑے بڑے درجات تک پہنچائے اس پر قسم بھی کھائی۔

خطبہ و نماز سے فارغ ہوا تو جو لوگ اس کی بات سمجھتے تھے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ عوام کو سمجھا دیں جو زنجی ہونے کی وجہ سے اسے نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے ان کا دل بھی خوش ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کاموں سے فراغت کر کے محل میں داخل ہو گیا۔ جب ایک دن گزر گیا تو اس نے نہر بور کا ارادہ کیا اس کے اصحاب کی ایک جماعت وہاں الحمیری کے پاس پہنچی جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے انھیں جنگل کی طرف نکال دیا۔ انھیں صاحب الزنج مع اپنے ہمراہیوں کے مل گیا۔ اس نے الحمیری اور اس کے ہمراہیوں سے جنگ کی وہ لوگ بھاگ کے کٹن دجلہ چلے گئے

ابو صالح زنجی کی اطاعت:

زنجی کا ایک سرہنگ ابو صالح تھا قیصر کے لقب سے اس کی شہرت تھی، تین سوزنجی اس کے ماتحت تھے وہ مطیع ہو گیا۔ علوی نے ان کو طرح طرح کی امیدیں دلائیں اور احسانات کے وعدے کیے زنجی جو اس کے پاس جمع ہوئے تھے جب ان کی تعداد کثیر ہو گئی تو اپنے سرداران پر مامور کیے اور حکم دیا کہ تم میں سے جو شخص کوئی آدمی لائے گا وہ اور وہ اسی کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا۔ کہا گیا ہے کہ اس نے بیان میں الخول کی جنگ اور اپنے القندل کی زمین شور جانے سے پہلے اپنے سردار مقرر نہیں کئے تھے۔

علی بن محمد کی جنگی تیاری:

ابن ابی عون ولایت واسط سے ولایت الابلہ اور دجلہ کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اسے اس دن کہ اپنے سردار مقرر کئے یہ خبر ملی کہ الحمیری اور عقیل اور نائب ابن ابی عون جو ابلہ میں مقیم تھا سب لوگ اس کی طرف بڑھے اور نہر طین پر اترے اس نے اپنے اصحاب کو الزمقیہ جانے کا حکم دیا جو بادآورد کے زیریں علاقے میں ہے۔ وہ لوگ وہاں نماز ظہر کے وقت پہنچے۔ نماز پڑھی اور جنگ کی تیاری کی اس دن اس کے لشکر میں صرف تین ہی تلواریں تھیں۔ ایک علی بن ابان کی اور ایک محمد بن سلم کی۔

علی بن ابان کی احمدیہ کی جانب روانگی:

ظہر و عصر کے درمیان احمدیہ کی طرف واپس جانے کے ارادے سے وہ مع اپنے اصحاب کے اٹھ کھڑا ہوا۔ علی بن ابان کو پیچھے کیا اور حکم دیا کہ جو اس کے پیچھے آئے اس سے خبردار رہے۔ خود لوگوں کے آگے روانہ ہو کر احمدیہ پہنچ گیا۔ نہر پر بیٹھ گیا اور اس کی اجازت سے سب نے پانی پیا ہمراہی بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ علی بن ابان نے اس سے کہا کہ ہم اپنے پیچھے ایک چمکدیکھ رہے تھے اور ایک جماعت کی آہٹ سن رہے تھے جو ہمارا پیچھا کر رہی تھی۔ معلوم نہیں کہ چلے گئے یا ہمارا ہی قصد کر رہے ہیں۔ اس کی

بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ جماعت پہنچ گئی اور زنجی ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے مفرح النوبی نے جس کی کنیت ابو صالح تھی اور ریحان بن صالح اور فتح حجام نے سبقت کی۔

شورہ سازوں کی ایک جماعت کا قتل:

فتح کھانا کھا ہی رہا تھا کہ شور سن کر اٹھ کھڑا ہوا سا منے جو رکابی تھی لے لی اور کھاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہی بھی آگئے۔ شورہ سازوں کا ایک شخص ملا جس کا نام بلبل تھا جب فتح نے دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا اور وہ رکابی کھینچ ماری جو اس کے ہاتھ میں تھی بلبل اپنے ہتھیار پھینک کر پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اس کے ساتھی بھی بھاگے جو چار ہزار تھے۔ وہ اپنے منہ کے بل چلے گئے اور قتل ہونا تھے وہ قتل ہو گئے بعض ان میں پیاسے مر گئے ایک جماعت گرفتار ہو گئی۔ صاحب الزنج کے پاس لائے گئے تو اس کے حکم سے ان کی گردنیں مار دی گئیں۔ سران خچروں پر لادے گئے جو شورہ سازوں سے لئے تھے جن پر شورہ ڈھویا جاتا تھا۔

صاحب الزنج کی پیش قدمی:

صاحب الزنج آگے بڑھا۔ قادیسیہ پہنچا۔ یہ مغرب کا وقت تھا گاؤں سے بنی ہاشم کے کسی آزاد کردہ غلام نے نکل کر اس کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ یہ خبر اس کے پاس آئی تو اس کے اصحاب نے درخواست کی کہ ہمیں اس گاؤں کے لینے اور اپنے ساتھی کا قاتل طلب کرنے کی اجازت دے اس نے جواب دیا کہ سر دست اس کا موقع نہیں۔ جب تک کہ ہم اس قوم کی حالت نہ معلوم کر لیں کہ اس قاتل نے جو کچھ کیا ان کی رائے سے کیا اور ان سے یہ سوال نہ کر لیں کہ اسے ہمارے حوالے کر دیں۔

صاحب الزنج اور اہل کرخ:

چلنے میں جلدی کی۔ لوگ لوٹ کر نہر میمون آ گئے۔ اسی مسجد میں قیام کیا جہاں ابتدا میں قیام کیا تھا۔ کشتوں کے سر جو اس کے ہمراہ لدے ہوئے تھے لٹکا دیئے گئے۔ ابو صالح النوبی کو اذان کا حکم دیا۔ اس نے اذان کہی اور اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ اور اس شب کو وہیں سویا۔ صبح کو چلا کر خرخ میں گزرا۔ راستہ طے کیا۔ ظہر کے وقت ایک گاؤں میں آیا کہ جی کے نام سے مشہور تھا ایک گھاٹ سے جس کا راستہ بتایا گیا تھا جیل کو عبور کیا۔ گاؤں میں داخل ہوا۔ اس کے باہر ہی قیام کیا۔ باشندوں کو بلا بھیجا۔ ان کے اور اہل کرخ کے بڑے آدمی اس کے پاس آئے انھیں اپنے اصحاب کی مہمان داری کے انتظام کا حکم دیا۔ جو کچھ اس نے چاہا انتظام کیا گیا۔ شب انہیں میں بسر کی۔

جب صبح ہوئی تو یحییٰ کے ایک شخص نے مشکی گھوڑا ہدیہ دیا۔ گھوڑا تو ملا مگر نہ زین تھی۔ نہ لگام۔ سی باندھ کر سوار ہوا اور پر کچھور کی چھال کس دی۔ ایک مقام پر پہنچا جو العباسی العتیق کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں السیب تک کے لیے ایک رہبر لیا۔ یہ ایک گاؤں کی نہر تھی۔ جو الجعفریہ کے نام سے مشہور تھا۔

یحییٰ کی گرفتاری و پیش کش:

گاؤں کے باشندے اس سے ڈر کے وہاں سے بھاگ گئے۔ علوی داخل ہو گیا۔ جعفر بن سلیمان کے گھر میں میں ٹھہرا جو سر بازار تھا۔ اس کے اصحاب بازار میں پھیل گئے اور ایک شخص کو جسے وہ پا گئے تھے اس کے پاس لائے۔ اس نے ان سے ہاشمیین کے

و کلاء کو دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ وہ لوگ الاجمہ میں ہیں اس نے ایک شخص کو بھیجا جس کا لقب جربان تھا۔ وہ ان کے رئیس کو اس کے پاس لایا جو یحییٰ بن یحییٰ عرف الزیہی الزیادین کے موالیٰ میں سے تھا۔ پھر اس نے اس سے مال مانگا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اسے قتل کا خوف ہوا تو کسی چیز کا قرار کیا جسے اس نے چھپایا تھا۔ اس نے کسی کو اس کے ہمراہ روانہ کیا جو دو سو پچاس دینار اور ایک ہزار درہم لایا۔ یہ سب سے پہلی چیز تھی جس میں اسے کامیابی ہوئی۔

مرکب واسلمہ:

و کلائے ہاشمین کے موالیٰ کو پوچھا۔ اس نے اسے تین ترکی گھوڑے بتائے ایک مشکلی۔ ایک شقرا۔ ایک ابلق اشہب۔ اس نے ان میں سے ایک ابن سلم کو دیا۔ دوسرا یحییٰ ابن محمد کو اور تیسرا یحییٰ بن عبدالرحمن کے غلام کو۔ رفیق اس خنجر پر سوار ہوتا تھا جس پر اسباب لاداجا تھا۔

ایک زنجی کو بنی ہاشم کا ایک گھر مل گیا جس میں ہتھیار تھے۔ اسے ان لوگوں نے لوٹ لیا۔ النوبی الصیغر ایک تلوار لایا۔ اسے صاحب الزنج نے لے لیا۔ اور یحییٰ بن محمد کو دے دی۔ جس سے زنجیوں کے ہاتھ میں تلواریں آگئیں۔ اور ہتھیار میسر آئے۔

پہلی فتح:

یہ رات اس نے السیب میں گزاری۔ صبح ہوئی تو یہ خبر آئی کہ رئیس اور الحمیری اور عقیل الابی السیب پہنچ گئے ہیں۔ اس نے یحییٰ بن محمد کو پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا جن میں سلیمان اور ریحان بن صالح اور ابو صالح النوبی الصیغر بھی تھے۔ انھوں نے قوم کا مقابلہ کر کے انھیں شکست دی اور ہتھیار لے لیے۔ جو اس مقام پر تھا وہ بھی بھاگ گیا۔

محمد بن یحییٰ نے واپس آ کر اس واقعہ کی خبر دی وہ اس دن ٹھہرا۔ دوسرے دن المذار کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اہل جعفریہ سے یہ عہد لیا کہ اس سے وہ قتال نہ کریں گے۔ نہ اس کے خلاف کسی کو مدد دیں گے اور نہ اس سے کچھ چھپائیں گے۔

جورمیس غلام کا قتل:

نہر سب کو عبور کر کے ایک گاؤں میں پہنچا جو قریۃ الیہود کے نام سے مشہور اور دجلے کے راستے میں واقع تھا۔ وہاں پھر رئیس کا ساتھ ہو گیا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ اس روز برابر ان سے قتال کرتا رہا۔ چند ساتھی گرفتار ہو گئے۔ ایک جماعت تیروں سے مجروح ہوئی۔ محمد بن ابی عون کا ایک غلام جو رمیس کے ہمراہ تھا قتل کر دیا گیا۔ ایک کشتی غرق ہو گئی۔ ملاح گرفتار کر لیا گیا اور اس کی گردن مار دی گئی۔

جبل الشیاطین:

وہ اس مقام سے المذار کے ارادے سے روانہ ہو کر اس نہر تک پہنچا جو بامداد کے نام سے مشہور ہے تو اس کے آگے بڑھ کر جنگل میں نکل گیا ایک باغ اور ایک ٹیلہ دیکھا کہ جبل الشیاطین کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اس پر بیٹھ گیا۔ ساتھیوں کو صحرا میں ٹھہرا دیا اور خود گرائی کرتا رہا۔

صاحب الزنج کو مصالحت کی پیش کش:

شبل سے مذکور ہے کہ میں دجلے پر اس کا مخبر تھا۔ میں نے اسے یہ خبر کہلا بھیجی کہ رمیس دجلے کے کنارے کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہے جو اس کا پیغام پہنچا دے۔ اس نے اس کے پاس علی بن ابان اور محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع کو روانہ کیا جب وہ لوگ اس

کے پاس آئے تو اس نے پیغام دیا۔

سفرائے صلح نے اس گفتگو کے بعد مراجعت کی۔ علوی کے پاس آئے۔ پیغام سنایا۔ وہ اس پر غضب ناک ہوا اور قسم کھائی کہ وہ ضرور لوٹے گا۔ رئیس کی بیوی کا شکم چاک کر ڈالے گا۔ اس کا گھر جلادے گا اور خون ریزی کرے گا۔

سفرایہ پیغام لے کر رئیس کے پاس گیا اور وہی جواب دے دیا جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا۔ رئیس نے یہ سنا تو دجلے کے بالمقابل موضع میں واپس جا کر ٹھہر گیا۔

ابراہیم بن جعفر جو ہمدانی مشہور تھا پاس آیا۔ علوی اسی وقت اس سے مل چکا تھا۔ ابراہیم اس کے پاس خطوط لایا تھا جو اس نے پڑھ لئے عشاء کی نماز پڑھ لی تو ابراہیم نے آکے کہا کہ الحمد للہ ار جانے کی رائے نہیں ہے۔
پوچھا پھر کیا رائے ہے۔

کہا۔ والہی عبادان اور میان رودان کے باشندے تیری بیعت کر چکے۔ سلیمانوں نے امامت تسلیم کر لی ہے۔ جماعت بلالیہ جو نوبتہ القندل و ابرسان میں چھوڑی تھی وہ تیرے منتظر ہیں۔

زنجیوں کا فرار:

زنجیوں نے کہ رئیس کے ترغیبی وعدے سن چکے تھے ابراہیم کی باتیں سنیں تو خوف زدہ ہو گئے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی حیلہ کیا ہو اور اس بہانے انھیں ان کے آقاؤں تک پہنچانا چاہتا ہو۔ اس خوف سے کچھ تو نکل بھاگے اور کچھ پریشانی کے ساتھ ادھر ادھر چل دیئے۔
صاحب الزنج کا غلاموں سے وعدہ:

محمد بن سلم آیا اور اسے ان کی پریشانی سے آگاہ کیا۔ ان میں سے جسے بھاگنا تھا وہ بھاگ گیا۔ اس نے اسی رات کو سب کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ مصلح کو بلایا۔ زنجی اور فراقی کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ مصلح کو حکم دیا کہ وہ انھیں یہ بتادے کہ وہ سب کو یا کسی ایک کو ان کے آقاؤں کو واپس نہ کرے گا۔ اس پر سخت سخت قسمیں کھائیں اور کہا کہ تم میں سے کچھ لوگ مجھے گھیر لیں۔ اگر مجھ سے بد عہدی محسوس ہو تو ہلاک کر ڈالیں بقیہ غلام جمع ہوئے۔ یہ الغرابیہ اور الغرماسیون اور النوبہ کے لوگ تھے جو عربی زبان اچھی طرح بولتے تھے۔ ان سے بھی اس نے اسی طرح کی قسم کھائی۔ ذمہ داری کی۔ اپنی طرف سے بھروسہ دلایا اور یہ تمبیہ کی۔

میں کسی دنیاوی غرض کے لیے نہیں نکلا۔ اللہ کے لیے غیظ و غضب کے جذبے نے باہر نکالا ہے یہ دیکھ کر کہ لوگوں کے دین میں فساد آ گیا ہے خروج کرنا پڑا۔ خبردار رہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہر جنگ میں تمہارے ساتھ بذات خود شریک ہوں گا۔ اور اپنے آپ کو تمہارے ساتھ خطرے میں ڈالوں گا۔

سب لوگ خوش ہو گئے اور اسے دعائے خیر دی۔

ابن ابی عون کا صاحب الزنج کے نام پیغام:

صبح ہوئی ایک شورہ ساز غلام کو جس کی کنیت ابو منارہ تھی حکم دیا، اس نے بگل بجایا جس کی آواز پر لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ وہ روانہ ہو کر نہر السیب آیا۔ وہاں الخمری اور رئیس اور محمد ابن ابی عون کے ایک ساتھی کو پایا۔ اس نے ایک پوشیدہ پیام کے ساتھ مشرق کو ان کے پاس بھیجا۔ وہ جواب لایا تو صاحب الزنج نہر تک گیا۔ محمد بن ابی عون کا ساتھی آیا۔ سلام کیا اور کہا کہ ہمارے صاحب کی

جزائری طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے کہ تو اس کے علاقے میں فساد کرے۔ اس کی جانب سے واسط میں تیر سے ساتھ جو کچھ احسان ہو چکا ہے وہ تو جانتا ہے۔

اس نے کہا کہ میں تم سے جنگ کرنے نہیں آیا۔ اس لیے اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ مجھے راستہ دے دیں کہ تمہارے پاس گزر جاؤں۔

عہد شکنی پر ملامت:

نہر سے دجلے کی طرف نکلا۔ دیر نہ ہونی تھی کہ لشکر اس طرح آیا کہ اہل جعفریہ بھی مسلح تھے۔ ایک شخص بڑھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جربان مشہور تھا۔ ان سے کہا کہ اے اہل جعفریہ کیا تم نہیں جانتے کہ کیا کیا سخت سخت قسمیں تم نے کھائیں تھیں کہ ہم سے نہ لڑو گے ہمارے خلاف کسی کو مدد نہ دو گے۔ اور جب ہم میں سے کوئی شخص تمہارے پاس گزرے گا تو اس کی مدد کرو گے۔ جواب میں شور و فریاد کے ساتھ آوازیں بلند ہوئیں ان لوگوں نے تیر اور پتھر مارے۔

علی بن ابان کی جعفریہ میں آمد:

وہاں ایک گاؤں تھا جس میں تقریباً تین سو لکڑیاں تھیں جو کنویں پر گرانری کے لیے لگائی جاتی ہیں۔ حسب الحکم یہ سب لکڑیاں لے لی گئیں اور ان میں سے ایک کو ایک سے جوڑ کر تختے تیار کر لیے گئے جب کام کے قابل ہو گئے تو پانی میں چھوڑ دیئے۔ جنگ آور سپاہی سوار ہو کر اس قوم سے ملے جو جعفریہ کی تھی انہی لوگوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ کنویں کی لکڑیوں کے تیر بنے سے پہلے علی بن ابان عبور کر کے آیا پھر لکڑیاں جمع کی گئیں پہلے زنجی پار گئے وہ نہر کے کنارے ہٹ گئے تھے پھر ان لوگوں میں تلوار چلائی مخلوق کثیر مقتول ہوئی۔ قیدی لائے گئے جو تہدید و تنہخ کر کے چھوڑ دیئے گئے۔ ایک شورہ ساز غلام کو کہ سالم الزغادی مشہور تھا۔ ان لوگوں کے پاس تھا بھیجا جو جعفریہ میں گھس گئے تھے کہ اس نے انہیں واپس کر دیا ہے منادی کرادی کہ خبردار۔ میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو اس گاؤں سے کچھ لوٹے یا اس کے کسی آدمی کو قید کرے گا۔ جو ایسا کرے گا تو اس کے لیے دردناک سزا جائز ہو جائے گی۔

اہل جعفریہ کے حالات کی ابن ابی عون کو آگاہی:

نہر سب کے مغربی جانب مشرقی جانب عبور کر گیا رو سائے اصحاب جمع ہو گئے گاؤں سے بقدر ایک تیر پر تاب کے بڑھا تھا کہ پیچھے سے شور کی ایک آواز سنی جو وسط نہر سے آرہی تھی پلٹ کر دیکھا کہ رمیس اور الحمیری اور ابن ابی عون کے ساتھی پاس آ گئے انھیں اہل جعفریہ کا معلوم ہو گیا زنجیوں نے اپنے آپ کو ان پر ڈال دیا۔ چار کشتیاں مع ان کے ملاحوں اور جنگ آوروں کی گرفتار کر لیں کشتیوں کو مع ان لوگوں کے جو ان میں سوار تھے نکالا۔ جنگ آوروں کو بلا کر در یافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ رمیس اور ابن ابی عون کے ساتھی نے اس وقت تک نہیں چھوڑا کہ انہیں سوار نہیں کر لیا۔ گاؤں والوں نے رمیس کو برا بھلا کہتا کیا۔ اس سے اور ابن ابی عون کے ساتھی سے بہت بڑے مال کی ذمہ داری لی و شورہ سازوں نے اپنے غلاموں کی واپسی پر ہر غلام پر اس سے پانچ دینار کا ذمہ لیا۔

اسیروں کا قتل:

نمیری اور حجام کے نام سے جو دو غلام مشہور تھے ان کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ النمری تو اب تک ان کے ہاتھ میں گرفتار ہے حجام کے متعلق اس علاقے کے باشندوں نے بیان کیا کہ وہ ان کے علاقے میں چوری اور خون ریزی کیا کرتا تھا۔ اس لیے اس کی

گردن ماردی گئی اور لاش کو نہر ابوالاسد پر لٹکا دیا گیا۔

جب اس نے حال معلوم کر لیا تو سب کی گردنیں مارنے کا حکم دیا، سوائے ایک شخص کے سب کی گردنیں ماردی گئیں یہ شخص جو بچ گیا اس کا نام محمد بن حسن البغدادی تھا اس نے قسم کھائی کہ وہ مطیع ہے نہ اس پر تلوار کھینچی ہے نہ جنگ کی ہے اسے رہا کر دیا گیا۔ سر اور نیزے خچروں پر لاد لیے۔ کشتیاں جلادی گئیں اور روانہ ہو گیا نہر فرید آیا پھر ایک نہر تک پہنچا جو الحسن بن محمد القاضی کے نام سے مشہور تھی۔ اس پر ایک پل بنا تھا جو موضح جعفریہ اور القفص کے درمیان واقع تھا۔

بنی عجل کی پیش کش و تعاون:

دیہات کے رہنے والوں میں سے بنی عجل کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اپنے آپ کو پیش کیا۔ جو پاس تھا سب اسی کی راہ میں لگا دیا۔ اس نے جزائے خیر کی وعادی ان کی مزاحمت کرنے کی ممانعت کر دی وہاں سے روانہ ہو کر ایک نہر پر آیا جو بغشا کے نام سے مشہور تھی، گاؤں لب نہر آیا تھا اس کے باہر ٹھہرا۔ یہ گاؤں دجیل کے سرواہ تھا اس کے پاس کرخ کے لوگ آئے سلام کیا۔ دعا دی اور اس کی خواہش کے مطابق میزبانی کی۔

ماندویہ یہودی اور صاحب الزنج:

ایک شخص خیبر کا یہودی آیا جس کا نام ماندویہ تھا اس کا ہاتھ چو مجدہ کیا، وہ سمجھا کہ یہ مجدہ بطور شکرانہ دیدار کے ہے، یہودی سے اس نے بہت سے مسائل دریافت کئے جن کے جواب اس نے دیئے۔ اب یہ گمان ہوا کہ یہودی کو تورات میں میرا تذکرہ ملا ہے اور وہ میری موافقت میں (مسلمانوں سے لڑنا مناسب سمجھتا ہے)

جسمانی نشانی دریافت کی کہ ایسا شخص جو اللہ کے لیے مسلمانوں پر خروج کرے گا، تورات میں اس کی جسمانی علامتیں کیا ہیں مذکور ہیں، یہودی نے وہی علامتیں بتائیں جو اس خارجی کے جسم میں تھیں، خارجی نے وہ علامتیں اپنے جسم پر دکھائیں یہودی نے پہچان لیں کہ واقعہ یہی علامتیں تورات میں مذکور ہیں، رات بھر دونوں یک جا رہے اور باتیں کیا کئے۔

صاحب الزنج کے ساتھیوں کی غارت گری:

جس دن اترتا تھا متح اپنے چھ ساتھیوں کے لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اس روز اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نبیذ سے روکتا نہ تھا۔ لشکر کی حفاظت محمد بن سلم کے سپرد کرتا تھا۔

آخر شب اہل کرخ میں سے ایک شخص آیا کہ رمیس اور المفتح اور دیہات کے رہنے والے جو متصل ہیں اور عقیل اور اہل الابلہ پاس آ گئے ہیں، ان کے ہمراہ الدبیلہ مسلح ہے الحمیری اہل فرات کی ایک جماعت کے ہمراہ ہے۔ وہ لوگ اسی شب کو نہر میمون کے پل کی طرف گئے۔ پل کو کاٹ دیا کہ عبور کو روک دیں۔ صبح ہوئی حسب الحکم زنجیوں کو پکارا گیا وہ عبور کر کے دجیل گئے خود اس نے کرخ کے آخری حصے کی طرف رخ کیا۔ نہر میمون پر آیا تو نہر کے پل کو کٹا ہوا پایا لوگوں کو نہر کے شرقی جانب اور پل کی کشتیوں کو نہر کے اندر پایا الدبیلہ کو کشتیوں میں اور دیہات والوں کو مختلف حالی کشتیوں میں اپنے ساتھیوں کو بچتے رہنے کا حکم دیا کہ آویزش کی نوبت نہ آنے پائے بچ گزر جائیں، خود لوٹا اور گاؤں سے سو ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھ گیا جب ان لوگوں نے کسی کو نہ دیکھا جو ان سے قتال کرے تو حال معلوم کرنے کے لیے ایک جماعت نکلی اس نے ایک جماعت کو حکم دیا تھا جو گاؤں میں آ کر اس طرح چھپ گئے تھے کہ سب سے

ان کی آمد پوشیدہ رہی تھی ان میں سے جو نکلا اس کے نکلنے کی جب آہٹ پائی تو حملہ کر دیا۔ بائیس آدمیوں کو قید کر لیا۔ بقیہ کی طرف دوڑے ایک جماعت کو نہر کے کنارے قتل کر دیا اس کے پاس سر اور قیدی لے کے پلٹے تو باہمی گفتگو کے بعد سب کی گردنیں مارنے اور دوسروں کے محفوظ رکھنے کا حکم دیا۔ نصف النہار تک مقیم رہا۔ وہ ان کی آوازیں سن رہا تھا کہ بات بن گئی۔

رمیس کا دجیل میں قیام:

ایک بدوی امان مانگتا ہوا آیا اس نے اس سے نہر کی گہرائی پوچھی تو اس نے کہا کہ میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں جو پایاب ہے۔ قوم اپنی پوری جماعت کے ساتھ اس سے قتال کی تیاری کر رہی ہے۔ وہ اس شخص کے ساتھ چل کے ایک مقام پر آیا جو امجدیہ سے بقدر ایک میل کے تھا وہ اپنے آگے نہر میں گھسا لوگ اس کے پیچھے گھسے اس کے ناصح نے جو اہل ملی مشہور تھا اٹھا لیا اور چوپایوں کے ذریعے سے عبور کر گیا جب نہر کی شرقی جانب پہنچا تو دوبارہ نہر میمون کی طرف پلٹ کر مسجد میں اتر گیا سر لٹکا دیئے گئے اس روز وہاں مقیم رہائیس کا پورا لشکر دجیل کے وسط میں اتر گیا انھوں نے اس موضع میں قیام کیا جو نہر برد الخیار کے مقابلے میں اقصی کے نام سے مشہور تھا کسی کو خبر رسانی کے لیے بھیجا جس نے وہاں قیام کرنے کی خبر دی اس نے اسی وقت ایک ہزار آدمی روانہ کیے جو اس مقام کی شورش زمین پر کہ اس نہر کے دہانے پر تھی ٹھہر گئے۔

علوی بصری کا رمیس کے نام پیغام:

ان سے یہ کہا کہ اس سے علوی نے کہا کہ اگر وہ لوگ تمہارے پاس مغرب کی جانب سے آئیں تو ورنہ مجھے اطلاع دو عقل کو ایک خط لکھا جس میں یاد دلایا تھا کہ اس نے باشندگان الابلہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس سے بیعت کی ہے رمیس کو لکھا جس میں اسے اپنے متعلق السیب کا اس امر کا حلف یاد دلایا کہ وہ اس سے قتال نہ کرے گا۔ اور سلطنت کی خبروں سے آگاہ کرتا رہے گا۔ یہ دونوں خط کسی کا شکار کے ساتھ اسے یہ حلف دینے کے بعد کہ وہ ان کے پاس پہنچا دے گا ان دونوں کو بھیج دیئے اور خود نہر میمون سے اس شورش میں کے ارادے سے روانہ ہو گیا جہاں اس نے اپنا مخبر تیار کیا تھا۔

قادسیہ و شیفیا کی تاراجی:

قادسیہ اور شیفیا پہنچا تو وہاں ایک شورش کی آواز سنی اور تیر باری دیکھی وہ جب روانہ ہوتا تھا تو گاؤں سے بچتا تھا اور ان میں داخل نہیں ہوتا تھا اس نے محمد بن مسلم کو حکم دیا کہ ایک جماعت کے ساتھ شیفیا جائے اور وہاں کے باشندوں سے سوال کرے کہ وہ اس کے ساتھیوں میں سے اس شخص کے قاتل کو سپرد کریں جو گزر نے کے وقت ان کے ساتھ تھا۔ ابن مسلم نے واپس آ کر اطلاع دی کہ گاؤں والوں کا ایسا گمان ہے کہ بنی ہاشم اس شخص کے محافظ و نگراں ہیں اس لیے ہم اس پر قابو نہیں رکھتے۔ علوی نے غلاموں کو آواز دی اور انہیں دونوں گاؤں لوٹ لینے کا حکم دیا۔

علوی نے غلاموں کو آواز دی کہ دونوں گاؤں لوٹ لیے جائیں۔ اس حکم کے مطابق دونوں گاؤں سے بکثرت سامان اسباب دینار درہم جواہر زیور اور سونے چاندی کے برتن لٹ گئے۔ اہل قریہ کے غلام اور عورتیں گرفتار کر لیں گئیں۔ اس سے پہلے کبھی ایسی کارروائی نہیں کی تھی۔ لوگ ایک مکان پر کھڑے ہو گئے جس میں شورش والوں کے چودہ غلام تھے جن پر دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ انھیں گرفتار کر لیا۔ ہاشمیوں کے آزاد کردہ غلام کو لائے جو اس کے ساتھی کا قاتل تھا۔ محمد بن مسلم کے حکم سے اس کی گردن ماری گئی۔

شراب نوشی کی ممانعت:

گاؤں سے عصر کے وقت نکلا اور اس شور زمین میں اترا جو برد الخیار کے نام سے مشہور ہے۔ مغرب کا وقت ہوا تو اس کے پاس چھ ساتھیوں میں سے کوئی آیا اور یہ اطلاع دی کہ اس کے ساتھی ان شرابیوں اور نبیذوں کے پینے میں مشغول ہو گئے ہیں جو انہوں نے قادیہ میں پائی ہیں۔ وہ محمد بن سلیم اور یحییٰ بن محمد کے ہمراہ ان کے پاس گیا اور انھیں آگاہ کیا کہ یہ انھیں جائز نہیں۔ اس دن اس نے نبیذ کو حرام کر دیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ ان لشکروں سے ملو گے جن سے قتال کرو گے لہذا نبیذ کا پینا اور اس کا شغل ترک کرو۔ انہوں نے اس کی یہ بات مان لی۔

علی بن ابان اور رمیس کی جنگ:

صبح ہوئی تو ایک حبشی غلام آیا جس کا نام قاقویہ تھا اس نے یہ خبر دی کہ رمیس کے ساتھ دجیل کے شرقی جانب پہنچ گئے ہیں اور دریا کے کنارے کی طرف نکلے ہیں۔ اس نے علی بن ابان کو بلا کر حکم دیا کہ زنجیوں کو لے جائے اور ان لوگوں سے جنگ کرے۔ مشرق کو بلا کر اس سے اصطرب لایا، آفتاب کا اندازہ کیا۔ اور وقت پر نظر کی اس کے بعد اس نہر کے پل پر گزرا جو برد الخیار کے نام سے مشہور ہے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ نہر کے شرقی جانب پہنچے تو لوگ علی بن ابان سے مل گئے، رمیس اور عقیل کے ساتھیوں کو انہوں نے دریا کے کنارے اور الدبیلہ میں اس طرح کشتیوں میں سوار پایا کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے انہوں نے ان پر حملہ کر کے مقتل عظیم برپا کر دیا، دجیل کی غربی جانب سے ایک آندھی آئی جس نے کشتیوں کو اٹھا کر کنارے کے قریب کر دیا زنجی دوڑے کشتیوں میں جسے پایا قتل کر دیا۔ رمیس اور اس کے ساتھی نہر الدیر کی جانب بھاگے جو قاشی کے راستے میں تھی اپنی کشتیوں کو اس طرح بے حرکت چھوڑ دیا کہ وہ گمان ہو کہ وہ مقیم ہے، عقیل اور ابن ابی عون کا ساتھی اس طرح دجلے کی جانب بھاگ رہے تھے کہ کسی طرف رخ نہ کرتے تھے۔

قاقویہ کی کارگزاری:

صاحب الزنج نے الدبیلہ کی کشتیوں میں جو کچھ تھا اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ قاقویہ ان کے اندر اترا کہ تلاش کرے۔ الدبیلہ کے ایک آدمی کو پایا جسے حیلے سے نکالنا چاہا مگر اس نے انکار کیا۔ آلہ جارحہ (سر نائے) ساتھ تھا۔ جس سے اس کی کلائی پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ ایک رگ کٹ گئی۔ دوسرا وار پاؤں پر کیا اور ایک ہتھکاٹ دیا۔ قاقویہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ گر پڑا اس کے بال پکڑ لیے سر کاٹ لیا اور صاحب الزنج کے پاس لایا جس نے چند دینار انعام کے ساتھ یحییٰ بن محمد کو حکم دیا کہ اسے سوزنجیوں پر سردار بنادے۔

صاحب الزنج ایک گاؤں کی طرف چلا گیا جو لمہلسی کے نام سے مشہور تھا ان کے مقابل تھا زنجی جنہوں نے عقیل اور ابن ابی عون کے نائب کا تعاقب کیا تھا واپس آ گئے۔

ملاحوں کی گرفتاری:

اس نے ایک کشتی کو گرفتار کیا جس میں دو ملاح تھے۔ حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کا تعاقب کیا تو انہوں نے اپنے آپ کو کنارے کی طرف ڈال دیا اور اس کشتی کو چھوڑ دیا تو ہم اسے لے آئے۔ اس نے ان دونوں ملاحوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ عقیل نے ان دونوں کو زبردستی اپنی فرماں برداری پر مجبور کیا اور اطاعت کے یہ غمال کے طور پر ان کی عورتوں کو قید

کر لیا۔ تمام ملاحوں کے ساتھ جو اس کے مطیع بنے تھے یہی روش رکھی۔
ریمس کی کشتیوں کی تباہی:

اس نے دونوں سے اہل الدیلا کے آنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا کہ عقیل نے ان سے مال کا وعدہ کیا تو وہ اس کے ساتھ ہو گئے ان کشتیوں کے متعلق دریافت کیا جو قش میں کھڑی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ریمس کی کشتیاں ہیں اور وہ انہیں چھوڑ گیا ہے اور دن چڑھتے ہی بھاگ گیا ہے۔
المہلبیہ کی تاراجی:

یہ سن کے وہ لوہا ان کشتیوں کے مقابل ہوا تو زنجیوں کو حکم دیا وہ پانی میں اتر گئے اور پاس لے آئے جو کچھ اس میں تھا ان سے لٹوا لیا اور کشتیاں جلا دی گئیں المہلبیہ گاؤں میں گیا جس کا نام تخت تھا اس کے قریب اتر گیا اور اس کے لوٹ لینے اور جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوٹ لیا اور جلا دیا گیا۔ نہر المادیان پر روانہ ہوا وہاں اسے نخلستان ملے جنہیں جلا دینے کا حکم دیا۔
 اس علاقے میں صاحب الزنج اور اس کے ساتھیوں کے فساد کے متعلق اور امور بھی تھے جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا کیونکہ وہ بڑے نہ تھے اگرچہ اس کے تمام امور بڑے ہی تھے۔

زنجیوں کا ابو ہلال پر حملہ:

بڑی جنگوں میں سے وہ جنگ تھی جو بازار الریان میں ترکوں میں سے اس شخص کے ساتھ ہوئی جس کی کنیت ابو ہلال تھی اس کے سرداروں میں سے ایک سردار سے جو ریحان کہلاتا تھا۔ مذکور ہے کہ یہ ترک اس بازار میں ان لوگوں کے پاس اس طرح پہنچا کہ اس کے ہمراہ تقریباً چار ہزار آدمی یا اس سے زائد تھے۔ مقدمے میں جو جماعت تھی جن کے پاس جھنڈے اور طبل تھے۔ زنجیوں نے ان پر ایک بہادرانہ حملہ کیا، کسی نے جھنڈے والے کو گرا دیا اور ان دو لکڑیوں سے اسے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھیں، اسے پچھاڑ دیا اور وہ جماعت بھاگی۔ زنجی ٹوٹ پڑے ابو ہلال کے ساتھیوں میں سے تقریباً پندرہ سو آدمی قتل کر دیئے۔ بعض نے ابو ہلال کا تعاقب کیا مگر اسے پانہ سا کیونکہ وہ گھوڑے کی نگلی پیٹھ پر تھا۔ ان کے اور شکست پانے والوں کے درمیان تاریکی شب حائل ہو گئی صبح ہوئی تو اس نے تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔ اس جنگ کے بعد افواج خلافت کے ساتھ اس کی دوسری لڑائیاں بھی ہوئیں سب میں اسی کی فتح رہی۔
قاصد سیران بن عفو اللہ کی گرفتاری:

اس معاملے کی ابتدا جیسا کہ صاحب الزنج کے ایک قائد ریحان کی زبانی مذکور ہے یہ ہے کہ اس سال کی جس کا ہم نے ذکر کیا کسی رات کو ان دروازوں میں جو عمرو بن مسعدہ کے نام سے منسوب تھے کتے کی آواز آئی۔ دریافت کا حکم دیا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ ایک شخص پھر پھر آکر آیا اور بتایا کہ مجھے تو کچھ نظر نہ آیا۔ کتے کی آواز پھر آئی۔ ریحان کا بیان ہے کہ اب اس نے مجھے بلایا کہ اس بھونکنے والے کتے کے مقام پر تو جا۔ وہ ضرور کسی آدمی کو دیکھ کر بھونکتا ہے میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ پل پر ہے اور میں نے کچھ نہ دیکھا۔ میں بلند ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص وہاں کی سیڑھیوں میں بیٹھا ہے میں نے اس سے بات کی جب اس نے مجھے ”سنا کہ میں عربی بولتا ہوں تو کہا کہ میں سیران بن عفو اللہ ہوں تمہارے سردار کے پاس اس کی بصرے کی جماعت کے خطوط لایا ہوں۔
 یہ سیران ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے بصرے کے زمانہ قیام میں صاحب الزنج کی صحبت اٹھائی تھی۔

قاصد کا غنیم کی جنگی تیاریوں کا انکشاف:

میں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے پاس لے گیا اس نے وہ خطوط پڑھے الزنبی اور ان چند شخصوں کو دریافت کیا جو اس کے ساتھ تھے۔ اس نے کہا کہ الزنبی نے تیرے لیے الخول اور المظموہ اور البلالیہ اور السعدیہ کو تیار کیا ہے وہ لوگ مخلوق کثیر ہیں۔ اور وہ تیرے مقابلے کے لیے ان کے ساتھ بیان میں ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ اپنی آواز آہستہ کرتا کہ غلام تیری خبر سے ڈرنے جائیں۔ دریافت کیا کہ کون شخص اس لشکر کی سرداری کرے گا؟ اس نے جواب دیا۔ ایک شخص جو ابو منصور کے نام سے مشہور ہے نام زد کیا گیا ہے۔ اور وہ ہاشمیوں کا آزاد کردہ غلام ہے۔ پوچھا: کیا تو نے ان کی جماعت دیکھی ہے اس نے کہا ہاں اور ان لوگوں نے ان کے باندھنے کے لیے جن پر وہ فتح پائیں گے رسیاں تیار کی ہیں۔ پھر اس نے اس مقام پر واپس جانے کو کہا۔

صاحب الزنج کی روانگی:

سیران علی بن ابان اور محمد بن مسلم اور یحییٰ بن محمد کے پاس واپس آیا ان سے باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی۔ اس کے بعد صاحب الزنج روانہ ہوا یہاں تک کہ اس نے ان لوگوں کو معلوم کر لیا۔ جب وہ تر سے کے کچھے حصے اور برسونا اور بیان کی سند ادا تک پہنچا تو ایک جماعت اس کے سامنے آ گئی جو اس سے قتال کا ارادہ رکھتی تھی اس نے علی بن ابان کو حکم دیا وہ ان کے پاس آیا اور انھیں شکست دی ان کے ہمراہ سوزنجی تھے ان سب کو گرفتار کر لیا۔

ریحان نے بیان کیا کہ میں نے خود سنا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ تم لوگ دیکھتے ہو یہ تم لوگوں کے معاملے کے مکمل ہونے کی علامات میں سے ہے کہ وہ لوگ اپنے غلاموں کو لاتے ہیں اور تمہارے سپرد کر جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری تعداد کو بڑھاتا ہے اس کے بعد وہ روانہ ہو کر بیان تک پہنچ گیا، مجھے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو الحجراں قافلے اور لشکر کی تلاش میں روانہ کیا جو بیان کی غربی جانب النخل کے کنارے تھا ہم لوگ روانہ ہو گئے وہاں انیس سو کشتیاں پائیں اور ان کے ساتھ مجاہدین کی ایک جماعت کو جنھوں نے کشتیوں کو روک لیا ہے جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو کشتیوں کو چھوڑ دیا اور سلبان عرایا کو عبور کر کے جو بک کی طرف چلے گئے۔ ہم نے کشتیوں کو چلایا اور اس کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے فرش کرنے کا حکم دیا جو اس کے لیے ایک بلند جگہ پر بچھا دیا گیا اور وہ بیٹھ گیا۔

حجاج کی گرفتاری:

کشتیوں میں ایک جماعت حجاج کی تھی جو بصرے کے راستے پر جانا چاہتے تھے وہ بقیہ دن سے غروب آفتاب تک ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ لوگ اس کی ہر بات میں تصدیق کرتے رہے۔ اور یہ کہنے لگے کہ اگر ہمارے پاس زائد نفقہ ہوتا تو ہم لوگ ضرور تیرے ساتھ قیام کرتے اس نے انھیں ان کی کشتیوں میں واپس کر دیا، جب صبح ہوئی تو انھیں کشتیوں سے نکالا اور قسم دی کہ کسی کو اس کے ہمراہیوں کی تعداد نہ بتائیں گے اور اس کی حالت کو ان لوگوں سے کم کر کے بتائیں گے جو ان سے اس کے بارے میں دریافت کرے گا۔

حجاج کی رہائی:

ان لوگوں نے اپنے ساتھ کا ایک فرش اس کے روبرو پیش کیا، چنانچہ اس نے اسے اپنے ساتھ کے فرش سے بدل دیا اور انھیں

اس امر پر قسم دی کہ ان کے ہمراہ کوئی سرکاری مال نہیں ہے اور نہ تجارت کا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ شاہی ملازمین میں سے ایک آدمی ہے اس نے اس کے حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ حاضر کیا گیا اس نے قسم کھائی کہ وہ شاہی ملازمین میں سے نہیں ہے، وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ساتھ جوتے ہیں کہ اس نے انھیں بصرہ لے جانے کا ارادہ کیا ہے وہ کشتی والا بلایا گیا جس کشتی میں یہ شخص پایا گیا تھا اس نے اس کے لئے قسم کھائی کہ وہ بے شک (جوتے) کا تاجر ہے اس لیے اس نے اسے سوار کر لیا ہے۔ اس نے اسے چھوڑ دیا اور حجاج کو بھی رہا کر دیا وہ سب چلے گئے۔

حسین الصید ثانی سے جواب طلبی:

باشندگان سلیمانان بیان کے راستے پر اس علوی کے روبرو نہر کی شرقی جانب چل رہے تھے۔ اس کے ساتھیوں نے ان سے بات کی انھی میں حسین الصید ثانی بھی تھا۔ جو بصرے میں اس کے ساتھ رہا تھا، وہ ان چار اشخاص میں سے ایک تھا، جو مسجد عیاد میں ظاہر ہوئے تھے۔ وہ شخص اس دن اس سے مل گیا۔ اس نے تعجب سے پوچھا کہ اس وقت تک تو نے کیوں دیر کی؟ صید ثانی نے معذرت کی کہ میں پوشیدہ تھا، جب یہ لشکر نکلا تو اسی کے غول میں داخل ہو گیا۔

صاحب الزنج اور صید ثانی کی گفتگو:

کہا! مجھے اس لشکر کا حال بتا کہ کون لوگ ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں؟ اس نے کہا کہ میرے سامنے غلاموں میں سے بارہ سو مجاہد نکلے اور زنجی کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار اور بلالیہ اور سعدیہ میں سے تقریباً دو ہزار اور سواروں میں سے دو سوار جب یہ لوگ الابلہ پہنچے تو ان کے اور وہاں کے باشندوں کے درمیان اختلاف ہو گیا، ایک نے دوسرے پر لعنت کی، غلاموں نے محمد ابی عون کو گالیاں دیں، میں نے عثمان کے کنارے پر انھیں پیچھے چھوڑا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ کل صبح کو تیرے پاس پہنچیں گے۔

کہا۔ جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ان کا کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: ان کا ارادہ سندادان بیان سے سواروں کو داخل کرنے کا ہے، ان کے پیادے نہر کے دونوں کناروں سے تیرے پاس آئیں گے۔

فتح حجام کی پیش قدمی:

جب صبح ہوئی تو اس نے مخبر روانہ کیا کہ حال معلوم کرے، وہ مخبر بوڑھا، کمزور اور معذور منتخب کیا کہ اس سے مزاحمت نہ کی جائے، مخبر اس کے پاس واپس نہ آیا، پھر جب اس نے دیر کی تو فتح حجام کو تین سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور یحییٰ بن محمد کو سندادان بھیج کر حکم دیا کہ وہ بیان کے بازار میں نکلے، فتح اس کے پاس آیا اور خبر دی کہ قوم بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس کی طرف آرہی ہے، انھوں نے نہر کے دونوں جانب کا راستہ اختیار کیا ہے، اس نے سیلاب کو پوچھا تو کہا گیا کہ اب تک نہیں آیا، پھر کہا کہ ان کے سوار اب تک داخل نہیں ہوئے۔

فتح حجام کا قتل:

محمد بن مسلم اور علی بن ابان کو اس نے حکم دیا کہ وہ دونوں ان لوگوں کے لیے کھجور کے باغ میں بیٹھیں اور وہ خود ایک پہاڑ پر بیٹھ گیا، کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ جھنڈے اور آدمی نظر آئے، لوگ اس زمین تک آگئے جو ابو العلاء النخعی کے نام سے مشہور ہے جو دبیران کا کنارہ ہے، اس نے زنجیوں کو حکم دیا، انھوں نے تکبیر کہی پھر ان پر حملہ کر دیا، وہ دبیران میں ان کے پاس پہنچ گئے، اس کے بعد غلاموں

نے حملہ کیا جن کے آگے ابو العباس بن ایمن عرف ابو الکلباش اور بشیر قیسی تھے، پھر زنجی واپس ہو کر اس پہاڑ پر پہنچ گئے، پلٹ پڑے اور سامنے جم گئے۔ ابو الکلباش نے فتح حجام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اور ایک غلام کو پا گیا جس کا نام دینار تھا اسے بھی چند ضربیں ماریں، زنجیوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بیان کے کنارے ان کے پاس پہنچ گئے، انھیں تلواروں پر لے لیا۔

بشیر قیسی اور ابو الکلباش کا قتل:

ریحان نے کہا کہ میں محمد بن مسلم کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس نے ابو الکلباش کو مارا، اس نے اپنے آپ کو زمین میں ڈال دیا، ایک زنجی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کا سر کاٹ لیا، لیکن علی بن ابان ابو الکلباش اور بشیر قیسی کے قتل کا دعویٰ کرتا تھا کہ سب سے پہلے جس نے میرا مقابلہ کیا وہ بشیر قیسی تھا۔ اس نے مجھے مارا اور میں نے اسے مارا، مگر اس کی ضرب میری ڈھال پر پڑی اور میری ضرب اس کے سینے اور پیٹ میں پڑی۔ میں نے اس کے سینے کی پیلیوں کو بچ دیا اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا، وہ گر پڑا میں نے اس کا سر کاٹ لیا، ابو الکلباش نے میرا مقابلہ کیا، ہم میں آویزش ہو رہی تھی کہ ایک زنجی پیچھے سے اس کے پاس آیا، اس نے اپنے ہاتھ کی لاٹھی سے اس کی دونوں پنڈلیوں پر ایسا مارا کہ دونوں ٹوٹ گئیں، وہ گر پڑا، میں اس کے پاس آیا، کوئی روک نہ تھی، میں نے اسے قتل کر کے سر کاٹ لیا اور دونوں سروں کو صاحب الزنج کے پاس لایا، محمد بن الحسن بن سہل نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج سے سنا کہ اس کے پاس علی ابو الکلباش اور بشیر قیسی کے سر لایا، میں ان دونوں کو پہچانتا نہیں تھا، یہ دونوں آگے آگے تھے میں نے ان کو قتل کر دیا، یہ حالت دیکھی تو سب ہمارے ہی بھاگ گئے۔

ریحان سے مذکور ہے کہ لوگ بھاگے اور ہر طرف جانے لگے اور زنجیوں نے نہر بیان تک ان کا تعاقب کیا، نہر کا پانی اتر گیا تھا، جب وہاں پہنچے تو کچھڑ میں دھنس گئے جس کے باعث ان میں سے اکثر قتل ہوئے۔ زنجی اپنے ساتھی دینار کے پاس سے گزرنے لگے جسے ابو الکلباش نے مارا تھا اور وہ زخمی پڑا ہوا تھا، وہ لوگ اسے غلاموں میں سے سمجھتے تھے اور اسے ہنسیوں سے مار رہے تھے، یہاں تک کہ وہ ادھ موا ہو گیا، ایک شخص اس کے پاس سے گزرا جو اسے پہچانتا تھا، وہ اسے صاحب الزنج کے پاس اٹھالے گیا جس نے اس کے زخموں کے علاج کا حکم دیا۔

حسین الصید نانی کا قتل:

ریحان کا بیان ہے کہ وہ قوم نہر بیان کے دہانے پر پہنچی، جسے ڈوبنا تھا وہ ڈوب گیا وہ کشتیاں پکڑ لی گئیں جن میں گھوڑے تھے کہ یکا یک ایک شخص کشتی سے اشارہ کرتا ہوا نظر آیا، ہم لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ نہر شریکان کے اندر جاؤ۔ کیونکہ وہاں ان کا پوشیدہ لشکر ہے، یحییٰ بن محمد اور علی بن ابان داخل ہوئے، یحییٰ نے نہر کا غربی کنارہ اختیار کیا اور علی بن ابان اس کے شرقی کنارے سے روانہ ہوا، کیا دیکھا کہ قریب ایک ہزار کے مغربی لشکر پوشیدہ ہے اور ان کے ساتھ حسین الصید نانی قید ہے، جب ان لوگوں نے ہمیں دیکھا تو حسین پر حملہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

جنگ نہر بیان:

پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نیزے دراز کر دیئے، ظہر تک قتال کرتے رہے پھر زنجی ان پر ٹوٹ پڑے، سب کو قتل کر دیا ان کے ہتھیار جمع کر لیے اور اپنے لشکر واپس آ گئے، اپنے سردار کو بیان کے کنارے بیٹھا پایا، اور اس کے پاس کچھ اوپر تیس جھنڈے

لائے گئے تھے اور تقریباً ایک ہزار سرجن میں بہادر غلاموں کے اور بڑے بڑے شجاعوں کے سربھی تھے، کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اس کے پاس اس دن کے بہادر کو لائے میں نے اسے نہیں پہچانا، پھر یحییٰ آیا کہ وہ بہادر اس کے سامنے تھا، اس نے اسے پہچان کے مجھ سے کہا کہ یہ غلاموں کا بہادر ہے، کیوں تو نے اسے باقی رکھا ہے آخر اس کی گردن مار دی گئی۔

ابن ابی عون کا پیغام:

صاحب الزنج نے اس دن اور اس رات قیام کیا، جب صبح ہوئی تو اس نے منجر کو دجلے کے کنارے روانہ کیا جس نے آ کے خبر دی کہ دجلے میں دو کشتیاں ہیں جو جزیرے سے ملی ہوئی ہیں، جزیرہ اس وقت قندل کے دھانے پر تھا، اس نے منجر کو عصر کے بعد واپس کیا تا کہ حال معلوم کرے جب مغرب کا وقت ہوا تو اس کے پاس ابو العباس آیا جو اس کے بیٹے کا بڑا ماموں تھا، ہمراہ لشکر کا ایک آدمی تھا جس کا نام عمران تھا اور وہ اسی ابو العباس کی ماں کا شوہر تھا، اس کے ساتھیوں نے ان دونوں کے لیے صف باندھ لی اور دونوں کو بلایا، عمران نے اسے ابن ابی عون کا پیغام پہنچا دیا اور درخواست کی کہ وہ بیان کو عبور کر جائے تاکہ اس کے علاقے سے جدا ہو جائے، اسے یہ بتایا کہ اس نے اس کے راستے سے تکلیف دور کر دی ہے، ان کشتیوں کے پکڑنے کا حکم دیا جو جی سے بیان کو گزرتی ہیں، اس کے ساتھی الحجر گئے۔

ابو دلف کی کارگزاری:

سلبان میں دو سو کشتیاں پائیں جن میں چند پیانہ آٹا تھا سب کشتیاں پکڑ لیں گئیں، ان میں کپڑے پائے گئے، دس زنجی بھی تھے، اس نے لوگوں کو کشتیوں میں ہونے کا حکم دیا، مغرب کے وقت جب مد (پانی کا چڑھاؤ) آیا تو اس نے عبور کیا، ساتھیوں نے دہانہ قندل کے مقابل عبور کیا، ہوا تیز ہو گئی، ابو دلف چھوٹ گیا، اس کے ساتھ وہ کشتیاں تھیں جن میں آٹا تھا، جب صبح ہوئی تو ابو دلف اس کے پاس پہنچا، اور بتایا کہ ہوا اسے عمران کے خاروں کی طرف لے گئی تھی، گاؤں والے مع ہمراہیوں کے گرفتار کرنا چاہتے تھے مگر دفع ہو گئے، پچاس زنجی آ گئے، پاس پہنچنے پر وہ دوزانو ہو کے قندل میں داخل ہوا، پھر معلیٰ میں ایوب کے گاؤں میں اتر گیا، ساتھی دبا تک پھیل گئے، وہاں انھوں نے تین سوزنجی پائے جن کو پکڑ لائے، انھوں نے معلیٰ بن ایوب کے وکیل کو بھی پایا، وکیل سے مال طلب کیا تو اس نے کہا کہ میں برستان تک عبور کروں تو تیرے پاس مال لاؤں اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا، پھر واپس نہیں آیا، دیر ہوئی تو حسب الحکم وہ گاؤں لوٹ لیا گیا۔

صاحب الزنج کی منذران میں غارت گری:

ریحان سے مذکور ہے کہ میں نے صاحب الزنج کو دیکھا کہ وہ ہمارے ساتھ اس دن لوٹ رہا تھا میرا ہاتھ اور اس کا ہاتھ ایک سیسے ہوئے اونٹنی جے پر پڑ گیا تھا، اس کا کچھ حصہ اس کے ہاتھ میں چلا گیا اور کچھ میرے ہاتھ میں، وہ مجھے کھینچنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اسے اس کے لیے چھوڑ دیا، اس کے بعد وہ روانہ ہو کے نہر کی غربی جانب قندل کے کنارے زمینی کے اسلحہ خانے تک پہنچ گیا، وہ جماعت اس کے مقابلے پر جم گئی جو اس اسلحہ خانے میں تھی، وہ لوگ سمجھتے تھے کہ مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں مگر عاجز آ گئے، دو سو کے قریب تھے، سب کے سب مار ڈالے گئے، وہ رات کو محل میں سویا صبح کو مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت قندل کی زمین شور کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے نہر کے دونوں کنارے اختیار کر لیے، منذران پہنچے تو گاؤں میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا، یہاں زنجیوں کی ایک جماعت پائی، وہ انھیں اس کے پاس لے آئے، اس نے سب کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا۔

محمد بن المریدی اور صاحب الزنج کی گفتگو:

قتل کے پچھلے حصے میں گیا اور کشتیوں کو اس نہر میں ڈالا جو الحسنی کے نام سے مشہور ہے اور نہر صالحی سے مل جاتی ہے۔ کسی ساتھی سے مذکور ہے کہ اسی جگہ لوگ سردار بنائے گئے تھے اس سے اس نے انکار کیا کہ اس سے قبل سردار بنائے گئے ہوں، اس کے ساتھی نہروں میں منتشر ہو گئے، دبا کے چوراہے پر پہنچے تو ایک شخص کو پایا، جو ساحل بصرہ کے کھجور والوں میں سے تھا۔ محمد بن جعفر المریدی نام تھا، وہ اسے اس کے پاس لے آئے، اس نے اسے سلام کیا اور اسے پہچان لیا۔ بلالیہ کو پوچھا اس نے کہا کہ میں انھیں کا پیام لے کر تیرے پاس آیا ہوں کہ زنجی مل گئے اور وہ مجھے تیرے پاس لے آئے، وہ لوگ تجھ سے شرائط دریافت کرتے ہیں، جب وہ شرائط تو انھیں بتادے گا تو وہ تیری بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، اس نے اسے وہ شرائط سنا دیئے اور ان کا سر پرست بننے کی ذمہ داری کر لی، اس کے بعد اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ایک شخص کو روانہ کیا، وہ وہاں سے واپس آ گیا تھا، چار دن تک اس کے انتظار میں ٹھہرا رہا مگر وہ نہیں آیا، پانچویں دن روانہ ہوا، اس نے وہ کشتیاں چھوڑ دی تھیں جو اس کے ساتھ نہر میں تھیں، خشکی کے راستے کو اختیار کیا جو نہر داوردانی اور نہر حسنی اور نہر صالحی کے درمیان تھا۔

عنترہ اور محمد بن مسلم کی گفتگو:

ایک لشکر کو نہر امیر کی جانب سے سامنے آتے دیکھا جس میں تقریباً چھ سو سوار تھے، اس کے ساتھی تیزی سے نہر داوردانی کی طرف چلے گئے، لشکر غریبی جانب تھا، ان سے ان لوگوں نے طویل گفتگو کی، معلوم ہوا وہ اعراب کی ایک جماعت تھی جس میں عنترہ بن جتنا و شمال بھی تھا، اس نے محمد بن مسلم کو ان کے پاس بھیجا، جس نے شمال اور عنترہ سے گفتگو کی، ان دونوں نے صاحب الزنج کو دریافت کیا تو اس نے کہا وہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا ہم ان سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

وہ ان کے پاس آیا اور اسے ان دونوں کی گفتگو کی اطلاع دے کے کہا کہ اگر تو ان دونوں سے گفتگو کر لے تو مناسب ہے۔ اس نے اسے جھڑک دیا کہ یہ مکاری ہے، زنجیوں کو قتل کا حکم دیا، انھوں نے نہر کو عبور کیا تو اس لشکر نے رخ پھیر لیا اور سیاہ جھنڈا بلند کیا اور سلیمان برادر زینی ان کے ساتھ تھا صاحب الزنج کے ساتھی لوٹ آئے اور وہ جماعت بھی واپس ہو گئی اس نے محمد بن مسلم سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ ان لوگوں کا ارادہ صرف ہمیں دھوکا دینا ہے۔

شورہ ساز غلاموں کی گرفتاری:

دبا کو کوچ کیا، اس کے ساتھی نخلستان میں منتشر ہو گئے، بھیڑ اور گائے لائے اور ذبح کرنے اور کھانے لگے، اس رات کو وہی رہا، جب صبح ہوئی تو روانہ ہو کر الارنج میں داخل ہوا جو المطہری مشہور ہے یہ وہ الارنج ہے جو نہر امیر کو جاتا ہے جو فیاض کے دونوں جانب سے اس کے مقابل ہے، وہاں انھوں نے شہاب بن علاء العنبری کو پایا، اس کے ساتھ غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی، ان لوگوں نے جنگ کی، شہاب کو مع اپنی ہمراہی جماعت کے شکست ہوئی، شہاب فیاض چلا گیا وہاں صاحب الزنج کے ساتھیوں نے چھ سو شورہ ساز غلام پائے، انھیں گرفتار کر لیا، محافظوں کو قتل کر دیا اور ان کو اس کے پاس لے آئے۔

صاحب الزنج کی ہدایات:

وہ روانہ ہو کے قصر جو ہری پہنچ گیا جو زمین شور برآ مکہ پر ہے، اس رات کو وہیں رہا، جب صبح ہوئی تو اس زمین شور پر پہنچا جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے، وہاں ٹھہر کے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور انھیں یہ ہدایت کی کہ

جب تک میں حکم نہ دوں بصرے جانے کی جلدی نہ کریں اس کے ساتھی لوٹنے کے لیے منتشر ہو گئے وہ رات اس نے وہیں بسر کی۔
زنجیوں کا ہتھیاروں کا مطالبہ:

بیان کیا گیا ہے صاحب الزنج اس زمین شور سے جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرنے کے بعد بصرے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جب نہر ریاح کے سامنے آیا تو اس کے پاس زنجیوں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے اسے بتایا کہ نہر ریاح میں تلوار دیکھی ہے، ہنوز تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ لوگ ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے، پھر اس نے علی بن ابان کو وہاں جانے کا حکم دیا، وہ جماعت نہر دینار کے شرقی جانب تھی اس نے تقریباً تین ہزار جماعت کے ساتھ عبور کیا صاحب الزنج نے ساتھیوں کو اپنے پاس جمع کیا اور علی سے کہا کہ اگر تجھے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہو تو مجھ سے مدد مانگنا، وہ جب روانہ ہوا تو اس حرکت کی وجہ سے جو زنجیوں نے اس سمت کے خلاف سے دیکھی، جدھر علی روانہ ہوا تھا چلائے کہ ”ہتھیار ہتھیار“ واقعہ دریافت کیا تو خبر دی گئی کہ اس کے پاس ایک جماعت اس گاؤں کی طرف سے آئی ہے جو نہر حرب جعفریہ کے راستے میں ہے اس نے محمد بن مسلم کو اس جانب روانہ کیا،
معرکہ نہر حرب:

ریحان سے مذکور ہے کہ میں بھی ان لوگوں سے تھا جو محمد کے ساتھ روانہ ہوئے تھے یہ ظہر کا وقت تھا، ہم اس قوم کے پاس جعفریہ میں پہنچ گئے ہمارے اور ان کے درمیان عصر کے آخر وقت تک جنگ جاری رہی، زنجیوں نے ان پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ انھوں نے شکست کھا کر پشت پھیر لی، لشکر اور اعراب اور بصرے کے قبیلہ بلالیہ اور سعدیہ کے پانچ سو آدمی مقتول ہوئے، فتح غلام ابی شیبہ بھی اس دن ان کے ساتھ تھا، وہ بھی پشت پھیر کر بھاگا، فیروز کبیر نے اس کا تعاقب کیا، جب اس نے دیکھا کہ اس کی جستجو میں کوشاں ہے تو خود جو سر پر تھا پھینک مارا، اس نے اسے اپنی ڈھال کھینچ ماری، اس نے لوہے کی زرہ کھینچ ماری جو اس کے جسم پر تھی اور نہر حرب میں اس کے پاس پہنچ گیا، فتح نے اپنے آپ کو اس نہر میں ڈال دیا، پھر بھاگ گیا، فیروز واپس آیا، اس کے پاس وہ سب ہتھیار تھے، جو فتح نے ڈال دیئے تھے یہ سب صاحب الزنج کے پاس لے آیا۔

شبل کا بیان ہے کہ ہم نے سنا اسی دن فتح کو نہر حرب پر فتح ہوئی تھی، میں نے یہ بات الفضل ابن عدی الدارمی سے بیان کی تو اس نے کہا کہ میں اس دن سعدیہ کے ساتھ تھا، فتح پر لوہے کی زرہ نہ تھی، صرف زرد رنگ کی ایک ریشمی صدری تھی، اس نے اس دن اتنا قتال کیا کہ کوئی شخص اس سے قتال کرنے والا نہ رہا نہر حرب پر آیا اور اس پر سے کود کے غربی جانب پہنچ گیا، فیروز کا حال نہ معلوم ہوا۔
ابو الیث محمد بن عبد اللہ کی گرفتاری:

ریحان نے کہا کہ میں فیروز سے اس کے صاحب الزنج کے پاس پہنچنے سے پہلے ملا تو اس نے مجھ سے اپنا اور فتح کا قصہ بیان کیا اور مجھے ہتھیار دکھائے، لوگ چھپنے ہوئے مال لینے کو بڑھے، میں نے نہر دینار کا راستہ اختیار کیا، ایک شخص ایک کھجور کے درخت کے نیچے ملا جو ریشمی ٹوپی، سرخ موزے اور عبا پہنے تھا، میں نے اسے گرفتار کر لیا، اس نے مجھے اپنے پاس کے خطوط دکھائے، کہ یہ اہل بصرہ کے خطوط ہیں، میں نے عمامہ اس کی گردن میں ڈال دیا اور کھینچ لایا، اسے اس کا حال بتا دیا، نام پوچھا تو کہا کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں، میری کنیت ابو الیث ہے، اصہبان کا باشندہ ہوں، تیرے پاس میں ٹھن تیری صحبت کی رغبت سے آیا ہوں، اس نے اسے قبول کر لیا۔

ابوللیث القواریری و عبدان کا قتل:

کچھ دیر ہوئی تھی کہ تکبیر سنی یکا یک علی بن ابان پاس آیا اس کے ساتھ ابوللیث القواریری کا سر تھا بیان کیا کہ قواریری جماعت بلالیہ کے ناموروں میں تھا و صیف زہری اس کا قاتل ہے اس کے ساتھ العبدان الکلبی کا سر تھا جماعت بلالیہ کے سرداروں میں اس کی شہرت تھی واقعہ دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جن لوگوں سے اس نے قتال کیا ان میں ابوللیث اور عبدان سے زیادہ کوئی جنگ جو نہ تھا اس نے ان لوگوں کو شکست دے کر ایک گزرنے والی نہر میں ڈال دیا ساتھ جو کشتیاں تھیں انھیں غرق کر دیا۔

محمد الارزق القواریری کی گرفتاری و رہائی:

محمد بن سلم آیا جس کے ساتھ بلالیہ کا ایک قیدی تھا جسے شبل نے قید کیا تھا اس کا نام محمد الارزق القواریری تھا اس کے ساتھ بہت سے سر تھے۔ قیدی کو بلا کر دونوں لشکر والوں کو پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ جو لوگ نہر ریاح میں تھے ان کا سردار ابو منصور زنبی تھا اور جو لوگ نہر حرب کے متصل تھے ان کا سردار سلیمان برادر زنبی تھا جو ان کے پیچھے صحرا کے باہر تھا۔

تعداد دریافت کی تو کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اتنا جانتا ہوں کہ ان کی تعداد بہت تھی۔

بصرہ میں داخلے کی ممانعت:

اس نے محمد القواریری کو رہا کر کے شبل کے ساتھ شامل کر دیا اور روانہ ہو کر سب جعفریہ پہنچ گیا وہیں مقتولین کے درمیان اپنی رات گزاری صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو جمع کیا انکو یہ اور زرق اور ابو النخجر نے تیزی کی اس دن ان میں سے کوئی سردار نہیں بنایا گیا تھا سلیم اور و صیف کوئی نہر شاذانی پہنچے ان کے پاس اہل بصرہ آئے اور ان سے بھی زیادہ ہو گئے یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن سلم اور علی بن ابان اور مشرق غلام یحییٰ کو بہت سی مخلوق کے ساتھ روانہ کیا اور خود ان کے ساتھ چل کر آ گیا اس کے ہمراہ کشتیاں تھیں جن میں گھوڑے لدے ہوئے تھے اور غلاموں کی عورتیں تھیں نہر کثیر کے پل پر ٹھہر گیا۔

معرکہ نہر کثیر:

ریحان نے کہا کہ میں اس کے پاس اس طرح آیا کہ مجھے ایک پتھر مارا گیا تھا جو میری پنڈلیوں میں لگا تھا اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اطلاع دی کہ جنگ جاری ہے اس نے مجھے واپسی کا حکم دیا خود بھی میرے ساتھ آیا نہر سباجہ پر چڑھا مجھ سے کہا کہ تو ہمارے ساتھیوں کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ پیچھے ہٹ آئیں میں نے اس سے کہا کہ تو اس مقام سے دور ہو جا کیونکہ میں غلاموں کی طرف سے تجھ پر مطمئن نہیں ہوں وہ کنارے ہٹ گیا اور میں چلا گیا میں نے سرداروں کو اس حکم کی خبر دی وہ لوگ واپس ہوئے اہل بصرہ ان پر ٹوٹ پڑے اور شکست ہو گئی یہ عصر کے وقت ہوا لوگ دونوں نہروں نہر کثیر و نہر شیطان میں گر پڑے وہ انھیں پکارنے اور واپس بلانے لگا مگر وہ واپس نہیں ہوتے تھے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نہر کثیر میں غرق ہو گئی ایک جماعت اسی نہر کے کنارے مقتول ہوئی اور نہر شاذانی میں غرق ہوئی اس کے جو سردار اس روز غرق ہوئے یہ تھے ابوالجون مبارک البحرانی عطاء البربری سلام اشامی۔

صاحب الزنج کی روانگی الملعی:

غلام ابی شیث اور حارث القیس اور سبیل اس سے مل گئے اور پل پر چڑھ گئے وہ ان کی طرف واپس ہوا لوگ بھاگے یہاں تک کہ زمین پر چلے گئے وہ اس روز عباد عمامہ وجوتے اور تلوار میں تھا ڈھال اس کے ہاتھ میں تھی پل سے اتر گیا بصری چڑھ کر اسے ڈھونڈ رہے تھے واپس آیا اس کے ہاتھ سے ایک آدی پل کے پانچویں طارق پر مارا گیا وہ اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا اور انھیں اپنا

ٹھکانا بتانے لگا اور اس مقام پر سوائے ابوالشوک، مصلح اور رفیق غلام یحییٰ کے اور کوئی اس کے ساتھ نہ تھا، ریحان نے کہا کہ میں بھی اس کے ساتھ تھا، وہ واپس ہوا اور المعلیٰ پہنچ گیا، پھر نہر شیطان کی غربی جانب اتر گیا۔

صاحب الزنج کا فرار:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو بیان کرتے سنا کہ آج صبح کے ابتدائی وقت میں میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنے ساتھیوں سے گم ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے گم ہو گئے تھے، میرے ساتھ سوائے مصلح و رفیق کے کوئی نہ رہا، میرے پاؤں میں ایک سندی جوتا تھا، سر پر ایک عمامہ تھا، جس کا ایک پیچ کھل گیا تھا، میں اسے اپنے پیچھے گھسیٹ رہا تھا، مجھے اس کے اٹھانے سے زیادہ چلنے کی عجلت تھی، میرے ساتھ میری ڈھال اور میری تلوار تھی، مصلح اور رفیق نے چلنے میں تیزی کی اور میں نے کمی کی تو وہ دونوں مجھ سے غائب ہو گئے، میں نے اپنے پیچھے بصرے کے دو آدمیوں کو اس طرح دیکھا کہ ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں پتھر، جب ان دونوں نے مجھے دیکھا تو مجھ کو پہچان لیا، میری جستجو میں خوب کوشش کی میں ان کی طرف پلٹا تو وہ دونوں مجھ سے واپس ہو گئے، میں چلنے لگا، اس مقام تک نکل آیا جس میں میرے ساتھیوں کا مجمع تھا اور جو میرے گم ہو جانے سے پریشان تھے، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو مطمئن ہوئے۔

صاحب الزنج کا المعلیٰ میں قیام:

ریحان نے کہا کہ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اس مقام کی طرف واپس لے گیا جو نہر شیطان کے غربی جانب المعلیٰ کے نام سے مشہور تھا، وہاں اتر گیا، آدمیوں کو دریافت کیا تو ان میں سے بہت سے بھاگ گئے تھے، نظر کی تو وہ اپنے تمام ساتھیوں میں سے پانچ سو مقدار میں تھا، بگل، بجانے کا حکم دیا جس کی آواز سے وہ لوگ جمع ہو جاتے تھے، مگر کوئی شخص واپس نہ آیا اس نے وہ رات بسر کی، جب کچھ رات گزر گئی تو جربان آیا جو بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گیا تھا، اس کے ساتھ تیس غلام تھے اس سے دریافت کیا کہ کہاں غائب رہا، اس نے کہا کہ میں مخبر بن کر کشتیوں کی طرف گیا تھا۔

ریحان کا بیان:

ریحان نے کہا کہ مجھ کو اس نے روانہ کر دیا کہ یہ معلوم کروں کہ نہر حزب کے پل پر کون ہے، میں نے وہاں کسی کو نہیں پایا، اہل بصرہ نے اسی دن وہ کشتیاں لوٹ لی تھیں جو اس کے ہمراہ تھیں، وہ گھوڑے لے لیے تھے جو وہاں تھے اس کے کچھ اسباب پر اور کچھ خطوط پر اور اطرافوں پر جو اس کے ہمراہ تھے کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسرے دن صبح ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں کے شمار پر نظر کی، وہ ایک ہزار آدمی تھے جو رات کو اس کے پاس واپس آ گئے تھے، ریحان نے کہا کہ بھاگنے والوں میں شبیل بھی تھا، ناصح الرطلی شبیل کے بھاگنے کا منکر تھا۔

محمد بن مسلم کا قتل:

ریحان نے کہا کہ شبیل دوسرے دن واپس آیا، اس کے ساتھ دس غلام تھے اس نے ملامت کی اور اسے سخت سست کہا، اس غلام کو جس کا نام ناور اور کنیت ابونعجم تھی اور بنو البریری کو پوچھا اس نے بتایا کہ وہ دونوں بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گئے۔ وہ اسی مقام پر ٹھہرا رہا۔ محمد بن مسلم کو یہ حکم دیا کہ نہر کثیر کے پل پر جائے اور لوگوں کو نصیحت کرے کہ کس چیز نے انھیں خروج اور بغاوت پر آمادہ کیا

ہے۔ محمد بن مسلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن محمد روانہ ہو گئے سلیمان اور یحییٰ ٹھہر گئے اور محمد بن مسلم عبور کر کے بصرہ کے بیچ میں پہنچ گیا اور ان سے باتیں کرنے لگا انھوں نے اس کی پیشانی دیکھی تو اس پر نوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔

الفضل بن عدی کی روایت:

الفضل بن عدی نے کہا کہ محمد بن مسلم نے اہل بصرہ کی طرف عبور کیا کہ انھیں نصیحت کرے، وہ لوگ الفضل بن میمون کی زمین میں جمع تھے وہ سب سے پہلا شخص جس نے اس کی طرف سبقت کی اور تلوار ماری، وہ فتح غلام ابی شیبہ تھا، ابن التومنی السعدی اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا سر کاٹ لیا، سلیمان اور یحییٰ اس کے پاس واپس گئے واقعہ بتایا تو اس نے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو عبور کرنے سے روکیں، یہ واقعہ ۱۳ / ذیقعدہ یوم یکشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوا۔

حماد الساجی کی روانگی نہرام حبیب:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان کا تب نے بیان کیا کہ جب ۱۳ / ذیقعدہ دو شنبے کا دن ہوا تو اہل بصرہ جمع ہوئے ایک شنبے کو جس امر کے اظہار کا فیصلہ کیا تھا اس کے لیے اکٹھا ہو گئے، اس کام کے لیے اہل بصرہ میں سے ایک شخص قائم مقام ہو گیا جس کا نام حماد الساجی تھا، جو کشتی کے اندر سے دریا میں جنگ کرنے والوں میں سے تھا، مجاہدین (رضا کار) و نشانہ باز اور اہل مسجد جامع اور بلالیہ و سعدیہ میں سے قلیل گروہ اس کے ساتھ تھا ان کے علاوہ ہاشمیوں اور قریشیوں اور بقیہ اقسام کے اہل غور و خوض بھی تھے، تین کشتیاں تیر اندازوں سے بھر گئیں، اس مقام پر حاضر ہونے کی حرص میں کشتی میں لوگوں کا ہجوم ہونے لگا، عام طور پر لوگ پیادہ روانہ ہوئے، جن میں ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ہتھیار تھے، اور وہ بھی تھے جو سیر کو نکلے تھے، ان کے ہمراہ کوئی ہتھیار نہ تھا، یہ تمام کشتیاں اسی روز آفتاب کے بعد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت نہرام حبیب میں داخل ہوئیں اور پیادہ اور تماشائی نہر کے کنارے روانہ ہوئے، اپنی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے انھوں نے نظر کے گزرنے کو روک دیا تھا، صاحب الزنج نہر شیطان میں اپنے مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔

زریق اور شبل کو ہدایات:

محمد بن الحسن نے کہا کہ ہمیں صاحب الزنج نے خبر دی کہ اس نے جب اس جماعت کا اپنی طرف آنا محسوس کر لیا اور اس کے منبر بھی اس خبر کو اس کے پاس لائے تو اس نے زریق اور ابواللیث الاصبہانی کو ایک جماعت کے ساتھ نہر کی شرقی جانب چھپا کر روانہ کیا، شبل اور حسین الحمادی کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اسی طرح غربی جانب روانہ کیا، علی بن ابان اور اس کی جماعت میں سے جو لوگ اس کے ساتھ باقی تھے انھیں اس جماعت کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھیں اور اپنی ڈھالوں میں پوشیدہ رہیں، کوئی حملہ آور ان پر حملہ نہ کرے، یہاں تک کہ وہ قوم ان کے پاس پہنچ جائے اور ان کی طرف اپنی تلواروں سے اشارہ کرے، جب وہ لوگ ایسا کریں تو ان پر حملہ کریں، دونوں پوشیدہ لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ جماعت ان دونوں سے آگے بڑھ جائے اور اپنے ساتھیوں کے ان پر حملہ کرنے کو محسوس کر لیں تو نہر کے دونوں جانب سے نکلیں اور لوگوں کو پکاریں، عورتوں کو اینٹیں جمع کرنے کا اور اس سے مردوں کی مدد کرنے کا حکم دیا۔

یوم الشہد:

محمد بن الحسن نے کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا۔ کہ اس روز جب وہ جماعت میرے سامنے آگئی اور میں نے اس کا

معائنہ کر لیا تو ایک ایسا ہولناک امر دیکھا جس نے مجھے ڈرا دیا اور میرے سینے کو خوف اور بے قراری سے بھر دیا، میں نے گھبرا کر دعا مانگی، میرے ساتھیوں میں سے سوائے چند کے جن میں مصلح بھی تھا کوئی میرے ساتھ نہ تھا، ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس واقعے میں اس کے بچھڑنے کا خیال نہ کیا گیا ہو، مصلح مجھے اس جماعت کی کثرت سے تعجب میں ڈالنے لگا، میں اسے اشارہ کرنے لگا کہ وہ رکے، جماعت میرے قریب آگئی تو میں نے کہا کہ اے اللہ یہ تنگی کا وقت ہے لہذا میری مدد کر، میں نے سفید پرندوں کو دیکھا کہ اس جماعت کو انھوں نے گھیر لیا کلام ختم کرنے نہ پایا تھا کہ ایک کشتی کو دیکھا کہ مع ان کے جو اس میں تھے الٹ گئی اور وہ لوگ غرق ہو گئے، کشتیاں اس کے پیچھے ہوئیں میرے ساتھیوں نے قوم پر حملہ کیا تو وہ چلانے لگے، دونوں پوشیدہ لشکر نہر کے دونوں جانب سے کشتیوں اور پیادہ لوگوں کے پیچھے نکلے اور سب کو مارنے لگے جو پیدلوں اور سیردیکھنے والوں میں سے پشت پھیرتے

تھے، ایک گروہ غرق ہوا، ایک گروہ قتل ہوا اور ایک گروہ ساحل کی طرف نجات کی طمع میں بھاگا تو اسے تلوار نے پالیا، جو ٹھہرا وہ قتل ہو گیا اور جو پانی کی طرف لوٹا وہ ڈوب گیا، پیادہ لشکر جو نہر کے کنارے تھا اس نے شہر کی پناہ لی، وہ بھی ڈوب گئے اور قتل کیے گئے یہاں تک کہ اس جماعت کے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور سوائے بھاگنے والے کے کسی نے ان میں سے نجات نہ پائی، بصرے میں گم ہونے والوں کی کثرت ہو گئی ان کی عورتوں کی رونے کی آواز بلند ہوئی۔

یہی یوم الشندا ہے جس کا لوگوں نے ذکر کیا اور اس دن جس قدر قتل ہوا اسے بہت بڑا سمجھا۔

بنی ہاشم میں جو لوگ مقتول ہوئے ان میں جعفر بن سلیمان کی اولاد کی بھی ایک جماعت تھی، چالیس مشہور تیر انداز مع مخلوق کثیر کے جن کے عدد کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

اہل بصرہ میں خوف و ہراس:

وہ خبیث واپس ہوا، تمام سر اس کے لیے جمع کیے گئے، مقتولین کے ورثاء کی ایک جماعت اس کے پاس گئی تو اس نے وہ سر ان پر پیش کر دیئے جو انھوں نے پہچانے لے لیے اور جو سر اس کے پاس باقی رہ گئے، جن کا کوئی مانگنے والا نہ آیا وہ اس نے ایک کشتی میں بھر کے اسے نہرام حبیب سے جزر (پانی کے آثار) میں نکال دیا، یہ کشتی بصرہ پہنچی اور اس راستے میں رک گئی جو مشرعة القیار کے نام سے مشہور ہے، لوگ ان سروں کے پاس آنے لگے اور ہر آدمی کے سر کو اس کے ورثاء لینے لگے، اس دن کے بعد وہ اللہ کا دشمن مضبوط ہو گیا اہل بصرہ کے دلوں میں اس کا رعب بیٹھ گیا اور وہ اس جنگ سے رک گئے۔

جو کچھ واقعہ تھا خلافت کو دکھا گیا، اس نے جعلان ترکی کو اہل بصرہ کی مدد کے لیے روانہ کیا ابوالاحوص باہلی کو گورنہ بنا کر الابلہ جانے کا حکم دیا، جرتح ترک کو اس کا مددگار مقرر کیا۔

صاحب الزنج سے بصرہ میں داخل ہونے کی درخواست:

خبیث (صاحب الزنج) کے ساتھیوں نے اس واقعے کے بعد اس سے کہا کہ ہم نے بصرے کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا، اب کوئی سوائے کمزوروں کے باقی نہیں رہا جو حرکت بھی نہیں کر سکتے، لہذا ہمیں بصرے میں داخل ہونے کی اجازت دے دے، اس نے انھیں منع کیا اور ان کی رائے کی مذمت کی کہ نہیں، بلکہ اس سے دور رہو کیونکہ ہم نے انھیں ڈرا دیا ہے اور خوف دلادیا ہے، تم لوگ ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے ہو، لہذا مناسب رائے اب یہ ہے کہ ان کی جنگ ترک کرو یہاں تک کہ وہ خود ہی تمھیں تلاش کریں۔

صاحب الزنج کا شجہ ابی قرہ میں قیام:

خبیث اپنے ساتھیوں کو ایک شور زمین کی طرف واپس لے گیا جو ان کی نہروں کے آخر میں نہر حاجر کے قریب ہے۔ شبل نے کہا کہ یہ شجہ ابی قرہ ہے جو نہر ابی قرہ اور نہر حاجر کے درمیان واقع ہے وہاں اس نے قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو جھونپڑیاں بنانے کا حکم دیا، یہ شجہ وہ ہے جس کے درمیان میں کھجور کے باغ اور گاؤں اور عمارتیں تھیں، ساتھیوں کو دہانے بائیں پھیلا دیا، انھیں گاؤں پر برائیگتھ کرتا تھا، کاشت کاروں کو قتل کراتا تھا، ان کے مال لوٹ لیتا تھا اور ان کے مویشی ہنکالے جاتا تھا۔

بس اس سال میں یہ تھا اس کا واقعہ اور ان لوگوں کا واقعہ جو اس کے قریب تھے۔

الحسن بن محمد کی معزولی:

اسی سال (۲۵۵ھ) ۲۸ / ذیقعدہ کو الحسن بن محمد بن ابی قاضی کو قید کیا گیا، عبدالرحمن بن نائل بصری کو اسی سال ذی الحجہ میں

قضائے سامرا سپرد کی گئی۔

امیر حج علی بن الحسن:

اس سال علی بن الحسن بن اسمعیل بن العباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۶ھ کے واقعاتموسیٰ بن بغا کی سامرا میں آمد:

منجملہ ان کے موسیٰ بن بغا کا سامرا آنا، صالح بن وصیف کا اس کی آمد کو چھپانا، اور ان سرداروں کا جو موسیٰ کے ساتھ تھے المہندی کو محل سے یا جور کے گھر تک اٹھالے جانا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۱ محرم یوم دوشنبہ کو موسیٰ بن بغا کا مع اپنے ہمراہیوں کے سامرا میں داخلہ ہوا، جب وہ داخل ہوا تو الحیر میں رک گیا اور اپنے مسلح ساتھیوں کو مینہ و میسرہ قلب میں تیار کر باب الحیر گیا جو محل اور قصر احمر کے متصل ہے، یہ وہ دن تھا جس میں المہندی لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کے لیے بیٹھا تھا، اس روز رد مظالم کے لیے احمد بن المتوکل نے ابن قیثاق کو حاضر کیا تھا، حضوری ہی میں وہ تھا کہ موالی داخل ہوئے اور المہندی کو یا جور کے گھر اٹھالے گئے، احمد بن المتوکل اس مقام تک اس کے پیچھے گیا، پھر وہ مفلح کے خیمے میں پہرے کے اندر رکھا گیا یہاں تک کہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اور المہندی محل واپس کر دیا گیا اس کے بعد آزاد کر دیا گیا۔

دار الخلافت کا منتظم بایکباک تھا، اس نے اس واقعے کے چند روز قبل ساتلین کے سپرد کر دیا تھا، لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ محض ساتلین پر اپنے بھروسے کی وجہ سے ایسا کیا ہے کہ موسیٰ کی آمد کے وقت وہ دار الخلافت اور خلیفہ پر غالب رہے، مگر جب یہ دن آیا تو وہ اپنے گھر میں رہا اور دار الخلافت کو خالی چھوڑ دیا۔

المہندی کی گرفتاری:

موسیٰ اپنے لشکر کے ساتھ اس حالت میں دار الخلافت پہنچا کہ المہندی رد مظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اس کے آنے کی

اطلاع دی گئی تو وہ تھوڑی دیر اجازت دینے سے رکا، اس کے بعد ان سب کو اجازت دی، وہ داخل ہوئے، اس قسم کی گفتگو جاری ہوئی جیسی کہ وفد اور قاصدوں کے آنے کے دن ہوئی تھی، جب بات طویل ہو گئی تو انھوں نے آپس میں ترکی میں باتیں کیں، خلیفہ کو کھڑا کر دیا، شاکر یہ کے گھوڑے پر لاد دیا، محل میں جتنے خاصے کے گھوڑے تھے سب لوٹ لیے، کرخ کے ارادے سے روانہ ہو گئے، جب القطار میں باب الحیر کے قریب یا جور کے گھر کے پاس پہنچے تو اسے انھوں نے یا جور کے گھر میں داخل کر دیا۔

موالی میں سے ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو اس روز ان میں موجود تھا کہ اس روز ان کے المہدی کو گرفتار کرنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ٹالنا محض تمھارے اوپر حیلہ ہے کہ صالح بن صفیہ تم پر اپنے لشکر سے حملہ کر دے، انھیں اس کا خوف ہوا اور وہ اسے اٹھا کے دوسرے مقام پر لے گئے۔

المہدی کا موسیٰ بن بغا سے احتجاج:

اس شخص سے مذکور ہے جس نے المہدی کو سنا کہ وہ موسیٰ سے کہتا تھا کہ ”تیرا کیا ارادہ ہے، تیری خرابی ہو، خدا سے ڈر اور اس کا خوف کر، کیونکہ تو بہت بڑے امر کا ارتکاب کر رہا ہے۔“

موسیٰ نے اسے یہ جواب دیا کہ ”ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف خیر ہے۔ قبر متوکل کی قسم کہ ہماری جانب سے تجھے کوئی شرم نہیں پہنچے گا۔“

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کا ارادہ خیر کا ہوتا تو مقتسم کی یاد اٹھنے کی قبر کی قسم کھاتا۔

المہدی سے عہد و پیمان:

وہ لوگ جب اسے یا جور کے گھر لے گئے تو اس سے اس امر کے عہد و پیمان لیے کہ وہ ان کے خلاف صالح کی طرف مائل نہ ہوگا، اس نے ایسا کیا تو انھوں نے شب ۲۷ شعبان ۲۵۶ھ کو اس کی بیعت کی تجدید کی، ۲۷ شعبان کی صبح ہوئی تو انھوں نے صالح سے کہا بھجھا کہ وہ ان سے گفتگو کرنے آئے، اس نے ان کے پاس آنے کا وعدہ کیا،

فرغانیوں کے ایک رئیس سے مذکور ہے کہ اس سے کہا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا تم صالح بن صفیہ سے مطالبہ کرتے ہو؟

اس نے کہا کہ کاتبین کے خون اور ان کے مال اور المہدی کے خون اور اس کے مال و اسباب کا۔

وہ جماعت باب الحیر کے باہر یا جور کے دروازے کے قریب اپنے امور اور لشکر کے مضبوط کرنے پر متوجہ ہو گئی، پھر جب

شب ۲۷ شعبان ہوئی تو صالح چھپ گیا۔

صالح کے متعلق طلحہ کا بیان:

طلحہ سے مذکور ہے کہ جب شب ۲۷ شعبان ہوئی تو ہم لوگ صالح کے پاس جمع ہوئے، اس نے یہ حکم دیا تھا کہ پہرے والوں کی تنخواہیں تقسیم کر دی جائیں، پھر اس نے کسی سے جو اس کے پاس حاضر تھا حکم دیا کہ حاضرین و موجودین کو نکل کے دیکھ لے، صبح کے وقت وہ تقریباً پانچ ہزار تھے وہ شخص جائزہ لے کے لوٹا اور کہا کہ وہ آٹھ سو آدمی ہوں گے جن میں اکثر تیرے غلام اور موالی ہیں، یہ سن کر بڑی دیر تک خاموش رہا پھر کھڑا ہو گیا اور ہمیں چھوڑ دیا اور کوئی حکم نہیں دیا، یہ اس سے آخری ملاقات تھی۔

بخشیش دے دیا کہ وہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر صالح سے کہتا تھا کہ ہم نے اس سخت لشکر کو حرکت دی اور اسے غضب ناک

بنایا، یہاں تک کہ وہ جب ہماری طرف متوجہ ہوا تو ہم چوسرو پچھپی اور شراب میں مشغول ہو گئے، گویا کہ ہم خود اپنے ساتھ برا کر رہے تھے، اور ہم چھپ گئے جب وہ قاتول میں وارد ہوا۔“

طغتا چار شنبہ کی صبح کو یا جور کے دروازے کی طرف گیا تو اسے مفلح ملا اس نے اسے تیر سے مارا اور اس کی پیشانی کی دہنی جانب سر کو زخمی کر دیا۔

صالح اور سرداروں کی روپوشی:

وہ بڑے بڑے سردار لوگ جو اس شب میں صالح کے ساتھ مقیم تھے، جہاں وہ پوشیدہ ہوا یہ لوگ تھے طغتا الصیغون، طلجور، المود کا ساتھی، محمد بن ترکش، نموش، النوشری، بڑے بڑے کاتبوں میں سے یہ لوگ تھے، ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزاد عبد اللہ بن منصور، ابو الفرج۔

صالح کی عبد اللہ بن منصور کو پیش کش:

۱۳ محرم چار شنبہ کو اس حالت میں صبح ہوئی کہ صالح پوشیدہ ہو گیا تھا، صبح کو ابو صالح یا جور کے گھر گیا، اور عبد اللہ بن منصور آیا، اس گھر میں سلیمان بن وہب کے ساتھ داخل ہوا، اور اس طرح ان سے اپنا خلوص ظاہر کیا کہ اس کے پاس پانچ ہزار دینار کی ہنڈیاں ہیں، بیان کیا کہ صالح نے اس سے رقم کے اٹھانے کی خواہش کی تھی تو اس نے انکار کیا کہ حالات کو اپنی جگہ پر قرار ہو جائے، اسی دن کنجور کو خلعت دیا گیا کہ وہ صالح کے مکان کے انتظام اور اس کی تفتیش کا ذمہ دار ہو جائے، یا جور موسیٰ کا ساتھی آ گیا اور الحسن بن مخلد کو صالح کے گھر کے اس مقام سے لایا جہاں وہ قید تھا۔

متفرق واقعات:

اسی روز اسی مہینے میں سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کو مدینۃ السلام اور اس کے مضامفات کا والی بنایا گیا اور اسے خلعت روانہ کیا گیا عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو جو خلعت دیا جاتا تھا اس سے بھی یہ تشریف بڑھ چڑھ کر تھی۔ اسی دن المہدی کو محل میں واپس کیا گیا اور عبد اللہ بن محمد بن یزاد کو الحسن بن مخلد کے حوالے کیا گیا۔ اسی دن صالح کی نسبت منادی کرائی گئی۔ اسی سال ۲۲ صفر ۲۵۶ھ کو صالح بن وصیف قتل کیا گیا۔

صالح بن وصیف کا خط:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ۲۷ محرم ۲۵۶ھ چار شنبہ کا دن ہوا تو المہدی نے ایک خط ظاہر کر کے بیان کیا کہ سیما الشراہی نے دعویٰ کیا کہ وہ ایک عورت اس مقام سے لائی جو قصرِ احمر کے متصل ہے اور اسے کا فور خادم کو دیا جو حرم پر مقرر ہے اور اس سے کہا کہ ”اس میں نصیحت ہے اور میرا مکان فلاں مقام پر ہے۔“

اگر تمہیں میری ضرورت ہو تو مجھے وہاں سے بلا لینا اس نے وہ خط المہدی کو پہنچا دیا جب اس خط کے متعلق اس سے بحث کی ضرورت ہوئی تو وہ اس مقام پر تلاش کی گئی جو اس نے بیان کیا تھا مگر وہ نبی ملی اور نہ اس کا کوئی حال معلوم ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ المہدی اس خط کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اسے کون ڈال گیا ہے، مذکور ہے کہ المہدی نے سلیمان بن وہب بہت

سے موالی کے رو برو بلایا جن میں موسیٰ بن بغا، مفلح بایکباک، یا جور اور بکالیا وغیرہ تھے وہ خط سلیمان کو دے دیا اور اس سے پوچھا کہ تو یہ خط پہچانتا ہے اس نے کہا ہاں یہ صالح بن وصیف کا خط ہے اس نے حکم دیا کہ ان کے سامنے پڑھئے۔

خط میں صالح نے یہ ذکر کیا تھا کہ ”وہ سامرا میں پوشیدہ ہے اور صرف اس لیے پوشیدہ ہوا ہے کہ طریق سلامت کو اختیار کرے اور سلامت و عافیت کو موالی پر باقی رکھے اور یہ خوف کرے کہ اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو فتنے آئیں گے اور یہ ارادہ کر کے کہ قوم اس حالت میں رات کو سوئے کہ جو کچھ اس باب میں بیان کیا گیا ہے وہ اس پر بصیرت کے اس مقام پر آئے جہاں وہ آنے والی ہے۔“

”اس کے بعد اس نے کاتبین کے مال کا ذکر کیا جو اس کے پاس پہنچے کہ اس کا علم الحسن بن مخلد کو ہے اور وہ ان میں سے ایک ہے جو تمہارے قبضے میں ہے۔“

پھر اس کا ذکر تھا جسے یہ مال پہنچا اور وہ اس کی تقسیم کا ذمہ دار بنا، قبیحہ کا جو معاملہ ہوا اس کا ذکر کیا کہ ”اس کا علم ابو صالح بن یزید اور صالح العطار کو ہے۔“ اس کے بعض امور بیان کیے جن میں بعض کی معذرت کی تھی اور بعض سے محبت کی تھی اور خلاصہ کلام اس میں اس کی ذاتی قوت پر دلالت کرتا تھا۔

صالح کے متعلق المہندی کا اظہار ناراضگی:

جب سلیمان اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو المہندی نے اسے اپنے اس قول پر ملامت کی جس میں اس نے صلح و آتش اور الفت و اتفاق پر برا بھینچتہ کیا تھا اور انھیں فرقت اور ایک کے دوسرے کو فنا کرنے کو اور آپس کے بغض کو مکروہ بتایا تھا جس نے اس جماعت کو اس کی تہمت کی دعوت دی اور یہ کہ وہ صالح کے مرتبے کو جانتا ہے اور وہ اس کے نزدیک ان سب پر مقدم ہے اس بارے میں ان کے درمیان کلام کثیر و گفتگو طویل ہوئی۔

المہندی کو معزول کرنے کا منصوبہ:

۲۸ محرم ۲۵۶ھ یوم پنج شنبہ کو وہ سب کے سب محل کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان جا کر ترکی میں باتیں کرتے رہے یہ خبر المہندی کو پہنچی احمد بن خاقان و آتقی سے مذکور ہے کہ میری جانب سے یہ خبر المہندی کو پہنچی یہ اس لیے کہ میں نے بعض حاضرین مجلس کو یہ کہتے سنا کہ اس جماعت نے اس شخص کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا ہے میں اس کے بھائی ابراہیم کے پاس گیا اسے یہ بتایا تو وہ اس کے پاس گیا اور میری جانب سے واقعات بیان کیے میں ڈرتا رہا کہ امیر المومنین جلدی کر کے میری طرف سے انھیں یہ واقعہ بتادے اللہ اسے سلامت رکھے۔“

برادر بایکباک کا اختلاف:

بیان کیا گیا ہے کہ جب کہ انھوں نے بایکباک کے بھائی کو اپنے عزم کی خبر دی تو اس نے اسی مجلس میں ان سے کہا کہ ”تم نے متوکل کے بچے کو قتل کر دیا حالانکہ وہ خوبصورت ہاتھ کا سخی، نفس کا فاضل تھا اب تم بغیر کسی گناہ کے اس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو حالانکہ وہ مسلمان ہے روزہ رکھتا ہے اور شراب نہی پیتا بخدا اگر تم نے اسے قتل کیا تو میں ضرور خراسان میں نکل جاؤں گا اور تمہارے معاملے کو وہاں شائع کروں گا۔“

المہدی کا ترکوں کو اغتباہ:

جب یہ خبر المہدی کو پہنچی تو وہ اپنی مجلس میں تلوار لگا کے نکلا، اس نے صاف کپڑے پہنے تھے اور خوشبو لگائی تھی، ان لوگوں کو اندر بلانے کا حکم دیا، بڑی دیر تک انھوں نے انکار کیا پھر حاضر ہوئے، اس نے ان سے کہا کہ ”جو کچھ تم لوگوں نے میرے متعلق قرار دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے میں اپنے پیش رو کی طرح نہیں ہوں مثل احمد بن محمد المستعین کے اور نہ مثل ابن قبیحہ کے بخدا میں تمھارے پاس بغیر حنوط (عطر میت) لگائے، نہیں نکلا ہوں، میں نے اپنے بھائی کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کر دی ہے اور یہ میری تلوار ہے، خدا کی قسم میں ضرور اس سے ماروں گا، جس کا کہ قبضہ میرے ہاتھ میں ہے، بخدا اگر میرے بالوں میں سے ایک بال بھی گر گیا تو اس کے بدلے تم میں سے اکثر لوگ ضرور ہلاک ہوں گے یا چلے جائیں گے، کیا دین نہیں ہے، کیا حیا نہیں ہے، کیا تقویٰ نہیں ہے، اس قسم کی مخالفت خلفاء پر کب تک ہوتی رہے گی اور اقدام اور جرات اللہ پر تابہ کے کرتے رہو گے؟ جو شخص تم پر رحم کرے اور جو شخص ایسا ہو کہ جب اسے اس قسم کی خبر تمھاری جانب سے پہنچے تو وہ رطل کے رطل شراب کے منگا کر تمھاری مصیبت کی خوشی اور تمھاری تباہی کی محبت میں پئے، تمھارے نزدیک دونوں برابر ہیں، اپنی جانب سے مجھے آگاہ کرو کہ آیا تم بھی جانتے ہو کہ مجھے تمھاری دنیا سے یہ شے پہنچی ہے۔

کیا تو نہیں جانتا اے بایباک کہ تیرے بعض متعلقین میرے بھائیوں اور لڑکوں کی جماعت سے زیادہ امیر ہیں، اگر تیری خواہش ہو کہ تو یہ جانے تو غور کر کہ کیا تو ان کے گھروں میں فرش دیکھتا ہے یا غلام یا خدمت گار یا باندیاں یا ان کے لیے جانداد ہے یا آمدنیاں ہیں، تمھارے لیے برائی ہو۔

پھر تم کہتے ہو کہ مجھے صالح کا علم ہے، صالح کیا ہے؟ موالیٰ میں سے ایک شخص ہے اور تمھیں میں سے ایک شخص کے مثل ہے پھر کس طرح اس کے ساتھ قیام ہو سکتا ہے جبکہ اس کے حق میں تمھاری رائے بری ہے اگر تم نے صلح اختیار کر لی تو یہ وہ امر ہوگا جو میں تمھاری جماعت کے لیے چاہتا ہوں۔ اگر تم نے سوائے اس کے جس پر تم لوگ قائم ہو انکار کیا تو تم جانو، لہذا تم لوگ صالح کو تلاش کرو اور اپنے نفس کی شفا کو پہنچو اور میں تو اس کا علم نہیں رکھتا کہ وہ کہاں پوشیدہ ہے۔

سازشی امرا کی مراجعت:

انھوں نے کہا کہ تو اس پر ہم سے قسم کھا اس نے کہا قسم میں ضرور تم سے کھاؤں گا مگر ابے ہاشمیین، قضاۃ اور گواہوں اور اصحاب مراتب کے آنے پر کل بعد نماز جمعہ تک مؤخر کرتا ہوں، وہ لوگ کسی قدر نرم ہو گئے، ہاشمیین کے بلانے کو بھیجا گیا تو وہ لوگ رات ہی کو حاضر ہوئے، باریابی کی اجازت دی گئی، انھوں نے سلام کیا، ان سے اس نے کچھ ذکر نہیں کیا، انھیں نماز جمعہ کے لیے دار الخلافہ جانے کا حکم دیا، وہ واپس گئے۔

جمعہ کے دن صبح کو لوگ اس طرح آئے، انھوں نے کوئی نئی بات نہیں کی، المہدی نے نماز جمعہ پڑھی اور لوگوں کو سکون ہو گیا اور وہ صلح کی حالت میں واپس گئے۔

المہدی کا بایکباک پر الزام:

اس شخص سے مذکور ہے جس نے چار شنبہ کی گفتگو سنی کہ وہ کہتا تھا کہ جب صالح کو خائن بنایا گیا تو المہدی نے کہا کہ ”صالح

نے کاتبین کے بارے میں اور ابن قبیہ کے مال کے بارے میں جو عمل کیا اس میں با یکباک بھی حاضر تھا، لہذا اگر صالح نے اس سے کچھ لے لیا ہے تو با یکباک نے بھی اس کے مثل لیا ہے۔“ یہ وہ بات تھی جس نے با یکباک کو غضب ناک کر دیا۔

ایک شخص نے کہا کہ میں نے سنا کہ محمد بن بغا نے بیان کیا اور کہا کہ وہ حاضر تھا اور ان تمام امور سے واقف تھا جن پر انھوں نے بنیاد قائم کی تھی اور ان سب میں شریک تھا کہ المہندی کے اس قول نے ابونصر کو غضب ناک کر دیا۔

سازش کا عوام پر انکشاف:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جماعت جب سے موسیٰ آیا ہے اس بات کو چھپائے ہوئے تھی اور فساد کی نیت کیے ہوئے تھی، انھیں صرف پریشانی کا خوف اور مال کی قلت مانع تھی، جب فارس اور اہواز کا مال ان کے پاس آ گیا تو انھوں نے حرکت شروع کر دی اور انھیں اس مال کی آمدنی ۲۷ محرم چار شنبہ (۲۵۶ھ) کو وصول ہوئی اس کی مقدار پونے دو کروڑ درہم تھی، جب ہفتے کا دن ہوا تو عوام میں خبر پھیل گئی کہ قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ المہندی کو معزول کر کے دفعۃً قتل کر دیں، انھوں نے اس کے ساتھ صرف یہی ارادہ کیا ہے اور اس پر ظلم کیا ہے لوگوں نے رقعے لکھے اور جامع مسجد اور راستوں میں ڈال دیئے کسی ایسے شخص نے بیان کیا جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے ان میں سے ایک رقعہ پڑھا جس میں یہ مضمون تھا۔

رائے عام بحق امام:

بسم الله الرحمن الرحيم۔ اے گروہ مسلمین اپنے ایسے خلیفہ کے لیے اللہ سے دعا کرو جو عادل اور پسندیدہ اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے مشابہ ہے کہ اللہ اس کے دشمن پر اس کی مدد کرے اور اس کے ظالم کی مشقت میں اس کی کفایت کرے، اپنی نعمت کو اس پر اس امت پر اس کی بقا سے مکمل کرے، کیونکہ موالیٰ نے اسے پکڑا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرے، اس پر چند روز سے سختی کی جارہی ہے، اس امر کا منتظم احمد بن محمد بن ثوانہ اور الحسن بن مخلد ہے، خدا رحم کرے اس پر جو اپنی نیت درست کرے اور دعا کی اور محمد ﷺ پر درود پڑھا۔“

موالیوں کی المہندی سے درخواست:

جب اسی سال ۴ صفر کو چار شنبہ کا دن ہوا تو موالیٰ کرخ میں متحرک ہوئے، انھوں نے ایک جماعت کو المہندی کے پاس روانہ کیا جن میں سے ایک شخص کی زبان پر جس کا نام عیسیٰ تھا یہ تھا کہ ”ہمیں اس امر کی حاجت ہے کہ ہم امیر المومنین کو کچھ بتائیں۔“ انھوں نے یہ درخواست کی کہ امیر المومنین ان کے پاس اپنے کسی بھائی کو روانہ کرے لہذا اس نے عبد اللہ ابو القاسم کو روانہ کیا جو اس کے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، اس کے ہمراہ محمد بن مباشر عرف کرخی کو بھی روانہ کیا وہ دونوں ان کے پاس گئے اور حال دریافت کیا، انھوں نے بیان کیا کہ ”ہم لوگ امیر المومنین کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے، یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ بن بغا اور با یکباک اور ان کے سرداروں کی ایک جماعت اس کی معزولی کا قصد رکھتی ہے، ہم اس کے خلاف اپنی جانیں دیں گے اس کے متعلق چند رقعے پڑھے ہیں جو مسجد اور راستوں میں ڈالے گئے تھے۔“

اسی کے ساتھ انھوں نے اپنی بد حالی اور تاخیر عطا کی بھی شکایت کی کہ ”جاگیریں ان کے سرداروں کو چلی گئیں، جنھوں نے جائیداد اور خراج کو تباہ کر دیا، بڑوں نے معاون اور رسوم قدیمہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ عورتوں اور گھروالوں کی تنخواہوں نے خراج کی اکثر

آمدنی کو گھیر رکھا ہے۔“

درخواست دہندگان کو المہدی کا جواب:

ابو القاسم عبد اللہ بن الواثق نے ان سے کہا کہ تم یہ سب امیر المومنین کے نام ایک معروضے میں لکھ دو میں تمہارے لیے اس کے پہنچانے کا ذمہ دار ہوں، انھوں نے یہ لکھ دیا، کاتب محمد بن ثقیف الاسود تھا جو کبھی کبھی رئیس کرخ عیسیٰ کے لیے لکھا کرتا تھا، ابو القاسم اور محمد مباشر واپس ہوئے اور اس معروضے کو المہدی تک پہنچا دیا، اس نے اس کا جواب اپنے قلم سے لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی، صبح کو ابو القاسم کرخ گیا اور اس کے پاس پہنچا تو وہ لوگ اسے شناس کے گھر لے گئے، ان لوگوں نے اپنے واسطے مسجد جامع بنالیا تھا، وہ صحن میں ٹھہر گیا، اس کے لیے وہ بھی ٹھہر گئے، ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو سوار اور قریباً پانچ سو پیادے جمع ہو گئے، اس نے انھیں المہدی کا سلام کہا کہ امیر المومنین تم سے کہتا ہے کہ تمہارے نام میرا یہ فرمان میرے قلم اور میری مہر کا ہے، اسے سنو اور غور کرو۔ یہ کہہ کر وہ فرمان ان کے کاتب کو دے دیا، اس نے پڑھا، لکھا تھا۔

فرمان خلافت:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، درود بھیجے اللہ محمد نبی ﷺ پر اور ان پر بہت بہت سلام کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ہدایت کرے۔ اور ہمارا اور تمہارا محافظ مددگار ہو، میں نے تمہارا خط سمجھا اور تم نے اپنی جس فرماں برداری کا ذکر کیا اس نے مجھے مسرور کیا تم لوگ جس امر پر قائم ہو اللہ تعالیٰ تمہاری جزا کو اچھا کرے، اور تمہاری حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ جو کچھ اپنی محبت و حاجت تم نے بیان کی ہے تو یہ تمہارے بارے میں مجھ پر بہت گراں ہے، اور بخدا مجھے یہ بہت پسند ہے کہ تمہاری بہتری و درستی کا سامان مہیا ہو جائے۔ اس طور پر کہ نہ میں کھاؤں اور نہ اپنے بیوی بچوں کو کھاؤں مگر وہی غذا کہ اس سے کمتر اور کوئی شے نہ ہو، اور نہ اپنے بچوں کو پہناؤں مگر وہی جس سے ستر عورت ہو، خدا تمہاری حفاظت کرے، بخدا جب سے کہ میں تمہارے امور کا ذمہ دار بنا ہوں خود میرے لیے اور میرے بیوی بچوں کے لیے اور اپنے غلاموں اور خاندان والوں کے مستحقین کے لیے جو میری طرف آیا وہ پندرہ ہزار دینار سے زائد نہیں ہے، تم لوگ بھی اس سے واقف ہو جو آیا اور جو آئے گا اور وہ سب تم پر صرف کیا جائے گا اور تم سے بچا کے جمع نہیں کیا جائے گا۔

یہ جو تم نے بیان کیا جو تمہیں پہنچا اور جس کے متعلق تم نے وہ رقعے پڑھے جو مسجدوں اور راستوں میں ڈالے گئے اور جو اپنی جانیں ٹم نے پیش کیں تو تم لوگ اس کے اہل ہو، تم اپنے بیان کی کہاں تک معذرت کرتے ہو حالانکہ ہم اور تم مثل ایک جان کے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری جانوں اور عہدوں اور امانتوں کی اچھی جزا دے اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہیں پہنچا، اس پر تمہارا عمل ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ جو تم نے جاگیر اور معاون وغیرہ کا ذکر کیا تو میں اس میں غور کرتا ہوں اور اسے تمہاری پسند کے موافق کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ، والسلام علیکم، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سیدھا راستہ بتائے اور ہمارا اور تمہارا حافظ ہو، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل پر اور سلام کثیران پر نازل کرے۔“

جب پڑھنے والا اس مقام پہ پہنچا کہ ”مجھے بھی پندرہ ہزار دینار سے زیادہ نہیں پہنچے“ تو ابو القاسم نے قاری کو اشارہ کیا جس

سے وہ خاموش ہو گیا، اس نے کہا کہ ”یہ وہ ہے جس کی یہ مقدار ہے، حالانکہ امیر المومنین اپنی امیری کے زمانے میں اس سے کم مدت جتنے کا مستحق ہوتا تھا وہ اس کی پوری تنخواہ اور مہمانی اور معونت سے بہت زیادہ تھا۔ تم لوگ اسے بھی جانتے ہو جو اس سے پہلے گزر گیا کہ وہ مخنثوں اور مطربوں کے اور تماشے والوں کے انعامات اور محلات کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا کرتا تھا، لہذا امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو۔“

جمہور کا مطالبہ:

اس کے بعد اس نے پھر پڑھا یہاں تک اس کے ختم تک آ گیا، جب فارغ ہوا تو بہت گفتگو ہوئی، ابوالقاسم نے کہا کہ اس متعلق لکھ دو اور اسے خلفاء کی ڈاک کے ساتھ روانہ کر دو اور اسے سرداروں اور ان کے تابعوں اور کرن اور سامرا کے واقف کاروں کی طرف لکھو، انھوں نے اس میں امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرنے کے بعد لکھا کہ جو کچھ ان کی درخواست ہے یہ ہے۔

تمام امور خاص اور عام کے امیر المومنین کے پاس براہ راست پیش ہوں۔

تمام رسوم ویسے ہی کر دیئے جائیں، جیسے کہ زمانہ المستعین باللہ میں تھے۔

ان میں نو نو پر ایک ایک عریف ہو، چچاس پر ایک نائب ہو اور سو پر ایک ایک قائد ہو، عورتیں اور زیادات اور معاون ساقط کر دیئے جائیں، اور کوئی مولیٰ کسی قبائے میں داخل نہ ہو۔

ہر دو ماہ میں مسلمانوں کے لیے اجر عطا کا ضابطہ عطا مقرر کر دیا جائے، جیسا کہ پہلے ہوتا رہا۔ جاگیریں باطل کر دی جائیں، امیر المومنین جس کو چاہے زیادہ دے دے، اور جس کا چاہے مرتبہ بلند کر دے۔

جمہور کی ترک سرداروں کے قتل کی دھمکی:

انھوں نے بیان کیا کہ وہ اپنے مطالبات کے بعد امیر المومنین کے دروازے پر جائیں گے اور اس وقت تک وہیں مقیم رہیں گے جس وقت تک ان کی حاجتیں پوری ہوں، اگر انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان امور میں سے کسی پر بھی امیر المومنین کے سامنے کسی نے اعتراض کیا تو وہ اس کا سر کاٹ لیں گے، اگر امیر المومنین کے سر میں سے کوئی بال گرا تو وہ اس کے بدلے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور مفتح اور یاجور اور بکالیا وغیرہ کو قتل کر دیں گے، انھوں نے امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کی اور مطالبہ ابوالقاسم کے حوالے کر دیا وہ اسے لے کر واپس ہوا اور حضور خلافت میں پہنچا دیا، سامرا کے موالیٰ میں حرکت پیدا ہوئی سردار بہت پریشان ہوئے، المہدی مظلّم کے لیے بیٹھا ہوا تھا اور فقہاء اور قضاة داخل کئے گئے تھے وہ اور وہ لوگ اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور سردار اپنے اپنے ٹھکانے سے کھڑے ہوئے تھے ابوالقاسم کا داخلہ دادخواہوں کے داخلے سے پہلے ہوا المہدی نے اس عرضداشت کو کھلم کھلا پڑھا اور موسیٰ بن بغا سے خلوت میں بات کی، سلیمان بن وہب کو حکم دیا کہ وہ ایک رقعے میں ان کی درخواست کی منظوری کا فرمان لکھ دے پھر جب اس نے خط کے ایک یا دو فقرے میں ایسا کیا تو ابوالقاسم نے کہا کہ ”یا امیر المومنین انھیں صرف امیر المومنین ہی کے دستخط سے تسلی ہوگی۔“

عوامی مطالبات کی منظوری:

المہدی نے رقعہ لے لیا اور اسے کاٹ دیا جو سلیمان نے اس میں حکم لکھا تھا اور ہر باب میں ان کی درخواست کی منظوری کا

فرمان لکھا اس کے بعد اپنے قلم سے ایک خط اور لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی اور اسے ابوالقاسم کے حوالے کیا، ابوالقاسم نے موسیٰ اور بایکباک اور محمد بن بغا سے کہا کہ تم لوگ ان کے پاس میرے ہمراہ اپنے قاصد روانہ کرو جو ان سے اس خبر کی معذرت کریں جو تمہاری جانب سے انھیں پہنچی، ہر ایک نے ان میں سے ایک آدمی کو روانہ کیا، ابوالقاسم ان کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہ لوگ اپنے مقامات میں تھے اور وہ تقریباً ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادے ہو گئے تھے یہ اسی سال ۵ صفر یوم پنج شنبہ کو ہوا، اس نے لوگوں کو امیر المومنین کا سلام کہا کہ امیر المومنین نے جو کچھ تمہاری درخواست تھی اسے منظور کر لیا، لہذا امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو اس کے بعد اس نے وہ فرمان ان کے کاتب کو دے دیا، اس نے جو مطالب اس میں تھے انھیں پڑھ کر سنائے، پھر امیر المومنین کا خط پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا۔

المجہدی کا فرمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے اللہ کی رحمت کا ملہ نازل ہو محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل پر اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کرے اور تمہاری حفاظت کرے اور تمہیں کامیاب کرے اور تمہارے امور کی اور مسلمانوں کے ان امور کی جو تمہارے ساتھ ہیں اور تمہارے ہاتھ میں ہیں اصلاح کرے، میں نے تمہارا خط سمجھا اور تمہارے رئیسوں کو پڑھ کر سنایا تو انھوں نے وہی بیان کیا جو تم نے بیان کیا، اور وہی سوال کیا جو تم نے سوال کیا اور میں نے تمام امور منظور کر لیے جن کی تم نے درخواست کی، تمہاری بھلائی اور تمہارے اتفاق اور تمہاری یک زبانی پسند ہونے کی اور میں نے تمہاری عطا کا حکم دے دیا کہ وہ تم پر جاری رہے لہذا تم لوگوں کو حرکت کی حاجت نہیں ہے اپنے دل میں خوش ہو جاؤ والسلام۔

اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کرے، تمہاری حفاظت کرے تمہیں کامیاب کرے تمہاری اور مسلمین کے ان امور کی جو تمہارے ساتھ یا تمہارے اوپر ہیں اصلاح فرمائے۔

جمہور کا پانچ مطالبات پر اصرار:

جب پڑھنے والا پڑھنے سے فارغ ہوا تو ابوالقاسم نے کہا کہ یہ لوگ تمہارے رئیسوں کے قاصد ہیں جو تم سے کسی بات کی معذرت کریں گے بشرطیکہ ان کی طرف سے تمہیں کچھ آزار پہنچا ہو، وہ کہتے ہیں کہ ”تم لوگ تو بھائی ہو، ہم سے ہو اور ہماری طرف ہو“۔ قاصدوں نے بھی اسی طرح کا کلام کیا، ان لوگوں نے بھی بڑی طویل گفتگو کی، ایک عریضہ امیر المومنین کو لکھا جس میں پہلے کی طرح انھوں نے معذرت کی تھی، اور اس میں چند ایسے امور بھی بیان کئے جن کو اس کے پہلے بیان کر چکے تھے کہ انھیں قناعت نہیں ہو سکتی جب تک یہ پانچ فرمان ان کے لیے نہ نافذ کر دیئے جائیں:

- ① زیادات کی کمی۔
- ② جاگیریں واپس۔
- ③ موالی بواہین (دربان سے نکال کر برائین (مٹی کے برتن بنانے والے) میں شمار ہوں۔
- ④ رسوم کو اس طریقے پر واپس لایا جائے جیسا کہ وہ زمانہ مستعین میں تھیں۔
- ⑤ طریقہ ماتحتی کی واپسی یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جس کے ماتحت پچاس اہل بیوتات ہوں اور پچاس اہل سامراجو

دو ادین سے تعلق رکھیں۔

امیر المومنین لشکر کو اپنے کسی بھائی کے یا کسی غیر کے جس کو وہ مناسب سمجھے سپرد کر دے تاکہ وہ اس کے اور ان کے درمیان ان کے امور کی پیامبری کرے وہ شخص موالیٰ میں نہ ہو صالح بن وصفیٰ کو حکم دیا جائے کہ وہ حساب دے اس سے اور موسیٰ بن بغا سے ان خزانوں کا حساب لیا جائے کہ جو ان کے پاس ہیں۔

ہمیں کوئی شے اس سے کم پر رضا مند نہیں کرے گی، مع تنخواہ کی تعمیل کے، اور دو وظائف کی ہر دو ماہ میں مسلسل ادا ہونے کے ہم نے اہل سامرا اور مغربیوں کو سامرا آنے کے بارے میں لکھا ہے، ہم خود امیر المومنین کے دروازے پر جانے والے ہیں کہ مطالبات پورے کیے جائیں۔“

جمہور کی ترک سرداروں کو دھمکی:

یہ عریضہ انھوں نے ابو القاسم برادر امیر المومنین کو دے دیا۔ ایک دوسرا خط موسیٰ بن بغا، بایکباک، محمد بن بغا، مفلح، امیر المومنین ان کی درخواست سے انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہ لوگ اس کی مخالفت کریں ”امیر المومنین کے اگر ایک پھانس بھی چھ جائے یا اس کے سر کا ایک بال بھی لے لیا جائے تو ان سب کا سر لے لیا جائے گا، کوئی امر ہمیں مطمئن نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ صالح بن وصفیٰ ظاہر ہو وہ اور موسیٰ بن بغا جمع ہوں کہ غور کیا جائے کہ خزانے کا مقام کون سا ہے، کیونکہ صالح نے اپنے پوشیدہ ہونے سے قبل وعدہ کیا تھا کہ چھ ماہ کی تنخواہ دے گا۔

انھوں نے یہ خط موسیٰ کے قاصد کو دے دیا، چند آدمی ابو القاسم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ وہ ان کے عریضے کو امیر المومنین کو پہنچا دیں اور امیر المومنین کی بات سنیں، ابو القاسم واپس ہوا تو موسیٰ نے تقریباً پانچ سو سوار روانہ کیے جو باب الحیر پر محل اور کرخ کے درمیان کھڑے ہو گئے، ابو القاسم اور ان لوگوں کے قاصد اور خود ان کے قاصد ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ کو اس قوم کا خط دے دیا جو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے نام تھا، اس جماعت میں کاتبین میں سے سلیمان بن وہب اور اس کا لڑکا اور احمد بن محمد بن ثوبہ وغیرہ تھے، اس نے وہ خط پڑھ کے سنایا تو ابو القاسم نے انھیں بتایا کہ ہمراہ قوم کا ایک عریضہ امیر المومنین کے نام بھی ہے جسے ان کو اس نے نہیں دیا۔

پانچ مطالبات کی منظوری:

وہ سب لوگ سوار ہو کر المہدی کے پاس گئے، اسے اس حالت میں پایا کہ تمام فرض پڑھ کر دھوپ میں ایک کنبل پر بیٹھا ہوا تھا، محل کے تمام آلات ابولہب کو توڑ دیا تھا، وہ لوگ اندر گئے اور اسے عریضے پہنچا دیئے، بڑی دیر تک علیحدہ رہے۔

المہدی نے سلیمان بن وہب کو ان لوگوں کی درخواست کے مطابق لکھنے کا حکم دیا، المہدی نے انھیں اپنی کتاب میں اپنے قلم سے درج کر کے نافذ کر دیا اور اپنے بھائی کو دے دیا، سرداروں نے انھیں اپنے خطوط کا جواب لکھا اور موسیٰ کے ساتھی کو دے دیا، ابو القاسم ان کے پاس مغرب کے وقت پہنچا، انھیں المہدی کا سلام کہا، اس کا خط پڑھ کر سنایا۔ جس میں یہ مضمون تھا۔

جمہور کے نام المہدی کا فرمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی اطاعت کی اور جو کام اسے راضی کرے اس کی توفیق دے، میں

نے تمھارا خط سمجھ لیا، اللہ تعالیٰ تمھارا نگہبان ہو، تمھاری درخواست کے مطابق تمھارے لیے پانچوں فرمان نافذ کر دیئے، تم لوگ اسے مقرر کرو جو دفتر کا انتظام کرے، انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو تم نے درخواست کی ہے کہ تمھارا معاملہ میں اپنے کسی بھائی کے سپرد کر دوں کہ وہ مجھے تمھارے حالات پہنچائے اور مجھ تک تمھاری ضروریات کو پہنچا دے تو بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود انجام دوں اور تمھارے حالات سے اور جس میں تمھاری مصلحت ہے، خبردار رہوں میں انشاء اللہ تمھاری درخواست کے مطابق کسی شخص کا تمھارے لیے اپنے بھائیوں یا غیروں میں سے انتخاب کرنے والا ہو۔ لہذا تم لوگ اپنی ضروریات اور وہ امور جس میں تم اپنی مصلحت جانتے ہو مجھے لکھ دو، کیونکہ میں اسے تمھاری پسند کے موافق انشاء اللہ کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور کاموں کی جو اسے راضی کریں، توفیق دے۔

موسیٰ بن بغا کا عوام کے نام پیغام:

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کا خط بھی پہنچا دیا، جس میں یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا تمھیں سلامت رکھے، تمھاری نگہبانی کرے، اور تم پر اپنے انعام پورے کرے، ہم نے تمھارا خط سمجھا، تم تو ہمارے بھائی اور ہمارے چچا کے بیٹے ہو، ہم وہی کرنے والے ہیں جو تم پسند کرتے ہو، امیر المومنین نے خدا سے عزت دے جو کچھ تم نے سوال کیا تمھاری پسند کے موافق حکم دے دیا ہے اور اپنے فرمان نافذ کر دیئے ہیں۔

یہ جو تم صالح مولیٰ امیر المومنین کا معاملہ اور ہمارا اس پر غصہ بیان کیا ہے تو وہ بھائی ہے اور اس چچا کا بیٹا ہے اس کے متعلق بھی ہم نہیں چاہتے جو تمھیں ناپسند ہو اگر اس نے تم سے چھ مہینے کی تنخواہ تمھیں دینے کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے امیر المومنین کی خدمت میں رقعے پیش کر دیئے ہیں، جس میں وہی درخواست کی ہے جو تم نے سوال کیا ہے۔

یہ جو تم نے امیر المومنین پر اعتراض نہ کرنے اور معاملے کو اس کے سپرد کر دینے کے بارے میں کہا ہے تو ہم لوگ امیر المومنین کا حکم سننے والے اور اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ تمام امور اللہ کے سپرد ہیں اور وہی ہمارا مالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں، ہم کسی چیز میں بھی اس پر بالکل اعتراض نہ کریں گے۔

یہ جو تم نے بیان کیا کہ ہم لوگ امیر المومنین کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں، تو جو ایسا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ برائی میں رکھے اور اسے اس کی دنیا و آخرت میں رسوا کرے، اللہ تعالیٰ تمھیں سلامت رکھے، اور تمھاری نگہبانی کرے اور تم پر اپنا پورا انعام کرے۔

جمہور میں اختلاف رائے:

جب یہ خطوط انھیں پڑھ کر سنائے گئے تو انھوں نے ابوالقاسم سے کہا کہ اب اس وقت تو شام ہو گئی، ہم رات بھر اپنے معاملے میں غور کر کے صبح کو لوٹیں گے کہ تجھے اپنی رائے سے آگاہ کریں، سب جدا ہو گئے اور ابوالقاسم امیر المومنین کے پاس آ گیا، جب جمعہ کی صبح ہوئی تو جب پہلا گھنٹہ ختم ہوا تو موسیٰ بن بغا امیر المومنین کے ایوان سے سوار ہو گیا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ سوار ہو گئے یہ سب تقریباً پندرہ سو آدمی تھے، باب الحیر سے نکلا جو محل اور کرخ کی جاگیروں کے متصل ہے، وہاں انھوں نے پڑاؤ کیا، ابوالقاسم برادر المہجدی بھی نکلا، اس کے ساتھ کرخی بھی تھا وہ اس قوم کے پاس پہنچا جو تقریباً پانچ سو سوار اور تین ہزار پیادے تھے، ابوالقاسم

رات ہی میں واپس آ گیا تھا اس کے ساتھ فرمان بھی تھے ان کے درمیان پہنچ گیا تو اس نے المہدی کا ایک رقعہ نکالا جس کی تحریر اس خط کے مشابہ بھی تھی جس میں فرمان درج تھے رقعہ پڑھا تو لوگ شور کرنے لگے، کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ پیادہ موالی کا جو علاقہ سامرا کے الحیر میں سے ان میں شامل ہو رہے تھے، کثیر جمع ہو گیا، ابوالقاسم انتظار کرتا رہا کہ جواب حاصل کر کے واپس ہو اور اسے امیر المومنین کو پہنچا دے، مگر عصر تک جواب نہ مل سکا اور وہ لوگ واپس گئے۔

ایک گروہ تو یہ کہتا تھا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ امیر المومنین کو عزت دے اور وہ ہماری تنخواہیں پوری ہمیں دے دے کیونکہ ہم تاخیر سے ہلاک ہو گئے۔

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم راضی نہ ہوں گے جب تک امیر المومنین ہم پر اپنے بھائیوں کو والی نہ بنا دے گا کہ ایک کرخ میں ہو، ایک ایوان خلافت میں اور ایک سامرا میں، یہ ہم نہیں چاہتے کہ موالی میں سے کوئی شخص ہم پر سردار ہو۔

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو، یہ گروہ بہت قلیل تھا۔ اس قضیے میں جب باتیں بڑھیں تو ابوالقاسم نے واپس آ کر پوری خبر المہدی کو پہنچا دی، اس نے موسیٰ کو آگے کیا جو اس مقام پر تھا جہاں اس نے لشکر جمع کیا تھا وہ بھی اس کے واپس ہوتے ہی واپس ہو گیا المہدی نے جمعہ پڑھ لیا تو لشکر کو محمد بن بغا کے سپرد کیا اور اسے مع اپنے بھائی ابوالقاسم کے قوم کی طرف جانے کا حکم دیا محمد بن بغا اس کے ہمراہ تقریباً پانچ سو سواروں کے ساتھ سوار ہوا، موسیٰ اسی مقام پر واپس آیا، جہاں وہ صبح کو تھا۔

ابوالقاسم کا خطاب:

ابوالقاسم اور محمد بن بغا روانہ ہوئے، دونوں اس میں گھس گئے اور اس نے سب کو اس کے ذریعے سے گھیر لیا، ابوالقاسم نے ان سے کہا کہ امیر المومنین کہتا ہے کہ میں نے ان تمام امور کے متعلق جو تم نے سوال کیا فرمان نافذ کر دیئے اور تمہاری پسندیدہ کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جسے امیر المومنین نے حد تک نہ پہنچا دیا ہو یہ صالح بن وصیف کو ظاہر ہونے کے لیے امان ہے۔ صالح کا امان نامہ پڑھ کر سنایا کہ ”موسیٰ اور بایکباک نے امیر المومنین سے خدا سے عزت دے اس کی درخواست کی تو اس نے ان دونوں سے اسے قبول کر لیا، اور اسے بڑی تاکید سے مضبوط کر دیا۔“ پھر پوچھا کہ ”اب کس بات پر تمہارا اتفاق ہے؟“ انھوں نے بہت سی باتیں کیں۔

سرداروں کے عہدوں کے متعلق مطالبہ:

وہ بات جو اس نے اپنی واپسی کی وقت حاصل کی یہ تھی کہ انھوں نے کہا ”ہم یہ چاہتے ہیں کہ موسیٰ بغا کبیر کے مرتبے میں ہو اور صالح وصیف کے اس مرتبے میں ہو جو زمانہ بغا میں تھا بایکباک اپنے مرتبہ سابق میں ہو، لشکر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے تک اسی کے ہاتھ میں رہے جس کے ہاتھ میں ہے، صالح نکلے تنخواہیں دے اور فرمانوں کے مطابق ان کی تنخواہوں کو جاری کر دے“ سب کچھ مان لینے پر واپس چلے، بقدر پانچ سو گز کے گئے تھے کہ ان میں اختلاف ہو گیا ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ایک جماعت نے کہا ہم راضی نہیں ہیں، المہدی کے قاصدوں نے واپس جا کر کہہ دیا کہ وہ لوگ متفرق ہو گئے اور اس پر تیار ہیں کہ واپس ہو جائیں، موسیٰ بھی یہ سن کر واپس ہو گیا، کرخ اور سامرا کے لوگ بھی اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے۔

صالح بن وصیف کی حوالگی کا مطالبہ:

ہفتے کی صبح ہوئی تو وصیف کا بیٹا اس طرح سوار ہوا کہ موالی اور غلاموں کی ایک جماعت اس کے ہمراہ تھی اور لوگ آپس میں پکارنے لگے ”ہتھیار ہتھیار“ صالح بن وصیف کے پیادوں کے گھوڑے لوٹ لیے اور چلے گئے، سامرا میں وادی اسحاق بن ابراہیم کے کنارے مسجد الحنین ام ولد متوکل کے قریب پڑاؤ کیا، اسی وقت ابوالقاسم بھی المہندی کے ارادے سے سوار ہوا، اپنے راستے میں ان کے پاس سے گزرا، لوگ اس کے خادموں اور غلاموں سے لپٹ گئے کہ امیر المومنین کو ہمارا پیام پہنچا دے، اس نے جواب دیا کہ کہو وہ گڑبڑ کرنے لگے باتوں سے اسے سوائے اس کے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ہم لوگ صالح کو چاہتے ہیں، وہ روانہ ہوا، امیر المومنین کو اور موسیٰ کو اور سرداران حاضرین کو یہ پیام پہنچا دیا۔

موسیٰ بن بغا کی رواں گئی:

اس شخص سے مذکور ہے جو اس مجلس میں موجود تھا کہ موسیٰ بن بغا نے کہا کہ ”وہ لوگ صالح کو مجھ سے مانگتے ہیں، جیسے میں نے اسے چھپایا ہے، اور وہ میرے پاس ہے، اگر وہ ان کے پاس ہو تو انھیں مناسب ہے کہ اسے ظاہر کریں“۔ قوم کے جمع ہونے کے اور لوگوں کے ان کی طرف امنڈ آنے کی خبر کو اس نے ان سے بڑی تاکید سے بیان کیا، امیر المومنین ہی کے ہاں سے قتال کی تیاری کر لی، ہتھیار لگا کر سوار ہوئے، اور الحیر کا راستہ اختیار کیا، چوتھے اور جامع مسجد کی پشت کے درمیان جمع ہو گئے، یہ خبر ترکوں کو اور جو ان کے پاس پناہ گزیں تھے، انھیں پہنچی تو وہ اس طرح بھاگتے ہوئے واپس ہوئے کہ نہ کوئی سوار پیادے کی طرف رخ کرتا تھا اور نہ کوئی بڑا چھوٹے کی طرف، الدروب اور الازوقہ میں گھس کر اپنے گھروں میں چلے گئے، موسیٰ اور اس کے سب ساتھی چلے گئے تھے، کوئی سردار سامرا میں نہ تھا جو امیر المومنین کے ہاں سوار ہو کے جائے الحیر، میں جبر ہے یہاں تک کہ الحاکمین کے متصل سے نکلے اس کے بعد روانہ ہوئے۔ رخ اور داجن اور جو ان دونوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بغداد کے راستے پر روانہ ہو کر سوق الغنم پہنچ گئے، اس کے بعد شارع ابی احمد کی طرف پلٹے اور موسیٰ کے لشکر سے مل گئے۔

صالح بن وصیف کی تلاش:

موسیٰ اور ان سرداروں کی جماعت جو اس کے ساتھ تھی، جیسے یا جور، سائکین، یار جوخ اور عیسیٰ کرخی یہ لوگ شارع ابی احمد کی طرف چل کر الوادی پہنچے اور محل واپس آئے، موسیٰ کے ساتھی لشکر کی مقدار جو اس دن کہ وہ ہفتے کا دن تھا، چار ہزار سوار تھی جو ہتھیار اور کمانون اور زربھوں اور جوشن اور نیزوں سے مسلح تھے، اور اکثر سرداران کرخی جو اس لشکر میں تھے، وہ موسیٰ کے ہمراہ صالح کو تلاش کر رہے تھے، ان کا ارادہ اس سے لڑنے کا تھا جو صالح کو طلب کرے

صالح کے متعلق اعلان:

کسی ایسے شخص سے مذکور ہے جو ان کے حال سے خبردار تھا کہ اکثر ان میں کے جو موسیٰ کے ہمراہ سوار تھے ان کی محبت صالح کے ساتھ تھی اس روز کوئی حرکت نہ ہوئی، جب یہ جماعت محل پہنچ گئی تو سب سے پہلی چیز جو ان سے ظاہر ہوئی وہ یہ منادی تھی۔

”کل یک شنبہ صبح کو صالح کے اہل و عیال اور اس کے سرداروں، غلاموں اور ساتھیوں میں سے جو شخص امیر المومنین کے ہاں حاضر نہ ہوگا اس کا نام کاٹ دیا جائے گا، اس کا گھرویراں کر دیا جائے گا، مارا جائے گا، قید کیا جائے گا اور قید خانے میں ڈال دیا جائے گا“

گا اس جماعت میں تین دن چھپنے کے بعد جو شخص پایا جائے گا اس پر بھی اسی قسم کا عذاب نازل ہوگا اور جو شخص کسی عام آدمی کا گھوڑا لے گا یا راستے میں اس سے تعرض کرے گا اس پر بھی دردناک عذاب نازل ہوگا۔

المساور الشاری کی آتش زنی:

۸ صفر شب یک شبہ کو اسی حالت میں شب بسر ہوئی، دو شبہ کی صبح ہوئی تو المہندی کو یہ خبر ملی کہ المساور الشاری نے شہر میں قتل آتش زنی کی ہے، امیر المومنین نے وہیں جماعت مقاتلین کو آواز دی اور موسیٰ مفلح و بابیکباک کو روانگی کا حکم دیا، موسیٰ نے اپنے خیمے روانہ کر دیئے، ۱۱ صفر یوم چار شبہ کو موسیٰ اور محمد بن بغا اور مفلح کی روانگی رک گئی، ان لوگوں نے کہا کہ اس وقت تک ہم میں سے کوئی نہ جائے گا، جب تک کہ ہمارا اور صالح کا معاملہ طے نہ ہو جائے، سب اس پر متفق تھے، صالح سے ڈرتے تھے کہ وہ ان کے بعد برائی کرے گا۔

صالح بن وصیف کے متعلقین پر حملہ:

بعض موالیٰ سے مذکور ہے کہ میں نے وصیف کے ایک بیٹے کو دیکھا، وہ وہی تھا جس نے ان سب جماعتوں کو جمع کیا تھا، موسیٰ اور بابیکباک کے ساتھ میدان بغا صغیر میں ۱۱ صفر چار شبہ کو گیند تھاپی سے کھیل رہا تھا۔ یہ لوگ صالح بن وصیف کی تلاش میں کوشش کرنے لگے، اس کے سبب سے اس جماعت پر حملہ کیا گیا جو اس کے قبل اس کے متعلقین میں سے تھی جن کو یہ تہمت لگائی تھی کہ اسے پناہ دی ہے، ابراہیم بن سعدان نحوی، ابراہیم طالبی، ہارون بن عبد الرحمن بن ازہر شیبی، ابوالاحوص بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیہ، ابوبکر و ابادابی حملہ جام، شار یہ مغنیہ اور سرخسی سردار پولیس خاص انھیں میں تھے، ان کے علاوہ ایک اور جماعت بھی تھی۔

ابراہیم بن محمد کا بیان:

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق سے مذکور ہے کہ ربع القہر صالح بن وصیف کی حویلی کے قریب ایک عمارت ہے، اس کے مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ ”ہم لوگ یوم یک شبہ کو بیٹھے ہوئے تھے کہ یکا یک گلی سے ایک غلام نکلا، میں نے اسے خوف زدہ دیکھا تو اچنبھا معلوم ہوا تو حال دریافت کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ ہمیں چھوڑ گیا، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وصیف کے موالیٰ میں سے ایک گزرنے والا سامنے آیا جو روزه بہ مشہور تھا، اس کے ہمراہ تین یا چار آدمی تھے، وہ اس گلی میں گھس گئے، اس سے بھی تعجب ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلے اور صالح بن وصیف کو نکالا، ہم نے واقعہ دریافت کیا، یکا یک وہ غلام اس گلی کے کسی گھر میں پانی کی تلاش میں گھس گیا کہ اسے پیئے، اس نے کہا کہ اس نے کسی کہنے والے کو سنا جو فارسی میں کہتا ہے کہ امیر کنارے ہو جا، کیونکہ ایک غلام آیا ہے جو پانی ڈھونڈتا ہے، اس غلام نے بھی یہ سنا اس کے اور اس گزرنے والے کے درمیان جان پہچان تھی وہ اس کے پاس آیا اور اسے خبر دی، گزرنے والے نے تین آدمی جمع کیے اور اس پر ٹوٹ پڑا اور اسے نکال لیا۔

صالح بن وصیف کی گرفتاری:

گزرنے والے نے جو ٹوٹ پڑا تھا کہا کہ مجھ سے اس غلام نے جو کچھ کہا وہ کہا، میں آگے بڑھا، میرے ساتھ تین آدمی تھے، دیکھا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ میں آئینہ اور کنگھا ہے اور وہ اپنی ڈاڑھی میں کر رہا ہے، اس نے مجھے دیکھا تو بھاگا اور ایک گھر میں گھس گیا، میں یہ ڈرا کہ کہیں یہ تلوار یا ہتھیار لینے کے خیال میں نہ ہو، میں ٹھیر گیا، دیکھا تو ایک کونے میں چھپا ہے، میں اس کے پاس

گھس گیا اور اس کو نکال لایا اس نے مجھ سے گریہ وزاری کی تو میں نے کہا کہ 'مجھے تیرے چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں لیکن میں تیرے بھائیوں 'ساتھیوں' سرداروں اور تیرے افسروں کے پاس لے چلوں گا اگر ان میں سے دو نے بھی اعتراض کیا تو میں ان کے ہاتھ میں تجھے چھوڑ دوں گا'۔ پھر میں نے اسے نکالا مگر مجھے سوائے اس کے کوئی نہ ملا جو اس کی برائی پر میرا مددگار تھا جب وہ گرفتار کیا گیا تو اسے قریب دو میل کے اس طرح چلایا گیا کہ ساتھ میں سوائے سرکاری آدمیوں کے کوئی نہ تھا جو پانچ سے بھی کم تھے۔

صالح بن وصیف کا قتل:

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت وہ گرفتار کیا گیا تو اس پر ایک کرتہ ایک ریشمی تانے کی صدری اور پاجامہ تھا سر پر کچھ نہ تھا اور وہ برہنہ پا تھا ترکی اہل بق گھوڑے پر لادا گیا عوام اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور خواص روک رہے تھے انھوں نے اسے موسیٰ بن بغا کے گھر پر پہنچایا موسیٰ بن بغا کے گھر لے گئے تو سرداروں میں سے بایکباک اور صالح مفلح اور یاجور اور سائلین وغیرہ اس کے پاس آئے اسے باب الحیر سے نکالا جو جامع مسجد کے قبلے سے متصل ہے کہ محل لے جائیں جب وہ اسے منارے کی حد تک لے گئے تو مفلح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس کے شانے پر ایسی ضرب لگائی جو قریب تھا کہ اسے پچھاڑ دے اس کے بعد اس کا سر کاٹ لیا دھڑ وہیں چھوڑ دیا اور اسے المہدی کے گھر لے گئے۔

صالح بن وصیف کے سر کی تشہیر:

ایوان خلافت میں مغرب کے کچھ ہی قبل پہنچے مفلح کے غلاموں میں سے ایک شخص کی قبا کے دامن میں تھا خون ٹپک رہا تھا اسے لے کے پہنچے تو المہدی مغرب کی نماز کے لیے کھڑا ہو چکا تھا اس لیے اس نے اسے نہیں دیکھا وہ اسے نکال لائے کہ درست کر لیا جائے المہدی نے اپنی نماز ادا کر لی اور انھوں نے اسے خبر دی کہ صالح کو قتل کر دیا اور وہ اس کا سر لائے ہیں تو اس نے اس سے زیادہ ان سے کچھ نہ کیا کہ یہ کہا کہ اسے دکھاؤ اور اپنی تسبیح میں لگ گیا یہ خبر اس کے گھر پہنچی تو فریاد بلند ہوئی وہ لوگ اس رات کو سو رہے جب ۲۳/ صفر دو شنبے کا دن ہوا تو صالح بن وصیف کا سر ایک نیزے پر چڑھایا گیا اور اسے گھمایا گیا۔

منادی کی گئی کہ یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو اپنے آقا کو قتل کرے تمھوڑی دیر کیلئے باب العامہ پر لٹکا دیا گیا اور اس کے بعد ہٹا لیا گیا پے در پے تین دن تک ایسا ہی کیا گیا دو شنبے کے دن جب کہ صالح بن وصیف کا سر لٹکا یا گیا بغاصغیر کا سر نکالا گیا اور اس کے اعزاء کو دے دیا گیا تاکہ دفن کر دیں۔

صالح کے قتل پر مفلح کا اظہار افسوس:

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے مفلح کو اس طرح دیکھا کہ اس نے بغا کے سر کو دیکھا تو رونے لگا اور کہا کہ خدا مجھے قتل کرے اگر تیرے قاتل کو قتل نہ کروں جب ۲۶ شعبان کا دن ہوا تو موسیٰ نے وہ سر ام الفضل وصیف کی بیٹی کو بھیجا وہ النوشری کی بیوی تھی اور اس کے قبل سلمۃ بن خاقان کے پاس تھی۔

بعض بنی ہاشم سے مذکور ہے کہ ام الفضل نے موسیٰ بن بغا کو صالح کے قتل پر مبارک باد دی موسیٰ نے کہا کہ وہ امیر المومنین کا دشمن تھا ام الفضل نے بایکباک کو مبارک باد دی تو اس نے کہا کہ یہ مبارک باد میرے لیے نہیں ہے صالح تو میرا بھائی تھا۔

صالح بن وصیف کے قتل پر السلولی کے اشعار:

جب صالح بن وصیف قتل کیا گیا تو السلولی نے موسیٰ کے لیے اشعار ذیل کہے۔

- ۱۔ ونلت وترک من فرعون حین طغیٰ وجئت اذ جئت یاموسیٰ عنی قدر ترجمہ: ”تو نے فرعون سے اپنا انتقام لے لیا جب اس نے سرکشی کی۔ اے موسیٰ تو جب آیا تو اپنے مرتبے پر آیا۔
- ۲۔ ثلثۃ کنہم باغ اخو حسد یرمیک باظلم والعدوان عن وتر ترجمہ: تین ہیں جو سب کے سب باغی ہیں ہر ایک حسد کا بھائی ہے۔ جو ظلم وعدوان کا تیر مارتا ہے۔
- ۳۔ وصیف بالکرخ مٹول بہ وبغا بالجرس محترق بالجمر والشرر ترجمہ: وصیف کرخ میں ہے جس کی ناک کان کٹ چکے ہیں، وبغا۔ الجسر پر چنگاری اور شعلے میں جل رہا ہے۔
- ۴۔ وصالح بن وصیف بعد منعضر فی الحیر جیفته والروح فی سقر ترجمہ: ان کے بعد صالح بن وصیف ہے جوٹی میں چڑ رہا ہے۔ اس کی لاش الحیر میں ہے اور روح جہنم میں۔“

متفرق واقعات:

اسی سال جمادی الاولیٰ کی چاند رات کو موسیٰ بن بغا اور بایکباک نے مساور الشاری کی طرف کوچ کیا، اور محمد بن الواثق نے ان کی مشالیت کی۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مساور بن عبد الحمید اور عبید الحمروسی کا الکلیل میں مقابلہ ہوا وہ دونوں مختلف الرائے تھے، مساور کی عبیدہ پر فتح ہوئی اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

اسی سال اور اسی مہینے میں مساور الشاری اور مفلح کا مقابلہ ہوا، مساور کی جانب سے مجھ سے بیان کیا گیا کہ وہ العروسی کو قتل کرنے کے بعد اس حالت میں کہ اس کے ساتھی بہت زخمی تھے اور وہ اس جنگ سے تھک گئے تھے جو دونوں فریق کے درمیان ہوئی تھی، الکلیل سے موسیٰ کے لشکر کی طرف اور جو اس لشکر میں شامل ہو گئے تھے ان کی طرف واپس ہوا، وہ لوگ حفاظت کر رہے تھے، اس نے ان پر حملہ کر دیا، کامیابی کی جو امید تھی بر نہ آئی، یہ مقابلہ جبل زنبی میں ہوا تھا، آخر وہ اس کے ساتھی اس پہاڑ کے متصل ہو گئے، پھر اس کی چوٹی پر چلے گئے، وہاں آگ لگائی اور اپنے نیزے گاڑ دیئے، موسیٰ کا لشکر اس پہاڑ کے میدان میں تھا، مساور اور اس کے ساتھی اس راستے کے علاوہ جس میں موسیٰ نے اپنا لشکر اتارا تھا اس پہاڑ سے اترے وہ چلا گیا موسیٰ اور اس کے ساتھی یہ سمجھتے رہے کہ پہاڑی پر ہے وہ لوگ ان سے بچ گئے۔

اہل کرخ کی المہدی سے ملاقات:

اسی سال ۲۴/ رجب کو المہدی معزول کیا گیا اور ۱۸/ رجب پنج شنبہ کو اس کی وفات ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲/ رجب کو ساکنان کرخ نے سامرا میں اپنی عطا کے لیے حرکت کی المہدی نے ان کے پاس طباً کو جو ان کا رئیس تھا اور اپنے بھائی عبد اللہ کو بھیجا، دونوں نے ان سے گفتگو کی، انھوں نے ان کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم امیر المومنین سے بالمشافہ گفتگو کریں، ابو نصر بن بغرات میں چھپ کر اپنے بھائی کے لشکر کی طرف نکل گیا جو الشاری کے قریب السن میں تھا، محل میں ایک جماعت داخل ہوئی، یہ چہار شنبہ کا دن تھا، المہدی نے ان لوگوں سے دیر تک گفتگو کی، ان کی عطا چار

شنبہ و پنج شنبہ کو بند کی گئی تھی، وہ منتظر تھے کہ یہ معلوم کریں کہ موسیٰ بن بغا کیا کرتا ہے، موسیٰ نے اپنے لشکر کو ایک مہینے کی تنخواہ دی تھی، وہ اشاری کے مقابلے پر تھا، اس کے ساتھی قرار سے ہوئے تو اختلاف پڑ گیا۔ موسیٰ خراسان کے ارادے سے چلا گیا۔

المہدی کا بایکباک کے نام پیغام:

اسباب اختلاف میں اور ترکوں سے لڑنے کے لیے مہدی کے نکلنے کے باعث میں مختلف روایتیں ہیں، بعض کہتے ہیں کہ جس وجہ سے اشاری کے سامنے سے موسیٰ ہٹ گیا، اس کی جنگ ترک کردی اور خراسان چلا گیا، وہ وجہ یہ ہے کہ المہدی نے بایکباک کو ایسے وقت کہ وہ موسیٰ کے ساتھ مشاور اشاری کے مقابلے میں مقیم تھا، اپنی طرف مائل کرنا چاہا، اسے لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ اس لشکر کو جو موسیٰ کے ساتھ ہے، خود اپنے ماتحت کر لے، اور وہی ان پر سردار ہو جائے، یہ کہ موسیٰ بن بغا اور مفلح کو قتل کر دے یا قید کر کے دونوں کو اس کے پاس بھیج دے۔

بایکباک اور موسیٰ بن بغا کی گفتگو:

جب وہ خط بایکباک کو ملا تو وہ اسے لے کر موسیٰ بن بغا کے پاس گیا، اور اس سے کہا کہ ”میں اس سے خوش نہیں ہوں، کیونکہ یہ تدبیر تو ہم سب کے خلاف ہے، جب آج تیرے ساتھ کچھ کیا جائے گا تو کل میرے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا، تیری کیا رائے ہے۔“ اس نے کہا کہ ”میری رائے یہ ہے کہ تو سامراجا کے اسے اطلاع دے کہ تو اس کی اطاعت میں ہے اور موسیٰ مفلح پر اس کا مدد گار ہے، وہ تجھ سے مطمئن ہو جائے گا، پھر ہم سب اس کے قتل کی تدبیریں کریں گے۔“

بایکباک کی گرفتاری:

بایکباک آیا اور المہدی کے پاس گیا، وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے، گویا کہ اشاری کے پاس سے آئے ہیں، المہدی ناخوش ہوا کہ ”تو نے لشکر چھوڑ دیا حالانکہ میں نے تجھے یہ حکم دیا تھا کہ تو موسیٰ مفلح کو قتل کر دے، ان کے معاملے میں تو نے ڈھیل دی۔“

اس نے کہا ”اے امیر المومنین میرے لیے ان دونوں کے ساتھ یہ کیونکر ممکن تھا، لشکر کے اعتبار سے دونوں مجھ سے بہت بڑے اور بہت زبردست ہیں، میرے اور مفلح کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا تو میں اس کا انتقام نہ لے سکا، البتہ میں اپنا لشکر اور اپنے ساتھی اور جس نے میری اطاعت کی سب کو لے آیا ہوں کہ ان دونوں کے خلاف تیری مدد کروں اور تیرے معاملے کو طاقت پہنچاؤں، اور موسیٰ کے پاس تو بہت تھوڑی تعداد رہ گئی ہے۔“

اس نے کہا کہ ”اپنے ہتھیار رکھ دے۔“ اور اسے کسی گھر میں داخل کرنے کا حکم دیا۔

اس نے کہا ”اے امیر المومنین مجھ جیسے آدمی کا تو یہ انتظام نہیں ہے جب کہ وہ اس قسم کی وجہ سے آئے، یہاں تک کہ میں اپنے گھر جاؤں اور اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کو اپنے کام کا حکم دوں۔“

اس نے کہا کہ ”اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ مجھے تجھ سے گفتگو کی حاجت ہو۔“

اس کے ہتھیار لے لیے گئے، ساتھیوں کو اس کی خبر میں دی گئی، احمد بن خاقان دربان بایکباک ان میں دوڑنے لگا کہ اپنے صاحب کو تلاش کرو قبل اس کے کہ اس پر کوئی حادثہ گزرے، ترک جوش میں آ گئے، محل کو گھیر لیا۔

صالح بن علی کا مہندی کو مشورہ:

جب المہندی نے یہ دیکھا اس وقت اس کے پاس صالح بن علی بن یعقوب ابن ابی جعفر المصنوع تھا، اس سے مشورہ کیا کہ تو کیا مناسب سمجھتا ہے؟ اس نے کہا۔ اے امیر المومنین، جس شجاعت اور پیش قدمی کو تو پہنچا، تیرے بزرگوں میں سے کوئی نہیں پہنچا، ابو مسلم کی شان اہل خراسان کے نزدیک جتنی کہ اس ترک کی اس لشکر میں ہے اس سے بہت زیادہ تھی، مگر کچھ نہ ہوا سوائے اس کے کہ اس کا سران کی طرف پھینک دیا گیا، یہاں تک کہ انھیں قرار آ گیا، حالانکہ ان میں وہ بھی تھے جو اس کی پرستش کرتے تھے اور اس کو رب بنائے ہوئے تھے تو بھی ایسا کرے گا تو انھیں قرار آ جائے گا، کیونکہ تو پیش قدمی میں منصور سے بھی زیادہ سخت ہے اور دل کی شجاعت میں بھی۔

بایکباک کا قتل:

الکرفی جس کا نام محمد بن المبارک تھا کرخ میں لوہا تھا اور میخیں بنایا کرتا تھا، اسے پیشے سے جدا ہو کر بغداد میں المہندی سے مل گیا تھا، اس نے اس پر بھروسہ کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، اسے بایکباک کی گردن مارنے کا حکم دیا تو اس نے گردن ماری، ترکوں کی یہ حالت تھی کہ محل میں مسلح صف بستہ کھڑے بایکباک کو طلب کر رہے تھے، المہندی نے عتاب بن عتاب قائد کو حکم دیا کہ وہ اس کا سر ان میں پھینک دے، عتاب نے سر لے کر ان کی طرف پھینک دیا، وہ پیچھے ہٹے اور ان میں جوش پیدا ہو گیا ایک شخص نے عتاب پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، المہندی نے فراغہ اور مغاربہ اور اوشیہ اور اشترہ سنیہ اور ان ترکوں کو جنھوں نے دودرہم اور ستو پر اس سے بیعت کی تھی بلا بھیجا وہ آئے اور ان میں بہت سے مقتول ہوئے، کہا گیا ہے کہ ان ترکوں میں سے جنھوں نے قتل کیا تقریباً چار ہزار مقتول ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ہزار اور یہ بھی کہ ایک ہزار اور یہ واقعہ اس سال ۱۳ / رجب یوم شنبہ کو ہوا۔

ساری قوم یوم یک شنبہ کو اکٹھا ہو گئی تمام ترک متفق ہو گئے، سب کا معاملہ ایک ہو گیا، ان میں سے تقریباً دس ہزار آدمی آئے، طغویتا برادر اور بایکباک اور احمد بن خاقان دربان بایکباک تقریباً پانچ سو آدمی کی جماعت میں آئے، جو طغویتا کے ہمراہ تھے۔

مہندی اور ترکوں کی جنگ:

المہندی اس طرح نکلا کہ صالح بن علی اس کے ہمراہ تھا، گلے میں قرآن مجید تھا اور وہ لوگوں کو اس امر کی دعوت دے رہا تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کی مدد کریں، جب شربڑھا تو وہ ترک جو المہندی کے ساتھ تھے اپنے ساتھیوں کی طرف نکل ہو گئے جو برادر بایکباک کے ساتھ تھے، المہندی فراغہ و مغاربہ اور چند عوام میں رہ گیا جو اس کے ہمراہ تھے، پھر طغویتا اور بایکباک نے ان سب پر ایک ایسا حملہ کیا جو طالب قصاص اور ایسے شدید پیاسے اور ایسے طالب انتقام کا ہو جسے بدلہ نہ ملا ہو، صفیں توڑ دیں، انھیں بھگا دیا اور بہتوں کو قتل کر ڈالا، وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگے، المہندی بھی اس طرح شکست اٹھا کر بھاگا کہ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور وہ ندا دے رہا تھا کہ اے گروہ انسانی اپنے خلیفہ کی مدد کرو، اسی طرح ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزید کے گھر پہنچا جو شہبہ بایک کے بعد تھا اور اس میں احمد بن جمیل صاحب المغوینہ بھی تھا، وہاں داخل ہوا، اپنے ہتھیار رکھ کر سفید کپڑے پہن لیے کہ ایک گھر کے اوپر چڑھ کر دوسرے گھر میں اتر کر جائے اور بھاگ جائے، ڈھونڈا گیا مگر نہیں ملا۔

احمد بن خاقان تیس سو اوروں کے ساتھ اسے پوچھتا ہوا آیا، آگاہ ہو گیا کہ وہ ابن جمیل کے گھر میں ہے، وہاں سے وہ بھاگا کہ

چڑھ کر نکل جائے اسے ایک تیر مارا گیا اور ایک تلوار اس کے پیٹ میں بھونک دی گئی، احمد بن خاقان نے گھوڑے یا فخر پر لاد اور اس کے پیچھے سائیکس کو بٹھا کر یہاں تک کہ اسے اپنے گھر لے گیا، لوگ اس کے پاس آئے، اسے چھتیں مارنے اور منہ پر تھوکنے لگے، اسباب و سامان کی قیمت دریافت کرنے لگے، اس نے چھ لاکھ کا اقرار کیا، جنھیں کرنی نے بغداد میں لوگوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے، آزار رسانی کا سامان کیا گیا اور چھ لاکھ دینار کا رقعہ لے لیا گیا، ایک شخص کے حوالے کر دیا، جس نے اس کے خیمے کو مسل کر اس کو قتل کر دیا۔

بعض نے کہا کہ اس کا سبب اور پہلا اختلاف یہ تھا کہ ترکوں کی اولاد میں سے لاحقین جمع ہوئے کہ ہم لوگ اس پر رضامند نہیں ہیں کہ ہم پر سوائے امیر المومنین کے کوئی اور رئیس ہو۔ موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو اس وقت انھوں نے لکھا جب کہ وہ دونوں الشاری کے مقابل تھے، موسیٰ اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا، جمعہ کو الوزیر کے علاقے میں پل تک گیا، المہدی نے الحیر میں پڑاؤ کیا اور وہ ان کے قریب ہو گیا، وہ محل کی طرف مسلح نکلا۔ فراغہ و مغاربہ کا قتل:

جب ۱۳/ رجب یوم شنبہ ہوا تو بایکباک فرماں بردار بن کے داخل ہوا، موسیٰ تقریباً دو ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کی طرف چلا گیا، ایک شخص موالی میں سے المہدی کے پاس آیا کہ بایکباک نے موسیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے محل میں کسی بہانے سے قتل کر دے گا۔ المہدی نے بایکباک کو گرفتار کر لیا، اس کے ہتھیار چھین لینے اور قید کر دینے کا حکم دیا، وہ ہفتے کو عصر تک قید رہا، اہل کرخ اس کی تلاش میں نکلے اور واپس گئے، یک شنبہ کی صبح ہوئی تو ان میں سے کوئی نہ بچا جو پیادہ یا سوار مسلح ہو کر نہ آیا ہو، جب وہ محل کی طرف گئے تو المہدی نے نماز ظہر پڑھی اور فراغہ و مغاربہ کے ہمراہ ان کی طرف نکلا، ترکوں نے انھیں بھڑکایا، انھوں نے ان پر حملہ کر دیا، جب انھوں نے ان کا پیچھا کیا تو ان کا پوشیدہ لشکر نکل آیا جس سے فراغہ و مغاربہ کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔ المہدی کا فرار:

المہدی بھاگا، ابو الوزیر کے دروازے پر اس حالت میں گزرا کہ اس کا غلام چلا رہا تھا کہ اے لوگوں یہ تمہارا خلیفہ ہے، ترک اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے، وہ احمد بن جمیل کے گھر گھس گیا، المہدی ایک دوسرے گھر پر چڑھ گیا، ترکوں نے اس تمام علاقے کا محاصرہ کر لیا اسے انھوں نے عبد اللہ بن عمر البازیار کے ایک غلام کے گھر سے نکالا، اس حالت میں ایک دہلے سیاہ گھوڑے پر سوار کر دیا کہ اس کی پہلی میں نیزے کا زخم تھا اور وہ کرت اور پاجامہ پہنے تھا، کرخی کا گھر، نیز ایک جماعت عوام اور بنی ثوابہ کے مکان لوٹ لیے۔ جب دو شنبہ کا دن ہوا تو احمد بن المتوکل عرف ابن قتیان کو یار جوخ کے گھر پہنچایا گیا، ترک راستوں میں گھوم رہے تھے اور عوام کی تعریف کر رہے تھے کہ انھوں نے ان کی مزاحمت نہیں کی۔ کیغلیغ کی گرفتاری:

دوسروں نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ اور سامرا کے باشندوں نے اسی سال ۲/ رجب یوم دو شنبہ کو حرکت کی، کرخ میں اور اس کے اوپر جمع ہوئے، المہدی نے کیغلیغ و طبایغ بن صول ارتیکن اور اپنے بھائی عبد اللہ کو ان کی جانب روانہ کیا، یہ لوگ ان کے ساتھ برابر رہے، یہاں تک کہ ان میں سکون ہو گیا اور یہ درالخلافت واپس آ گئے، ابو نصر محمد بن بغا کبیر کو یہ خبر پہنچی کہ المہدی نے اس

کے اور اس کے بھائی موسیٰ کے بارے میں کلام کیا ہے اور موالی سے کہا ہے کہ تمام مال ان لوگوں کے پاس ہے، وہ اس سے اور ان لوگوں سے ڈرا۔ شب چارشنبہ ۳/ رجب کو بھاگ گیا، المہدی نے اسے چار رقعے لکھے جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دی تھی، دو خط اسے اس وقت پہنچے جب کہ وہ ابرتکین بن برمکاتیکن کے ساتھ الحمد یہ میں مقیم تھا، دوسرے دو اس وقت پہنچے کہ فوج صغیر کے ساتھ تھا اس نے اس پر بھروسہ کیا اور واپس ہوا، وہ اور اس کا بھائی حبشون اور بکا لیا دار الخلافت میں داخل ہوئے تو قید کر دیئے گئے ان کے ساتھ کیغغ بھی قید کر دیا گیا۔

ابونصر کی گرفتاری و قتل:

ابونصر کو ان سے علیحدہ کر لیا گیا اور اس سے مال مانگا گیا، اس کے وکیل سے پندرہ ہزار دینار لے لیے گئے اور اسے ۳/ رجب ۱۵۰ شنبہ کو قتل کر کے القضاۃ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا، ۱۵/ رجب دوشنبہ کو اسے کنوئیں سے نکالا گیا۔ اور اس کے گھر پہنچایا گیا، وہ بدبو کرنے لگا تھا، تین سو مثقال مشک اور چھ سو مثقال کافور خریدایا گیا اور اس پر ڈال دیا گیا مگر بدبو بند نہ ہوئی، الحسن بن مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

موالیوں کو دار الخلافہ میں قیام کا حکم:

المہدی نے ابونصر کو قید کرنے کے وقت موسیٰ ابن بغا کو لکھا کہ لشکر کو با یکباک کے سپرد کر دے اور مع موالی کے سامرا آجائے، با یکباک کو لشکر پر قبضہ کرنے اور اشاری کے قتال کا انتظام کرنے کو لکھا، با یکباک اس خط کو موسیٰ کے پاس لے گیا، اس نے اسے پڑھا تو سامرا کی واپسی پر اتفاق کر لیا، المہدی کو یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں، اس نے موالی کو جمع کر کے فرماں برداری پر براہیختہ کیا اور انھیں دار الخلافت میں اپنے ساتھ رہنے اور اپنے سے جدا نہ ہونے کا حکم دیا، ترکوں میں سے ہر شخص کے لیے اور جوان کے قائم مقام تھے ان کے لیے بھی دو درہم یومیہ جاری کیے اور مغربیوں میں ہر شخص کے لیے ایک درہم، دونوں فریق اور ان کے دوست تقریباً پندرہ ہزار آدمی اس کے لیے خاص محل اور دوسرے محلوں میں جمع ہو گئے ان میں وہ ترک بھی تھے، جوا کا ملی مشہور تھے۔

کیغغ کے قید ہونے کے بعد دار الخلافت کا منتظم مسرور بنی اور سرداروں کا رئیس طبایغو تھا، منتظم عبد اللہ بن تلکین تھا۔ موسیٰ اور مفلح اور با یکباک کو ابونصر اور حبشون اور دوسرے گرفتاروں کی خبر پہنچی تو انھوں نے احتیاط اختیار کی، ان کے اور المہدی کے درمیان نامدو پیام و قاصد جاری ہوئے، المہدی اس جماعت کے اپنے پاس آنے کی امید میں ۱۱/ رجب پنج شنبہ کو اپنی جماعت کے ساتھ نکلا، مگر کوئی نہیں آیا۔

احمد بن خاقان کی گرفتاری:

جب ۱۲/ رجب جمعہ کا دن ہوا تو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ مفلح کے ساتھ سامرا کے راستے سے الجبل کے علاقے میں شام کے وقت داخل ہو گیا ہے، ہفتے کے دن با یکباک اور یار جوخ اور ساتیکن اور علی بن بارس اور سیما الطویل اور خطار مش دار الخلافت میں داخل ہوئے، با یکباک اور اس کا نائب احمد بن خاقان قید کر دیئے گئے اور بقیہ کو واپس کر دیا گیا، با یکباک وغیرہ کے ترک ساتھی جمع ہوئے اور کہا کہ ہمارا سردار کیوں قید ہے اور ابونصر کیوں قتل کیا گیا۔

طغوتیا کا مہندی کی جماعت پر حملہ:

ہفتہ کو المہندی ان کی جانب نکلا، ان کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی، وہ واپس گیا اور یک شنبہ کو اس طرح نکلا کہ وہ لوگ اس کے لیے جمع ہو گئے تھے، خود اس نے مغربیوں اور مٹی کے برتن والے ترکوں اور فرغانیوں کو جمع کیا، مہینہ پر مسرور بنی اور میسرہ پر یار جو خ تھا، المہندی اساتکین و طبایغو وغیرہ سرداروں کے ساتھ قلب میں رہا، جب سورج تیز ہو گیا تو بعض آدمی بعض کے قریب ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی، انھوں نے بایکباک کو طلب کیا تو المہندی نے اس کا سران کے پاس پھنکوا دیا۔ عتاب بن عتاب نے اسے اپنی قبا کے دامن سے نکالا تھا، ان لوگوں نے اسے دیکھا تو اس کے بھائی طغوتیا نے اپنی خاص جماعت سے المہندی کی جماعت پر حملہ کر دیا المہندی کے لشکر کے مہینہ و میسرہ والے پھر گئے۔ اور انھیں کے ساتھ ہو گئے، بقیہ لوگ المہندی کے پاس بھاگ گئے۔ دونوں فریق کی ایک جماعت مقتول ہوئی۔

حشون میں بغا کا بیان:

حشون بن بغا سے مذکور ہے کہ سات سو اسی آدمی مقتول ہوئے اور سب لوگ منتشر ہو گئے، المہندی دار الخلافت میں داخل ہوا، وہ دروازہ بند کر لیا گیا جس سے وہ داخل ہوا تھا، اس دروازے سے نکلا جو باب الایتاخ مشہور ہے، بازار مسرور سے واثق کے دروازے سے ہوتا ہوا باب العامہ کی طرف اس طرح نکلا کہ ندادے رہا تھا کہ اے لوگوں میں امیر المومنین ہوں، اپنے خلیفہ کی طرف سے قتال کرو مگر عوام میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی اور وہ سڑک پر سے گزر رہا تھا اور ندادے رہا تھا، مگر کسی کو اس کی مدد کرتے نہیں دیکھا، وہ قید خانے کے دروازے پر گیا، قیدیوں کو رہا کر دیا جو اس میں تھا، گمان کرتا تھا، کہ وہ لوگ اس کی مدد کریں گے، مگر ان سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ ہوا۔

المہندی کی گرفتاری:

لوگوں نے اس کی بات قبول نہ کی تو وہ ابو صالح عبد اللہ بن یزید کے گھر گیا وہاں احمد بن جمیل افسر پولیس بھی اتر ہوا تھا، وہ اس کے پاس پہنچا یا گیا، دیوان الضیاع کی طرف سے نکال کر محل میں لائے، پھر احمد بن خاقان کے پاس قید کر دیا، احمد بن جمیل کا گھر لوٹ لیا گیا، جو شخص مغاربہ کے سرداروں میں سے اس معرکے میں قتل ہوا وہ نصر بن احمد الزبیری ہے، اور شا کر یہ کے سرداروں میں سے عتاب بن عتاب ہے جب کہ وہ بایکباک کا سران کے پاس لایا تھا۔

المہندی کا معزول ہونے سے انکار:

بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں المہندی نے بہت بڑی جماعت کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، قید ہونے کے بعد سخت کلامی ہوئی، اور انھوں نے اس سے معزولی چاہی، تو اس نے انکار کیا اور قتل کے لیے تیار ہو گیا، انھوں نے کہا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور سرداروں کی ایک جماعت کو لکھا تھا کہ ان کے ساتھ بد عہدی نہ کرے گا، انھیں فریب نہ دے گا، بہانہ قتل نہ کرے گا، ان امور کا قصد کرے گا، جب اس نے ایسا ان سب کے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کیا اور وہ اس پر واقف ہو گئے تو وہ اس کی بیعت سے بری ہو گئے انھیں اختیار ہے کہ جس کو چاہیں نصب کریں۔ انھوں نے اس کی حکومت توڑنے کو حلال سمجھا۔

یار جوخ کی احمد بن متوکل کی بیعت:

یار جوخ لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد دار الخلافت گیا۔ وہاں سے اولاد متوکل میں سے اس نے ایک جماعت کو نکالا انھیں اپنے گھر لے گیا، ۱۳/رجب یوم سہ شنبہ کو احمد بن المتوکل سے جو ابن فہیان مشہور تھا بیعت کر لی المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا، ۱۸/رجب یوم پنج شنبہ کو المہندی محمد بن الواثق کی وفات پر شہادت لی گئی کہ وہ درست حالت میں تھا سوائے ان دو زخموں کے جو اسے ایک شنبہ کو لڑائی میں لگے کہ ایک تیر سے اور ایک تلوار سے اور کوئی زخم نہیں تھا۔ جعفر بن عبد الواحد اور امیر المومنین کے چند بھائیوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ المنتصر کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔ موسیٰ بن بغا اور خ ۲۰/رجب یوم شنبہ کو سامرا میں داخل ہوئے۔ اس نے المعتمد کو سلام کیا خلعت ملا۔ وہ اپنے گھر چلا گیا۔ لوگ امن و عافیت سے رہنے لگے۔

اہل کرخ کا المہندی سے ملاقات پر اصرار:

۲/رجب کو اہل کرخ و دور سب میں ہیجان پیدا ہوا۔ وہ جمع ہوئے۔ جب وہ حرکت کرتے تھے تو مہندی اپنے بھائی عبد اللہ کو بھیجا کرتا تھا۔ اس دن بھی حسب معمول عبد اللہ کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے انھیں اس حالت میں پایا کہ محل کے ارادے سے آئے ہیں۔ گفتگو کی اور ان کے حوارج کے انتقام کی ذمہ داری لی مگر انھوں نے انکار کیا کہ ہم واپس نہ ہوں گے جب تک ہم امیر المومنین کے پاس جا کر اس سے اپنے واقعہ کی شکایت نہ کر لیں۔ عبد اللہ ان کے پاس سے واپس ہوا۔ اس وقت دار الخلافت میں ابو نصر محمد بن بغا اور حبشون اور کیفغ اور مسرور بلخی اور ایک اور گروہ تھا۔ عبد اللہ نے جب یہ خبر پہنچا دی تو حکم ہوا کہ پھر جاؤ اور ان کی ایک جماعت کو ساتھ لاؤ۔ حسب الحکم عبد اللہ ان سے قریب محل کے ملا اور چاہا کہ وہ اپنے مقام پر ٹھہریں اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو روانہ کریں مگر انھوں نے انکار کیا جب ابو نصر کو اور جو اس کے ساتھ دار الخلافت میں تھے یہ خبر پہنچی کہ ان کا گروہ آ گیا ہے تو وہ سب باب الترامہ کے قریب سے دار الخلافت سے نکل گئے۔ دار الخلافت میں سوائے مسرور بلخی کے ابطلون نائب کیفغ کے اور کاتبوں میں سے بحر علی بن فرخان شاہ کے اور کوئی نہ رہا۔

افسروں کی معزولی کا مطالبہ:

موانی باب القصر الاحمر کے قریب سے داخل ہو گئے اور قریب چار ہزار کے دار الخلافت میں بھر گئے۔ مہندی کے پاس گئے۔ اپنی حالت کی شکایت کی۔ انھیں اپنی درخواست میں بھروسہ تھا کہ ان کے افسروں کو معزول کر دیا جائے گا۔ اور ان کا انتظام امیر المومنین کے بھائیوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ خزانے میں جتنی خیانت کی ہے سب کی تلافی و بازیابی ہو گئی جس کی مقدار پندرہ کروڑ بیان کی تھی۔ اس معاملے میں اور ان کی درخواست پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اس دن دار الخلافت ہی میں رہے۔ مہندی نے محمد بن مباشر کرخی کو بھیجا۔ اس نے ان کے لیے ستو خریدے۔ ابو نصر بن بغا اس کے بعد ہی گیا یہاں تک کہ اس نے الحیر میں کہ حلبہ کے قریب تھا لشکر جمع کیا۔ اس کے ساتھ تقریباً پانچ ہزار آدمی مل گئے مگر اسی شب کو علیحدہ ہو گئے۔ اب اس کے پاس سو سے بھی کم رہ گئے۔ وہ چلا گیا۔ جاتے جاتے محمد یہ پہنچ گیا۔

مطالبات پر نظر ثانی کا مشورہ:

چار شنبہ کی صبح اس طرح ہوئی کہ موانی اپنے پہلے مطالبے پر قائم تھے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ کام جس کا تم ارادہ کرتے ہو سخت

کام ہے۔ ان امراء کے ہاتھ سے حکومت کا نکال لینا تمہیں بھی سہل نہیں۔ چہ جائے کہ معزول بھی کیے جائیں اور سرکاری مطالبات بھی پورے کرا لیے جائیں۔ اپنے معاملے میں غور کرو۔ اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ تم اس معاملے پر اس وقت تک صبر کرو گے جب تک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچے تو امیر المومنین اسے تمہارے لیے قبول کرتے ہیں۔ دوسری صورت میں امیر المومنین تمہارے لیے غور کو اچھا سمجھتے ہیں انھوں نے سوائے اپنی پہلی درخواست کے انکار کیا۔ انھیں اس امر کی بیعت کی قسموں کی دعوت دی گئی کہ وہ اسی قول پر قائم رہیں گے۔ اس سے رجوع نہ کریں گے۔ جو شخص ان سے اس معاملے میں قتال کرے گا اس سے قتال کریں گے۔ امیر المومنین کے لیے خیر خواہی کریں گے۔ اس سے وفاداری کریں گے۔ ان لوگوں نے اس کی یہ بات مان لی بیعت کی قسمیں لی گئیں۔ اس دن تقریباً ایک ہزار نے عیسیٰ بن فرخان شاہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی کہ فرمان روائی کے کاروبار کی عنان اقتدار اسی کے ہاتھ میں تھی۔

ابونصر کی طلبی:

انھوں نے اپنی طرف سے ابونصر کو ایک خط لکھوایا جسے ان کے لیے عیسیٰ بن فرخان شاہ نے لکھ دیا۔ اس خط میں بے سبب دار الخلافہ سے نکل جانے پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا تھا کہ صرف اس لیے امیر المومنین کی جناب میں حاضر ہوئے تھے کہ اپنی حاجت کی شکایت کریں جب دار الخلافہ کو خالی پایا تو ٹھہر گئے۔ امیر المومنین جب معاودت فرمائیں گے تو ہم بھی لوٹ جائیں گے۔ ہرگز ہرگز برا سمجھتے نہ کریں گے۔ عیسیٰ نے خلیفہ کی جانب سے بھی اسے ایسا ہی لکھا، وہ الحمد یہ سے عصر و عشاء کے درمیان آیا اور دار الخلافہ میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ہمراہ اس کا بھائی حبشون اور کیغلیغ اور بکالیا اور ان میں کا ایک گروہ تھا موالی ان کے مقابلے میں مسلح ہو کر کھڑے ہو گئے اور المہندی بیٹھ گیا۔

ابونصر کی دربار میں باریابی:

ابونصر اور جو اس کے ساتھ تھے اس کے پاس پہنچے۔ سلام کیا قریب آیا۔ المہندی کے ہاتھ پاؤں اور فرش کو بوسہ دیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

المہندی نے خطاب کیا کہ اے محمد! اس معاملے میں جو موالی کہتے ہیں تیرے پاس کیا ہے۔ اس نے کہا وہ کیا کہتے ہیں۔

فرمایا: وہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے تمام دولت کھینچ لی۔ اعمال میں خود رائی کی۔ سلطنت کے کسی امر میں غور نہیں کرتے۔ مصالح عامہ پر کان نہیں دھرتے۔

محمد نے کہا: اے امیر المومنین! میں اور اموال ساتھ نہیں ہیں۔ نہ میں دیوان کا کاتب تھا۔ نہ میرے ہاتھ میں اعمال تھے۔ پوچھا: پھر وہ اموال کہاں ہیں۔ وہ ضرور تیرے ہی پاس ہیں یا تیرے بھائیوں، کاتبوں اور ساتھیوں کے پاس۔

ابونصر کی گرفتاری:

موالی قریب آئے۔ عبد اللہ بن تکلین اور ان میں کی ایک جماعت آگے بڑھی۔ ابونصر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ امیر المومنین کا دشمن ہے جو امیر المومنین کے سامنے تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ انھوں نے اس کی تلوار لے لی۔ ابونصر کا ایک غلام اندر آیا جس کا نام تہیل تھا۔ اس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور قدم بڑھایا کہ ان لوگوں کو ابونصر سے باز رکھے۔ اس کا قدم خلیفہ کے قریب تھا، عبد اللہ بن تکلین

بڑھا اور اس کے سر پر ایک تلوار ماری۔ اس کے بعد دار الخلافت میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جس کی تلوار نہ لی گئی ہو۔ المہدی اٹھا اور ایک کوٹھری میں جو اس کے قریب تھی چلا گیا۔ محمد بن بغا کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر دیا گیا۔ اس کے بقیہ ساتھی بھی قید کر دیے گئے۔ لوگوں نے اس غلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ المہدی نے انھیں روکا کہ اس کے بارے میں مجھے غور کرنے کی گنجائش ہے پھر حکم دیا تو اسے خزانے سے ایک کرتہ دیا گیا۔ اس کے سر کا خون دھونے کا حکم دیا گیا اور قید کر دیا گیا۔

عبداللہ بن الواثق کو الرفیف جانے کا حکم:

چار شنبہ کی صبح کو لوگ بہت جمع ہو گئے۔ بیعت لی جا رہی تھی۔ عبداللہ بن الواثق کو ایک ہزار شاکیوں اور فرغانیوں کے ساتھ الرفیف جانے کا حکم دیا۔ خراسان کے ان سرداروں میں سے جنہیں اس نے نکلنے کا حکم دیا تھا۔ محمد بن یحییٰ الوائلی عتاب بن عتاب ہارون بن عبدالرحمن بن الازہر، ابراہیم برادر ابی عوان یحییٰ بن محمد بن داؤد نصر بن شہت کا بیٹا عبدالرحمن بن دینار اور احمد بن فریدوں وغیرہ تھے۔ عبداللہ بن الواثق کو ان سرداروں کی جانب سے یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نواح میں ان کا جانا مناسب نہیں ہے۔ اس نے ادھر کا جانا ترک کر دیا۔ ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اور مفلح کو واپسی کے لیے اور لشکر کو اپنے میں سے کسی سردار کے سپرد کرنے کو کہیں۔ سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ ان دونوں کو یہ مضمون اور چند خطوط دوسرے جوان کے ساتھیوں نے سامرا میں کی تھی اور ان کی وہ درخواست قبول کی گئی تھی۔ اور ان خطوط کے لکھنے کا حکم دیا گیا جو سرداروں کو لکھنا منظور تھے اور اس امر کا کہ وہ انتظار کریں۔ اگر موسیٰ و مفلح نے دار الخلافت مع اپنے غلاموں کے آنے میں اور لشکر کو اس شخص کے جسے سپرد کرنے کا انھیں حکم دیا گیا ہے سپرد کرنے میں جلدی کی تو خیر ورنہ ان دونوں کو گرفتار کر کے دار الخلافت روانہ کر دیں ان لوگوں نے یہ خطوط اپنے میں سے تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیے۔ وہ لوگ اسی سال ۵/ رجب شب جمعہ کو سامرا سے روانہ ہوئے۔

گنجر کی گرفتاری و رہائی:

ان لوگوں پر جن سے دار الخلافت میں فی کس دو درہم یومیہ پر بیعت لی گئی تھی، یومیہ جاری کیا گیا تقسیم کرنے کا متولی عبداللہ بن تکلین ہوا جو گنجر کے لڑکے کا ماموں تھا۔ جب یہ خبر موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو پہنچی تو اس نے گنجر کو تہمت لگائی اور اسے مارنے کے بعد قید کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت موسیٰ السن میں تھا۔ جب یہ خبر بایکباک کو پہنچی جو اجدیدہ میں تھا تو وہ السن آیا اور گنجر کو قید سے نکلوا یا۔ لشکر السن میں جمع ہوا۔ پیامبران کے پاس پہنچ گئے خطوط پہنچا دیے۔ بعض اہل لشکر کو پڑھ کر سنائے ان سے مدد کی بیعت لی ۱۱/ رجب پنج شنبہ کو الرفیف کے پل پر اترے۔ اسی دن المہدی الحیر کی طرف نکلا۔ لوگوں نے روکا۔ وہ تھوڑا ہی چلا تھا کہ پھر لوٹا اور حکم دیا کہ خیمے اور چھوٹا دریاں اکھاڑ کے الحیر میں لگائی جائیں۔

جمعہ کی صبح ہوئی تو موسیٰ کے لشکر سے تقریباً ایک ہزار آدمی واپس آ گئے جن میں کو تکلین و خنج بھی تھے۔ المہدی الحیر کی طرف نکلا۔ اس نے اپنا میمنہ بنایا جس پر کو تکلین مقرر ہوا۔ میسرہ پر خنج مقرر ہوا۔ خود قلب میں ٹھہرا۔ پیامبر اس حالت میں واپس آئے کہ دونوں لشکروں کے درمیان آمد و رفت کر رہے تھے۔

ترک سرداروں کی مہندی کے دربار میں باریابی:

موسیٰ بن بغا کی خواہش تھی کہ وہ کسی ایسے علاقے کا والی بنا دیا جائے کہ وہ وہاں واپس چلا جائے۔ قوم کی خواہش تھی کہ موسیٰ

مع اپنے غلاموں کے ان کے سامنے آئے کہ ان سے گفتگو کریں۔ اس دن ان کے درمیان کوئی بات طے نہ ہوئی۔ جب ہفتے کی رات ہوئی تو جو شخص موسیٰ کے پاس سے واپس ہونا چاہتا تھا وہ واپس آ گیا، موسیٰ مفلح تقریباً ایک ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کے قصد سے واپس ہوئے۔ بائیکاک اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت اسی شب عینی کرخی کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اسی کے ہمراہ رات گزاری، ہفتے کی صبح ہوئی۔ بائیکاک اور اس کے ساتھی دارالخلافہ میں داخل ہوئے تو ان کی تلواریں بائیکاک اور یار جوج اور ساتتین اور احمد بن خاقان اور خطار مش وغیرہ کی لے لی گئیں۔ سب کے سب المہدی کے پاس پہنچے اور سلام کیا۔

بائیکاک کا انجام:

سوائے بائیکاک کے سب کو واپسی کا حکم دیا گیا۔ المہدی نے اسے اپنے سامنے ٹھہرانے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس کے سامنے اس طرح آیا کہ وہ اسے اس کے قرضے شمار کر رہا تھا۔ جو کچھ مسلمانوں کے اور اسلام کے ساتھ کیا تھا۔ سب کا حساب کر رہا تھا۔ موالی اس پر ٹوٹ پڑے اسے دارالخلافہ کے ایک حجرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ پانچ گھنٹے بھی نہ ٹھہرا تھا کہ ہفتہ کو زوال کے وقت قتل کر دیا گیا۔ حالت اپنی اصل پر آ گئی۔ پھر کوئی حرکت نہ ہوئی۔ کسی نے کوئی کلام نہ کیا سوائے چند آدمیوں کے جنہوں نے بائیکاک کے معاملے کو برا جانا تھا۔ انہوں نے بھی پوری پوری بے قراری ظاہر نہ کی۔

ترکوں کا دارالخلافہ سے انخلاء:

جب یک شنبہ ہوا تو ترکوں نے دارالخلافہ میں اپنے ساتھ فرغانیوں کی برابری و یکسانی پر ناراضگی ظاہر کی۔ ان کے ذہن میں یہ بات جم گئی کہ یہ تدبیر صرف ان کے رؤساء کے قتل کے لیے جاری ہوئی ہے کہ فرغانیوں اور مغربیوں کو ان پر مقدم کیا جائے وہ سب کے سب دارالخلافہ سے نکل گئے جہاں فقط مغربی و فرغانی رہ گئے۔ ترکوں نے کرخ کے علاقے میں جا کر اس کی مذمت کی بائیکاک کے ہمراہیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے خود بائیکاک کو بھی ملا لیا۔

فرغانیوں کا مہدی سے اعانت کا وعدہ:

مہدی نے فرغانیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلایا۔ ترکوں نے جن امور کو ناگوار سمجھا اس کی انہیں خبر دی کہ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کے مقابلے میں کھڑے ہو سکو گے تو امیر المومنین کو تمہاری نزدیکی ناگوار نہیں ہے اور اگر تم لوگ اپنے متعلق ان سے عاجز رہنے کا گمان کرتے ہو تو معاملہ کے شدت اختیار کرنے سے قبل ہم ان لوگوں کو ان کی خواہش کی طرف چل کر رضا مند کر لیں۔ فرغانیوں نے عرض کی کہ ہم ترکوں کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے اور ان پر غالب آئیں گے بشرطیکہ ہم میں اور مغربیوں میں اتفاق ہو جائے۔ ان لوگوں پر اپنے مقدم کیے جانے کی وجہ سے انہوں نے بہت سی اشیاء تیار کیں۔ المہدی سے ترکوں پر چڑھائی کی خواہش کی وہ ظہر تک اسی طرح رہا۔ بعد ظہر سوار ہوا۔ بہت سے فرغانی سواروں اور بہترے مغربی پیادوں کو ساتھ لیا ان کی طرف روانہ ہو گیا جو کرخ اور قطائع کے درمیان تھے۔ ترک تقریباً دس ہزار تھے اور وہ چھ ہزار۔ ان کے ہمراہ ترک ایک ہزار سے بھی کم تھے جو صالح بن وصیف کے ساتھی تھے۔ ایک جماعت یار جوج کے ساتھ تھی۔

مہدی کی فوج کی شکست و فرار:

جب دونوں گروہ مل گئے تو یار جوج مع اپنے ترکی ساتھیوں کے دوسری طرف مائل ہو گیا۔ صالح بن وصیف کے ساتھی

بھاگے اپنے مکان واپس چلے گئے۔ طاشر اللہ کے پیچھے سے نکلا۔ انھوں نے ایک لشکر پوشیدہ کیا تھا، فوج آپس ہی میں ٹکرائی۔ دن کے تھوڑے حصے میں جنگ جاری رہی جس میں شمشیر زنی، نیزہ بازی اور تیر اندازی ہوتی رہی۔ المہدی کے ساتھیوں میں بھگدڑ مچ گئی مگر وہ خود ثابت قدم رہا اور اس طرح مقابلے پر آیا کہ انھیں اپنی طرف ہار ہاتھ اور قتال کر رہا تھا۔ ان کی واپسی سے مایوس ہو گیا تو اس حالت میں واپس چلا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس کے جسم پر رزہ اور ایک قباحتی جس کا ابرہ سفید حریر کا تھا جس پر بنکیاں تھیں۔ موضع خشدہ بابک تک اس حالت میں پہنچا کہ جہاد کرنے اور اپنی مدد کرنے پر لوگوں کو برا بیخندہ کر رہا تھا۔ مگر سوائے ایک آوارہ گرد جماعت کے اور کسی نے اس کی پیروی نہ کی۔ جب وہ لوگ قید خانے کے دروازے پر پہنچے تو اس کے گھوڑے کی لگام انھوں نے پکڑ لی اور اس سے قیدیوں کے رہا کرنے کی درخواست کی۔ وہ تنہا ان کے پاس سے واپس ہوا مگر انھوں نے اسے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دیا۔

لوگ واپس ہو کے قید خانے کے دروازے میں مشغول ہو گئے اور وہ تنہا رہ گیا، پھر روانہ ہو کر موضع دارابی صالح بن یزاد پہنچا۔ یہاں احمد بن جمیل تھا۔ گھر میں داخل ہوا۔ دروازے بند کر لیے گئے۔ اپنے کپڑے اور ہتھیار اتارے اور اس کی ران میں نیزے کا ایک زخم تھا۔ ایک کرتہ پا جامہ مانگا جو احمد بن جمیل نے حاضر کیا۔ اپنا خون دھویا۔ پانی پیا اور نماز پڑھی۔

احمد بن المتوکل کی رہائی:

ترکوں کی تقریباً تیس آدمیوں کی ایک جماعت یار جوخ کے ساتھ آئی یہاں تک کہ وہ لوگ دارابی صالح پہنچ گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اس میں گھس گئے۔ پھر جب اسے ان کی آہٹ ملی تو وہ تلوار لیے ہوئے ایک زینے پر چڑھ گیا۔ وہ جماعت داخل ہوئی تو وہ چھت پر تھا بعض نے اس کے گرفتار کرنے کے لیے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اس نے تلوار چلائی مگر خطا کر گئی وہ آدمی زینے سے گر پڑا۔ انھوں نے اسے تیر مارے ایک تیر اس کے سینے میں لگا اور اسے خفیف ساز بھی کر دیا۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ موت ہے۔ ناچار خود بخود اپنے کو سپرد کر دیا اتر آیا اور اپنی تلوار پھینک دی انھوں نے اسے پکڑ لیا کسی ایک کے سامنے گھوڑے پر بٹھا کے اسی راستے پر چلے جس راستے سے وہ آیا تھا یہاں تک کہ اسے یار جوخ کے مکان پہنچایا جو القطارع میں تھا۔ محل لوٹ لیا اس میں کچھ باقی نہ رہا۔ احمد بن المتوکل کو نکالا جو ابن فیتان مشہور تھا اور محل میں قید تھا۔ موسیٰ بن بغا کو لکھا اس سے واپس آنے کی درخواست کی۔ المہدی انھیں کے پاس رہا اور انھوں نے اس کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کی۔

المہدی کی وفات:

رجب سہ شنبہ ہوا تو انھوں نے القطارع میں احمد بن المتوکل سے بیعت کی اور چہار شنبہ کو اسے محل میں لے گئے۔ ہاشمیوں نے اور خواص نے اس سے بیعت کی۔ انھی دنوں میں انھوں نے المہدی سے معز ولی کی خواہش کی۔ اس نے انکار کیا چہار شنبہ کو وہ مر گیا۔ پنج شنبہ کو اسے ہاشمیوں اور خاصے کی ایک جماعت کے سامنے ظاہر کیا۔ اس کا چہرہ کھولا اسے غسل دیا۔ ۱۸/ رجب پنج شنبہ ۲۵۶ھ کو جعفر بن عبد الواحد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۲۰/ رجب یوم شنبہ کو موسیٰ بن بغا آیا۔ ۲۲/ رجب یوم دو شنبہ کو احمد بن فیتان سوار ہو کر دار العامہ گیا، لوگوں نے عام بیعت کی۔

المہدی پر عقاب:

محمد بن عیسیٰ القرشی سے مذکور ہے کہ جب المہدی ان کے ہاتھ آ گیا اس نے اپنے آپ کو معزول کرنے سے انکار کیا۔ ان لوگوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں اس کی ہتھیلیوں اور تلووں سے جدا کر دیں یہاں تک کہ اس کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں تلوے سوچ گئے۔ اس کے ساتھ نہ معلوم کیا کیا گیا؟ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابونصر سے جواب طلبی:

ابونصر محمد بن بغا کے قتل کے سبب میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ سامرا سے اپنے بھائی موسیٰ کے ارادے سے روانہ کیا، المہدی نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغار بہ و فراغند کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ اسے الرفیف میں مل گئے۔ اسے لاکے قید کر دیا گیا۔ ان کی مخالفت سے پہلے سلام کے لیے وہ المہدی کے پاس آیا، پوچھا: اے محمد تیرا بھائی موسیٰ اپنے لشکر اور غلاموں کے ساتھ صرف اس لیے آیا ہے کہ صالح بن وصیف کو قتل کر کے واپس جائے۔

عرض کی: اے امیر المومنین! میں اللہ کے وسیلے سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ موسیٰ تیرا غلام ہے اور تیری فرمانبرداری میں ہے۔ باوجود اس کے ایک دشمن کے کتے کے مقابلے میں ہے۔ فرمایا: صالح ہمارے لیے اس سے زیادہ مفید تھا اور سیاست ملک کے لیے بھی اس سے اچھا تھا، یہ علوی تورے کی جانب پلٹ آیا۔

عرض کی: اے امیر المومنین! وہ کیا کرے؟ اس نے تو اسے بھگا دیا، اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اور اسے بالکل بھگا کر چھوڑا، موسیٰ واپس ہوا تو علوی لوٹ آیا، ہمیشہ اس کا یہی کام ہے۔ یا اللہ کیا ہوگا، سوائے اس کے کہ تو اسے رے میں ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا حکم دے۔

فرمایا: یہ تذکرہ رہنے دے۔ تیرے بھائی نے دولت سمیٹنے اور مال جمع کرنے سے زیادہ کچھ نہ کیا نا خوشی نے یہاں تک کہلا دیا کہ جب سے تو والی ہوا اس وقت سے حساب کیا جائے۔ جو کچھ اسے اور اس کے اہل بیت کو پہنچا واپس لیا جائے اور جو جو تجھے اور تیرے بھائیوں کو پہنچا وہ بھی واپس لیا جائے۔

ابونصر کا خاتمہ:

حسب الحکم وہ گرفتار کر لیا گیا۔ مارا گیا اور اس کا اور ابن ثوابہ کا گھر لوٹ لیا گیا۔ الحسن بن مخلد اور ابن ثوابہ اور سلیمان بن وہب القطان کا تب مفلح گشتی قرار پائے۔ یہ لوگ بھاگ گئے ان کے مکانات لوٹ لیے گئے۔

مہدی کی سرداروں سے اعانت طلبی:

مہدی نے فرغانیوں، اشروسینیوں، طبرستانیوں، دیلمیوں، اشناخیوں کو بقیہ ترکان کرخ کو اور وصیف کے بیٹے کو طلب فرمایا، موسیٰ اور مفلح کے مقابلے میں مدد چاہی۔ ان کے درمیان میں فساد برپا کر دیا۔ انھوں نے مال لے لیے اور غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ خوف ہے کہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اگر تم لوگ میری مدد کرو گے تو میں جو کچھ تمھارا رہ گیا ہے سب تم کو دوں گا اور تمھاری تنخواہیں بڑھا دوں گا۔ موسیٰ و مفلح کی گرفتاری کا حکم:

سب نے سر تسلیم خم کیا، موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ محل کو اختیار کر لیا۔ از سر نو بیعت کی۔ اس نے

شکر اور ستو کا حکم دیا جو ان کے لیے خریدا گیا، ہر شخص کو دو درہم یومیہ کے حساب سے جاری کیے۔ بعض بعض دن گوشت روٹی بھی ملی۔ سالار لشکر احمد بن وصیف اور عبد اللہ بن بغا الشراہی بنے۔ ان کے ساتھ بنی ہاشم بھی متوجہ ہوئے، بنو ہاشم کے ساتھ وہ بھی سوار ہو کر بازاروں میں گھومتے پھرتے اور لوگوں سے مدد مانگنے لگا کہ یہ فاسق لوگ خلفاء کو قتل کرتے ہیں موالی پر حملہ کرتے ہیں۔ غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے لہذا امیر المومنین کی اعانت کرو اور اس کی مدد کرو۔ صالح بن علی بن یعقوب بن المنصور اور اس کے سوا دوسرے بنی ہاشم سے گفتگو کی، بایکباک کو خط لکھا جس میں اسے یہ حکم دیا تھا کہ پورے لشکر کو صالح بن علی کے ماتحت کر دے، وہی پورے لشکر کا امیر ہے۔ بایکباک کو موسیٰ مفلح کے گرفتار کرنے کا حکم تھا۔

ابونصر اور بایکباک کی تدفین:

جب المہدی ہلاک ہو گیا تو انھوں نے ابونصر کو تلاش کیا، گمان تھا کہ وہ زندہ ہے۔ انھیں ایک مقام بتایا گیا جو کھودا گیا تو ابونصر کو وہاں ذبح پایا، پھر اپنے اعزاء میں لایا گیا۔ بایکباک کی لاش بھی لا کر دفن کی گئیں ترکوں نے محمد بن بغا (ابونصر) کی قبر پر ایک ہزار تلواریں توڑیں۔ اپنے سردار کے مرنے پر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مہندی کی ہلاکت کی دوسری روایت:

کہا گیا ہے کہ مہندی نے جب خلافت چھوڑنے سے انکار کیا تو ان لوگوں نے کسی کو اس کے نصیبے ملنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ کہا گیا ہے کہ مہندی جب قریب مرگ ہوا تو کہا۔

(حزم و احتیاط سے کام لینا چاہتا ہوں۔ کاش ایسا کر سکتا۔ افسوس کہ مقصد اور کوشش کے درمیان زمانہ حائل ہو گیا)

مہندی کی تدفین:

کہا گیا ہے کہ محمد بن بغا کے معاملے میں جس دن وہ قید کیا گیا ان لوگوں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ اس سے مال کا مطالبہ کیا۔ اس نے کچھ اوپر بیس ہزار دینار دیے۔ انھوں نے اس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی۔ گلا گھونٹ کے قتل کر دیا۔ لاش کسی کنویں میں ڈال دی۔ موالی نے مہندی کو قید کرنے کے ایک دن بعد اسے نکالا۔ پھر دفن کر دیا گیا۔

مہندی کی مدت حکومت:

مہندی کی خلافت ختم حکومت تک گیارہ مہینے اور پندرہ دن رہی۔ عمر اڑیس سال، روشن چہرہ، کشادہ پیشانی، ترش رو، نیلگوں آنکھ، بڑا شکم، چوڑے کندھے، داڑھی دراز مگر چھوٹی تھی۔ قاطول میں پیدا ہوا تھا۔

اسی سال حجلان صاحب الزنج سے جنگ کرنے کے لیے بصرہ پہنچا۔

حجلان کی بصرہ میں آمد:

بیان کیا گیا ہے کہ حجلان جب بصرہ پہنچا تو آہستہ آہستہ اپنے لشکر کو لے چلا یہاں تک کہ اس کے بعد صاحب الزنج کے لشکر کے درمیان ایک فرخ (تین میل کا فاصلہ) رہ گیا۔ اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے خندق کھودی جس میں چھ ماہ تک مقیم رہا۔ الزنبی لور بریہ اور بنو ہاشم اور اہل بصرہ میں سے جس نے جنگ خبیث کو ہلکا سمجھا اس دن روانہ ہوئے جس دن حجلان نے اس کے مقابلے کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ جب وہ مقابلے پر آ گئے تو ان میں سوائے سنگ باری و تیر اندازی کے کچھ نہ ہوا۔ حجلان کو اس کے

مقابلے کا موقع نہ ملا کیونکہ اس مقام پر کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں کی کثرت کی وجہ سے گھوڑوں کے گزرنے میں تنگی تھی اور اس کے اکثر ساتھی سوار تھے۔

صاحب الزنج کا حجلان پر اچانک حملہ:

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ جب حجلان کا قیام اپنی خندق میں طویل ہو گیا تو صاحب الزنج نے کہا کہ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو اس کے لیے چھپا دوں جو اس پر (حملہ کرنے کو) خندق کے راستے اختیار کریں اور اس میں رات کے وقت اس پر حملہ کریں اس نے ایسا ہی کیا اور رات کے وقت خندق میں اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے آدمیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، بقیہ کو سخت خوف لاحق ہوا، حجلان نے اپنے لشکر کو چھوڑ دیا اور بصرہ واپس آ گیا۔ زینبی نے اس خبیث کے حجلان پر شہنشاہ مارنے سے پہلے بلالیہ اور سعدیہ کے مجاہدین کو جمع کیا تھا۔ ان کے لیے گزرنے والی نہر اور نہر ہزار در کی سمت مقرر کر دی انھوں نے دونوں جانبوں سے جنگ کی۔ زنجیوں نے مقابلہ کیا تو مقابلے میں نہیں ٹھہرے۔ زنجی ان پر غالب آ گئے۔ ان لوگوں نے قتل عظیم برپا کیا۔ ہزیمت و شکست اٹھا کر سب بھاگے حجلان بصرہ پلٹ گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ سلطنت سے اپنی عاجزی ظاہر کر دی۔ اسی سال حجلان کو خبیث کی جنگ سے واپس کیا گیا اور سعید حاجب کو اس کی جنگ کے لیے وہاں جانے کا حکم دیا گیا۔ اسی سال صاحب الزنج اس شورش زمین سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا نہر ابی نصیب کی غربی جانب منتقل ہو گیا۔

صاحب الزنج کا بحری کشتیوں پر قبضہ:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صاحب الزنج نے چوبیس بحری کشتیاں گرفتار کر لیں جو بصرے کے ارادے سے جمع ہوئی تھیں جب ان کے مالکوں کو اس کی اور اس کے ساتھ والوں کی رہبری کی خبر پہنچی تو سب کی رائیں اس امر پر متفق ہو گئیں کہ اپنی کشتیوں کو ایک کو دوسری سے باندھ دیں تاکہ اس طرح مثل جزیرے کے ہو جائیں کہ ان کی پہلی کشتی آخری کشتی سے متصل ہو جائے۔ اس کے بعد دجلے میں چلیں۔ ان کشتیوں کی خبر اسے بھی پہنچی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ انھیں برا بھونٹا کیا کہ یہ غنیمت بارودہ ہے۔

مال غنیمت:

ابو الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو یہ کہتے سنا کہ جب مجھ کو کشتیوں کی اپنے سے نزدیکی کی خبر ملی تو میں نماز کے لیے اٹھا اور دعا و آزاری و عاجزی میں مشغول ہو گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ فتح عظیم تیرے نزدیک ہو گئی ہے۔ میں متوجہ ہوا تو کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ کشتیاں نظر آئیں۔ میرے ساتھی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں ان کی جانب کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان پر غالب آ گئے لڑنے والوں کو قتل کر دیا۔ جو غلام تھے انھیں قید کر لیا۔ اس قدر کثیر مال غنیمت ملا کہ اس کا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی مقدار معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ سب اس کے ساتھیوں نے تین دن تک لوٹا۔ اس کے بعد اس نے بقیہ کے لیے حکم دیا تو وہ بھی اس کے لیے جمع کر لیا گیا۔

اسی سال ۲۵/ رجب کو زنجی ابلہ میں داخل ہوئے۔ وہاں انھوں نے غلٹی کثیر کو قتل کیا اور شہر کو جلا ڈالا۔

اہل الایلیہ پر صاحب الزنج کے حملے:

بیان کیا گیا ہے کہ جب حجلان اپنی اس خندق سے جو شاطی عثمان میں تھی ہٹ کر بصرہ چلا گیا تو صاحب الزنج نے اہل الایلیہ پر

پے در پے چھاپے مارنا شروع کیے۔ چنانچہ وہ ان لوگوں سے بذریعہ پیادہ شاطی عثمان کی جانب سے اور جو چند کشتیاں اس کو ملی تھیں ان کے ذریعے سے دجلہ کی جانب سے جنگ کرنے گیا۔ فوجی دستے نہر معقل کے علاقے تک جانے لگے۔
البلہ میں آتش زنی:

صاحب الزنج سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ عبادان اور الابلہ کے درمیان مترود تھا۔ پھر میں نے اپنی توجہ عبادان کی طرف مائل کی۔ آدمیوں کو اسی کے لیے پکارا تو مجھ سے کہا گیا کہ مکان کے اعتبار سے قریب تر اور اولیٰ تر دشمن جسے چھوڑ کے تجھے دوسری طرف مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اہل الابلہ ہیں۔ میں نے اپنے لشکر کو جسے عبادان کی جانب روانہ کر دیا تھا الابلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ لوگ اہل الابلہ سے شب چار شنبہ ۲۵/ رجب ۲۵۶ھ تک برابر جنگ کرتے رہے۔ جب یہ رات ہوئی تو اسی شب کو زنجی دجلہ و نہر الابلہ کے متصل جگہ کے قریب ہو گئے وہاں ابوالاحوص اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور آگ لگائی گئی۔ شہر لکڑی سے بنا ہوا تھا جس کی عمارتیں ملی ہوئی تھیں اس لیے نہایت تیزی سے آگ لگ گئی اور سخت ہوا چلنے لگی۔ جس نے اس جلتے ہوئے مقام کے شعلوں کو بھڑکایا یہاں تک کہ وہ شاطی عثمان تک پہنچ گئی جس سے وہ بھی جل گیا۔ الابلہ میں مخلوق کثیر قتل ہوئی اور مخلوق کثیر غرق ہوئی۔ چھینے ہوئے مال جمع کیے گئے جو اسباب جل گیا تھا وہ لوٹے ہوئے اسباب سے زیادہ تھا۔

اسی شب کو عبد اللہ بن حمید الطوسی اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور وہ دونوں نصیر عرف ابو حمزہ کے ہمراہ نہر معقل میں ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار تھے۔

اسی سال اہل عبادان نے صاحب الزنج سے صلح چاہی اپنا قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔

صاحب الزنج کا عبادان پر قبضہ:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس خبیث کے ساتھیوں نے اہل الابلہ کے ساتھ جو کیا وہ کیا تو اہل عبادان کے قلوب کمزور ہو گئے۔ اپنی اور اپنی عورتوں اور بچوں کی جانب کا خوف سہا۔ وہ قلعہ اپنے ہاتھوں سے دے دیا اور اپنا شہر اس کے سپرد کر دیا۔ زنجی اس میں داخل ہوئے جو غلام تھے انھیں لے لیا، جو ہتھیار ملے وہ سب اس کے پاس لے گئے جو اس نے انھیں کو تقسیم کر دیے۔ اسی سال اس کے ساتھی الہواز میں داخل ہوئے اور انھوں نے ابراہیم بن المدبر کو قید کر لیا۔

جبی میں قتل و غارت:

خبیث کے ساتھی جب اہل الابلہ پر مصیبت نازل کر کے وہاں جو کرنا تھا کر چکے اور اہل عبادان اس سے صلح طلب کر چکے تو اس نے ان کے غلاموں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھیوں کے ماتحت کر دیا، وہ ہتھیار جو اس نے وہاں سے لیے تھے ان میں تقسیم کر دیے تو اسے الہواز کا لالچ پیدا ہوا، اس نے اپنے ساتھیوں کو جبی کی جانب قیام کرنے کا حکم دیا مگر وہاں کے باشندے بھی ان کے مقابلے میں نہ ٹھہرے اور بھاگ گئے۔ زنجی وہاں داخل ہوئے۔ قتل کیا جلایا لوٹا اور اس کے آس پاس کوہیراں کر دیا۔

صاحب الزنج کا الہواز پر قبضہ:

یہاں تک کہ الہواز پہنچے وہاں اس زمانے میں سعید بن یکین والی تھا اور اسی کے سپرد وہاں کی جنگ تھی۔ ابراہیم بن محمد بن المدبر کے سپرد خراج و جائداد تھی وہ لوگ بھی ان سے بھاگے اور بہت میں سے ایک نے بھی ان سے قتال نہ کیا، سعید بن یکین اپنے

ہمراہی لشکر کے ہٹ گیا۔ ابراہیم بن المدبر مع اپنے غلاموں اور خادموں کے ثابت قدم رہا۔ وہ لوگ اس شہر میں داخل ہوئے۔ اسے گھیر لیا۔ ابراہیم بن محمد کے چہرے پر مار مار کے قید کر لیا۔ تمام مال و اسباب و غلام جن کا وہ مالک تھا۔ سب پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ یوم دوشنبہ ۱۲ / رمضان المبارک ۲۵۶ھ کو ہوا۔

اہل بصرہ میں خوف و ہراس:

پہلے اہلہ کا حادثہ پیش آیا، پھر سقوطِ اہواز سے سابقہ پڑا۔ یہ پے در پے حوادث دیکھ دیکھ کے اہل بصرہ سخت مرعوب ہو گئے، بہت سے باشندے وہاں سے منتقل ہو کے مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے۔ بکثرت خوف ناک خبریں پھیلنے لگیں۔

ابن بسطام کی ناکام مہم:

اسی سال ذی الحجہ میں صاحب الزنج نے شاہین بن بسطام کی جانب ایک لشکر روانہ کیا، سر لشکر یحییٰ بن محمد البحرانی تھا مگر یحییٰ کو شاہین سے جو کچھ امید تھی اس میں کامیابی نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر لوٹ آیا۔

اسی سال رجب میں سلطنت کی جانب سے صاحب الزنج سے جنگ کے لیے سعید حاجب بصرہ پہنچا۔

موسیٰ بن بغا اور مساور کی جنگ:

اسی سال موسیٰ بن بغا کے ان ساتھیوں کے درمیان جو اس کے ساتھ محمد بن الواثق کے مخالف ہو کر الجبل کے علاقے میں روانہ ہو گئے تھے اور مساور بن عبد الحمید الشاری کے درمیان خاقین کے علاقہ میں جنگ ہوئی، مساور بڑی جماعت کے ساتھ تھا اور موسیٰ اور اس کے ساتھی دو سو کی تعداد میں تھے۔ مگر ان لوگوں نے مساور کو شکست دی اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔



تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد ہفتم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ

خلافت بغداد کا دور انحطاط

حصہ دوم

ترجمہ: علامہ عبد اللہ العماوی

خلیفہ المعتمد علی اللہ - تا - خلیفہ المقتدر باللہ (۲۵۷ھ تا ۳۵۲ھ)

نفس اک اُردو بازار کراچی طبعی

زوالِ خلافتِ عباسیہ

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ طبری کا یہ آخری یعنی جلد ہفتم کا دوسرا حصہ خلافتِ عباسیہ کے دورِ اضمحلال کی تصویر ہے۔ تاریخ کے صفحات زمانہ حاضر کے لیے عبرت و موعظت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اردو زبان کا زبان زد فقرہ ہے۔ ”اگلا گرے پچھلا ہوشیار“۔ اگر اگلے کے گر جانے پر بھی پچھلا ہوشیار نہ ہو تو کون اسے ہوشیار کر سکتا ہے۔ اس لیے ہر پچھلے کا فریضہ ہے کہ اگلوں کے ٹھوکر کھانے، سنبھلنے اور گر جانے کی داستان کو بڑی توجہ اور غور و خوض کے ساتھ پڑھے اور نہ صرف پڑھے بلکہ واقعۃً ہوشیاری کا سبق حاصل کر کے ہوشیار ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ اس جہان کی کسی بات کو بقائے دوام حاصل نہیں اور ہو سکتی ہی نہیں ہر صبح جب آفتاب عالمِ تاب برآمد ہوتا ہے تو جہاں بہت سی چیزوں کو جنم دیتا ہے وہاں ہزاروں ہی پرانی چیزوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی ایجاد و فنا کا نام دنیا ہے اگر اس جہاں کا یہی قانون کلی ہے تو جاہ و جلال، شکوہ و احتشام کو بھی اس سے استثناء حاصل نہیں ہو سکتا جو وہ واسباب کا ایک طویل سلسلہ ہر دورِ جلال اور دورِ اضمحلال میں ہمیشہ ملتا ہی رہتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود مبارک ہیں وہ آنکھیں جو تاریخ کے اس تسلسل میں اپنے لیے عبرت و موعظت کا نقش دیکھتی ہیں اور اس سے اپنے افکار و اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

ایسی آنکھوں کے لیے بنی عباس کے اس دور کی تاریخ میں بہت کچھ سبق موجود ہیں۔ بنی عباس نے اقتدار حاصل کرنے کے لیے جس نسلیت اور گروہ بندی سے فائدہ اٹھایا تھا اور جس مرکزِ گریز قوت نے بنو امیہ کی عظیم الشان سلطنت کو ختم کیا تھا وہ ۳۲ھ میں اگر بنی امیہ کو ختم کر سکتی تھی۔ تو پورے ایک سو سال کے بعد ۲۳۲ھ میں عباسی خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ کے دورِ خلافت میں بنی عباس کے بھی ٹکڑے اڑا سکتی تھی۔ وہی نسلیت اور گروہ بندی اس دوسرے دور میں ابھرنے لگی بلکہ اہل غرض نے سوئے ہوئے اس فتنہ کو جگایا۔ اور اس سے وہی کام لیا جو خود عباسی لے چکے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عباسی مسندِ جاہ و جلال اور قوت و اقتدار کا منبع ہونے کی بجائے آہستہ آہستہ فقیر کی گدی بنتا چلا گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ انقلاب ایک دن میں نہیں ہو گیا اور ایک مضبوط اور منظم حکومت کے ختم ہوتے ہوئے ایک بڑی مدت گزر رہی جاتی ہے۔ یہ عمل ہوتا رہا۔ اور روز بروز اقتدار کی باگ خلفاء کے ہاتھوں سے نکل کر کبھی اس گروہ کے اور کبھی دوسرے گروہ کے

ہاتھوں میں جاتی رہی اور کام بگڑتا ہی بگڑتا ہی چلا گیا۔ تاریخ طبری کے حصہ دہم میں ۲۵۷ھ سے ۳۰۲ھ تک پینتالیس سال کی تاریخ ہے۔ طبری کا انتقال ۳۱۰ھ میں اپنی تاریخ کی تکمیل کے تقریباً آٹھ سال کے بعد ہوا ہے۔ طبری اس دور اضمحلال و انحطاط کے بڑے حصہ کا خود عینی شاہد ہے۔ اس لیے بھی یہ حصے بڑی اہمیت کے حامل ہیں اسے غور سے ملاحظہ کیجیے اور دیکھئے کہ عروج و زوال کے دور میں کیا فرق ہوتا ہے اور کون سی وہ تدبیری خرابیاں ہوتی ہیں جو بڑی سے بڑی منظم حکومتوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ نام کے لیے بغداد کی خلافت عباسی طبری کے بعد بھی تقریباً ساڑھے تین سو سال تک قائم رہی اور اس وقت ختم ہوئی جب ۶۵۶ھ نصیر الدین طوسی اور ابن علقمی کی سازش سے ہلاک خواں نے شہر بغداد کو جلا کر خاک نہ کر دیا اور بغداد کے آخری خلیفہ المستعصم کو قتل نہیں کر دیا۔ لیکن خلافت محض تبرک تھی ۳۰۲ھ کے بعد کا پورا زمانہ طوائف الملوکی، سازش اور ہر حصہ مملکت میں آزاد فرمانرواؤں کے عروج و زوال کی ایک داستان کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تاریخ طبری جیسی اہم اور ضخیم کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھا کر ہم نے ایک بہت بڑی مہم شروع کی تھی اور آج ہم اس کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس مہم کو انجام دینے کی توفیق بخشی۔ میں اپنے ان تمام تاجران کتب اور اپنے سینکڑوں انفرادی قدردانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مستقبل خریداری قبول کر کے میری مالی مشکلات میں غیر معمولی مدد کی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاونین کی اعانت ہی سے اتنی بڑی ضخیم کتاب کی اشاعت ہوئی ورنہ دس حصے کی کتاب کی اشاعت یقیناً میرے بس سے باہر تھی۔

وما توفیقی الا باللہ



فہرست موضوعات

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۲	جنگ	۲۲	بصرہ کا محاصرہ	باب ۱	
۲۹	منصور بن جعفر الخياط اور علی بن ابان کی جنگ	۱۷	علی بن ابان کا بصرہ پر حملہ	۱۷	خلیفہ المعتد علی اللہ
۲۹	منصور بن جعفر الخياط کا قتل	۱۸	علی بن ابان کی عہد شکنی	۱۸	بیعت خلافت
۲۳	ابو احمد اور فتح کی رواگلی	۱۸	بصرہ کی تاراجی	۱۸	متفرق واقعات
۲۳	علی بن ابان کا جہی میں قیام	۱۸	زنجیوں کا بصرہ میں داخلہ	۱۸	اما جور اور عیسیٰ بن اشبح کی جنگ
۳۰	سلطانی لشکر کی آمد سے زنجیوں میں خوف و پریشانی	۱۸	بصرہ میں آتش زنی	۱۸	عیسیٰ بن اشبح کی رواگلی آرمینہ
۳۰	علی بن ابان کی طلبی	۱۸	یحییٰ بن ابراہیم کے مکان پر عوام کا اجتماع	۱۸	امیر حج محمد بن احمد
۳۱	سلطانی لشکر کی پیش قدمی کی صاحب الزنج کو اطلاع	۱۸	آل المہلب کو امان	۱۸	۲۵۷ھ کے واقعات
۳۱	مفلح کا قتل	۱۸	اہل بصرہ کا قتل عام	۱۸	یعقوب بن الیث کی رواگلی فارس
۳۱	فرغانی قیدی کا بیان	۱۸	علی بن ابان کی بصرہ سے طلبی	۱۸	عمال کا عزل و نصب
۳۱	عورتوں اور بچوں کی غرقابی	۱۸	یحییٰ بن ابراہیم کی کارگزاری	۱۸	سعید حاجب کی مہم
۳۱	محمد بن الحسن کا بیان	۱۸	صاحب الزنج کا دعویٰ	۱۸	سعید کی ہٹمہ کی چھاؤنی میں مراجعت
۳۲	یحییٰ بن محمد کا اصغون کی جماعت پر حملہ	۱۸	صاحب الزنج سے علویوں کا تعاون	۱۸	ربانی ابن المدبر
۳۲	القیر دانات کی کشتیوں پر زنجیوں کا قبضہ	۱۸	صاحب الزنج کا کذب	۱۸	صاحب الزنج کا سعید پر شب خون
۳۲	صاحب الزنج کی یحییٰ کو ہدایات	۱۸	محمد المولد اور یحییٰ کی جنگ	۱۸	سعید بن صالح کی برطرفی
۳۲	یحییٰ کے خجروں کی واپسی	۱۸	محمد المولد کی شکست و فرار	۱۸	منصور بن جعفر الخياط اور صاحب الزنج کی جنگ
۳۳	طاشترتری اور یحییٰ بن محمد کی جنگ	۱۸	متفرق واقعات و امیر حج الفضل بن اسحق	۱۸	علی بن ابان اور ابراہیم بن سیمہ کی جنگ
۳۳	یحییٰ بن محمد البحرانی کی شکست	۱۸	۲۵۸ھ کے واقعات	۱۸	شاجین بن بسطام کا خاتمہ
۳۳	یحییٰ بن محمد البحرانی کی گرفتاری	۱۸	سعید بن احمد کا قتل	۱۸	علی بن ابان کا ابراہیم بن سیمہ پر حملہ
۳۳	یحییٰ بن محمد البحرانی کا انجام	۱۸	اسیر زنجیوں کا قتل	۱۸	علی بن ابان کو بصرے پر فوج کشی
۳۳		۱۸	متفرق واقعات	۱۸	کا حکم
۳۳		۱۸	منصور بن جعفر الخياط اور ابو الیث کی	۱۸	اہل بصرہ کی بد حالی

یحییٰ بن محمد کے متعلق صاحب الزنج	امیر حج ابراہیم بن محمد	ابو احمد بن متوکل کی پیش قدمی	۴۷
کے تاثرات	۲۶۰ھ کے واقعات	معمر کہ اضطربہ	۴۸
محمد بن سمعان کو نبوت کی پیش کش	محمد بن ہارون کا قتل	یعقوب بن الیث کی شکست و فرار	۴۹
ابو احمد اور زنجیوں میں معرکہ	عبداللہ السجری کی یعقوب سے یمنیگی	محمد بن طاہر کی رہائی	۵۰
زنجیوں کی فتح	۳۵ یعقوب بن الیث اور الحسن بن زید کی جنگ	یعقوب کے متعلق فرمان خلافت	۵۱
ابو احمد کی مراجعت واسط	یعقوب بن الیث کی مراجعت	ابو الساج کے مال و املاک کی ضبطی	۵۲
ایک ہولناک آواز	یعقوب بن الیث کی خلافت کو عرض	ابو احمد کے مدح میں قصیدہ	۵۳
بے ادبی کی سزا	داشت	عمال کا عزل و نصب	۵۴
متفرق واقعات	عبداللہ السجری کا قتل	جبائی کی غارت گری	۵۵
امیر حج الفضل بن اسحق	۳۶ العلواء بن احمد ازدی کا قتل	محمد بن الحسن کا بیان	۵۶
۲۵۹ھ کے واقعات	امیر حج ابراہیم بن محمد	جبائی اور رمیس کا مقابلہ	۵۷
ابو احمد کی سامرا میں آمد	۲۶۱ھ کے واقعات	رمیس کا فرار	۵۸
قتل کنبور	الحسن بن زید کی مراجعت طبرستان	ابو معاذ اور سلیمان کی جنگ	۵۹
متفرق واقعات	فرمان خلافت	سلیمان بن جامع کی شکست و مراجعت	۶۰
اصحون اور نیرک کی ہلاکت	متفرق واقعات	سلیمان بن جامع اور وصیف الرحال	۶۱
الحسن بن الشارکی گرفتاری	۳۷ ملا شتر اور ابن مفلح کا قتل	کی جنگ	۶۲
الحسن بن جعفر کی گرفتاری	موسیٰ بن بعا کی معذوری	مال غنیمت و غلبہ بھیجنے کا حکم	۶۳
موسیٰ بن بعا کی روانگی	ابو اوز میں زنجیوں کی غارت گری	سلیمان بن جامع کی تلاش	۶۴
ابن مفلح اور علی بن ابان کی جنگ	۳۸ متفرق واقعات	جبائی کے روپے کے خلاف سلیمان کی	۶۵
علی بن ابان کی شکست و فرار	ولی عہدی کا اعلان	شکایت	۶۶
ابن مفلح کا تعاقب	محمد بن زیدویہ کی یعقوب بن الیث	انگریز تبحش کی آمد	۶۷
ابن مفلح اور ابن ابان کی دوسری جنگ	سے علیحدگی	زنجی لشکر کی پوشیدگی	۶۸
زنجیوں کے لشکر کی ناکہ بندی	۳۹ امیر حج الفضل بن اسحق	خشیش کا قتل	۶۹
متفرق واقعات	۲۶۲ھ کے واقعات	خشیش کے سر کی تشہیر	۷۰
یعقوب بن الیث کی نیشاپور میں آمد	یعقوب بن الیث کی ہرمز میں آمد	متفرق واقعات	۷۱
یعقوب بن الیث کو انتباہ	۴۰ سامرا میں جعفر بن المعتمد کی قائم مقامی	۲ احمد بن لیثویہ اور زنجیوں کی جنگ	۷۲
عبدالرحمن خارجی کا سر	یعقوب بن الیث کی روانگی واسط	محمد بن عبید اللہ اور علی بن ابان کا اتحاد	۷۳

علی بن ابان کی روانگی ابواز	۵۴	قریہ حسان کی تاراجی	علی بن ابان کی جعفر ویہ کیلئے سفارش	۶۸
ابوداؤد کی گرفتاری	۵۵	تل رمان میں غارت گری	تکلیف پر عتاب	۶۹
احمد بن لیثویہ اور علی بن ابان کی جنگ	۵۶	سلیمان کی روانگی الجازرہ	اشکر تکلیف کے لئے اعلان امان	۷۰
علی بن ابان کی شکست و فرار	۵۷	سلیمان اور جعلان کی جنگ	امیر حج ہارون بن محمد	۷۱
امیر حج الفضل بن اسحاق	۵۸	سلیمان اور جبائی کے قتل کی افواہ	۲۶۶ھ کے واقعات	۷۲
۲۶۳ھ کے واقعات	۵۹	سلیمان کا مطرین جامع پر حملہ	اسا تکلیف کا رے پر غلبہ	۷۳
ابن لیثویہ اور الخلیل بن ابان کی جنگ	۶۰	طرناج کا قتل	متفرق واقعات	۷۴
علی بن ابان اور الحسن بن العنبر کی جنگ	۶۱	سلیمان کا رصافہ پر حملہ	جعفر ویہ اور زنجیوں کا قتل	۷۵
علی بن ابان اور یعقوب کی شروط مصالحت	۶۲	سلیمان اور تکلیف البخاری کی جنگ	علی بن ابان کی مراجعت ابواز	۷۶
عبید اللہ بن یحییٰ کی وفات	۶۳	واسط میں سلیمان کی غارت گری	معرکہ الدولاب	۷۷
الحسین بن طاہر کا نیشاپور سے اخراج	۶۴	سلیمان اور الخلیل میں اختلاف	مطر بن جامع کا قتل	۷۸
امیر حج الفضل بن اسحاق	۶۵	ابن وہب پر عتاب	علی بن ابان اور غرتمش میں مصالحت	۷۹
۲۶۴ھ کے واقعات	۶۶	ابن وہب کی رہائی	اسحاق بن کندا جیق کی احمد بن موسیٰ سے	۸۰
موسیٰ بن بغا کی وفات	۶۷	الحسن بن محمد کا فرار	علیجہ گی	۸۱
عبداللہ بن رشید کی شکست و گرفتاری	۶۸	امیر حج ہارون بن محمد	موسیٰ بن اتامش کی گرفتاری	۸۲
امارت واسط پر محمد المولد کا تقرر	۶۹	۲۶۵ھ کے واقعات	متفرق واقعات	۸۳
سلیمان بن جامع کی صاحب الزنج سے درخواست	۷۰	عامل جبیلہ پر سلیمان کا حملہ	جعفر ویہ اور علویہ کا مدینہ میں قتل	۸۴
جنگ واسط	۷۱	مخلوق کا قتل عام	ابن کندا جیق اور اسحاق بن ایوب کی جنگ	۸۵
سلیمان کا تکلیف پر حملہ	۷۲	احمد بن طولون کا انطاکیہ پر قبضہ	رام ہرمز کی تباہی	۸۶
باب ۲	۷۳	دلف اور القاسم کا قتل	محمد بن عبید اللہ کا ضمانت دینے سے انکار	۸۷
ضعف خلافت	۷۴	جعلان کا قتل	کرد بمقابلہ زنج	۸۸
۲۶۳ھ کے واقعات	۷۵	سلیمان بن وہب پر عتاب	زنجیوں سے شکست و پسپائی	۸۹
جعلان کا کشتیوں پر قبضہ	۷۶	متفرق واقعات	صاحب الزنج کی ابن عبید اللہ کو دھمکی	۹۰
سلیمان کا محمد بن علی پر حملہ	۷۷	عبداللہ بن لیثویہ کی معذرت	ابن عبید اللہ کی صاحب الزنج سے	۹۱
بنی شیبان پر سلیمان کا حملہ	۷۸	جنگ باب کوک	معذرت	۹۲
عمیر بن عمار کا قتل	۷۹	علی بن ابان پر تکلیف کا اچانک حملہ	مسرور البخی کی ابن ابان کی جانب	۹۳
	۸۰	تکلیف کی مراجعت تسر	پیش قدمی	۹۴

امیر حج ہارون بن محمد	ابو احمد بن متوکل کی روانگی	ابو احمد کا قصر المامون میں قیام	۸۲	محمد بن عبداللہ کی اطاعت	۸۱
۲۶ھ کے واقعات	ابو احمد اور ابو العباس کی ملاقات	ابو احمد کی ابو العباس و ہارون سے ملاقات	۸۳	مفروز زنجیوں کے متعلق اطلاع	۹۱
محمد بن طاہر کی اسیری	زنجی اسیروں کا قتل	ابو یحییٰ محمد بن ابراہیم	۸۴	ابو یحییٰ اور نصیر کی جنگ	۹۲
ابو العباس کی زنجیوں پر فوج کشی	ابن موسیٰ اشعرانی کی شکست و فرار	زیرک کی حکمت عملی	۸۵	امان طلب کرنے والوں سے حسن سلوک	۹۳
محمد بن حماد کا بیان	ابو احمد کی فاتحانہ مراجعت	ابو احمد کا صاحب الزنج کے نام خط	۸۶	ابو العباس کا انتخاب پر حملہ	۹۴
ابو العباس بن ابی احمد کی پہلی فتح	ابن موسیٰ اشعرانی کا صاحب الزنج	ابو احمد کی ابو العباس سے امداد طلبی	۸۷	زنجیوں کی ابو احمد سے امداد طلبی	۹۵
سلیمان بن جامع کی پسپائی	کے نام خط	ابو احمد کی ابو العباس سے امداد طلبی	۸۸	عام معافی کا اعلان	۹۶
ابو العباس کی واسط میں آمد	ابو العباس کا شبل اور ابو النذر پر حملہ	صاحب الزنج کا ملاحوں کو نہر الخصب	۸۹	صاحب الزنج کا محاصرہ	۹۷
ابو العباس کے زنجیوں سے معرکے	ابن جامع کی قیام گاہ کی اطلاع	جانے کا حکم	۹۰	ابو احمد کی حکمت عملی	۹۸
زنجیوں کے حملہ کی اطلاع	ابو احمد کی روانگی	ابو احمد کی ابو العباس سے امداد طلبی	۹۱	موفقیہ چھاؤنی کی تعمیر	۹۹
ابو العباس کی پیش قدمی	طہیث کی مہم	بہبود کا اچانک حملہ	۱۰۰	ابو العباس اور ہمدانی کی جنگ	۱۰۱
ابو العباس اور زنجیوں کی جنگ	ابو العباس کا جبائی پر حملہ	ابو العباس کا اعلان	۱۰۲	ایک زنجی گروہ سے حسن سلوک	۱۰۳
خش پوش کنوئیں	جبائی کی ہلاکت	عام معافی کا اعلان	۱۰۴	بہبود کا ایک تجارتی قافلہ پر حملہ	۱۰۵
سلیمان کی صاحب الزنج سے امداد طلبی	ابو العباس کی بجانب طہیث پیش قدمی	صاحب الزنج کا محاصرہ	۱۰۶	بحری راستوں پر ابو العباس کا تقرر	۱۰۷
ابو العباس کی حکمت عملی	زنجیوں کی شکست و فرار	ابو احمد کی حکمت عملی	۱۰۸	اسحاق بن کنداج کی کارگزاری	۱۰۹
زنجیوں کی کشتیوں پر ابو العباس کا قبضہ	فتح طہیث	موفقیہ چھاؤنی کی تعمیر	۱۱۰	صندل الزنجی کا قتل	۱۱۱
ابو العباس کی جنگی تیاریاں	ابو احمد کا طہیث میں قیام	بہبود کا اچانک حملہ	۱۱۲		
زنجی سردار مہتاب کا حملہ	زیرک کو طہیث میں قیام کرنے کا حکم	ابو احمد کی ابو العباس سے امداد طلبی	۱۱۳		
ملاحوں کو انتباہ	مفروز زنجیوں کی تلاش	ابو احمد کی ابو العباس سے امداد طلبی	۱۱۴		
ابو العباس کا چھاؤنی العمر میں قیام	ابو احمد کی روانگی ابواز	بہبود کا اچانک حملہ	۱۱۵		
فتح الصبیہ	ابن موسیٰ بن سعید کی ہلاکت	ابو العباس اور ہمدانی کی جنگ	۱۱۶		
زنجیوں کے فرار ہونے کی وجہ	ابن ابی ابان کی طلبی	ایک زنجی گروہ سے حسن سلوک	۱۱۷		
ثابت بن ابی دلف کی شکست و گرفتاری	بہبود بن عبدالوہاب کی طلبی	بہبود کا ایک تجارتی قافلہ پر حملہ	۱۱۸		
مہم سوق انخیس	علی بن ابی ابان اور بہبود کو بلانے کی وجہ	بحری راستوں پر ابو العباس کا تقرر	۱۱۹		
نصیر کی سلامتی کی اطلاع	محمد بن عبداللہ کو معافی	اسحاق بن کنداج کی کارگزاری	۱۲۰		
ابو العباس کا زنجیوں پر حملہ	پل قطرہ اربک کی تعمیر	صندل الزنجی کا قتل	۱۲۱		
زنجیوں کی شکست و فرار	دجیل پر پل بنانے کا حکم		۱۲۲		

باب ۳		ابو احمد کا مراجعت کا حکم		ابو احمد کے زنجیوں پر پیہم حملہ	
صاحب الزنج کا زوال	۹۹	زنجی کشتیوں کی گرفتاری	۱۰۷	اسیران جنگ سے ابو احمد کا حسن سلوک	۱۱۴
زنجی سردار مہذب کی امان طلبی	//	ایک عرب جماعت کی امان طلبی	//	بہبوز بن عبد الوہاب کی رہزنی	//
آل معاذ بن مسلم پر عتاب	//	ریحان بن صالح کی امان طلبی	//	ابو احمد کی احتیاطی تدابیر	۱۱۵
صاحب الزنج کا شب خوں کا منصوبہ	//	متفرق واقعات	//	ابو العباس کا بہبوز کے ساتھیوں پر حملہ	//
ابو احمد کو شب خوں کے منصوبہ کی اطلاع	//	۲۶۸ھ کے واقعات	//	بہبوز بن عبد الوہاب کا قتل	//
زنجی سرداروں کا قتل	۱۰۰	جعفر بن ابراہیم السجان کو امان	//	متفرق واقعات	۱۱۶
زنجی سرداروں کے سروں کی تشہیر	//	محمد بن الیث کی شکست و گرفتاری	۱۰۹	امیر حج ہارون بن محمد	۱۱۷
زنجیوں کا سلطانی کشتیوں پر حملہ	۱۰۱	العباس بن احمد اور احمد بن طولون کی جنگ	//	۲۶۹ھ کے واقعات	//
وصیف کی کارگزاری	//	ابو احمد کا دیوار کے انہدام کا حکم	//	قافلہ حجاج کی تباہی	//
ابو العباس کا زنجی کشتیوں پر حملہ	//	راشد اور ابن اخت مفلح کی ثابت قدمی	۱۰۲	چاند و سورج گرہن	//
محمد بن الحارث کی امان طلبی	//	مالک بن بشران کو صاحب الزنج کی ہدایت	//	ابراہیم الخنجی پر عوام کا حملہ	۱۱۸
زوجہ محمد بن الحارث کا نیلام	//	زنجی لشکر کے لئے مچھلیوں کی فراہمی	۱۰۳	الحجر و می کی دو کشتیوں پر قبضہ	//
احمد البرذعی کی اطاعت	//	زیرک کا مالک بن بشران پر حملہ	//	فرغانی سرداروں کی گرفتاری	//
معمر کہ نہرا بن عمر	//	مالک کی ابو احمد سے امان طلبی	//	برسر منبر ابن طولون پر لعنت	//
موفق کا دریا عبور کرنے کا سبب	۱۰۳	جزیرہ الردجیہ میں چھاؤنی کا قیام	//	لولوغلام کی مخالفت	//
زنجی سرداروں کی ایک جماعت کی درخواست	//	شہاب و محمد کو ابو احمد کی ہدایات	۱۰۴	بہبوز کے خاندان و ساتھیوں پر	۱۱۹
ابو العباس اور علی بن ابان کی جنگ	//	صاحب الزنج کی ناکہ بندی	//	صاحب الزنج کا عتاب	//
ابو العباس کا زنجیوں پر دوبارہ حملہ	//	متفرق واقعات	//	ابو احمد کا موضع الخندق درست کرنے کا حکم	//
سلیمان بن جامع کا عقیقی حملہ	//	رشیق کا بنی تیم پر حملہ	۱۰۵	صاحب الزنج کی احتیاطی تدبیر	//
ابو احمد کی پیش قدمی	//	قیدیوں کا قتل	//	ابو احمد کے ایک فوجی سردار پر زنجیوں کی یورش	۱۲۰
ابو احمد کا شہر پناہ کی ایک دیوار پر قبضہ	۱۰۶	صاحب الزنج کے ساتھیوں کی زبوں حالی	//	نہر مکی کی متصل دیوار توڑنے کا ارادہ	//
ابو العباس کا غلبہ	//			ابو احمد کی پیش قدمی	//
شہر پناہ کی دیوار کا انہدام	//				
علی بن ابان کی شدید مداخلت و پسپائی	//				

زنجیوں کی شدید مدافعت	۱۲۱	جواب کی اسیری	//	نہر میں داخلہ کی پابندی	//
پلوں کے انہدام کا منصوبہ	//	ابن ابی الساج اور اعراب کی جنگ	//	صاحب الزنج کے منبر کی منتقلی	//
ابوالندا کا قتل	//	عمال کا قتل	//	دوسرے پل کو اڑانے کا منصوبہ	۱۳۸
ابن سمعان اور سلیمان بن جامع کے		ابن ابی الساج کا قبضہ پر غلبہ	۱۳۰	ابواحمد کے فوجی دستوں کی پیش قدمی	//
مکانات کا انہدام	//	صاحب الزنج کا پل پر قبضہ	//	دوسرے پل کی تباہی	//
المیمونہ بازار کی تباہی	//	ابواحمد کے پل کے انہدام کا حکم	//	انگلے اور ابن جامع کا فرار	۱۳۹
مسجد جامع کا انہدام	۱۲۲	ابن جامع و ابن ابان کی شدید		صاحب الزنج کی قیام گاہ پر یورش	//
ابواحمد کی علالت	//	مدافعت	//	علوی مستورات کی رہائی	//
ابواحمد کی صحت یابی	۱۲۳	پل کا انہدام	//	صاحب الزنج کے قیدیوں کی رہائی	//
صاحب الزنج کے وعدے	//	ایک زنجی جماعت کی امان طلبی	۱۳۱	انگلے بن صاحب الزنج کی امان	
المعتد کے سرداروں میں اختلاف	۱۲۴	غلاموں کی کارگزاری پر انعامات کا		طلبی	۱۴۰
المعتد کے سرداروں کی گرفتاری	//	اعلان	//	سلیمان بن موسیٰ الشمرانی کو امان	//
متفرق واقعات	//	برجوں کے توڑنے کا حکم	//	شبل بن سالم	//
المعتد کی مراجعت سامرا	۱۲۵	زنجیوں کی زبوں حالی	۱۳۲	شبل بن سالم کی امان طلبی	//
جوی کور کا معرکہ	//	ابوالعباس کو مشرقی جانب برباد کرنے		شبل پر ابواحمد کی نوازشات	۱۴۱
صاحب الزنج کی بے بسی	//	کا حکم	//	شبل کا کامیاب شب خون	//
علی بن ابان کا مشورہ	//	زنجیوں کے مکانات کی تباہی	//	زنجی لشکر میں بدحواسی	//
صاحب الزنج کے محل پر حملہ	۱۲۶	المبارکہ بازار کی تباہی	۱۳۳	ابواحمد الموفق کا خطبہ	۱۴۲
آتش فرو آلات	//	ابوالعباس کا شرقی جانب حملہ	۱۳۴	سپاہ کا اظہار اطاعت	//
محمد بن سمعان کی امان طلبی	//	ابواحمد کا توقف	//	بحری کشتیوں کی روانگی	//
صاحب الزنج کے محل پر یورش	۱۲۷	ابواحمد کا نام حملہ	//	ابواحمد کے لشکر کی پیش قدمی	۱۴۳
صاحب الزنج کے محل پر آتش زنی	//	ابواحمد کا قلعہ پر قبضہ	۱۳۵	ابوالعباس کی شرقی جانب روانگی	//
ابواحمد کی کامیابی	۱۲۸	پل نہر ابی النضیب کی تباہی	//	ابواحمد کا گھائیوں میں قیام	//
ابوجزہ نصیر کی غرقابی	//	دار مصلح کی تباہی	۱۳۶	ابواحمد کی بحری قوت	۱۴۴
سلیمان بن جامع کی شکست	//	پل نہر ابی النضیب برباد کرنے کی		ابواحمد کا صاحب الزنج پر حملہ	//
ابواحمد کی علالت	۱۲۹	کوشش	//	آل صاحب الزنج کی گرفتاری	//
منبروں پر ابن طولون کے لئے بددعا	//	زنجیوں کے سروں کا معاوضہ	۱۳۷	مال غنیمت	۱۴۵

صاحب الزنج کے کھلیانوں کی	ابو احمد الموفق کی مراجعت نہر ابی	غارت گری	۱۱
بربادی	انخصیب	عمر بن الیث پر لعنت کرنے کا حکم	۱۱
صاعد بن مخلد کی آمد	۱۴۶ سپاہ کی حکم عدولی پر ابو احمد کا اظہار	ابو العباس اور خمارویہ کی جنگ	۱۱
لولو کی ابو احمد سے حاضری کی	ناراضگی	یوسف بن ابی الساج کی گرفتاری	۱۶۱
درخواست	ابو احمد کے احکام کا اجراء	دریشیق کا انہدام و تعمیر	۱۵۲
لولو کی آمد	صاحب الزنج کے مستقر پر حملہ	امیر حج ہارون بن محمد	۱۱
لولو کی قدر و منزلت	سلیمان بن جامع کی گرفتاری	۲۷۲ھ کے واقعات	۱۵۳
نہر ابی انخصیب پر ابو احمد کا غلبہ	صاحب الزنج کا قتل	متفرق واقعات	۱۱
لولو کی جماعت کی شجاعت و ثابت	علی بن ابان کا فرار	الذوالی العلوی پر عتاب	۱۶۲
قدی	صاحب الزنج کے سر کی تشہیر	صاعد بن مخلد کی فارس میں آمد	۱۵۴
نہر الغربی کے پلوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ	زنجی گروہوں کی اطاعت	صاعد بن مخلد پر عتاب	۱۱
نہر الغربی کے پلوں کا انہدام	علی بن ابان اور انکلائے کی گرفتاری	بغداد میں گرانی	۱۱
ابن طولون کے سرداروں کی مکہ میں تباہی	قرطاس کا قتل	گرانی کے خلاف عوام کا احتجاج	۱۱
امیر حج ہارون بن محمد	درمویہ زنجی کی شرانگیزی	زنجی سرداروں کا قتل	۱۶۳
۲۷۰ھ کے واقعات	درمویہ زنجی کی غارت گری	زنجی سرداروں کی لاشوں کی تشہیر	۱۱
رضا کار مجاہدین کی آمد	درمویہ زنجی کی امان طلبی	امیر حج ہارون بن محمد	۱۱
ابو احمد کی جنگی تیاری	درمویہ زنجی کو امان	۲۷۳ھ کے واقعات	۱۵۶
صاعد بن مخلد کی روانگی	صاحب الزنج کے قتل کا اعلان	متفرق واقعات	۱۱
شہل بن سالم کی پیش قدمی	ابو العباس کی روانگی مدینہ السلام	لولو کی اسیری	۱۱
زنجیوں پر ابو احمد کے سرداروں کی یورش	ابو احمد الموفق کی شان میں قسیدے	امیر حج ہارون بن محمد	۱۶۴
صاحب الزنج اور زنجی سرداروں کا فرار	باب ۴	۲۷۴ھ کے واقعات	۱۱
لولو کا صاحب الزنج کا تعاقب	فسادات	یازمان کا جہاد	۱۵۹
لولو کو واپسی کا حکم	رومیوں کی پیش قدمی و شکست	صدیق الفرغانی کی رہزنی	۱۱
	متفرق واقعات	امیر حج ہارون بن محمد	۱۱
	امیر حج ہارون بن محمد	۲۷۵ھ کے واقعات	۱۶۰
	۲۷۱ھ کے واقعات	صدیق الفرغانی پر عتاب	۱۱
	محمد و علی فرزندان الحسین کی مدینہ میں	الطائی اور فارس العبدی کی جنگ	۱۱

الطائی کی گرفتاری	۱۶۵	ابوالصقر پر عتاب	۱۷۰	بیعت خلافت	//
ابوالعباس کی گرفتاری	//	متفرق واقعات	//	امارت خراسان پر عیسیٰ النوشری کا تقرر	//
امیر حج ہارون بن محمد	//	باب ۵	//	خمارویہ بن احمد کی سفارت	//
۲۷۶ھ کے واقعات	//	فتنہ قرامطہ	۱۷۱	متفرق واقعات	//
ابو احمد الموفق کی روانگی الجبل	//	ابتدائی حالات	//	امیر حج ہارون بن محمد	۱۷۸
محمد بن ابی الساج کی ابو احمد کی		قرامطہ کی عزت و توقیر	//	۲۸۰ھ کے واقعات	//
اطاعت	۱۶۶	قرامطہ کی علالت	//	شیمہ کی گرفتاری	//
سات قبروں کے پھٹنے کا واقعہ	//	قبول مذہب کا محصول	۱۷۲	شیمہ پر عتاب	//
امیر حج ہارون بن محمد	//	بارہ نقیب	//	عبداللہ بن المہدی کی گرفتاری	
۲۷۷ھ کے واقعات	//	قرامطہ کی گرفتاری	//	ورہائی	//
خمارویہ کی یازمان کی مدد	//	قرامطہ کا فرار	//	بنی شیبان کی سرکوبی	۱۷۹
وصیف اور بربریوں کی جھڑپیں	//	قرامطہ کی وجہ تسمیہ	//	بنی شیبان کی مقصد سے امان طلبی	//
یوسف بن یعقوب کی ولایت مظالم	۱۶۷	محمد بن داؤد کا بیان	۱۷۳	عبداللہ بن الحسین پر عتاب	//
امیر حج ہارون بن محمد	//	نیا دین	//	متفرق واقعات	//
۲۷۸ھ کے واقعات	//	قرمطی شریعت	//	زلزلہ سے تباہی	۱۸۰
وصیف خادم کی بربریوں سے		قرمطہ اور صاحب الزنج کی ملاقات	۱۷۴	امیر حج ابو بکر محمد بن ہارون	//
مصالحات	//	یازمان کی وفات	۱۷۵	۲۸۱ھ کے واقعات	//
وصیف کی روانگی واسط	//	امیر حج ہارون بن محمد	//	ترک بن العباس کی کارگزاری	//
ابو احمد الموفق کی علالت	//	۲۷۹ھ کے واقعات	//	وصیف اور عمر بن عبدالعزیز کی جنگ	//
ابو احمد کی نہروان میں آمد	۱۶۸	جعفر المفضی کی ولی عہدی سے معزولی	//	احمد بن محمد الطائی کی وفات	۱۸۱
ابوالعباس کی رہائی	//	جرادہ کاتب کی گرفتاری	//	عمر بن عبدالعزیز کی مراجعت بغداد	//
ابوالصقر کو ابو احمد کی حیات کی اطلاع	//	ابو طلحہ منصور و عقامہ کی اسیری	//	الحسن بن علی کورہ کی امان طلبی	//
المعتد کی قصر ابو احمد میں آمد	۱۶۹	محمد بن مویٰ الاعرج اور کنون کی جنگ	//	فرمان خلافت	//
ابوالصقر کی بربادی	//	محمد بن مویٰ الاعرج کی رہائی و معزولی	۱۷۶	کردوں اور بدویوں کا اتحاد	//
ابوالعباس اور ابوالصقر کو عطیہ خلعت	//	المعتد علی اللہ کی وفات	//	معتضد کی قلعہ مارون پر فوج کشی	۱۸۲
ابو احمد الموفق کی وفات	//	باب ۶	//	قلعہ الحسینہ کی تاراجی	//
ابوالعباس کی ولی عہدی کی بیعت	//	خلیفہ المعتضد باللہ	۱۷۷	متفرق واقعات	//

۲۸۲ھ کے واقعات	رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ	۲۸۵ھ کے واقعات
نوروز میں خراج کی ابتدا کی ممانعت	۱۸۷ عمر بن عبدالعزیز بن ابی ولف کو امان	طائیوں کا قافلہ حجاج پر حملہ
بنت خمارویہ بن احمد بن طولون کی	بکر بن عبدالعزیز کا فرار	۱۸۹ اسٹعلیل بن احمد کی معزولی
بغداد میں آمد	عمر بن الیث کا معروضہ	۱۹۰ ابولیلیٰ کے سر کی تدفین
حمدان بن حمدون کی سرکشی	۲۸۳ھ کے واقعات	آندھی اور پتھروں کی بارش
حمدان بن حمدون کا فرار	رافع بن ہرثمہ کے سر کی تشہیر	امارت طرسوس پر ابن الاخشاد کا تقرر
حمدان بن حمدون کی گرفتاری	راغب اور دمیاس کی جنگ	آندھی سے تباہی
بنت خمارویہ کی منتقلی	۱۸۳ عیسیٰ النوشری کا بکر بن عبدالعزیز	بکر بن عبدالعزیز کی وفات
متفرق واقعات	پرچم	راغب کی بحری جنگ
المعتصد کا خواب	غالب الضرائی کی حضور صلعم کی شان	امارت آمد پر محمد بن احمد بن عیسیٰ کا
جعفر بن المعتصد کی ولادت	۱۸۵ میں گستاخی	تقرر
خمارویہ بن احمد کا قتل	عوام کی برہمی	ہارون بن خمارویہ کی المعتصد سے
۲۸۳ھ کے واقعات	اہل طرسوس کا وفد	درخواست
الحسین بن حمدان کی المعتصد سے	نوروز کی رسوم کی ممانعت	۱۹۲ امیر حج محمد بن عبداللہ
درخواست	حبشی خدام کی امانت پر نرا	۲۸۶ھ کے واقعات
الحسین بن حمدان کی مہم	۱۸۶ حضرت معاویہ بن سفیان کو دعا دینے	معتصد کا محاصرہ آمد
ہارون الثاری کی گرفتاری	کی ممانعت	ابن احمد بن عیسیٰ کی امان طلبی
حمدان بن حمدون کی رہائی	المعتصد باللہ کی کتاب کی نقل	۱۹۳ ہارون بن خمارویہ کی تجدید ولایت کی
الحسین بن حمدان کے اعزاز میں	کتاب کے متعلق یوسف بن یعقوب	درخواست
اضافہ	کا مشورہ	۲۰۰ عمرو بن الیث کے تحفے
وفتر میراث بند کرنے کا حکم	۱۸۷ متفرق واقعات	۲۰۱ جنابی قرمطی کا ظہور
عمرو بن الیث کا محاصرہ نیشاپور	ابولیلیٰ حارث بن عبدالعزیز کی اسیری	اعراب بنی شیبان کی غارت گری
محمد بن اسحاق و دیگر سرداروں کی	ابولیلیٰ کی جاریہ کا بیان	۲۰۲ راغب کی گرفتاری و وفات
بغداد میں آمد	شفیع خادم کا قتل	مونس خازن کی اعراب پر فوج کشی
زوی فرمانروا کی مسلمانوں سے امداد	نجومیوں کی غلط پیشین گوئی	عمال کا عزل و نصب
طلبی	ابولیلیٰ کا قتل	۲۰۳ ۲۸۷ھ کے واقعات
ابن خمارویہ کا قتل	۱۸۸ امیر حج محمد بن عبداللہ	ابن احمد بن عیسیٰ کی گرفتاری

۲۲۰	بدر کا قتل	//	ابن زید علوی کا قتل	//	اعراب کی سرکوبی
//	بدر کی الماک کی ضبطی	//	قرامطہ پر حملہ	۲۰۸	براز الروز میں محل کی تعمیر
//	بدر کے قتل پر مرثیہ	//	امیر حج محمد بن عبد اللہ	//	قرامطہ کا زور
	زیدان السعیدی اور مصاحمین بدر کی	۲۱۴	۲۸۸ھ کے واقعات		امارت یمامہ و بحرین پر ابن عمرو
۲۲۱	گرفتاری	//	آذربائیجان میں وبا	//	الغنوی کا تقرر
//	عبدالواحد بن ابی احمد کا قتل	//	عمرو بن الیث کی بغداد میں آمد		عمرو بن الیث اور اسماعیل بن احمد کی
//	ابن جستان کی شکست	//	اسماعیل بن احمد اشناس اور ابن فتح کے	۲۰۹	جنگ
//	اسحاق الفرغانی اور ابوالاغر کی جنگ	//	لئے خلعت	//	عمرو بن الیث کی گرفتاری
۲۲۲	زکرویہ کا خروج	۲۱۵	ایک علوی کا صنعاء پر حملہ	//	وصیف کی معتضد سے درخواست
//	ابن زکرویہ کی بیعت	//	متفرق واقعات	//	بنت شمارویہ بن طولون کی وفات
//	دام تزویر	//	امیر حج ابو بکر ہارون بن محمد	//	وصیف کے وفد کی آمد
۲۲۳	ابن زکرویہ کا قتل	۲۱۶	۲۸۹ھ کے واقعات	۲۱۰	قرامطہ سے مقابلہ
//	حسین بن زکرویہ	//	ابن ابی فوارس قرامطی پر عتاب		عباس بن عمرو الغنوی کی شکست
//	متفرق واقعات	//	المعتضد کی وفات	//	و گرفتاری
۲۲۴	امیر حج الفضل بن عبد الملک		باب ۷	//	اسیران جنگ کا انجام
//	۲۹۰ھ کے واقعات	۲۱۷	خلیفہ المکتفی باللہ		عباس کے شکست خوردہ ساتھیوں کا
//	قرامطہ پر ابوالاغر کی فوج کشی	//	بیعت خلافت	//	خاتمہ
//	قرامطہ کے متعلق تجارت دمشق کی اطلاع	//	عمرو بن الیث کے قتل کا حکم	۲۱۱	اہل بصرہ میں خوف و ہراس
//	عمال کا عزل و نصب	//	عمرو بن الیث کا قتل	//	عباس بن عمرو الغنوی کی رہائی
۲۲۵	ابوسعید خوافری کا فرار	//	محمد بن ہارون کا رے پر قبضہ	//	قرامطہ کا مسلمانوں پر ظلم و ستم
//	المکتفی کی روانگی سامرا	۲۱۸	القاسم اور بدر میں خصامت	//	خادم وصیف کی گرفتاری
	ابن عبید اللہ کے فرزندوں کے لئے	//	بدر سے المکتفی کو نفرت		اہل عین زربہ کی معتضد سے
//	اعزاز و خلعت	//	بدر کے خلاف سازش	۲۱۲	درخواست
//	قتل ابن زکرویہ	۲۱۹	بدر کو مکتفی کی پیش کش	//	وصیف خادم کے ساتھیوں کو امان
۲۲۶	الحسین بن زکرویہ کی امارت	//	بدر کے لئے المکتفی کا امان نامہ	//	بحری کشتیوں کا اٹلاف
//	حسین بن زکرویہ کا حصص پر قبضہ	//	سرداروں کی گرفتاری	//	المعتضد کی المصیصہ سے مراجعت
//	الحسین بن زکرویہ کا قتل عام	//	بدر کی روانگی بغداد	۲۱۳	محمد بن زید علوی کی پیش قدمی

ابو الحسن طبیب کا ایک زخمی عورت کے متعلق بیان	قرامطیوں کی طلبی	اردن کی تباہی	//
ایک ہاشمی عورت کا واقعہ	قرامطیوں پر عتاب	قریہ ہیئت کی تاراجی	//
ضعیف کی قرامطی سردار سے درخواست	الحسین بن زکرویہ کا قتل	نعمدین داؤد کا بیان	۲۳۵
ضعیفہ کے زخمی ہونے کا سبب	قرامطیوں کے سروں کو تشمیر	عبداللہ بن سعید کا قتل	//
الحسین بن عمرو النصرانی کا بغداد سے خراج	قرامطی مبلغ ابو احمد کو امان	زکرویہ کی ہدایات	۲۳۶
اہل مصر کی قرامطیوں کے خلاف شکایت	قرامطی جماعت کی بدعہدی قتل	قرامطیوں کا اہل کوفہ پر حملہ	//
قرامطیوں کا ابوالاغر کے لشکر پر حملہ	علاقہ جہی میں سیلاب	قرامطی کی مراجعت قادیہ	//
قرامطیوں کی شکست کی اطلاع	محمد بن سلیمان کی روانگی	اسحق بن عمران کی امداد طلبی	//
قرامطی قلعہ پر حملہ	ترکوں پر اچانک حملہ	زکرویہ کا حملہ	۲۳۷
صاحب الشامہ (ابن زکرویہ) کا عامل کے نام فرمان	قرامطیوں کے متعلق ابن سیمہ کا خط	قرامطی کی کامیابی	//
عامل کا صاحب الشامہ کے نام خط	غلام زرافہ کی کارگزاری	قرامطی کی بجانب کوفہ پیش قدمی	//
افسر جنگ محمد بن سلیمان کی روانگی	امیر حج الفضل بن عبدالملک	وہابی	//
رومی قاصدوں کی آمد	۲۹۲ھ کے واقعات	زکرویہ بن مہرویہ	۲۳۸
امیر حج الفضل بن عبدالملک	باغیوں کی گرفتاری	تبعین زکرویہ کا عہد	//
۲۹۱ھ کے واقعات	محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی	بغداد سے فوجی دستوں کی روانگی	//
محمد بن سلیمان اور قرامطیوں کی جنگ	آل طولون کی گرفتاری	زکرویہ کی پوشیدگی	۲۳۹
صاحب الشامہ کا فرار	الحسین بن زکرویہ کی لاش کا انجام	بغداد میں قرامطی کی شکست کا اعلان	//
صاحب الشامہ کی گرفتاری	ابراہیم الخلیجی کی بغاوت	فاسک اور الخلیجی کی جنگ	//
فتح نامہ	فاتک اور بدر الجمالی کی روانگی مصر	الخلجی کی گرفتاری و روانگی بغداد	۲۵۰
صاحب الشامہ کی روانگی بغداد	قیدیوں کا تبادلہ	رومیوں کا قورس پر حملہ	۲۵۱
صاحب الشامہ کی بغداد میں آمد	امیر حج الفضل بن عبدالملک	امیر حج الفضل بن عبدالملک	۲۴۳
قرامطی عمال کی گرفتاری	۲۹۳ھ کے واقعات	۲۹۴ھ کے واقعات	//
قرامطی سرداروں کی اسیری	ابوقابوس کی امان طلبی	ابن کیفلیغ اور رستم کی رومیوں پر فوج	//
	برادر ابن زکرویہ کا خروج	کشی	//
	بلادین کی تاراجی	زکرویہ کا قافلہ حجاج پر حملہ کرنے کا منصوبہ	۲۴۴
	ابو خانم عبداللہ بن سعید	قافلہ حجاج پر حملہ	۲۵۱
	عبداللہ بن سعید کی غارتگری		

علاء بن کثیر کی مراجعت	امیر حج الفضل بن عبد الملک	۳۰۰ھ کے واقعات	امیر حج الفضل بن عبد الملک	۳۰۰ھ کے واقعات	علاء بن کثیر کی مراجعت
قافلہ حجاج پر قرامطہ کا دوسرا حملہ	۲۹۶ھ کے واقعات	ایک خارجی کی سرکوبی	۲۹۶ھ کے واقعات	ایک خارجی کی سرکوبی	قافلہ حجاج پر قرامطہ کا دوسرا حملہ
حجاج کا قتل	۲۵۲	المقتدر کی معزولی کا منصوبہ	۲۵۲	بغداد میں امراض کی کثرت	حجاج کا قتل
قرامطہ کا خراسانی قافلہ پر حملہ	العباس بن الحسن کا قتل	۲۵۸	۲۵۸	امیر حج الفضل بن عبد الملک	قرامطہ کا خراسانی قافلہ پر حملہ
محمد بن جراح کا تب کی روانگی کوفہ	ابن المعتز کی بیعت	۳۰۱ھ کے واقعات	۳۰۱ھ کے واقعات	محمد بن عبید اللہ کی معزولی	محمد بن جراح کا تب کی روانگی کوفہ
زکریہ کا محاصرہ فید	۲۵۳	ابن المعتز کی گرفتاری	۲۵۳	بغداد میں وبا کی کثرت	زکریہ کا محاصرہ فید
زکریہ کا قتل	بغداد میں برف باری	حسین بن منصور حلاج	۲۶۲	۲۶۲	زکریہ کا قتل
ایک بطریق کا قبول اسلام	۲۵۴	طاہر بن محمد اور سبکری کی جنگ	۲۵۴	الحسین بن حمدان کی فتوحات	ایک بطریق کا قبول اسلام
اندروش بطریق کی امان طلبی	حسین بن حمدان کی امان طلبی	۲۵۹	۲۵۹	احمد بن اسماعیل کا قتل	اندروش بطریق کی امان طلبی
قونیہ کی تباہی	حسین بن حمدان کی بغداد میں آمد	نصر بن احمد اور اسحاق بن احمد	۲۵۹	۲۵۹	قونیہ کی تباہی
زکریہ کی جماعت کا فرار	مونس خادم کا جہاد	میں اختلاف	۲۵۹	۲۵۹	زکریہ کی جماعت کا فرار
رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ	امیر حج الفضل بن عبد الملک	جنگ باب بخارا	۲۵۹	۲۵۹	رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ
متفرق واقعات	۲۹۷ھ کے واقعات	اسحاق بن احمد کی گرفتاری	۲۹۷ھ کے واقعات	۲۹۷ھ کے واقعات	متفرق واقعات
امیر حج الفضل بن عبد الملک	مونس خادم کی کامیاب مہم	متفرق واقعات	۲۹۷ھ کے واقعات	۲۹۷ھ کے واقعات	امیر حج الفضل بن عبد الملک
۲۹۵ھ کے واقعات	اللیث بن علی کی سرکشی	امیر حج الفضل بن عبد الملک	۲۹۵ھ کے واقعات	۲۹۵ھ کے واقعات	۲۹۵ھ کے واقعات
ابن ابراہیم السمعی کا خروج	اللیث بن علی کی شکست	۲۹۰ھ کے واقعات	۲۹۰ھ کے واقعات	۲۹۰ھ کے واقعات	ابن ابراہیم السمعی کا خروج
بدوئیوں کا قتل	۲۵۶	امیر حج الفضل بن عبد الملک	۲۵۶	۲۵۶	بدوئیوں کا قتل
ابو ابراہیم اسماعیل کی وفات	۲۹۸ھ کے واقعات	ابن الباقی کی کمک	۲۹۸ھ کے واقعات	۲۹۸ھ کے واقعات	ابو ابراہیم اسماعیل کی وفات
منصور بن عبد اللہ کی معذرت	سبکری اور وصیف کامہ کی جنگ	الاطروش کا حسن انتظام	۲۹۸ھ کے واقعات	۲۹۸ھ کے واقعات	منصور بن عبد اللہ کی معذرت
متفرق واقعات	محمد بن علی بن اللیث کی گرفتاری	حباسہ کا اسکندریہ پر غلبہ	۲۹۸ھ کے واقعات	۲۹۸ھ کے واقعات	متفرق واقعات
اسمعیلی باللہ کی وفات	امیر حج الفضل بن عبد الملک	الحسین بن عبد اللہ کی گرفتاری	۲۹۸ھ کے واقعات	۲۹۸ھ کے واقعات	اسمعیلی باللہ کی وفات
باب ۸	۲۹۹ھ کے واقعات	رومی اسیروں کی تعداد	۲۹۹ھ کے واقعات	۲۹۹ھ کے واقعات	باب ۸
خلیفہ المقتدر باللہ	۲۵۷	مغربیوں کی شکست	۲۵۷	۲۵۷	خلیفہ المقتدر باللہ
بیعت خلافت	بجستان کی فتح	حباسہ کی مصالحت کی کوشش	۲۶۱	۲۶۱	بیعت خلافت
اسمعیلی باللہ کی تدفین	علی بن محمد بن الفرات پر عتاب	یانس خادم کی غارتگری	۲۶۱	۲۶۱	اسمعیلی باللہ کی تدفین
متفرق واقعات	امیر حج الفضل بن عبد الملک	امیر حج الفضل بن عبد الملک	۲۶۱	۲۶۱	متفرق واقعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب ۱

خلیفہ المعتمد علی اللہ

بیعت خلافت:

اسی سال احمد بن جعفر المعروف بابن فقیان سے بیعت کی گئی۔ المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا۔ یہ ۱۶ رجب ۲۵۶ھ شنبہ کا دن تھا۔ اسی سال موسیٰ بن بغا کو جب کہ وہ خائفین میں تھا محمد بن الواثق کی موت اور المعتمد کی بیعت کی خبر بھیجی گئی۔ وہ ۲۰ رجب کو سامرا پہنچا۔ ۲ شعبان کو عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزارت پر مقرر کیا گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال کوفہ میں علی بن زید الطالبی ظاہر ہوئے۔ شاہ بن میکال کو زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا گیا۔ علی بن زید نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ شاہ بچ گیا۔ اسی سال محمد بن واصل بن ابراہیم اسمعی نے جو اہل فارس میں سے تھا اور ایک دوسرے کا شکار نے جس کا نام احمد بن الیث تھا الحارث بن سیماء الشراہی عامل فارس پر حملہ کر دیا دونوں نے اس سے جنگ کی الحارث قتل کر دیا گیا اور محمد بن واصل فارس پر غالب آ گیا۔ اسی سال مفلح کو مساور الشاری کی جنگ کے لئے اور کنجور کو علی بن زید الطالبی کی جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا۔ اسی سال ماہ رمضان میں الحسن بن زید الطالبی کا لشکر رے پر غالب آ گیا۔ اسی سال ۱۱/ شوال کو موسیٰ بن بغا سامرا سے رے روانہ ہوا۔ المعتمد نے اس کی مشایعت کی۔

اما جور اور عیسیٰ بن الشیخ کی جنگ:

اسی سال اما جور اور عیسیٰ ابن الشیخ کے ایک لڑکے کے درمیان باب دمشق پر جنگ ہوئی۔ میں نے اس شخص سے سنا جس نے بیان کیا کہ وہ اما جور کے پاس حاضر تھا اور وہ اسی دن کہ جس دن یہ جنگ ہوئی شہر دمشق سے اپنے لئے لشکر کی تلاش میں نکلا تھا۔ ابن عیسیٰ ابن الشیخ اور اس کا سردار جس کا نام ابو الصہباء تھا اپنے لشکر کے ساتھ دونوں قریب دمشق کے تھے۔ ان دونوں کو اما جور کے نکلنے کی کہ وہ اپنے چند ہمراہیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ نکلا ہے خبر پہنچی تو دونوں اپنے ساتھیوں کو اس کی جانب لے گئے۔ اما جور کو ان دونوں کے اپنی جانب آنے کا علم نہ تھا یہاں تک کہ وہ دونوں اس سے مل گئے۔ فریقین میں خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ ابو الصہباء قتل کر دیا گیا اور اس جماعت کو شکست ہوئی جو اس کے اور ابن عیسیٰ کے ہمراہ تھی۔ میں نے ایک شخص سے یہ بھی سنا جو بیان کرتا تھا کہ ابن عیسیٰ اور ابو الصہباء اس روز تقریباً بیس ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ تھے اور اما جور دوسو سے چار سو تک۔

اسی سال ۱۳/ ذی الحجہ کو ابو احمد بن المتوکل کے سے سامرا آیا۔

عیسیٰ بن الشیخ کی روانگی آرمینیا:

اسی سال عیسیٰ بن الشیخ اسماعیل بن عبد اللہ المروزی المعروف بابی النصر اور محمد بن عبید اللہ الکریزی القاضی اور الحسین الخادم

المعروف بعرق الموت کو اس شرط پر ولایت آرمینیا کو بھیجا گیا کہ وہ شام سے امن کے ساتھ واپس آئے، اس نے اسے قبول کر لیا اور شام سے اس کی جانب روانہ ہوا۔

امیر حج محمد بن احمد:

اس سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵ھ کے واقعات

یعقوب بن الیث کی روانگی فارس:

اس سال کے اہم واقعات میں یعقوب بن الیث کا فارس کی جانب جانا ہے۔ اسی سال شعبان میں المعتمد نے اس کی جانب طغتا اور اسماعیل بن اسحاق اور ابوسعید الانصاری کو بھیجا۔ اس کے نام احمد بن المتوکل کا ولایت بلخ و طنجستان اور کرمان و جستان اور السند وغیرہ کا جو علاقہ اس کے متصل ہے اس کے متعلق اور جو مال ہر سال وہاں مقرر کیا جاتا ہے اس کے متعلق اس کا خط اور اس کو اس کا قبول کرنا اور اس کا واپس آنا ہے۔

اسی سال ربیع الآخر میں یعقوب بن الیث کا سفیر بتوں کو لے کے بغداد آیا، جن کے بارے میں اس نے بیان کیا کہ اس نے انھیں کابل سے لیا ہے۔

عمال کا عزل و نصب:

۱۲/ صفر کو المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو کوفہ اور طریق مکہ اور حرمین اور یمن پر والی بنایا۔ اس کے بعد اسی کو ۷/ رمضان کو بغداد اور السواد اور واسط اور کور اور دجلہ اور بصرہ اور الہواز اور فارس پر والی بنا کے حکم دیا کہ حاکم بغداد اس کے اعمال پر والی بنایا جائے اور بجائے سعید بن صالح کو یار جو بخ بصرہ کو رد جملہ اور یمامہ اور بحرین پر والی بنایا جائے۔ چنانچہ یار جو بخ نے منصور بن جعفر بن دینار کو بصرہ اور کور دجلہ سے الہواز کے متصل تک کا والی بنا دیا۔

سعید حاجب کی مہم:

اسی سال بغراج کو سعید حاجب کے بجانب دجلہ جانے اور صاحب الزنج کے مقابلے میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بغراج نے ایسا ہی کیا۔ سعید حاجب اسی سال رجب میں جس کام کا اسے حکم دیا گیا تھا اس کے لئے گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سعید جب نہر معقل گیا تو صاحب الزنج کا لشکر اس نہر پر پایا جو مرغاب مشہور ہے اور نہر معقل میں گرتی ہے۔ اس نے ان لوگوں سے جنگ کی انھیں شکست دی، لوٹ کا مال اور عورتیں جو ان کے قبضے میں تھیں سب کو چھڑا لیا۔ اس جنگ میں سعید کو زخم پہنچے جن میں سے ایک زخم اس کے منہ میں تھا۔ اس کے بعد سعید روانہ ہو کے اس موضع میں پہنچا جو عسکری جعفر المنصور کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک شب مقیم رہ کے ایک موضع میں پہنچا، جو ہطمہ کے نام سے مشہور اور فرات کے علاقے میں ہے چند روز رہ کر اپنے ساتھیوں کو صاحب الزنج کے مقابلے کے لئے تیار کرتا رہا۔ زمانہ قیام میں یہ خبر ملی کہ صاحب الزنج کا ایک لشکر فرات میں ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کا ارادہ کیا۔ انھیں اس نے شکست دی۔ ان میں صاحب الزنج کے بیٹے

کانا نام عمران بھی تھا جو انکلائے کے نام سے مشہور تھا عمران نے بغراج سے امان مانگ لی اور یہ لشکر متفرق ہو گیا۔
سعید کی ہطلمہ کی چھاؤنی میں مراجعت:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ میں نے باشندگان فرات میں سے ایک عورت کو دیکھا جسے ان گھنے درختوں میں ایک چھپے ہوئے زنجی کا علم ہو گیا تھا وہ اسے پکڑے ہوئے اس طرح سعید کے لشکر میں لارہی تھی کہ کوئی روک نہ تھی۔ سعید نے خبیث کی جنگ کے ارادہ سے دجلہ کے غربی جانب عبور کیا۔ چند روز پہلے درپے لڑائیاں کیں اس کے بعد سعید اپنی ہطلمہ کی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ وہاں وہ اس طرح مقیم رہا کہ رجب کے بقیہ ایام اور پورے شعبان میں اس سے جنگ کرتا رہا۔

رہائی ابن المدبر:

اسی سال ابراہیم بن محمد بن المدبر خبیث کی قید سے رہا ہوا۔ قید سے اس کی رہائی کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ وہ یحییٰ بن محمد البحرانی کے مکان کی ایک کھڑکی میں قید تھا۔ بحرانی کو اپنے مکان میں تنگی محسوس ہوئی۔ قیدی کو کسی کوٹھڑی میں اتار کے پابزنجیر کر دیا۔ اس پر وہ دو آدمی نگران مقرر تھے جن کا مکان اس مکان کے متصل تھا جس میں ابراہیم تھا۔ ابراہیم نے ان دونوں سے انعام کا وعدہ کیا انھیں رغبت دلائی دونوں نے اپنے مکان کی جانب سے اس مقام تک جہاں ابراہیم تھا ایک سرنگ کھودی وہ اور اس کا ایک بھتیجا جو ابوغالب مشہور تھا اور ایک شخص بنی ہاشم کا جوان دونوں کے ساتھ قید تھا نکل آئے۔

اسی سال خبیث کے ساتھیوں نے سعید سے اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی۔ سعید و جمعیۃ سعید سب کو قتل کر ڈالا۔

صاحب الزنج کا سعید پر شب خون

بیان کیا گیا ہے کہ خبیث نے یحییٰ بن البحرانی کو جو نہر معقل پر عظیم الشان لشکر کے ساتھ مقیم تھا پیام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی روانہ کرے جن پر سلیمان بن جامع اور ابواللیث رئیس ہوں ان دونوں کو یہ حکم دے کہ رات کے وقت سعید کے لشکر کا قصد کریں اور فجر ہوتے ہی لڑیں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ دونوں سعید کے لشکر کی جانب روانہ ہو گئے۔ انھیں دھوکے اور غفلت میں پا کے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں قتل عظیم برپا کیا۔ زنجیوں نے اس دن سعید کے لشکر کو جلادیا جس سے سعید اور اس کے ساتھی کمزور ہو گئے۔ ایک تو اس شب خون نے مصیبت ڈھائی۔ دوسرے فوج کا راتب اور مدد معاش بند تھی، اہواز کے مال سے ان کے لئے انتظام کیا گیا تھا مگر اس میں ان لوگوں سے منصور بن جعفر الخياط نے تاخیر کی، اسی کے سپرد اس زمانے میں الاہواز کی جنگ تھی۔ خراج بھی اسی کے ہاتھ میں تھا۔

سعید بن صالح کی برطرنی:

جب سعید بن صالح کا یہ حال ہوا تو اسے دار الخلافہ واپس آنے کا اور اس لشکر کو جو وہاں اس کے ساتھ تھا اور وہاں جو عمل اس کے سپرد تھا حکم ہوا کہ سب کو منصور بن جعفر کے سپرد کر دے یہ اس لئے ہوا کہ زنجیوں کے شب خون مارنے اور لشکر اسلام میں آگ لگا دینے سے ہمت ہار کے سعید بیٹھ گیا۔ پھر اسے کوئی حرکت نہ ہوئی یہاں تک کہ اپنی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔

منصور بن جعفر الخياط اور صاحب الزنج کی جنگ:

اسی سال منصور بن جعفر الخياط اور صاحب الزنج کے درمیان جنگ ہوئی جس میں منصور کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت

قتل کردی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سعید حاجب جب بصرے سے واپس کیا گیا تو بغراج وہاں مقیم رہ کر اس کے باشندوں کی حفاظت کرتا رہا۔ منصوران کی کشتیوں کو جمع کرتا رہا جو المیرہ سے آتی تھیں۔ بصرے تک چھوٹی کشتیوں کو جو اس کے ساتھ تھیں دور کی چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ جمع کر کے صاحب الزنج کا ارادہ کیا جو اپنے لشکر میں تھا۔ دجلے کے ایک محل پر چڑھ کے اسے اور اس کے گرد گردو جلا دیا۔ خبیث کے لشکر میں اسی طرف سے داخل ہوا۔ زنجی اس کے پاس پہنچ گئے۔ انھوں نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا، جنھوں نے اس کے ساتھیوں میں قتل عظیم برپا کیا۔ بقیہ لوگوں نے پانی کی طرف پناہ لی۔ مخلوق کثیر غرق ہو گئی، بیان کیا گیا ہے کہ اس دن مقتولوں کے تقریباً پانچ سو سربلک بن محمد البحرانی کے لشکر میں لائے گئے، جو نہر معقل پر تھا، اس نے وہیں پرانے لٹکانے کا حکم دیا۔

اسی سال بغداد کے ایک موضع میں جس کا نام برکتہ زلزل ہے ایک گلا گھوٹنے والا ہاتھ آیا جس نے بہت سی عورتوں کو قتل کر کے انھیں اسی مکان میں دفن کیا تھا جس میں رہتا تھا۔ وہ المعتمد کے پاس لایا گیا۔ مجھے یہ خبر ملی کہ المعتمد نے اس کے مارنے کا حکم دیا۔ دو ہزار تازیانے اور چار سو کٹڑیاں ماری گئیں مگر وہ نہ مرا، یہاں تک کہ جلادوں نے اس کے عیشتین شکنجے میں کس ڈیئے۔ آخر مر گیا، لاش بغداد لائی گئی، جہاں پہلے تو سولی دی گئی پھر جلادی گئی۔

اسی سال ابراہیم بن بسطام قتل کیا گیا اور ابراہیم بن سیماکو شکست ہوئی۔

علی بن ابان اور ابراہیم بن سیماک کی جنگ:

بیان کیا گیا ہے کہ البحرانی نے خبیث کو ابواز میں لشکر لانے کا مشورہ دیا تھا اور ترغیب دی تھی کہ اربک کا پل کاٹنے سے ابتدا کرے کہ وہ لشکر اس کے لشکر تک نہ پہنچ سکے۔ خبیث نے علی بن ابان کو پل کاٹنے کے لیے روانہ کیا۔ اس کا مقابلہ ابراہیم بن سیماک سے ہو گیا جو فارس سے واپس آ رہا تھا، اور وہاں الحارث بن سیماک کے ساتھ اس جنگل میں تھا جو دشت اربک کے نام سے مشہور تھا۔ یہ ابواز اور پل کے درمیان کا جنگل تھا۔ جب علی بن ابان پل پر پہنچا تو اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو چھپا کر مقیم ہو گیا۔ لشکر صحرا میں نکلا تو اس نے مختلف سمتوں سے اس پر حملہ کر دیا۔ جس سے خلق کثیر مقتول ہوئی، علی بھاگا اور لشکر نے القندم تک اس کا تعاقب کیا۔ اس کے قدم میں نیزے کا ایک زخم لگایا۔ وہ ابواز جانے سے رک گیا۔ اپنے سامنے کے رخ جی کی جانب واپس ہوا۔

شاہین بن بسطام کا خاتمہ:

سعید بن یکسین کو واپس کر کے ابراہیم بن سیماک مقرر کیا گیا جس کا کاتب شاہین تھا۔ دونوں ابراہیم بن سیماک کے سامنے فرات کے راستے پر آئے، جب کہ وہ نہر جی کے اخیر حصے کے ارادے سے جا رہا تھا علی بن ابان الحمر رانیہ میں تھا۔ شاہین بن بسطام نہر موسیٰ کے راستے پر آیا جس نے ابراہیم سے ملنے کا ارادہ کیا تھا، قرارداد تھی کہ دونوں کے دونوں علی بن ابان پر حملہ کریں گے۔ شاہین گذر گیا۔ علی بن ابان کے پاس نہر موسیٰ سے ایک شخص آیا جس نے اسے شاہین کے اس جانب آنے کی اطلاع دی۔ اس کی طرف روانہ ہوا، نہر ابو العباس پر عصر کے وقت دونوں کی ٹڈ بھیز ہو گئی۔ یہ وہ نہر ہے جو موسیٰ و نہر جی کے درمیان ہے، دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ شاہین کے ساتھی ثابت قدم رہے، نہایت سخت جنگ کی، زنجیوں نے ایسا زبردست جوابی حملہ کیا کہ لوگ پشت پھیر کے بھاگے۔ اس دن جو سب سے پہلے قتل ہوا وہ شاہین اور اس کا چچا زاد بھائی حیان تھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اس جماعت کے آگے والے حصے میں

تھا۔ اس کے بکثرت ہمراہی مقتول ہوئے۔

علی بن ابان کا ابراہیم بن سیماء پر حملہ:

علی بن ابان کے پاس ایک مخبر آیا جس نے اسے ابراہیم بن سیماء کے وارد ہونے کی خبر دی، شاہین کو تو شکار کر رہی چکا تھا، نور انہر جی کی طرف روانہ ہوا۔ ابراہیم بن سیماء وہاں اس طرح اپنی چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا کہ شاہین کی خبر تک نہ تھی۔ علی اس کے پاس عشاء کے آخر وقت پہنچا اور اس پر نہایت سخت حملہ کر دیا جس میں اس نے بہت بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا۔ شاہین کا قتل اور ابراہیم پر حملہ عصر اور عشاء کے آخر وقت کے درمیان ہوا۔

علی بن ابان کو بصرے پر فوج کشی کا حکم:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے علی بن ابان کو اس واقعے کا بیان کرتے سنا تھا کہ میں نے اس روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ مجھے سخت بخار چڑھا تھا۔ جس وقت شاہین سے جو کچھ حاصل ہونا تھا، جب میرے ساتھیوں کو وہ حاصل ہو چکا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے تھے۔ میرے ہمراہ ابراہیم بن سیماء کے لشکر تک تقریباً پچاس آدمی سے زیادہ نہ گئے۔ جب میں اس لشکر تک پہنچا تو اپنے آپ کو اس کے قریب ڈال دیا۔ اہل لشکر کی چیخ و پکار اور ان کا کلام سننے لگا۔ سکون ہوا تو میں کھڑا ہوا اور ان پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد علی بن ابان قتل شاہین و ہزیمت ابراہیم بن سیماء کے بعد خبیث کا خط اس کے پاس آنے کی وجہ سے جس میں اس نے اہل بصرہ کی جنگ کے لئے اسے بصرہ جانے کو لکھا تھا جی سے واپس ہوا۔

اسی سال خبیث کے ساتھی بصرے میں داخل ہوئے۔

اہل بصرہ کی بد حالی:

بیان کیا گیا ہے کہ سعید بن صالح جب بصرہ سے روانہ ہوا۔ تو سلطنت نے اس کا عمل منصور بن جعفر الحیات کے سپرد کر دیا۔ منصور اور اس کے ساتھیوں کا جو حال ہوا اس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ منصور کی حالت کمزور ہو گئی تھی خبیث کی جنگ کے لئے وہ اس کے لشکر میں واپس نہ ہوا، بذرقہ القیر وانات ہی میں رہ گیا۔ اہل بصرہ کو غلہ پہنچنے کی وجہ سے فراغت ہو گئی جو اس سے منقطع ہو گیا تھا اور جس سے انھیں نقصان پہنچنا تھا۔ خبیث کو اس کی اور اہل بصرہ کی فراغت کی خبر پہنچی تو بہت گراہ گزرا۔ اس نے علی بن ابان کو جی کے اطراف میں روانہ کیا جس نے الخیز رانیہ میں چھاؤنی بنائی۔ منصور بن جعفر بذرقہ القیر وانات سے بصرہ چلا گیا اور اہل بصرہ کی حالت تنگی بدل گئی۔ خبیث کے ساتھیوں نے اہل بصرہ کی جنگ پر صبح و شام اصرار کرنا شروع کیا۔ شوال کا مہینہ آیا تو خبیث نے اہل بصرہ پر حملہ کرنے اور اس کے ویران کرنے میں کوشش کرنے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا۔ اسے اہل بصرہ کے ضعف کا ان کے متفرق ہو جانے کا محاصرے سے انھیں نقصان پہنچنے کا، اس کے اطراف کے دیہات کے ویران ہو جانے کا علم تھا، نجوم کے حساب میں اس نے غور کر لیا تھا، چاند گرہن کی بنا پر جو شب ۱۲/ شوال ۲۵۷ھ کو ہونے والا تھا ٹھہر گیا۔

محمد بن الحسن بن سہل سے مذکور ہے کہ میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ میں نے اہل بصرہ پر بددعا کرنے پر خوب کوشش کی اور اس کے جلد ویران کرنے کے بارے میں میں اللہ تعالیٰ سے بہت گڑگڑایا۔ مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرہ تو تیرے لئے روٹی ہے جسے تو اس کے کناروں سے کھاتا ہے، جب آدھی روٹی ٹوٹ جائے گی تو بصرہ اجڑ جائے گا میں نے اس کی یہ تاویل کی آدھی روٹی کے ٹوٹنے سے

مراد وہ چاند گرہن ہے جس کی ان دنوں امید ہے۔ بصرے کی حالت اتنی پرانی نہ ہوگی کہ وہ اس کے بعد رہے وہ یہی بیان کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں اس کے ساتھی بکثرت جمع ہو گئے۔ محمد بن یزید الداری کو کہ بحرین میں اس کے ساتھ رہ چکا تھا بدویوں پر حملہ کرنے کے لئے نامزد کیا۔ داری کے ساتھ ایک بڑی جمیعت ہو گئی جس نے قندل میں پڑاؤ کیا۔ خبیث نے ان کے پاس سلیمان بن موسیٰ الشمرانی کو روانہ کیا اور انھیں بصرہ جانے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

بصرہ کا محاصرہ:

بدویوں کی جنگی تربیت دینے اور لڑائی کی باقاعدہ مشق کرانے کے لئے سلیمان بن موسیٰ آگے بڑھا۔ جب چاند گرہن ہوا تو اس نے علی بن ابان کو کھڑا کیا۔ اور بدویوں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ بصرے میں اس طرف سے آنے کا حکم دیا جو بنی سعد کے متصل ہے۔ یحییٰ بن محمد البحرانی کو جو اس زمانے میں اہل بصرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس جانب سے وہاں آنے کو لکھا جو نہر عدی کے متصل ہے تمام اعراب کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔

علی بن ابان کا بصرہ پر حملہ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ شیل نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے اہل بصرہ پر حملہ کیا وہ علی بن ابان تھا۔ بغراج اس زمانے میں لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ بصرے میں تھا۔ وہ اس طرح متیم رہا کہ دو روز تک ان سے قتل کرتا رہا۔ لوگ اس کی طرف مائل تھے۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے قصر انس کے متصل سے البحر کے ارادے سے آیا۔ علی بن ابان امہلیسی ۱/ شوال کو نماز جمعہ کے وقت داخل ہوا، جمعے کے دن اور ہفتے کی رات اور ہفتے کے دن تک اس حالت میں متیم رہا کہ قتل کرتا تھا اور جلاتا تھا۔ یحییٰ ایک شنبہ کو صبح کے وقت بصرے میں آیا۔ بغراج اور بریہ نے ایک جماعت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ ان دونوں نے اسے لوٹا دیا۔ اس دن تو ٹھہرا رہا۔ پھر دو شنبہ کو صبح کے وقت ان کے پاس آیا وہ داخل ہو گیا۔ لشکر منتشر ہو چکا تھا۔ بریہ بھاگ گیا تھا اور بغراج مع اپنے ہمراہیوں کے کنارے ہو گیا تھا۔ کوئی شخص اس کے سامنے ایسا نہ تھا کہ مدافعت کرتا۔

علی بن ابان کی عہد شکنی:

ابراہیم بن یحییٰ امہلیسی نے اہل بصرہ کے لئے اس سے امن مانگا۔ اس نے انھیں امن دیا۔ ابراہیم بن یحییٰ کے منادی نے ندا دے دی کہ جو شخص امان چاہے وہ ابراہیم کے گھر میں حاضر ہو جائے۔ تمام اہل بصرہ حاضر ہو گئے۔ یہاں تک کہ پورا کشادہ مکان بھر گیا۔ یہ اجتماع دیکھا تو فرصت کو غنیمت جانا۔ راستے، گلیاں اور کوچے بند کرادیئے کہ وہ لوگ منتشر نہ ہونے پائیں ان کے ساتھ بد عہدی کی ساتھیوں کو ان کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ سوائے چند کے ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جو اس موقع پر آیا تھا۔ وہ اسی دن واپس ہوا الخریہ کے قصر عیسیٰ بن جعفر میں قیام کیا۔

بصرہ کی تاراجی:

محمد نے کہا کہ مجھ سے الفضل بن عدی الداری نے بیان کیا کہا کہ میں اس وقت بنی سعد میں متیم تھا جب کہ وہ دغا باز اہل بصرہ کی جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ ہمارے پاس ایک آنے والا رات کے وقت آیا کہ ایک گزرنے والے لشکر کو دیکھا ہے جو الخریہ کے قصر عیسیٰ کا قصد رکھتا ہے۔ مجھ سے میرے ساتھیوں نے کہا کہ نکل اور ہمارے لئے اس لشکر کا حال دریافت کر۔ میں نکلا تو مجھے بنی تمیم

و بنی اسد کی ایک جماعت ملی، ان سے حال دریافت کیا تو وہ سمجھے کہ یہ اس علوی کے ساتھی ہیں جو علی بن ابان کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔ علی بن ابان اس شب کی صبح کو بصرہ پہنچے گا اور اس کا ارادہ بنی سعد کے علاقے کا ہے۔ یحییٰ بن محمد مع اپنی جماعت کے آل المہلب کے علاقے کا قصد رکھتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اپنے بنی سعد والے ساتھیوں سے کہہ کہ اگر تم لوگ اپنی عورتوں کو بچانا چاہتے ہو تو قبل اس کے کہ لشکر تمہارا محاصرہ کرے تم لوگ ان کے نکالنے میں جلدی کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا، حال بتایا لوگ مستعد ہو گئے اور ان کو بریہ کے پاس بھیجا جو اسے اس خبر سے آگاہ کریں۔ وہ بقیہ غلاموں اور لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ فجر کے وقت ان کے پاس پہنچا، یہ لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اس خندق تک پہنچے جو بنی حمان کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے پاس بنو تمیم اور سعدیہ کے مجاہدین بھی پہنچ گئے، زیادہ دیر نہ ٹھہرے تھے کہ علی بن ابان نظر آیا جو زنجیوں اور اعراب کی اس جماعت کے ساتھ تھا جو گھوڑوں کی پشت پر تھے۔ بریہ اس جماعت کے مقابلے سے پہلے ہی غائب ہو گیا، وہ اپنے مکان واپس گیا اور شکست ہو گئی۔ بنی تمیم کے جو لوگ جمع ہوئے تھے سب منتشر ہو گئے، علی اس حالت میں پہنچا کہ کسی نے مدافعت نہ کی، المرید کے ارادے سے گذر گیا۔ بریہ نے بنی تمیم کے پاس کسی کو بھیجا جو انھیں پکار رہا تھا، ان میں سے ایک جماعت کھڑی ہو گئی، المرید میں بریہ کے گھر کے نزدیک قتل ہوا۔ بریہ اپنے گھر سے بھاگا اور لوگ بھی اس کے بھاگنے سے منتشر ہو گئے، زنجیوں نے اس کے گھر کو جلا دیا اور جو کچھ اس میں تھا سب لوٹ لیا، وہ لوگ اس حالت میں وہیں مقیم ہو گئے کہ قتل کرتے رہے۔ اہل بصرہ کمزور ہو گئے تھے۔ ان پر زنجی غالب آ گئے تھے، دن کے ختم تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ علی جامع مسجد میں داخل ہوا اور اسے جلا دیا، ابوشیث کے غلام فتح نے کہ بصریوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا علی کو جا پکڑا۔ علی اور اس کے ساتھی چھپ گئے۔ زنجیوں کی ایک جماعت قتل کی گئی۔ علی واپس ہوا اور اس موضع میں جو مقبرہ بنی شیبان کے نام سے مشہور ہے پڑاؤ کیا۔

زنجیوں کا بصرہ میں داخلہ:

لوگوں نے ایسے افسر کو تلاش کیا کہ وہ جس کے ساتھ ہو کے جنگ کریں مگر نہ پایا۔ بریہ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ بھاگ گیا ہے، اہل بصرہ کو ہفتے کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ ان کے پاس علی بن ابان نہیں آیا، وہ یک شنبہ کو صبح کے وقت ان کے پاس آیا مگر اس کے لئے کوئی نہ ٹھہرا اور وہ بصرہ پر کامیاب ہو گیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان نے بیان کیا کہا کہ میں اس وقت بصرے میں مقیم تھا جس وقت زنجی داخل ہوئے۔ میں ابراہیم بن محمد بن اسماعیل عرف بریہ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا، ۱۰/ شوال ۲۵۷ھ کو جمعے کا دن آیا۔ اس کے پاس شہاب بن العلاء العمری بھی تھا۔ میں نے شہاب کو یہ بیان کرتے سنا کہ اس دغا باز نے بہت سامان جنگلوں میں روانہ کیا ہے کہ اس کے ذریعے سے عرب کے آدمیوں کو خریدے۔ بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے، انھیں اور پیادہ زنجیوں کو بصرے میں اتارنا چاہتا ہے۔ اس روز بصرے میں شاہی لشکر میں سے صرف کچھ اوپر پچاس سوار بغراج کے ساتھ تھے۔ بریہ نے شہاب سے کہا کہ عرب مجھ پر برائی کے ساتھ پیش قدمی نہ کریں گے۔ بریہ عرب میں مانا جاتا تھا اور ان میں محبوب تھا۔ ابن سمعان نے کہا کہ میں بریہ کی مجلس سے واپس آیا، پھر میں احمد بن ایوب کا تب سے ملا، میں نے اسے ہارون بن عبد الرحیم شعیبی سے حکایت کرتے سنا جو اس زمانے میں بصرے کی ڈاک کا افسر تھا۔ کہ اسے صحیح اطلاع ملی ہے کہ اس دغا باز نے ۳/ شوال کو نو آدمیوں کو جمع کیا۔ اہل بصرہ کے معززین اور حاکم وقت کہ وہاں

مقیم تھا جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اس دغا باز کے حقیقت حال سے غافل تھے۔
بصرہ میں زنجیوں کی غارت گری:

محاصرے نے اہل بصرہ کو سخت تکلیف پہنچائی تھی۔ وبا بکثرت ہو گئی تھی، دو گروہوں میں جو بلالیہ و سعدیہ کے نام سے مشہور تھے جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جب اسی سال ۱۷۱ شوال جمعے کا دن ہوا تو اسی دن صبح کو اس دغا باز کے لشکر نے تین جانب سے بصرے میں لوٹ مچائی، بنی سعد کی جانب سے المربد کی جانب سے اور الخریبہ کی جانب سے اس لشکر کا سردار جو المربد کی جانب گیا علی بن ابان تھا، اس نے اپنے ساتھیوں کے دو گروہ کر دیئے تھے۔ ایک گروہ پر رفیق غلام یحییٰ بن عبد الرحمن بن خاقان کو والی بنایا اور انھیں بنی سعد کی طرف جانے کا حکم دیا۔ ایک دوسرا گروہ جس میں وہ خود تھا المربد کی طرف روانہ ہوا۔ اس لشکر کا سردار جو الخریبہ کی جانب سے آیا یحییٰ بن محمد الارزق البحرانی تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک ہی جانب سے جمع کیا تھا اور وہ خود ان میں تھا۔ ان میں سے ہر گروہ کے مقابلے کو اہل بصرہ کے کمزوروں میں سے جو لوگ نکلے تعداد میں بھی کم تھے اور بھوک اور محاصرے نے مشقت میں بھی ڈال رکھا تھا۔ جو لشکر بغراج کے ساتھ تھا دو گروہوں میں بٹ گیا، ایک گروہ المربد کی جانب گیا اور ایک الخریبہ کی جانب مجاہدین سعدیہ کی اس جماعت سے جو بنی سعد کی جانب وارد ہوئی فتح غلام ابی شیش اور اس کے ساتھیوں نے قتال کیا مگر اہل بصرہ کے وہ قلیل لوگ جو خبیث کی جماعتوں کے مقابلے کو نکلے کچھ بھی نہ کر سکے۔ خبیثوں نے اپنے پیادوں اور سواروں سے گھیر لیا۔
بصرہ میں آتش زنی:

ابن سمان نے کہا کہ میں نے اس دن جامع مسجد میں تھا کہ یکا یک تین جانب سے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ایک ہی وقت میں زہران۔ المربد اور بنی حمان میں آگ لگ گئی۔ آگ لگانے والوں نے شاید وقت مقرر کر لیا تھا۔ یہ واقعہ جمعے کے دن ہوا، مصیبتیں بڑھ گئیں، اہل بصرہ کو ہلاکت کا یقین آ گیا۔ جو لوگ مسجد جامع میں تھے اپنے اپنے گھروں کو بھاگے میں بھی بھاگتا ہوا اپنے گھر گیا۔ جو اس زمانے میں کوچہ مربد میں تھا مجھے اہل بصرہ کے بھاگنے والے اس گلی میں ملے جو جامع مسجد کی طرف واپس جا رہے تھے۔ ان کے آخر میں القاسم بن جعفر بن سلیمان الہاشمی تھا جو اپنے خچر پر تلوار لٹکائے ہوئے لوگوں کو پکار رہا تھا کہ تمھاری بربادی ہو۔ کیا تم اپنا یہ شہر اور اپنے اہل و عیال کو اپنے دشمن کے سپرد کرتے ہو جو اس شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ مگر لوگ اس کی طرف نہ پھرے اور نہ اس کی بات سنی۔ وہ چلا گیا اور کوچہ مربد خالی ہو گیا۔ اس کوچے میں بھاگنے والوں اور زنجیوں کے درمیان ایک ایسا میدان ہو گیا جس میں نظر گزر جاتی تھی۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو اپنے گھر میں گھس گیا۔ دروازہ بند کر لیا، جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ اعراب کے سوار اور زنجیوں کے پیادے آگئے، جن کے آگے ایک شخص مشکلی گھوڑے پر اپنے ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے ہے جس پر زرد پھریرا ہے۔ بعد کو دریافت کیا تو علی بن ابان نے دعویٰ کیا کہ یہ وہی شخص ہے اور یہ زرد جھنڈا اسی کا جھنڈا ہے۔ وہ قوم داخل ہو گئی لوگ کوچہ مربد میں غائب ہو گئے یہاں تک کہ باب عثمان پہنچ گئے۔ اور یہ بعد زوال کے ہوا۔ اس کے بعد وہ لوگ واپس ہو گئے تو بصرے کے چرواہوں اور جاہل لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ قوم نماز جمعہ کے لئے گئی۔ وہ امر کہ جس نے انھیں واپس کیا تھا یہ تھا کہ انھیں یہ خوف ہوا کہ المربد سے سعدیہ و بلالیہ کا گروہ ان پر حملہ کر دے گا، اور وہاں انھیں پوشیدہ لشکروں کا بھی خوف ہوا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور وہ بھی واپس ہوئے جو زہران و بنی حصن کی جانب تھے۔ یہ واپسی بعد اس کے ہوئی کہ شہر کو جلادیا، لوٹ لیا، غالب

آگئے، قابض ہو گئے، اور یہ جان لیا کہ انھیں اس شہر سے کوئی روکنے والا نہیں۔ شنبہ و یکشنبہ کو دن ہی میں آئے اور دن ہی میں واپس گئے۔ دو شنبہ صبح کے وقت بصرے میں آئے تو انھیں کوئی مدافعت کرنے والا نہ ملا، لوگ ابراہیم بن یحییٰ المہلبی کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ انھیں امان دے دی گئی۔

یحییٰ بن ابراہیم کے مکان پر اجتماع:

محمد بن سمان نے کہا کہ مجھ سے الحسن المہلبی الملقب بمندلقہ نے جو یحییٰ بن ابراہیم کے ساتھیوں میں سے تھا بیان کیا کہ اس صبح کو مجھے یحییٰ نے مقبرہ بنی یسکر جانے کا اور جو تنور وہاں تھے ان کے لے جانے کا حکم دیا۔ میں وہاں گیا اور کچھ اوپر بیس تنور لوگوں کے سروں پر لے گیا، یہاں تک کہ میں انھیں یحییٰ بن ابراہیم کے گھر میں لایا۔ لوگ یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ ان کے لئے کھانا پکانے کو مہیا کئے گئے ہیں۔ بھوک اور محاصرے کی شدت اور مشقت سے سب نہایت تکلیف میں تھے، ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر مجمع بہت ہو گیا، لوگ نوبت بہ نوبت آتے رہے اور بڑھتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آفتاب بلند ہو گیا، میں اس دن کو چہرہ مرید سے اور اپنے گھر سے اپنے نانا ہشام المعروف بالدف کے گھر میں منتقل ہو گیا تھا، جو بنی تمیم میں تھا۔ یہ اس خبر کی وجہ سے ہوا جو بنی تمیم کے دغا باز کی صلح میں داخل کرنے کے متعلق لوگوں میں شائع ہو گئی تھی، اسی جگہ تھا کہ یکا یک خبر اس واقعے کی خبر لائے جو ابراہیم بن یحییٰ کے گھر پر ہوا۔

آل المہلب کو امان:

انھوں نے بیان کیا کہ یحییٰ بن محمد البحرانی نے زنجیوں کو حکم دیا تو انھوں نے اس مجمع کا محاصرہ کر کے منادی کی کہ جو آل المہلب سے ہو وہ ابراہیم بن یحییٰ کے گھر میں داخل ہو جائے۔ ایک چھوٹی سی جماعت داخل ہو گئی۔ ان کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ زنجیوں سے کہا گیا کہ اس کے علاوہ جو لوگ ہیں انھیں قتل کر دو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑو۔

اہل بصرہ کا قتل عام:

محمد بن عبد اللہ المعروف بابی اللیث الاصبہانی نکلا اور زنجیوں سے کہا کہ ”کھیلو“ یہ ایک علامت تھی جس کے ذریعے قتل کا حکم دیا جاتا تھا انجام کار سب کے سب تلوار کے گھاٹ اتر گئے۔ الحسن بن عثمان نے کہا کہ میں ان کا کلمہ شہادت اور فریاد و بکاسن رہا تھا۔ وہ قتل کئے جا رہے تھے۔ ان کی آوازیں کلمہ شہادت کے ساتھ اس قدر بلند ہوئیں کہ مجھے الطفاوہ میں سنائی دیں حالانکہ وہ اس مقام سے بہت دور تھے۔ جب اس مجمع پر آئے جس کا ہم نے ذکر کیا تو زنجی ہر اس شخص کے قتل کو آگئے جس کے پاس وہ پہنچے، اس دن علی بن ابان داخل ہوا۔ اس نے جامع مسجد کو جلا دیا اور الکلاء چلا گیا۔ الجبل سے الجسر تک جلا کے راکھ کر دیا۔ اس تمام واقعے میں آگ ہر اس شے میں لگ جاتی تھی جدھر سے گذرتی تھی، خواہ انسان خواہ چوپایہ خواہ اسباب و سامان۔ رات دن یہی کرتے کہ جسے پاتے تھے یحییٰ بن محمد کے پاس ہنکالتے کہ ان دنوں سیمان میں تھا۔ جو مال دار ہوتا اسے ٹھیراتا، اس کا مال نکلو الیتا اور اسے قتل کر دیتا تھا۔ جو فقیر ہوتا اسے فوراً قتل کر دیتا تھا۔

علی بن ابان کی بصرہ سے طلبی:

شبیل سے مذکور ہے کہ شنبہ کو بعد ان کے قتل کے جو ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر قتل کئے گئے۔ یحییٰ صبح کے وقت بصرہ آیا اور لوگوں میں امان کی منادی کرنے لگا کہ لوگ ظاہر ہو جائیں مگر کوئی ظاہر نہ ہوا۔ یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اس نے علی بن ابان کو بصرے

سے واپس کر دیا۔ یحییٰ نے جو قتل کیا وہ اس کے موافق تھا اور اس کا وقوع اس کی مرضی کے مطابق تھا، اس لئے یحییٰ کو تنہا چھوڑ دیا۔ علی بن ابان کو کہ علاقہ بنی سعد میں فساد سے باز رہا تھا۔ قصور وار سمجھا۔ علی بن ابان نے اس خبیث کے پاس بنی سعد کا ایک وفد بھیجا تھا۔ وہ لوگ اس کے پاس گئے تو وہاں خیریت نہ پائی۔ نکل کر عبادان چلے گئے۔

یحییٰ بن ابراہیم کی کارگزاری:

یحییٰ بصرے میں مقیم ہو گیا۔ خبیث نے ایک خط لکھا جس میں اسے یہ حکم تھا کہ بصرے پر شبل کی خلافت کو ظاہر کرے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے اور چھپنے والے اور وہ جو کثرت مال کے لئے مشہور ہیں ظاہر ہو جائیں۔ جب ظاہر ہو جائیں تو انھیں اس مال کے بتانے پر مجبور کیا جائے جو انھوں نے دفن کیا ہے یا پوشیدہ رکھا ہے۔ یحییٰ نے ایسا ہی کیا۔ کوئی دن کسی جماعت سے خالی نہ ہوتا تھا کہ انھیں لایا جاتا تھا جس کی تونگری معلوم ہو جاتی جو کچھ اس کے پاس ہوتا سب چھین کے اسے قتل کر دیتا تھا، جس کی مفلسی ظاہر ہوتی تھی اسے فوراً قتل کر دیتا تھا۔ کسی کو نہ چھوڑا۔ جو ملا خاک میں ملا۔ جو لایا گیا ذلت میں گرایا گیا۔ سب لوگ منہ کے بل بھاگے۔ خبیث نے اپنا لشکر بصرے سے واپس کر لیا۔

صاحب الزنج کا دعویٰ:

محمد بن الحسن سے روایت ہے کہ جب دغا باز نے بصرے کو ویران کر دیا اور اسے وہ سنگین فعال معلوم ہوئے جو اس کے ساتھیوں نے وہاں کئے تو میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ ”میں نے اس دن کی صبح کو اہل بصرہ پر بددعا کی تھی جس دن میرے ساتھی وہاں داخل ہوئے۔ میں نے دعا میں خوب کوشش کی۔ سجدہ کیا اور اپنے سجدوں میں مانگنے لگا۔ بصرے کو میری طرف اٹھایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا اور اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ اس میں قتال کر رہے ہیں۔ آسمان وزمین کے درمیان ایک شخص کو ہوا میں کھڑا دیکھا کہ جعفر الملعوف کی صورت میں ہے جو سامرا میں دیوان خراج میں مامور تھا۔ وہ اس طرح کھڑا ہے کہ اپنا بایاں ہاتھ نیچا کر دیا ہے اور داہنا ہاتھ اونچا کر دیا ہے اور بصرے کو مع اس کے باشندوں کے الٹ دینے کا ارادہ کر رہا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرے ساتھیوں تک ہی محدود نہیں بلکہ فرشتے بھی بصرے کو ویران کرنے پر مامور ہوئے ہیں۔ اگر میرے ساتھی اس پر مامور ہوتے تو وہ اس عظیم الشان کام تک نہ پہنچتے جس کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہ فرشتے ہیں کہ جنگ میں مجھے مدد دیتے ہیں۔ میری تائید کرتے ہیں اور میرے ساتھیوں میں سے اس شخص کو مضبوط کرتے ہیں جس کا قلب کمزور ہے۔

صاحب الزنج سے علویوں کا تعاون:

محمد بن الحسن نے کہا کہ بصرے کو ویران کرنے کے بعد اس خبیث نے اپنے کو یحییٰ بن زید بن علی کی طرف سے منسوب کیا۔ علویوں کی ایک جماعت بصرے میں تھی جو اس کے ساتھ جا ملی۔ اس میل جول سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو انھیں میں سے ٹھہرایا۔ علی بن احمد بن عیسیٰ بن زید و عبد اللہ بن علی بھی عورتوں و بچوں کے ساتھ آ پہنچے یہ لوگ اس پاس آئے تو وہ احمد بن عیسیٰ کی نسبت چھوڑ کے اپنے کو یحییٰ بن زید کی طرف منسوب کرنے لگا۔

صاحب الزنج کا کذب:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے خبیث کو سنا جب کہ نوفل بن ابی اس کے پاس حاضر تھی۔ ابو القاسم بن الحسن النوفلی

نے کہا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی تھی کہ تو احمد بن عیسیٰ بن زید کی اولاد سے ہے۔ اس نے کہا کہ میں عیسیٰ کی اولاد سے نہیں ہوں میں یحییٰ بن زید کی اولاد سے ہوں۔ حالانکہ وہ خبیث اس معاملے میں جھوٹا ہے اس لئے کہ یحییٰ کے بارے میں اجماع ہے کہ اس نے بجز ایک بیٹی کے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور وہ بھی بحالت شیر خواری مر گئی۔

محمد المولود اور یحییٰ کی جنگ:

اسی سال سلطنت نے محمد المولود کو صاحب الزنج کی جنگ کے لئے بصرے روانہ کیا۔ یکم ذی قعدہ یوم جمعہ ۲۵۷ھ کو وہ سامرا سے روانہ ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد المعروف بالمولود روانہ ہوا تو الابلہ میں اترا۔ بریہ آیا تو بصرے میں اترا۔ اہل بصرہ میں سے مخلوق کثیر جو بھاگی ہوئی تھی بریہ کے پاس جمع ہو گئی۔ یحییٰ جب بصرے سے واپس آیا تھا تو وہ نہر غوثی پر ٹھہر گیا تھا۔ محمد نے کہا کہ شبل نے کہا کہ جب محمد المولود آیا تو خبیث نے یحییٰ کو ایک خط لکھا جس میں اسے نہر ادا جانے کا حکم تھا۔ وہ اس طرف لشکر کو لے گیا اور وہاں ٹھہر کر المولود سے دس دن تک جنگ کرتا رہا۔ لڑتے لڑتے تھک کے مولد وہیں ٹھہر گیا تھا۔ خبیث نے یحییٰ کو خط لکھا۔ جس میں شب خون مارنے کا حکم تھا۔ ابواللیث الاصبہانی کے ساتھ اس کے پاس کشتی روانہ کی اس نے شب خون مارا۔

محمد المولود کی شکست و فرار:

المولود نے اپنے ساتھیوں کو کھڑا کیا۔ بقیہ شب اور صبح سے عصر تک قتل کیا اس کے بعد پیٹھ پھیر کے واپس ہوا۔ زنجی اس کی چھاؤنی میں داخل ہو گئے۔ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ یحییٰ نے یہ خبر خبیث کو لکھی تو اس نے تعاقب کرنے کو لکھا۔ الحوامیت تک تعاقب کر کے واپس ہوا تو الجامدہ پر گذرا۔ باشندوں پر مصیبت نازل کی۔ گاؤں میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا، جتنے خون بہا سکتا تھا بہا تا رہا۔ پھر الحالہ میں پڑاؤ کیا اور ایک مدت تک وہاں قیام کر کے نہر معقل لوٹ آیا۔

متفرق واقعات و امیر حج الفضل بن اسحاق:

اسی سال محمد المولود نے سعید بن احمد بن سعید بن سلم الباہلی کو گرفتار کیا۔ اس نے اور اس کے باہلہ کے ساتھیوں نے البطائح پر لوٹ مار کی تھی اور راستے میں فساد برپا کیا تھا۔

اسی سال محمد بن واصل نے فارس میں سلطنت سے بغاوت کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی ابن عبد اللہ بن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال بیل المعروف بالصقلی جسے الصقلی کہا جاتا تھا اور اہل بیت سلطنت میں سے تھا۔ اس لئے کہ اس کی ماں صقلبیہ

تھی۔ میخائیل بن توفیل شاہ روم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ میخائیل تھا جو بیس سال تک سلطنت پر رہا تھا۔ اس کے بعد الصقلی روم کا

بادشاہ بن گیا۔



۲۵۸ھ کے واقعات

سعید بن احمد کا قتل:

اس سال کے اہم واقعات میں سعید بن احمد بن سعید بن مسلم الباطلی کا دار الخلافہ آنا اور تازیانے کھانا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اسے سات سوتازیانے مارے گئے۔ مرگیا تو لڑکا دیا گیا۔

اسیر زنجیوں کا قتل:

اسی سال صاحب الزنج کے ایک قاضی کی جو عبادان میں تھا اور چودہ زنجیوں کی گردنیں سامرا کے باب العامہ پر ماری گئیں۔ بصرے کے علاقے سے یہ سب قید کئے گئے تھے۔

متفرق واقعات:

اسی سال مفلح نے تکریت میں اعراب سے جنگ کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مساور الشاری کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ اسی سال مسرور بنی نے الیعقوبیہ کے کاشتکاروں پر حملہ کیا انھیں شکست دی اور ان پر مصیبت نازل کی۔ اسی سال محمد بن واصل حلقہ اطاعت میں داخل ہو گیا۔ فارس کا علاقہ اور خراج محمد بن الحسین بن الفیاض کے سپرد کر دیا۔ ۲۰/ربیع الاول یوم دوشنبہ کو المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو دیار مضر و قنسرین اور العواصم ولایت سے سرفراز فرمایا۔ پنج شنبہ ماہ ربیع الآخر کی چاند رات کو اسے اور مفلح کو خلعت دیا۔ دونوں بصرے کی جانب روانہ ہوئے۔ اور وہ عوام کے سامنے سوار ہوا۔ ابو احمد کی اس نے مشایعت کی اور پھر واپس آیا۔

منصور بن جعفر الخياط اور ابو الیث کی جنگ:

اسی سال منصور بن جعفر بن دینار الخياط قتل کیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس خبیث نے جب اس کے ساتھی بصرے کے معاملے سے فارغ ہوئے علی بن ابان المہلبی کو جو اس زمانے میں الایہواز میں تھا منصور بن جعفر کی جنگ کے لئے بھی جانے کا حکم دیا۔ وہ مقابلے میں ایک مہینہ ٹھیرا۔ علی جب خیزرانہ میں تھا تو منصور اس کے لشکر میں آیا کرتا۔ ساتھ چند ہی آدمی ہوا کرتے خبیث نے اپنے ساتھیوں کی جماعتوں سے بھری ہوئی بارہ کشتیاں علی بن ابان کو روانہ کیں۔ کشتیوں کا کام ابو الیث الاصہبانی کے سپرد کر کے اسے علی بن ابان کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم دیا۔ ابو الیث علی کی جانب روانہ ہو گیا۔ پھر اس کا مخالف بن کر اس کے خلاف اپنی رائے پر عمل پیرا ہو کر مقیم ہو گیا۔ منصور جس طرح آیا کرتا تھا جنگ کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ کشتیاں تھیں۔ ابو الیث نے بغیر علی بن ابان کے مشورہ و حکم کے اس کی طرف سبقت کی۔ منصور ان کشتیوں پر جو اس کے ہمراہ تھیں فتح مند ہو گیا۔ جو عرب و زنجی تھے ان میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا۔ ابو الیث کو شکست ہو گئی وہ خبیث کے پاس واپس گیا۔ علی بن ابان اور وہ تمام لوگ جو اس کے ہمراہ تھے واپس ہوئے اور ایک مہینے تک ٹھیرے رہے۔ اس کے بعد منصور اپنے آدمیوں کے ساتھ منصور کی جنگ کے لئے لوٹا جب علی ٹھیر گیا تو اس نے مخبروں کو روانہ کیا کہ وہ منصور اور اس کے لشکر کی

خبریں اس کے پاس لائیں۔

منصور بن جعفر الخياط اور علی بن ابان کی جنگ:

منصور کا ایک والی تھا جو کرنا میں مقیم تھا۔ علی بن ابان نے اس سردار پر شب خون مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا، جو کچھ اس کے لشکر میں تھا لوٹ لیا۔ بہت سے گھوڑے پائے چھاؤنی کو جلا دیا اور رات ہی کو واپس ہوا۔ یہاں تک کہ نہر جی کے اخیر حصے پر پہنچا۔ یہ خبر منصور کو پہنچی تو وہ روانہ ہو کے الخیزرانیہ پہنچا۔ علی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلے کو نکلا۔ دونوں کے درمیان دن چڑھے سے ظہر تک جنگ ہوتی رہی۔ بعد ظہر منصور کو شکست ہوئی۔ ساتھی اس سے جدا ہو گئے۔ اور وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔ زنجیوں کے ایک گروہ نے نہر عمر بن مہران تک اس کا تعاقب کیا۔ وہ ان پر حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے نیزے ٹوٹ گئے، تیر ختم ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔ اس نے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا کہ عبور کر جائے۔ گھوڑے کو اشارہ کیا، آواز دی، مگر اس نے کام نہ دیا، آخر خود پڑا۔ پاؤں نے کوتاہی کی پانی میں ڈوب مرا۔

منصور بن جعفر الخياط کا قتل:

شبیل نے کہا کہ گھوڑے منصور کو نہر عبور کرانے میں کمی کرنے کا سبب یہ تھا کہ زنجیوں میں سے ایک شخص نے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا جب کہ اس نے منصور کو نہر کی طرف قصد کرتے دیکھا جس سے اس کا ارادہ اسے عبور کرنے کا تھا وہ تیر کر اس کے آگے ہو گیا پھر جب گھوڑا کودا تو وہ حبشی اس کے سامنے آ گیا۔ گھوڑا بھڑکا، دونوں ایک ساتھ ڈوب گئے۔ پھر منصور نے اپنا سر نکالا تو حبشیوں میں سے ایک غلام اس کی طرف اترا جو مصلح کے پچاننے والوں میں سے تھا جس کا نام ابرون تھا، اس نے اس کا سر کاٹ کے اسباب لے لیا۔ ان لوگوں کی جو اس کے ساتھ تھے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔ منصور کے ساتھ اس کا بھائی خلف بن جعفر بھی قتل کر دیا گیا۔ منصور کے سپرد جو عمل تھا یا رجوخ نے اس پر اصغون کو والی بنادیا۔ اسی سال ۱۸/ جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ کو مفلح اس تیر سے مقتول ہوا جو بغیر نوک کے اس کی کپٹی میں لگ گیا۔ چار شنبہ کی صبح کو وہ مردہ پایا گیا۔ اس کی لاش سامرا پہنچائی گئی۔ وہیں دفن کیا گیا۔

ابو احمد اور مفلح کی روانگی:

میرا وہ بیان گذر چکا ہے جو ابو احمد بن التوکل کے سامرا سے اس ملعون کی جنگ کے لئے بصرہ جانے کے متعلق ہے۔ یہ روانگی اس وقت ہوئی جب کہ اسے المعتز کو وہ بدترین امور معلوم ہوئے جن کا اس ملعون نے بصرے کے اور اس کے قریب کی تمام سرزمین اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ارتکاب کیا ہے۔ میں نے بغداد میں اس لشکر کا معائنہ کیا ہے جس میں ابو احمد اور مفلح روانہ ہوئے۔ جس وقت وہ باب الطاق سے گذر رہے تھے تو میں اس دن وہیں موجود تھا میں نے اہل بغداد کے مشائخ کی ایک جماعت کو کہتے سنا کہ ہم نے خلفاء کے بہت سے لشکر دیکھے مگر اس لشکر کے مثل نہیں دیکھا، جو مستعدی میں بھی سب سے اچھا ہے۔ ہتھیاروں کی تکمیل و تیاری میں بھی سب سے زیادہ ہے۔ تعداد و جماعت کے اعتبار سے بھی سب سے بڑھا چڑھا ہے۔ بغداد کے بازار یوں میں سے بھی ایک جماعت کثیر نے اس لشکر کا ساتھ دیا۔

علی بن ابان کا جی میں قیام:

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ یحییٰ بن محمد البحرانی ابو احمد کے خبیث کے مقام پر پہنچنے سے قبل نہر معقل پر مقیم تھا، نہر عباس جانے

کی اجازت چاہی تو اس نے اسے ناپسند کیا۔ خوف ہوا کہ سلطانی لشکر اس کے پاس کہیں اس حالت میں نہ پہنچ جائے کہ اس کے ساتھی متفرق ہوں۔ یحییٰ نے اس سے اصرار کیا یہاں تک کہ اس نے اسے اجازت دے دی وہ اس حالت میں نکلا کہ خبیث کے اکثر اہل لشکر اس کے ساتھ ہو گئے۔ علی بن ابان زنجیوں کی جماعت کثیرہ کے ساتھ جی میں مقیم تھا۔

سلطانی لشکر کی آمد سے زنجیوں میں خوف و پریشانی:

بصرہ خبیث کے اہل لشکر کا جائے غنیمت ہو گیا تھا کہ وہ لوگ صبح و شام وہاں ان اشیاء کے منتقل کرنے کو جایا کرتے تھے جو وہاں سے ان کے ہاتھ لگتی تھیں۔ اس دن خبیث کے لشکر میں اس کے ساتھیوں میں سے صرف چند ہی آ دی تھے۔ اسی حال میں تھا کہ ابو احمد اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس میں مفلح بھی تھا۔ ایسا زبردست ہولناک لشکر پہنچا کہ خبیث پر ایسی مصیبت کہی نہ آئی تھی۔ جب وہ لشکر نہر معقل پہنچا تو خبیث کے لشکر کے جو لوگ وہاں تھے سب بھاگے اور ڈرتے ہوئے اس سے مل گئے۔ خبیث بھی ڈرا۔ پھر اس نے وہاں کے روسائے لشکر میں سے دو رئیسوں کو بلایا سب دریافت کیا کہ تم دونوں نے اپنا مقام کیوں چھوڑ دیا۔ ان دونوں نے جو کچھ اس آنے والے لشکر کی بڑائی تعداد کی کثرت، سامان کی مضبوطی دیکھی تھی سب سے اسے خبردار کیا کہ اس حالت میں کیا طاقت تھی۔ کہ ٹھہر کے مقابلہ کر سکتے، انھوں نے یہ جو کچھ دیکھا اس کے مقابلے پر ٹھہرنے کی اس تیاری میں کہ جس میں وہ دونوں ہیں ان دونوں میں قوت نہیں ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آیا وہ جانتے ہیں کہ لشکر کا سالار کون ہے۔

ان دونوں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس کے معلوم کرنے میں کوشش کی ہے مگر ہمیں کوئی نہ ملا جو صحیح خبر دے۔

علی بن ابان کی طلبی:

خبیث نے کشتیوں میں مخبر روانہ کئے کہ وہ اس کی خبر دریافت کریں۔ وہ مخبر بھی اس لشکر کی بڑائی اور بزرگی کی خبر لے کے اس کے پاس واپس آئے۔ اور کسی کو ان میں سے یہ خبر نہ ملی کہ کون اس لشکر کا قائد اور رئیس ہے۔ اس خبر نے اس کے خوف و ہراس میں اضافہ کیا۔ اس نے علی بن ابان کے پاس قاصد بھیجنے میں عجلت کی جس کے ذریعے سے اس آنے والے لشکر کی خبر سے آگاہ کیا تھا۔ اسے مع اس کے ساتھیوں کے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ لشکر پہنچ گیا۔ اور اس نے اس کے مقابلے میں پڑاؤ کیا۔

سلطانی لشکر کی پیش قدمی کی صاحب الزنج کو اطلاع:

جنگ کا دن آیا، چہار شنبہ کا روز تھا، خبیث نکلا کہ پیادہ اپنے لشکر میں گھومے اور ان لوگوں کے حال میں غور کرے جو اس کے گروہ کے لوگ اس کے ساتھ مقیم ہیں اور جو اس کے مقابلے میں اس کی جنگ والے مقیم ہیں اس دن آسمان سے کسی قدر بارش ہو گئی تھی۔ زمین تر تھی کہ اس سے قدم پھسلتے تھے وہ دن کے اول حصے میں تھوڑی دیر گھوم کے لوٹا۔ دوات اور کاغذ مانگا کہ علی بن ابان کو ایک خط بھیجے۔ اس لشکر سے آگاہ کرے جسے اس نے دیکھا اور ان آدمیوں کے بھیجنے کا حکم دے جن کے بھیجنے پر وہ قادر ہو اسی فکر میں تھا کہ یکا یک اس کے پاس ابو دلف آیا جو حبشیوں کا ایک قائد تھا۔ اس سے کہا کہ وہ جماعت چڑھ آئی۔ زنجی بھاگ گئے۔ مقابلے میں کوئی ایسا شخص نہیں جو مدافعت کر سکے۔ یہاں تک کہ وہ الحبل الرابع تک پہنچ گئے۔ وہ اس پر چلایا، اسے ڈانٹا کہ میرے پاس سے دور ہو۔ تو نے جو کچھ بیان کیا، اس میں جھوٹا ہے۔ یہ محض گھبراہٹ کی وجہ سے ہے کہ جماعت کی کثرت دیکھ کر تجھ میں آگئی ہے۔ تیرا دل اڑ گیا ہے۔ اور تو جو کہتا ہے وہ سمجھتا نہیں ہے۔ ابو دلف اس کے آگے سے چلا گیا اور اس کے کاتب کے پاس آیا۔

مفلح کا قتل:

اس نے جعفر بن ابراہیم السجان کو زنجیوں میں منادی کرنے اور معرکے میں نکلنے کا حکم دیا۔ السجان اس کے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ منادی کی گئی۔ لوگ نکلے۔ دو کشتیوں پر فتح ہوئی۔ پھر اسے پیادوں میں تحریک کے لئے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ واپس گیا۔ ہنوز تھوڑی ہی دیر ٹھہرنے پایا تھا کہ مفلح کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا اور شکست ہو گئی۔ زنجی ان پر غالب آ گئے۔ قتل میں انھیں جو کامیابی ہوئی وہ ہوئی۔ لوگ خبیث کے پاس سر لائے جن پر وہ اپنے نیزوں سے قبضہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے وہ سر اس کے سامنے ڈال دیئے۔ اس دن سر بہت ہو گئے یہاں تک کہ ہر شے بھر گئی۔ یہ لوگ مقتولوں کا گوشت تقسیم کرنے لگے اور آپس میں اس کا ہدیہ دینے لگے۔

فرغانی قیدی کا بیان:

اس دعا باز کے پاس ایک قیدی کو لایا گیا جو فرغانیوں کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے لشکر کے سردار کو پوچھا تو اس نے اسے ابو احمد اور مفلح کا ہونا بتایا۔ وہ ابو احمد کے ذکر سے ڈرا۔ اس کی عادت تھی کہ جب کسی امر سے ڈرتا تو اس کی تکذیب کرتا۔ اس نے کہا کہ لشکر میں سوائے مفلح کے کوئی نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں سوائے اس کے کسی کا ذکر نہیں سنتا۔ اگر لشکر میں وہ ہوتا جس کا اس قیدی نے ذکر کیا تو ضرور دور تک اس کی شہرت ہوتی۔ البتہ مفلح اس کے تابع اور اس کی صحبت میں شامل تھا۔

عورتوں اور بچوں کی غرقابی:

خبیث کے اہل لشکر جب ان پر ابو احمد کے ساتھیوں نے خروج کیا تو سخت گھبرا گئے تھے۔ اپنے گھروں سے بھاگ کر نہر ابی انھیب کی پناہ لی تھی۔ اس زمانے میں اس پر پل نہ تھا۔ جس سے اس دن بچوں اور عورتوں کی بڑی مخلوق اس میں غرق ہو گئی۔ اس جنگ کے بعد اس خبیث کو بہت کم دیر ہوئی تھی کہ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کی بڑی جماعت کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اس حالت میں اس کے پاس پہنچا کہ وہ اس سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ مفلح کو بھی زیادہ دیر نہ گزری کہ وہ مر گیا۔

ابو احمد نے الابلہ میں مقام کیا تا کہ ہزیمت نے جسے پراگندہ کر دیا ہے اسے جمع کرے اور از سر نو سامان کر لے۔ اس کے بعد نہر ابی الاسد گیا اور وہیں ٹھہر گیا۔

محمد بن الحسن کا بیان:

محمد بن الحسن نے کہا کہ خبیث یہ نہیں جانتا تھا کہ مفلح کیونکر قتل ہوا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اسے ایک تیر لگا اور اس نے کسی کو اس کے تیر مارنے کا مدعی نہ دیکھا تو اس نے دعویٰ کیا کہ وہی اس تیر کا چلانے والا تھا۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے اسے کہتے سنا کہ میرے سامنے ایک تیر گرا تو اسے میرا خادم و اح میرے پاس لایا اور مجھے دے دیا میں نے اسے چلایا۔ مفلح کو میں نے ہی مارا۔ محمد نے کہا کہ وہ اس بارے میں جھوٹ بولا اس لئے کہ میں اس موقع پر موجود تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سے نہ اترا کہ اس کے پاس مخر شکست کی خبر لایا، سر لائے گئے اور جنگ ختم ہو گئی۔

اسی سال دجلہ کے دیہات میں وبا پیدا ہوئی جس میں بغداد، سامرا، اور واسطہ وغیرہ میں مخلوق کثیر ہلاک ہو گئی۔

اس سال خربخار اس اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم میں قتل کیا گیا۔

یحییٰ بن محمد کا اصغون کی جماعت پر حملہ:

اسی سال یحییٰ بن محمد البحرانی زنجیوں کے سردار کا ساتھی قید ہوا اور اسی سال قتل کیا گیا۔ محمد بن سمان کا تب سے مذکور ہے کہ جب یحییٰ بن محمد نہر عباس پہنچا تو اسے دہانہ نہر پر اصغون عامل کے ساتھیوں میں تین سو ستر سوار ملے۔ وہ اس وقت الابواز کا حامل تھا۔ یہ سوار بھی اسی علاقے میں مقرر کئے گئے تھے۔ یحییٰ نے دیکھا تو انھیں قلیل سمجھا اور جماعت جو اس کے ساتھ تھی اسے اتنا کثیر جانا کہ ہمارا ہی میں کوئی اندیشہ نہ ہوا اصغون کے ساتھیوں نے تیر اندازی کی۔ بہتوں کو زخمی کر دیا۔ جب یحییٰ نے یہ دیکھا تو اس نے ان ایک سو بیس سواروں کو ان کی جانب عبور کرایا جو اس کے ساتھ تھے۔ اور پیادوں کی بھی بہت بڑی جماعت ان کے ساتھ کر دی۔ اصغون کے ساتھی ان کے مقابلے سے کنارے ہٹ گئے۔ البحرانی اور اس کے ساتھی نہر عباس میں گھسے۔ نہر میں پانی کی کمی کا وقت تھا، القیر وانات کی کشتیاں کچھ پر کنارے لگی تھیں۔

القیر وانات کی کشتیوں پر زنجیوں کا قبضہ:

جب ان کشتیوں کے مالکوں نے زنجیوں کو دیکھا تو کشتیاں چھوڑ دیں۔ زنجیوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ تمام مال غنیمت جو بہت زیادہ اور بہت قیمتی ان کشتیوں میں تھا لوٹ لیا، اور اسے بطیمہ الصحناء لے چلے۔ انھوں نے سیدھا راستہ چھوڑ دیا، یہ اس باہمی حسد کی وجہ سے تھا جو البحرانی اور علی بن ابان الہلمی کے درمیان تھا۔ یحییٰ کے ساتھیوں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ اس راستے میں نہ چلے جس میں علی اپنے لشکر کو گزارتا ہے۔ اس نے مان لیا۔ وہ لوگ اس راستے پر چلے جو بطیمہ تک پہنچاتا تھا۔ وہ بھی چلا یہاں تک کہ بطیمہ میں داخل ہوا۔ اس لشکر کو جانے دیا جو ساتھ تھا۔ ابواللیث الاصہبانی کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ لشکر کو سردار کے لشکر لے جانے کا حکم دیا۔

صاحب الزنج کی یحییٰ کو ہدایات:

خیبٹ نے کسی کو یحییٰ البحرانی کے پاس روانہ کیا تھا جو اسے لشکر کے آنے کی خبر دے، واپسی کے وقت اسے اس امر سے بچنے کا حکم دیا تھا کہ کوئی شخص ان میں سے اس لشکر کا مقابلہ کرے۔ البحرانی نے مخبروں کو دجلہ روانہ کیا، وہ مخبر اس وقت واپس آئے کہ ابو احمد کا لشکر الابلہ سے نہر ابی اسد واپس ہو رہا تھا۔ لشکر کے نہر ابی اسد کی طرف لوٹنے کا سبب یہ تھا کہ رافع بن بسطام وغیرہ نے جو بطیمہ الصحناء اور نہر العباس کے قریب تھے، ابو احمد کو لکھ کر البحرانی کی حالت اور اس کے لشکر کی کثرت سے آگاہ کیا تھا کہ اس کا پوشیدہ طور پر ارادہ یہ ہے کہ نہر العباس سے دجلہ کی طرف نکلے۔ پھر نہر ابی الاسد تک بڑھ جائے اور وہیں چھاؤنی قائم کرے اور لشکر اسلام سے سامان رسد روک دے۔

یحییٰ کے مخبروں کی واپسی:

یحییٰ کے مخبر ابو احمد کی خبر اور اس کے لشکر کے حالات معلوم کر کے مرعوب و ہیبت زدہ لوٹے۔ بڑی مشقت سے راہ کٹی تھی۔ بطیمہ میں مارے مارے پھرنے سے ایک وبا ان میں پھیل گئی۔ مرض کی کثرت ہو گئی۔ نہر العباس کے قریب پہنچے تو یحییٰ نے اپنے مقدمے پر سلیمان بن جامع کو کر دیا۔ وہ لوگ اپنی کشتیوں کو نہر العباس سے نکل جانے کے ارادے سے چلا رہے تھے۔ نہر میں چھوٹی بڑی شاہی کشتیاں تھیں جو اصغون کی جانب سے دہانہ نہر کی حفاظت کر رہی تھیں۔ ان کے ہمراہ ایک جماعت سوار و پیادہ کی تھی۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ڈر دیا، اپنی کشتیاں خالی کر دیں اور اپنے آپ کو نہر العباس کے غربی حصے میں ڈال دیا، الزید ان کا

راستہ اختیار کیا جو غبیث کے لشکر کی طرف جارہے تھے۔ یحییٰ اس حال سے غافل تھا۔ اپنے لشکر کے درمیان میں تھا کہ تورج العباس پل پر ایک ایسے تنگ مقام پر ٹھہر گیا تھا جس میں پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو کشتیوں کے چلانے میں مشغول تھے۔ ان میں سے بعض وہ تھیں جو ڈوب رہی تھیں اور بعض وہ جو بچ رہی تھیں۔

طاشر ترکی اور یحییٰ بن محمد کی جنگ:

محمد بن سمان نے کہا کہ میں اس حالت میں اس کے ہمراہ ٹھہرا ہوا تھا۔ کہ اس نے پانی کے تیز بہاؤ سے متعجب ہو کر میری جانب متوجہ ہو کر کہا کہ کیا تو نے غور کیا کہ اگر اس حالت میں ہمارا دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے تو ہم سے زیادہ بد حال کون ہوگا۔ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ طاشر ترکی اس لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس کو ابو احمد نے الابلہ سے نہر ابی الاسد واپس آنے کے وقت روانہ کیا تھا۔ لشکر میں ایک شور مچ گیا۔ محمد نے کہا کہ میں بھی دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو دیکھا کہ سرخ جھنڈے نہر العباس کی غربی جانب سے آگئے ہیں اور یحییٰ اس میں ہے۔ جب زنجیوں نے دیکھا تو سب نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا اور عبور کر کے شرقی جانب چلے گئے۔ جو وہ مقام سنسان ہو گیا جس میں یحییٰ تھا۔ اس کے ساتھ کچھ اور پیرس آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا اس وقت یحییٰ نے کھڑے ہو کر چڑے کی ڈھال اور تلوار لے لی۔ ایک رومال باندھا اور چند آدمیوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قوم سے مل گیا۔ طاشر کے ساتھیوں نے تیر مارے اس نے بھی تیزی کے ساتھ انھیں زخمی کیا۔ البحرانی تیروں سے زخمی ہو گیا۔ تین زخم اس کے دونوں بازوؤں اور بائیں پنڈلی میں لگے۔ جب اس کے ساتھیوں نے مجروح دیکھا تو سب جدا ہو گئے۔ کوئی ایسا نہ معلوم ہوا جو اس کا قصد کرتا۔ وہ لوٹا، ایک کشتی میں سوار ہوا، اور نہر کی شرقی جانب عبور کر گیا۔

یحییٰ بن محمد البحرانی کی شکست:

یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ اچھی طرح دن چڑھ آیا تھا۔ یحییٰ کو زخموں نے بو بھل کر دیا تھا۔ زنجیوں نے جب اس کی مصیبت دیکھی تو سخت گھبرا اٹھے، دل کمزور ہو گئے، جنگ ترک کر دی، فکر ہوئی کہ لاکھوں پائیں نہ پائیں جان تو بچائیں۔ شاہی لشکر نے تمام مال غنیمت پر قبضہ کر لیا جو نہر کی غربی جانب کشتیوں میں تھا۔ جب وہ اس پر قابض ہو گئے تو ان میں سے بعض کشتیوں میں مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کو بٹھا کے نہر کی شرقی جانب لے گئے۔ وہاں جس قدر کشتیاں زنجیوں کے قبضہ میں تھیں سب جلا دیں۔ زنجی یحییٰ سے جدا ہو گئے۔ ان میں قتل عام کیا گیا، بکثرت قید کئے گئے۔ دن میں چھپ کر جا رہے تھے۔ شام ہوئی رات خوب تاریک ہو گئی تو منہ کے بل گرتے ہوئے بھاگے۔ جب یحییٰ نے اپنے ساتھیوں کی جدائی دیکھی تو ایک کشتی میں بیٹھا اور اپنے ساتھ ایک طبیب کو بٹھایا جس کا نام عباد اور عرف ابو جیش تھا۔ کہ جو زخم لگے ہیں ان کا مداوا ہو سکے۔ بچکر غبیث کے لشکر تک پہنچنے کی خواہش تھی۔

یحییٰ بن محمد البحرانی کی گرفتاری:

چلتے چلتے دہانہ نہر کے قریب ہو گیا۔ کشتیوں کے ملاحوں نے دیکھ لیا جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں تھے، گھبرائے اور انھیں یقین ہو گیا کہ پکڑ لئے جائیں گے۔ عبور کر کے جانب غربی گئے۔ اسے اور اس کے ساتھی کو زمین پر کھیت میں ڈال دیا وہ نکل کر اس حالت میں چلے لگا کہ بو بھل تھا، چلتے چلتے گر پڑا۔ رات بھروں پڑا رہا۔ صبح ہوئی تو عباد طبیب اٹھ کے دیکھنے لگا کہ آتے جاتے کوئی نظر آئے، شاہی لشکر کے کچھ آدمی دکھائی دیئے، اشارہ کیا انھیں یحییٰ کی خبر دی، ساتھ لایا اور یحییٰ کو ان کے سپرد کر دیا۔ ایک جماعت کا یہ

خیال تھا کہ ایک فوج اسے لے گئی۔ فوج نے دیکھا پچانا اور گرفتار کر لیا۔ خبیث کو خبر پہنچی نہایت مضطرب ہوا، بے قراری بہت بڑھ گئی۔ یحییٰ بن محمد الحمرانی کا انجام:

یحییٰ بن محمد الارزق الحمرانی کو ابو احمد کے پاس لایا گیا۔ ابو احمد نے اسے المستعد کے پاس سامرا بھیج دیا۔ اس نے الحمر میں محبر الحلبہ کے سامنے ایک چبوترہ بنانے کا حکم دیا۔ لوگوں کے سامنے اس کو چبوترے پر چڑھایا گیا۔ پھر تازیانے مارے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۹/ رجب چار شنبہ کو ایک اونٹ پر سامرا میں داخل ہوا، اس کے دوسرے دن المستعد بیٹھا۔ یہ بیچ شنبہ کا دن تھا۔ دوسو تازیانے مارے گئے۔ ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، زور زور سے تلواریں ماری گئیں، پھر ذبح کیا گیا، پھر جلادیا گیا۔

یحییٰ بن محمد کے متعلق صاحب الزنج کے تاثرات:

محمد بن الحسن نے کہا کہ جب یحییٰ الحمرانی قتل کیا گیا اور اس کی خبر صاحب الزنج کو پہنچی تو اس نے کہا کہ مجھ پر اس کا قتل بہت گراں گزرا، میرا اہتمام اس کے ساتھ نہایت سخت تھا۔ پھر مجھ سے خطاب کیا گیا۔ کہ اس کا قتل تیرے لئے بہتر ہے کیوں کہ وہ حریص تھا۔ پھر ایک جماعت کی طرف متوجہ ہوا، جن میں میں بھی تھا اور کہا کہ اس کی حرص کا یہ حال تھا کہ ہمیں غنیمت میں بعض چیزیں ملیں اس میں دوبار بھی تھے جو یحییٰ کے ہاتھ لگے تو اس نے اس میں زیادہ قیمتی کو مجھ سے چھپایا اور میرے سامنے کم قیمت کا پیش کیا۔ وہ بار بھی مجھ سے مانگا۔ میں نے اسے دے دیا۔ پھر مجھ سے اس بار کی شکایت کی گئی جو اس نے چھپایا تھا۔ میں نے اسے بلایا کہ وہ بار لا جو تو نے چھپایا ہے۔ میرے پاس وہی بار لایا جو میں نے اسے دیا تھا۔ انکار کیا کہ نہ میں نے اور کوئی اور بار لیا ہے نہ میرے پاس ہے۔ میں اس طرح اس کا حال بیان کرنے لگا کہ گویا میں اسے دیکھتا ہوں۔ وہ متحیر ہو گیا، اور وہی بار میرے پاس لایا، مجھ سے مانگا۔ میں نے اسے دے دیا اور استغفار کا حکم دیا۔

محمد بن سمعان کو نبوت کی پیش کش:

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ محمد بن سمعان نے بیان کیا کہ زنجیوں کے سردار نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی مگر میں نے اس سے انکار کیا۔

میں نے پوچھا۔ ”کیوں؟“

کہا ”اس لئے کہ اس کے کچھ اسباب ہیں۔ مجھے یہ خوف ہوا کہ اس بار کو برداشت نہ کر سکوں گا۔ اسی سال ابو احمد بن المتوکل اس مقام سے کہ صاحب الزنج کے قریب تھا واسطی کی طرف ہٹ آیا۔“

ابو احمد اور زنجیوں میں معرکہ:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو احمد جب نہر ابی الاسد گیا اور وہاں ٹھہر گیا۔ اس کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں بیماریوں کی کثرت سے موت پھیل گئی۔ وہ وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ جس نے موت سے نجات پائی وہ اپنے مرض سے اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ بازا اور دکان رخ کر کے واپس ہوا اور وہیں چھاؤنی بنائی۔ آلات کے درست کرنے لشکر کو تنخواہیں دینے اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھیں ان سرداروں سے بھر دیا جو اس کے موالی اور غلام تھے۔ خبیث کے لشکر کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو نہر ابی النھیب وغیرہ کے ان مقامات کا حکم دیا جو ان کے لئے نامزد کر دیئے تھے۔ ایک جماعت کو اپنے ساتھ رہنے اور

ان مقامات میں اپنے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا جہاں جنگ ہو۔ جس وقت لڑائی شروع ہوئی۔ دونوں گروہ نہر ابی النضیب کے پاس مل گئے اور ابوالاحمد اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ہمراہ رہ گیا۔ تو وہ اس مقام سے اس خوف کی وجہ سے نہ ہٹا کہ مبادا زنجیوں کا حوصلہ بڑھ جائے۔ لوگ نہر منگی کی شور زمین میں تھے۔ ابوالاحمد کے ساتھیوں کا اس سے جدا ہو جانا معلوم ہوا تو زنجی بکثرت جمع ہو گئے اور جنگ بھڑک اٹھی۔ دونوں فریق میں سخت خون ریزی ہوئی۔ ابوالاحمد کے ساتھیوں نے زنجیوں کے محل و مکانات جلادینے۔ عورتوں کی ایک بڑی جماعت کو چھڑا لیا جو قید تھیں۔ زنجیوں نے اپنی جماعت کو اس مقام کی طرف لوٹایا جہاں ابوالاحمد تھا۔

زنجیوں کی فتح:

الموفق ایک کشتی پر ظاہر ہوا۔ گسمان کارن پڑا۔ عین گرمی معرکہ میں زنجیوں کا انبوہ امنڈ آیا۔ موفق سمجھے کہ اپنی قلیل جمعیت کے ساتھ اس کا مقابلہ مناسب نہیں مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ جنگ روک دی جائے۔ اسی بنا پر حملہ آوروں کو کشتیوں میں لوٹنے کا حکم دیا جو قودہ میں تھیں۔ اکثر آدمیوں کے اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جانے کے بعد ابوالاحمد اپنی کشتی میں گیا۔ لوگوں کا ایک گروہ رہ گیا جنھوں نے ان گھنے درختوں اور تنگ راستوں میں پناہ لی۔ وہ لوگ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔ ان پر زنجیوں کے پوشیدہ لشکر نکل پڑے۔ انھوں نے مدافعت کی نہایت سخت جنگ ہوئی جس میں بہترے کام آئے۔ مقتولوں میں ایک سو سپاہی اور دس افسر تھے۔ جن کے سر صاحب الزنج کے پاس لے گئے۔ اب کیا تھا۔ اس کے تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔

ابوالاحمد کی مراجعت واسط:

ابوالاحمد لشکر کے ساتھ باز اور واپس آیا اور وہاں ٹھہر کر اپنے ساتھیوں کو تیار کرنے لگا۔ لشکر کے ایک کنارے آگے لگ گئی۔ سخت ہوا چل رہی تھی۔ چھاؤنی جل گئی۔ ابوالاحمد واپسی کے ارادے سے واسط روانہ ہوا یہ اسی سال شعبان کا واقعہ ہے۔ واسط پہنچا تھا کہ اکثر لوگ علیحدہ ہو گئے۔

ایک ہولناک آواز:

۱۰/ شعبان کو الصیرہ میں نہایت سخت ہولناک آواز آئی۔ دوسرے دن پھر وہی آواز سنائی دی۔ یہ اتوار کا دن تھا۔ پہلے دن سے بھی یہ آواز بڑی تھی اس سے اکثر شہر منہدم ہو گیا۔ دیواریں گر پڑیں۔ باشندوں میں سے جیسا کہ کہا گیا تقریباً بیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

بے ادبی کی سزا:

ایک شخص ابو قحس کے نام سے معروف تھا۔ اس کی نسبت شہادت سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو بے سبب گالیاں دیتا ہے۔ سامرا کے باب العامہ پر اس کو ایک ہزار بیس تازیانے مارے گئے۔ وہ مر گیا۔ یہ ۱۰/ رمضان پنج شنبہ کا واقعہ ہے۔

متفرق واقعات:

۸/ رمضان یوم جمعہ کو یار جوخ کی وفات ہوئی۔ ابو عیسیٰ بن المتوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جعفر بن المعتمد نے بھی شرکت کی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الحسن بن زید کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی۔ موسیٰ نے الحسن کے ساتھیوں کو شکست دی۔

اسی سال مسرور الخلیجی مساور الشاری کے مقابلے سے سامرا واپس آیا۔ اس کے ساتھ شاریوں کے قیدی تھے۔ اس نے اپنے لشکر پر جو الحمدیشہ میں تھا بعلان کو اپنا نائب بنایا۔ بعد کو بوازتج روانہ ہوا۔ وہاں مساور سے ملا دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ مسرور نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ذی الحجہ میں چند دن باقی تھے کہ واپس آ گیا۔

اسی سال بغداد کے اندر لوگوں میں ایک وبا پیدا ہوئی جس کا نام اہل بغداد التفاع بتاتے تھے۔

اسی سال اکثر حجاج القرعاء سے پیاس کے خوف سے واپس آ گئے۔ ان میں سے وہ سلامت رہا جو مکے چلا گیا۔

امیر جعفر بن الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۹ھ کے واقعات

ابو احمد کی سامرا میں آمد:

اہم واقعہ ابو احمد بن المتوکل کی واسط سے واپسی اور ۲۶/ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں اس کی آمد ہے۔ واسط اور ان کی اطراف میں جنگ خبیثہ پر محمد المولود کو اس نے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ کنجور اسی سال قتل ہوا۔

قتل کنجور:

کنجور والی کوفہ تھا۔ وہاں سے بغیر اجازت سامرا کے ارادے سے واپس ہوا۔ لوٹنے کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار کیا۔ اسے مال بھیجا گیا۔ کہ اپنے ساتھیوں کی تنخواہ تقسیم کر دے۔ مگر اس نے اس پر قناعت نہیں کی اور روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول میں عکبراء پہنچا۔ سامرا سے چند سردار اس کی جانب روانہ ہوئے جن میں ساتلین و تکلین و عبد الرحمن بن مفلح و موسیٰ بن اتامش وغیرہم تھے۔ ان لوگوں نے اسے ذبح کر دیا، اس کا سر ۲۹/ربیع الاول کو سامرا لایا گیا۔ اس کے ساتھ کچھ اور پرچالیں ہزار دینار بھی پہنچائے گئے۔ اس کے ایک نصرانی کاتب کو خیانت مال سرکار کے الزام میں ماہ ربیع الآخر میں باب العامہ پر ایک ہزار کوڑے مارے گئے جس سے وہ مر گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال شریک ساربان مرو اور اس کے نواح پر غالب آ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی سال یعقوب بن الیث بلخ سے واپس آیا اور قہستان میں قیام کیا ہر اہل بلخ اور باغیس پر عامل مقرر کئے اور قہستان کی طرف لوٹ گیا۔

اسی سال عبد اللہ السجری نے یعقوب بن الیث کو مخالف ہو کر چھوڑ دیا اور نیشاپور کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن طاہر نے قاصدوں اور فقہاء کو روانہ کیا۔ انھوں نے دونوں کے درمیان آمد و رفت کی اس کے بعد اس نے اسے الطینین و قہستان کا والی بنادیا۔

اسی سال ۶/رجب کو اہل بلخ اور یحییٰ بن خلیفہ الہواز کے بازار کی نہر بطی میں داخل ہوئے وہاں انھوں نے مخلوق کثیر کو قتل کیا۔ وہاں کے صاحب المعویہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

اصخون اور نیزک کی ہلاکت:

بیان کیا گیا ہے کہ قائد الزنج پر اس آتش زنی کی حالت پوشیدہ رہی جو ابو احمد کے لشکر باز اور د میں ہوئی تھی۔ چنانچہ اسے اس

خبر تین دن کے بعد عبادان کے دو شخصوں سے معلوم ہوئی۔ یہ فساد کے لئے پلٹا۔ اس کی رسد منقطع ہو گئی تھی۔ اس نے علی بن ابان اہلبلی کو کھڑا کر کے بہت سا لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔ سلیمان بن جامع بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ وہ لشکر اسی کے ساتھ کر دیا گیا تھا جو یحییٰ بن محمد البحرانی اور سلیمان بن موسیٰ الشمرانی کے ساتھ تھا۔ سوار اس کے ساتھ کئے گئے تھے اور بقیہ لوگ علی بن ابان اہلبلی کے ساتھ۔ اس زمانے میں الہواز کا متولی اصغون تھا اس کے ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ نیزک بھی تھا۔ علی بن ابان اپنے زنجیوں کے ساتھ ان لوگوں کی جانب روانہ ہوا۔ اصغون نے بھی اسے دیکھ لیا۔ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل اٹھ کھڑا ہوا۔ صحرائے دستاروں میں دونوں لشکر مل گئے۔ یہ اصغون کی موت کا دن تھا۔ نیزک اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اصغون غرق ہو گیا۔ الحسن بن ہرثمہ عرف الشار اور الحسن بن جعفر عرف زاوشار قید ہو گئے۔

الحسن بن الشار کی گرفتاری:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے الحسن بن الشار نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس دن اصغون کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلے مگر ہمارے ساتھی نہ ٹھیرے اور بھاگے۔ نیزک قتل کیا گیا اور اصغون گم ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اترا دل میں یہ ارادہ کیا کہ میں اس اونٹنی کی دم پکڑوں جو میرے ساتھ تھی۔ زبردستی نہر میں ڈال دوں اور اس کے ذریعے نجات حاصل کروں میرے غلام نے سبقت کی۔ وہ بچ گیا اور مجھے چھوڑ گیا۔ میں موسیٰ بن جعفر کے پاس آیا کہ اس کے ساتھ نجات پاؤں۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہو کے روانہ ہو گیا، میرے لئے ٹھیرا، میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی، اس کے پاس آیا اور اس میں سوار ہو گیا، بہت سے لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور سوار ہونے کی خواہش کرنے لگے۔ کشتی میں لٹک گئے یہاں تک کہ اسے ڈبو دیا۔ کشتی الٹ گئی۔ میں اس کی پشت پر چڑھ گیا۔ وہ لوگ میرے پاس سے چلے گئے زنجیوں نے مجھے دیکھا، تیر برسانے لگے۔ جب مجھے مرنے کا اندیشہ ہوا تو میں نے کہا کہ تیر اندازی سے باز آؤ اور کوئی چیز میری طرف ڈالو کہ اس میں لٹک کے تمہارے پاس آ جاؤں انھوں نے ایک نیزہ میری جانب بڑھا دیا، جسے میں نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ان کے پاس چلا گیا۔

الحسن بن جعفر کی گرفتاری:

الحسن بن جعفر کو اس کے بھائی نے ایک گھوڑے پر سوار کر کے تیار کیا کہ اسے اپنے اور امیر لشکر کے درمیان سفیر بنائے۔ جب شکست ہو گئی تو وہ نجات کی تلاش میں جلدی کرنے لگا۔ گھوڑے نے گر دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔

علی بن ابان نے خبیث کو اس جنگ کا حال لکھا، بہت سے سر اور جھنڈے اس کے پاس روانہ کئے۔ الحسن بن الشار اور الحسن بن جعفر اور احمد بن روح کو روانہ کیا اس نے ان قیدیوں کو قید خانے کا حکم دیا، علی بن ابان الہواز میں داخل ہوا۔ وہاں قیام کر کے فساد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا خبیث کی جنگ کے لئے نامزد ہوا۔

موسیٰ بن بغا کی روانگی:

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے اس کی جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ ۱۷۱ھ / ذیقعد کا واقعہ ہے۔ خلیفہ نے شہر پناہ کے باہر تک اس کی مشایعت کی اور وہاں اسے خلعت دیا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کی جانب قائد الزنج کی جنگ کے لئے عبدالرحمن بن مفلح الہواز اور اسحاق بن کنداج بصرہ اور ابراہیم

بن سہما باذ اور دہنچا۔

ابن مفلح اور علی بن ابان کی جنگ:

بیان کیا گیا ہے کہ ابن مفلح جب الہواز پہنچا تو ارد کے پل پر دس دن تک ٹھیر کے المہلسی کی جانب گیا۔ اس سے جنگ کی اسے المہلسی نے شکست دی وہ واپس ہوا اور تیاری کی۔ پھر لوٹا اور نہایت سخت جنگ کی۔ بہتیرے زخمی مار ڈالے اور بہت سے قیدی گرفتار کئے گئے۔

علی بن ابان کی شکست و فرار:

علی بن ابان بھاگا۔ اسے اور اس کے ساتھ کے زنجیوں کو شکست ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بیان میں پہنچ گئے۔ خبیث نے ان کے لوٹانے کا ارادہ کیا، مگر وہ خوف کی وجہ سے نہ لوٹے۔ جب اس نے یہ دیکھا تو انھیں اپنے لشکر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ سب کے سب داخل ہو گئے اور اسی کے شہر میں ٹھیر گئے۔ عبدالرحمن قلعہ المہدی پہنچا کہ وہاں چھاؤنی قائم کرے۔ خبیث نے علی بن ابان کو اس کی جانب روانہ کیا، اس نے جنگ کی مگر اس پر غالب نہ آیا، علی اس موضع کے ارادے سے روانہ ہوا جو الد کر کے نام سے مشہور ہے۔ ابراہیم بن سہما اس زمانے میں باز اور دہنچا تھا۔ ابراہیم نے اس سے جنگ کی۔ علی بن ابان کو شکست ہوئی۔ دوبارہ پلٹا تو ابراہیم نے پھر شکست دی۔ وہ رات میں چلا، اپنے ساتھ راہبروں کو لے لیا۔ وہ لوگ اسے گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں لے گئے یہاں تک کہ نہریچی پہنچا، اس کی اطلاع عبدالرحمن کو پہنچی تو اس نے طاشتر کو موالی کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا، مگر راستے کے دشوار گزار ہونے کے باعث وہ نہ پہنچ سکا۔ نیتان تھا، بانسوں سے راہ رکی ہوئی تھی اس نے آگ لگادی۔ وہ اس میں سے بھاگتے ہوئے نکلے۔ اس نے گرفتار کئے۔ فتح کر کے قیدیوں کے ساتھ عبدالرحمن بن مفلح کے پاس واپس آیا۔

ابن مفلح کا تعاقب:

علی روانہ ہوا، یہاں تک کہ نسو خ پہنچا۔ وہاں ان لوگوں کے ساتھ قیام کیا، جو اس کے ساتھیوں میں سے اس کے ہمراہ تھے۔ اس کی خبر عبدالرحمن بن مفلح کو پہنچ گئی۔ اس نے العمود کی طرف توجہ کی۔ وہاں پہنچ کے ٹھیر گیا۔ علی بن ابان نہر السدرہ کی طرف گیا۔ خط لکھا۔ خبیث سے مدد چاہی اور کشتیاں بھیجنے کی درخواست کی۔ اس نے تیرہ کشتیاں روانہ کیں، جن میں اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ کشتیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ عبدالرحمن کے پاس پہنچ گیا۔ عبدالرحمن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی جانب نکلا، مگر دونوں میں جنگ نہیں ہوئی اور اس روز دونوں لشکر ٹھیرے رہے۔ جب رات ہوئی تو علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں میں سے اس جماعت کو منتخب کیا جن کی قوت و صبر پر اسے بھروسہ تھا، ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ سلیمان بن موسیٰ اشعرانی ہرکاب تھا۔ باقی لشکر کو وہیں اپنی جگہ پر چھوڑ گیا کہ اس کا حال پوشیدہ رہے۔ وہ عبدالرحمن کے پیچھے سے گیا اور اس کے لشکر میں شب خون مارا، مگر کچھ حاصل نہ ہوا، عبدالرحمن اس سے کنارہ ہو گیا۔ چار کشتیوں کو خالی کر دیا۔ انھیں علی نے لے لیا اور واپس ہو گیا۔

ابن مفلح اور ابن ابان کی دوسری جنگ:

عبدالرحمن اپنے سامنے کے رخ روانہ ہو کے الد و لاب پہنچا وہیں ٹھیر گیا۔ کچھ آدمیوں کو تیار کر کے ان پر طاشتر کو والی بنایا، انھیں علی بن ابان کی جانب روانہ کر دیا، ان لوگوں نے اسے بیاب آزر کے نواح میں پایا۔ جنگ کی وہ بھاگا، طاشتر نے عبدالرحمن

کو بھاگنے کا حال لکھ دیا۔ عبدالرحمن مع اپنے لشکر کے آیا۔ العود پہنچ کے ٹھہر گیا۔ ساتھیوں کو جنگ کے لئے مستعد کیا، کشتیاں درست کیں اور ان پر طاشتر کو والی بنایا، وہ دہانہ نہر السدرہ کی جانب روانہ ہوا، علی بن ابان سے ایسی جنگ کی کہ علی بھاگا۔ اس نے اس سے دس کشتیاں لے لیں، علی شکست و ہزیمت اٹھا کے خبیث کے پاس لوٹا۔ عبدالرحمن فوراً روانہ ہوا۔ بیان میں پڑاؤ کیا۔ زنجیوں کے لشکر کی ناکہ بندی:

عبدالرحمن بن مفلح اور ابراہیم بن سیماباری باری ایک دن بیچ خبیث کے لشکر کی طرف جانے لگے اور اس سے جنگ کرنے لگے۔ جو لوگ اس کے لشکر میں تھے انھیں خائف کرنے لگے۔ اسحاق بن کنداج اس زمانے میں بصرہ میں مقیم تھا کہ خبیث کے لشکر سے رسد منقطع ہو چکی تھی۔ خبیث اس دن اپنے ساتھیوں کو جمع کرتا تھا جس دن اسے عبدالرحمن بن مفلح اور ابراہیم بن سیماباری کے پہنچنے کا خوف ہوتا تھا، یہاں تک کہ جنگ ختم ہو جاتی تھی۔ وہ ان میں سے ایک گروہ کو بصرے کی جانب واپس کر دیتا تھا۔ ان سے اسحاق بن کنداج جنگ کرتا تھا۔ اسی حالت میں کچھ اوپر دس مہینے ٹھہرے رہے یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کو خبیث کی جنگ سے واپس بلا کے مسرورہ لکھنی کو مقرر کیا گیا۔ یہ خبر اس خبیث کو بھی پہنچ گئی۔

متفرق واقعات:

اسی سال الحسن بن زید قوس پر غالب آ گیا اور وہاں اس کے ساتھی داخل ہو گئے۔ اسی سال محمد بن الفضل بن سنان القزوی اور وہسو ذان بن جہان الدیلی کے درمیان جنگ ہوئی۔ محمد بن الفضل نے وہسو ذان کو شکست دی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا نے الصلابی کو رے کا والی بنایا۔ کیغلیغ نے تلکین پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ لہذا الصلابی کی روانگی شتابی سے ہوئی۔

اسی سال صاحب الروم سمیاط پر غالب آ گیا۔ اس کے بعد ملطیہ پر اترا۔ باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔ اہل ملطیہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ احمد بن محمد القابوس نے نصر الاقریطشی کو طریق البطارقہ میں قتل کر دیا۔

اسی سال الہواز سے زنجیوں کی وہ جماعت سامراروانہ کی گئی جو قید کئے گئے تھے سامرا کے عوام نے ان پر حملہ کر کے اکثر کو قتل کر دیا۔ لڑکے مار ڈالے گئے۔ مائیں رونے کو رہ گئیں۔

یعقوب بن الیث کی نیشاپور میں آمد:

اسی سال یعقوب بن الیث نیشاپور میں داخل ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب بن الیث ہراۃ کی جانب گیا۔ پھر نیشاپور کا قصد کیا۔ جب قریب ہوا اور داخل ہونے کا ارادہ کیا تو محمد بن طاہر نے ملنے کے لئے اس سے اجازت طلب کی جو نہیں ملی۔ اس نے اپنے چچاؤں اور گھروالوں کو بھیج دیا جو اس سے ملے ۴/ شوال کو عشاء کے وقت نیشاپور میں داخل ہوا داؤد آباد میں اترا، محمد بن طاہر سوار ہو کے اس کے پاس گیا، خیمے میں داخل ہوا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ عمل میں کمی کرنے پر ملامت کی، پھر واپس ہو گیا۔ عزیز بن انسری کو وکیل بنانے کا حکم دیا۔ محمد بن طاہر کو واپس کر دیا اور عزیز کو نیشاپور کا والی بنایا۔ محمد بن طاہر اور اس کے گھروالوں کو قید کر دیا۔ سلطنت کو خبر پہنچی تو حاتم بن زریک بن سلام کو اس کے

پاس روانہ کیا۔

۲۰/ ذی القعدہ کو یعقوب کے معروضے پہنچے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا جعفر بن المعتز اور ابو احمد بن المتوکل ایوان خلافت میں بیٹھے۔ سردار حاضر ہوئے، یعقوب کے قاصدوں کو اجازت دی گئی۔ قاصدوں نے اہل خراسان کا حال بیان کیا۔ شادی (خارجی) اور مخالفین اس پر غالب آگئے ہیں۔ محمد بن طاہر کزور ہو گیا ہے۔ اہل خراسان کی یعقوب سے مراسلت کا، یعقوب کو بلانے کا، اس سے مدد مانگنے کا ذکر کیا۔ کہ وہ اس طرف گیا تو جب وہ نیشاپور سے دس فرسخ پر تھا تو اس کے پاس وہاں کے باشندے گئے اور انہوں نے اسے اس کے سپرد کر دیا۔ اس طرح یعقوب نیشاپور میں داخل ہوا۔

یعقوب بن الیث کو انتباہ:

ابو احمد اور عبید اللہ بن یحییٰ نے قاصدوں سے کہا کہ یعقوب نے جو کچھ کیا امیر المومنین اس سے موافقت نہیں کرتے۔ اسے حکم دیتے ہیں کہ اپنی خدمت پر واپس جائے مناسب نہیں کہ بغیر حکم کے ایسا کرتا۔ لہذا اسے واپس ہو جانا چاہیے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ دوستوں میں شہر ہو گیا، ورنہ اس کے لئے اس کے سوا کچھ نہ ہوگا جو مخالفین کے لئے ہوتا ہے۔ قاصدوں کو اس جواب کے ساتھ واپس کیا گیا۔ وہ پہنچے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ایسا خلعت دیا جس میں تین تین کپڑے تھے۔

عبدالرحمن خارجی کا سر:

وہ لوگ نیزے پر ایک سر لائے تھے جس میں ایک رقعہ تھا کہ اس میں یہ تحریر تھا۔ ”یہ اللہ کے دشمن عبدالرحمن خارجی ساکن ہراۃ کا سر ہے جو تیس برس سے مدعی خلافت تھا جسے یعقوب بن الیث نے قتل کیا۔“

امیر حج ابراہیم بن محمد:

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس عرف بریہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۰ھ کے واقعات

محمد بن ہارون کا قتل:

مجملہ ان واقعات کے جو اس سال ہوئے مساور الشاری کے کردوں میں سے ایک شخص کا محمد بن ہارون بن المعز کو قتل کرنا ہے، جس کو اس نے سامرا کے ارادے سے ایک کشتی میں پا کے قتل کر دیا اور اس کا سر مساور کے پاس لے گیا۔ جمادی الآخرہ میں ربیعہ نے اس کے خون کا دعویٰ کیا۔ مسرور الخلی اور سرداروں کی ایک جماعت کو مساور پر راستہ بند کرنے کے لئے نامزد کیا گیا۔ اسی سال قائد الزنج نے علی بن زید العلوی امیر کوفہ کو قتل کر دیا۔

اسی سال یعقوب بن الیث نے الحسن بن زید الطالبی سے جنگ کی۔ اسے شکست دی اور طبرستان میں داخل ہو گیا۔

عبداللہ السجری کی یعقوب سے علیحدگی:

یعقوب کے حالات سے خبر رکھنے والوں کی ایک جماعت نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ السجری جہتان پر فخر کیا کرتا تھا۔ یعقوب نے اس پر غصہ کیا۔ عبداللہ اس سے علیحدہ ہو کے محمد بن طاہر سے نیشاپور میں مل گیا جب یعقوب نیشاپور گیا تو عبداللہ بھاگا اور الحسن بن

زید سے مل گیا۔ وہ معاملہ جو یعقوب اور محمد بن طاہر کے درمیان ہوا تھا کہ پہلے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے یعقوب اس کے پیچھے روانہ ہوا وہ طبرستان کے راستے میں اسفرانجیم اور اس کے نواح میں گذرا۔ وہاں ایک شخص تھا جسے میں پہچانتا تھا کہ وہ حدیث کا طالب العلم تھا۔ اس کا نام بدیل الکشتی تھا۔ پرہیزگار تھا۔ امر بالمعروف میں سرگرم رہتا۔ اس نواح کے اکثر باشندوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ جب یعقوب وہاں اترا تو اس کے پاس قاصد بھیجا کہ پرہیزگاری میں وہ بھی اس کے مثل ہے اور وہ اسی کے ساتھ ہے۔ اس کی خوشامد کرتا رہا یہاں تک کہ بدیل اس کے پاس گیا۔ جب وہ اس کے قابو میں آ گیا تو قید کر کے اپنے ساتھ طبرستان لے گیا۔ ساریہ کے قریب پہنچا تو الحسن بن زید سے ملاقات ہوئی۔

یعقوب بن الیث اور الحسن بن زید کی جنگ:

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب نے الحسن بن زید کے پاس کسی کو بھیج کر یہ درخواست کی کہ عبداللہ السجری کو میرے پاس بھیج دیں تو پھر میں لوٹ جاؤں گا۔ طبرستان کا محض عبداللہ کی وجہ سے قصد کیا ہے نہ کہ الحسن سے جنگ کے لئے۔ الحسن بن زید نے سپرد کرنے سے انکار کیا۔ یعقوب نے اعلان جنگ دیا۔ دونوں کے لشکر مل گئے اور جنگ ہوئی مگر نہ ہونے کی سی ہوئی۔ الحسن بن زید کو شکست ہوئی، وہ الشرز اور ویلم چلے گئے۔ یعقوب ساریہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے آمل کی طرف بڑھا۔ باشندوں سے ایک سال کا خراج وصول کیا۔

آمل سے الحسن بن زید کی تلاش میں الشرز کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طبرستان کے ایک پہاڑ تک پہنچا۔ جہاں بارش نے روک لیا۔ جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا۔ بارش پے درپے تقریباً چالیس دن تک ہوتی رہی۔ بڑی مشکلوں کے ساتھ وہاں سے نکل سکا۔

یعقوب بن الیث کی مراجعت:

جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے، یعقوب ایک پہاڑ پر چڑھ گیا تھا، جب اترنے کا قصد کیا تو بغیر آدمیوں کی پشت پر لدے ہوئے ممکن نہ ہوا۔ اکثر جانور ہلاک ہو گئے۔ الحسن بن زید کے بعد الشرز میں داخل ہونے کا قصد کیا مجھ سے اس نواح کے بعض رہنے والوں نے بیان کیا کہ راستے تک پہنچ کر ٹھہر گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھہرنے کا حکم دیا۔ ان کے آگے آگے سوچتا ہوا بڑھا۔ پھر واپس ہوا۔ اور انھیں بھی واپس ہونے کا حکم دیا کہ اگر اس راستے کے سوا اس کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ تو اس کا راستہ ہی نہیں ہے۔

مجھے اسی شخص نے خبر دی کہ اس علاقے کو عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ تم لوگ اسے بلاؤ کہ وہ اس راستے میں داخل ہو کیوں کہ وہ اگر داخل ہو گیا تو ہم اس کے معاملے میں تمہیں کافی ہوں گے۔ تمہارے لئے اس کا گھیر لینا ہے، قید کرنا ہمارے ذمہ ہوگا۔ پھر جب وہ پلٹنے کے ارادے سے واپس ہو کے حد و طبرستان سے روانہ ہو گیا تو اپنے آدمیوں کو پھیلادیا۔ ان میں سے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ چالیس ہزار کھو گئے اکثر گھوڑے اور اونٹ اور اسباب جاتا رہا۔

یعقوب بن الیث کی خلافت کو عرضداشت:

اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے سلطان کو ایک خط لکھا۔ یعقوب نے دار الخلافہ میں عرصی گزارنی کہ میں نے حسن بن زید کا قصد کیا۔ جرجان سے طمیس گیا۔ اسے فتح کر لیا۔ پھر ساریہ اس حالت میں گیا کہ الحسن بن زید نے پلوں کو تباہ کر دیا تھا۔ پار ہونے کو

کشتیاں اٹھالی تھیں اور راستوں کو پاٹ دیا تھا الحسن بن زید نے باب ساریہ پر چھاؤنی قائم کر لی تھی۔ بڑے بڑے کوہستانی میدانوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ خوشاد بن جیلاد صاحب الدیلم نے اس کی مدد کی تھی۔ ان لوگوں کے باعث اس کی طاقت بڑھ گئی تھی جو طبرستان و دیلم و خراسان و قم و قہستان و شام و جزیرہ وغیرہا اس کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ میں نے اسے شکست دی اور اتنی تعداد کو قتل کیا کہ میرے زمانے میں اس تعداد کو کوئی تعداد نہیں پہنچی۔ آل ابی طالب میں ستر افراد میں نے قید کر لئے۔ یہ رجب کا واقعہ ہے الحسن بن زید الشرزکی جانب چلے گئے ویلیں اس کے ساتھ تھے۔

اسی سال اکثر بلاد اسلام میں سخت گرانی ہو گئی۔ جیسا کہ بیان کیا گیا، شدت گرانی سے مکے کے لوگ مدینے وغیرہ شہروں میں نکل گئے۔ عامل بھی وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کا نام بریہ تھا بغداد میں بھی بھاؤ چڑھ گیا تھا۔ ایک کر جو ایک سو بیس دینار کو اور گےہوں ایک سو پچاس دینار کو ہو گیا تھا۔ مہینوں تک ایسا رہا۔
عبداللہ السجری کا قتل:

اسی سال اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر دیا۔ یکتر کو عامل بنایا گیا۔

اسی سال یعقوب بن الیث جب طبرستان سے واپس ہوا تو رے کی جانب گیا۔ جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا۔ اس کے وہاں جانے کا سبب عبداللہ السجری کا یعقوب سے پناہ مانگ کر الصلابی کے پاس جانا ہے۔ جب یعقوب رے کے قریب پہنچا تو الصلابی کو ایک خط لکھا کہ عبداللہ السجری کو میرے سپرد کر دے تو میں واپس جاؤں۔ علاقے سے تعرض نہ کروں۔ ورنہ جنگ ہوگی۔ الصلابی نے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا، عبداللہ کو اس کے سپرد کر دیا۔ یعقوب نے اسے قتل کر دیا اور الصلابی کے علاقے سے واپس ہو گیا۔
العلاء بن احمد از دی کا قتل:

اسی سال العلاء بن احمد از دی قتل کیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ العلاء بن احمد کو فاج ہو گیا تھا۔ وہ بے کار ہو گیا تو سلطنت نے ابو الردینی عمر بن علی بن مزکو ولایت آذربائیجان کے لئے لکھا جو اس کے قبل العلاء کے سپرد تھی۔ ابو الردینی وہاں گیا کہ اسے العلاء سے اپنے قبضے میں لے لے العلاء ایک قلعے میں سے ماہ رمضان میں ابو الردینی کی جنگ کے لئے نکلا۔ ابو الردینی کے ساتھ شاریوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ العلاء قتل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اس نے چند آدمیوں کو اس مال کے اٹھانے کو بھیجا جو العلاء چھوڑ گیا تھا اس کے قلعے سے اتنا مال اٹھایا گیا۔ جس کی قیمت ستائیس لاکھ درہم کو پہنچی۔ اسی سال رومیوں نے لولہ کو مسلمانوں سے لے لیا۔

امیر حج ابراہیم بن محمد:

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی عرف بریہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۱ھ کے واقعات

الحسن بن زید کی مراجعت طبرستان:

اس سال کا اہم واقعہ الحسن بن زید کا دیلم سے طبرستان واپس آنا اور شالوس کو جلائے ہے۔ اس وجہ سے کہ ان سے یعقوب کی

دوستی تھی۔ ان کی جائیدادیں بطور جاگیر ویلیعوں کو دے دیں

فرمان خلافت:

اسی سال سلطنت نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو ان حجاج کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ جو خراسان اور رے اور طبرستان اور جرجان سے بغداد آئے تھے۔ اس نے اسی سال صفر میں انھیں جمع کیا۔ انھیں ایک فرمان سنایا گیا کہ خلافت نے یعقوب بن الیث کو خراسان کا والی بنایا ہے۔ حکم تھا کہ اس سے علیحدہ رہیں۔ اس لئے کہ خراسان میں اس کا داخل ہونا اور محمد بن طاہر کو قید کرنا نہایت ناروا امر تھا۔

متفرق واقعات:

اسی سال عبد اللہ بن الواثق کی وفات دغا باز یعقوب کے لشکر میں ہوئی۔

اسی سال جمادی الآخر میں مساور الثاری نے یحییٰ بن حفص کو قتل کر دیا۔ جو کرخ جہان میں طریق خراسان کا والی تھا۔ مسرور ابلغی اس کی تلاش میں روانہ ہوا۔ ابو احمد بن المتوکل اس کے پیچھے گیا۔ مساور ہٹ گیا اور نہیں ملا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں ابو ہاشم داؤد بن سلیمان بن الجعفری ہلاک ہوا۔

طاشمر اور ابن مفلح کا قتل:

اسی سال محمد بن واصل اور عبد اللہ الرحمن بن مفلح اور طاشمر کے درمیان ہرمز میں جنگ ہوئی۔ ابن واصل نے طاشمر کو قتل اور ابن مفلح کو قید کر لیا۔

اس کا سبب جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ابن واصل نے الحارث بن سیماء کو قتل کر دیا جو فارس میں عامل تھا۔ اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر فارس اور الہواز اور بصرہ اور البحرین اور الیمامہ بھی موسیٰ بن بغا کے ماتحت کر دیا گیا۔ ملک مشرق پہلے ہی سے اس کے سپرد تھا۔ موسیٰ بن بغا نے عبد الرحمن بن مفلح کو الہواز بھیج کے الہواز اور فارس کی حکومت تفویض کی۔ طاشمر کو اس کے ماتحت کر دیا ابن واصل کو موسیٰ کے اس فعل کی خبر ملی کہ ابن مفلح فارس اس کے قصد سے روانہ ہو گیا ہے۔ وہ اس کے قبل بصرے کے علاقے میں خارجی کی جنگ پر الہواز میں مقیم تھا۔ ابن واصل نے اس پر چڑھائی کی۔ دونوں رام ہرمز میں مل گئے۔ ابو داؤد ابن واصل کا مددگار ہو کر اس سے مل گیا ابن مفلح پر کامیاب ہو گیا۔ اسے قید کر لیا۔ طاشمر کو قتل کر دیا اور مفلح کے لشکر کو تباہ کر ڈالا۔ ابن مفلح اسی کے قبضے میں رہا یہاں تک کہ اسے بھی قتل کر دیا۔ حالانکہ سلطنت نے اسماعیل بن اسحاق کو ابن مفلح کے رہا کرانے کو ابن واصل کے پاس روانہ کیا تھا۔ مگر ابن واصل نے قبول نہ کیا۔

موسیٰ بن بغا کی معذوری:

ابن مفلح سے فارغ ہوا تو یہ ظاہر کر کے روانہ ہوا کہ اس کا قصد موسیٰ بن بغا کی جنگ کے لئے واسطہ کا ہے۔ یہاں تک کہ الہواز پہنچا۔ وہاں ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ ابن سیماء تھا۔ جب موسیٰ بن بغا نے معاملے کی شدت اور مشرق کے نواح پر زبردستی قبضہ کرنے والوں کی کثرت دیکھی کہ اس کے لئے ان کے مقابلے کا کوئی انتظام نہیں ہے تو درخواست کی کہ اسے مشرق کے اعمال سے معاف کر دیا جائے۔ اسے ان اعمال سے معاف کر دیا گیا۔ ابو احمد کے ماتحت کر دیا گیا اور اس پر ابو احمد بن المتوکل کو والی بنادیا گیا۔

موسیٰ بن بغام اپنے عمال کے واسطے سے مشرق سے مستغنی ہو کر سلطنت کے دروازے پر واپس آ گیا۔ اسی سال ابوالساج کو الہواز اور قائد الزنج کی جنگ کا والی بنایا گیا۔ وہ عبدالرحمن بن مفلح کے علاقہ فارس روانہ ہونے کے بعد ادھر روانہ ہو گیا۔

اہواز میں زنجیوں کی غارت گری:

اسی سال ابوالساج کے خسر عبدالرحمن اور علی بن ابان کے درمیان علاقہ الدوالاب میں جنگ ہوئی، جس میں عبدالرحمن قتل کیا گیا۔ ابوالساج مکرم کے لشکر کی طرف ہٹ گیا۔ زنجی اہواز میں داخل ہو گئے۔ باشندوں کو قتل و قید کیا۔ گھروں کو لوٹ لیا اور جلا دیا۔ ابوالساج کو اس کی خدمت سے واپس کیا گیا۔ اور ابراہیم بن سیماکو اس پر والی بنایا گیا۔ وہ اپنے اس عمل میں برابر مقیم رہا، یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کے عمل مشرق سے واپس ہونے سے وہ بھی واپس ہو گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال محمد بن اوس البلیخی کو طریق خراسان کا والی بنایا گیا۔ جب عمل مشرق ابواحمد کے ماتحت کیا گیا تو اسی سال شعبان میں مسرور البلیخی کو الہواز و بصرہ و کورد جلع و میامہ بحرین اور قائد الزنج کی جنگ کا والی بنایا گیا۔ اسی سال نصر بن احمد بن اسد السامانی کو ماوراء نہر بلخ کا والی بنایا گیا۔ یہ اسی سال رمضان میں ہوا۔ اسے اس کی ولایت کے لئے لکھ دیا گیا۔

اسی سال شوال میں یعقوب بن الیث نے فارس پر چڑھائی کی۔ ابن واصل الہواز میں مقیم تھا۔ وہاں سے فارس واپس ہوا۔ ذی القعدہ میں مقابلہ ہوا۔ یعقوب نے شکست دی۔ لشکر کو تباہ کر دیا۔ خرمدہ ابن واصل کے قلعے میں (لشکر کو) بھیجا۔ جو کچھ اس میں تھا سب لے لیا۔ بیان کیا گیا کہ جو کچھ یعقوب نے وہاں سے لیا اس کی قیمت چار کروڑ درہم تھی، ابن واصل کے ماموں مرو نے اس کو قید کر لیا۔

اسی سال یعقوب بن الیث کے ساتھیوں نے موسیٰ بن مہران کردی سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ جنگ کی، اس وجہ سے کہ ان کی دوستی محمد بن واصل سے تھی، انھیں ان لوگوں نے قتل کر دیا اور موسیٰ بن مہران بھاگ گیا۔

ولی عہدی کا اعلان:

اسی سال ۱۲/ شوال کو المعتمد نے دارالعامہ میں دربار کیا۔ اپنے فرزند جعفر کو ولی عہد بنایا۔ اس کا نام المعغوض الی اللہ رکھا۔ مغرب کا والی بنایا۔ موسیٰ بن بغا کو اس کے ماتحت کیا۔ افریقیہ، مصر، شام، الجزیرہ، موصل، آرمینیہ، طریق خراسان مہر جان نقدق اور حلوان کی ولایت دی۔ اپنے بھائی ابواحمد کو جعفر کے بعد ولی عہد ٹھہرایا اور اسے مشرق پر والی بنایا۔ مسرور البلیخی کو اس کے ماتحت کیا اور اسے بغداد السواد کو فہ طریق مکہ مدینہ یمن کسکر کورد جلع الہواز فارس اصبہان قم الکرج الدینور رے زنجان قزوین خراسان طبرستان جرجان کرمان سجستان اور سندھ کی ولایت دی۔ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دو دو جھنڈے ایک سیاہ اور ایک سفید مقرر کئے۔ یہ شرط کی کہ اگر المعتمد کو موت کا حادثہ پیش آ جائے اور جعفر حکومت کے قابل نہ ہو تو حکومت ابواحمد کے لئے ہوگی، اس کے بعد جعفر کے لئے۔ اس پر لوگوں سے بیعت لے لی گئی۔ فرمان کی نقلیں شائع کر دی گئیں۔ ایک نقل الحسن بن محمد بن ابی الشوارب کے ساتھ بھیجی گئی کہ اسے کعبے

میں لٹکا دے۔ جعفر المعنوض نے شوال میں موسیٰ بن بغا کو مغرب کی ولایت دی اور محمد المولود کے ہمراہ اسے اس عہدے کی خبر بھیج دی۔

محمد بن زیدویہ کی یعقوب بن الیث سے علیحدگی

اسی سال محمد بن زیدویہ نے یعقوب بن الیث کو چھوڑ دیا۔ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ اس کے لشکر سے کنارہ کشی کر لی۔ ابو الساج کے پاس چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ الاہواز میں مقیم ہو گیا۔ سامرا سے ایک خلعت بھیجا گیا۔ زیدویہ نے الحسن بن طاہر بن عبد اللہ کو اپنے ہمراہ خراسان روانہ کرنے کی درخواست کی۔ ۷/ ذی الحجہ کو مسرور انہی ابو احمد کا مقدمہ بن کر سامرا سے روانہ ہوا۔ اسے اور اس کے چونتیس سرداروں کو جیسا کہ بیان کیا گیا۔ خلعت دیا گیا۔ دونوں ولی عہد نے اس کی مشایعت کی۔ ۲۱/ ذی الحجہ کو سامرا سے روانہ ہو کر الموتی اس کے پیچھے گیا۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اسی سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال کے میں حج کے بعد الحسن بن محمد بن ابی الشوارب کا انتقال ہوا۔

۲۶۲ھ کے واقعات

یعقوب بن الیث کی ہرمز میں آمد:

یعقوب بن الیث محرم میں رام ہرمز پہنچا۔ بغراج اور اسمعیل بن اسحاق کو خلافت نے یعقوب کے پاس سفیر بنا کے بھیجا۔ یعقوب بن الیث کے جو رشتہ دار قید تھے رہا کئے گئے۔ محمد بن طاہر کے ساتھ جو برتاؤ اس نے کیا تھا اس سے ناخوش ہو کے اس کے غلام وصیف کو اور وہاں جتنے رشتہ دار تھے سب کو قید کر لیا گیا تھا۔ یعقوب کے رام ہرمز پہنچنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ یہ ۵/ ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ اسماعیل بن اسحاق یعقوب کے پاس سے آیا اور اس کے پاس سے پیغام لے کے سامرا روانہ ہوا۔ ابو احمد نے بغداد میں دربار کیا۔ تاجروں کی ایک جماعت کو بلایا اور ان سے کہا کہ امیر المؤمنین نے یعقوب بن الیث کو خراسان، طبرستان، جرجان، رے، فارس اور بغداد کی پولیس پروالی بنانے کا حکم دیا ہے۔ دربار میں یعقوب کا ساتھی درہم بن نصر حاضر تھا۔ المعتمد نے درہم کو سامرا سے یعقوب کے پاس اس معروضے کا جواب دے کے واپس کیا تھا۔ جس میں یعقوب نے اپنے لئے درخواست کی تھی، اس کے ہمراہ اس نے اس کے پاس عمر بن سیماء و محمد بن ترکشہ کو بھیجا تھا۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابن زیدویہ کے قاصد اس کے پاس سے پیغام لے کے بغداد پہنچے۔ ابو احمد نے اسے خلعت دیا۔

سامرا میں جعفر بن المعتمد کی قائم مقامی:

اسی سال وہ لوگ جو یعقوب بن الیث کے پاس گئے تھے واپس آئے اور یہ اطلاع دی کہ وہ اس پر راضی نہیں ہے۔ یعقوب لشکر مکرم سے روانہ ہو گیا۔ تو ابو الساج اس کے پاس گیا۔ یعقوب نے اس کی بزرگداشت کی، اکرام سے پیش آیا اور اچھے سلوک کئے۔ قاصد جواب لے کے المعتمد کے لشکر میں یوم شنبہ ۳/ جمادی الآخرہ کو سامرا کے قائم مقام کے پاس لوٹے۔ المعتمد نے سامرا پر اپنے فرزند جعفر کو اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ محمد المولود اس کے ماتحت تھا۔ وہاں سے شنبہ ۶/ جمادی الآخرہ کو روانہ ہوا، اور ۱۴/ جمادی الآخرہ

یوم چہار شنبہ کو بغداد پہنچا۔ کنارے کنارے چل کے زعفرانیہ میں منزل کی اور اپنے بھائی ابوالاحمد کو الزعفرانیہ سے آگے روانہ کر دیا۔
یعقوب بن الیث کی روانگی واسط:

یعقوب مع اپنے لشکر کے عسکر کرم سے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ واسط سے ایک فرسخ رہ گیا۔ اس نے وہاں پانی کا ایک دھارا دیکھا جسے مسرور البلیخی نے دجلے سے کاٹ دیا تھا کہ وہ اس پر سے گزرنہ سکے۔ وہاں ٹھہر گیا اور بند باندھ کے عبور کیا۔ یہ ۲۴ جمادی الآخرہ کا واقعہ ہے۔ باذہین گیا۔ محمد بن کثیر یعقوب کی جانب سے مسرور البلیخی کے لشکر پہنچا۔ اس کے مقابلے پر گیا۔ مسرور مع اپنے لشکر کے الزعفرانیہ چلا گیا۔ یعقوب واسط میں آ گیا۔ ۲۴ جمادی الآخرہ کو داخل ہوا۔
ابوالاحمد بن متوکل کی پیش قدمی:

المعتمد الزعفرانیہ سے پنج شنبہ ۲۹ جمادی الآخرہ کو روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ سیب بنی کو ما پہنچا۔ وہاں مسرور البلیخی آیا۔ مسرور البلیخی کی روانگی دجلے کے غربی جانب سے ہوئی۔ اس طرف عبور کیا جس میں لشکر تھا۔ المعتمد سیب بنی کو ما میں چند روز مقیم رہا۔ یہاں تک کہ لشکر جمع ہو گیا۔ یعقوب واسط سے دیر العاقول روانہ ہوا۔ دیر العاقول سے شاہی لشکر کا رخ کیا۔ المعتمد نے السیب میں قیام کیا۔ ساتھ عبید اللہ بن یحییٰ بھی تھا۔ اپنے بھائی ابوالاحمد کو یعقوب کی جنگ کے لئے متعین کیا۔ ابوالاحمد نے میمنہ پر موسیٰ بن بعا کو اور میسرے پر مسرور البلیخی کو مقرر کیا۔ خود اپنے مخصوص اور منتخب لوگوں کے ساتھ قلب میں رہا۔
معمر کا اضطرب:

رجب کے چند روز گزرنے کے بعد یک شنبہ کو ایک مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اس کا نام اضطرب تھا جو سیب بنی کو ما اور دیر العاقول کے درمیان تھا۔ یعقوب کے میسرہ نے ابوالاحمد کے میمنہ پر حملہ کر کے شکست دی۔ بڑی جماعت کو قتل کر دیا، جن میں ان کے سرداران فوج ابراہیم بن سیماترکی اور طباغواترکی اور محمد طغتا ترک اور المبرقع مغربی وغیرہم تھے۔ بھاگنے والے لوٹے۔ ابوالاحمد کا باقی لشکر ثابت قدم تھا۔ انھوں نے یعقوب اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو وہ بھی ثابت قدم رہے اور نہایت سخت جنگ کی۔ یعقوب کے ساتھیوں میں سے طاقتوروں کی ایک جماعت قتل کر دی گئی، یعقوب کو تین تیر لگے اس کے حلق میں اور دونوں ہاتھوں میں۔
یعقوب بن الیث کی شکست و فرار:

کہا گیا ہے کہ فریقین میں نماز عصر کے آخر وقت تک مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد الدیرانی اور محمد بن اوس ابوالاحمد کے پاس آئے اور وہ سب لوگ جمع ہو گئے جو ابوالاحمد کے لشکر میں تھے۔ یعقوب کے ساتھ جنگ بہتوں کو ناگوار تھی۔ جب دیکھا کہ خلیفہ خود برسر جنگ ہے تو ان سب نے یعقوب اور اس کے ثابت قدم ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ یعقوب کے ساتھی بھاگے۔ یعقوب اپنے مخصوص ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مقام جنگ کو چھوڑ گئے۔

محمد بن طاہر کی رہائی:

بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب کے لشکر سے گھوڑے اور خچر دس ہزار سے زائد ہاتھ آئے۔ دینار و درہم اس قدر کہ اٹھانا دشوار تھا۔ مشک انبار و درانبار۔ محمد بن طاہر بن عبد اللہ رہا جو بھاری بیڑیاں پہنتے تھا، اسی نے اسے رہا کیا جو اس پر نگران مقرر تھا۔ محمد بن طاہر کو لایا گیا اور اسے اس کے مرتبے کے موافق خلعت دیا گیا۔

یعقوب کے متعلق فرمان خلافت:

لوگوں کو ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا، جس کا مضمون یہ تھا۔

”ملعون ہے دین یعقوب بن الیث کمینہ، ہمیشہ طاعت و فرمانبرداری کا دعویٰ کرتا رہا یہاں تک کہ بدترین واقعات پیش آئے۔ منجملہ ان کے اس والی خراسان کے پاس جانا، اس پر غالب آنا، حاکم بن جانا بار بار فارس جانا۔ اس پر قبضہ کر لینا۔ امیر المومنین کی بارگاہ میں ان امور کے متعلق اپنی درخواست پیش کرنے کو آنا۔ جن میں سے امیر المومنین نے ایسے امور منظور بھی کر لئے تھے جن کا وہ مستحق بھی نہ تھا۔ محض اس لئے کہ صلح و صلاح قائم رہے اور ”دہن سگ یہ لقمہ اندوختہ بہ“ پر عمل ہو۔ یہی سبب تھا کہ امیر المومنین نے یعقوب کو خراسان اور رے اور فارس اور قزوین اور زنجان اور بغداد کی پولیس کا والی بنایا۔ اس کی عزت کرنے کو لکھا۔ عمدہ جاگیریں دیں۔ مگر ان سب امور نے سوائے سرکشی و بغاوت بڑھانے کے اور کچھ نہ کیا اس لوٹنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا، امیر المومنین اس کی مدافعت کے لئے اٹھے کیونکہ وہ مدینۃ السلام اور واسطہ کے درمیانی راستے میں آ گیا تھا۔ یعقوب نے ایسے جھنڈے بھی ظاہر کئے جن میں بعض پر صلیبیں تھیں۔ امیر المومنین نے اپنے بھائی ابو احمد الموفق باللہ کو جو ولی عہد مسلمین ہیں آگے قلب میں کیا۔ ابو عمران موسیٰ بن بغا کو مینہ میں۔ بازو میں ابراہیم بن سیمہ کو میسرہ میں ابو ہاشم مسرور اللمخی کو۔ بازو میں الدیرانی کو۔ یعقوب نے جنگ میں غلت کی تو ابو احمد نے بھی اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اسے اچھی طرح زخم لگے اور عبد اللہ محمد بن طاہر صحیح و سالم ان کے ہاتھ سے چھین لیا گیا۔ وہ لوگ زخمی ہو کے اپنا اسباب چھنوا کے اور پشت پھیر کے بھاگے۔ اس ملعون نے جو کچھ اس کی ملک میں تھا سب سپرد کر دیا۔“

۱۱/ رجب یوم سہ شنبہ کو یہ فرمان لکھا گیا۔

ابو الساج کے مال و املاک کی ضبطی:

المستعد اپنی چھاؤنی واپس آیا اور ابن واصل کو فارس کی ولایت کے لئے لکھا۔ جو وہاں جا چکا تھا اور ایک جماعت کو جمع کر چکا تھا۔ اس کے بعد المستعد المدائن لوٹا۔ ابو احمد بھی روانہ ہوا، اس کے ساتھ مسرور اور ساتکین اور سرداروں کی ایک جماعت تھی۔ ابو الساج کی جائیداد مکان ضبط کر کے مسرور اللمخی کو بطور جاگیر دے دینے گئے۔ محمد بن طاہر بن عبد اللہ بغدادی ۱۶/ رجب یوم دو شنبہ کو آیا۔ خدمت سابقہ پر بحال ہو چکا تھا۔ الرصافہ میں اسے خلعت دیا گیا۔ محمد اپنے آبائی گھر میں فروکش ہوا۔ نہ کسی کو معزول کیا گیا اور نہ کوئی والی بنایا گیا۔ اس کے لئے پانچ لاکھ درہم کا حکم دیا گیا۔

ابو احمد کی مدح میں قصیدہ:

جس روز خلافت اور اس کمینے کے درمیان جنگ ہوئی اس دن یوم الشعانین (عید نصاریٰ) تھی۔ محمد بن علی بن فید الطائی نے

ذیل کا قصیدہ کہا جس میں وہ ابو احمد کی مدح کرتا ہے اور اس کمینے کا حال بیان کرتا ہے۔

”وہ کمینہ کیسی تیار یوں کے ساتھ آیا تھا مگر کس قدر ذلیل و خوار ہوا۔ حکم الہی نے فوری موت کو اس کے پاس کھینچ کر پہنچا دیا۔ اس پہنچانے والے کے حکم کو سب قبول کرتے ہیں۔

اسے اہل بیت ملعون نے اپنے مکر سے بہکایا اور وہ اس کے جھوٹے وعدے سے دھوکے میں پڑ گیا۔

یہاں تک کہ جب لوگوں نے آمدورفت کی اور اس نے یہ گمان کیا کہ وہ بڑے لشکروں اور چھوٹے لشکروں کے درمیان غالب آ گیا تو مبارک لشکر اس کے قریب ہو گئے۔ اس طرح کہ وہ ایک غالب آنے والے جھنڈے کو لے کے مقابلہ کر رہے تھے۔ ایسے جوشیلے لشکر کے ساتھ جس کے بہادر لوگ زرہ پہننے والے اور نیزہ مارنے والے اور تیر مارنے والے دکھائی دیتے تھے۔ امام نے ایسے کامیاب جھنڈے کو ظاہر کیا جو محمد ﷺ کا تھا جو اللہ کی کانٹے والی تلوار تھے۔

مسلمانوں کا ولی عہد موفق باللہ شہاب ثاقب سے بھی زیادہ تیز جانے والا تھا۔

وہ لوگوں میں مثل طلوع کرنے والے چودھویں رات کے چاند کے تھا جو ستاروں کے درمیان نور سے چمک رہا تھا۔

جب انھوں نے مقابلہ کیا مشرقی تلواروں اور نیزوں سے اس طرح کہ لڑنے والا دوسرے لڑنے والے کے مارتا اور بھونکتا تھا۔

تو غبار اڑا اور اس کے اوپر سفید ابر تھا جو تیر انداز کے تیر کی بارش کر رہا تھا۔

تمام گروہوں کو اپنی نورانی عقل کی احتیاط سے شکست دی اور ایک ساتھی کو دوسرے ساتھی سے جدا کر دیا۔

اللہ ہی کے لئے موفق کی خوبی ہے جو جنگ کے وقت مقام پر ثابت قدم رہنے والا اور حملہ کرنے والا ہے۔

”اے عرب کے سوار جس کا مثل لوگوں میں کوئی دوسرا نہیں، معلوم ہوتا مصائب کے مقابلے کے لیے جو کاٹنے والے سخت

زمانے کی طرف سے ہوں۔ اور جو بد عہد سرکش غاصب کے لشکر کے مقابلے سے ہوں۔“

اسی سال قائد الزنج نے اپنے لشکروں کو البطحہ اور دستمیسان کے علاقے میں روانہ کر دیا۔

عمال کا عزل و نصب:

بیان کیا گیا ہے کہ المعتمد نے جب موسیٰ بن بغا کو مشرق سے واپس بلا کے اپنے بھائی ابوالاحمد کے ماتحت کر دیا، اور ابوالاحمد نے دجلے کا علاقہ مسرور الخلیج کے ہاتھ میں دیا۔ یعقوب بن الیث ابوالاحمد کے ارادے سے آیا اور واسط چلا گیا تو ولایات دجلہ سوائے مدائن و مضافات کے ارکان خلافت سے خالی ہو گئے مسرور نے اس کے قبل موسیٰ بن اتامش کی جگہ جعلان ترکی کو باز آ وروانہ کر دیا تھا۔ قائد الزنج کی جانب سے موسیٰ بن اتامش کے مقابلے میں سلیمان بن جامع تھا۔ سلیمان قبل اس کے کہ ابن اتامش کو باز آ ورو سے واپس کیا جائے اس کے لشکر پر غالب ہو چکا تھا۔ جب ابن اتامش کی جگہ جعلان مقرر کیا گیا تو سلیمان نے اپنی جانب سے ایک شخص کو روانہ کیا یہ بحرانیوں میں سے تھا۔ اس کا نام ثعلب بن حفص تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ قائد الزنج نے اپنی جانب سے ایک شخص کو جو اہل جہی سے تھا اور جس کا نام احمد بن مہدی تھا، چند کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ جن میں اس کے ساتھیوں میں سے تیر انداز تھے اس نے اسے نہر المرأة روانہ کیا۔

جبائی کی غارت گری:

بیان کیا گیا ہے کہ جبائی دیہات میں جنگ کرنے لگا جو المذار کے نواح میں تھے۔ وہاں فساد کرتا، فتنہ مچاتا نہر المرأة لوٹ آتا، اور وہیں مقیم ہو جاتا تھا۔ جبائی نے قائد الزنج کو ایک خط لکھا کہ یعقوب بن الیث کے واسط میں وارد ہونے کے وقت سے البطحہ خالی ہو گیا ہے۔ قائد الزنج نے سلیمان بن جامع کو اور اپنے سرداروں کی جماعت کو الحوانیت جانے کا حکم دیا۔ عمر بن عمار باہلی جو البطحہ اور اس کی سرکوں کے راستوں سے واقف تھا یہ حکم دیا کہ وہ جبائی کے ساتھ جائے۔ یہاں تک کہ الحوانیت میں ٹھہر جائے۔

محمد بن الحسن کا بیان:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن عثمان العبادانی نے کہا کہ جب صاحب الزنج نے البطحہ اور دستیمیان کے نواح میں لشکروں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو سلیمان بن جامع کو حکم دیا کہ وہ الموطعہ میں پڑاؤ کرے اور سلیمان بن موسیٰ کو یہ حکم دیا کہ وہ دہانہ نہر الیہود پر پڑاؤ کرے۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت تک وہاں ٹھہرے کہ ان دونوں کے پاس اس کا حکم آ گیا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ سلیمان کی روانگی تو قریہ معروفہ قادسیہ کی طرف ہوئی اور سلیمان بن جامع کی روانگی المواعیت کی طرف۔ الجبائی کشتیوں میں سلیمان بن جامع کے آگے آگے تھا۔ اباترک تیس کشتیوں کے ساتھ دجلہ آیا اور قائد الزنج کے لشکر کے ارادے سے اتر گیا۔ وہ ایک ایسے گاؤں میں گذرا جو اس خبیث کی صلح میں داخل تھا۔ اس نے وہاں سے کچھ حاصل کیا اور جلا دیا۔ خبیث نے سلیمان بن موسیٰ کو لکھا کہ اس کو روک رکھے۔ سلیمان نے اس کا راستہ بند کر دیا۔ وہ ایک مہینے تک ٹھہر کر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ چھوٹا اور البطحہ چلا گیا۔

جبائی اور رمیس کا مقابلہ:

محمد بن عثمان نے بیان کیا کہ جب اش خادوم نے یہ گمان کیا کہ اباترک اس وقت دجلہ نہیں گیا تھا اور جو شخص وہاں مقیم تھا وہ نصیر عرف ابو حمزہ تھا۔ جب سلیمان بن جامع المواعیت کے قصد سے ایک موضع میں پہنچا جو نہر العتیق کے نام سے مشہور ہے۔ الجبائی کو المادیاں کے راستے میں رمیس ملا۔ الجبائی نے اس سے جنگ کی شکست دی۔ چوبیس کشتیاں اور کچھ اوپر تیس اونٹ جو چھ برس کے تھے لے لئے رمیس بچ گیا۔ اس گھنے درختوں کی پناہ لی جو خانیوں کی ایک قوم آئی۔ جس نے اسے وہاں سے نکالا۔ اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

رمیس کا فرار:

سلیمان کا نہر العتیق سے نکلنا تھا کہ رمیس کے بھاگنے والے ساتھیوں سے مل گیا۔ اس نے انھیں گھیر لیا۔ جنگ کی اور کسی قدر کامیاب ہوا۔ رمیس چلتے چلتے اس گاؤں میں پہنچا جو برمساور کے نام سے مشہور ہے۔ بلالین کی ایک جماعت سلیمان کی جانب مائل ہو گئی۔ ایک سو پچاس کشتیوں میں یہ لوگ سوار تھے ان سے حال دریافت کیا تو کہا کہ تیرے اور واسط کے درمیان عاتلون اور والیوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ سلیمان اس دھوکے میں آ گیا اور اس کی طرف جھک پڑا۔ وہاں سے چل کے اس موضع تک پہنچا جو الجازرہ مشہور ہے۔

ابو معاذ اور سلیمان کی جنگ:

ایک شخص ملا جس کا نام ابو معاذ القرشی تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ سلیمان بھاگا۔ ابو معاذ نے اس کی ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور زنجیوں کے قائدوں میں سے ایک سردار کو گرفتار کر لیا جس کا نام ریاہ القندی تھا۔ سلیمان اس موضع کی طرف واپس ہوا جہاں وہ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اس کے پاس بلالیہ میں سے دو شخص آئے کہ واسط میں کوئی نہیں ہے جو اسے بجائے سوائے ابو معاذ کے جو ان پانچ کشتیوں میں ہے جن میں اس نے تجھ سے مقابلہ کیا تھا۔ سلیمان تیار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا۔ خبیث کو انھیں بلالیوں کے ذریعے کہ زیر پناہ تھے۔ ایک خط بھیجا۔ اس قلیل جماعت کو جو دس کشتیوں میں تھی اپنے ہمراہ ٹھہرنے کے لئے منتخب کر

لیا اور ان دونوں کو بھی روک لیا جنہوں نے اسے واسطہ کے متعلق خبر دی تھی اور نہر ابان کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ ابو معاذ نے راستے میں اسے روکا، دونوں کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے، آندھی چلنے لگی۔ ابو معاذ کی کشتی ڈمگ گئی سلیمان اور اس کے ساتھی زبردست لڑے۔ اس نے بھاگ کر اس سے پشت پھیر لی۔

سلیمان بن جامع کی شکست و مراجعت:

سلیمان چلا یہاں تک کہ نہر ابان تک پہنچ گیا۔ زبردستی اس میں داخل ہو گیا۔ آگ لگائی لوٹا اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ اس کی خبر ابو احمد کے دکلاء کو پہنچی جو اس کی جائداد اور نہر سنداد میں مقیم تھے۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ سلیمان کی طرف گئے اور اس سے ایک ایسی جنگ کی کہ زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ سلیمان اور احمد بن مہدی اور جو دونوں کے ہمراہ تھے اپنی چاؤنی کی طرف بھاگے۔

سلیمان بن جامع اور وصیف الرحال کی جنگ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ محمد بن عثمان کہتا تھا کہ جب سلیمان بن جامع الحوانیت میں ٹھہر گیا اور اس نہر میں اترا جو یعقوب بن النصر کے نام سے مشہور ہے تو ایک آدمی کو روانہ کیا کہ واسطہ کی خبر دریافت کرے یعقوب کے وہاں سے آنے کے سبب سے سرور البلیخی اور اس کے ساتھیوں کے وہاں سے نکلنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ شخص واپس آیا اور یعقوب کے آنے کی خبر دی۔ سرور نے واسطہ سے السیب روانہ ہونے کے قبل سلیمان کی جانب ایک شخص کو جس کا نام وصیف الرحال تھا کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے اس سے جنگ کی اور قتل کر دیا۔ سات کشتیاں لے لیں۔ جس پر قابو پایا اسے مار گر آیا۔ مقتولوں کو الحوانیت میں ڈال دیا کہ جو آدمی ان کے پاس سے گذریں ان کے دلوں میں خوف بیٹھ جائے۔ جب سلیمان کے پاس سرور کے واسطہ سے جانے کی خبر آئی تو سلیمان نے اپنے نائب عمیر بن عمار کو اور باہلیین کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام احمد بن شریک تھا بلایا۔ اس مقام سے کنارے ہٹنے کا مشورہ کیا جس کی متصل لشکر اور کشتیاں ہیں۔ ایسے مقام کی تلاش ہوئی جو ایسے راستے کے متصل ہو کہ جب وہاں سے خبیث کے لشکر کی جانب بھاگنے کا ارادہ ہو تو اس پر چلے ان دونوں نے اسے عقر مادر جانے کا اور طہیث میں اور گھنے درختوں میں محفوظ ہو جانے کا مشورہ دیا۔ باہلیوں کو سلیمان بن جامع کا اپنے درمیان سے ٹکنا ناگوار ہوا۔ اس وجہ سے کہ انہیں سزا کا خوف ہوا۔

مال غنیمت و غلہ بھیجنے کا حکم۔

سلیمان نے اپنے ساتھیوں کو نہر البرور میں طہیث کی جانب روانہ ہونے کو سوار کیا اور انجائی کو کشتیوں کے ساتھ نہر العتیق روانہ کر کے حکم دیا کہ کشتیوں کی اور خلافت کے جولوگ آئیں ان کی کیفیت معلوم کر کے فوراً اطلاع دے۔ ایک جماعت کو ان لوگوں کے روانہ کرنے کو چھوڑ دیا جو اس کے ساتھیوں میں سے رہ گئے تھے۔ روانہ ہو کے عقر مادر میں آیا اور اس گاؤں میں اترا جو قریہ مروان کے نام سے نہر طہیث کے شرقی جانب وہاں کے ایک جزیرے میں ہے، کنارے رہنے والوں کو اور باہلیوں کے رؤسا کو اپنے پاس جمع کیا اور جو کچھ کیا وہ خبیث کو لکھ دیا۔ اس نے اسے خط لکھا جس میں اس کی رائے کی درستی ظاہر کی تھی اور اسے اس غلے اور غنیمتوں کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا جو اس کے پاس تھیں۔ یہ سب اس کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

سرور اس مقام کی طرف روانہ ہوا جہاں پہلے چھاؤنی تھی۔ اس نے وہاں کسی کا نشان نہ پایا۔ حالت یہ تھی کہ جو کچھ چھاؤنی

میں تھا سب کا سب نکال لے گئے تھے۔

سلیمان بن جامع کی تلاش:

ابا ترک سلیمان کی تلاش میں البطاح میں اترا۔ گمان یہ تھا کہ اس نے یہ علاقہ ترک کر دیا ہے، اور خبیث کے شہر کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ اسی غم میں خود بھی روانہ ہوا مگر سلیمان کا نشان تک نہ ملا دو بارہ پلٹا تو سلیمان کو اس حالت میں پایا کہ اپنا لشکر الحوانیت کی جانب روانہ کر دیا ہے اس نے اس راستے کو ترک کر دیا دوسرے راستے سے روانہ ہوا یہاں تک کہ مسرور کے پاس پہنچا اور اسے خبر دی کہ سلیمان کی کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی۔

جبائی کے رویے کے خلاف سلیمان کی شکایت:

سلیمان کا لشکر جو کچھ غلہ جمع تھا لے کے واپس ہوا۔ سلیمان مقیم ہو گیا۔ اس نے الجبائی کو کشتیوں کے ساتھ رسد اور غلے کے مقامات دریافت کرنے اور ان کے لانے کی تدبیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ الجبائی جس علاقے میں پہنچتا، جہاں از قسم غلہ کچھ بھی پاتا اسے جلا دیتا تھا۔ اس فعل نے سلیمان کو ناراض کر دیا۔ اس نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ وہ یہ کہتا تھا کہ یہ غلہ ہمارے دشمنوں کا سامان زندگی ہے۔ لہذا اسے چھوڑنا عقل کی بات نہیں ہے۔

سلیمان نے خبیث کو ایک خط لکھا جس میں الجبائی کی شکایت تھی۔ خبیث کا خط الجبائی کے پاس آیا جس میں اسے سلیمان کی بات سننے اور ماننے اور اس امر کا اتنا ل کرنے کی اسے ہدایت تھی جو وہ اسے حکم دے۔

اغرمش کی آمد:

سلیمان کے پاس اس مضمون کا خط آیا کہ اغرمش اور شیش سوار و پیادہ اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آئے ہیں کہ سلیمان سے لڑیں۔ سلیمان بہت ہی گھبرایا اور الجبائی کو ان دونوں کا حال دریافت کرنے کو بھیجا۔ خود ان دونوں کے مقابلے کی تیاری کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ الجبائی اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا اور خبر دی کہ وہ دونوں باب طبع آ گئے۔ یہ اس وقت سلیمان کے لشکر سے نصف فرسخ کے فاصلے پر تھا اس نے اسے پلٹنے اور اس لشکر کا رخ معلوم کرنے کے لئے حکم دیا یہاں تک کہ وہ اس سے مل جائے۔

زنجی لشکر کی پوشیدگی:

الجبائی کو روانہ کر کے سلیمان ایک سطح پر چڑھ گیا اور وہاں سے دیکھنے لگا۔ لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اترا۔ نہر طہیثا کو عبور کیا اور پیادہ روانہ ہوا۔ زنجی سرداروں اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ باب طبع میں آ گئے۔ اس نے اغرمش کو پیچھے چھوڑا، انھوں نے اس کے لشکر تک پہنچنے کی خوب کوشش کی، اس شخص کو جسے اپنے لشکر پر نائب بنایا تھا، یہ حکم دیا تھا کہ کسی زنجی کو اغرمش کے لشکر والوں میں سے کسی پر ظاہر نہ ہونے دے، جہاں تک ہو سکے چھپائیں یہاں تک کہ وہ نہر میں داخل ہوں۔ جب نقارہ جنگ کی آوازیں سنیں تو نکل کر ان پر حملہ کر دیں

خشیش کا قتل:

اغرمش اپنے لشکر کے ساتھ آیا یہاں تک کہ اس کے اور لشکر کے درمیان سوائے اس نہر کے کچھ حائل نہ تھا جو طہیثا سے نکلی ہے اور جس کا نام جاردہ بنی مروان ہے۔ الجبائی کشتیوں میں بھاگا یہاں تک کہ طہیثا گیا۔ اس نے اپنی کشتیوں کو وہیں چھوڑا اور پیادہ

سلیمان کے لشکر کی طرف لوٹا۔ اس سے سلیمان کے لشکر کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی۔ وہ لوگ ایسا دبا میں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک قلیل جماعت کھڑی ہوئی جس میں ایک زنجی سردار تھا جس کا نام ابوالنداء تھا۔ انھوں نے ان کا مقابلہ کیا ان سے جنگ کی اور انھیں لشکر میں گھسنے سے روک دیا۔ سلیمان نے پیچھے حملہ کر دیا۔ زنجیوں نے اپنے ڈھول بجا کر اپنے آپ کو ان کی جانب عبور کرنے کے لئے پانی میں ڈال دیا۔ اغرتمش کے ساتھی بھاگے اور ان پر ان زنجیوں نے حملہ کیا جو طہیثا میں تھے۔ ان میں خوب تیغ زنی کی۔ خشیش ایک اہلک گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کی طرف پلٹنے کے ارادے سے آیا زنجیوں نے روک کے پچھاڑ دیا۔ ان کی تلواریں اس پر پڑنے لگیں۔ قتل ہو گیا اور اس کا سر سلیمان کے پاس پہنچایا گیا۔ خشیش نے جب وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے تو کہا کہ میں خشیش ہوں مجھے قتل نہ کرو اپنے صاحب کے پاس لے چلو۔ مگر انھوں نے اس کی بات نہ سنی۔ اغرتمش بھاگا۔ آخری صف میں تھا اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا ایک گھوڑے پر سوار ہو کے چلا۔ زنجیوں نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ لشکر میں پہنچ گئے اور ان کشتیوں پر کامیاب ہو گئے جو خشیش کے ساتھ تھیں۔

وہ لوگ جنھوں نے پشت پھیرنے والے لشکر کا تعاقب کیا ان کشتیوں پر کامیاب ہوئے جو اغرتمش کے ساتھ تھیں جن میں بال تھا۔ جب یہ خبر اغرتمش کو پہنچی تو وہ دربار پلٹا یہاں تک کہ اس نے انھیں ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔
خشیش کے سر کی تشہیر:

سلیمان اپنے لشکر کی جانب اس حالت میں لوٹا کہ وہ لوٹ کے مال سے بھرا اور گھوڑوں پر سامان لدا ہوا تھا۔ اس جنگ کی اور اس سے جو کچھ اس میں ہوا تھا اس کی خبر خبیث کو لکھی۔ اس کے پاس خشیش کا سر اور اس کی مہر روانہ کی اور ان کشتیوں کو جو اس نے لی تھیں اپنے لشکر میں رکھا۔ جب سلیمان کا خط اور خشیش کا سر پہنچا تو وہ اس کے لشکر میں گھمایا گیا اور ایک دن لٹکا یا گیا۔ پھر اسے علی بن ابان کے پاس روانہ کر دیا جو اس زمانے میں الہواز کے نواح میں مقیم تھا۔ اور اسے وہاں لٹکانے کا حکم دیا۔ سلیمان اس طرح الحوائیت کے علاقے کی جانب نکلا کہ الجبائی اور زنجی سرداروں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی۔ اتفاق سے وہاں تیرہ کشتیاں ملیں جو ابو عون و صیف ترک کے بھائی ابوتیم کے ہمراہ تھیں۔ ان لوگوں نے جنگ کی۔ وہ مقتول ہوا اور ڈوب گیا۔ انھوں نے گیارہ کشتیاں چھین لیں۔

مہر قی واقعات:

محمد بن الحسن نے کہا یہ تو محمد بن عثمان العبادانی کی خبر ہے۔ لیکن جباش کا گمان یہ ہے کہ وہ کشتیاں جو ابوتیم کے ساتھ تھیں آٹھ تھیں۔ ان میں سے دو کشتیاں بچ گئیں جو پیچھے تھیں۔

سلیمان کو ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا۔ جو لشکر ان کشتیوں میں تھا ان میں سے اکثر یہ حملہ کیا۔
سلیمان اپنے لشکر میں واپس آیا۔ ابوتیم اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا حال خبیث کو لکھ دیا اور کشتیوں کو اپنے لشکر میں روک لیا۔
اسی سال ابن زید و یہ نے الطیب پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا۔
اسی سال علی بن محمد بن ابی الشوارب کو محکمہ قضاء کا حاکم بنایا گیا۔
اسی سال جب کہ اس کے دو دن باقی تھے الحسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر بغداد سے نکلا اور الجبل گیا۔

اسی سال الصلابی مر گیا اور کیغلیغ کورے کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ربیع الآخر میں صالح بن علی بن یعقوب بن المنصور مر گیا اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کی جانب شرقی کا قضاء والی بنایا گیا۔ اس کے لئے دونوں جانب کی قضاء جمع ہو گئی۔

اسی سال محمد بن عتاب بن عتاب قتل کر دیا گیا جو السیمین کا والی بنایا گیا تھا۔ وہاں جا رہا تھا کہ اعراب نے قتل کر دیا۔

۱۵/ رمضان کو موسیٰ بن بغا الرقہ جانے کے لئے الانبار گیا۔

اسی سال القطان مقلح، مقلح کا ساتھی بھی قتل کیا گیا جو موصل میں خراج پر عامل تھا وہاں سے واپس ہوا تو راستے میں قتل کر دیا گیا۔

اسی سال رمضان بن علی بن الحسین بن داؤد کا تب احمد بن سہل اللطفی نے کفتر کو طریق مکہ کا عہدہ دیا۔

اسی سال عطر والوں اور قضائیوں کے درمیان یوم الترویہ سے ایک دن قبل (یعنی وی الحجہ کو) قتال ہوا یہاں تک کہ لوگوں کو حج کے باطل ہو جانے کا خوف ہواں پھر وہ باز آ گئے تاکہ لوگ حج کر لیں۔ ان میں سے سترہ آدمی مقتول ہوئے تھے۔

اسی سال یعقوب بن الیث فارس پر غالب آ گیا اور ابن واصل بھاگ گیا۔

احمد بن لیثو یہ اور زنجیوں کی جنگ:

اسی سال زنجیوں اور احمد بن لیثو یہ کے درمیان جنگ ہوئی اس نے ان میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا اور داؤد بدمعاش کو گرفتار کر لیا جو ان کے ساتھ گیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ مسرور انجلی نے احمد بن لیثو یہ کو کورالا ہواز کے نواح میں روانہ کیا جب وہ وہاں پہنچا تو السوس میں اترا اور اس کمینے نے محمد بن عبید اللہ بن آزاد مرد الکبریٰ کو کورالا ہواز سپرد کیا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے قائد الزنج کو لکھا جس میں اپنی طرف آنے کی خواہش کی تھی۔ شروع ہی سے اس سے خط و کتابت تھی۔ اس نے اسے یہ وہم دلایا تھا کہ کورالا ہواز کی حفاظت کرے گا اور اس کمینے کی مدارات کرے گا۔ یہاں تک کہ وہاں اس کا معاملہ مکمل ہو جائے۔ خبیث نے اس بات کو اس شرط پر قبول کیا کہ علی بن ابان ان کا متولی ہو۔ اور محمد بن عبید اللہ اس پر اس کا نائب ہو۔ محمد بن عبید اللہ نے اسے قبول کر لیا۔ علی بن ابان نے اپنے بھائی الخلیل بن ابان کو زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد بن عبید اللہ نے ابو داؤد بدمعاش سے ان کی مدد کی۔ وہ دو گ السوس کی جانب روانہ ہوئے، مگر وہاں تک پہنچے نہ تھے کہ انھیں ابن لیثو یہ نے اور ان شاہی آدمیوں نے جو اس کے ہمراہ تھے وہاں سے دفع کر دیا۔ وہ وہاں سے شکست کھا کے واپس ہوئے۔ قتل عظیم ہوا اور ان کی جماعت گرفتار ہو گئی۔

محمد بن عبید اللہ اور علی بن ابان کا اتحاد:

احمد بن لیثو یہ روانہ ہو کے جندی سابور میں اترا۔ علی بن ابان الا ہواز سے احمد بن لیثو یہ کے خلاف محمد بن عبید اللہ کی مدد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ محمد بن عبید اللہ کردوں اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے ملا۔ قریب ہوئے تو دونوں مل کے روانہ ہوئے۔ ایک تو مسرقان کے اس طرف سے چلا۔ دوسرا دوسری طرف سے۔ محمد بن عبید اللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو تین سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ وہ علی بن ابان سے مل گیا۔ علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ روانہ ہو کے عسکر مکرم پہنچے۔ محمد بن عبید اللہ تنہا علی بن ابان کے پاس گیا۔ دونوں ملے۔ باتیں کیں۔ محمد اپنے لشکر واپس آ گیا۔ علی بن ابان کے پاس اس نے القاسم بن علی

اور کردوں کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام حازم تھا اور کینے کے ساتھیوں میں سے ایک بوڑھے کو جس کا عرف الطالقانی تھا روانہ کیا۔ وہ لوگ علی کے پاس آئے، اسے سلام کیا۔ محمد اور علی الفت پر قائم رہے یہاں تک کہ علی فارس کے پل پر آیا اور محمد بن عبید اللہ تستر۔

علی بن ابان کی روانگی اہواز:

احمد بن لیثو یہ کو علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ کے اس کی جنگ پر آپس میں مددگار ہونے کی خبر پہنچی تو وہ جندی ساہور سے نکل کے السوس روانہ ہو گیا۔ فارس کے پل پر علی کی آمد جمعہ کے روز ہوئی۔ محمد بن عبید اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس دن خطیب خطبہ پڑھے گا تو تیسٹر کے منبر پر اس کے اور قائد الزنج کے لئے دعا کرے گا۔ علی اس کے انتظار میں ٹھیر گیا۔ بہبوذ بن عبدالوہاب کو اس نے جمعہ میں حاضر ہونے اور اس کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا تو خطیب کھڑا ہوا، اور اس نے المعتمد اور کینہ اور محمد بن عبید اللہ کے لئے دعا کی۔ بہبوذ یہ خبر لے کے علی کے پاس پہنچا تو علی اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اور سوار ہو کے اپنے ساتھیوں کو الہواز کی واپسی کا حکم دیا۔ انھیں اپنے آگے کیا اور ان کے ہمراہ اپنے بھتیجے محمد بن صالح اور محمد بن یحییٰ الکرمانی کو روانہ کیا، جو اس کا نائب و کاتب تھا۔ وہ ٹھیرا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ گزر گئے تو اس نے اس پل کو توڑ دیا جو وہاں تھا تاکہ لشکر اس کا پیچھا نہ کرے۔

ابوداؤد کی گرفتاری:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں علی کے ان ساتھیوں میں سے تھا جو آگے واپس ہوئے تھے۔ لشکر اسی رات کو نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وہ فجر کے وقت تک عسکر مکرم پہنچ گئے۔ وہ مقام خبیث کی صلح میں داخل تھا۔ مگر اس کے ساتھیوں نے بدعہدی کی۔ عسکر مکرم کے ساتھ جنگ کی اور لوٹ کا مال حاصل کیا۔ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کے پیچھے پہنچا تو اس حادثے سے آگاہ ہوا۔ مگر کچھ تلافی نہ کر سکا۔ وہ روانہ ہوا یہاں تک کہ الہواز پہنچا۔ جب احمد بن لیثو یہ کو علی کے واپس ہونے کی خبر پہنچی تو وہ پلٹ کے تستر آیا اور محمد بن عبید اللہ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی محمد بھاگا اور ابوداؤد بد معاش اس کے ہاتھ لگ گیا۔ جسے بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا۔ احمد بن لیثو یہ تستر میں ٹھیر گیا۔

احمد بن لیثو یہ اور علی بن ابان کی جنگ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے الفضل بن عدی الدارمی نے بیان کیا جو قائد الزنج کے ان ساتھیوں میں سے ایک تھا کہ محمد بن ابان برادر علی بن ابان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اس نے کہا کہ جب احمد بن لیثو یہ تستر میں ٹھیر گیا تو علی بن ابان اس کی طرف مع اپنے لشکر کے نکل کے اس گاؤں میں اترے جو برنجان کہلاتا ہے۔ مخبروں کو روانہ کیا کہ خبر لائیں یہ خبر ملی کہ ابن لیثو یہ آ رہا ہے اور اس کے لشکر کا ابتدائی حصہ اس گاؤں تک پہنچ گیا ہے جو قریۃ الباہلین مشہور ہے۔ علی بن ابان روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں کو خوش خبری دے رہا تھا۔ ان سے فتح کا وعدہ کر رہا تھا کہ خبیث نے یہی بشارت دی ہے۔ جب قریۃ الباہلین پہنچا تو اسے ابن لیثو یہ اپنے لشکر کے ساتھ ملا جو تقریباً چار سو سوار تھے۔ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس لشکر کی مدد آ گئی۔ جس سے شاہی لشکر زیادہ ہو گیا۔ اعراب کی اس ایک جماعت نے جو علی بن ابان کے ساتھ تھے ابن لیثو یہ سے امن مانگ لیا۔ علی بن ابان کا لشکر بھاگ گیا۔ پیادوں کی ایک چھوٹی جماعت رہ گئی کہ جن میں سے اکثر منتشر ہو گئے۔ دونوں فریق میں شدت سے قتال ہونے لگا۔

علی بن ابان کی شکست و فرار:

علی بن ابان سواری سے اتر پڑا۔ اور اپنے آپ پیادہ ہو کے قتال کرنے لگا۔ اس کے آگے ایک غلام تھا جس کا نام فتح اور عرف غلام ابی الحدید تھا۔ وہ بھی علی کے ساتھ قتال کرنے لگا۔ علی کو ابو نصر سلہب اور بدر الرومی عرف الشعرائی نے دیکھ لیا۔ ان دونوں نے اسے پہچان کے لوگوں کو اس سے ڈرایا وہ پلٹ کر بھاگا یہاں تک کہ المسر تان میں پناہ لی اور اپنے آپ کو اس میں ڈال دیا۔ فتح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے بھی اپنے آپ کو اس کے ساتھ ڈال دیا۔ چنانچہ فتح غرق ہو گیا اور علی بن ابان نصر الرومی سے مل گیا اس نے اسے پانی سے بچا کے ایک کشتی میں ڈال دیا۔ علی کے ایک تیر پنڈلی میں لگا تھا۔ وہ شکست اٹھا کے واپس ہوا۔ زنجیوں کے بڑے بڑے شجاعوں اور بہادروں میں سے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۳ھ کے واقعاتمتفرق واقعات:

اس سال کا ایک اہم واقعہ یعقوب بن الیث کے ساتھی عزیز بن السری کا محمد بن واصل پر فتح مند ہونا اور اسے قیدی بنا کے گرفتار کر لینا ہے۔

اسی سال موسیٰ والجویہ اور اعراب کے درمیان الانبار کے علاقے میں وہ جنگ ہوئی جس میں انھوں نے اسے بھگا دیا اور شکست دے دی۔ ابو احمد نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان اعراب کی تلاش میں روانہ کیا جنھوں نے موسیٰ والجویہ کو شکست دی تھی۔

اسی سال الدیرانی نے ابن اوس پر شبنون مارا۔ اس کے گروہ کو منتشر کر دیا۔ لشکر کو لوٹ لیا۔ ابن اوس بچ کے واسطی کی طرف چلا گیا۔

اسی سال موصل کے راستے میں ایک فرخانی ظاہر جس نے راستے میں ڈاکہ ڈالا۔ آخر گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

اسی سال یعقوب بن الیث فارس سے آیا۔ جب نو بند جان پہنچا تو احمد بن لیثو یہ تستر سے واپس ہوا۔

اسی سال یعقوب الہواز گیا۔ ابن لیثو یہ کے تستر سے روانہ ہونے کے قبل علی بن ابان کے بھائی کے ساتھ اس کی ایک جنگ ہوئی تھی جس میں اسے زنجیوں کی جماعت کثیرہ پر فتح ہوئی تھی۔

ابن لیثو یہ اور الخلیل بن ابان کی جنگ:

علی بن ابان سے مذکور ہے کہ ابن لیثو یہ نے جب اسے قریہ باہلہ کی جنگ میں شکست دی تو اس پر جو مصیبت آئی تھی آئی۔ الہواز اس طرح پہنچا کہ وہاں اس نے قیام نہیں کیا اور اپنے ساتھی قائد الزنج کے لشکر چلا گیا۔ جو زخم اس کے گلے تھے ان کا علاج کیا یہاں تک کہ اچھا ہو گیا۔ دوبارہ الہواز کی طرف لوٹا اور اپنے بھائی الخلیل بن ابان اور بھتیجے محمد بن صالح عرف ابوہل کو

بڑے بھاری لشکر کے ساتھ ابن لیثویہ کی طرف روانہ کیا، جو اس زمانے میں عسکر مکرم میں مقیم تھا۔ وہ دونوں ان لوگوں کے ہمراہ جو ان کے ساتھ روانہ ہوئے ابن لیثویہ نے عسکر مکرم سے ایک فرسخ پر ان کا مقابلہ کیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ ابن لیثویہ نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا تھا۔ جب اچھی طرح قتال ہونے لگا تو ابن لیثویہ دیدہ و دانستہ پیچھے ہٹا، زنجیوں نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ پوشیدہ لشکر سے بڑھ گئے۔ وہ ان کے پیچھے سے نکلا وہ لوگ بھاگے اور منتشر ہو گئے ابن لیثویہ پلٹ پڑا اور وہ شکست کھا کے پلٹے۔ ابن لیثویہ ان سروں کو لے کے جو اسے ملے تستر واپس آیا۔ علی بن ابان نے انکلو یہ المسرقان کے ایک بارانی گڑھے کی جانب احمد بن لیثویہ کے مقابلے کو بھیجا۔ تیس سوار روانہ کئے جو بہادروں میں سے تھے۔ الخلیل بن ابان کو ابن لیثویہ کے ساتھیوں کا اس گڑھے کی طرف جانا معلوم ہوا تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے ان کے لئے پوشیدہ ہو گیا۔ جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو ان پر نکل آیا۔ کوئی ان میں سے نہ بچا۔ آخر تک سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کے سر علی بن ابان کے پاس بھیجے گئے جو الا ہواز میں تھا۔ اس نے انھیں خبیث کے پاس روانہ کر دیا۔ اس وقت وہ کمینہ الا ہواز آیا اور ابن لیثویہ وہاں سے بھاگا۔

علی بن ابان اور الحسن بن العنبر کی جنگ:

مذکور ہے کہ یعقوب البلیث جب جندی سابور پہنچا تو وہاں اتر گیا۔ اس علاقے سے وہ سب لوگ چل دیئے۔ جو خلافت کی جانب سے مامور تھے۔ یعقوب نے اپنی جانب سے ایک شخص کو جس کا نام الحسن بن العنبر تھا الا ہواز بھیجا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہاں سے قائد الزنج کا ساتھی علی بن ابان نکل کے نہر السدرہ میں اتر اور حسن الا ہواز میں داخل ہو کے وہاں ٹھیر گیا۔ اس کے ساتھی اور علی بن ابان کے ساتھی ایک ایک کولوٹے لگے ان میں سے ہر فریق کو اپنے ساتھی سے مصیبت پہنچی تھی۔ یہاں تک کہ علی بن ابان تیار ہو کے الا ہواز روانہ ہوا۔ اس نے الحسن اور اس کے ساتھیوں سے نہایت شدید جنگ کی، جس میں یعقوب کے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر قتل کر دی گئی۔ گھوڑے اور بہت سامان غنیمت ملا۔ اور الحسن اور اس کے ساتھی عسکر مکرم بھاگ گئے۔ علی الا ہواز میں ٹھیر گیا۔ جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ لیا۔ وہاں سے نہر السدرہ واپس آیا۔ اور بہبود کو خط لکھا جس میں اسے اس شخص سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا جو کمینے کے کرد ساتھیوں میں سے دورق میں مقیم تھا۔ بہبود نے اس سے جنگ کی۔ اس کے آدمیوں کو قتل کیا۔ اسے قید کر لیا۔ پھر اس پر احسان کر کے رہا کر دیا۔

علی بن ابان اور یعقوب کی مشروط مصالحت:

علی کو یعقوب کے اپنی جانب آنے کی توقع تھی مگر وہ نہیں آیا، اس نے الحسن بن العنبر کی اس کے بھائی الفضل بن عمر سے مدد کی دونوں کو خبیث کے ساتھیوں کی جنگ سے رکنے کا اور الا ہواز میں محض مقیم رہنے کا حکم دیا۔ علی بن ابان کو مصالحت کا خط لکھا کہ اس کے ساتھیوں کو الا ہواز میں ٹھیرنے دے۔ علی نے شرط کی کہ وہاں جو سامان رسد اور غلہ ہے کمینہ اس غلے کے منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا۔ علی کمینے کے لئے اس چارے کے منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا۔ جو الا ہواز میں تھا۔ علی نے غلہ منتقل کر دیا اور چارہ چھوڑ دیا۔ دونوں فریق علی کے ساتھی اور کمینے کے ساتھی رک گئے۔ اسی سال مساور بن عبد الحمید الثاری کی وفات ہوئی۔

عبد اللہ بن یحییٰ کی وفات:

اسی سال عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان مراجمیدان میں یوم جمعہ ۱۰ ذی القعدہ کو اپنے خادم رشیق کی لکڑ سے اپنے گھوڑے سے

گرا۔ اس کی ناک اور کان سے خون جاری ہو گیا۔ گرنے کے تین گھنٹے کے بعد مر گیا۔ ابوالاحمد بن المتوکل نے اس کی نماز پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلا۔ دوسرے دن الحسن بن محمد کو زہر بنایا گیا۔ ۲۷/ ذی القعدہ کو موسیٰ بن بغا سامرا آیا۔ الحسن بن محمد بغداد بھاگ گیا اس کے بجائے ۶/ ذی الحجہ کو سلیمان بن وہب کو زہر بنایا گیا۔ عبید اللہ بن سلیمان کو المفوص اور الموفی کے کاتبوں کا والی بنایا گیا باوجودیکہ وہ موسیٰ بن بغا کے کاتبوں کا بھی والی تھا۔ عبید اللہ بن یحییٰ کا مکان کی غلغلی کو دے دیا گیا۔

الحسین بن طاہر کانیشاپور سے اخراج:

اسی سال شرکب کے بھائی نے الحسین بن طاہر کو نیشاپور سے نکال دیا۔ اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کو اپنا ایک تہائی مال دینے پر مجبور کیا۔ الحسین مرو چلا گیا۔ وہیں خوارزم شاہ کا بھائی تھا جو محمد بن طاہر کے لئے دعا کرتا تھا۔ اسی سال صقلیوں نے لولہ کو سرکشوں کے حوالے کر دیا۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۴ھ کے واقعات

موسیٰ بن بغا کی وفات:

مکینہ یعقوب کا لشکر الصیرہ پہنچا۔ صیغون کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے اس کے پاس پہنچا دیا۔ وہیں وہ مر گیا۔ ۱۱/ محرم کو ابوالاحمد نے اس کے ساتھ موسیٰ بن بغا بھی تھا القائم میں چھاؤنی قائم کی۔ المعتمد نے دونوں کی مشایعت کی۔ ۲/ صفر کو دونوں سامرا سے روانہ ہوئے۔ موسیٰ بن بغا مر گیا اور سامرا میں دفن کیا گیا۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں قبیحہ والہ المعتمد کا انتقال ہوا۔ اسی سال ابن الدیرانی الدینور گیا۔ اور ابن عیاض اور دلف بن ابی دلف اس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو گئے۔ ان دونوں نے اسے شکست دی۔ اس کا مال و جائداد لے لیا اور وہ ہزیمت اٹھا کے حلوان لوٹ آیا۔

عبد اللہ بن رشید کی شکست و گرفتاری:

اسی سال روم نے عبد اللہ بن رشید بن کاؤس کو قید کر لیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد اللہ چار ہزار باشندگان سرحد شامی کے ساتھ ارض روم میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور سفر سے واپس ہوئے۔ البدندوں سے کوچ کیا تو اس پر بطریق سلوقیہ اور بطریق قدیزیہ اور بطریق قرہ اور کوب اور خرشنہ نے حملہ کر کے محاصرہ کر لیا۔ مسلمان اتر پڑے۔ گھوڑوں کے پاؤں توڑ دیئے اور قتل کیا۔ سوائے پانچ یا چھ سو کے سب قتل کر دیئے گئے۔ پانچ چھ سو بھی وہ تھے جنہوں نے اپنے گھوڑوں کی پسلیوں پر کوزے مارے اور نکل گئے۔ روم نے جسے قتل کیا اسے قتل کیا۔ عبد اللہ بن رشید کو کہ چند زخم لگے تھے قید کر کے لولہ لے گئے پھر ڈاک پر بادشاہ کے پاس بھیجا۔

امارت واسطہ پر المولود کا تقرر:

اسی سال محمد المولود کو واسطہ کا والی بنایا گیا۔ سلیمان بن جامع نے اس سے جنگ کی۔ قائد الزنج کی جانب سے وہ اس علاقے

کے متصل والی تھا۔ اس نے اسے شکست دے کے واسطے سے نکال دیا اور خود داخل ہو گیا۔
 سلیمان بن جامع کی صاحب الزنج سے درخواست:

اس کا سبب یہ ہوا کہ سلیمان بن جامع نے جو قائد الزنج کی جانب سے المواعیت اور البطائح کے نواح میں بھیجا گیا تھا۔ جب جعلان ترک کو کہ شاہی افسر تھا بھگا دیا غرتمش سے جنگ کی جس سے اس کے لشکر کو بھی شکست ہوئی۔ خشیش کو قتل کر دیا۔ اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ تو قائد الزنج کو ایک خط لکھا جس میں حاضری کی اجازت چاہی کہ کچھ زمانہ اس کے ساتھ گزارے اور اپنے گھر کے کام کا ج درست کر سکے۔ خط روانہ کر چکا تو احمد بن مہدی الجبائی نے لشکر البخاری کی طرف چلنے کا مشورہ دیا جو اس زمانے میں بردواد میں مقیم تھا۔ اس نے اسے قبول کر لیا بردواد روانہ ہو گیا۔ ایک موضع میں اگر مہر تھا۔ یہ موضع لشکر تکلیں سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ یہاں آیا تو الجبائی نے سلیمان سے کہا کہ رائے یہ ہے کہ تو اسی جگہ قیام کرے۔ میں کشتیوں کے ساتھ روانہ ہوں۔ قوم کو تیرے پاس کھینچ لاؤں، انھیں مشقت میں ڈالوں۔ وہ تیرے پاس آئیں گے۔ تھکے ہوئے ہوں گے۔ تجھے ان پر کامیابی ہوگی، سلیمان نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنے سوار و پیادہ لشکر کو اسی موضع میں تیار کیا اور صبح سویرے احمد بن مہدی کشتیوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ لشکر تکلیں میں آیا، اور اس نے ایک گھنٹے تک قتال کیا۔

جنگ واسط:

تکلیں نے اپنے پیادہ دسوار کو تیار کیا۔ الجبائی پسپا ہو گیا۔ ایک غلام کو سلیمان کے پاس روانہ کیا تاکہ تکلیں کے ساتھی اس پر اپنے لشکر کے وارد ہیں۔ قاصد سلیمان سے ملا جو الجبائی کے نشان قدم پر آ رہا تھا۔ خبر میں دیر لگی۔ اس نے لشکر واپس کر دیا۔ دوسرا قاصد بھی وہی خبر لے کر آیا۔

جب سلیمان اپنے لشکر پلٹ آیا تو اس نے ثعلب بن حفص البحرانی اور ایک زنجی قائد کو جس کا نام منین تھا، مع ایک جماعت کے روانہ کیا، دونوں کو اس صحرا میں پوشیدہ کر دیا جو لشکر تکلیں کے میسرہ کے متصل تھا۔ حکم دیا کہ جب تکلیں کا لشکر آگے بڑھ جائے تو وہ ان کی پشت سے نکلیں۔

الجبائی کو یہ معلوم ہو گیا کہ سلیمان نے ان کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر مضبوط کر دیا ہے اور کمین کا حکم دیا ہے۔ اس نے اپنی آواز بلند کی کہ تکلیں کے ساتھی سیں اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے مجھے دھوکا دیا۔ ہلاک کر دیا۔ میں نے تو حکم دیا تھا کہ اس مقام میں داخل نہ ہونا۔ مگر تم نے نہ مانا۔ اب ہمیں اپنی نجات نظر نہیں آتی یہ آواز سن کے تکلیں کے ساتھیوں کو لالچ آیا۔ اس کی تلاش میں انھوں نے خوب کوشش کی اور پکارنے لگے کہ ”بلبل قفس میں ہے۔“

الجبائی نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وہ لوگ تیر اندازی کرتے ہوئے اس کے پیچھے ہو گئے، یہاں تک کہ پوشیدہ لشکر سے گذر کے سلیمان کے لشکر کے قریب ہو گئے۔ وہ اپنے لشکر اور ساتھیوں کے ہمراہ ایسی پناہ میں تھا جیسی دیواروں کے پیچھے ہوتی ہے۔ سلیمان بڑھا اور اس لشکر سے مل گیا۔ پوشیدہ لشکر اس کے لشکر کے پیچھے سے نکلا۔ الجبائی نے اپنی کشتیوں کو ان لوگوں پر نکلنے کا حکم دیا جو نہر میں تھے۔ ہر طریقے سے ہزیمت ہوئی، زنجی ان کشتیوں میں اس طرح سوار ہو گئے کہ انھیں قتل کرتے اور لوٹ رہے تھے۔ اسی حالت میں انھوں نے تقریباً تین فرسخ راہ قطع کر لی تو سلیمان کھڑا ہو گیا اور الجبائی سے کہا کہ ہم لوٹ چلیں کیونکہ ہم نے مال غنیمت بھی پالیا اور

سلامت بھی رہے اور سلامتی ہر شے سے افضل ہے۔ الجبائی نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ ہم نے ان کے دلوں کو کھینچا ہے۔ ہمارا حیلہ ان میں شائع ہو گیا۔ عقل کی بات یہ ہے کہ اس شب میں ان پر حملہ کریں۔ شاید ہم انھیں ان کے لشکر سے ہٹا دیں اور ان کی جماعت کو پارہ پارہ کر دیں

سلیمان کا تکلیف پر حملہ:

سلیمان نے الجبائی کی رائے کے مطابق لشکر تکلیف کو گیا۔ مغرب کے وقت اس کے پاس پہنچ کے حملہ کیا۔ تکلیف مع اپنے ساتھیوں کے کھڑا ہوا اور نہایت شدید قتال کیا۔ سلیمان اور اس کے ساتھی اس سے پوشیدہ ہو گئے۔ پھر سلیمان ٹھہر گیا اور اپنے ساتھیوں کو تیار کیا۔ شبل کو ایک جماعت کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ کیا اور اس کے ساتھ پیادہ لشکر کی ایک جماعت کو شامل کر دیا۔ الجبائی کو حکم دیا تو وہ بیچ نہر میں کشتیوں میں روانہ ہوا۔ خود اپنے سوار و پیادہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ساتھیوں کو آگے کیا۔ یہاں تک کہ تکلیف کے پاس آیا۔ اسے کسی کی خبر نہ ہوئی اور وہ سب کے سب ظاہر ہو گئے۔ اپنا لشکر چھوڑ دیا۔ جو کچھ پایا سب لوٹ لیا اور لشکر کو جلا دیا۔ جو غنیمت اسے ملی وہ سب لے کے اپنی چھاؤنی واپس آیا۔ وہاں خبیث کا خط پایا جو اسے اس کے مکان آنے کی اجازت کے بارے میں وارد ہوا تھا۔ اس نے الجبائی کو نائب بنایا۔ ان جھنڈوں کو جو اسے تکلیف کے لشکر سے ملے تھے اور کشتیوں کو جو اس نے ابوتیم اور خنیش اور تکلیف سے لی تھیں ساتھ لے کے خبیث کے لشکر میں پہنچ گیا۔ یہ واقعہ جمادی الاولیٰ ۲۶۴ھ کا ہے۔



باب ۲

ضعف خلافت

۲۶۲ھ کے واقعات

جعلان کا کشتیوں پر قبضہ:

جب سلیمان بن جامع تکیں کے ساتھ جنگ کر کے صاحب الزنج کے پاس روانہ ہوا تو یحییٰ بن الخلف الجبائی کشتیوں میں اس لشکر کے ساتھ جسے سلیمان اس کے ساتھ چھوڑ گیا تھا غلے کی تلاش میں مازروان کی طرف نکلا۔ اس کے ہمراہ ایک جماعت زنجیوں کی بھی تھی۔ جعلان کے ساتھی اس کے بیچ میں آ گئے۔ کشتیاں گرفتار کر لیں اور اسے بھگا دیا۔ وہ ہزیمت اٹھا کے لوٹا۔ طہیثا پہنچا۔ اہل قریہ کے خطوط ملے کہ جب منجور مولیٰ امیر المومنین اور محمد بن علی بن حبیب الیشکری کو سلیمان بن جامع طہیثا سے غائب ہونے کی خبر پہنچی تو دونوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے قریہ کا ارادہ کیا۔ وہاں خون ریزی کی اور آگ لگا دی۔ پھر واپس چلے گئے بقیہ السیف نے بھاگ کر قریہ حجابیہ میں جان بچائی۔

سلیمان کا محمد بن علی پر حملہ:

الجبائی نے سلیمان کو ان خطوط کی خبر دی اور اس جعل کا حال لکھا جس میں جعلان نے اسے پھنسا یا تھا۔ قائد الزنج نے نہایت غلبت کے ساتھ سلیمان کو طہیثا روانہ کیا۔ وہ وہاں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ جعلان سے لڑنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنا لشکر تیار کیا ہے۔ الجبائی کو کشتیوں میں اپنے آگے روانہ کر دیا ہے اس کے ساتھ سوار و پیادہ کو کر دیا ہے۔ مازروان آنے اور جعلان کے لشکر کے مقابلے میں ٹھہرینے کا حکم دیا ہے۔ کہ اپنے گھوڑے ظاہر کرے اور انھیں اس طرح چرائے کہ جعلان کے ساتھی انھیں دیکھیں اور ان پر حملہ نہ کرے۔ اپنے لشکر کے ساتھ سوار سوا۔ سوائے ان چند اشخاص کے جنہیں اس نے اپنی چھاؤنی میں چھوڑ دیا تھا۔ نالوں میں روانہ ہوا یہاں تک کہ ان دو نالوں پر انکا جوار یہ اور العرقہ کے نام سے مشہور ہیں۔ محمد بن علی بن حبیب کی طرف گیا جو اس زمانے میں موضع تلفخار میں تھا۔ اس پر شدید حملہ کر کے بہتوں کو قتل کر دیا۔ بہت سے گھوڑے لے لئے اور کثیر مال غنیمت اکٹھا کیا۔ محمد بن علی کے ایک بھائی کو بھی قتل کر دیا۔ محمد بچ گیا۔

بنی شیبان پر سلیمان کا حملہ:

سلیمان لوٹ کے اس جنگل میں پہنچا جو البزاق اور القریہ کے درمیان ہے۔ اس کے پاس بنی شیبان کے سوار آئے۔ تل فخر میں جن لوگوں پر سلیمان نے مصیبت ڈھائی تھی ان میں بنی شیبان کا ایک سید بھی تھا جسے اس نے قتل کر دیا۔ اس کے چھوٹے بیٹے کو قید کر لیا۔ اس کے گھوڑے کو لے لیا۔ یہ خبر اس کے قبیلے کو پہنچی انھوں نے چار سو سواروں کے ساتھ اس جنگل میں سلیمان کا مقابلہ کیا۔ سلیمان نے جب وہ ابن حبیب کی جانب روانہ ہوا تھا تو اپنے الطفہ کے نائب عمیر بن عمار کو بلا بھیجا تھا وہ اس کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اسے ان راستوں کا علم رکھنے کی وجہ سے رہبر بنایا تھا۔

عمیر بن عمار کا قتل:

سلیمان نے بنی شیبان کے گھوڑے دیکھے مگر سوائے عمیر بن عمار کے اپنے تمام ساتھیوں کو آگے روانہ کر چکا تھا۔ خود اکیلا تھا۔ بنو شیبان کو اس پر فتح ہوئی۔ قتل کر دیا اور اس کا سر لے کے واپس ہو گئے۔ یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اسے عمیر کا قتل بہت گراں گذرا۔ سلیمان نے وہ سب خبیث کے پاس روانہ کر دیا جو اسے محمد بن علی بن حبیب کے شہر سے ملا تھا۔ یہ اسی سال کے آخر جب کا واقعہ ہے۔

قریہ حسان کی تاراجی:

شعبان میں سلیمان اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہو کے وہ قریہ حسان میں آیا۔ وہاں اس زمانے میں خلافت کی جانب سے ایک سردار تھا جس کا نام حمیش بن حر تکین تھا۔ اس پر حملہ کیا۔ وہ اس کے مقابلے سے بھاگ گیا قریہ کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ اس میں آگ لگا دی۔ گھوڑے لے لئے اور اپنے لشکر کی طرف لوٹ آیا۔

۱۰ شعبان الحوانیت کی طرف نکلا۔ الجبائی کشتیوں میں برساور کی طرف چلا۔ وہاں اس نے ایک میدان بے گیاہ میں گھوڑے پائے کہ جعلان کے سے تھے۔ جس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کے ذریعے سے نہر ابان میں آئے۔ وہ خود شکار کو گیا تھا۔ الجبائی نے اس میدان پر حملہ کر دیا۔ انھیں قتل کر ڈالا۔ گھوڑے لے لئے جو بارہ تھے طہیث لوٹ آیا۔

تل رمانا میں غارت گری:

۲۷ شعبان کو سلیمان تل رمانا گیا۔ اس پر حملہ کیا گیا۔ باشندے وہاں سے نکل گئے جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ کھسوٹ کے اپنے لشکر لوٹ آیا۔

سلیمان کی روانگی الجازرہ:

۱۰ رمضان کو اس مقام کی طرف روانہ ہوا جو الجازرہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس زمانے میں ابا وہاں تھا اور جعلان مازوان میں۔ سلیمان نے خبیث کو اپنے پاس کشتیاں بھیجے کو لکھا تھا۔ اس نے اس کے پاس دس کشتیاں عبادان کے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کیں جس کا نام الصقر بن الحسین تھا۔ الصقر جب یہ کشتیاں سلیمان کے پاس لایا تو یہ ظاہر کیا کہ جعلان کا قصد ہے۔ یہ خبریں تیزی کے ساتھ جعلان کو پہنچیں کہ سلیمان اس کے پاس آنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا ارادہ اپنے لشکر کو روکنے کا تھا مگر جب سلیمان ابا کے مقام سے قریب ہوا تو اس کی طرف جھک گیا۔ اس پر حملہ کر دیا اور اپنے آنے کے متعلق اسے دھوکے میں پایا۔ آخر دھوکے ہی دھوکے میں کامیابی ہوئی۔ چھ کشتیاں پا گیا۔

سلیمان اور جعلان کی جنگ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ جہاش کہتا تھا کہ آٹھ کشتیاں تھیں جنہیں اس نے اس کے لشکر میں پایا۔ اور ان دو کشتیوں کو جلا دیا جو ساحل پر تھیں۔ اسے گھوڑے اور ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا۔ اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہو کے ظاہر کیا کہ اس کا قصد تکلیف بخاری کا ہے۔ الجبائی اور جعفر بن احمد کے ساتھ جو خبیث ملعون کے بیٹے کا ناموں تھا جس کا عرف الکلائی تھا چند کشتیاں تیار کیں۔ جب وہ کشتیاں جعلان کے لشکر پہنچیں تو جعلان نے کشتیوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ سلیمان نے خشکی کی جانب سے اس پر حملہ کر کے جعلان

کو الرصافہ تک بھگا دیا۔ اپنی کشتیاں واپس لے لیں۔ اور ستائیس گھوڑوں اور دو گھوڑوں کے بچوں پر اور تین خچروں پر قبضہ کر لیا۔ لوٹ کا مال کثیر اور ہتھیار ملے۔ اور طبیعت واپس آ گیا۔

سلیمان اور جبائی کے قتل کی افواہ:

محمد نے کہا کہ جباش کو اس مقام میں تکلیف کے ذکر سے انکار تھا نہ اسے تکلیف میں العبادانی کی خبر معلوم تھی۔ اس نے یہ گمان کیا اس کا قصد صرف جعلان ہی کا تھا۔ سلیمان کی خبر اس کے اہل لشکر پر پوشیدہ تھی یہاں تک کہ انھوں نے یہ خبر بد مشہور کر دی کہ وہ قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ الجبائی بھی ہلاک ہوا۔ لوگ بہت ہی گھبرائے۔ حملہ جعلان کے متعلق جب ٹھیک خبر ملی، اور واقعات معلوم ہوئے تو انھیں قرار و سکون ہوا، یہاں تک کہ سلیمان آیا اور جو پیش آیا تھا اس کا ماجرا خبیث کو لکھا۔ جھنڈے اور ہتھیار روانہ کئے۔

سلیمان کا مطربن جامع پر حملہ:

سلیمان ذی القعدہ میں الرصافہ گیا اور مطربن جامع پر حملہ کیا جو اس زمانے میں وہاں مقیم تھا۔ اسے بہت سامان غنیمت ملا۔ الرصافہ کو جلا دیا اور اسے حلال سمجھ لیا۔ جھنڈے خبیث کو روانہ کر دیئے۔ ۵/ ذی الحجہ ۲۶۲ھ کو خبیث کے شہر میں اترا۔ وہاں اس لئے ٹھہر گیا کہ عید کرے اور اپنے مقام میں مقیم ہو۔ مطربن جامع قریہ الحججیہ میں آیا۔ اس پر حملہ کیا۔ باشندوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ سلیمان کی جانب سے جو قاضی تھا وہیں کے باشندوں میں سے تھا۔ اس کا نام سعید بن السید العلوی تھا۔ قاضی صاحب قید کئے گئے اور مع ثعلب بن حفص اور چار ہمراہی سرداروں کے واسطے بھیجے گئے، یہ لوگ الحرجلیہ پہنچے جو طیبٹا سے ڈھائی فرسخ ہے۔ الجبائی مع سوار و پیادہ مطرب کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ وہ الناحیہ آیا۔ مطرب کو جو کچھ حاصل کرنا تھا کر چکا تھا۔ الجبائی وہاں سے واپس ہوا اور سلیمان کو یہ خبر لکھی۔

طرناج کا قتل:

سلیمان اسی سال ۲۸/ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو آیا۔ جعلان کو واپس کیا گیا۔ احمد بن لیثو یہ آیا تو اس نے الشدیدہ میں قیام کیا سلیمان اس موضع کی طرف گیا جس کا نام نہر ابان تھا۔ وہاں اسے ابن لیثو کا ایک سردار ملا جس کا نام طرناج تھا۔ اس نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ جو شخص اس مقام پر قتل کیا گیا وہ ہینک تھا۔ طرناج تو مازروان میں مقتول ہوا ہے۔

سلیمان کا رصافہ پر حملہ:

سلیمان بصرہ رصافہ روانہ ہوا۔ وہاں اس زمانے میں مطربن جامع کا لشکر تھا۔ اس نے اس پر حملہ کیا۔ لشکر کو حلال سمجھ لیا اور سب کو حلال کر ڈالا۔ سات کشتیاں لے لیں۔ اور دو جلا دیں۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۲۶۳ھ میں ہوا۔ محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ یہ واقعہ الشدیدہ میں ہوا اور وہ بھی جس میں اس دن چھ کشتیاں گرفتار کی گئیں۔

سلیمان اور تکلیف البخاری کی جنگ:

سلیمان پانچ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ بہادر سرداروں کو ترتیب سے بٹھایا۔ تکلیف البخاری نے الشدیدہ میں اس پر حملہ کیا۔ اس زمانے میں ابن لیثو یہ کوفہ و جنبلہ کے نواح میں چلا گیا تھا۔ تکلیف نے سلیمان پر حملہ کر کے مع اسباب و اسلحہ مقاتلین کے اس کی سب کشتیاں لے لیں اس جنگ میں سلیمان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابن لیثو یہ الشدیدہ میں چلا گیا اور ان اطراف کا انتظام کیا

یہاں تک کہ ابواحمد نے محمد المولود کو واسطہ کا والی بنایا۔

محمد نے کہا کہ جب اش بکتا تھا کہ ابن لیثو یہ جب الشدید یہ آیا تو سلیمان اس کی جانب روانہ ہوا۔ دو روز تک ٹھہر کر اس سے جنگ کرتا رہا۔ تیسرے دن سلیمان اس سے پسپا ہوا۔ ابن لیثو یہ نے بغیل اس کا تعاقب کیا۔ سلیمان لوٹا۔ اسے دہانہ بردواد میں ڈال دیا۔ قریب تھا کہ ذوب جائے مگر بچ گیا۔ سلیمان کو ابن لیثو یہ کے سترہ گھوڑے ملے۔

واسطہ میں سلیمان کی غارت گری:

محمد نے کہا کہ سلیمان نے خبیث کو امداد کے لئے لکھا۔ اس نے الخلیل بن ابان کو تقریباً پندرہ سو سوار کے ساتھ اس کے پاس روانہ کیا اس کے ہمراہ المذوب بھی تھا۔ اس مدد کے آنے کے بعد سلیمان نے محمد المولود پر حملہ کیا۔ محمد بھاگ گیا اور زنجی واسطہ میں داخل ہو گئے۔ مخلوق کثیر قتل کی گئی۔ اسے لوٹا اور جلایا گیا جب یہ واقعہ ہوا وہاں کنجور البخاری تھا۔ اس نے عصر کے وقت تک مدافعت کی۔ اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اس دن سلیمان بن جامع کے لشکر کا سردار الخلیل بن ابان اور عبد اللہ عرف المذوب تھا۔ الجبائی بڑی کشتیوں میں تھا۔ ابن مہربان زنجی چھوٹی کشتیوں میں۔ سلیمان بن جامع اپنے سرداروں اور ان کے پیادوں کے ساتھ تھا۔ سلیمان بن موسیٰ الشمرانی اور اس کے دونوں بھائی مع اپنے پیادہ و سوار کے سلیمان بن جامع کے ساتھ تھے۔ ساری قوم ایک ہاتھ تھی۔

سلیمان اور الخلیل میں اختلاف:

سلیمان بن جامع واسطہ سے واپس ہوا اور مع تمام لشکر کے جبلاء گیا تا کہ فساد کرے اور ویران کرے۔ اس کے اور الخلیل کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ الخلیل نے یہ واقعہ اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھا۔ اس نے قائد الزنج سے درخواست کی کہ سلیمان کی معیت سے اس کو معاف کیا جائے۔ الخلیل کو مع علی بن ابان کے ساتھیوں اور اس کے غلاموں کے خبیث کے شہر واپس آنے کی اجازت دی گئی۔ المذوب مع اعراب کے سلیمان ساتھ رہ گیا۔ چند روز (سلیمان) اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ پھر نہر الامیر چلا گیا۔ اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ الجبائی اور المذوب کو جبلاء روانہ کیا۔ وہ دونوں وہاں نو دن تک مقیم رہے۔ سلیمان نہر الامیر میں پڑاؤ کئے رہا۔ محمد نے کہا کہ جب اش بکتا تھا کہ سلیمان الشدید یہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

ابن وہب پر عتاب:

اسی سال سلیمان بن وہب بغداد سے سامرا کی طرف نکلا۔ الحسن بن وہب بھی اس کے ہمراہ تھا۔ احمد بن الموفق اور مسرور البلیخی اور اکثر سرداروں نے اس کی مشایعت کی۔ سامرا پہنچا تو خلیفہ نے ناخوش ہو کر قید کر دیا۔ بیڑیاں ڈال دیں۔ اس کے اور اس کے دونوں بیٹے وہب اور ابراہیم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

۲۷/ ذی القعدہ کو الحسن بن مخلد کو وزیر بنایا۔

ابن وہب کی رہائی:

الموفق بغداد سے روانہ ہوا۔ عبد اللہ بن سلیمان بھی ہمزکاب تھا۔ سامرا کے قریب پہنچا تو المعتمد جانب غربی منتقل ہو گیا۔ اور وہاں پڑاؤں کیا۔ ابواحمد الموفق اور اس کے ساتھی جزیرۃ الموید میں اتر گئے۔ دونوں کے درمیان قاصد آمد و رفت کرتے رہے۔ ذی الحجہ کے چند دن گزر گئے تو المعتمد براہ دجلہ چلا گیا اور اس کا بھائی ابواحمد براہ زلال اس کے پاس گیا۔ اس نے ابواحمد اور

مسرور البلیخی اور کیغلیغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعت دیا۔ سہ شنبہ ۸ ذی الحجہ کو یوم الترویہ ہوا۔ ابوالاحمد کے لشکر والے المعتمد کے لشکر میں عبور کر گئے۔ سلیمان بن وہب رہا کر دیا گیا۔

الحسن بن مخلد کا فرار:

المعتمد محل واپس آیا۔ الحسن بن مخلد اور احمد بن صالح بن شیرزاد بھاگ گئے۔ المعتمد نے دونوں کے اور ان دونوں کے رشتہ داروں کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کو لکھا۔ احمد بن ابی الاصح قید کر دیا گیا۔ جو سردار سامرائیں مقیم تھے تکریت بھاگ گئے۔ ابو موسیٰ بن المتوکل پوشیدہ ہو گیا پھر ظاہر ہوا۔ جو سردار تکریت چلے گئے تھے موصل روانہ ہو گئے اور خراج جمع کرنے لگے۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ البہاشی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۵ھ کے واقعات

عامل جبلاء پر سلیمان کا حملہ:

ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس سال احمد بن لیثو یہ اور سلیمان بن جامع سردار صاحب الزنج کے درمیان جبلاء کے نواح میں جنگ ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن جامع نے صاحب الزنج کو نہر الزہیری کے حال سے خبر دی تھی اور سواد کو فہیجے کے خرچ کی اجازت چاہی تھی کہ اس میں فاصلہ کم ہے۔ رواں لگی کے ساتھ ہی اس تمام رسد کی بار برداری کا انتظام کر دے گا جو جبلاء اور سواد کو فہ میں ہے اس کے انتظام کے لئے خبیث نے ایک شخص کو روانہ کیا جس کا نام محمد بن یزید البصری تھا۔ سلیمان کو اس کی مالی ضروریات رفع کرنے کو اور جس کام کے لئے وہ روانہ کیا گیا اس سے فارغ ہونے کے وقت تک لشکر میں قیام کرنے کو لکھ دیا۔ سلیمان مع اپنے تمام لشکر کے روانہ ہو کے الشریطیہ میں ایک مہینے کے قریب ٹھہرا رہا۔ نہر میں کام کرنے والے لگا دیئے۔ اسے الصین کے نواح سے رسد پہنچتی تھی۔ یہاں تک کہ اس پر ابن لیثو یہ نے جو جبلاء پر ابوالاحمد کا عامل تھا۔ حملہ کر کے اس کے چودہ سرداروں کو قتل کر دیا۔

مخلوق کا قتل عام:

محمد بن الحسن نے کہا کہ ابن لیثو یہ نے سینتالیس سرداروں کو اور اتنی بڑی مخلوق کو جس کی کثرت کا شمار نہیں ہو سکتا قتل کر دیا۔ لشکر کو حلال کر ڈالا۔ کشتیوں کو جلا دیا جو اسی نہر میں تھیں جس کے جاری کرنے پر وہ مامور تھا۔ وہ ہزیمت اٹھا کے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ طہیثا پہنچا۔ وہاں ٹھہر گیا۔ اسی کے بعد الجبائی آیا۔ پھر وہ بڑھا۔ اور موضع برترتا میں قیام کیا۔ کشتیوں کے داخل کرنے پر مہربان بن الزنجی کو مامور کیا۔ خلافت نے نصیر کو شامرج کے مقید کر لانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ نصیر الزنجی بن مہربان شامرج کو قید کر کے نہر برترتا آیا۔ اس سے سات کشتیاں لے لیں مگر چھ کشتیاں الزنجی نے واپس لے لیں۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ جب اشکار کرتا تھا کہ زنجی بن مہربان نے ان کشتیوں میں سے کوئی واپس نہیں لی تھی۔ اس کا گمان یہ ہے کہ نصیر تمام کشتیوں کو لے گیا اور الجبائی طہیثا کی جانب واپس ہوا۔ سلیمان کو خط بھیجے میں اس نے غلبت کی اور اس کے پاس آ گیا۔ پھر سلیمان طہیثا میں ٹھہرا یہاں تک کہ اسے الموفق کے آنے کی

خبر پہنچی۔

احمد بن طولون کا انطاکیہ پر قبضہ:

اسی سال انطاکیہ میں احمد بن طولون نے سیما الطویل پر حملہ کیا۔ اس نے اسے گھیر لیا۔ یہ اسی سال محرم میں ہوا۔ پھر ابن طولون نے انطاکیہ پر برابر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے فتح کر کے سیما کو قتل کر دیا۔

دلف اور القاسم کا قتل:

اسی سال اصہبان میں القاسم بن عمار نے دلف بن عبد العزیز بن ابی دلف پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ دلف کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے القاسم پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ احمد بن عبد العزیز کو اپنا رئیس بنایا۔

اسی سال محمد المولد یعقوب بن الیث سے مل گیا۔ اس کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ محرم میں ہوا۔ خلافت نے اس کے مال و جائیداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔

جعلان کا قتل:

اسی سال امما میں اعراب نے جعلان عرف العیار کو قتل کر دیا جو ایک قافلے کی رہنمائی کے لئے نکلا تھا۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ جمادی الاولیٰ میں ہوا۔ خلافت نے اپنے موالیٰ کی ایک جماعت کو قاتلوں کی تلاش میں روانہ کیا۔ اعراب بھاگ گئے جو ان کی تلاش میں روانہ ہوئے تھے عین التمر پہنچے۔ پھر بغداد کی جانب لوٹے۔ سردی کے سبب سے ان میں سے ایک جماعت مر چکی تھی۔ ان دنوں سردی کی شدت تھی۔ جو کچھ دن تک رہی بغداد میں برف گری۔

سلیمان بن وہب پر عتاب:

اسی سال ابو احمد نے سلیمان بن وہب اور اس کے بیٹے عبد اللہ کے قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں اور ان کے چند رشتہ دار ابو احمد کے گھر میں قید کئے گئے اور ان کے چند رشتہ داروں کے مکان لوٹ لئے گئے سلیمان اور اس کے بیٹے عبد اللہ کے مکان کی حفاظت پر پہرہ مقرر کر دیا گیا۔ سوائے احمد بن سلیمان کے ان دونوں کے اور ان کے رشتہ داروں کے مال و جائیداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ سلیمان اور اس کے بیٹے عبد اللہ سے سات لاکھ دینار پر صلح کی گئی۔ ان دونوں کو ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچ سکے۔ جسے یہ دونوں پسند کریں۔

متفرق واقعات:

اسی سال موسیٰ بن اٹامش اور اسحاق بن کنداجیق اور یغور بن ارخوز اور الفضل بن موسیٰ بن بغانے باب الشماسیہ پر پڑاؤ کر کے بغداد کے بل کو عبور کیا اور السفینین چلے گئے۔ احمد بن الموفق ان کے پیچھے گیا۔ گزریہ لوگ نہیں لوٹے اور مصر میں اتر گئے۔

اسی سال ابو احمد نے صاعد بن مخلد کو کا تب بنایا۔ ۱۸/ جمادی الآخر کو یہ تقرر ہوا۔ اسے خلعت دیا۔ صاعد ان سرداران کے پاس گیا جو مصر میں تھے۔ ابو احمد نے اپنے بیٹے احمد کو ان کے پاس بھیجا۔ اس نے ان سے گفتگو کی۔ وہ لوگ اس کے ساتھ واپس آئے۔ انھیں بھی خلعت دیا۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا روم کے پانچ بطریق تیس ہزار رومیوں کے ساتھ اذنہ کی جانب نکلے۔ پھر المصلیٰ گئے۔ ارخوز کو

قید کر لیا جو سرحد کا والی تھا پر معزول کر دیا گیا تھا اور اس نے وہیں تعلق کر لیا تھا۔ وہ قید کیا گیا۔ اس کے ہمراہ تقریباً چار سو آدمی قید کئے گئے۔ ان لوگوں میں سے جوان کی جانب گئے تقریباً چودہ سو آدمی قتل کئے گئے۔ وہ لوگ چوتھے دن واپس ہوئے۔ یہ حادثہ اسی سال جمادی الاولیٰ میں پیش آیا۔

اسی سال رجب میں موسیٰ بن اتمامش اور اسحاق بن کنداجیق اور بنجو ربن ار جوز نے نہرویا کی پر پڑاؤ کیا۔ اسی سال احمد بن عبداللہ الجستانی نیشاپور غالب آیا۔ الحسین بن طاہر جو محمد بن طاہر کا عامل تھا مرو چلا گیا۔ اور وہیں مقیم ہو گیا۔ شرکب الجمال کا بھائی الحسین اور احمد بن عبداللہ الجستانی کے درمیان رہا۔ اسی سال طوس کو برباد کیا گیا۔

اسی سال اسماعیل بن بلبل کو وزیر بنایا گیا۔

اسی سال یعقوب بن الیث الہواز میں مرا۔ عمرو بن الیث اس کا جانشین ہوا۔ عمرو نے خلافت کو لکھا کہ وہ اس کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ اسی سال ذی القعدہ میں احمد بن ابی الاصبح کو اس کے پاس روانہ کیا گیا۔ اسی سال بنی اسد کے اعراب کی ایک جماعت نے علی بن مسرور البخی کو قبل اس کے المغیثہ پہنچنے کے مکہ کے راستہ میں قتل کر دیا۔ ابو احمد نے محمد بن مسرور البخی کو طریق مکہ کا والی بنایا تھا۔ پھر اس کے بھائی علی بن مسرور کو والی بنایا۔ اسی سال شاہ روم نے عبداللہ بن رشید بن کاؤس کو واپس کیا۔ چند مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے اور چند نسخے کلام اللہ کے بھی بطور ہدیہ کے دیئے تھے۔

اسی سال زنجیوں کی ایک جماعت تیس کشتیوں میں جبل گئی۔ وہاں غلے کی چار کشتیاں گرفتار کر کے واپس گئے۔

اسی سال العباس بن احمد بن طولون اپنے باپ احمد کا مخالف ہو کر مع اپنے قبیعین کے برقہ چلا گیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اس کے باپ احمد نے اس سے جب احمد شام کی جانب روانہ ہوا تھا مصر میں اس کے ولایت عہد کی قسم لی تھی۔ جب احمد شام سے واپس ہوا تو العباس جس قدر مال مصر کے بیت المال میں تھا سب لے کے برقہ چلا گیا۔ احمد نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا۔ وہ اس پر کامیاب ہوئے۔ اور اسے اس کے باپ احمد کے پاس واپس لائے۔ اس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ اس جماعت کو قتل کر دیا۔ جنھوں نے اس کام پر بیٹے کا ساتھ دیا تھا۔

اسی سال زنجی العمانیہ میں داخل ہوئے بازار کو اور باشندوں کے اکثر مکانات کو جلا دیا۔ لوگوں کو قید کیا اور جرجرایا کی جانب چلے گئے۔ وہاں کے دیہات کے باشندے بغداد میں آ گئے۔

اسی سال ابو احمد نے عمرو بن الیث کو خراسان اور فارس اور اصبہان اور بختان اور کرمان اور سندھ کا والی بنایا۔ احمد بن ابی الاصبح کے ہاتھ فرمان بھیجا اور اس کے ساتھ ہی خلعت بھی اسے روانہ کیا۔

عبداللہ بن الیثو یہ کی معذرت:

اسی سال ذی الحجہ میں مسرور البخی النیل گیا۔ عبداللہ بن الیثو یہ مع اپنے بھائی کے ساتھیوں کے وہاں سے کنارہ ہو گیا۔ اس نے خلافت کی مخالفت ظاہر کی تھی۔ وہ اور اس کے قبیعین احمد آباد چلے گئے۔ مسرور البخی نے جنگ کے قصد سے ان کا تعاقب کیا۔

عبداللہ بن لیثو یہ جو لوگ اس کے ہمراہ تھے بڑھے مسرور کے لئے سواری سے اتر پڑے اور اس کی اطاعت میں اس کے فرمانبردار ہو گئے۔ عبداللہ بن لیثو یہ جو اپنی تلوار کھینچے ہوئے پیکا اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا فتمیں کھا کے معذرت کر رہا تھا۔ کہ جو کچھ اس نے کیا اس پر اسے مجبور کیا گیا تھا۔ معذرت قبول ہوئی اور اسے اور اس کے ہمراہ چند سرداروں کو خلعت دیا گیا۔ اسی سال تکین البخاری مسرور الخلیج کے مقدمے میں الاہواز روانہ ہوا۔

جنگ باب کو دک:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ ابواحمد نے ولایت ابواز جب مسرور بنی کوتوفیض کی مسرور نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو وہاں مامور کیا تکین وہاں روانہ ہوا۔ علی بن ابان اہلبلی بھی وہاں گیا تھا۔ پھر اس نے تستر کا قصد کیا۔ علی نے اپنے زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس مقام کا محاصرہ کر لیا۔ باشندے خائف ہوئے اور قریب تھا کہ اسے سپرد کر دیں کہ اسی حال میں تکین وہاں آیا سفر کے کپڑے بھی نہ اتارے تھے کہ علی بن ابان اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا شکست زنجیوں کو ہوئی۔ وہ قتل کئے گئے۔ بھاگ دیئے گئے اور منتشر ہو گئے۔ علی ان لوگوں کے ہمراہ جو بچ گئے تھے۔ ہزیمت اٹھا کے واپس ہوا۔ یہ باب کو دک کی مشہور جنگ ہے۔

علی بن ابان پر تکین کا اچانگ حملہ:

تکین البخاری لوٹا۔ تستر میں اترا۔ بد معاشوں کا بہت بڑا گروہ اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ علی بن ابان نے بھی اپنے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس کی جانب کوچ کیا۔ المسر قان کی شرقی جانب اترا۔ سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے بھائی کو غربی جانب کر کے پیادہ لشکر زنج کو اس کے ساتھ کر دیا۔ سرداران زنج کی ایک جماعت کو آگے کیا جن میں انگلیہ اور حسین عرف حمای اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی ایک جماعت تھی۔ انھیں فارس کے پل پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ علی بن ابان نے جو تدبیر کی تھی اس کی خبر تکین کو پہنچی۔ مخبر ایک غلام وصیف الرومی تھا جو علی بن ابان کے لشکر سے بھاگ آیا تھا۔ اس نے خبر دی کہ فارس کے پل پر قیام ہے۔ شراب خواری کا مشغلہ ہے۔ ساتھیوں کو غلہ اکٹھا کرنے کے لئے منتشر کر دیا ہے۔ تکین رات کے وقت ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوا اور ان پر حملہ کر دیا۔ زنجی سرداروں میں سے انگلیہ اور السین عرف الحمای اور ابوصالح مفرج اندرون کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ بھاگ گئے۔ اور الخلیل بن ابان سے مل گئے۔ جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی وہ اسے بتائی۔

تکین کی مراجعت تستر:

تکین المسر قان کی شرقی جانب روانہ ہو کے علی بن ابان سے ملا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ مگر علی اس کے لئے نہیں ٹھہرا۔ بھاگ گیا علی کا ایک غلام جو سواروں میں سے تھا اور جعفر ویہ مشہور تھا گرفتار ہو گیا۔ علی اور الخلیل مع اپنی جماعت کے الاہواز لوٹ آئے اور تکین تستر لوٹ گیا۔

علی بن ابان کی جعفر ویہ کے لئے سفارش:

علی بن ابان نے تکین کو ایک خط لکھا جس میں اس سے جعفر ویہ کے قتل سے باز رہنے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ اس نے اسے قید کر دیا اور تکین اور علی بن ابان کے درمیان لطف آمیز نامہ و پیام جاری ہوئے۔ اس کی خبر مسرور کو پہنچی تو اس نے ناپسند کیا۔ مسرور کو

یہ خبر ملی کہ تکلیں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔ علی بن ابان کی طرف جھک گیا ہے اور اس کی جانب مائل ہے۔
تکلیں پر عتاب:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن دینار نے بیان کیا۔ اس سے محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی المامونی الباذغسی نے جو تکلیں البخاری کے ساتھیوں میں سے تھا کہا جب مسرور کو علی بن ابان پر التفات کی خبر پہنچی تو اس نے توقف کیا کہ صحیح حال معلوم کر سکے۔ الا ہواز کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ تکلیں سے رضامندی اور اس کے فعل کی خوبی ظاہر کر رہا تھا۔ شاہرزان گیا۔ وہاں سے السوس آیا۔ تکلیں کو خبر معلوم ہو گئی تھی۔ وہ اس سے اور اس جماعت سے وحشت میں تھا۔ مسرور اور تکلیں کے درمیان مراسلت سے تکلیں کو خوف نہ رہا۔ مسرور وادی تستر چلا گیا اور تکلیں کو بلا بھیجا۔ وہ گیا تو مسرور کے حکم سے اس کی تلوار لے لی گئی اور اس پر نگران مقرر کر دیا گیا۔

لشکر تکلیں کے لئے اعلان امان:

تکلیں کے لشکر نے یہ دیکھا تو اسی وقت منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک فرقہ صاحب الزنج کے علاقے کی طرف اور ایک فرقہ محمد بن عبید اللہ انکر دی کے پاس چلا گیا۔ یہ خبر مسرور کو پہنچی تو اس نے تکلیں کے بقیہ لشکر کے لئے امان کا اعلان کر دیا۔ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ محمد بن عبد اللہ بن الحسن المامونی نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جو مسرور کے لشکر میں گئے۔ مسرور نے تکلیں کو ابراہیم بن جعلان کے سپرد کیا۔ وہ اسی کے قبضے میں مقید رہا۔ یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی مسرور و تکلیں کا کچھ حال ہم نے ۶۵ھ میں بیان کیا ہے اور کچھ حال ۶۶ھ میں۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ البہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال عرف ابوالمغیرہ بن عیسیٰ بن محمد الحزومی جو زنجیوں کے ساتھ شریک تغلب تھا علی کی معیت میں وارد مکہ ہوا۔

۶۶ھ کے واقعات

ماہ صفر میں عمرو بن الیث نے بغداد و سمرانگی پولیس پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو اپنی جانب سے نائب مقرر کیا۔ ابو احمد نے اسے خلعت دیا۔ عبید اللہ بن عبد اللہ اپنے گھر گیا۔ عمرو بن الیث نے اسے خلعت دیا۔ اور سونے کی ایک چھٹوی بھیجی۔
اساتکین کا رے پر غلبہ:

اسی سال صفر میں اساتکین رے پر غالب آیا۔ وہاں سے طلبجو کو نکال دیا جو عامل تھا۔ وہ اور اس کا بیٹا ازو تکلیں قزوین گئے جہاں کیغلب کا بھائی ابرو بن عامل تھا۔ اس سے مصالحت کی اور قزوین میں داخل ہو گئے۔ محمد بن الفضل بن سنان الحجلی کو گرفتار کر کے اس کا مال و جائیداد لے لی۔ اساتکین نے اسے قتل کر دیا رے کی جانب لوٹا تو باشندوں نے قتل کیا۔ وہ ان پر غالب آیا اور داخل ہو گیا۔
متفرق واقعات:

اسی سال روم کا ایک لشکر تل بسملی علاقے دیار ربیعہ میں وارد ہوا۔ بعض مسلمانوں کو قتل کیا اور تقریباً ڈھائی سو کو قید کیا۔ اہل

نصیبین اور اہل موصل مقابلے کو بڑھے تو رومی واپس چلے گئے۔

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں ابوالساج لشکر عمرو بن الیث بغداد واپس آتے ہوئے جندی سابور میں مر گیا۔ اس کے قبل اسی سال محرم میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کی وفات ہوئی تھی۔

اسی سال عمرو بن الیث نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصہبان کا والی بنایا۔

اسی سال محمد بن ابی الساج کو طریق مکہ حرین کا والی بنایا گیا۔

اسی سال اغرتمش کو الہواز کے ان اعمال کا والی بنایا گیا جن کا تکلیف البخاری والی تھا۔ اغرتمش وہاں گیا اور ماہ رمضان میں

داخل ہوا۔

جعفر و یہ اور زنجیوں کا قتل:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ مسرور نے اغرتمش اور ابا اور مطرب بن جامع کو علی بن ابان کی جنگ کے لئے روانہ کیا۔ وہ لوگ روانہ ہو کے تستر پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ جو تکلیف کی قید میں قائد الزنج کے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ جعفر و یہ بھی تھا وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ مطرب بن جامع ان کے قتل کا منتظم تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کے عسکر مکرم پہنچے۔ علی بن ابان نے ان کی جانب کوچ کیا اور اپنے بھائی الخلیل کو اپنے آگے روانہ کیا۔ الخلیل ان کے پاس ٹھہر گیا اور علی اس کے پیچھے پہنچا۔ مقابلے میں زنجیوں کے جمع کی کثرت ہو گئی تو انھوں نے پل کو کاٹ دیا اور اپنی حفاظت کر لی۔

علی بن ابان کی مراجعت الہواز:

علی بن ابان اپنے تمام ساتھیوں کی ہمراہی میں واپس ہو کے الہواز چلا گیا۔ الخلیل مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے المسرکان میں ٹھہر گیا۔ اس کے پاس یہ خبر آئی کہ اغرتمش اور ابا اور مطرب بن جامع نے اس کا رخ کیا ہے اور اربک کے پل کی غریب جانب اترے ہیں کہ عبور کر کے اس کے پاس آئیں۔ الخلیل نے یہ خبر اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھ دی۔ علی کوچ کر کے پل پر آیا اور الخلیل کو پاس آنے کو کہلا بھیجا۔ وہ اس کے پاس آ گیا۔ علی کے جو ساتھی الہواز میں تھے وہ خوف زدہ ہو گئے۔ انھوں نے اس کی پھاؤنی اکھاڑ ڈالی اور ٹھہر اسد رہ چلے گئے۔

معرکہ الدولاب:

وہاں علی بن ابان اور خلافت کے سرداروں میں جنگ چھڑ گئی اور دن بھر ہوتی رہی۔ آخر افسران خلافت باز آ گئے۔ علی بن ابان الہواز واپس آیا۔ وہاں کسی کو نہیں پایا۔ اپنے تمام ساتھیوں کو اس حالت میں پایا کہ نہر السد رہ چلے گئے تھے۔ کسی کو ان کے پاس روانہ کیا کہ واپس لائے۔ یہ وقت سخت گذرا تو وہ بھی پیچھے چلا گیا اور نہر السد رہ میں ٹھہر گیا۔ خلافت کے سردار واپس ہو کے عسکر مکرم میں اترے۔ علی بن ابان جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ بہبوز بن عبدالوہاب کو بلا بھیجا۔ وہ مع اپنے ساتھیوں کے اس کے پاس آ گیا علی نے ان لوگوں کی جانب روانہ ہونے پر اتفاق کیا تھا وہ اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہوا۔ وہ لوگ اس کی جانب روانہ ہوئے۔ علی بن ابان نے اپنے بھائی کو مقدمے پر کیا تھا اور بہبوز اور احمد بن الزنجی کو اس کے ساتھ شامل کر دیا تھا۔ دونوں فریق کا الدولاب میں مقابلہ ہوا۔ علی نے الخلیل بن ابان کو یہ حکم دیا کہ بہبوز کو کمین گاہ میں رکھے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ الخلیل روانہ ہوا۔ ان کے درمیان

جنگ چھڑ گئی۔

مطر بن جامع کا قتل:

صبح کا ابتدائی وقت لشکر خلافت کے موافق رہا۔ بعد کو ان پر پوشیدہ لشکر نکل آیا۔ زنجی نوٹ پڑے۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا۔ مطر بن جامع گرفتار کر لیا گیا۔ جو اپنے گھوڑے سے گر پڑا تھا۔ بہبود نے اسے گرفتار کر لیا اور علی کے پاس لے گیا۔ سیماعرف صغراج سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ بہبود جب مطر کو علی کے پاس لایا تو مطر نے امان کی درخواست کی علی نے انکار کیا کہ اگر تو جعفر و یہ کو امان دیتا تو ہم بھی تجھے مامون رکھتے۔ وہ اس کے نزدیک لایا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے گردن ماردی۔

علی بن ابان الازہازی میں داخل ہو گیا۔ اغرتمش اور ابامع ان لوگوں کے جو بچ گئے تھے واپس ہو کے ستر میں آ گئے۔ علی بن ابان نے خبیث کے پاس سر روانہ کر دیئے۔ اس نے انھیں اپنے شہر کی چہار دیواری پر لٹکانے کا حکم دیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ علی بن ابان اس کے بعد اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کے پاس آتا تھا اور ان میں جنگ فخر کرنے کو ہوتی تھی۔

علی بن ابان اور اغرتمش میں مصالحت:

خبیث نے اپنے لشکر کو علی بن ابان کی جانب پھیر دیا تھا۔ وہ اغرتمش کے مقابلے میں بہت ہو گئے تو وہ صلح کی طرف مائل ہوا علی بن ابان نے بھی پسند کیا۔ دونوں نے آپس میں صلح کر لی۔ علی بن ابان آس پاس کو لوٹنے لگا۔ اس غارت گری میں قریہ بیر و ذکوتاہ کرڈالا اور وہاں سے بہت سامان غنیمت حاصل کیا۔ خبیث کو لکھا اور جو مال غنیمت اس نے پایا تھا روانہ کر دیا۔ اور مقیم ہو گیا۔

اسحاق بن کنداجیق کی احمد بن موسیٰ سے علیحدگی:

اسی سال اسحاق بن کنداجیق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کے لشکر کو چھوڑ دیا۔ احمد بن موسیٰ بن بغا جب الحزیرہ روانہ ہوا تو موسیٰ بن اتامش کو اس نے دیار ربیعہ پر والی بنایا تھا۔ اسحاق کو یہ ناگوار ہوا اور اس سبب سے اس نے اس کا لشکر چھوڑ دیا۔ اور بلد چلا گیا۔ یعقوبی نے کردوں پر حملہ کر کے انھیں شکست دی اور ان کا مال لے لیا۔ چنانچہ وہ اس سے قوی ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے مساور الشاری کے بیٹے کا مقابلہ کیا پھر اسے بھی قتل کر ڈالا۔

اسی سال شوال میں اہل حمص نے اپنے عامل عیسیٰ الکفری کو قتل کر دیا۔

موسیٰ بن اتامش کی گرفتاری:

اسی سال احمد بن طولون کے غلام احمد نے موسیٰ بن اتامش کو قید کر لیا۔ یہ اس طرح ہوا کہ لولو بنی تمیم کے ٹیلے پر مقیم تھا۔ موسیٰ بن اتامش راس العین میں تھا۔ موسیٰ نشے کی حالت میں رات کے وقت نکلا کہ ان پر حملہ کرے۔ وہ لوگ پوشیدہ ہو گئے۔ اسے پکڑ کے قید کر لیا اور الرقہ بھیج دیا۔ لولو نے احمد بن موسیٰ اور اس کے سرداروں کا اور جو اعراب ان کے ساتھ تھے۔ ان کا شوال میں مقابلہ کیا۔ لولو کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت بڑی جماعت قتل کی گئی۔ ابن صفوان العقیلی اور اعراب احمد بن موسیٰ کے لشکر کے اسباب کی طرف لوٹے کہ اسے لوٹ لیں۔ ان پر لولو کے ساتھی نوٹ پڑے۔ ان میں سے بچ جانے والوں کے بھاگنے کی خبر قیسیا پہنچی۔ پھر وہ لوگ بغداد اور سامرا چلے گئے۔ وہاں ذی القعدہ میں آئے۔ ابن صفوان باو یہ میں بھاگ گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور بہتر کے درمیان جنگ ہوئی۔ یہ واقعہ اسی سال کے شوال میں ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے بہتر کو شکست دی وہ بغداد چلا گیا۔

اسی سال جرجان میں الحسن بن زید پر الجحتمانی نے الحسن کی غفلت میں حملہ کیا۔ الحسن بھاگ کے آمل میں چلے گئے۔ الجحتمانی جرجان اور طبرستان کے بعض اطراف پر غالب آ گیا۔ یہ اسی سال کے جمادی الآخرہ ورجب میں ہوا۔

اسی سال الحسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن حسن الاصغر العقیقی نے اہل طبرستان کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ یہ اس طرح ہوا کہ الحسن بن زید نے اپنے جرجان روانہ ہونے کے وقت عقیقی کو ساریہ میں اپنا نائب بنایا تھا۔ جرجان میں الجحتمانی اور الحسن کا واقعہ ہوا تو عقیقی نے ساریہ میں یہ ظاہر کیا کہ الحسن قید ہو گئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو ایک جماعت نے اس سے بیعت کر لی۔ الحسن بن زید آئے تو اس نے جنگ کی۔ الحسن نے اس کے لئے حیلہ کیا یہاں تک کہ قید ہوئے اور اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال الجحتمانی نے اہل جرجان کے تاجروں کے مال لوٹ لئے، شہر میں آگ لگا دی۔ اسی سال الجحتمانی اور عمرو بن اللیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں الجحتمانی عمرو پر غالب آیا اور اسے شکست دی۔ نیشاپور میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے عمرو کے عامل کو نکال دیا۔ ان لوگوں کی ایک جماعت کو وہاں قتل کر دیا جو عمرو کی جانب مائل تھے۔ جعفریہ اور علویہ کا مدینہ میں فتنہ:

اسی سال جعفریہ اور علویہ کے درمیان مدینے اور اس کے نواح میں فتنہ ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مدینہ اور وادی القرئی اور اس کے نواح کے معاملات کا منتظم اس سال اسحاق بن محمد بن یوسف الجعفری تھا۔ اس نے اپنی جانب سے وادی القرئی پر عامل مقرر کیا۔ اہل وادی القرئی نے اسحاق بن محمد کے عامل پر حملہ کر کے اسے اور اسحاق کے دو بھائیوں کو قتل کر دیا اسحاق وادی القرئی کی جانب نکلا تو اسے مرض لاحق ہوا اور وہ مر گیا۔ مدینے کے معاملات کا منتظم اس کا بھائی موسیٰ بن محمد ہوا۔ اس پر الحسن بن موسیٰ بن جعفر نے خروج کیا۔ اس کو اس نے آٹھ سو دینار سے راضی کر لیا۔ اب الحسن بن زید والی طبرستان کے بچا کے بیٹے ابوالقاسم احمد بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید نے حملہ کر کے موسیٰ کو قتل کر دیا اور مدینے پر غالب آ گیا۔ احمد بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید وہاں آئے مدینے کا انتظام کیا۔ نرخ گراں ہو گیا تھا۔ غلہ منگانے کا سامانے کیا۔ تجار کے مال کی

ذمہ داری کی اور مال گزاری معاف کر دی۔ جب نرخ ارزاں ہو گیا مدینہ پر امن ہو گیا۔ خلافت نے ابن ابی الساج کے وہاں آنے تک الحسنی کو مدینے کا والی بنادیا۔

اسی سال اعراب نے غلاف کعبہ پر حملہ کیا۔ اسے لوٹ لیا۔ ان سے بعض لوگ صاحب الزنج کے پاس چلے گئے۔ حجاج کو نہایت سخت تکلیف پہنچی۔

اسی سال روم نے دیار ربیعہ کی جانب خروج کیا۔ پھر لوگوں کو بھگا یا گیا۔ وہ ایسی سردی اور ایسے وقت میں بھاگے کہ راستہ چلنا دشوار تھا۔

اسی سال سیمانائب احمد بن طولون نے سرحد شام پر تین سو آدمیوں کے ساتھ جو اہل طرسوس میں سے تھے جہاد کیا۔ ان

پردشمن نے کہ تقریباً چار ہزار تھے بلاد ہرقلہ میں خروج کیا۔ اور انھوں نے شدید قتال کیا۔ مسلمانوں نے دشمن کی تعداد کثیر کو قتل کر دیا۔ اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت پر بھی مصیبت آئی۔

ابن کنداجیق اور اسحاق بن ایوب کی جنگ:

اسی سال اسحاق بن کنداجیق اور اسحاق بن ایوب کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں ابن کنداجیق نے اسحاق بن ایوب کو شکست دی۔ اسے اس نے نصیبین پہنچا دیا۔ اور جو کچھ اس کے لشکر میں تھا سب لے لیا۔ اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ ابن کنداجیق نے اس کا تعاقب کیا۔ نصیبین گیا۔ اور اسحاق بن ایوب اس سے بھاگا۔ اس کے خلاف عیسیٰ بن الشخ سے جو آمد میں تھا اور ابوالمغراء بن موسیٰ بن زرارہ سے جو ازرن میں تھا مدد مانگی۔ وہ لوگ ابن کنداجیق کے خلاف آپس میں مددگار ہو گئے۔ خلافت نے یوسف بن یعقوب کے ہمراہ ابن کنداجیق کو موصل اور دیار ربیعہ اور آرمینہ پر خلعت اور جھنڈا بھیجا۔ ان لوگوں نے صلح کی درخواست کی۔ ابن کنداجیق کو دولا کھ دینا اس شرط پر دینے کو کہا کہ وہ انھیں ان کے خدمات پر باقی رکھے۔

اسی سال محمد بن ابی الساج کے آیا۔ ابن الخزومی نے جنگ کی۔ ابن ابی الساج نے شکست دی اور اس کے مال کو حلال کر لیا۔ یہ اسی سال یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ ۲۶۶ھ) کو ہوا۔

اسی سال کیغلف الجبل روانہ ہوا اور یاکتر الدینور واپس آیا۔ اسی سال کیغلف قائد الزنج کے ساتھی رام ہرمز میں داخل ہوئے۔

رام ہرمز کی تباہی:

اس کے قبل محمد بن عبید اللہ الکروی اور علی بن ابان خبیث کے ساتھی کا وہ معاملہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب کہ ان دونوں نے اپنی جانب سے صلح پر اتفاق کیا تھا۔ مذکور ہے کہ محمد سے علی اپنے دل میں کینہ رکھتا تھا۔ جب کہ وہ اپنے اس سفر میں تھا اور اس کے شرکی گھات میں تھا۔ محمد بن عبید اللہ معاملے کو سمجھ گیا۔ چاہتا تھا کہ بچ نکلے۔ اس نے خبیث کے بیٹے انکلائے سے درخواست کی کہ وہ خبیث کو لکھے کہ علی کو انکلائے کے ماتحت کر دے کہ علی کا اقتدار زائل ہو جائے۔ اسے یہ بھیجا۔ اس امر نے علی بن ابان کے غصہ و کینہ کو بڑھا دیا۔ اس نے خبیث کو لکھا جس میں محمد کا تعارف کرایا تھا اور خبیث کو صحیح خبر پہنچائی تھی کہ علی کے بد عہدی پر محمد اصرار کرتا ہے علی نے خبیث سے محمد پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی بھی کہ اس معاملے میں سے اس نواح کا خراج علی کے پاس روانہ کرنے کی درخواست کو ذریعہ بنایا جائے خبیث نے اجازت دے دی۔ علی نے محمد بن عبید اللہ کو مال روانہ کرنے کو لکھا۔ اس نے علی کو ٹالا۔ علی نے تیاری کی اور اس کی جانب روانہ ہوا۔ رام ہرمز پر حملہ کیا۔ محمد بن عبید اللہ اس زمانے میں وہیں مقیم تھا۔ محمد کی جانب سے مدافعت نہیں ہوئی۔ وہ بھاگ گیا۔ اور علی رام ہرمز میں داخل ہو گیا۔ اور اس کو غارت کر کے تباہ کر ڈالا۔ محمد بن عبید اللہ اپنی اربق و میلیم کی انتہائی جائے پناہ چلا گیا۔ علی فتح مند ہو کے واپس ہوا۔ جو کچھ علی سے صادر ہوا اس نے محمد کو خوف زدہ کر دیا۔ اس نے اسے صلح کے لئے لکھا۔ علی نے خبیث کو اس کی خبر دی۔ اس نے قبول کرنے اور محمد کو روانگی مال پر مجبور کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن عبید اللہ نے اسے دولا کھ درہم روانہ کئے۔ علی نے وہ خبیث کو روانہ کر دیئے۔ محمد بن عبید اللہ اور اس کے اعمال سے باز آ گیا۔

محمد بن عبید اللہ کا ضمانت دینے سے انکار:

اسی سال الداربارج کے کردوں کی خبیث سے جنگ ہوئی جس میں انھیں زنجیوں کو شکست ہوئی اور وہی پسپا ہوئے۔

محمد بن عبید اللہ بن آزاد مرد سے مذکور ہے کہ اس نے علی بن ابان کو اس مال کے روانہ کرنے کے بعد جس کی مقدار ہم نے پہلے بیان کی ہے اور علی کے اس سے اور اس کے اعمال سے باز آ جانے کے بعد ایک خط لکھا جس میں اس سے اس شرط پر موضع الدار بان کے کاشتکاروں کے خلاف مدد کی درخواست کی تھی کہ ان لوگوں کا مال غنیمت اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ علی نے خبیث کو لکھا جس میں اس کام کے لئے اٹھنے کی درخواست کی تھی۔ اس نے اسے یہ لکھا کہ الخلیل بن ابان اور بہوذ بن عبد الوہاب کو روانہ کر دے اور تو خود وہیں ٹھہر اپنے لشکر کو روانہ نہ کر جب تک تجھے محمد بن عبید اللہ کی جانب سے ان ضمانتوں کی وجہ سے پورا بھروسہ نہ ہو جائے جو اس کی جانب سے تیرے قبضے میں ہوں۔ جن کی وجہ سے تو اس کی بدعہدی سے مامون رہے۔ کیوں کہ تو نے اس سے بدی کی ہے اور انتقام سے محفوظ نہیں ہے علی نے محمد بن عبید اللہ کو حسب الحکم لکھ دیا اور اس سے ضمانتیں مانگیں۔ محمد بن عبید اللہ نے اس پر قسمیں کھائیں۔ عہد و پیمان کیا مگر ضمانت نہ دی۔

کرد بمقابلہ زنج:

علی کو مال غنیمت کی حرص نے برا بیخندہ کیا۔ جس کا محمد بن عبید اللہ نے اسے لالچ دلایا تھا۔ اس نے لشکر روانہ کر دیا وہ لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ ہمراہ محمد بن عبید اللہ کے آدمی بھی تھے یہاں تک کہ مقام مقصود پہنچ گئے۔ باشندے نکلے اور جنگ چھڑ گئی۔ شروع میں کردوں پر زنجی غالب آ گئے۔ پھر کردوں نے بہادری ظاہر کی محمد بن عبید اللہ کے ساتھیوں نے ان کی مدد ترک کر دی وہ متفرق ہو گئے اور شکست کھا کے مجبوراً بھاگے۔

زنجیوں کی شکست و پسپائی:

محمد بن عبید اللہ نے ان کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا تھا جنہیں بھاگنے کے وقت روکنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے روکا۔ ان پر حملہ کیا۔ ان سے مال غنیمت حاصل کیا۔ ان کے ایک گروہ کو گھوڑوں سے اتار دیا اور وہ گھوڑے لے لئے۔ زنجی بد حالی کے ساتھ لوٹے۔ اہمہلی نے خبیث کو اپنے ساتھیوں کی مصیبت لکھی۔ اس نے بڑی درستی سے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی حکم دیا تھا کہ محمد بن عبید اللہ کی طرف مائل نہ ہو۔ اپنے اور اس کے درمیان ضمانتوں کو وثیقہ بنا۔ مگر تو نے میرے حکم کو نہ مانا اور خواہش نفس کی پیروی کی۔ یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اور تیرے لشکر کو ہلاک کیا۔

صاحب الزنج کی ابن عبید اللہ کو دھمکی:

خبیث نے محمد بن عبید اللہ کو لکھا کہ علی بن ابان کے لشکر کے خلاف تیری تدبیر مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ تو نے جو کچھ کیا ہے اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ خبیث کے خط کے مضمون سے ڈر کے محمد بن عبید اللہ سے عاجزی کے ساتھ نیاز نامہ بھیجا۔ گھوڑے جو میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے علی کی جماعت چھوڑ گئی تھی۔ سب روانہ کر دیئے اور لکھا کہ میں اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ اس جماعت کے پاس گیا جنہوں نے الخلیل اور بہوذ پر حملہ کیا تھا۔ انہیں ڈرا دھمکا کہ یہ گھوڑے واپس لئے۔ خبیث اس پر اور بھی غضب ناک ہوا اور اسے خط لکھا جس میں ایسے زبردست لشکر کی دھمکی دی تھی کہ اسے تیروں پر رکھ لے گا۔ محمد نے عاجزی و زاری کا دوسرا خط بھیجا اور بہوذ کو پیام بھیجا جس میں اس سے مال کی ذمہ داری کی اور محمد بن یحییٰ الکرمانی سے بھی اسی قسم کی ذمہ داری کی۔

ابن عبید اللہ کی صاحب الزنج سے معذرت:

محمد بن یحییٰ اس زمانے میں علی بن ابان پر غالب تھا اور اپنی رائے پر اسے چلاتا تھا۔ بہوذ علی بن ابان کے پاس گیا محمد بن یحییٰ

انکرمانی نے اس کی مدد کی۔ دونوں نے مل کے محمد بن عبید اللہ کے بارے میں علی کا خیال تبدیل کر دیا۔ جو غصہ اور کینہ اسے تھا دونوں نے اس کی تسلی کر دی۔ پھر وہ دونوں خبیث کے پاس گئے۔ پہنچے تو اسی وقت محمد بن عبید اللہ کا نیاز نامہ بھی پہنچا۔ ان دونوں نے اسے نشیب و فراز سمجھایا۔ آخر کار خبیث نے ظاہر کیا کہ ان کی بات مان لے گا اور محمد بن عبید اللہ سے اس کی مرضی کے مطابق درگزر کرے گا۔ اور کہا کہ میں اس کے بعد اس کی معذرت قبول کرنے والا نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے (کی مسجدوں) کے منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھے۔

بہبود اور انکرمانی اسی قول و قرار کے ساتھ واپس ہوئے اور محمد بن عبید اللہ کو اس کی اطلاع کر دی اس نے تمام امور منظور کر لئے جن کی خبیث نے خواہش کی تھی۔ اور منبروں پر اس کے واسطے دعا کرنے میں فریب کرنے لگا۔

مسرور ابلیخی کی ابان کی جانب پیش قدمی:

علی نے ایک مدت تک ٹھیر کے متوٹ اتنا محفوظ تھا اور باشندے انبوه درانبوه اس کثرت سے مدافعت پر آمادہ تھے کہ علی کی طاقت طاق ہو گئی۔ وہاں سے نامراد لوٹا۔ اب اس نے سیڑھیاں اور ایسے آلات بنوائے جن کے ذریعے سے شہر پناہ پر چڑھ سکے۔ اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور پوری تیاری کر لی۔

مسرور ابلیخی کو علی کا ارادہ معلوم ہو گیا تھا۔ وہ اس زمانے میں کورالا ہوا میں مقیم تھا۔ جب علی دوبارہ روانہ ہوا تو مسرور بھی اس کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے پاس غروب آفتاب سے کچھ ہی قبل آیا۔ علی وہاں مقیم تھا۔ علی کے ساتھیوں نے مسرور کے لشکر کا ابتدائی حصہ دیکھا تو بری طرح بھاگے۔ اپنے تمام آلات چھوڑ دیئے جنھیں لا کر لائے تھے۔ بہت بڑی جماعت قتل ہوئی۔ علی بن ابان نکالا ہوا واپس ہوا تھوڑی دیر ٹھیرا تھا کہ ابواحمد کے آنے کی پے درپے خبریں آنے لگیں۔ متوٹ سے واپس آنے کے بعد علی کو کسی جنگ کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ ابواحمد نے سوق الخیمس اور طہیثا کے علاقے فتح کر لئے۔ وہ اس خط کی وجہ سے واپس گیا جو خبیث کے پاس آیا تھا اور جس میں بڑی شتابی کے ساتھ مع لشکر کے اس کو اپنے پاس بلایا تھا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۷ھ کے واقعات

محمد بن طاہر کی اسیری:

اس سال جو واقعات ہوئے۔ ان میں سے محمد بن طاہر بن عبد اللہ اور اس کے چند گھروالوں کی قید ہے۔ احمد بن عبد اللہ الجحسانی کے عمرو بن الیث کو شکست دینے اور عمرو بن الیث کے محمد بن طاہر پر الجحسانی اور الحسین بن طاہر سے خط و کتابت کرنے کی تہمت کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ الحسین اور الجحسانی نے خراسان کے منبروں پر محمد بن طاہر کے لئے دعا کی۔

اسی سال ابو العباس ابن الموفق دجلہ کے اکثر دیہات پر غالب آیا جن پر قائد الزنج کا افسر سلیمان بن جامع قابض ہو گیا۔

ابو العباس کی زنجیوں پر فوج کشی:

محمد بن الحسن نے محمد بن حماد کے واسطے سے بیان کیا کہ جب زنجی واسط میں داخل ہوئے اور وہاں ان سے وہ سرزد ہوا جس

کا ذکر اس کے قبل ہو چکا ہے۔ اس کی خبر ابو احمد بن التوکل کو پہنچی۔ اس نے جنگ کے لئے نواح واسط میں اپنے بیٹے ابو العباس کو نامزد کیا۔ ابو العباس نے جلدی کی۔ نکلنے کا وقت آیا تو ماہ ربیع الآخر ۲۶۶ھ میں ابو احمد سوار ہو کے بستان موسیٰ الہادی گیا۔ ابو العباس کے ہمراہی اس کے روبرو پیش کئے گئے۔ وہ ان کی تعداد سے واقف ہوا تمام سوار و پیادہ دس ہزار تھے جو نہایت اچھی حالت اور عمدہ شکل اور عمدہ تیاری میں تھے ان کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں اور پیادہ لشکر کے لئے عبور کرنے کے عارضی پل بھی تھے۔ ہر شے ایسی تھی کہ اس کی صنعت نہایت مضبوط کی گئی تھی۔ ابو العباس بستان الہادی سے روانہ ہوا۔ ابو احمد کی مشایت کے لئے سوار ہوا۔ یہاں تک کہ ابو العباس الفرک میں اتر اور ابو احمد واپس ہوا۔ ابو العباس الفرک میں چند روز مقیم رہا۔ تعداد پوری ہو گئی۔ ساتھی مل گئے تو المدائن گیا۔ وہاں شہر کے دیر عاقول پہنچا۔

محمد بن حماد کا بیان:

محمد بن حماد نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی اسحاق بن حماد اور ابراہیم بن محمد بن اسماعیل الہاشمی عرف بریہ اور محمد بن شعیب الاشتمیام نے روایت کی ہے۔ اس مہم میں ابو العباس کے ساتھ جو کثیر جماعت تھی سب اس روایت میں شریک ہیں۔ تمام روایتیں مجموعی طور پر ملتی جلتی واقع ہوئی ہیں مفاد یہ ہے کہ ابو العباس دیر العاقول میں اتر تو اس کے پاس نصیر عرف ابو حمزہ عمدہ دار کشتی کی عرض داشت پہنچی جسے اس نے اپنے مقدمے پر روانہ کر دیا تھا اس میں یہ تھا کہ سلیمان بن جامع مع سوار و پیادہ چھوٹی پڑی کشتیاں لئے ہوئے اس طرح آیا کہ الجبائی اس کے مقدمے پر ہے وہ اس جزیرے میں اتر ا جو بردواد کے سامنے ہے سلیمان بن موسیٰ الشعرانی مع سوار و پیادہ و کشتی نہر ابان میں آ گیا ابو العباس نے کوچ کیا۔ جرجرایا آیا۔ فم الصلح کا رخ کیا۔ الظہر پہنچا۔ وہاں سے الصلح آیا اور دریافت حال کے لئے مخروں کو روانہ کیا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کے لشکر کی آمد کی خبر دی کہ ان کا ابتدائی حصہ الصلح میں اور آخری حصہ زمرین واسط بستان موسیٰ بن بغا میں ہے۔ یہ سن کے ابو العباس شاہراہ عام سے ہٹ کے چلنے لگا۔ اس کے ساتھی قوم کے ہراول سے ملے تو ان سے پسپا ہو گئے۔ غنیم کو طمع لاحق ہوا اور دھوکے میں پڑ کے ان لوگوں کا اچھی طرح تعاقب کیا کہتے تھے کہ لڑنا ہے تو کسی دوسرے امیر کو تلاش کرو۔ تمہارے امیر نے تو اپنے آپ کو شکار میں مشغول کر لیا ہے۔

ابو العباس بن ابی احمد کی پہلی فتح:

الصلح میں ابو العباس کے قریب جب غنیم آ گئے تو وہ اپنے ہرکاب پیادہ و سوار کے ساتھ ان پر نکل پڑا۔ حسب الحکم نصیر سے پکار کے کہا گیا کہ تو کب تک ان کتوں سے تاخیر کرے گا۔ ان لوگوں کی جانب پلٹ۔ نصیر ان کی طرف لوٹا۔ ابو العباس ایک کشتی پر سوار ہوا۔ محمد بن شعیب الاشتمیام بھی ہرکاب تھا۔ ان لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ وہ بھاگے اللہ نے ابو العباس اور اسے کے ساتھیوں پر فضل کیا۔ وہ انھیں قتل کر رہے اور بھگا رہے تھے۔ وہ لوگ قریہ عبد اللہ میں آئے جو میدان مقابلہ سے چھ فرخ کے فاصلے پر تھا۔ پانچ چھوٹی کشتیاں اور چند بڑی کشتیاں لے لیں ایک جماعت نے امن مانگ لیا۔ کچھ قیدی گرفتار ہوئے جو کچھ کشتیوں میں پایا گیا سب ڈوب دیا گیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو ابو العباس بن ابی احمد کو ہوئی۔

سلیمان بن جامع کی پسپائی:

جنگ ختم ہو گئی تو ابو العباس کو اس کے سرداروں اور دوستوں نے اس قوم کی نزدیکی سے ڈر کر یہ مشورہ دیا کہ اپنی چھاؤنی اس

مقام پر قائم کرے جہاں الصلح سے پہنچا تھا، مگر اس نے انکار کیا کہ میرے قیام کا واسطہ تو واسطہ ہی سے ہے۔ سلیمان بن جامع اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ اور ان پر خدا کی مار پڑ گئی تو سلیمان بن موسیٰ الشحرانی نہر ابان سے بھاگ کے سوق النخیس آیا۔ سلیمان بن جامع نہر الامیر چلا گیا۔

ابوالعباس کی واسطہ میں آمد:

جماعت نے جب ابوالعباس کا مقابلہ کیا تھا تو آپس میں رائے لی تھی کہ یہ نو جوان ہے جسے نہ جنگوں کا زیادہ تجربہ ہے اور نہ ان کی عادت ہے۔ اس لئے مناسب رائے یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی پوری طاقت سے اس کا قصد کریں اور پہلے ہی مقابلے میں پسپا کرنے کی کوشش کریں شاید یہ اسے خائف کر دے اور ہمارے مقابلے سے اس کے واپس ہونے کا سبب ہو جائے۔ اس فیصلے کے مطابق سب نے جمع ہو کے خوب کوشش کی مگر اللہ نے ان کے دل میں خوف و رعب ڈال دیا ابوالعباس جنگ کے دوسرے دن سوار ہوا اور واسطہ میں نہایت عمدہ شکل سے داخل ہوا۔ یہ جمعے کا دن تھا۔ اس نے قیام کیا۔ وہاں نماز جمع ادا کی۔ خلق کثیر نے امن کی درخواست کی وہاں سے العمر کی جانب اتر اوجو واسطہ سے ایک فرسخ پر ہے، چھاؤنی پر غور کیا کہ میں اپنی چھاؤنی واسطہ کے نیچے قائم کروں گا۔ کہ اس کے اوپر جو لوگ ہیں یہ انھیں بے خوف کر دے نصیر عرف ابو حمزہ اور الشاہ بن کمال نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ اپنا مقام واسطہ سے اوپر کرے۔ مگر وہ اس سے باز رہا۔ اور ان دونوں کو جواب دیا کہ میں تو سوائے العمر کے اور کہیں نہیں اتروں گا۔ لہذا تم دونوں دہانہ بردواد میں اترو۔

ابوالعباس کے زنجیوں سے معرکے:

ابوالعباس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے اور ان کی رائے سننے سے انکار کیا۔ العمر میں اتر ا۔ چھوٹی کشتیاں لینے کی دھن لگی۔ صبح و شام غنیم سے لڑتا تھا۔ اس نے اپنے خاص غلاموں کو کشتیوں میں ترتیب دیا تھا۔ ہر ایک کشتی میں دو دور کھے۔ پھر سلیمان نے تیاری کی۔ اور اپنے ساتھیوں کو تقسیم کر کے تین سمتوں میں مامور کیا۔ ایک فرقہ نہر ابان سے آیا۔ ایک برترتا سے اور ایک بردواد سے۔ ابوالعباس نے ان کا مقابلہ کیا۔ کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ بھاگے۔ ان کی ایک جماعت سوق النخیس میں رہ گئی اور ایک مازروان میں۔ ایک جماعت برترتا کے راستے چلی۔ دوسروں نے المادیان کو اختیار کیا۔ جو المادیان کے راستے جا رہے تھے۔ ایک جماعت نے ان کو روکنا چاہا مگر وہ نہر کے۔ ابوالعباس نہر مساور میں آیا۔ پھر واپس ہوا۔ گاؤں اور سڑکوں پر ٹھہرتے مقام کرتے سفر کرتا رہا۔ ہمراہ رہر بھی تھے۔ لشکر میں پہنچا تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو آرام دینے کے لئے ٹھہر گیا۔

زنجیوں کے حملہ کی اطلاع:

ایک مخبر نے آ کے خبر دی کہ زنجی جمع ہو کے حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ایک لشکر کو تین سمتوں سے لانے والے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ابوالعباس ایک مغرور نو جوان ہے۔ جو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ ان کی رائے پوشیدہ لشکروں کے چھپانے اور ان تینوں سمتوں سے دھاوا کرنے پر متفق ہو گئی ہیں ہم نے ذکر کیا۔ ابوالعباس نے حفاظت کا سامان اور تیاری کر لی۔ زنجی مقابلے کو اس طرح آئے کہ تقریباً دس ہزار کا لشکر برترتا میں اور تقریباً اتنی ہی تعداد قس ہٹا میں پوشیدہ کر دی تھی۔ بیس کشتیوں کو اس لشکر کی جانب پہلے روانہ کر دیا تھا کہ ان سے اہل لشکر دھوکا کھائیں اور ان مقامات سے آگے بڑھ جائیں جہاں زنجی فوجیں پوشیدہ ہیں۔

ابوالعباس کی پیش قدمی:

ابوالعباس نے تعاقب سے لوگوں کو روکا۔ زنجیوں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ ان کا داؤ نہیں چلا تو الجبائی اور سلیمان چھوٹی بڑی کشتیوں میں نکلے۔ ابوالعباس نے اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کیا تھا۔ اس نے نصیر عرف ابو حمزہ کو حکم دیا کہ چھوٹی کشتیوں میں نکلے۔ اور ابوالعباس گھوڑے سے اتر گیا۔ چھوٹی سی ایک کشتی منگائی جس کا نام الغزال تھا۔ محمد بن شعیب کو اس کشتی کے لئے ملاحوں کے انتخاب کا حکم دے کے سوار ہو گیا۔ مخصوص ساتھیوں اور غلاموں کی ایک جماعت کو منتخب کر کے نیزے دے دیئے۔ سواروں کو نہر کے کنارے کنارے سامنے چلنے کا حکم دیا کہ تم اس وقت تک چلنا نہ چھوڑو جب تک کہ ممکن نہ ہو۔ یہاں تک کہ نہریں تمہارے راستے کو قطع کر دیں گھوڑوں کے عبور کرانے کا حکم دیا جو بردوا میں تھے۔

ابوالعباس اور زنجیوں کی جنگ:

دونوں فریق میں جنگ چھڑ گئی۔ قریہ الرمل کی حد سے الرصافہ تک معرکہ جنگ تھا۔ زنجیوں کو شکست ہوئی۔ ابوالعباس کے ساتھیوں نے چودہ کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ اس دن ہلاکت کے قریب پہنچنے کے بعد الجبائی اور سلیمان پایادہ ہو کے بچ گئے۔ دونوں کے گھوڑے مع سامان چار جامہ وغیرہ لے لئے گئے۔ زنجی اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ طہیثا میں آئے۔ اسباب و سامان جو کچھ ساتھ تھا سب چھوڑ دیا۔ ابوالعباس نے لوٹ کے اپنی چھاؤنی العمر میں قیام کیا۔ جو چھوٹی بڑی کشتیاں لی تھیں ان کے درست کرنے اور لوگوں کے ان میں ترتیب سے بٹھانے کا حکم دیا۔ اور اس کے بعد زنجی بیس دن تک اس طرح ٹھہرے کے کوئی شخص ظاہر نہ ہوتا تھا۔

خس پوش کنوئیں:

الجبائی ہر تیسرے دن مخبروں کے ہمراہ آتا اور لوٹ جاتا۔ اس نے نہر سنداد کے اوپر کچھ کنوئیں کھودے تھے جن میں لوہے کی سیخیں لگا دی تھیں انھیں بوریوں سے ڈھانک دیا تھا۔ اور ان کے مقامات کو چھپا دیا تھا۔ یہ خس پوش کنوئیں بحظ مستقیم رہ گزریں تھے کہ ان پر سے گزرنے والے ان میں گر پڑیں۔ لشکر گاہ کے کنارے کنارے سپاہیوں کے مقابلے میں آیا کرتا کہ لشکر اس کی تلاش میں نکلے۔ ایک دن آیا لشکر نے اسے تلاش کر لیا۔ تعاقب میں دوڑے تو ایک خس پوش کنوئیں میں ایک فرغانی سردار کا گھوڑا گر گیا۔ آخر یہ راز کھل گیا۔ سپاہی بچ گئے اور اس راستے کا چلنا ہی چھوڑ دیا۔

سلیمان کی صاحب الزنج سے امداد طلبی:

روزانہ صبح کے وقت لشکر سے جنگ کے لئے زنجی آیا کرتے۔ نہر الامیر پر بہت بڑی جماعت کے ساتھ اپنا لشکر قائم کیا تھا۔ جب یہ ان کے لئے مفید نہ ہوا تو بقدر ایک ماہ لڑائی سے رکے رہے۔ سلیمان نے صاحب الزنج کو لکھا کہ کشتیوں سے مدد دے جن میں سے ہر کشتی کے لئے چالیس چالیس کھینے کی لکڑیاں ہوں۔ تقریباً بیس دن کے اندر چالیس ایسی کشتیاں آئیں جن میں دودو لڑنے والے تھے۔ ملاحوں کے پاس تلواریں نیزے اور ڈھالیں تھیں۔ ابوالعباس کے لشکر کے ارد گرد الجبائی پھرتا رہتا۔ ہر روز جنگ کے لئے لوٹ لوٹ کے آتے۔ ابوالعباس کے سپاہی مقابلے کو نکلے تو بھاگ جاتے، ٹھہرتے نہ تھے، وقتاً فوقتاً خبر آتے۔ پل کاٹ جاتے۔ لشکر سے جو ٹکلتا اسے تیر مارتے۔ پہرے کی کشتیوں میں اسے جو نصیر کے ساتھ تھیں جو پاتے اسے آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح بقدر دو ماہ رہے۔

ابوالعباس کی حکمت عملی:

ابوالعباس نے مناسب سمجھا کہ قریہ الرمل میں کمین گاہ کرے۔ کشتیاں پہلے سے بھیج دیں کہ زنجی ان کے لالچ میں آ جائیں۔ ابوالعباس کے لئے ایک کشتی تیار کی گئی۔ ان کشتیوں میں اس کے غلاموں کی وہ جماعت سوار کی گئی جن کا اس نے انتخاب کیا تھا اور ان کی شجاعت کو سمجھ لیا تھا۔ بدر اور مونس کو ایک کشتی میں۔ رشیق الحجاجی اور یمن کو ایک کشتی میں خفیف اور یسر کو ایک کشتی میں۔ نذیر اور وصیف کو ایک کشتی میں سوار کیا۔ پندرہ کشتیاں تیار کیں۔ ہر کشتی میں دو مجاہد تھے۔ انھیں لشکر کے آگے کیا۔ زنجیوں کی کشتیوں پر ابوالعباس کا قبضہ:

محمد بن شعیب الاشتمیام نے کہا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس روز آگے گئے تھے۔ زنجیوں نے آگے جانے والی چند کشتیاں اور چند قیدی گرفتار کر لئے۔ میں تیز چلا اور بلند آواز سے پکارا کہ قوم نے ہماری کشتیاں گرفتار کر لی ہیں۔ ابوالعباس نے میری آواز سن لی۔ اس وقت ناشتہ کر رہا تھا۔ سنتے ہی کشتی کی جانب اٹھ کھڑا ہوا جو اس کے لئے تیار تھی۔ لشکر سے آگے روانہ ہو گیا۔ ساتھیوں کے ملنے کا بھی انتظار نہ کیا، وہی ساتھ دے۔ کاجس نے غلٹ کی ہم نے زنجیوں کو پالیا۔ جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ڈر کے مارے پانی میں کود کود کے بھاگے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں کو چھڑا لیا۔ اس روز ہم نے اکتیس کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ الجبائی تین کشتیوں کے ساتھ بچ گیا۔ ابوالعباس نے اس دن اپنی کمان سے اتنے تیر چلائے کہ انگوٹھے سے خون بہنے لگا۔ اگر اس روز الجبائی کی تلاش میں کوشش کرتے تو میرا گمان یہ ہے کہ ہم لوگ اسے پالیتے۔ مگر تھکن کی شدت نے روک دیا۔

ابوالعباس کی جنگی تیاریاں:

ابوالعباس اور اس کے اکثر ساتھی اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ جب وہ اپنے لشکر پہنچا تو ان لوگوں کے لئے جو ساتھ تھے خلعت کا حکم دیا۔ زنجیوں سے جو کشتیاں چھینی تھیں درست کرائیں۔ ابو حمزہ کو حکم دیا کہ مع ان کشتیوں کے جو اس کے ساتھ ہیں دجلے میں خسر ساہور کے سامنے مقام کرے۔ ابوالعباس نے یہ مناسب سمجھا کہ مازروان و جاجیہ و نہر امیر کو خود دیکھ بھال لے۔ ان مقامات سے واقف ہو جائے اور ان راستوں کو معلوم کرے جدھر سے زنجیوں کی کشتیاں گذرتی ہیں۔ نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ مگر اس نے مازروان کا راستہ چھوڑ کے نہر الامیر کے علاقے کا قصد کیا۔ ابوالعباس اپنی کشتی میں سوار ہوا۔ اس کے ساتھ محمد بن شعیب بھی تھا۔ مازروان میں داخل ہوا اور محمد سے کہا کہ مجھے نہر میں آگے جانے دے کہ نصیر کا حال معلوم ہو۔ اس نے چھوٹی بڑی کشتیوں کو اپنے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔ الحجاجیہ کے قریب پہنچ گئے تو ہمیں نہر میں ایک کشتی دکھائی دی۔ جس میں دس زنجی تھے۔ ہم اس کی طرف تیزی سے چلے تو زنجیوں نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ کشتی ہمارے قبضے میں آ گئی۔ وہ جو سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں ہم نے ایک زنجی کو پایا اسے گرفتار کر لیا۔ نصیر اور اس کی کشتیوں کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اس نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سے کوئی بھی نہیں آئی ہمیں حیرت لاحق ہوئی۔ بقیۃ السیف زنجیوں نے بھاگ کے اپنے ساتھیوں کو ہماری خبر دی ملاحوں کو جو ہمارے ساتھ تھے کچھ بھیڑیں نظر آئیں۔ وہ ان کے لوٹنے کے لئے نکل گئے۔

زنجی سردار متاب کا حملہ:

محمد بن شعیب کا بیان ہے کہ میں تنہا ابوالعباس کے ساتھ رہ گیا۔ ہنوز کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ہمارے پاس ایک زنجی سردار جس

کا نام متاب تھا۔ ایک جماعت کے ساتھ نہر کی ایک جانب سے آیا۔ دوسری جانب سے دس زنجی آئے۔ یہ دیکھتے ہی ابو العباس نکلا دوش میں کمان ہاتھ میں تیر تھے۔ میں اپنا نیزہ لے کے نکلا جو میرے ہاتھ میں تھا۔ نیزے سے اس کی حفاظت کرنے لگا وہ زنجیوں پر تیر برسانے لگا۔ دو زنجیوں کو زخمی کیا۔ وہ لوگ حملہ کرنے لگے اور بکثرت جمع ہونے لگے۔ زیرک کی زیرکی کام آئی جو کشتیوں کے ساتھ تھا اور اس کے ہمراہ غلام بھی تھے۔ ہمیں مازروان کے دونوں جانب سے تقریباً دو ہزار زنجی گھیر چکے تھے اللہ ہی نے کفایت کی اور انھیں ذلت و پستی کے ساتھ واپس کیا۔

ملاحوں کو انتباہ:

ابو العباس نے اپنے لشکر کو لوٹا۔ ساتھیوں کو بھیڑوں گایوں اور بھینسوں میں سے بہت کچھ غنیمت میں ملا تھا۔ ان تین ملاحوں کے متعلق حکم دیا جو اس کے ساتھ تھے اور بھیڑیں لوٹنے کے لیے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ان کی گردنیں ماردی گئیں جو باقی رہے ان کی ایک ماہ کی مدد معاش روکنے کا حکم دیا۔ ملاحوں میں یہ اعلان ہوا کہ جنگ کے وقت کوئی شخص کشتیوں سے نہ نکلے جو ایسا کرے گا اس کا خون حلال ہوگا۔

ابو العباس کا چھاؤنی العمر میں قیام:

تمام زنجی بھاگ کے طہیث پہنچ گئے۔ ابو العباس العمر کی چھاؤنی میں مقیم ہو گیا۔ اس نے ہر طرف اپنے مخبروں کو پھیلا دیا تھا۔ ایک زمانے تک ٹھہرا رہا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے لشکر اور ساتھیوں کو طہیث میں جمع کیا اور محفوظ ہو گیا۔ سوق النخیس میں شعرانی نے بھی یہی کیا۔ الصیہ میں بھی ان کا بہت بڑا لشکر تھا، جن کا سردار انھیں میں کا ایک شخص نصر السندی تھا۔ وہ لوگ ہر اس چیز کو برباد کرنے لگے جس کے برباد کرنے کا راستہ پاتے تھے غلوں کو لاد لے جانے لگے۔ جن پر قادر ہوتے۔ اور ان مقامات کو آباد کرنے لگے جن میں مقیم تھے۔ ابو العباس نے اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو الصیہ کے نواح میں گھوڑوں پر روانہ کیا۔ جن میں الشاہ اور کمشجو راور الفضل بن موسیٰ بن بغا اور اس کا بھائی محمد تھے۔ ابو العباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سوار ہوا۔ نصیر اور زیرک ہمراہ تھے۔ ایک گھوڑا دشت مساور سے طریق الظہر تک عبور کر آیا گیا۔ لشکر روانہ ہو کے الہرت تک پہنچا۔ گھوڑے الہرت تک لائے گئے۔ پھر دجلے کی جانب غربی سے دیرالعمال کے راستے چلا۔

فتح الصیہ:

زنجیوں نے لشکر کو دیکھا تو ان میں سخت ہیبت ہوئی۔ انھوں نے کشتیوں میں پناہ لی۔ زیادہ نہ ٹھہرے تھے کہ چھوٹی بڑی کشتیاں آ گئیں۔ انھیں کوئی جائے پناہ نہ ملی اور امن مانگنے لگے، ایک گروہ مقتول، ایک گروہ قید ہوا۔ بعض نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ان کی کشتیاں گرفتار کر لیں جو چاولوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ان کے سردار نصر السندی کشتی کو بھی گرفتار کر لیا۔ بقیہ بھاگ گئے۔ ایک گروہ طہیث اور ایک گروہ سوق النخیس گیا۔ ابو العباس فتح مند ہو کر اپنے لشکر واپس آیا۔ اس نے الصیہ فتح کر لیا تھا اور زنجیوں کو وہاں سے نکال دیا تھا۔

زنجیوں کے فرار ہونے کی وجہ:

محمد بن شعیب نے کہا کہ جس وقت ہم لوگ الصیہ میں زنجیوں کی جنگ میں مشغول تھے کہ اسے ایک کلنگ نظر آیا۔ ایک تیر

مارا وہ زنجیوں کے سامنے گرا۔ انھوں نے اسے لے لیا۔ جب اس کے تیر لگنے کی جگہ دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ ابو العباس کا تیر تھا تو سخت خوف زدہ ہو گئے۔ یہی اس دن ان کے بھاگنے کا سبب ہو گیا۔ دوسرے راوی سے جو ہتم نہیں مذکور ہے کہ اس تیر کا واقعہ دوسرے دن کا ہے۔

ثابت بن ابی دلف کی شکست و گرفتاری:

ابو العباس کو یہ خبر پہنچی کہ عبدی میں بہت بڑا لشکر ہے جس کے سردار ثابت بن ابی دلف زنجی اور لولوزنجی ہیں ابو العباس حملہ کے ارادے سے تنہا سواروں کے ایک دستے کے ساتھ کہ جو اس کے بہادر غلاموں اور جری ساتھیوں سے انتخاب کیا گیا تھا۔ روانہ ہوا۔ اس مقام پر جہاں ان کا مجمع تھا صبح کے وقت پہنچا۔ ایسا شدید حملہ کیا کہ ان کے شجاعوں اور بہادروں میں سے مخلوق کثیر قتل ہو گئی۔ وہ بھاگے سرخیل زنج ثابت بن ابی دلف پر قابو لے گیا۔ مگر ابو العباس نے اس پر احسان کیا۔ اسے زندہ رہنے دیا اور اسے اپنے ایک سردار کے سپرد کر دیا۔ لولو کو ایک تیر لگا جس سے ہلاک ہو گیا۔ اور اس دن ان عورتوں میں سے جو زنجیوں کے قبضے میں تھیں مخلوق کثیر کو چھڑا لیا گیا۔ ابو العباس نے ان کے آزاد کرنے اور اپنے اعزہ کی طرف واپس کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ سب لے لیا جو زنجیوں نے جمع کیا تھا چھاؤنی میں پہنچ کر ابو العباس نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا کہ دم لے لیں تو سوق النخیس چلیں۔ نصیر کو بلایا۔ چلنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ نصیر نے کہا کہ سوق النخیس کی نہر تنگ ہے۔ اس لئے آپ ٹھہریے اور مجھے وہاں جانے کی اجازت دیجئے۔ کہ اس کا معائنہ کر لوں۔ ابو العباس نے اپنے والد ابو احمد کے آنے سے پہلے اسے چھوڑنے سے انکار کیا کہ وہ اس کا معائنہ کرے اور اس علم پر واقف ہو جس کی اسے وہاں سے ضرورت ہے۔ یہ واقعہ پہلے کا ہے۔

مہم سوق النخیس:

محمد بن شعیب نے کہا کہ ابو العباس نے مجھے بلا کے کہا کہ سوق النخیس میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ میں نے عرض کی کہ اگر یہ امر ناگزیر ہے تو زیادہ تعداد نہ بڑھائیے۔ جن کو اپنے ہمراہ کشتیوں میں سوار کر کے لے جائیے گا۔ تیرہ غلاموں میں سے دس تیر انداز ہوں اور تین کے ہاتھ میں نیزے ہوں۔ نہر کی تنگی کو دیکھتے ہوئے کشتیوں کی کثرت مناسب نہیں۔ ابو العباس اس کے لئے تیار ہو گیا۔ نصیر اس کے سامنے تھا۔ دشت مساور کے دہانے پر پہنچا تو نصیر کی درخواست کے مطابق اسے آگے کر دیا۔ نصیر پندرہ کشتیوں کے ساتھ داخل ہوا۔ موالی کے سرداروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام موسیٰ الجویہ تھا سامنے چلنے کی اجازت چاہی اس نے اجازت دی۔ وہ روانہ ہوا۔ ابو العباس نے بسامی دہانہ براطق نہر الرق اور اس نہر کو عبور کرنا چاہا جو رد اطا اور عبدی تک جاتی ہے۔ یہ تینوں نہریں تین جدا گانہ راستوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ نصیر نے نہر براطق کا راستہ اختیار کیا یہ وہ نہر ہے جو سلیمان بن موسیٰ الشمرانی کی بستی تک پہنچاتی ہے۔ اس کا نام اس نے السبعہ رکھا تھا۔ یہ سوق النخیس میں تھی ابو العباس اسی نہر کے دہانے پر مقیم ہو گیا۔ نصیر غائب ہو گیا۔ خبر بھی مخفی ہو گئی۔ اس مقام پر زنجیوں کی مخلوق کثیر ہم پر نکل پڑی جنھوں نے ہمیں نہر کے اندر جانے سے روکا۔ ہمارے اور شہر پناہ تک پہنچنے اور اس مقام کے درمیان جہاں ہم پہنچے تھے وہ لوگ حائل ہو گئے۔ شہر پناہ جو الشمرانی کی بستی کو گھیرے ہوئے تھی بقدر دوفرخ کے تھی۔ وہ لوگ وہیں ٹھہر کر ہم سے جنگ کرنے لگے۔ ہمارے اور ان کے درمیان صبح سے ظہر تک شدت سے جنگ ہوتی رہی وہ لوگ زمین پر تھے اور ہم لوگ کشتیوں میں تھے۔ نصیر کی خبر ہم سے مخفی تھی۔

نصیر کی سلامتی کی اطلاع:

زنجدی ہمیں یہ بری خبر سنانے لگے کہ ہم نے نصیر کو گرفتار کر لیا ہے۔ پھر تم کیا کرو گے اور ہم تمہارا پیچھا کریں گے خواہ تم کہیں جاؤ، ابو العباس نے یہ بات سنی تو غمگین ہوا۔ محمد بن شعیب نے اس سے جانے کی اجازت چاہی کہ نصیر کی خبر دریافت کرے۔ اجازت ملی تو مع بیس ملاحوں کے ایک بڑی کشتی میں روانہ ہوئے نصیر ابو حمزہ کے پاس آیا وہ ایک بند کے قریب تھا جسے ان فاسقوں نے باندھ دیا تھا۔ اسے اس حالت میں پایا کہ ان کے شہر میں آگ لگا دی تھی۔ نہایت شدید جنگ کی تھی اور اسے ان پر فتح ملی تھی۔ زنجدی ابو حمزہ کی چند کشتیوں پر قابض ہو گئے تھے۔ اس نے جنگ کر کے سب کچھ چھین لیا۔

ابو العباس کا زنجدیوں پر حملہ:

محمد بن شعیب ابو العباس کی جانب لوٹا۔ نصیر اور اس کے ہمراہیوں کی سلامتی کا مژدہ سنایا۔ اس کا حال بتایا وہ اس سے سرور ہوا۔ اس دن نصیر نے زنجدیوں کی بہت بڑی جماعت کو قید کر کے مراجعت کی اور ابو العباس کے فرود گاہ پر حاضر ہوا۔ جب نصیر لوٹا تو ابو العباس نے کہا کہ اس وقت تک یہاں سے نلنے والا نہیں جب تک کہ میں اس دن کی شب میں ان لوگوں سے قتال نہ کر لوں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان کشتیوں میں سے جو ہمراہ تھیں صرف ایک کشتی کا حکم دیا۔ بقیہ پوشیدہ رکھیں۔ انھوں نے اس کشتی کو دیکھا لالچ کیا۔ اس کا پیچھا کیا جو لوگ اس کشتی میں تھے نہایت آہستہ چلنے لگے، یہاں تک کہ زنجدیوں کو وہ کشتی مل گئی۔ اس کے بیٹھنے والوں سے چمٹ گئے۔ ملاح چلتے چلتے اس مقام تک آ گئے جہاں پوشیدہ کشتیاں تھیں۔ ابو العباس ایک بڑی کشتی میں سوار ہو گیا تھا چھوٹی کشتی کو اپنے پیچھے کر لیا تھا۔ وہ اس چھوٹی کشتی کی جانب چلا۔ زنجدی چمٹے ہوئے تھے۔ ابو العباس کو یہ کشتی مل گئی۔ زنجدی اس کے بیٹھنے والوں کو اس طرح روکے ہوئے تھے کہ تمام اطراف سے کشتی کو گھیرے ہوئے تیر اور اینٹیں پھینک رہے تھے۔

زنجدیوں کی شکست و فرار:

ابو العباس تیر و کمان سے آراستہ تھا۔ خفتان کے نیچے زرہ تھی۔ اس روز ہم نے ابو العباس کے خفتان سے پچیس تیر نکالے۔ میں نے اپنے لبادے سے جو میرے جسم پر تھا، چالیس تیر اور باقی ملاحوں کے لبادوں سے پچیس تیں۔ اللہ نے زنجدیوں کی چھ کشتیوں پر ابو العباس کو فتح دی۔ وہ کشتی بھی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی اور وہ لوگ بھاگے، ابو العباس اور اس کے ساتھی کنارے کی جانب پلٹے۔ ڈھال تلوار لے کے مجاہدین زنجدیوں پر نکل پڑے، خوف کی وجہ سے جوان کے قلوب میں جا گزیں تھا۔ اس طرح بھاگے کہ کسی طرف رخ نہ کیا۔ ابو العباس صحیح و سالم اور فتح مند واپس آیا۔ ملاحوں کو خلعت اور صلہ دیا۔ اپنی چھاؤنی العمر میں موفی کے آنے تک ٹھہرا رہا۔ ابو احمد بن متوکل کی روانگی:

اسی سال ۱۱/ صفر کو ابو احمد بن المتوکل نے الفرق میں پڑاؤ کیا۔ وہ مدینۃ السلام سے اس لئے نکلا کہ اس کا ارادہ صاحب الزنج کی جنگ کے لئے روانہ ہونے کا تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اسے یہ خبر پہنچی کہ صاحب الزنج نے اپنے ساتھی علی بن ابان المہلبی کو ایک خط لکھا ہے جس میں اسے مع تمام ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ ہیں سلیمان بن جامع کے علاقے میں جانے کا حکم دیا ہے کہ ابو العباس بن ابی احمد کی جنگ پر دونوں مجتمع ہو جائیں۔ الفرق میں ابو احمد نے چند روز تک قیام کیا۔ یہاں تک ہمرکاب لشکر اس کے ساتھ مل گئے۔ اس نے اس کے قبل چھوٹی بڑی اور بہت بڑی کشتیاں اور عارضی پل تیار کر لئے تھے۔ الفرق سے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ۲/ ربیع

الاول یوم سہ شنبہ کو مع اپنے موالی اور غلاموں اور سواروں اور پیادوں کے کوچ کر کے رومۃ المدائن پہنچا وہاں سے روانہ ہو کے السیب میں اترا پھر دیر العاقول میں پھر جرجریا میں پھر قنی میں پھر حیل میں پھر اصلح میں پھر واسطہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اترا۔ وہاں ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔

ابو احمد اور ابو العباس کی ملاقات :

وہیں اس کے بیٹے ابو العباس نے اس سے ملاقات کی جو تنہا ایک سوار دستے کے ساتھ تھا۔ جس میں اس کے سردار اور لشکر کے بڑے بڑے لوگ تھے۔ ابو احمد نے اس کے ساتھیوں کا حال پوچھا تو اس نے ان کی خیر خواہی کو بیان کیا۔ ابو احمد نے اس کے اور ان سب کے لئے خلعت کا حکم دیا۔ سب کو خلعت دیا گیا اور ابو العباس نے اپنی چھاؤنی العمر میں واپس ہو کے ایک دن قیام کیا۔ دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابو احمد نے تری کے راستے کوچ کیا۔ اس کے فرزند ابو العباس نے مع تمام ہمراہی لشکر کے جنگ کی شکل اور اس موضع میں اس سے ملاقات کی جس میں زنجیوں سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ ابو العباس ہراول بن کے چلنے لگا یہاں تک کہ اپنے لشکر گاہ واقع نہر شیر زاد میں پہنچا۔ ابو احمد بھی وہیں اتر پڑا۔ وہاں سے ۲۸/ ربيع الاول یوم پنج شنبہ کو کوچ کر کے نہر سنداد پر اترا جو قریہ عبداللہ کے مقابلے میں ہے۔ اپنے فرزند ابو العباس کو مقدمۃ الجیش بنایا۔ وہ دشت و داد کے مقابلے میں وجلے کی مشرقی جانب اترا۔ لشکر میں عطا تقسیم کر دی گئی۔ اپنے فرزند کو اپنے آگے تمام سامان جنگ لے کے دہانہ دشت مساور چلنے کا حکم دیا۔

زنجی اسیروں کا قتل :

ابو العباس اپنے منتخب سرداروں اور آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا جن میں زیرک ترک مقدم الجیش تھا۔ نصیر عرف ابو حمزہ چھوٹی بڑی کشتیوں کا افسر تھا۔ اس کے بعد ابو احمد نے مع منتخب سوار پیادہ کے کوچ کیا۔ عام لشکر اور بہت سے سوار و پیادہ کو چھاؤنی میں چھوڑ گیا۔ ابو العباس نے اس سے مع قیدیوں اور سروں اور ان مقتولین کے جنہیں اس نے اشعرانی کے ساتھیوں میں سے قتل کیا تھا۔ ملاقات کی واقعہ یوں ہوا کہ ابو احمد کے آنے سے پہلے اسی دن اشعرانی اس کے لشکر میں آیا۔ ابو العباس نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے بہتوں کو مار ڈالا اور ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ابو احمد کے حکم سے قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ دہانہ دشت مساور میں ابو احمد نے دو روز قیام کر کے ۸/ ربيع الآخر یوم سہ شنبہ کو مع اپنے ہمراہی لشکر اور اسباب جنگ کے کوچ کیا۔ اس کا ارادہ سوق الجیمس کی اس بستی کا تھا۔ جس کا نام صاحب الزنج نے المتیعہ رکھا تھا۔ بر مساور میں کشتیوں میں چلا۔ لشکر اس کے مقابل بر مساور کی مشرقی جانب چلنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اس نہر بر اطق کے مقابلے میں آ گیا جو اشعرانی کے شہر تک پہنچاتی ہے۔

ابن موسیٰ اشعرانی کی شکست و فرار :

ابو احمد نے صرف اس وجہ سے سلیمان بن جامع کی جنگ سے پہلے سلیمان بن موسیٰ اشعرانی سے ابتدا کی تھی کہ اشعرانی ابو احمد کے پیچھے تھا۔ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ ابن جامع سے ابتدا کرے گا تو اشعرانی پیچھے سے آ کے روک دے گا۔ لشکر کے عبور کرانے اور نہر بر اطق کے دونوں جانب سے چلنے کا حکم دیا۔ ابو العباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے اور اکثر لشکر کو اس کے پیچھے کر دیا۔ سلیمان اور اس کے ساتھی زنجیوں نے سوار و پیادہ لشکر کو جو نہر کے دونوں جانب چل رہے تھے۔ نیز نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں کو چلتے دیکھا۔ ابو العباس اس کے پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ انھوں نے ایک ایسی کمزور جنگ کی کہ بھاگ کے متفرق ہو گئے۔ ابو العباس کے ساتھی شہر پناہ

کی دیوار پر چڑھ گئے۔ جو ملا اس کو تلوار پر رکھ لیا۔ زنجی اور ان کے پیرو متفرق ہو گئے۔ ابو العباس کے ساتھی بستی میں داخل ہو گئے۔ بہتوں کو قتل اور بہتہروں کو قید کیا۔ بستی میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اشعرانی اور اس کے بقیہ السیف ساتھی بھاگے۔ ابو احمد کے ساتھیوں نے بطائح تک تعاقب کیا۔ مخلوق کثیر ڈوب گئی اور باقی لوگوں نے جھاڑیوں میں پناہ لی۔

ابو احمد کی فاتحانہ مراجعت:

ابو احمد نے سہ شنبہ کو قبل غروب آفتاب اپنے ساتھیوں کو اپنی چھاؤنی واپس جانے کا حکم دیا۔ خود اس طرح واپس ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار مسلمان عورتیں چھڑالی تھیں جو ان زنجی عورتوں کے علاوہ تھیں۔ جن پر سوق انہیں میں وہ فتح مند ہوا تھا۔ ابو احمد نے تمام عورتوں کو حفاظت سے واسطہ لے جانے کا حکم دیا کہ اپنے سر پرستوں کو دے دی جائیں۔ نہر بر اطق کے ارد گرد شب گذاری۔ صبح کے وقت دوسرے دن اس بستی میں گیا۔ زنجیوں کے سامان پر قبضہ کرنے اور جو کچھ اس میں تھا سب لے لینے کی اجازت دی۔ فیصل کے منہدم کرنے، خندقوں کے پائنے اور جو کشتیاں باقی تھیں۔ ان کے جلانے کا حکم دیا۔ گاؤں کے غلے، گیہوں، جو چاول، جو اشعرانی کے قبضے میں تھے سب لے کے لشکر گاہ دشت مساور کی جانب فاتحانہ کوچ کیا۔ غلوں کے فروخت کرنے اور اس کی قیمت مولیٰ اور غلاموں اور لشکر اور اہل لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا۔ سلیمان اشعرانی اور اس کے دونوں بھائی اور جو بچے تھے۔ سب بھاگ گئے۔

ابن موسیٰ اشعرانی کا صاحب الزنج کے نام خط:

اشعرانی سے اس کا لڑکا اور جو مال اس کے قبضے میں تھا چھین لیا گیا۔ وہ المذار چلا گیا۔ صاحب الزنج کو اپنا حال اپنی مصیبت اور اپنا المذار میں پناہ گزین ہونا لکھا۔ محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن ہشام عرف ابو اٹلہ الکرمانی نے کہا کہ میں دغا باز کے سامنے تھا۔ وہ باتیں کر رہا تھا۔ کہ اس کے پاس سلیمان اشعرانی کا خط المذار بھاگ جانے کے متعلق آیا۔ اس نے خط کو چاک ہی کیا تھا۔ کہ شکست پر نظر پڑی۔ شکم کی ٹٹائییں کھل گئیں۔ حاجت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر آیا، خط لیا، اسے دوبارہ پڑھنے لگا، پھر جب اس مقام پر پہنچا اٹھ کھڑا ہوا۔ چند بار یہی صورت پیش آتی رہی۔ یہ دیکھ کے مجھے عظیم الشان مصیبت کے بارے میں شک نہ رہا، مگر اس سے دریافت کرنے کو نا مناسب سمجھا۔ جب معاملے کو طول ہو گیا تو میں نے جرات کی کہ کیا یہ سلیمان بن موسیٰ کا خط نہیں ہے۔ کہا ہاں۔ وہ پشت شکن خبر لایا ہے کہ جو لوگ اس کے پاس اترے تھے انھوں نے اس پر ایسا سخت حملہ کیا کہ کوئی باقی نہ رہا، یہ خط اس نے المذار سے لکھا ہے سوائے اس کی جان کے اور کوئی شے سلامت نہ رہی۔ میں نے اس پر افسوس کیا حالانکہ اس پوشیدہ سرور کو اللہ ہی جانتا ہے جو میرے قلب کو حاصل ہوا۔ وہ بہادری ظاہر کرنے لگا۔ اور سلیمان بن جامع کو ایک خط لکھا جس میں اسے اس طرح کی مصیبت سے ڈرایا تھا۔ جو اشعرانی پر نازل ہوئی۔ اسے بیدار رہنے اور اپنے نواح کی حفاظت کرنے کا حکم دیا تھا۔

ابو العباس کا شبیل اور ابو النداء پر حملہ:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن حماد نے کہا کہ الموفق نے بر مساور کی چھاؤنی میں دو روز قیام کیا کہ اشعرانی اور سلیمان بن جامع کے حالات معلوم کرے۔ اور ابن جامع کے مستقر سے واقف ہو کوئی شخص آیا جسے اس کام کے لئے روانہ کیا تھا۔ اس نے خبر دی کہ سلیمان بن جامع الحوانیت میں مع لشکر مقیم ہے۔ اسی وقت اس نے سوار لشکر کو اراض کسکر عبور کرانے کا حکم دیا جو دجلے کی غربی جانب

ہے۔ خود خشکی کے راستے سے روانہ ہوا۔ کشتیاں الکلیہ کی جانب اتار دی گئیں۔ عام لشکر کو اور آدمیوں اور مویشی کی جماعت کثیرہ کو دہانہ دشت مساور میں چھوڑ گیا۔ بغراج کو اسی مقام پر بٹھرنے کا حکم دیا۔ ابو احمد الصبیہ آیا اور ابو العباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ تیزی کے ساتھ الحوانیت جانے کا حکم دیا کہ سلیمان بن جامع کی صحیح حالت دریافت کرے۔ اگر اسے دھوکے میں پائے تو حملہ کرے۔ ابو العباس اسی دن کی رات کو الحوانیت روانہ ہو گیا۔ مگر اس نے وہاں سلیمان کو نہیں پایا سرداران زنج میں شبیل اور ابو النداء طاقت اور شجاعت میں مشہور تھے جو اس فاسق کے ان قدیم ساتھیوں میں سے تھے جنہیں اس نے اپنے ابتدائے خروج کے زمانے میں ساتھ لیا تھا۔ سلیمان بن جامع ان دونوں سرداروں کو اپنے مقام پر ان کثیر غلوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا تھا جو وہاں تھے۔ ابو العباس نے ان دونوں سے جنگ کی اور چھوٹی کشتی کو نہر کے ایک تنگ مقام میں داخل کر دیا۔ ان کے آدمیوں میں سے مخلوق کثیر کو مقتول اور تیروں سے مجروح کیا۔ یہ لوگ سلیمان بن جامع کے نہایت منتخب اور چیدہ بہادروں میں تھے جن پر اسے اعتماد تھا۔ ان کے درمیان برابر جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رات حائل ہو گئی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ اور محمد بن حماد نے کہا کہ ابو العباس کا واقعہ کلنگ اس دن ہوا۔ جس کو محمد بن شعیب نے الصبیہ والے دن بیان کیا ہے۔

ابن جامع کی قیام گاہ کی اطلاع:

محمد بن الحسن نے کہا کہ اس قوم میں سے ایک شخص نے ابو العباس سے پناہ مانگی۔ ابو العباس نے وہ مقام دریافت کیا جہاں سلیمان بن جامع تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ طہیثا میں مقیم ہے۔ ابو العباس نے واپس ہو کر اپنے والد سے سلیمان کے اس بستی میں مقیم ہونے کی صحیح خبر بیان کی جس کا نام اس نے المنصورہ رکھا تھا۔ اور جو اس مقام میں تھا جو طہیثا کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں اس کے ہمراہ سوائے شبیل اور ابو النداء کے اس کے تمام ساتھی ہیں۔ وہ دونوں الحوانیت میں اپنے مقام پر ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ ابو احمد کو یہ معلوم ہوا تو اس نے دشت دواد کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ طہیثا کا راستہ وہیں سے تھا۔ ابو العباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے گیا۔ اور ان لوگوں کو جنہیں دشت مساور میں چھوڑا تھا یہ حکم دیا کہ سب کے سب دشت دواد جائیں۔

ابو احمد کی روانگی:

ابو احمد نے جس دن ابو العباس کو حکم دیا خود بھی اسی دن صبح سویرے کوچ کیا۔ دو روز تک چل کے ۸ ربیع الاول خرطوم جمعہ ۲۶۷ھ کو وہاں آیا۔ وہاں ٹھہر کر ان اشیاء کی اصلاح کرتا رہا جن کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ عطیات تقسیم کرنے اور پلوں کی کشتیاں درست کرنے کا حکم دیا کہ انہیں اپنے ساتھ اتارے بکثرت مزدور جمع کئے۔ بیشتر آلات ایسے فراہم کئے جن سے نہریں بند کی جاتی ہیں اور لشکر کے لئے راستے درست کئے جاتے ہیں۔ دشت دواد میں بغراج ترک کو چھوڑ دیا۔ اس نے جب دشت دواد کا ارادہ کیا تھا تو اپنے ایک غلام کو جس کا نام جعلان تھا بلا بھیجا تھا۔ جو بغراج کے ساتھ اس کے لشکر میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسے خیمے اکھاڑ کے مع ان گھوڑوں اور ہتھیاروں کے جو اس کے پاس چھوڑ دیئے گئے تھے۔ دشت دواد لے جانے کا حکم ملا۔ جعلان نے یہ کام عشاء کے آخر وقت تک پورا کر لیا۔ لوگ بے خبر و غافل تھے کہ اس نے لشکر میں منادی کرائی۔ سمجھے کہ یہ منادی بر بنائے وقوع شکست ہے۔ سب کے سب نکل پڑے۔ لوگوں نے اپنے اپنے سامانوں کو اس گمان کی وجہ سے چھوڑ دیا کہ دشمن ان کے قریب آ گیا ہے۔ کسی نے کسی کو پلٹ

کے بھی نہ دیکھا۔ سب نے دشت دواد کی چھاؤنی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ بیچ رات میں روانہ ہوئے۔ بعد کو حقیقت حال ظاہر ہوئی تو سکون و اطمینان ہوا۔

اسی سال صفر میں علاقہ قمراسین میں کیغلیغ ترک کے ساتھیوں اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی۔ کیغلیغ نے انھیں شکست دی اور وہ ہمدان کی جانب چلا گیا۔ پھر صفر میں احمد بن عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا۔ جنگ کی کیغلیغ بھاگا اور البصرہ میں پناہ لی۔

اسی سال ۲۷۰/ربیع الآخر کو ابو احمد اور اس کے ساتھی طہیثا میں داخل ہوئے سلیمان بن جامع کو وہاں سے نکال دیا۔ احمد بن مہدی البجائی قتل کیا گیا۔

طہیثا کی مہم:

محمد بن الحسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو دشت دواد میں عطا تقسیم کر کے سامان جنگ کی اصلاح کی جنہیں معر کے میں بھیجنا تھا ان کے ساز و سامان کی تکمیل کر کے طہیثا کو روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۲۷۰ ربیع الآخر ۲۶۷ھ یوم یک شنبہ کو پیش آیا۔ اس کی روانگی مع اپنے سواروں کے خشکی کے راستے تھی۔ کشتیاں مع پیادہ لشکر و اسلحہ و آلات کے اتار دی گئیں۔ عارضی پل اور چھوٹی بڑی کشتیاں بھی اتار دی گئیں۔ جو نہر مہر و ذ میں کہ قریہ الجوزیہ کے سامنے ہے لائی گئیں۔ ابو احمد وہاں اتر گیا۔ نہر مہر و ذ پر پل باندھنے کا حکم دیا۔ ایک دن رات قیام کیا۔ صبح ہوئی تو اپنے سامنے سواروں کو اور اسباب کو پل عبور کرایا۔ بعد کو خود عبور کیا۔ سب کو طہیثا جانے کا حکم دیا۔ لوگ اس مقام تک گئے۔ جسے ابو احمد نے اپنی منزل کے لئے پسند کیا تھا۔ سلیمان بن جامع کی بستی سے یہ مقام دو میل پر تھا۔ ۲۷۰/ربیع الآخر کو صاحب الزنج کے بالمقابل وہیں قیام کیا۔ آسمان سے اچھی طرح بارش ہوئی۔ سردی تیز ہو گئی۔ بارش اور سردی کی وجہ سے جنگ سے باز رہنا پڑا۔

ابو العباس کا جبائی پر حملہ:

جمعہ کی رات ہوئی تو ابو احمد اپنے چند سرداروں اور موالی کے ساتھ سواروں کے گزرنے کے قابل مقام کی تلاش میں سوار ہوا۔ سلیمان بن جامع کی شہر پناہ کے قریب تک پہنچا تھا کہ ایک بڑی جماعت نے اس سے مقابلہ کیا۔ مختلف مقامات سے پوشیدہ لشکر نکل پڑے۔ جنگ چھڑ گئی اور شدت سے ہونے لگی۔ سواروں کی ایک جماعت نے گھوڑوں سے اتر کر مدافعت کی اور پھر تنگ راستوں سے نکل گئی۔ ابو احمد کا ایک غلام جس کا نام وصیف علم دار تھا اور زیرک کے چند سردار گرفتار کر لئے گئے۔ ابو العباس نے احمد بن مہدی البجائی کے نتھنے میں ایسا تیر مارا کہ چیرتا ہوا دماغ میں گھس گیا۔ وہ چت گر پڑا اور اسے دغا باز کے لشکر پہنچایا گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ دے مارا۔ اس کی وجہ سے بڑی مصیبت نازل ہوئی۔ کیوں کہ صاحب الزنج کے خاص بھروسے کے لوگوں میں تھا اور بڑی تیز بصیرت رکھتا تھا۔

جبائی کی ہلاکت:

چند روز تک تو جبائی کا علاج ہوتا رہا آخر موت نے اپنا جبہ اوڑھا دیا۔ غنیم کا غم بہت بڑھ گیا۔ اس کے غسل اور کفن اور نماز جنازہ اور قبر پر کھڑے ہونے کا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ وہ دفن کر دیا گیا۔ ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کے انھیں نصیحت کی البجائی کی

موت کا تذکرہ کیا۔ اس کی وفات رعد و برق والی شب میں ہوئی تھی۔

اس نے کہا (جیسا کہ بیان کیا گیا) کہ مجھے اس کے قبض روح کا وقت موت کی خبر پہنچنے سے قبل ہی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ میں نے اس کے حق میں رحم کی دعا کرتے ہوئے ملائکہ کی آواز سنی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ ابو اعلہ میری طرف متوجہ ہوا۔ وہ بھی ان لوگوں میں تھا جو اس وقت موجود تھے۔ جو کچھ اس نے سنا تھا کمال استعجاب کے ساتھ مجھے سنا تھا اور میرا تعجب بڑھاتا تھا۔ محمد بن سمان نے بھی آ کے مجھے محمد بن ہشام کی سی خبر دی۔ دعا باز الجبائی کے دفن سے اس طرح واپس آیا کہ اس پر کوہ غم ٹوٹا ہوا تھا۔

ابو العباس کی بجانب طہیثا پیش قدمی:

محمد بن الحسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابو احمد اس جنگ سے واپس ہوا جو ۲۶ / ربیع الآخر جمعہ کی رات کو ہوئی تھی۔ اس کی خبر اس کے لشکر کو پہنچ گئی۔ اکثر لشکر اس کے پاس آیا۔ انھوں نے اسے واپس ہوتا ہوا پایا تو اس نے انھیں اپنی چھاؤنی کی طرف واپس کر دیا۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب اہل لشکر جمع ہوئے تو انھیں رات میں ہوشیار رہنے اور جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ ۲۷ / ربیع الآخر یوم شنبہ کو صبح ہوئی تو ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے انھیں اس طرح چھوٹے دستوں میں تقسیم کیا کہ پیادہ و سوار بعض بعض کے پیچھے رہے۔ چھوٹی بڑی کشتیوں کو حکم دیا کہ انھیں اس کے ہمراہ اس نہر میں روانہ کیا جائے جو نہر المندر کے نام سے مشہور ہے اور شہر طہیثا کے بیچ میں سے گذرتی ہے۔ خود زنجیوں کی جانب روانہ ہوا یہاں تک کہ اس بستی کی شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ اپنے غلاموں کے سرداروں کو ان مقامات پر ترتیب سے کھڑا کیا جہاں سے زنجیوں کے نکل پڑنے کا اندیشہ تھا۔ پیادہ لشکر کو سواروں کے آگے کیا اور ان مقامات پر مقرر کیا جہاں سے پوشیدہ لشکروں کے نکلنے کا اندیشہ تھا۔ اتر کے چار رکعت نماز ادا کی خوب گڑ گڑا کے اللہ عز و جل سے اپنی اور مسلمانوں کی نصرت کی دعا کی۔ ہتھیار منگائے انھیں زیب بدن کیا اور اپنے فرزند ابو العباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھنے اور غلاموں کو جنگ پر برا بھینٹہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

زنجیوں کی شکست و فرار:

سلیمان بن جامع نے اپنی بستی کی شہر پناہ کے آگے جس کا نام اس نے المنصورہ رکھا تھا ایک خندق تیار کی تھی۔ جب غلام وہاں تک پہنچے تو اسے عبور کرنے سے ڈرے اور رکے۔ سرداروں نے انھیں برا بھینٹہ کیا اور ان کے ہمراہ خود بھی پیادہ ہو گئے۔ وہ بھی جرات کر کے ٹھس گئے۔ اور اسے عبور کر لیا۔ زنجیوں کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ اپنی شہر پناہ سے دیکھ رہے تھے۔ آتش حرب مشتعل ہو گئی۔ ہتھیار کام آئے۔ سواروں کے ایک قلیل گروہ نے گھس کر خندق کو عبور کیا۔ زنجیوں نے یہ حال دیکھا تو پشت پھیر کے بھاگے۔ ابو احمد کے ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اطراف سے داخل ہو گئے۔ حالانکہ زنجیوں نے اس بستی کو پانچ خندقوں سے محفوظ کیا تھا۔ ہر خندق کے آگے ایک دیوار بنائی تھی جس پر سے مدافعت کرتے تھے۔ وہ ہر دیوار و خندق کے پاس ٹھہرنے لگے۔ ابو احمد کے ساتھی ہر اس مقام سے دفع کرنے لگے جہاں وہ ٹھہرتے تھے۔ ان کے بھاگنے کے بعد چھوٹی بڑی کشتیاں اس نہر سے داخل ہو گئیں جو ان کی بستی کے درمیان سے گذرتی ہے۔ ان کی جس چھوٹی بڑی کشتی پر گذرتی تھیں اسے غرق کر دیتی تھیں۔ جو لوگ نہر کے دونوں کناروں پر تھے ان کا تعاقب کر کے قتل اور قید کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کشتی اور اس کے مضافات سے ایک فرخ کے اندازے میں ہے بالکل دفع ہو گئے۔ ابو احمد نے سب پر قبضہ کر لیا۔

فتح طہیث:

سلیمان مع اپنے چند ساتھیوں کے بچ گیا۔ ہنگامہ قتل و قید گرم رہا۔ ابوالاحمد نے واسط اور اس کے مضافات اور نواح کوفہ کے تقریباً دس ہزار عورتوں اور بچوں کو چھین لیا۔ ان کی حفاظت اور مصارف کی کفالت کا حکم دے کے سب کو واسط بھیج کر ان کے سر پرستوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ابوالاحمد اور اس کے ساتھیوں نے بستی کے تمام ذخائر اور مال اور غلہ اور جو پائیوں پر قبضہ کر لیا جن کی مقدار تعداد بہت تھی ابوالاحمد نے غلہ وغیرہ جو اسے ملا اس کے بیچنے، قیمت کو بیت المال بھیجنے اور موالی اور عام لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اس میں سے جس کو اٹھا سکے اٹھا لے گئے۔ سلیمان کی عورتوں اور بچوں میں سے بھی چند گرفتار کئے گئے۔ وصیف عمل دار کو اور جو لوگ جمعے کی شب کو اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے قید سے نکالا گیا۔ اس امر نے زنجیوں کو ان کے فوری قتل سے باز رکھا تھا۔

ابوالاحمد کا طہیث میں قیام:

بقیۃ السیف کی ایک بہت بڑی جماعت نے جھاڑیوں میں پناہ لی جو اس بستی کو گھیرے ہوئے تھیں۔ ابوالاحمد کے حکم سے نہر المنذر پر پل باندھا گیا۔ لوگوں نے اس کی غربی جانب عبور کیا۔ ابوالاحمد نے طہیث میں سترہ دن قیام کیا۔ بستی کی شہر پناہ منہدم اور خندقیں پاٹ دی گئیں۔ جھاڑیوں میں جو پناہ گزین تھے ان کی تلاش ہونے لگی۔ ہر شخص کے لئے جو ان میں سے کسی ایک آدمی کو لائے انعام مقرر کیا۔ لوگ ان کی تلاش میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ جب ان میں سے ایک بھی اس کے پاس لایا جاتا تھا تو اسے معاف کر دیتا۔ خلعت دیتا اور اسے اپنے غلاموں کے سرداروں کے سپرد کر دیتا تھا۔ ان لوگوں کے برگشتہ کرنے اور غنیم کی اطاعت سے باز رکھنے کی تدبیر کی تھی۔

زیرک کو طہیث میں قیام کرنے کا حکم۔

ابوالاحمد نے نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سلیمان بن جامع اور جوزنجی اس کے ہمراہ بھاگے تھے ان کی تلاش کے لئے نامزد کیا اور اسے کوشش سے ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ البطائح سے گذر کے دجلے کی اس شاخ میں داخل ہو جائے جو عوراء کے نام سے مشہور ہے۔ فاسق نے بند باندھے تھے کہ ان چھوٹی کشتیوں کو دجلے سے منقطع کر لے جو دجلے اور نہر ابی الحصب کے درمیان ہوں۔ ابوالاحمد نے یہ بند کھلوا دیئے۔ زیرک کو طہیث میں قیام کرنے کا حکم دیا جو جھاڑیوں میں رہ گئے تھے۔

اسی سال ربیع الآخر میں ام حبیب دختر ہارون الرشید کا انتقال ہوا۔

مفرور زنجیوں کی تلاش:

ضبط و استحکام کے جو کام کرنے تھے جب کر لئے تو ابوالاحمد نے دشت دوا کی چھاؤنی کی جانب کوچ کیا اور وہاں سے اہواز جائیں اور اس کے معاملات درست کریں۔ اہلسی کے حملے کا تردد تھا جو اس نے وہاں کئے تھے کہ ایسا نہ ہو دیہات پر غالب آ جائے۔ اسی بناء پر کوچ سے پہلے ہی ابوالعباس کو روانہ کر دیا تھا۔ چھاؤنی میں پہنچنے کے چند روز قیام کیا اور ان اشیاء کے تیار کرنے کا حکم دیا جن کی سفر اہواز کے لئے خشکی کے راستے ضرورت تھی کچھ لوگوں کو آگے روانہ کر دیا۔ جو راستوں اور منزلوں کی درستی کریں۔ اور ان لشکروں کے لئے رسد مہیا کریں جو اس کے ساتھ تھے۔ روانگی سے پہلے زیرک اس کے پاس طہیث سے یہ خبر لے کر واپس آ گیا کہ ان

علاقوں میں جہاں زنجی تھے باشندے پٹ آئے اور اس نے انھیں امن کی حالت میں چھوڑا ہے۔ ابواحمد نے اسے تیار ہونے اور مع اپنے منتخب اور بہادر ساتھیوں کے چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ اترنے کا حکم دیا۔ کہ وہ ان سب کو دجلتہ العوراء میں لے جائے۔ وہ اور ابو حمزہ دونوں مل کے سواصل دجلہ کو چوروں سے پاک کر دیں۔ مفروز زنجیوں کی جستجو میں لگے رہیں۔ فاسق کے ساتھیوں میں سے جو ملے اس کا تذکرہ کریں۔ اور اسی رفتار عمل کے ساتھ اس بستی تک پہنچ جائیں جو نہر الخصب میں تھی۔ جنگ کا موقع دیکھیں تو جنگ کریں۔ ماجرائے احوال ابواحمد کو لکھیں کہ وہ انھیں اپنے حکم سے آگاہ کرے جس کے مطابق ان کو عمل کرنا چاہیے۔ ابواحمد نے جن کو واسطہ میں جو لشکر چھوڑا تھا اس پر اپنے فرزند ہارون کو نائب مقرر کیا تھا۔ جو لوگ جلد تیار ہو گئے انھیں کے ساتھ روانگی کا عزم کیا، ہارون کو ہدایت کی کہ حکم کے آتے ہی لشکر کو کشتیوں میں سوار کر کے مستقر دجلہ کی جانب اتار دے۔

ابواحمد کی روانگی اہواز:

اسی سال ۲/ جمادی الآخریوم جمعہ کو احمد نے اہواز کا رخ کیا۔ منزل بمنزل واسطہ سے باذین میں اتر، پھر جونخی میں پھر الطیب میں، پھر قرقوب میں، پھر درستان میں، پھر وادی السوس میں، وہاں پل باندھا گیا تھا اس نے صبح سے آخروقت ظہر تک قیام کر کے اپنے تمام لشکر کو پار اتر وادیا تو خود روانہ ہو کے السوس میں آیا، سرور کو جو اہواز میں اس کا عامل تھا اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس کے دوسرے دن مع اپنے لشکر اور سرداروں کے حاضر ہوا۔ خلعت سے سرفرازی ہوئی، سوس میں تین دن قیام رہا۔

ابن موسیٰ بن سعید کی ہلاکت:

فاسق کے ساتھیوں میں سے جو طہیثا میں گرفتار ہوئے تھے احمد بن موسیٰ بن سعید البصری عرف القلوص بھی تھا۔ جو اس کے قدیم ساتھیوں اور گنتی کے لوگوں میں سے ایک تھا جو ایسے زخم لگنے کے بعد گرفتار ہوا تھا۔ جن سے اس کی موت ہو گئی۔ پھر جب ہلاک ہو گیا تو ابواحمد نے اس کا سر کاٹنے اور واسطہ کے پل پر لٹکانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں میں سے جو اس روز گرفتار ہوئے تھے عبداللہ بن محمد بن ہشام الکرمانی بھی تھا۔ خبیث نے اسے اس کے باپ سے چھین کے طہیثا روانہ کر دیا تھا اور وہاں کے محکمہ قضا و صلاۃ کا والی بنا دیا تھا۔ زنجیوں کی وہ جماعت بھی قید کی گئی جن کی ہمت و طاقت و شجاعت پر بھروسہ کرتے تھے۔

ابن ابی ابان کی طلی:

خبیث کو ان لوگوں کی مصیبت کی خبر پہنچی تو اس سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی۔ ہوش و حواس گم ہو گئے۔ شدت پریشانی سے مجبور ہو کے امہلسی کو اس زمانے میں تقریباً تیس ہزار کے ساتھ الاہواز میں مقیم تھا۔ ایک ایسے شخص کے ہمراہ خط لکھ کر روانہ کیا جو اس کی صحبت میں تھا، لکھا تھا کہ تمام رسد اور اسباب چھوڑ کے چلا آئے، یہ خط امہلسی کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ اہواز کے مضافات میں ابواحمد کے آنے کی خبر آچکی تھی۔ وہ اس کی وجہ سے بدحواس تھا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا سب چھوڑ دیا۔ محمد بن یحییٰ بن سعید الکرمانی کو قائم مقام بنایا، الکرمانی کا دل بھی خوف سے پریشان ہو گیا۔ وہ بھی سب کچھ چھوڑ کے امہلسی کے پیچھے ہو گیا، اس زمانے میں جبی اور الاہواز اور اس کے اطراف میں قسم قسم کے غلوں اور کھجوروں اور چوپایوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ اس سب سے علیحدہ ہو گئے۔

بہبوذ بن عبد الوہاب کی طلبی:

فاسق نے بہبوذ بن عبد الوہاب کو بھی لکھا تھا۔ جس کے سپرد اس زمانے میں الفندم اور الباسیان اور فارس اور الہواز کے درمیانی دیہات تھے۔ اسے بھی اپنے پاس بلایا تھا۔ بہبوذ نے جو کچھ غلہ اور کچھو کچھ اس کے پاس تھی سب چھوڑ دیا۔ یہ ذخیرہ بہت بڑی مقدار میں تھا۔ سب پر ابو احمد نے قبضہ کر لیا۔ اسی سامان کی بدولت ابو احمد قوی اور فاسق بے سرو سامان ہوا۔

جب المہلسی الہواز سے جدا ہوا تو اس کے ساتھی ان دیہات میں منتشر ہو گئے جو الہواز اور لشکر خبیث کے درمیان میں تھے۔ ان لوگوں نے انھیں لوٹ کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا۔ حالانکہ وہ لوگ ان کی صلح میں تھے۔ سوار و پیادہ میں سے جو المہلسی کے ساتھ تھے مخلوق کثیر اس کے جانے سے رہ گئی۔ انھوں نے الہواز کے اطراف میں قیام کیا۔ ابو احمد سے امان کی درخواست کی۔ وہ سن چکے تھے کہ خبیث کے ساتھیوں کو معافی مل گئی جن پر وہ طہیث میں کامیاب ہوا تھا اور المہلسی مع اپنے پیروں کے نہر الخصب چلا گیا۔

علی بن ابی ابان اور بہبوذ کے بلانے کی وجہ:

وہ امر جو فاسق کو المہلسی اور بہبوذ کو سرعت کے ساتھ اپنے پاس بلا لینے کی طرف داعی ہوا اس کا یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو اسی حالت خوف و شدت رعب میں ابو احمد آجائے۔ اس وقت المہلسی اور بہبوذ مع اپنے ہمراہیوں کے اس سے جدا ہوں گے۔ حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں ہوا جیسا کہ اس نے اندازہ کیا۔ ابو احمد نے اس وقت تک قیام کیا۔ کہ تمام اشیاء جنھیں بہبوذ اور المہلسی چھوڑ گئے تھے۔ سب پر قبضہ کر لیا اور وہ تمام بند کھول دیئے گئے۔ جو خبیث نے دجلے میں بنائے تھے۔ راستے اور سڑکیں درست کی گئیں۔ ابو احمد نے السوس سے جند یساہور کی جانب کوچ کیا۔ وہاں تین دن قیام کیا۔ لشکر پر دانہ چارہ کی تنگی ہو رہی تھی۔ تلاش کرنے اور اس کے لانے کے لئے مہم مقرر کی۔ جند یساہور سے تسر کی جانب کوچ کر کے حکم دیا کہ الہواز سے سامان فراہم کیا جائے۔ ہر گاؤں پر ایک سردار کو روانہ کیا کہ اس کے ذریعے سامان کی روانگی کا انتظام ہو جائے۔

محمد بن عبد اللہ کو معافی:

احمد بن ابی الاضحیٰ کو محمد بن عبید اللہ الکردی کے پاس روانہ کیا جو اس امر سے خائف تھا کہ ابو احمد کے الہواز آنے کے قبل فاسق کا ساتھی اس کے پاس آجائے گا۔ احمد کو محمد سے مانوس لغزش کی پردہ پوشی اور اس کی معافی کے اعلان کرنے کا حکم دیا۔ کہ سامان کے اٹھانے اور الہواز کے بازار میں لے جانے میں تعجل کرے۔

مسرور المہلسی کو جو الہواز میں عامل تھا ان موالی اور غلاموں اور لشکر کے حاضر کرنے کا حکم دیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ کہ ان کا معائنہ کرے۔ تقسیم عطا کا حکم دے اور انھیں اپنے ہمراہ جنگ کے لئے لے جائے۔ اس نے ان سب کو حاضر کیا۔ وہ لوگ ایک ایک آدمی کر کے پیش کئے گئے۔ اور ان میں عطا تقسیم کی گئی۔

پل قنطرہ اربک کی تعمیر:

یہاں سے عسکر مکرّم کی جانب کوچ کیا۔ منزل سے آگے بڑھ گیا۔ الہواز پہنچا تو سمجھتا تھا کہ اس سے پہلے وہاں رسد پہنچ گئی ہو گی۔ جو اس کے لشکر کو روانہ کی جائے گی۔ اس دن حالت نہایت شدید تھی۔ لوگوں کو سخت پریشانی لاحق تھی۔ تین دن ٹھہر کر رسد کے آنے کا انتظار کرتا رہا۔ مگر نہیں آئی لوگوں کا حال اور بھی برا ہوا۔ یہ وہ امر تھا کہ جماعت کو منتشر کر دیتا۔ ابو احمد نے اس کی آمد میں

تاخیر کے سبب کی تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ لشکر نے اس قدیم عجمی پل کو کاٹ دیا تھا جو ابواز کے بازار اور رام ہرمز کے درمیان تھا۔ یہ قطرہ اربک کہلاتا تھا۔ اس پل کے کٹ جانے کی وجہ سے تاجراور غلہ لے جانے والے رک گئے ابوالاحمد سوار ہو کے وہاں گیا۔ وہ مقام ابواز کے بازار سے دو فرسخ پر تھا۔ ان زنجیوں کو جمع کیا جو اس کے لشکر میں باقی تھے۔ انھیں پتھر اور بڑی بڑی سلیں پل کی مرمت کے لئے اٹھانے کا حکم دیا، خاطر خواہ معاوضہ دینے کے وعدے کئے۔ اس وقت تک روانگی کا قصد نہ کیا جب تک کہ اسی دن پل کی مرمت نہ ہوگئی۔ ویسا ہی ہو گیا جیسا پہلے تھا۔ اس پر چلنے لگے، غلے کے قافلے آ گئے۔ اہل لشکر جی اٹھے۔ حال درست ہو گیا۔

دجیل پر پل بنانے کا حکم:

ابوالاحمد نے دجیل پر پل باندھنے کے لئے کشتیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ جو ابواز کے دیہات سے اکٹھا کی گئیں۔ پل باندھنا شروع کر دیا گیا۔ ابواز میں چند روز تک قیام کر کے اپنے ساتھیوں کی حالت کی اور جن اسباب کی انھیں ضرورت تھی اصلاح کر لی۔ گھوڑوں کی حالت بھی درست ہوگئی۔ وہ تکلیف دور ہوگئی جو چارہ نہ ملنے سے پہنچی تھی، ان جماعتوں کے خطوط آئے جو اہلسی کے پیچھے رہ گئے تھے اور ابواز کے بازار میں مقیم تھے انھوں نے امان کی درخواست کی تھی، جو قبول کی گئی۔ اس کے پاس تقریباً ایک ہزار آدمی آئے۔ اس نے سب کے ساتھ احسان کیا۔ اپنے غلاموں کے سرداروں میں شامل کر کے ان کے لئے عطا مقرر کر دی۔

ابوالاحمد کا قصر المامون میں قیام:

دجیل پر پل باندھ لیا گیا۔ لشکر کو روانہ کرنے کے بعد خود روانہ ہوا۔ پل کو عبور کر کے دجیل کی غربی جانب قصر المامون میں چھاؤنی قائم کی۔ وہاں تین دن ٹھہرا۔ اس مقام میں رات کے وقت لوگوں پر ایک ہولناک زلزلے کی مصیبت آئی، جس کے شر سے اللہ نے محفوظ رکھا اور اس کو دفع کر دیا۔

ابوالاحمد نے دجیل پر باندھے ہوئے پل سے عبور کرنے سے پہلے اپنے فرزند ابوالعباس کو دجلۃ العوراء کے اس موضع کو جانب روانہ کر دیا تھا، جس میں اترنے کا ارادہ تھا۔ وہ موضع نہر المبارک کے نام سے مشہور اور فرات بصرہ میں معدود ہے۔ ہارون کو بھی اس تمام لشکر کے جو اس کے ہمراہ چھوڑ دیا گیا تھا نہر المبارک روانہ کرنے کو لکھا تا کہ سب وہاں جمع ہو جائیں۔

محمد بن عبد اللہ کی اطاعت:

قصر المامون سے کوچ کر کے قورج العباس میں منزل کی۔ یہاں احمد بن ابی الاصلح مع ان لوازم کے جن پر اس نے محمد بن عبید اللہ سے صلح کی تھی۔ چرندہ و درندہ جانوروں کے ساتھ جو غنیم نے اس کی نذر کئے تھے حاضر ہوا۔ قورج سے کوچ کر کے الجعفریہ میں اترے۔ اس گاؤں میں سوائے ان کنوؤں کے پانی نہ تھا جن کے چھاؤنی میں کھودنے کا حکم دیا گیا تھا۔ قورج العباس سے عبید اللہ بن محمد بن عمار کے مولیٰ سعد حبشی کو روانہ کیا تھا جس نے یہ کنوئیں کھدوائے تھے۔ اس مقام پر ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔ رسد کو فراہم پایا۔ لوگوں کو فراغت ہوگئی، توشہ باندھ لیا۔

ابوالاحمد کی ابوالعباس و ہارون سے ملاقات:

موضع البشیر کی جانب کوچ کیا تو وہاں ایک بارانی تالاب پایا۔ اس نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔ اور آخر شب میں

نہر المبارک کے قصد سے کوچ کیا۔ وہاں بعد نماز ظہر آیا۔ یہ ایک دراز فاصلے کی منزل تھی۔ اپنے دونوں فرزندوں ابو العباس اور ہارون سے راستے میں ملا۔ دونوں نے سلام کیا اور اسی کے ساتھ چلنے لگے۔ یہاں تک کہ نہر المبارک میں پہنچ گیا۔ یہ نصف رجب ۲۶۷ھ شنبہ کا دن تھا۔

مفروز نجیوں کے متعلق اطلاع:

خبیث کے اس بھاگے ہوئے لشکر کے بارے میں جس کی تلاش میں ابو احمد نے زیرک کو طہیثا سے روانہ کیا تھا۔ ابو احمد کے واسطے سے نکل کر نہر المبارک جانے کے حالات کے درمیان زیرک اور نصیر کے بھی کچھ حالات ہیں۔ یہ حالات محمد بن الحسن نے محمد بن حماد سے سنے ہیں کہ زیرک اور نصیر دجلۃ العوراء سے اکٹھے روانہ ہو کے الابلہ پہنچے۔ خبیث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہ ان سے امن طلب کیا تھا۔ بتایا کہ خبیث نے بہت سی چھوٹی بڑی کشتیاں جو زنجیوں سے بھری ہوئی ہیں روانہ کی ہیں۔ جن کے رکیں کا نام محمد بن ابراہیم اور کنیت ابو عیسیٰ ہے۔

ابو عیسیٰ محمد بن ابراہیم:

ایک شخص سیار جو فاسق کی پولیس کا افسر تھا، بصرہ ویران کرنے کے وقت محمد بن ابراہیم کو لایا تھا۔ یہ سیار کا تب تھا۔ سیار مر گیا اور احمد بن مہدی الجبائی کی منزلت خبیث کے ہاں بلند ہو گئی۔ تو اس نے اسے اکثر اعمال کا والی بنا کے محمد بن ابراہیم کو اس کے ماتحت کر دیا۔ الجبائی کی ہلاکت تک یہ اس کا کاتب رہا۔ محمد بن ابراہیم نے اس کے مرتبے کی حرص کی کہ خبیث اسے الجبائی کی جگہ مقرر کر دے۔ قلم دوات پھینک کے آلات حرب سے مسلح ہو کے قتال کے لئے تیار ہو گیا۔ خبیث نے اسے اس لشکر میں روانہ کیا ہے۔ اور دجلہ میں آنے کا حکم دیا ہے کہ ان لشکروں کی مدافعت کرے جو وہاں اتریں۔ وہ کبھی دجلے میں ہوتا ہے اور کبھی اپنے ساتھ والی جماعت کو نہر یزید لاتا ہے۔ اس کے ہمراہ اس لشکر میں شبل بن سالم اور عمرو عرف غلام بوذی اور حبشیوں کے بڑے بڑے بہادر ہیں۔ لشکر کے ایک شخص نے زیرک اور نصیر سے امن طلب کر کے دونوں کو اس کی خبر دے دی کہ محمد بن ابراہیم نصیر کے ارادے میں ہے۔ نصیر اس زمانے میں نہر المرأة میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس ارادے میں ہیں کہ ان نہروں کے راستے جو نہر معقل اور جوئے شیریں پر گذرتی ہیں۔ موضع الشرطہ میں آئیں لشکر کے پیچھے سے نکلیں اور اس کے دونوں جانب ٹوٹ پڑیں۔

ابو عیسیٰ اور نصیر کی جنگ:

نصیر یہ خبر سن کے الابلہ سے تیزی کے ساتھ اپنی چھاؤنی کی طرف لوٹا اور زیرک بعوم جوئے شیریں اس کے پیچھے موضع المیشان پہنچ گیا۔ اندازہ کیا تھا کہ محمد بن ابراہیم اور اس کے ساتھی نصیر کے لشکر میں اس راستہ سے آئیں گے۔ ایسا ہی ہوا جیسا گمان تھا۔ وہ ان سے راستہ ہی میں ملا۔ مقابلے میں صبر و ثبات و جہد جہاد کے بعد اللہ نے غلبہ عطا فرمایا۔ وہ لوگ بھاگے۔ نہر یزید میں پناہ لی جہاں ان کی کمین گاہ تھی۔ زیرک نے زیرکی سے ٹوہ لگالی۔ اس کی چھوٹی بڑی کشتیاں ان پر چڑھ دوڑیں۔ ایک گروہ قتل اور ایک گروہ قید ہوا۔ مفتوحین میں ابو عیسیٰ محمد بن ابراہیم اور عمرو عرف غلام بوذی بھی تھا۔ جتنی کشتیاں اس کے ساتھ تھیں سب لے لی گئیں۔ یہ تقریباً تیس کشتیاں تھیں جن کی جانیں بچ رہیں ان میں شبل بھی تھا جو خبیث کے لشکر چلا گیا۔ زیرک شبن شیریں سے فتح مند ہو کر نکلا۔ اس کے ہمراہ قیدی اور مفتولین کے سر مع ان چھوٹی کشتیوں کے تھے جن پر اس نے قبضہ کیا تھا۔

زیرک کی حکمت عملی:

دجلۃ العوراء سے واسطہ واپس ہو کے زیرک نے ابوالاحمد کو جنگ میں فتح و نصرت کی اطلاع دی۔ زیرک کے زیرکانه طرز عمل سے خبیث کے متبعین میں جو دجلہ اور اس کے دیہات میں تھے۔ گھبراہٹ پیدا ہو گئی ابوترہ سے جو نہر المرأة میں مقیم تھا۔ تقریباً دو ہزار آدمی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے امن کے طالب ہوئے۔ اس نے ابوالاحمد سے استصواب کیا۔ ابوالاحمد نے ہدایت کی کہ ان کی درخواست رد نہ کرو۔ امان دے دو عطا جاری کر دو اپنے ساتھ ملا لو اور انھیں غنیم کے مقابلے میں بھیجو۔ زیرک واسطہ میں اس وقت تک مقیم رہا۔ ابوالاحمد کا فرمان ہارون کے پاس لشکر کے نہر المبارک لے جانے کے بارے میں آیا جو اس کے ہمراہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ زیرک ہارون کے ساتھ روانہ ہوا۔

منتاب کی ابوالاحمد سے امان طلبی:

ابوالاحمد نے نصیر کو بھی جو نہر المرأة میں تھا اپنے پاس نہر المبارک آنے کو لکھا۔ وہ اس کے پاس آ گیا۔ ابوالعباس نہر المبارک کی جانب روانگی کے وقت چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ فاسق کے لشکر کی جانب اتر گیا۔ اس کی ہستی میں جو نہر ابو الخصب میں تھی اس پر حملہ کیا۔ یہ جنگ صبح سے آخر وقت ظہر تک رہی۔ سلیمان بن جامع کے ماتخوں میں سے ایک سردار نے جس کا نام منتاب تھا ایک جماعت کے ساتھ امان کی درخواست کی۔ اس کا ٹوٹنا تھا کہ خبیث اور اس کے ساتھیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ ابوالعباس فتح کے ساتھ واپس ہوا۔ اس نے منتاب کو خلعت دیا، صلے دیئے اور سواری عطا فرمائی۔ ابوالعباس اپنے والد سے ملا۔ منتاب کا حال بتایا۔ ابوالاحمد نے بھی منتاب کے لئے خلعت و صلہ و سواری کا حکم دیا۔ زنجی سرداروں میں یہ پہلا شخص تھا جس نے امان کی درخواست کی تھی۔

ابوالاحمد کا صاحب الزنج کے نام خط:

ابوالاحمد نصف رجب ۲۶۷ھ یوم شنبہ کو نہر المبارک پر اتر تو اس نے خبیث کے معاملے میں سب سے پہلا کام یہ کیا (جیسا کہ محمد بن الحسن بن سہل نے محمد بن حماد بن اسحاق بن حماد بن زید کے واسطے سے بیان کیا ہے) کہ صاحب الزنج کے نام ایک خط بھیجا جس میں اسے خون ریزی، فعل حرام، بربادی دیار و امصار، فروج محرمہ اور اموال کے حلال کر لینے، نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے سے جس کا اللہ نے اسے اہل نہیں بنایا تھا۔ توبہ کر کے رجوع الی اللہ کی دعوت دی تھی توبہ کے بعد امن کی راہ کشادہ اور امان کا سامان آمادہ ہے۔ اگر وہ ان امور سے علیحدہ ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو گیا تو یہ اس کے گذشتہ بڑے سے بڑے جرائم کو مٹا دے گا اور اس کے لئے دنیا میں بھی حصہ کثیر ہوگا۔

یہ خط اپنے قاصد کے ہاتھ خبیث کے پاس روانہ کر دیا۔ وہاں پہنچ کے قاصد نے جب اس کو پیش کرنا چاہا تو کسی کو اس کی جرات نہ ہوئی۔ ناچار قاصد نے اس خط کو پھینک مارا۔ انھوں نے اسے لے لیا۔ خبیث کے پاس لے گئے۔ اس نے پڑھا مگر جو نصیحت اس میں تھی اس نے سوائے نصرت و اصرار کے اور کسی بات میں اضافہ نہ کیا۔ خط کا کچھ جواب نہ دیا، اپنے غرور پر قائم رہا۔ قاصد ابوالاحمد کے پاس لوٹ آیا اور حال سنایا۔

ابوالعباس کا المختارہ پر حملہ:

ابوالاحمد شنبہ، یک شنبہ، دو شنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے معائنہ سرداروں اور موالی اور غلاموں کے تقرر

تیر اندازوں کے انتخاب اور چھوٹی بڑی کشتیوں میں ان کی ماموریت کے کام میں مشغول رہا۔ بیچ شبہ کا دن ہوا تو ابو احمد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کہ اس کا فرزند ابو العباس بھی ہر کام تھا، خبیث کی اس بستی کی جانب روانہ ہوا جس کا نام اس نے المختارہ رکھا تھا اور جو نہر الخصب کے علاقہ میں تھی۔ غور کیا تو اس کی حفاظت اور مضبوطی اس چہار دیواری اور خندقوں سے دیکھی جو اسے گھیرے ہوئے تھیں بگڑے ہوئے راستے دیکھے جو بستی تک پہنچاتے تھے، گوفوں پر نظر ڈالی، منجبتیں دیکھیں، چہار دیواری پر تمام آلات معائنہ کئے، جن کی نظیر اس سے پہلے باغبان خلافت میں اور کہیں دکھائی نہ دی تھی۔ مجاہدین کی کثرت تعداد اور ان کا اجتماع دیکھنے سے معاملہ شدید ہو گیا۔ ابو احمد کو دیکھ کے اس قدر آوازیں بلند ہوئی جس سے زمین ہل گئی۔ اس وقت ابو احمد نے اپنے فرزند ابو العباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھ کے تیر اندازی کا حکم دیا۔ اتنا حال امر میں ابو العباس اتنا بڑھا کہ خبیث کے محل کی خندق والی اندرونی دیوار تک پہنچ گیا۔ فاسقین اس مقام کی طرف اتر آئے۔ جس سے چھوٹی کشتیاں قریب تھیں۔ سب اکٹھا ہو گئے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ سنگ بار آلات پے در پے چلنے لگے۔ عوام اپنے ہاتھوں سے پتھر پھینکنے لگے۔ یہاں تک کہ کسی دیکھنے والے کی نظر چھوٹی کشتی کے کسی حصے پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ بغیر اس کے کہ وہاں پر تیر یا پتھر دیکھتے ابو العباس ثابت قدم رہا۔ دغا باز اور اس کے گرد ہونے والے وہ سعی، وہ کوشش، وہ صبر ان کا دیکھا کہ ایسا کسی لڑنے والے سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

امان طلب کرنے والوں سے حسن سلوک:

ابو احمد نے ابو العباس اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے اپنے ٹھکانے پر واپس ہونے کا حکم دیا کہ کچھ آرام کر کے اپنے زخموں کا علاج کریں۔ اسی حالت میں کشتیوں کے مقابلین میں سے دو لڑنے والوں نے ابو احمد سے امن کی درخواست کی۔ وہ اس کے پاس اپنی کشتیاں اور جو اسباب و آلات اور ملاح اس میں تھے لے آئے۔ اس نیکی کے بدلے ابو احمد نے دونوں کو دنیا کے خلعت اور آراستہ پٹکے دیئے۔ انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ ملاحوں کی سرخ ریشم کے خلعت اور سفید کپڑے دیئے۔ سب کو عام طور پر صلے دیئے۔ اور ان کے اس مقام کے قریب کرنے کا حکم دیا جہاں سے ان کے ساتھی انھیں دیکھیں فاسق نے جو دام فریب بچھا رکھا تھا سب سے زیادہ یہی تدبیر اس کو پارہ پارہ کرنے والی ثابت ہوئی۔ اس اکرام و عفو عام کے نظارے سے سب میں طلب امان و اطاعت کے ولولے اٹھے۔ ایک پر ایک رشک کھاتا۔ حسد کرتا، اس دن ابو احمد کے پاس بڑی کشتی والوں کی ایک جماعت آ گئی۔ اس نے ان کے لئے بھی وہی حکم دیا جو ان کے ساتھیوں کے لئے دیا تھا۔

صاحب الزنج کا ملاحوں کو نہر الخصب جانے کا حکم:

جب خبیث نے کشتی والوں کا میلان حصول امان کی جانب اور اسے غنیمت سمجھنے کا دیکھا تو ان میں سے جو لوگ دجلہ میں تھے انھیں نہر الخصب کی جانب پلٹنے کا حکم دیا۔ دہانہ نہر پر ایسے شخص کو مقرر کیا جو انھیں نکلنے سے روکے چھوٹی کشتیاں نکلوائیں۔ ان پر بہوڑ بن عبد الوہاب کو نامزد کیا جو اس کی حمایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ طاقت ور اور باعتبار تیاری و تعداد لشکر بڑھ چڑھ کے تھا۔ بہوڑ نے اسے قبول کر لیا۔ یہ واقعہ پانی میں مد آنے اور اس کے زور پکڑنے کے وقت پیش آیا۔

ابو العباس کا بہوڑ پر حملہ:

ابو احمد کی چھوٹی کشتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ابو حمزہ مع ان چھوٹی کشتیوں کے جو اس کے ساتھ تھیں دجلہ کی شرعی جانب چلا گیا تھا

اور وہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ لڑائی ختم ہو چکی اور اس سے بے فکری ہو گئی جب بہبود چھوٹی کشتیوں کے ساتھ نکلا تو ابو احمد نے اپنی کشتیوں کے آگے بڑھانے اور ابو العباس کو ان چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ سے جو اس کے ساتھ تھیں بہبود پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ غلاموں اور سرداروں کو بھی حکم ہوا کہ اسی کے ساتھ حملہ کریں۔ یہ چھوٹی چھوٹی بارہ کشتیاں تھیں۔ جن میں غلاموں کے سردار ترتیب سے بٹھائے گئے تھے۔ جنگ چھڑ گئی۔ فاسق کی جماعت للچائی کہ ابو العباس کی جمیعت تھوڑی ہے کشتیاں بھی کم ہیں ان کو مار لینے میں کمی نہ کرو۔ مگر جب حملہ ہوا تو بھاگے ابو العباس اور اس کے وابستگان رکاب بہبود کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ انھوں نے اس حالت میں اسے خبیث کے محل کے میدان تک بھگایا کہ نیزے کے دوزخ اور تیروں کے بہت سے زخم لگ چکے تھے۔ اس کے اعضا پتھروں سے کمزور ہو گئے تھے۔ جو کچھ تھا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چھوڑ گیا تھا۔ قریب الموت تو تھا ہی نہر الخصب میں اس کا بیڑا غرق کرنے کی ٹھان لی۔ جو سردار بہبود کے ساتھ تھے اس روز ان میں سے ایک مار ڈالا گیا۔ یہ نہایت طاقت ور بہادر اور جنگ میں پیش قدم تھا۔ عمیرہ نام تھا۔ ابو العباس کے ساتھی بہبود کی ایک کشتی پر فتح مند ہوئے۔ کشتی والے قتل کر دیئے گئے۔ ڈبو دیے گئے اور کشتی لے لی گئی۔ زنجیوں کی ابو احمد سے امداد طلبی:

ابو احمد کا حکم آیا کہ کشتیاں شرقی دجلے لے جائیں اور لشکر کو واپس لائیں۔ ابو العباس نے اسی پر عمل کیا۔ جب فاسق نے ابو احمد کے لشکر کو واپس ہوتا دیکھا تو اس نے ان لوگوں کو جو اپنی کشتیوں میں نہر ابی الخصب کی جانب بھاگے تھے۔ نکلنے کا حکم دیا کہ اس ذریعہ سے عوام کے خوف میں سکون ہو۔ اور لوگ سمجھیں کہ بغیر شکست کے انھیں واپس کیا ہے۔ ابو احمد نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو یہ حکم دیا کہ ان کی کشتیاں نکلیں تو مقابلے پر ثابت قدم ہو جائیں۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو مارے ڈر کے پشت پھیر کے بھاگے۔ ان کی ایک کشتی پیچھے رہ گئی۔ کشتی والوں نے ابو احمد سے امان کی درخواست کی۔ ایک سفید جھنڈے کو جو ساتھ تھا جھکا دیا۔ کشتی میں اس کے پاس حاضر ہوئے۔ انھیں امان دی گئی۔ تقرب عطا ہوا۔ صلہ ملا۔ خلعت سے سرفرازی ہوئی۔ اس وقت فاسق نے کشتیوں کو نہر کی جانب لوٹا کے باہر نکلنے سے روکنے کا حکم دیدیاں چڑھے آخر وقتوں میں یہ صورت پیش آئی۔ ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو نہر المبارک کی چھاؤنی واپس جانے کا حکم دیا۔ اس دن بھی ابو احمد سے اس کے واپس ہونے کے وقت زنجیوں کی مخلوق کثیر امان کی طالب ہوئی۔ یہ مطالبہ اس نے قبول کر لیا۔ انھیں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سوار کرایا اور حکم دیا کہ انھیں خلعت دیا جائے۔ انعام دیا جائے۔ مقربان بارگاہ میں ان کو شمار کیا جائے۔ جو لوگ ابو العباس کے ماتحت ہیں انھیں کی ذیل میں وہ بھی رہیں۔

ابو احمد کی روانگی نہر جلی

آخر وقت عشاء کے بعد ابو احمد کوچ کر کے اپنے لشکر پہنچا۔ وہاں اس نے جمعہ و شنبہ و یک شنبہ کو قیام کیا۔ لشکر کو ایسی جگہ منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔ جہاں سے معرکہ جنگ نزدیک ہو۔ ۲۴/ ر جب ۲۶ھ یوم و شنبہ کو چھوٹی کشتی میں سوار ہوا۔ ابو العباس اور اس کے موالی اور غلاموں کے سردار ہر رکاب تھے۔ جن میں زیرک و نصیر بھی تھے۔ نہر جلی میں آیا جو دجلہ کی شرقی جانب نہر الیہودی کے مقابل ہے۔ وہاں ٹھہر کے اپنے مقصد کا اندازہ کیا اور واپس گیا۔ ابو العباس اور زیرک اور نصیر کو چھوڑ دیا۔ خود اپنی چھاؤنی واپس آیا۔ حسب الحکم منادی کر دی گئی کہ نہر جلی میں جو جگہ نامزد ہو چکی ہے وہیں سے کوچ ہو۔ راستوں کے درست کرنے اور نہروں پر پل باندھنے کے بعد چوپایوں کو لے جانے کا حکم دیا۔ ۲۵/ ر جب یوم سہ شنبہ کو تمام لشکر کے ہمراہ صبح کو روانہ ہو کے یہاں تک کہ نہر جلی میں اترا۔

۱۴ شعبان ۲۶۷ھ یوم شنبہ تک قیام کیا۔ اس زمانے میں کسی قسم کی کوئی جنگ نہیں کی۔ اس دن سوار و پیادہ لشکر کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوا کہ تمام سوار ہر کاب تھے۔ پیادہ لشکر اور رضا کار مجاہدین کو چھوٹی بڑی کشتیوں میں اس طور پر کر دیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص زرہ سے مسلح تھا۔ روانہ ہوا۔ فرات آیا اور فاسق کے لشکر کے مقابل ہو گیا۔ اور اس زمانے میں ابوالاحمد کے ساتھی اور اس کے متبعین تقریباً پچاس ہزار تھے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ فاسق کے ساتھ تین لاکھ انسان تھے جو سب کے سب لڑتے یا مدافعت کرتے تھے۔ کتنے ہی تیغ آزمائے نیزہ زن تیر انداز، سنگ باز اور منجیق سے پتھر پھینکنے والے تھے۔ جن کا حال سب میں کمزور تھا وہ اپنے ہاتھ سے پتھر پھینکتے تھے۔ وہی لوگ تماشائی تھے جو مجمع کو بڑھاتے چیخ پکار سے شور مچاتے، عورتیں بھی ان تمام امور میں ان کی شریک تھیں۔

عام معافی کا اعلان:

ابوالاحمد نے اس روز فاسق کے لشکر کے مقابل قیام کیا، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ اس کے حکم سے منادی کر دی گئی کہ سوائے خبیث کے تمام لوگوں کے لئے امان کا دروازہ کھلا ہوا ہے، خواہ زنجی ہوں یا نہ ہوں۔ تیروں میں پرچے باندھ دیئے گئے جن میں امان اور لوگوں سے احسان کا وعدہ تھا۔ ان تیروں کو خبیث کے لشکر میں پھینک دیا گیا تو اس کی جانب گمراہوں کے دل خوف و طمع کی بنا پر مائل ہو گئے، اسی روز بہت بڑی جماعت جنہیں کشتیاں لارہی تھیں اس کے پاس آ گئی۔ اس نے انہیں صلہ دیا اور نیکی کی۔ پھر اپنی چھاؤنی کی جانب واپس ہوا جو نہر جلی میں تھی۔ اس دن بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ موالی میں سے دوسرا در حاضر ہوئے۔ ایک بکتر اور دوسرا الغلا غر جو مع اپنے ساتھیوں کے تھے۔ ان دونوں کی آمد ابوالاحمد کے ساتھیوں کی قوت میں اضافہ کا باعث ہوئی۔

صاحب الزنج کا محاصرہ:

نہر جلی سے اس چھاؤنی کی جانب ابوالاحمد نے کوچ کیا جس کی اصلاح اور اس کی نہروں پر پل باندھنے اور اس نہر کے کاٹنے کا حکم دیا تھا کہ اسے فرات سے بھرہ تک فاسق کی بستی کے مقابل وسعت دے۔ چھاؤنی میں اس کا نزول نصف شعبان ۲۶۷ھ یوم یک شنبہ کو ہوا۔ یہاں ٹھہر کے اپنے سرداروں اور ساتھیوں کے مراتب ترتیب دیئے۔ نصیر کو اس لشکر کے ہراول میں چھوٹی بڑی کشتیوں کا سردار بنایا جس کا آخری حصہ نہر جوی کور کے مقابل تھا۔ زیرک کو مع اس کے ساتھیوں کے ابوالاحمد کے مقدمہ کا سردار بنایا، نہر ابی الخصب کے جس کا نام نہر الاتراک ہے اور نہر المغیرہ کے درمیان جوی کور واقع ہے۔ اپنے دربان یعلیٰ بن جہتار کو مع اس کے لشکر کے زیرک کے تابع کیا۔ ابوالاحمد اور اس کے دونوں بیٹوں کے خیمے موضع دیر جاتیل کے مقابل تھے۔ اپنے آزاد غلام راشد کو مع اپنے ترکی اور تنک چشم نزر اور رومی اور دیلمی اور طبری اور مغربی اور زنجی غلاموں کے نہر ہطمہ پر اتارا۔

صاعد بن مخلد کو جو موالی و غلاموں کے لشکر پر تھا راشد کے لشکر پر سردار بنایا۔ مسرور الخلی کو مع اس کے لشکر کے نہر سندادان پر اتارا، افضل اور محمد فرزندان موسیٰ بن بغا کو مع ان لشکروں کے نہر ہالہ پر اتارا۔ موسیٰ و الجویہ کو مع اس کے لشکر اور ساتھیوں کے ان دونوں کے تابع کر دیا۔ بغراج ترک کو اپنے ساتھ پر کیا جہاں وہ نہر جلی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ وہیں مقیم ہو گئے۔

ابوالاحمد کی حکمت عملی:

ابوالاحمد نے خبیث کے حال اور اس کے مقام کی حفاظت اور اس کی جماعت کی کثرت کا جو عالم دیکھا اس نے اندازہ کر لیا کہ

بجز اس کے چارہ نہیں کہ ثابت قدم رہیں۔ صبر کریں محاصرہ کئے رہیں جو ان میں سے توبہ کرے اس کو امان دیں، احسان کریں، لیکن جو گمراہی سے باز نہ آئیں ان کو سختی سے پراگندا کرنے کی تدبیر کی جائے۔ چھوٹی کشتیاں درکار ہوں گی۔ ایسے آلات و ادوات کی ضرورت پڑی جن سے پانی میں جنگ کی جاتی ہے۔ خشکی اور تری میں غلہ لانے کے لئے قاصد بھیجنے۔

موفقیہ چھاؤنی کی تعمیر:

نوا بادیہ کی چھاؤنی میں جس کا نام ”موفقیہ“ رکھا تھا سامان رسد جاری رکھنے کا انتظام کیا۔ اطراف کے عاملوں کو موفقیہ کے بیت المال میں باج و خراج روانہ کرنے کو لکھا۔ ایک قاصد کو سیراف اور جنابا کثیر تعداد میں چھوٹی کشتیاں بنوانے کو بھیجا جس لئے کہ ان چھوٹی کشتیوں کو ان مقامات میں ترتیب دینے کی ضرورت تھی، جہاں سے دغا باز اور اس کے گروہوں کی رسد منقطع کر دی جائے۔ عاملان اطراف کو احکام بھیجے کہ ایسے کارگزار اشخاص روانہ کریں جو دفتری کام کی صلاحیت رکھتے ہوں اور کام کے خواہش مند بھی ہوں۔ تقریباً ایک ماہ ٹھہر کر انتظار کرتا رہا۔ غلے اس طرح پے در پے آگئے کہ ایک کے پیچھے ایک آ رہا تھا، تاجروں نے مختلف قسم کا اسباب تجارت تیار کیا اور اسے شہر الموفقیہ لے گئے بازار بنائے گئے۔ تاجروں کی اور ہر شہر سے اسباب لانے والوں کی کثرت ہو گئی۔ دریائی کشتیاں بھی آئیں۔ جن کی آمد کچھ اوپر دس برس سے فاسق اور اس کے ساتھیوں کی رہزنی کے باعث بند تھی۔ جامع مسجد بنائی اور اس میں لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا دارالضرب بنائے جن میں دینار و درہم ڈھالے گئے۔ شہر میں راحت کی تمام چیزیں جمع ہو گئیں۔ ہر قسم کی نفع کی چیزیں لائی گئیں۔ باشندوں سے کوئی ایسی شے ناپید نہ تھی جو بڑے بڑے پرانے شہروں میں پائی جاتی ہو۔ مال و متاع لائے گئے۔ لوگوں کو تنخواہیں ٹھیک وقت پر ملنے لگیں۔ جس سے فراغت ہو گئی۔ حالت سنبھل گئی، حتیٰ کہ تمام لوگ شہر الموفقیہ جانے اور اس میں رہنے کی خواہش کرنے لگے۔

بہبود کا اچانک حملہ:

خبیث نے ابو احمد کے شہر الموفقیہ میں اترنے کے دو دن بعد بہبود بن عبد الوہاب کو حکم دیا۔ لوگ غافل تھے۔ اس نے بڑی کشتیوں کے ہمراہ ابو حمزہ کے لشکر کے کنارے کی جانب عبور کر کے حملہ کر دیا۔ ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا۔ ان جھوپڑوں کو جلا دیا جو اس مقام پر عمارت بنانے سے پہلے تھے۔

ابو العباس اور الہمدانی کی جنگ:

ابو احمد نے اس واقعے کے وقت نصیر کو اپنے ساتھیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا کہ کسی کو اپنے لشکر سے جدا نہ ہونے دیا جائے اس کے لشکر کو ہر طرف سے ان چھوٹی بڑی کشتیوں سے مہان روزان کے آخر تک اور القندل اور ابرسان تک گھیر لیا جائے جن میں پیادہ لشکر ہو۔ فاسق کے ان ساتھیوں پر حملہ کرنے کے لئے جو وہاں ہیں۔ میان روزان میں فاسق کے سرداروں میں سے ابراہیم بن جعفر الہمدانی بھی مع چار ہزار زنجیوں کے اور محمد بن ابان عرف ابو الحسن برادر علی بن ابان القندل میں مع تین ہزار کے اور عرف الدور ابرسان میں مع پندرہ سو زنجیوں اور جانیوں کے تھے۔ ابو العباس نے الہمدانی سے ابتدا کی اس پر حملہ کیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں جاری رہیں جن میں الہمدانی کے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر قتل ہوئی ایک جماعت قید ہوئی اور الہمدانی اپنی کشتی میں بچ گیا۔ جو خاص اپنے ہی لئے مہیا کی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر المہلسی کے بھائی ابو الحسن سے جاملہ۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ان تمام

اشیاء پر قبضہ کر لیا جو زنجیوں کے ہاتھ میں تھیں۔ انھیں اپنے لشکر اٹھا لے گئے۔
ایک زنجی گروہ سے حسن سلوک:

ابو احمد نے اپنے فرزند ابو العباس کو ان لوگوں کو امن دینے کا حکم دے دیا تھا۔ جو اس کی خواہش کریں۔ کہ جو اس کے پاس آئے اس کے لئے احسان کا ذمہ دار ہو۔ ایک گروہ اس کے پاس امان کے لئے گیا اس نے انھیں امان دی اپنے والد کے پاس لے گیا۔ جس نے ہر شخص کو اس کے واقعی مرتبے کے موافق خلعت دیئے انعام دیئے اور حکم دیا کہ ان کو نہر ابو الخصب کے مقابل کھڑا کیا جائے انھیں ان کے ساتھی دیکھیں۔ ابو احمد نے ٹھہر کر دغا باز سے یہ چال کی کہ جو زنجی اس کی جانب رجوع کریں ان کو امان دے کے توڑ لیا جائے اور جو اپنی اڑ پر قائم رہیں ان کا محصور رکھیں۔ تنگ کریں، رسد بند کر دیں کہ ہر قسم کے فوائد و منافع ان سے منقطع ہو جائیں۔

بہبود کا ایک تجارتی قافلہ پر حملہ:

علاقہ ابواز و مضافات کے غلے اور گونا گوں اشیاء تجارت نہر بیان کی راہ سے لائی جاتی تھیں۔ کسی شب اپنے بہادروں کے ہمراہ بہبود روانہ ہوا۔ اسے ایک قافلے کے ہر قسم کے مال تجارت اور غلے لانے کی خبر ملی تھی۔ کھجور کے باغ میں لشکر پوشیدہ کر دیا۔ قافلہ آیا تو نکل آیا۔ وہ لوگ غافل تھے بہتوں کو قتل و قید کیا۔ جو مال چاہا لے لیا۔ ابو احمد نے اس قافلے کی رہنمائی کے لئے ایک شخص کو مع ایک جماعت کے روانہ کیا تھا۔ مگر اس شخص کو جو اس غرض کے لئے بھیجا گیا تھا بہبود کے ساتھیوں کی کثرت تعدا اور سواروں پر تنگی مقام کی وجہ سے مقابلے کی طاقت نہ رہی۔

بحری راستوں پر ابو العباس کا تقرر:

جب یہ خبر ابو احمد کو پہنچی تو بہت گراں گذری کہ جان کا بھی زیان ہوا اور تجارت میں خسارت ہوئی۔ عوض دینے کا حکم دیا۔ جو کچھ جاتا رہا تھا۔ اس کے مثل انھیں دینے کا وعدہ کیا۔ بیان اور ان دوسری نہروں کے دہانے پر چھوٹی کشتی مقرر کی، جن میں سواروں کا چلنا اور بہبود کی جانب آنا غیر ممکن تھا۔ اس کے پاس درست ہو کے چند کشتیاں آئیں تو اس نے ان آدمیوں کو ترتیب سے بٹھایا۔ سرداری اپنے فرزند ابو العباس کے سپرد کی، حکم دیا۔ کہ ہر ایسے مقام پر پہرہ مقرر کرے جہاں سے فاسقوں کے پاس رسد آتی ہے۔ ابو العباس دہانہ بحر میں کشتیوں میں روانہ ہوا۔ تمام راستے سرداروں کے حیطہ ضبط میں آ گئے اور معاملے کو نہایت مضبوط کر لیا۔

اسحاق بن کنداج کی کارگذاری:

اسی سال کے رمضان میں اسحاق بن کنداج اور اسحاق بن ایوب اور عیسیٰ ابن الشیخ اور حمدان الشاری اور ان لوگوں کے درمیان جو قبائل ربیعہ و تغلب و بکرویین میں سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ایک جنگ ہوئی جس میں ابن کنداج نے ان لوگوں کو نصیبین تک بھگا دیا۔ آمد کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔ مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ وہ لوگ آمد میں اترے۔ باہم کئی لڑائیاں ہوئیں۔

صندل الزنجی کا قتل:

اسی سال کے رمضان میں صندل الزنجی قتل کیا گیا اس کے قتل کا سبب یہ ہوا (جیسا کہ بیان کیا گیا) کہ خبیث کے ساتھیوں نے

اسی سال یعنی ۲۶۷ھ میں ۲/ رمضان کو نصیر وزیر کے لشکر پر حملے کے ارادے سے عبور کیا۔ لوگوں نے انھیں تاڑ لیا۔ ان کی جانب نکلے، انھیں نامراد واپس کر دیا۔ صندل پر وہ فتح مند ہو گئے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ عادتاً صندل کو یہ درد سر لاحق تھا کہ آزاد و شریف مسلمان بیبیوں کے چہروں اور سروں کو کھولا کرتا تھا اور ان کی آزادی کو باندیوں کی حالت میں بدل دیتا تھا۔ اگر ان میں سے کوئی عورت رکتی تھی تو اس کے چہرے پر مارتا تھا اور کسی زنجی کا فر کو دے دیتا تھا جو اسے بہت کم قیمت پر فروخت کر ڈالتا تھا۔ جب اسے ابواحمد کے پاس لایا گیا تو اس کے دونوں ہاتھ باندھے گئے تیر مارے گئے، پھر اس نے حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی سال کے رمضان میں زنجیوں کی بہت بڑی مخلوق نے ابواحمد سے امن کی درخواست کی۔



باب ۳

صاحب الزنج کا زوال

زنجی سردار مہذب کی امان طلبی:

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، خبیث کے مذکورہ بالا ساتھیوں اور رئیسوں اور بہادروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام مہذب تھا۔ ابواحمد سے امان کی درخواست کی تھی، اسے چھوٹی کشتی میں سوار کر کے ابواحمد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ افطار کے وقت سامنے لایا گیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ خیر خواہ بن کر امان کی خواہش سے آیا ہے۔ زنجی اسی وقت شب خون مارنے کو ابواحمد لشکر کی جانب عبور کرنے کو تیار ہیں۔ جن لوگوں کو فاسق نے اس غرض کے لئے نامزد کیا ہے وہ بڑے بہادر اور شجاع ہیں۔ ابواحمد نے لوگوں کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ جو ان سے جنگ کریں، انھیں عبور کرنے سے روکیں اور کشتی کے ذریعے سے مقابلہ کریں۔ جب زنجیوں کو یہ معلوم ہوا کہ انھیں تازہ لیا گیا ہے تو بھاگتے ہوئے پلٹ گئے۔ پھر زنجیوں وغیرہ میں سے بہت سے طالبان امان پے در پے آنے لگے۔ ان سیاح و سفید لوگوں کی تعداد جو ۲۶۷ میں آخر رمضان تک ابواحمد کے لشکر میں آئے پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔

آل معاذ بن مسلم پر عتاب:

اسی سال شوال میں الجستانی کے نیشاپور میں داخل ہونے اور عمرو بن الیث اور اس کے ساتھیوں کے بھاگنے کی خبر آئی اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ نہایت بد خلقی کی۔ آل معاذ بن مسلم کے مکانات منہدم کر دیئے۔ ان میں سے جس پر قابو پایا اسے مارا۔ ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن طاہر کا ذکر چھوڑ دیا۔ اور خراسان کی بستیوں میں جن پر غالب آیا ان کے منبروں پر اس کے لئے اور المعتمد کے لئے دعا کی۔ ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں کے لئے دعا ترک کر دی۔

اسی سال شوال میں ابوالعباس کی زنجیوں کے ساتھ وہ جنگ ہوئی جس میں ان کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔

صاحب الزنج کا شب خون کا منصوبہ:

اس کا سبب یہ ہوا کہ فاسق نے اپنے سرداروں کی ہر جمعیت سے بہادر طاقتوروں کا انتخاب کر لیا۔ المہلبی کو ان کے عبور کرانے کا حکم دیا کہ ابواحمد کے لشکر پر شب خون مارے۔ تقریباً پانچ ہزار نے عبور کیا، جن میں اکثر زنجی تھے۔ ان میں تقریباً دو سو سردار تھے۔ دجلہ کی شرقی جانب عبور کر کے یہ قصد کیا کہ جتنے سردار ہیں نخلستان کی سرحد پر جو بیابان کے متصل سے چلے جائیں کہ ابواحمد کے لشکر کی پشت پر ہو جائیں۔ ایک بڑی جماعت چھوٹی بڑی کشتیوں اور عارضی پلوں پر عبور کر کے ابواحمد کے لشکر کے سامنے آ جائے۔ جب ان میں جنگ چھڑ جائے تو خبیث کے وہ سردار جو عبور کر چکے ہیں اس حالت میں ابواحمد کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ غافل ہوں اور اپنے سامنے والوں سے جنگ میں مشغول ہوں، اس نے یہ اندازہ کیا کہ اس طریقے سے جو کچھ اس نے چاہا ہے وہ مہیا ہو جائے گا۔

ابواحمد کو شب خون کے منصوبہ کی اطلاع:

رات بھر لشکر کو فرات میں ٹھیرایا کہ صبح کے وقت حملہ کریں۔ ملاحوں میں سے ایک غلام نے ابواحمد سے امان طلب کی، اسی کے ساتھ اس قرارداد کی خبر بھی دی ابواحمد نے ابوالعباس کو اور سرداروں اور غلاموں کو اس علاقے پر مامور کیا۔ جہاں خبیث کی جمعیت

تھی۔ غلاموں کے سرداروں میں سے ایک جماعت کو سواروں کے ہمراہ فرات میں اس سرحد پر روانہ کیا جو انخل کے آخر میں ہے کہ وہ ان کے نکلنے کی راہ کو منقطع کر دے۔ چھوٹی بڑی کشتی والے دریائے دجلہ میں پھیل گئے۔ پیادہ لشکر کو انخل کی جانب سے ان کی طرف جانے کا حکم دیا۔

زنجی سرداروں کا قتل:

جب فاجروں نے دیکھا کہ ان پر وہ مصیبت آگئی جس کا انھیں گمان بھی نہ تھا تو وہ نجات کی تلاش میں دوبارہ اسی راستے پر پلٹے جس سے آئے تھے۔ ان کا قصد ”جویت بارویہ کا تھا“ ان کے لوٹنے کی خبر الموفق کو پہنچی تو اس نے ابو العباس اور زیرک کو اس طور پر کشتیوں میں روانہ ہونے کا حکم دیا کہ ان سے پہلے نہر پہنچ جائیں اور انھیں اس کے عبور کرنے سے روکیں۔ اپنے ایک غلام کو جس کا نام ثابت تھا اور بہت سے حبشی غلاموں پر سردار تھا، حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کی عارضی پلوں اور کشتیوں کے ذریعے اللہ کے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے جائے وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ ثابت نے اپنی جماعت کے ہمراہ ان لوگوں کو جویت بارویہ میں پالیا۔ وہ ان کی طرف نکلا اور ان سے طویل جنگ کی۔ وہ لوگ اس کے مقابلے میں جم گئے اور اس کی جماعت کا انھوں نے مقابلہ کیا۔ حالانکہ وہ مع اپنے ساتھیوں کے تقریباً پانچ سو آدمی تھے۔ اس لئے کہ وہ پورے نہ ہونے پائے تھے۔ ان لوگوں نے خود اس کا لالچ کیا۔ اس نے ان پر زبردست حملہ کیا اور ان پر ٹوٹ پڑا۔ اللہ نے اسے ان کے بازو عطا کر دیئے۔ کتنے ہی مقتول اور امیر اور فریق اور پانی میں تیرنے کی طاقت بھر غوطہ لگانے والے تھے، جنھیں چھوٹی بڑی کشتیوں نے دجلہ اور نہر میں سے نکال لیا تھا۔ سوائے نہایت قلیل کے لشکر میں سے کوئی نہیں بچا۔

زنجی سرداروں کے سروں کی تشہیر:

ابو العباس فتح و فیروزی کے ساتھ اس طرح واپس ہوا کہ اس کے ہمراہ ثابت بھی تھا۔ سروں کو کشتیوں میں لٹکا دیا گیا تھا۔ قیدیوں کو سولی چڑھا دیا گیا تھا۔ ان کو ان کی ہستی کے سامنے پیش کیا، تاکہ ان کے گروہ والے ڈریں۔ جب انھوں نے دیکھا تو بہت گھبرائے اور انھیں ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ قیدیوں اور سروں کو الموفقیتہ میں داخل کر دیا گیا۔

ابو احمد کو یہ خبر پہنچی کہ صاحب الزنج نے اپنے ساتھیوں کو دھوکا دیا ہے۔ اور انھیں یہ وہم دلایا ہے کہ وہ سر جو بلند کئے گئے تھے وہ تصویریں ہیں جو ان کے لئے بنائی گئی ہیں تاکہ وہ ڈریں اور وہ قیدی بھی جو امن مانگنے والوں میں سے تھے بنائے گئے ہیں۔ یہ خبر سن کے الموفق نے ابو العباس کو تمام سروں کو جمع کر کے فاسق کے محل کے سامنے لے جانے اور تحقیق کے ذریعے سے جو کشتی میں لگی ہوئی تھی خبیث کے لشکر کی طرف پھینکنے کا حکم دیا۔ جب سران کی آبادی میں گرے اور مقتولین کے وراثتوں نے اپنے ساتھیوں کے سر پہچان لئے تو علانیہ رونا دھونا شروع ہو گیا اور انھیں فاجر کا کذب اور اس کی دغا بازی اچھی طرح معلوم ہو گئی۔

اسی سال کے شوال میں ابن ابی الساج کے ساتھیوں کی الہیم العلی کے ساتھ وہ جنگ ہوئی جس میں انھوں نے اس کے مقدمے کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر پر غالب آ کے قبضہ کر لیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں نہر ابن عمر میں صاحب الزنج کے لشکر سے زیرک کی وہ جنگ ہوئی جس میں زیرک نے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا۔

زنجیوں کا سلطانی کشتیوں پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ صاحب الزنج نے چھوٹی کشتیاں بنانے کا حکم دیا تھا۔ بنائی گئیں تو انھیں اس نے ادھر کر دیا جہاں جنگ ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی چھوٹی کشتیوں کو بہوز اور نصر الرومی اور احمد بن الرزنجی کے درمیان تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک پر اس کا تاوان لازم کر دیا تھا۔ جوان میں کسی کے ہاتھ سے ضائع ہو۔ تقریباً پچاس کشتیاں تھیں جن میں تیر انداز اور نیزہ گزار مقرر کر دیئے تھے۔ اپنے سامان اور ہتھیار کے مکمل کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔ انھیں دجلہ میں ہا کے شرقی جانب عبور کرنے اور الموفق کے ساتھیوں سے جنگ چھیڑنے کا حکم دیا۔

اس زمانے میں الموفق کی کشتیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے کہ اس کے پاس وہ کشتیاں نہیں آئی تھیں جن کے بنانے کا اس نے حکم دیا تھا۔ جو اس کے پاس تھیں وہ دہانہ بحر اور ان نہروں کے دہانے میں پھیلی ہوئی تھیں جہاں سے زنجیوں کے پاس رسد آتی تھی۔ فاجر کے مددگاروں کی حالت مضبوط ہو گئی۔ انھیں الموفق کی کشتیوں میں سے کشتی پر کشتی لے لینے کا موقع مل گیا۔ نصیر عرف ابو حمزہ ان کے قتال سے اور ان کے اوپر حملہ کرنے سے جیسا کہ وہ کیا کرتا تھا۔ اپنے ساتھ کی کشتیوں کی قلت کی وجہ سے باز رہا۔ حالانکہ الموفق کی اس زمانے کی اکثر کشتیاں نصیر ہی کے ساتھ تھیں اور وہی ان کے معاملات کا نگران تھا۔ اس سبب سے الموفق کے لشکر والے ڈرے اور انھیں یہ خوف ہوا کہ کہیں زنجی لشکر پر پیش قدمی نہ کریں کہ اتنے میں وہ کشتیاں آ گئیں جن کے جنابا میں بنانے کا حکم تھا۔ اس نے دجلہ میں زنجیوں کے ان پر ٹوٹ پڑنے کے خوف سے ابو العباس کو اپنی کشتیوں کے ساتھ جا کے ان کے لینے کا حکم دیا کہ لشکر میں صحیح و سالم پہنچا دے۔ ابو العباس نے انھیں لے آیا، نصیر کے لشکر میں وہ پہنچ گئیں۔ زنجیوں نے دیکھا تو لپٹائے۔ خبیث نے اپنی کشتیوں کے نکالنے، اپنے ساتھیوں کو ان کے روکنے اور ان کے لوٹنے میں خوب کوشش کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

وصیف کی کارگذاری:

ابو العباس کا ایک بہادر غلام جس کا نام وصف اور عرف الحجرائی تھا ان کشتیوں میں جو اس کے ہمراہ تھیں تیزی سے بڑھا اور زنجیوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ منتشر ہو گئے۔ اس نے ان کا تعاقب کر کے نہر ابو الخصب تک بھگا دیا۔ دوران تعاقب میں وصف اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا۔ غنیم نے اپنی کشتیاں دوبارہ اس پر پھیر دیں۔ وہ ایک تنگ مقام تک پہنچ گیا جس سے کشتیوں کی چواریں دوسری چواریں میں پھنس گئیں۔ وصف کی کشتی کنارے ہٹ گئی اور ساحل سے ٹکرا کے ٹوٹ گئی۔ دوسروں نے اسے گھیر لیا۔ ہر طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر پناہ کی دیوار سے بھی زنجی اس پر اتر آئے۔ اس نے مع اپنے ساتھیوں کے اتنی سخت جنگ کی کہ یہ لوگ قتل کر دیئے گئے۔ زنجیوں نے ان کی کشتیاں لے لیں اور انھیں نہر ابو الخصب میں دھکیل دیا۔

ابو العباس کا زنجی کشتیوں پر حملہ:

ابو العباس جنابا کی کشتیوں کو مع ان ہتھیاروں اور آدمیوں کے جو ان میں تھے صحیح و سالم لے آیا۔ ابو احمد نے ابو العباس کو تمام کشتیوں کی سرداری اور ان کے ذریعے سے جنگ کرنے اور ان لوگوں کے مقامات رسد کو ہر سمت سے منقطع کرنے کا حکم دیا۔ کشتیاں درست کی گئیں اور ان میں منتخب تیر انداز و نیزہ باز ترتیب سے بٹھائے گئے۔ پوری طرح مضبوطی پیدا کر لی گئیں ان مقامات میں ان

کو مقرر کیا جہاں خبیث کی کشتیاں شورش و ہنگامہ برپا کرتی ہیں۔

عادت کے مطابق خبیث کی کشتیاں سامنے آئیں۔ ابو العباس اپنی کشتیاں لے کے مقابلے کو نکلا، بقیہ ساتھیوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے حملہ کرتے ہی وہ بھی حملہ کر دیں، لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان میں گھس گئے، تیر برسائے، نیزہ چلانے اور پتھر مارنے لگے، اللہ نے دشمنوں کو ذلیل کر دیا۔ پشت پھیر کر بھاگے ابو العباس نے تعاقب کر کے انھیں نہر ابو الخصب میں دھکیل دیا۔ ان کی تین کشتیاں ڈوب گئیں۔ دو کشتیاں مع لڑنے والوں اور ملاحوں کے جوان میں تھے لے لی گئیں۔ جن پر فتح ہوئی، ابو العباس نے ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا۔

محمد بن الحارث کی امان طلبی:

خبیث نے جب یہ مصیبت دیکھی جو اس کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تو اپنے محل کے سامنے کے میدان سے کشتیوں کے نکالنے سے رک گیا۔ سوائے ان اوقات کے جن میں وجہ الموفق کی کشتیوں سے خالی ہوا کشتیوں کے ساحل سے آگے بڑھانے کو منع کر دیا۔ ابو العباس کے حملے سے زنجیوں کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی۔ خبیث کے بڑے بڑے ساتھیوں نے امان حاصل کر لی۔ ان میں محمد بن الحارث العمی بھی تھا۔ اس کے سپرد لشکر منگی اور اس شہر پناہ کی حفاظت تھی جو الموفق کے لشکر کے متصل تھی۔ ایک جماعت کے ساتھ رات کے وقت نکل آیا۔ الموفق نے اسے بہت سے انعامات دیئے۔ خلعت دیا۔ گھوڑے مع ساز و براق مرحمت فرمائے اور خاطر خواہ عطا جا کر دی۔

زوجہ محمد بن الحارث کا نیلام:

محمد بن الحارث نے اپنی بیوی کے لانے کی بھی تدبیر کی تھی، جو اس کے چچا کی بیٹی تھی۔ مگر وہ عورت اس سے ملنے سے عاجز رہی۔ اسے زنجیوں نے پکڑ لیا اور خبیث کے پاس لوٹا لے گئے۔ اس نے ایک مدت تک اس کو قید رکھا، پھر نکال کر بازار میں اس پر صدالگانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ فروخت کر دی گئی۔

احمد البرذعی کی اطاعت:

احمد البرذعی بھی امان حاصل کرنے والوں میں تھا کہا گیا ہے کہ وہ خبیث کے ان آدمیوں میں جو اہلبہمی کے ماتحت تھے سب سے زیادہ بہادر تھا۔ زنجیوں کے سرداروں میں سے مدید اور ابن النکویہ اور منینہ بھی امان لینے والوں میں سے تھے۔ ان سب کو اس نے خلعت دیئے۔ بہت سے انعامات دیئے گئے اور انھیں گھوڑے کی سواری دی گئی۔ سب کے ساتھ اس نے اچھا برتاؤ کیا۔ خبیث سے رسد کے مقامات منقطع ہو گئے۔ راستے بند کر دیئے گئے۔

معمر کہ نہر ابن عمر:

خبیث نے شبل اور ابو النداء کو جو اس کے پرانے معتمد علیہم رفیق تھے اور ان پر وہ بھروسہ کیا کرتا تھا۔ دس ہزار زنجیوں کے ہمراہ نہر الدیر اور نہر المرأة اور نہر ابی الاسد کے راستے ان نہروں سے اہلبطیمہ کی جانب مسلمانوں کے لوٹنے اور جوغلہ اور ماکولات پائیں اس کو چھین لینے کی غرض سے نکلنے کا حکم دیا کہ واسطہ اور بغداد اور اس کے اطراف سے جوغلہ الموفق کے لشکر میں آتا ہے وہ منقطع ہو جائے۔ جب الموفق کو ان کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس نے زیرک کو جو ابو العباس کے مقدمے کا سردار تھا نامزد کیا۔ اسے مع اپنے

ساتھیوں کے ان کی طرف جانے کا حکم دیا۔ پیادہ لشکر میں سے جن کو اس نے منتخب کیا اس کے ساتھ کر دیا۔ زیرک چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اس نے پیادہ لشکر کو ڈوگیوں اور ہلکی کشتیوں میں سوار کر کے تیزی سے روانہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ نہر الدیر پہنچا، مگر اسے وہاں ان لوگوں کی کوئی خبر نہ معلوم ہوئی تو وہاں سے وہ ہٹ کر شیریں گیا۔

پھر نہر عدی میں روانہ ہوا یہاں تک کہ نہر ابن عمر کی طرف نکلا تو اسے زنجیوں کا لشکر اتنے مجمع کے ساتھ ملا کہ اس کی کثرت نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ اس نے ان کے جہاد میں اللہ سے دعائے خیر کی اور ان پر اپنے بصیرت اور استقلال والے ساتھیوں کے ہمراہ حملہ کر دیا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ بھاگے۔ اسلحہ سے پورا کام لیا۔ بڑا رن پڑا بہتیرے غوق کر دیئے اور بہتوں کو گرفتار کر لیا۔

ان کی کشتیوں میں سے وہ لے لیں جن کا لینا ممکن ہوا، اور وہ غرق کر دیں جن کا غرق کرنا ممکن ہوا۔ جو کشتیاں لیں وہ تقریباً چار سو تھیں۔ جو قیدی اور سرسہراہ تھے وہ لے کے الموفق کے لشکر میں آ گیا۔ اور اسی سال ۲۴/ ذی الحجہ کو خود الموفق اور اس کے لشکر نے فاسق کی ہستی کو اس کی جنگ کے لئے عبور کیا۔

موفق کا دریا عبور کرنے کا سبب:

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ فاسق کے ساتھیوں کے رؤسائے جب یہ دیکھا کہ ان پر یہ مصیبت نازل ہے کہ جو ان میں سے نکلا قتل کیا گیا اور جو ہستی میں رہا اس پر سخت محاصرہ کیا گیا تو پھر ان میں سے کوئی نہیں نکلا۔ اور اس فتنے کا حال دیکھا جو ان میں سے امان کے ساتھ نکلا اس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اس کے جرم سے درگزر کی گئی تو وہ لوگ امان کی طرف مائل ہو گئے اور ہر طرح سے بھاگنے لگے اور ابو احمد کی امان میں جانے لگے۔

جب بھی اس کی طرف جانے کا راستہ پالے۔ اس سے اس پر رعب بیٹھ گیا اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس نے ہر اس سمت میں جس میں اس کے لشکر سے بھاگنے کا راستہ تھا دربان اور محافظ مقرر کر دیئے۔ اور انھیں ان اطراف کے روکنے کا حکم دیا اور نہروں کے دہانوں پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو اس سے کشتیوں کے نکلنے کو روکیں۔ اس نے ہر سڑک اور راستے اور بنائے تاکہ اس کی ہستی سے کوئی نکل نہ سکے۔ زنجی سرداروں کی ایک جماعت کی درخواست:

صاحب الزنج کے سرداروں کی ایک جماعت نے الموفق کو پیام بھیجا۔ جس میں اس سے امان کی درخواست کی تھی کہ وہ جنگ کے لئے لشکر روانہ کرے کہ لوگ اس کے پاس آنے کا موقع پائیں الموفق نے ابو العباس کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ موضع نہر الغربی کی جانب جانے کا حکم دیا۔ اور علی بن ابان اس زمانے میں اس نہر کو گھیرے ہوئے تھا چنانچہ ابو العباس اپنے منتخب ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا اور اس کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں اور (معاہر) عارضی پل کی کشتیاں بھی تھیں اس نے انہر الغربی کا قصد کیا اور امہلسی اور اس کے ساتھی اس کی (ابو العباس کی) جنگ کے لئے تیار ہو گئے تو فریقین کے درمیان آتش جنگ بھڑک اٹھی اور ابو العباس کے ساتھی غالب آئے اور زنجی مغلوب ہو گئے۔

ابو العباس اور علی بن ابان کی جنگ:

فاسق نے سلیمان بن جامع سے مع زنجیوں کی جماعت کثیر کے المہلسی کی امداد کی اور اس پر صبح سے آخروقت عصر تک برابر

جنگ ہوئی رہی۔ اور اس دن فتح ابو العباس اور اس کے ساتھیوں کی ہوئی۔ اور خبیث کے سرداروں کی وہ جماعت جنہوں نے امان طلب کی تھی اس کے پاس چلی گئی۔ اور ان کے ہمراہ زنجیوں وغیرہ کے سواروں وغیرہ کی بھی بہت بڑی جماعت تھی۔ تو اس وقت ابو العباس نے اپنے ساتھیوں کو چھوٹی بڑی کشتیوں کی جانب واپس ہونے کا حکم دیا۔ اور وہ بھی واپس ہوا۔ چنانچہ وہ اپنی واپسی میں خبیث کی ہستی سے بڑھ گیا، یہاں تک کہ موضع نہر الا تراک تک پہنچا۔

ابو العباس کا زنجیوں پر دوبارہ حملہ:

اس کے ساتھیوں نے نہر کے اس مقام میں زنجیوں کی اتنی کم تعداد دیکھی کہ انھیں ان لوگوں کا جو وہاں تھے لالچ پیدا ہوا۔ انھوں نے ان زنجیوں کی جانب قصد کیا حالانکہ ان کے اکثر ساتھی مدینہ الموفقہ واپس ہو چکے تھے۔ وہ لوگ زمین کے قریب ہوئے اور اس پر چڑھے اور انھوں نے ان سڑکوں میں داخل ہونے کی بڑی کوشش کی۔ ان کی ایک جماعت شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئی۔ اور اس پر زنجیوں اور ان کے گروہوں کی بھی ایک جماعت تھی چنانچہ وہاں ان میں سے جس کے پاس پینچے اسے انھوں نے قتل کر دیا اور فاسق نے انھیں دیکھ لیا وہ لوگ ان کی جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے زیادہ کوشش کی جب ابو العباس نے خبیثوں کا جمع ہونا اور ان کا متفق ہونا اور ان لوگوں کی کثرت دیکھی جو ان میں سے اس مقام پر واپس آ گئے تھے باوجود اپنے ساتھیوں کی قلت تعداد کے وہ ان لوگوں کے ساتھ جو کشتیوں میں اس کے ہمراہ تھے۔ دوبارہ ان پر پلٹ پڑا اور الموفق کے پاس بطلب امداد قاصد روانہ کر دیا۔

غلاموں میں سے جو بجلت اس کے لئے تیار ہو گئے اس کی مدد کے لئے چھوٹی بڑی کشتیوں میں اس کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ وہ زنجیوں پر غالب آ گئے اور انھیں شکست دے دی۔ اور سلیمان بن جامع نے جب ابو العباس کے ساتھیوں کا زنجیوں پر غلبہ دیکھا تھا۔ تو وہ بڑی جماعت کے ہمراہ اوپر چڑھنے کے ارادے سے نہر میں کود پڑا تھا۔ چنانچہ وہ نہر عبد اللہ تک پہنچا تھا کہ ابو العباس کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی۔ حالانکہ وہ لوگ اپنی جنگ میں اس شخص کے مقابلے میں جو ان سے جنگ کرتا تھا۔ مقابلے میں جبرے رہتے تھے۔ اور زنجیوں میں سے جو ان سے بھاگتا تھا اس کی تلاش میں پوری کوشش کرتے تھے۔

سلیمان بن جامع کا عقبی حملہ:

سلیمان ان کے پیچھے سے ان پر آ پڑا۔ ڈھول بجے تو ابو العباس کے ساتھی بھاگے اور ان پر زنجی بھی پلٹ پڑے جو ان کے سامنے سے بھاگے تھے۔ الموفق کے غلاموں اور اس کے لشکر وغیرہ کی ایک جماعت پر مصیبت آ گئی اور چند جھنڈے اور بھاگنے والے ان زنجیوں کے قبضے میں آ گئے۔ ابو العباس نے اپنے بقیہ ساتھیوں سے مدافعت کی تو ان میں سے اکثر محفوظ رہے۔ وہ انھیں لوٹا لایا۔ اس واقعے نے زنجیوں اور ان کے پیروؤں کو لالچ میں ڈال دیا اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ پھر الموفق نے خبیث کی جنگ کے لئے اپنے تمام لشکر کے عبور کرانے کا ارادہ کیا اور ابو العباس کو اور تمام سرداروں اور غلاموں کو عبور کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا اور ہر قسم کی کشتیوں اور عبور کرنے کے عارضی پلوں کے جمع کرنے اور ان کے ان لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

ابو احمد کی پیش قدمی:

صرف اسی دن ٹھہر گیا کہ جس میں اس نے عبور کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو ایسے جھکڑ چلے جنھوں نے اسے اس سے باز رکھا اور

مدت تک تیر و تند ہوا چلتی رہی تو الموفق نے مہلت دے دی۔ آندھی ختم ہونے پر اس نے عبور کیا اور فاجر کے قتال کی تیاری شروع کر دی۔ جب حسب خواہش سب کچھ مہیا ہو گیا تو بڑی جماعت اور پوری تیاری کے ساتھ ۲۴/ ذی الحجہ ۲۶۷ھ یوم چہار شنبہ کو عبور کیا۔ اکثر سپاہیوں کو کشتیوں میں سوار کرانے اور ابو العباس کو ان کے ہمراہ روانہ ہونے کا حکم دیا۔ تمام پیادہ اور سواروں کے سردار بھی ساتھ تھے۔ عزم یہ تھا کہ نہر منگی کے پچھلے حصے سے فاجروں کے پس پشت سے آئے۔ اپنے آزاد کردہ غلام مسرور المظنی کو نہر غربی کے قصد کا حکم دیا کہ اس کی وجہ سے خبیث اپنے ساتھیوں کے متفرق کرنے پر مجبور ہو جائے۔ نصیر عرف ابو حمزہ اور ابو العباس کے غلام رشیق کو جو اس کے ساتھیوں میں سے تھا اور اس کی کشتیاں بھی ان کشتیوں کے برابر تھیں جن میں نصیر تھا۔ وہاں نہر ابو العاصیب کے قصد کا اور خبیث کی کشتیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے خبیث سے کہیں زیادہ کشتیاں فراہم کر لیں۔ سپاہی تیار کر کے مقابلے کے لئے منتخب کر لئے۔

ابو احمد کا شہر پناہ کی ایک دیوار پر قبضہ:

ابو احمد نے مع ان تمام لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے خبیث کے شہر کی دیواروں میں سے اس دیوار کا ارادہ کیا جس کو اس نے اپنے بیٹے انکلائے سے مضبوط کر دیا تھا اور اسے علی بن ابان اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی کے ذریعے سے محفوظ کر دیا تھا۔ گونہوں، منجیقوں (عرادات) اور ناوک کی کمانوں سے چھپا دیا تھا۔ تیر انداز مجتمع کر دیئے تھے اور اپنا اکثر لشکر جمع کر دیا تھا۔ جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو الموفق نے اپنے تیر انداز اور نیزہ باز غلاموں اور حبشیوں کو اس دیوار کے نزدیک ہونے کا حکم دیا جس میں فاسق جمع تھے۔ اس کے اور ان لوگوں کے درمیان نہر الا تراک حائل تھی جو بہت چوڑی اور بہت گہری تھی وہ لوگ نہر کے پاس پہنچے تو وہ رکے، غل مچا کے عبور کرنے پر برا بیخیز کیا گیا تو پار کر گئے حالانکہ فاسقین پتھر برساتے اور تمام آلات مدافعت سے لڑ رہے تھے۔ مگر ان لوگوں نے ان سب پر صبر کیا یہاں تک کہ نہر سے گزرے اور دیوار تک پہنچ گئے۔ وہ مزدوران کے ساتھ نہیں پہنچے تھے جو اس کے منہدم کرنے کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔ غلام اپنے ہتھیاروں کے ذریعے سے دیوار کے توڑنے پر مقرر ہو گئے۔ اللہ نے یہ مشکل بھی آسان کر دی۔ اس پر چڑھنے کے لئے سہل راہ نکلائی۔ چند سیڑھیاں موجود تھیں جن کے سہارے دیوار پر چڑھ گئے۔ وہاں الموفق کا ایک جھنڈا نصب کر دیا۔ فاسقوں نے دیوار کی حفاظت ترک کر دی اور شدید جنگ کے بعد ان لوگوں سے اس کا تحلیل ہو گیا، اور دونوں فریق کی تعداد کثیر مقتول ہوئی۔ الموفق کے ایک غلام کے (جس کا نام ثابت تھا) پیٹ میں ایک تیر لگا۔ وہ مر گیا یہ غلاموں کے سرداروں اور ان کے سربراہان و ردہ لوگوں میں سے تھا جب الموفق کے ساتھی دیوار پر غالب آ گئے تو جتنے آلات حرب و ضرب اور آتشیں کمانیں اس پر تھیں سب کو جلا دیا۔ علاقے کا تحلیل کر دیا اور اس کی حفاظت ترک کر دی۔

ابو العباس کا غلبہ:

ابو العباس نے لشکر کے ہمراہ نہر منگی کا قصد کیا تھا۔ علی بن ابان المہلبی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقابلے اور روکنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا تو ابو العباس اس پر غالب آیا۔ اسے شکست دی۔ بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ المہلبی پلٹ کر بھاگا۔ ابو العباس اس مقام تک پہنچ گیا جہاں سے اس نے فاسق کے شہر میں پہنچنے کا اندازہ کیا تھا جو نہر منگی کے ختم پر تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس مقام سے داخل ہونا سہل ہے۔ خندق تک پہنچا تو اسے اتنا چوڑا پایا کہ اس سے داخل ہونا دشوار تھا۔ اپنے ساتھیوں کو اس امر

پر آمادہ کیا کہ اپنے گھوڑوں کے ذریعے سے عبور کریں۔ پیادہ لشکر نے تیر کر عبور کیا۔ لوگ دیوار تک پہنچ گئے۔ اس میں اتنا بڑا موکھا کر دیا کہ داخل ہونے کی گنجائش ہو گئی۔ اندر گئے تو آگے والے حصے سے سلیمان بن جامع کا مقابلہ ہوا۔ جب اہلسی کے وہاں سے بھاگ جانے کی خبر پہنچی تو وہ اس علاقے سے ان لوگوں کی مدافعت کے لئے سامنے آ گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے جنگ کی۔ اس جماعت کے آگے الموفق کے دس غلام تھے۔ انھوں نے سلیمان اور اس کے کثیر التعداد ساتھیوں کی مدافعت کی۔ ان کو بہت مرتبہ شکست دی۔ اپنے بقیہ ساتھیوں سے انھیں دفع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر واپس ہو گئے۔

شہر پناہ کی دیوار کی انہدام:

محمد بن حماد نے بیان کیا کہ جب الموفق کے ساتھی اس مقام پر غالب آ گئے جسے فاسق نے اپنے بیٹے اور اپنے مذکورہ بالا ساتھیوں اور اپنے سرداروں سے محفوظ کیا تھا۔ الموفق کے ساتھیوں نے اس دیوار کو جس کے پاس تک وہ پہنچے تھے حتیٰ الامکان توڑ پھوڑ ڈالنا چاہا۔ ان کے پاس اپنے پھاؤڑوں اور آلات انہدام کے ساتھ وہ لوگ پہنچے جو مہندم کرنے کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔ انھوں نے دیوار میں کئی موکھے کر دیئے۔ الموفق نے خندق کے لئے ایک پھیلتا ہوا پل تیار کیا تھا جو اس پر پھیلا دیا گیا۔ تمام لوگوں نے عبور کیا خبیثوں نے دیکھا تو خوف زدہ ہو کر اس دوسری دیوار سے بھی بھاگے جس کی انھوں نے پناہ لی تھی۔

علی بن ابان کی شدید مدافعت و پسپائی:

الموفق کے ساتھی اس خائن و غاباز کے شہر میں داخل ہو گئے فاجر اور اس کے گروہ پشت پھیر کے بھاگے۔ الموفق کے ساتھی ان کا تعاقب کر رہے تھے ان میں سے جس کے پاس تک پہنچ جاتے تھے اسے قتل کر ڈالتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ نہر ابن سمعان تک پہنچ گئے۔ ابن سمعان کا مکان الموفق کے ساتھیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ انھوں نے جو کچھ اس میں تھا اسے جلایا اور مہندم کر دیا۔ فاجر نہر ابن سمعان پر بہت دیر تک ٹھہرے اور سخت مدافعت کرتے رہے۔ الموفق کے بعض غلاموں نے علی بن ابان اہلسی پر حملہ کیا تو وہ اس سے پشت پھیر کر بھاگا۔ اس نے اس کی تہد کو پکڑ لیا تو اس نے اپنی تہد کو اتار کے غلام کے حوالے کر دیا اور موت کے قریب پہنچ کر فوج گیا۔ الموفق کے ساتھیوں نے زنجیوں پر نہایت سخت حملہ کر کے نہر ابن سمعان سے بھگا دیا اور میدان کے کنارے تک پہنچا دیا۔

ابو احمد کا مراجعت کا حکم:

فاسق کو اپنے ساتھیوں کی شکست کی اور الموفق کے ساتھیوں کی تمام اطراف سے شہر میں داخل ہونے کی خبر پہنچی تو وہ ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اسے الموفق کے ساتھی مل گئے حالانکہ وہ لوگ اسے اپنے میدان کے کنارے سمجھتے تھے۔ انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ جو لوگ ہمراہ تھے منتشر ہو گئے اور اسے انھوں نے تنہا چھوڑ دیا۔ کوئی پیادہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنی ڈھال اس کے گھوڑے کے منہ پر ماری۔ اور یہ بالکل غروب آفتاب کے وقت ہوا۔ الموفق نے اپنے ساتھیوں کو اپنی کشتیوں میں واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ اس طرح صحیح و سالم پلے کہ وہ خبیثوں کے بہت سے سر لادے ہوئے اور قتل و جراثیم اور مکانات اور بازاروں کی آتش زنی میں سے جو کچھ ان کی خواہش تھی اسے حاصل کر چکے تھے۔ دن چڑھے فاجر کے سرداروں اور سواروں کی ایک جماعت نے ابو العباس سے امن حاصل کر لیا تھا۔ اس لیے ان کے کشتیوں میں سوار کرنے کے لئے توقف کی حاجت ہوئی۔ رات کی تاریکی پھیل گئی اور شمالی تیز ہوا چلنے لگی اور جزریعی پانی کا اتار بڑھ گیا۔ اکثر کشتیاں کچڑ میں پھنس گئیں۔ خبیث نے اپنے گروہوں کو

ابھارا تو ان میں سے ایک جماعت نکلی اور پیچھے رہ جانے والی کشتیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ ان میں کسی قدر کامیاب ہو گئے اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ اسی روز نہر غربی میں اسی دن سرور انجی اور اس کے ساتھیوں کے بالمقابل بہبود تھا جس نے حملہ کر کے ایک جماعت کو قتل اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے چند گھوڑے اس کے قبضے میں چلے گئے۔ اس واقعے نے الموفق کے ساتھیوں کی خوشی کو کم کر دیا۔

زنجی کشتیوں کی غرقابی:

اسی روز خبیث نے اپنی تمام کشتیاں دجلے میں نکال دی تھیں جن میں رشیق سے جنگ کرنے والے تھے۔ اور رشیق نے ان میں سے چند کشتیوں پر حملہ کر کے کچھ غرقاب کر دیں۔ اور کچھ جلا ڈالیں۔ بقیۃ السیف نہر ابو النضیب کی جانب بھاگ گئے۔

ایک عرب جماعت کی امان طلبی:

ذکر ہے کہ اس روز فاسق اور اس کے ساتھیوں پر ایسی مصیبت نازل ہوئی جس نے انھیں نہر الامیر اور القندل اور ابرسان اور عبادان اور تمام دیہات کی جانب منتشر ہونے اور اپنے منہ کے بل بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس روز محمد برادر سلیمان بن موسیٰ اشعرانی اور عیسیٰ بھاگے۔ دونوں البادیہ کے ارادے سے جا رہے تھے کہ الموفق کے ساتھیوں کے واپس جانے کی خبر پہنچی تو پلٹ آئے۔ عربوں کی ایک جماعت بھی بھاگی جو فاسق کے لشکر میں تھے۔ وہ بصرے چلے گئے۔ انھوں نے ابو احمد سے امان مانگنے کے لئے قاصد بھیجے۔ اس نے انھیں پناہ دی اور ان کے پاس کشتیاں روانہ کیں۔ سوار کرا کے الموفق بھیج دیا۔ حسب حکم انھیں خلعت میں انعام ملے اور وظائف ملنے لگے۔

ریحان بن صالح کی امان طلبی:

فاجر کے ان بڑے بڑے سرداروں میں سے جنھوں نے امان کی خواہش کی ریحان ابن صالح المغربی بھی ہے جو خبیث کے بیٹے عرف انکائے کے دربانوں کا والی تھا۔ ریحان نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے لئے بطلب امان ایک عریفہ لکھا۔ اس کی درخواست کو قبول کر لیا گیا۔ اس کے پاس زیرک کے سردار کے ہمراہ جو ابو العباس کے مقدمے کا سردار تھا بہت سی چھوٹی بڑی کشتیاں اور عارضی پل بھیج دیئے گئے۔ زیرک نہر الیہود سے روانہ ہو کے اس مقام پر پہنچا جو الموطعہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں اس نے ریحان اور اس کے ان ساتھیوں کو پایا۔ زیرک کے ریحان اور اس کے ساتھیوں کے پاس اس مقام پر پہنچنے کے بارے میں پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا۔ زیرک ان لوگوں کو الموفق کے حضور میں لے آیا تو الموفق نے ریحان کے لئے کئی خلعتوں کا حکم دیا۔ چند گھوڑے مع ساز و سامان سرفراز فرمائے اور عمدہ عمدہ عطیات دیئے۔ ساتھیوں کو بھی خلعت ملے۔ مراتب کے موافق انعامات دیئے گئے اور اسے ابو العباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو سوار کر کے خبیث کے مکان کے روبرو لے جانے کا حکم دیا گیا۔ وہاں وہ لوگ کشتی میں ٹھہر گئے تو لوگوں کو ریحان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق امن کے ساتھ چلے جانے اور انعام و اکرام پانے کی خبر ملی۔ اس وقت ریحان کے ان ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے اور ان کے علاوہ ایک دوسری جماعت نے بھی امن حاصل کر لیا۔ وہ بھی اکرام و احسان کے ساتھ اپنے ساتھیوں میں شامل کر دیئے گئے۔ ریحان کا ٹکنا چار شنبے والی جنگ کے بعد

۲۸/ ذی الحجہ یوم یک شنبہ ۲۶۷ھ کو ہوا۔

متفرق واقعات:

اسی سال احمد بن عبد اللہ الجستانی اپنے گمان کے مطابق عراق پر قبضے کے ارادے سے سامنے آیا۔ سمنان تک پہنچا اور اہل

الرائے نے حفاظت کر لی اور اپنے شہر کو مضبوط کر لیا۔ پھر وہ سمنان سے خراسان واپس جانے کو لوٹا۔

اسی سال بسبب شدت گرما شروع ہی میں تعداد کثیر لکے کے راستے سے واپس آ گئی اور زیادہ تعداد روانہ ہو گئی۔ جو لوگ روانہ ہو گئے ان میں سے بہت سے گرمی کی شدت اور بہت سے پیاس کے مارے مر گئے۔ یہ سب شروع ہی میں ہوا۔

اسی سال قبیلہ فزارہ نے تجارت پر حملہ کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے ان سے سات سو گھڑی کپڑا چھین لیا۔

اسی سال زمانہ حج میں احمد بن طولون کا عامل مع اپنے لشکر کے اور عمر بن الیث کا عامل مع اپنے لشکر کے جمع ہوئے۔ ہر ایک نے اپنے ساتھی سے مسجد ابراہیم غلیل الرحمن میں منبر کے وہی جانب اپنا جھنڈا نصب کرنے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ تولیہ اس کے ساتھی کو ہے۔ دونوں نے تلواریں سونت لیں تو بڑے بڑے لوگ مسجد سے نکل گئے۔ ہارون بن محمد کے زنجی غلاموں نے عمرو بن الیث کے ساتھی کی اعانت کی۔ وہ جہاں چاہتا تھا ٹھہر گیا۔ ہارون نے جو کئے کا عامل تھا خطبے کو مختصر کر دیا اور لوگ صحیح و سالم رہے۔ اس زمانے میں وہ شخص جو ابوالمغیرہ الحزومی کے نام سے مشہور تھا اپنی مختصر سی جمعیت کے ساتھ درباری کرتا تھا۔ اسی سال الطبائع کو سامرا سے جلا وطن کیا گیا۔

اسی سال الجحتمانی نے اپنے نام کے درہم و دینار ڈھلوائے۔ جن میں سے دینار کا وزن دس واگ تھا۔ اور درہم کا آٹھ واگ تھا کہ اس پر الملک والقدرۃ للہ والحوول والقوۃ باللہ، لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور اس کے ایک کنارے المعتمد علی اللہ بالیمن والسعادة اور دوسرے کنارے الوافی احمد بن عبد اللہ لکھا ہوا تھا۔

امیر جہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ البہاشی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۸ھ کے واقعات

جعفر بن ابراہیم السجان کو امان:

یکم محرم یوم شنبہ کو جعفر بن ابراہیم السجان نے ابو احمد الموفق سے پناہ مانگی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب وہ جنگ ہوئی جو آخر ذی الحجہ ۲۶۷ھ میں ابو احمد سے ہوئی۔ جس کا ہم نے اس کے قبل ذکر کیا ہے۔ ریحان بن صالح المغربی مع اپنے ساتھیوں کے فاجر کے لشکر بھاگ گیا اور ابو احمد سے جاملہ اسی لئے خبیث کا قلب کمزور ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ السجان اس کے قابل اعتماد لوگوں میں سے تھا۔ ابو احمد نے السجان کے لئے خلعت و عطایا و انعامات اور تنخواہوں اور سوار یوں کا حکم دیا۔ جاگیر مقرر کی گئی اور اسے ابو العباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ اور اسے کشتی میں سوار کر کے فاسق کے محل کے سامنے لے جانے کا حکم دیا۔ فاسق اور اس کے ساتھیوں نے اسے دیکھا۔ السجان نے ان سے گفتگو کی اور انھیں یہ بتایا کہ وہ خبیث کی جانب سے دھوکے میں ہیں۔ اس کے کذب و بدکاری سے اسے جو کچھ واقفیت تھی اس سے انھیں آگاہ کیا۔ اسی دن کہ السجان کو سوار کیا گیا۔ خبیث کے لشکر کے بہت سے سرداروں نے امن حاصل کر لیا۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا گیا۔ امن کے مانگنے اور خبیث کے پاس سے نکلنے میں لوگوں کا تاننا بندھ گیا۔ بعد اس جنگ کے جو ۲۸/ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کو ہوئی تھی۔ ابو احمد اس طرح ٹھہر گیا کہ جنگ کے لئے خبیث کی طرف عبور نہیں کرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو

ربیع الآخر تک اس سے چھوڑے رہا۔

محمد بن الیث کی شکست و گرفتاری:

اسی سال عمر بن الیث اپنے عامل فارس محمد بن الیث کی جنگ کے لئے فارس گیا۔ عمرو نے اسے شکست دی۔ اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ محمد بن الیث ایک جماعت کے ساتھ بچ گیا۔ عمر اصطر میں داخل ہوا اس کو اس کے ساتھیوں نے لوٹ لیا۔ عمرو نے محمد بن الیث کی جستجو میں روانہ کیا۔ اس پر کامیابی حاصل ہو گئی اور گرفتار کر کے لایا گیا۔ پھر عمرو شیراز جا کے مقیم ہو گیا۔ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں ۸/ تاریخ کو بغداد میں زلزلہ آیا اور اس کے بعد تین دن تک سخت بارش ہوتی رہی چار مرتبہ بجلی گری۔

العباس بن احمد اور احمد بن طولون کی جنگ:

اسی سال العباس بن احمد بن طولون اپنے باپ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ اس کا باپ احمد نکل کر اسکندر یہ تک آیا۔ وہ اس پر فتح مند ہو گیا۔ اور اسے مصر تک لوٹا دیا۔ پھر خود بھی اس کے ساتھ مصر کو لوٹ لیا۔ ابوالاحمد کا دیوار کے انہدام کا حکم:

اسی سال ۱۶/ ربیع الآخر کو ابوالاحمد نے اس امر کے بعد کہ اس نے اپنے قیام الموفقیہ کے زمانے میں فاجر پرتگی اور محاصرہ اور اس کے پاس رسد پہنچنے کے اسناد کے ذریعے سے اس کی قوت کو اتنا مضحک کرنے کے بعد کہ اس کے ساتھیوں میں سے جماعت کثیر نے امن حاصل کر لیا اس کے شہر کی جانب عبور کیا۔ جب اس نے عبور کا ارادہ کیا تو بیان کیا گیا ہے کہ اپنے فرزند ابوالعباس کو اس مقام کے قصد کا حکم دیا جس کا اس نے خود ارادہ کیا تھا۔ یہ خبیث کے شہر کی وہ دیوار تھی جس کو وہ اپنے بیٹے اور بڑے بڑے ساتھیوں اور سرداروں کے ذریعے سے گھیرے ہوئے تھا۔ ابوالاحمد نے دیوار کے اس مقام کا قصد کیا جو نہر منکی اور نہر ابن سمعان کے درمیان تھا۔ اپنے وزیر صاعد کو دہانہ نہر جوئی کور کے ارادے کا حکم دیا۔ زیرک اس کی مدد پر مامور ہوا۔ مسرور الخلیج کو نہر الغربی کے قصد کا حکم دیا۔ مزدوروں کی ایک جماعت کو اس دیوار کے ڈھانے کے لئے ہر ایک کے ساتھ کر دیا جو ان کے قریب ہو۔ ان سب کو یہ حکم دیا کہ دیوار کے مہندم کرنے سے زیادہ کچھ نہ کریں اور نہ خبیث کے شہر میں داخل ہوں۔ جن اطراف میں سرداروں کو روانہ کیا ان میں سے ہر طرف ایسی کشتیاں مقرر کیں جن میں تیر انداز تھے۔ انھیں حکم دیا کہ ان مزدوروں اور آدمیوں کی جو دیوار کو مہندم کریں۔ تیروں کے ذریعے سے ان کی ان لوگوں سے حفاظت کریں جو مدافعت کے لئے نکلیں۔ دیوار میں بہت سے موکھ کر دیئے گئے۔ اور ان تمام موکھوں سے ابوالاحمد کے ساتھی فاجر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ خبیث کے ساتھی ان سے جنگ کرنے آئے تو ابوالاحمد کے ساتھیوں نے انھیں شکست دی۔ تعاقب کرتے ہوئے اندر گھس گئے شہر کے راستوں نے انھیں جدا اور گلی اور کوچوں نے ان کو منتشر کر دیا۔ اس مقام سے بہت دور پہنچ گئے جہاں اس سے پہلی مرتبہ پہنچے تھے انھوں نے آگ لگائی اور قتل کیا۔ خبیث کے ساتھی پلٹ پڑے۔ ابوالاحمد کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ ان اطراف سے کہ جنھیں وہی جانتے تھے اور کوئی دوسرا ان سے واقف نہ تھا۔ ان کے پوشیدہ لشکر نکل آئے۔ ابوالاحمد کے وہ ساتھی جو شہر کے اندر داخل تھے حیران ہو گئے۔ اپنی جان سے مدافعت کی اور دجلے کی جانب لوٹے۔ اکثر وہاں پہنچ گئے۔ بعض وہ تھے جو کشتی میں داخل ہو گئے، بعض وہ تھے کہ اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا اور انھیں کشتی والوں نے پکڑ لیا۔ اور بعض وہ تھے کہ

قتل کر دیئے گئے۔ خبیث کے ساتھیوں کو کچھ ہتھیار اور لوٹ کا مال مل گیا۔
راشد اور ابن اخت^{مفلح} کی ثابت قدمی:

ابو احمد کے غلاموں کی ایک جماعت جن کے ہمراہ راشد اور موسیٰ بن اخت^{مفلح} بھی مع غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت کے تھے جوان لوگوں کے علاوہ تھے کہ اس معرکے میں مستقل مزاج رہے تھے ابن سمان کے مکان کے سامنے ثابت قدم رہے۔ انھیں زنجیوں نے گھیر لیا۔ بکثرت جمع ہو کے ان کے اور کشتیوں کے درمیان حائل ہو گئے۔ انھوں نے مدافعت کی یہاں تک کہ کشتیوں تک پہنچ کے سوار ہو گئے۔ تقریباً تیس دہلی غلام زنجیوں کے مقابلے میں ٹھہر کر لوگوں کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ لوگ صبح و سالم رہے۔ وہ تیسوں غلام فاجروں سے اپنی مراد حاصل کر چکے تھے کہ اغیار کی شرارت سے قتل کر دیئے گئے۔ اس جنگ میں جو کچھ زنجیوں کو حاصل ہوا وہ لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ ابو احمد مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے اپنے شہر الموفقیہ واپس ہوا اور ان سب کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ انھیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنی رائے اور تدبیر کی نافرمانی پر جو ان سے سرزد ہوئی ملامت کی اور دوبارہ نافرمانی پر نہایت سخت سزا کی دھمکی دی۔ گم شدہ ساتھیوں کے شمار کرنے کا حکم دیا۔ شمار ہو چکا تو ان کی فہرست پیش ہوئی۔ اس نے جو کچھ ان لوگوں کے لئے جاری تھا اس کے اہل و عیال اور ان کی اولاد پر اسے برقرار رکھا۔ جب ان لوگوں نے ان کے پسماندوں کے ساتھ جن پر ان کی فرمانبرداری میں مصیبت آئی اس سلوک کو دیکھا تو سب کے دل خوش ہو گئے اور عام تعریف کی گئی۔

اسی سال اعراب کی ایک جماعت سے ابو العباس کو جنگ کرنی پڑی جو فاسق کو رسد پہنچاتے تھے۔ ابو العباس نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

مالک بن بشران کو صاحب الزنج کی ہدایت:

بیان کیا گیا ہے کہ فاسق نے جب بصرے کو ویران کر دیا تو اپنے قدیم ساتھیوں میں سے وہاں کے ایک شخص کو والی بنایا جس کا نام احمد بن موسیٰ ابن سعید عرف القلوص تھا۔ بصرہ فاسق کے لئے ایک بندر گاہ بن گیا۔ جس میں اعراب اور تجارت کرتے تھے اور غلہ اور ہر قسم کا مال تجارت لاتے تھے۔ جو کچھ وہاں اترتا تھا وہ خبیث کے لشکر کے لئے روانہ کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ابو احمد نے طہیثا فتح کر لیا اور القلوص کو گرفتار کر لیا۔ خبیث نے القلوص کے بھانجے کو جس کا نام مالک بن بشران تھا بصرے اور اس کے مضافات کا والی بنادیا۔ جب ابو احمد فرات بصرہ میں اترتا تو فاجر ڈرا کہ مالک بن بشران پر ابو احمد کی جانب سے حملہ ہوگا۔ مالک اس زمانے میں نہر ابن عتیبہ کے منبع پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے مالک کو ایک خط لکھا جس میں اسے اپنا لشکر نہر الدیناری کی طرف منتقل کرنے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو مچھلی کے شکار کے لئے روانہ کرنے اور شکار کو برابر اس کے لشکر روانہ کرنے اور ایک جماعت کو اس راستے کی طرف روانہ کرنے کا جس سے البادیہ کے اعراب آتے ہیں حکم تھا تاکہ اسے ان کے آنے کا علم ہو۔ جو ان میں سے غلہ لائیں۔ جب اعراب کی کوئی موافق جماعت اترے تو ان کی طرف جائے تاکہ جو کچھ وہ لائے ہوں اسے خبیث کے پاس روانہ کر دے۔

زنجی لشکر کے لئے مچھلیوں کی فراہمی:

مالک ابن اخت القلوص نے موضع بسمی کے باشندوں میں سے دو شخصوں کو البطحہ روانہ کیا جن میں سے ایک کا عرف الریان اور دوسرے کا الخلیل تھا۔ یہ خبیث کے لشکر میں مقیم تھے۔ الخلیل اور الریان روانہ ہوئے۔ الطف کے باشندوں کی ایک جماعت کو جمع

کیا اور وہ دونوں موضع بسی میں آ گئے وہاں ٹھہر کر شروع شروع البطیحہ سے ان چھوٹی کشتیوں میں جو تنگ نہروں میں چلائی جاتی ہیں اور منجھولی اور بڑی کشتیاں وہاں نہیں چلائی جاتیں خبیث کے لشکر میں مچھلیاں بھجتے رہے اس طرح مچھلیوں کا ذخیرہ برابر خبیث کے لشکر میں پہنچتا رہا۔ اعراب کا غلہ اور جو کچھ وہ البادیہ سے لاتے تھے وہ بھی برابر پہنچتا رہا جس سے اس کے لشکر والوں کی فراغت سے بسر ہونے لگی۔

زیرک کا مالک بن بشران پر حملہ:

فاجر کے ان ساتھیوں میں سے جو القلوص کے ساتھ شامل تھے ایک شخص نے جس کا نام علی بن عمرو اور عمر القتاب تھا الموفق سے امن حاصل کر لیا۔ اس نے مالک بن بشران کی نہر الدینار پر مقیم ہونے اور وہاں کے قیام سے البطیحہ کی مچھلیوں کے زنجی لشکر میں پہنچانے میں اور اعراب کے رسد لانے کی خبر سے آگاہ کیا الموفق نے اپنے آزاد کردہ غلام زیرک کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ اس مقام پر روانہ کیا جہاں ابن اخت القلوص تھا۔ زیرک نے حملہ کر کے بعض کو قتل اور بعض کو گرفتار کیا۔ اس لشکر کے لوگ منتشر ہو گئے۔ مالک ہزیمت اٹھا کر خبیث کے پاس واپس گیا۔ خبیث نے اسے ایک جماعت کے ہمراہ نہر الیہود کے سرے پر واپس کیا، وہاں اس نے نہر الفیاض کے قریب ایک موضع میں لشکر کی چھاؤنی قائم کی۔ الفیاض کی زمین شور کے متصل سے برابر خبیث کے لشکر میں غلہ پہنچتا رہا۔

مالک کی ابو احمد سے امان طلبی:

مالک کی اور اس کے نہر الیہود کے سرے پر قیام کرنے اور اس علاقے کا غلہ خبیث کے لشکر میں جانے کی خبر الموفق کو پہنچی تو اس نے اپنے فرزند ابو العباس کو حقیقت معلوم کرنے کے لئے نہر الامیر اور نہر الفیاض جانے کا حکم دیا۔ لشکر روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے بدویوں کی ایک جماعت ملی جن کا رئیس ایک ایسا شخص تھا کہ بادیہ سے اونٹ بکریاں اور غلہ لایا تھا۔ ابو العباس نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا۔ ایک جماعت کو قتل اور بقیہ کو گرفتار کر لیا۔ اس جماعت میں سے ان کے رئیس کے سوا کوئی نہ بچا۔ کیونکہ وہ اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر پہلے ہی چلا گیا اور اس نے بھاگنے کی بڑی کوشش کی۔ تمام اونٹ بکریاں اور غلہ جو یہ اعراب لائے تھے سب کو ابو العباس نے لے لیا۔ قیدیوں میں سے ایک کا ہاتھ کاٹ کر اسے چھوڑ دیا۔ وہ خبیث کی چھاؤنی میں پہنچا۔ اس مصیبت کی خبر دی جو اس پر نازل ہوئی۔ مالک ابن اخت القلوص کو ابو العباس کے ان اعراب پر حملہ کرنے سے خوف ہوا۔ اس نے ابو احمد سے امن مانگا۔ اسے امن دیا گیا۔ اس کے ساتھ نیکی کی گئی۔ لباس پہنایا گیا۔ ابو العباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ عطا جاری کی گئی۔ جاگیر دی گئی۔

جزیرہ الروجیہ میں چھاؤنی کا قیام:

خبیث نے مالک کی جگہ ایک اور شخص کو مقرر کیا جو القلوص کے ساتھیوں میں سے تھا جس کا نام احمد بن الجندی تھا۔ اسے یہ حکم دیا کہ موضع الدہر شیر میں اور نہر ابی الخصب کے سرے پر چھاؤنی قائم کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایسے مقام پر جائے جہاں البطیحہ کی مچھلیاں اس کی نظر میں رہیں اور وہ انھیں خبیث کے لشکر میں روانہ کرتا رہے۔ ابو احمد کو احمد بن الجندی کی خبر پہنچی تو اس نے موالی کے سرداروں میں سے ایک سردار کی جس کا نام الرمدان تھا ایک لشکر کے ہمراہ روانہ کیا۔ اس نے جزیرہ الروجیہ میں چھاؤنی قائم کی جس سے لشکر خبیث میں البطیحہ کی مچھلیوں کے آنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

شہاب و محمد کو ابو احمد کی ہدایات:

الموفق شہاب بن علاء العنبری اور محمد بن الحسن العنبری کو ایک لشکر کے ہمراہ اعراب کو لشکر خبیث میں غلہ لے جانے سے رکنے کے لئے روانہ کیا۔ بصرے میں ان کے لئے بازار کھولنے اور ان کھجوروں کے لئے جانے کا حکم دیا جنہیں جمع کرنا چاہیں۔ کیونکہ وہ لوگ اسی غرض سے خبیث کے لشکر میں جاتے تھے۔ شہاب و محمد جس کام پر مامور ہوئے تھے اس کے لئے رونہ ہو کے ایک موضع میں جو قصر عیسیٰ کے نام مشہور تھا، مقیم ہو گئے۔ اعراب جو کچھ البادیہ سے حاصل کرتے تھے وہ ان دونوں کے پاس اتارتے تھے اور کھجوروں کو ان دونوں کے پاس سے جمع کر لیتے تھے۔ ابو احمد نے الرمدان کو بصرے سے واپس بلا کے اس کی جگہ ایک فرغانی سردار کو روانہ کیا جس کا نام قیصر بن ارخوزا خشاؤ فرغانہ تھا، نصیر عرف ابو حمزہ کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ روانہ کیا کہ آب بصرہ کے بہاؤ کی جگہ اور نہر دبیس پر قیام کرے نہر الابله اور نہر معقل اور نہر غربی میں جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

صاحب الزنج کی ناکہ بندی:

محمد بن الحسن نے کہا اور مجھ سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ جب نصیر اور قیصر کے بصرے میں قیام کرنے کی وجہ سے ان کی رسد کو البطحہ اور دریا سے بذریعہ کشتی روکنے کی وجہ سے خبیث اور اس کے گرد ہوں سے رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو ان خبیثوں نے نہر الامیر سے چل کر القندل تک پھرا سکی سے چل کر ان راستوں تک جو خشکی وتری تک پہنچانے والے تھے تجسس کیا۔ اس طریقے سے خشکی وتری سے ان کی رسد پہنچنے لگی، اور دریا سے مچھلیاں جمع کرنا آسان ہو گیا۔ یہ بات بھی الموفق تک پہنچی، اس نے ابو العباس کے غلام رشیق کو دجلے کی شرقی جانب نہر الامیر کے مقابل جو بیٹ بارویہ میں چھاؤنی بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ اس چھاؤنی کے لئے ایک محفوظ خندق کھودے۔ ابو العباس کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے منتخب ساتھیوں میں سے پانچ ہزار آدمی اور تیس کشتیاں رشیق کے ساتھ کر دے۔ رشیق کو ان کشتیوں کے دہانہ نہر الامیر پر ترتیب وار کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان میں سے ہر پندرہ کشتی کی باری مقرر کر دے اور ان میں بیٹھ کر نہر الامیر میں داخل ہو کے اس کشادہ مقام تک پہنچ جائے جہاں سے زنجی دبا اور القندل اور نہر امیسی کی طرف جاتے تھے۔ اہل لشکر وہیں پڑاؤ ڈالیں۔ اگر خبیثوں میں سے کوئی ان کے سامنے آ جائے تو اس پر حملہ کریں۔ جب ان کی باری ختم ہو جائے تو واپس آئیں۔ ان کے بعد ان کے وہ ساتھی روانہ ہوں جو دہانہ نہر پر مقیم ہیں اور وہ بھی ایسا ہی کریں۔ رشیق نے اس مقام پر چھاؤنی قائم کر دی جہاں اسے قائم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ فاجروں کے وہ تمام راستے منقطع ہو گئے جن میں چل کر وہ دبا اور القندل اور امیسی تک جاتے تھے۔ ان کے لئے کوئی راستہ نہ رہا، نہ خشکی کا نہ وتری کا۔ تمام طریقے تنگ ہوئے یہ محاصرہ نہایت شاق گذرا۔

متفرق واقعات:

اسی سال شرکب نے انجستانی پر حملہ کر کے اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال ابن شیش بن الحسن نے حملہ کر کے عمر بن سیماء والی حلوان کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال احمد بن ابی الاصلغ عمرو بن الیث کے پاس سے واپس آیا۔ عمرو نے اسے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس

روانہ کیا تھا، وہ اپنے ہمراہ مال لایا، عمرو نے جو اس سے مطالبہ کیا تھا اس میں سے کچھ اوپر تین لاکھ دینار اور ہدایا جن میں پچاس من مشک، پچاس من عنبر، دو من عود، تین سوزری کپڑے۔ سونے چاندی کے برتن۔ چوپائے اور غلام جو دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے جو

کچھ روانہ کیا گیا اور ہدیہ بھیجا گیا وہ پانچ لاکھ دینار کی قیمت کا تھا۔

اسی سال کیغوغ نے الخلیل بن ریمال کو حلو ان کا والی بنایا۔ اس نے ان لوگوں کے ساتھ عمر بن سیماء کی وجہ سے بدی کی۔ انھیں ابن شیت کے جرم پر پکڑا۔ انھوں نے اس سے ابن سیماء کی رہائی کی اور ابن شیت کی حالت کی اصلاح کی ذمہ داری لی۔

رشیق کا بنی تمیم پر حملہ:

اسی سال ابو العباس بن الموفق کے غلام رشیق نے بنی تمیم کی ایک قوم پر حملہ کیا، جنھوں نے بصرے میں داخل ہونے اور اس میں آگ لگانے میں زنجیوں کی مدد کی تھی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اسے یہ خبر پہنچی تھی کہ ان اعراب کی ایک جماعت خشکی سے رسد خبیث کے شہر لئے جا رہی ہے جس میں غلہ اور اونٹ اور بکریاں ہیں۔ وہ لوگ نہر الامیر کے سرے پر ان کشتیوں کے منتظر ہیں۔ جو فاسق کے لشکر کی پشت کی جانب سے ان کے پاس آئیں گی۔ اور انھیں اور جو کچھ ان کے ہمراہ ہے اسے سوار کر لیں گی۔ رشیق کشتیوں کے ساتھ ان کی جانب روانہ ہو کے اس جگہ پہنچا جہاں وہ لوگ گھسے ہوئے تھے۔ وہ نہر اسحاقی تھی۔ رشیق نے اس طرح ان پر حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے۔ اس نے ان میں سے اکثر قتل کر دیا۔ ان کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا، جو تجارت تھے اور خبیث کے لشکر سے غلہ لینے نکلتے تھے ان اقسام کے غلوں اور بکریوں اور اونٹوں پر جو ان کے ہمراہ تھے اور ان گدھوں پر جن پر انھوں نے غلہ لادنا قبضہ کر لیا۔ قیدیوں کو ان چھوٹی بڑی کشتیوں میں جو اس کے ہمراہ تھیں الموفقیہ پہنچایا۔ الموفق کے حکم سے سرکشتیوں میں لٹکا دیے گئے اور قیدیوں کو وہیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ رشیق اور اس کے ساتھیوں کو جو کچھ حاصل ہوا اسے ظاہر کیا گیا۔ اسے تمام اطراف لشکر میں گھمایا گیا۔ اس نے سروں اور قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو انھیں خبیث کے لشکر میں بھیج دیا گیا کہ انھیں اپنے پاس رسد لانے والوں پر رشیق کے حملے کا حال معلوم ہو جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔

قیدیوں کا قتل:

ان لوگوں میں جن پر رشیق کو فتح حاصل ہوئی تھی اعراب میں کا ایک شخص تھا جو صاحب الزنج اور اعراب کے درمیان غلہ حاصل کرنے میں سفارت کرتا تھا ابواحمد کے حکم سے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ کر اسے خبیث کے لشکر میں ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ اس نے وہ مال رشیق کے ساتھیوں کو دے دیا جو انھیں ان لوگوں سے حاصل ہوا۔ رشیق کے لئے خلعت و انعام کا حکم دے کے لشکر کی جانب واپس کیا۔ بکثرت امن مانگنے والے رشیق کے پاس جمع ہو گئے۔

صاحب الزنج کے ساتھیوں کی زبوں حالی:

ابواحمد نے ان لوگوں کو جو زنجیوں سے جدا ہو کر رشیق کے پاس آ گئے تھے رشیق کے ساتھ شامل کرنے کا حکم دیا۔ وہ بکثرت جمع ہو گئے یہاں تک کہ گویا وہ اپنی جماعت میں تمام لشکروں سے بڑھ گئے خبیث اور اس کے ساتھیوں سے ہر طرف سے سلسلہ رسد منقطع ہو گیا۔ ان کے تمام راستے بند کر دیے گئے۔ اس محاصرے نے انھیں بہت نقصان پہنچایا اور ان کے جسموں کو کمزور کر دیا۔ جو قیدی گرفتار ہوتا تھا اور جو امن لینے والا امن لیتا تھا اس سے اس کی روٹی ملنے کی مدت پوچھی جاتی تھی۔ وہ تعجب سے کہتا کہ روٹی ملے تو ایک یا دو برس گزر چکے ہیں۔

ابواحمد کے زنجیوں پر پیہم حملہ:

جب خائن کے ساتھی اس حالت کو پہنچ گئے تو الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ ان پر پے در پے حملہ کیا جائے کہ یہ طریقہ ان کے

ضرر اور مشقت کو زیادہ کر دے۔ اس وقت میں مخلوق کثیر امان میں ابو احمد کی طرف نکل آئی۔ ان لوگوں کو جو فاسق کے مکان میں مقیم تھے اپنی غذا کے لئے تدبیر کی حاجت ہوئی۔ وہ اپنے لشکر سے دور و دراز دیہات اور نہروں میں غذا کی تلاش میں منتشر ہو گئے۔ ابو احمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے حبشی غلاموں کے سرداروں اور ان کے رئیسوں کو یہ حکم دیا کہ ان مقامات کی طرف روانہ ہوں جہاں کی زنجیوں نے آمد و رفت کی عادت کر لی ہے۔ انہیں مائل کر کے ان سے اپنی فرمان برداری کی خواہش کریں جو شخص اس میں داخل ہونے سے انکار کرے اس کو قتل کر دیں اور اس کا سر لے لیں۔ ان کے لئے اجرت بھی مقرر کر دی۔ لالچ میں انھوں نے صبح و شام کا معمول مقرر کر لیا، کوئی دن خالی نہ جاتا کہ ایک جماعت پر وہ قابو پائے۔ سروں کو لے آتے تھے اور قیدیوں کو گرفتار کر لاتے تھے۔

اسیران جنگ سے ابو احمد کا حسن سلوک:

محمد بن الحسن نے بحوالہ محمد بن حماد بیان کیا کہ جب زنجیوں کے بہت سے قیدی الموفق کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ان کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے جو شخص طاقتور، بہادر، ہتھیار اٹھانے کی قوت رکھتا تھا اس پر احسان و کرم کیا اور اسے اپنے حبشی غلاموں میں شامل کر لیا اور اپنی نیکی اور احسان سے جو ان کے لئے کی جانے والی تھی انھیں آگاہ کر دیا اور جو ایسا کمزور تھا کہ جنبش تک نہ کر سکتا تھا یا ایسا قریب المرگ بوڑھا جو ہتھیار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا یا ایسے زخموں سے مجروح تھا کہ اسے بیکار کر دیا تھا۔ اس کے متعلق یہ حکم دیا کہ اسے دو کپڑے پہنائے جائیں، چند درہم انعام دیے جائیں، زاد راہ دیا جائے اور خبیث کے لشکر کی جانب روانہ کر دیا جائے اس نے جو کچھ الموفق کے پاس آنے والوں کے ساتھ اس کا احسان دیکھا ہے وہ سب کچھ بیان کر دے کہ الموفق کی یہی رائے ان تمام لوگوں کے بارے میں ہے جو امن لے کر اس کے پاس آئیں یا گرفتار ہو کر آئیں۔ اس نے صاحب الزنج کے ساتھیوں کے مائل کرنے کے لئے جو کچھ چاہا وہ مہیا کیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی طرف میلان کرنے اور اس کی امن و اطاعت میں داخل ہونے کو اپنا شعار بنالیا۔ الموفق اور اس کا فرزند ابو العباس دونوں کے دونوں خود بھی اور ان دونوں کے ساتھی بھی خبیث اور ان لوگوں کی جنگ میں جو اس کے ہمراہ تھے صبح کو بھی مشغول رہتے تھے اور شام کو بھی۔ جس سے وہ ان لوگوں کو قتل بھی کرتے تھے، قید بھی کرتے اور مجروح بھی کرتے تھے، ابو العباس کو ان میں سے بعض جنگوں میں زخم بھی لگے، مگر وہ ان سے اچھا ہو گیا۔

بہبوذ بن عبد الوہاب کی رہزنی:

اسی سال رجب میں خبیث کا ساتھی بہبوذ قتل کیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ فاسق کے ساتھیوں میں سب سے زیادہ لوٹ مار کرنے والا اور سب سے بڑھ کر رہزنی کرنے والا اور مال والا بہبوذ ابن عبد الوہاب تھا۔ اس نے اسی سبب سے مال کی بہت بڑی مقدار جمع کر لی تھی۔ وہ ہلکی کشتیوں کے ساتھ بہت زیادہ نکلا کرتا تھا اور ان نہروں میں سفر کیا کرتا تھا جو دجلے تک پہنچاتی تھیں۔ جب وہ الموفق کے ساتھیوں کی کوئی کشتی پاتا تو اسے گرفتار کر کے نہر میں داخل کر لیتا تھا۔ اگر کوئی پیچھا کرنے والا اس کا پیچھا کر کے تلاش کرتے ہوئے نہر میں گھس جاتا تو اس کے ساتھیوں کی وہ جماعت اس پر ٹوٹ پڑتی تھی۔ جس کو وہ اس کام کے لئے تیار رکھتا تھا۔ وہ لوگ اس کے راستے کو قطع کر دیتے اور اس پر حملہ کرتے تھے۔ پھر جب یہ طرز عمل بہت بڑھا اور اس سے احتیاط کی جانے لگی تو وہ ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہوتا تھا۔ اسے الموفق کی کشتیوں کے مشابہ بنالیتا تھا اور اسی کے جھنڈوں کی طرح جھنڈا اس پر نصب کرتا تھا۔ اسے

دجلے میں لے جاتا تھا اہل لشکر کو غافل پاتا تو حملہ آور ہوتا اور قتل و گرفتار کرتا تھا۔ نہر الابلہ اور نہر معقل اور شبق شیریں اور نہر الدیر تک بڑھ جاتا تھا۔ رہزنی کرتا اور راہ گیروں کے جان و مال کو ضائع کر دیتا۔

ابو احمد کی احتیاطی تدابیر:

الموفق کو جب بہبوز کے افعال کی خبر پہنچی تو یہ مناسبت سمجھا کہ ان تمام نہروں پر بند باندھ دیا جائے جن پر بند باندھنا آسان ہو بڑی نہروں کے دہانوں پر کشتیاں مقرر کر دی جائیں۔ کہ بہبوز اور اس کے گروہوں کی شرارت سے امن مل جائے۔ راستے اور سڑکیں مامون ہو جائیں۔ جب ان سڑکوں کو محفوظ کر دیا گیا اور ان نہروں پر بند باندھ دیا گیا جن پر بند باندھنا ممکن تھا اور بہبوز اور اس کے افعال کے درمیان روک بنادی گئی تو بہبوز ان کشتی والوں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرصت کو غنیمت جان کر ٹھہر گیا۔ موقع ملتے ہی نہر ابی النخیب کے پچھلے حصے سے ایسی کشتیوں کے ساتھ آگے بڑھا جو الموفق کے ساتھیوں کی چھوٹی بڑی کشتیوں کے مشابہ تھیں۔ ان پر اس نے انہی کے جھنڈوں کی طرح کے جھنڈے نصب کئے ان میں اپنے بہادر اور جری اور شجاع ساتھی سوار کئے۔ ان کشتیوں کو اس نے اس کشادہ راستے میں پھیلا دیا جو نہر الیہود تک پہنچاتا تھا۔ خود نہر نافذ کو چلا جس سے نکل کر نہر الابلہ اور پھر ان چھوٹی بڑی کشتیوں تک پہنچ گیا جو نہر کی حفاظت کے لئے مقرر تھیں۔ کشتی والے دھوکے میں غافل تھے۔ اس نے ان پر حملہ کیا۔ ایک جماعت کو قتل کیا، چند قیدی گرفتار کئے۔ چھ کشتیاں لے لیں اور دوبارہ نہر الابلہ میں واپس آیا۔

ابو العباس کا بہبوز کے ساتھیوں پر حملہ:

الموفق کو خبر پہنچی تو اس نے ابو العباس کو کشتی میں نہر الیہود سے اس کے روکنے کا حکم دیا۔ اور امید کی کہ وہ کشادہ راستے تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا اور اس کے اس راستے کو منقطع کر دے گا جو اسے اس کی جائے پناہ تک پہنچاتا ہے ابو العباس موضع المطوعہ میں آیا حالانکہ بہبوز پہلے گزر چکا تھا اور نہر السعید میں داخل ہو گیا تھا جو نہر ابو النخیب تک پہنچاتی ہے۔ ابو العباس نے بہبوز کی کشتیوں کو دیکھا اور ان کے پکڑ لینے کی توقع کر کے جستجو میں خوب کوشش کی اور انھیں پالیا اور جنگ ہونے لگی۔ ابو العباس نے بہبوز کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا، ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور ایک گروہ نے اس سے امن لے لیا۔

بہبوز کے ساتھ تعداد کثیر مل گئی جنھوں نے اس کی مدد کی اور نہایت سختی سے اس کی طرف سے مدافعت کی۔ پانی گھٹ گیا تھا جس سے ابو العباس کی کشتیاں نہروں اور کشادہ راستوں کے ان مقامات میں جہاں پانی اتر گیا تھا کچھڑ میں پھنس گئیں۔ بہبوز اور اس کے بقیہ ساتھی ڈوبتے ڈوبتے بچ گئے۔

بہبوز بن عبد الوہاب کا قتل:

الموفق برابر خبیث اور اس کے ساتھیوں کے محاصرے اور ان سڑکوں کے روکنے پر جن سے ان لوگوں کے پاس رسد آتی تھی، جمار باہت سے امن خواہ جمع ہو گئے تو الموفق نے ان کے لئے خلعت و انعامات کا حکم دیا۔ انھیں عمدہ گھوڑوں کی زین و ساز و عنان و اسباب کے ساتھ سواری دی گئی اور ان کے لئے عطا جاری کی گئی۔ اس کے بعد الموفق کو یہ خبر پہنچی کہ بد حالی اور فقر نے خبیث کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو مچھلی اور کھجور وغیرہ غذا کی تلاش میں دیہات میں منتشر ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے ابو العباس کو ان دیہات اور اطراف کی جانب چھوٹی بڑی کشتیوں اور تیز رفتار ڈونگیوں میں نیڑی سے جانے کا حکم دیا کہ اپنے جری

اور بہادر اور شجاع ساتھیوں کو ہمراہ لے کے ان لوگوں کے اور ان کی صاحب الزنج کے شہر کی واپسی کے درمیان حائل ہو جائے۔ ابو العباس اس مقصد کے لئے روانہ ہوا اور خبیث کو بھی ابو العباس کا اس کام کے لئے جانا معلوم ہو گیا۔ اس نے بہبود کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کنارے کی پوشیدہ نہروں اور کشادہ راستوں میں روانہ ہو کہ اس کا حال پوشیدہ رہے یہاں تک کہ القتل اور ابرسان اور اس کے اطراف میں پہنچ جائے۔ بہبود اس کام کے لئے روانہ ہوا جس کا اسے خبیث نے حکم دیا تھا۔ راستے میں ابو العباس کی ایک کشتی اس کے سامنے آ گئی جس میں اس کے تیر انداز غلاموں میں سے چند غلام زنجیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سوار تھے۔ بہبود اس کشتی کے لالچ میں اس کی طرف روانہ ہوا کشتی والوں نے اس سے جنگ کی۔ لڑنے والوں میں سے ایک حبشی غلام کے ہاتھ سے اس کے پیٹ میں نیزے کا ایک زخم لگا اور وہ پانی میں گر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے جلدی سے اسے اٹھا کے کشتی میں سوار کیا اور پشت پھیر کر خبیث کے لشکر کی طرف بھاگے۔ وہ لوگ اسے اس کے پاس پہنچانے بھی نہ پائے کہ اللہ نے اس سے راحت دے دی۔ اس کی وجہ سے فاسق اور اس کے دوستوں پر بڑی مصیبت پڑی۔ ان کی بے صبری بہت بڑھ گئی۔ اس ناپاک کا قتل بڑی فتح تھی۔ اس کی ہلاکت ابواحمد سے پوشیدہ رہی۔ یہاں تک کہ ملاحوں میں سے ایک شخص نے اس سے امن حاصل کر کے یہ خبر دی جس سے وہ بہت مسرور ہوا۔ اس نے اس غلام کے حاضر کرنے کا حکم دیا، جو اس کے قتل کا ذمہ دار تھا، وہ حاضر کیا گیا تو اس نے اسے صلے میں خلعت دیا اور طوق پہنایا، تنخواہ میں اضافہ کیا اور ان سب لوگوں کے لئے جو اس کشتی میں تھے انعام اور صلے اور خلعت کا حکم دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ماہ رمضان کا پہلا دن یک شنبہ تھا اس کے دوسرے یک شنبے کو شعانین ہوئی (شعانین = عید نصاریٰ جو ماہ اپریل کے شروع میں ہوتی ہے) تیسرے یک شنبے کو نصیح ہوئی (نصح = یہودی مصر سے روانگی کی یادگار کی عید ہے) چوتھے یک شنبے کو نوروز ہوا اور پانچویں یک شنبے کو مہینہ ختم ہو گیا۔

اسی سال ابواحمد نے الذوائی پر فتح پائی جو صاحب الزنج کی طرف مائل تھا۔

اسی سال ید کوتلین بن اساتلین اور احمد بن عبدالعزیز میں جنگ ہوئی۔ ید کوتلین نے اسے شکست دی اور بمقام قم اس پر غالب آ گیا۔

اسی سال عمرو بن الیث نے ابواحمد کے حکم سے ایک سردار کو محمد بن عبید اللہ بن آزاد مرد کردی کی جانب روانہ کیا۔ اس سردار نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اس کے پاس لے گیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں شام میں سلمیہ اور حلب اور حمص کے درمیان عبدالملک بن صالح البہاشی کی اولاد میں سے ایک شخص نے خروج کیا جس کا نام بکار تھا۔ اس نے ابواحمد کے لئے دعوت دی۔ ابن عباس الکلابی نے اس سے جنگ کی۔ الکلابی کو شکست ہوئی۔ ابن طولون کے ساتھی لولو نے ایک سردار کو جس کا نام بودن تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا۔ وہ اس طرح لوٹا کہ اس کے ہمراہ بہت میں سے ایک بھی نہ تھا۔ اسی سال لولو نے ابن طولون سے مخالفت کی۔

اسی سال صاحب الزنج نے ابن ملک زنجی کو قتل کر دیا۔ اسے یہ خبر ملی تھی کہ وہ ابواحمد سے مل جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اسی سال احمد بن عبداللہ الجستانی قتل کیا گیا جس کو اس کے غلام نے ماہ ذی الحجہ میں قتل کر دیا۔

اسی سال ابن ابی الساج کے ساتھیوں نے واسطہ کے قریب القریہ میں محمد بن علی بن حبیب الیشکری کو قتل کر دیا اور اس کا سر بغداد میں لٹکایا گیا۔
اسی سال محمد بن کعب بن علی بن الحسین کعبہ سے جنگ کی۔ کعبہ نے کعبہ کو گرفتار کر کے پھر اسے رہا کر دیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال العلوی جس کا عرف الحرون تھا گرفتار کر لیا گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ اس نے اس خریطے (لفافے) کو روکا جو زمانہ حج کے حالات کے متعلق بھیجا جاتا ہے۔ اس نے اسے لے لیا۔ ابن ابی الساج کے طریق مکہ کے نائب نے کسی کو روانہ کیا جس نے الحرون کو گرفتار کر لیا۔ اور اس نے اسے الموفق کے پاس روانہ کر دیا۔

اسی سال ابوالمغیرہ المخزومی کی روانگی مکہ اور اس کے عامل ہارون بن محمد اسحاق البہاشی کی جانب ہوئی۔ ہارون نے دو ہزار کے قریب ایک جماعت تیار کی۔ ان کی وجہ سے وہ اس سے محفوظ رہا۔ المخزومی چشمہ مشاش کی طرف گیا۔ اسے پاٹ دیا۔ جدے کی طرف گیا۔ وہاں غلہ لوٹ لیا اور باشندوں کے مکانات جلا دیے جس سے مکے میں روٹی ایک درہم میں دو اوقیہ ہو گئی۔

اسی سال ابن الصقلبیہ نے روم کے سرکشوں پر چڑھائی کی۔ اس نے ملطیہ میں پڑاؤ کیا اور مرعش اور الحدث کے باشندوں نے ان کی مدد کی، سرکش لوگ بھاگے اور وہ لوگ السربیع تک اس کے ساتھ رہے۔ شامی سرحد کے علاقے سے گرمائی جنگ ابن طولون کے عامل خلف الفرغانی نے کی۔ اس نے دس ہزار سے زیادہ رومیوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کو اس قدر غنیمت حاصل ہوئی کہ ایک حصہ چالیس دینار کو پہنچ گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن اسحاق البہاشی نے لوگوں کو حج کرایا اور ابن ابی الساج راستے اور حوادث کی نگرانی پر تھا۔

۲۶۹ھ کے واقعات

العلوی الحرون کی اطاعت:

محرم میں العلوی الحرون ریشی قبا اور لمبی ٹوپی پہنے اونٹ پر سوار ابو احمد کے لشکر میں داخل ہوا۔ اس کے بعد اسے ایک کشتی میں سوار کر کے روانہ کیا گیا۔ ایسی جگہ کھڑا کیا گیا کہ اسے صاحب الزنج دیکھے اور قاصدوں کا کلام سنے۔

قافلہ حجاج کی تباہی:

اسی سال محرم میں تو زاد سمیراء کے درمیان اعراب نے حجاج کے ایک قافلے کی رہزنی کی ان کو لوٹ لیا اور بہت سے آدمیوں اور تقریباً پانچ ہزار اونٹوں کو ان کے بار کے ساتھ وہ ہٹکا لے گئے۔

چاند سورج گرہن:

اسی سال کے محرم میں چودھویں شب کو چاند گہن ہوا اور وہ گہنا کے بالکل غائب ہو گیا۔ ۲۸/محرم یوم جمعہ کو غروب کے وقت سورج گہن ہوا وہ گہن کی حالت میں غائب ہو گیا۔ لہذا محرم میں چاند گہن اور سورج گہن اکٹھا ہو گئے۔

ابراہیم الخنجی پر عوام کا حملہ:

اس سال کے صفر میں بغداد میں ابراہیم الخنجی پر عام لوگوں کا حملہ ہوا۔ ان لوگوں نے اس کا مکان لوٹ لیا۔ سبب یہ ہوا کہ اس کے ایک غلام نے ایک عورت کے تیر مار کر قتل کر دیا۔ خلافت سے اس کے خلاف مدد چاہی گئی۔ حکام نے غلام کے نکالنے کے بارے میں اس کے پاس کہلا بھیجا تو وہ رکا۔ اس کے غلاموں نے لوگوں پر تیر اندازی کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو مجروح کر دیا جن میں دو اعوان سلطنت بھی تھے۔ آخر وہ (ابراہیم) بھاگ گیا۔ اس کے غلام گرفتار کر لئے گئے۔ اور اس کا مکان اور جانور لوٹ لئے گئے۔ محمد بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر نے جو اپنے باپ کی جانب سے الجسر پر تھا ابراہیم کے جانوروں اور اس کے اس لئے ہوئے مال کو جس پر اس نے قابو پایا جمع کر لیا اور اس کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ اس مال کے اسے واپس کرنے پر شہادت قائم کی۔

الجحرومی کی دو کشتیوں پر قبضہ:

اسی سال ابن ابی الساج نے الطائف جانے کے بعد مکے سے جدے کی طرف واپس ہوتے ہوئے ایک لشکر روانہ کیا۔ ان لوگوں نے الجحرومی کی دو کشتیوں کو گرفتار کر لیا جن میں مال اور ہتھیار تھے۔

فرغانی سرداروں کی گرفتاری:

اسی سال رومی بن شیح نے فرغانی سرداروں میں سے تین شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام صدیق اور دوسرے کا طحشی اور تیسرے کا طغان تھا گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر دیا۔ صدیق کے چند زخم لگے اور وہ بچ گیا۔

برسر منبر ابن طولون پر لعنت:

اسی سال ماہ ربیع الاول میں احمد بن طولون کے ساتھی خلف کا سرحد شام میں جن پر وہ اس کا عامل بھی تھا۔ لفتح بن خاقان کے آزاد کردہ غلام یا زمان خادم پر حملہ ہوا۔ اس نے یا زمان کو قید کر دیا۔ سرحد والوں کی ایک جماعت نے خلف پر حملہ کر کے یا زمان کو چھڑا لیا اور خلف بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے خطبات جمعہ میں ابن طولون کے لئے دعا ترک کر کے برسر منبر لعنت کی۔ یہ خبر ابن طولون کو پہنچی تو وہ مصر سے نکل کے دمشق ہوتے ہوئے سرحد شام پر گیا۔ اذنہ میں اتر آیا زمان اور طرطوس کے باشندوں نے اذنہ کے تمام دروازے سوائے باب الجہاد اور باب الجحر کے بند کر دیے۔ پانی کو کاٹ دیا جو اذنہ اور اس کے گردا گرد بہنے لگا۔ اس طرح وہ محفوظ ہو گئے۔ ابن طولون اذنہ میں مقیم ہو گیا۔ پھر واپس ہو کے انطاکیہ کی طرف جاتے ہوئے حمص گیا۔ پھر دمشق پہنچ کے وہاں مقیم ہو گیا۔

لولو غلام کی مخالفت:

اسی سال ابن طولون کے غلام لولو نے اپنے آقا کی مخالفت کی۔ جس وقت اس نے اس کی مخالفت کی حمص اور حلب اور دیار مصر اور قسریں اس کے قبضے میں تھا۔ لولو بالس کی طرف گیا۔ اسے لوٹ لیا۔ سعید اور اس کے بھائی کو جو العباس الکلابی کے بیٹے تھے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد لولو نے ابو احمد سے اس کے پاس جانے اور ابن طولون کے چھوڑ دینے کے بارے میں مراسلت کی جس میں اس نے اپنے لئے کچھ شرطیں لگائیں۔ ابو احمد نے اس کی درخواست قبول کر لی۔ لولو الرقہ میں مقیم تھا۔ وہاں سے روانہ ہوا۔ اہل الرقہ وغیرہم کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کے قرقیسیا گیا۔ وہاں ابن صفوان العقلمی تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ لولو نے قرقیسیا

لے لیا اور اسے احمد بن مالک بن طوق کے سپرد کر دیا۔ ابن صفوان بھاگ گیا۔ لولوبغداد کے ارادے سے آگے بڑھا۔ اسی سال ابو احمد الموفق کو ایک تیر مارا گیا جسے خبیث کے ایک رومی غلام نے کہ قرطاس نام تھا اس شہر میں جس کو اس نے بنایا تھا دیواریں منہدم کرنے کے لئے ابو احمد کے داخلے پر چلایا تھا۔ بہبود کے خاندان و ساتھیوں پر صاحب الزنج کا عتاب:

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ناپاک بہبود جب ہلاک ہو گیا تو صاحب الزنج کو ان خزانوں کا لالچ پیدا ہوا جنہیں بہبود نے جمع کیا تھا۔ اسے صحت کے ساتھ یہ خبر ملی تھی کہ اس کی ملکیت میں دو لاکھ دینار اور بڑی مقدار میں جواہر اور سونا چاندی جمع ہیں۔ اس نے اسے ہر تدبیر سے تلاش کیا اور اس پر حرص کی۔ بہبود کے قربت داروں اور ساتھیوں کو قید کر دیا اور انہیں تازیانے مارے۔ اس لالچ سے اس کے تمام مکانات ڈھادیے اور اس کی تمام عمارتیں منہدم کر دیں کہ ان میں سے کسی میں کوئی دھنیا پائے مگر کچھ نہ پایا۔ وہ فعل جو اس نے مال کی طلب میں بہبود کے ورثا کے ساتھ کیا اس سے اس کے ساتھیوں کا دل بیزار ہو گیا اور انہیں اس کے پاس سے بھاگ جانے اور اس کی صحبت ترک کرنے کی دعوت دی۔ الموفق نے بہبود کے ساتھیوں میں امان کی منادی کرنے کا حکم دیا۔ ندادی گئی تو وہ لوگ امان کی رغبت میں اس کی طرف دوڑے۔ وہ لوگ بھی صلہ و انعام و خلعت و تنخواہ میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ شامل کر دیے گئے۔

ابو احمد کا موضع الخندق کو درست کرنے کا حکم:

جن اوقات میں کہ تیز ہوائیں چلتی ہیں اور دجلے میں موجیں اٹھنے لگتی ہیں فاجر کے لشکر کی طرف عبور کرنا دشوار ہوتا تھا۔ ایسے وقت کے لئے ابو احمد نے مناسب خیال کیا کہ دجلے کے غربی جانب اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کوئی وسیع مقام بنا لے۔ اس مقام میں دیر جابیل اور نہر المغیرہ کے درمیان چھاؤنی قائم کرے۔ اس نے کھجور کے درخت کاٹنے اور موضع الخندق کے درست کرنے کا حکم دیا کہ خندقوں سے اس کو محصور کر کے شہر پناہ سے محفوظ کر دیا جائے کہ زنجیوں کے شب خون اور دھوکے سے قتل و غارت کا اندیشہ نہ رہے۔ اپنے سرداروں پر باری مقرر کر دی۔ ان میں سے ہر ایک نوبت بہ نوبت صبح کے وقت مع اپنے آدمیوں کے جاتا تھا۔ اس کے ہمراہ اس چھاؤنی کے کام کو مضبوط کرنے کے لئے جس کا اس نے وہاں بنانے کا ارادہ کیا تھا کام کرنے والے ہوتے تھے۔

صاحب الزنج کی احتیاطی تدابیر:

فاسق نے اس کا اس طور پر مقابلہ کیا کہ علی بن ابان المہلبی اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی پر باریاں مقرر کر دیں ان میں سے ہر ایک کے لئے وہ دن مقرر ہو گیا جس میں اس کی باری تھی۔ خبیث کا بیٹا انکلائے ہر روز سلیمان کی باری میں آیا کرتا تھا اور بسا اوقات ابراہیم کی باری میں بھی خبیث نے اسے ابراہیم بن جعفر کی جگہ کر دیا۔ سلیمان بن جامع بھی اس کی باری میں اس کے ساتھ آتا رہا۔ سلیمان بن موسیٰ الشمرانی اور اس کے دونوں بھائیوں کو بھی خبیث نے اس کے ساتھ شامل کر دیا اور وہ سب اس کے آنے پر آتے اور اس کے جانے پر چلے جاتے تھے اور خبیث نے یہ جان لیا کہ الموفق جب لڑائی میں اس کے قریب ہو جائے گا اور جو شخص بھاگ کے الموفق سے ملنا چاہتا ہے اس کی مسافت قریب ہو جائے گی۔ دونوں لشکروں کے قریب ہو جانے سے اس کے

ساتھیوں کے دلوں میں ڈر بیٹھ جائے گا تو اس میں اس کی تدبیر ناما کام ہو جائے گی اور اس کے تمام امور ابتر ہو جائیں گے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ان سرداروں سے جنگ کرنے کا جو روزانہ عبور کریں اور ان کے اپنے اس لشکر کے حال کی اصلاح سے روکنے کا حکم دیا جس کی اصلاح کا ارادہ کر کے وہ اس کی طرف منتقل ہونا چاہتے تھے۔

ابو احمد کے ایک سردار پر زنجیوں کی یورش:

ایک دن تیز ہوا اس وقت چلنے لگی جب کہ الموفق کا کوئی سردار اپنے اس کام کے لئے جس کے لئے وہ عبور کرتا تھا جانب غربی میں تھا۔ فاسق نے اس سردار کے تنہا ہونے کا اور اس کا اپنے ساتھیوں سے جدا ہونے کا اور تیز ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے دجلے کے عبور سے مانع ہونے کا موقع غنیمت جانا۔ اس نے اس سردار کا قصد کیا جو غربی دجلے میں مقیم تھا اور اپنے آدمیوں کی کثرت سے اس پر غالب آ گیا۔ کشتیوں نے جو اس فرستادہ سردار کے ہمراہ تھیں اس مقام پر ٹھہرنے کی جہاں وہ ٹھہرتی تھیں اس وجہ سے کوئی گنجائش نہ پائی کہ ہوانے انھیں پتھروں پر پہنچا دیا تھا۔ کشتی والوں کو ان کے ٹوٹ جانے کا خوف تھا۔ زنجیوں کو اس سردار اور اس کے ساتھیوں پر ہمت ہو گئی۔ انھوں نے ان کو اپنے مقام سے ہٹا دیا۔ وہ ان کے ایک گروہ کو پا گئے جو ثابت قدم رہے۔ دوسرے قتل کر دیے گئے۔ ایک گروہ نے پانی کی طرف پناہ لی۔ زنجیوں نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے چند شخص گرفتار کئے اور ایک جماعت کو قتل کر دیا ان میں سے اکثر لوگ بچ گئے۔ وہ اپنی کشتیاں پا گئے۔ انھوں نے اپنے آپ کو ان کشتیوں میں ڈال دیا اور شہر الموفقہ کی جانب عبور کر گئے۔ زنجیوں کو جو کچھ بن پڑا اس سے لوگوں کی پریشانی بہت بڑھ گئی اور بہت غم ہوا۔

نہر منکی کی متصل دیوار توڑنے کا ارادہ:

ابو احمد نے دجلے کی غربی جانب اترنے کے بارے میں جو سوچا تھا اس میں غور کیا کہ وہ کامیاب نہیں ہوا۔ فاسق اور اس کے ساتھیوں کے اس حیلے پر بھی غور کیا جس سے وہ رات کے وقت لشکر پر حملہ کر دے گا یا کسی ایسی بات کی گنجائش پا جائے گا جس میں اس کے لئے سہولت ہو۔ اس وجہ سے کہ اس مقام پر ابو احمد کے مخالف بہت سے امور تھے راستے نہایت دشوار تھے۔ زنجی ایسے ویران موضع میں گھسنے پر زیادہ قادر ہیں اور وہ ان لوگوں پر بہ نسبت ابو احمد کے ساتھیوں کے زیادہ آسان ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر ابو احمد نے دجلے کے غربی جانب اترنے کی رائے واپس لے کے فاسق کی دیوار توڑنے کا اور اسی سے اپنے ساتھیوں کے لئے راستے اور سڑکیں بنانے کا عزم کیا۔

ابو احمد کی پیش قدمی:

حکم دیا کہ دیوار توڑنے کی ابتدا وہاں سے کی جائے جو نہر منکی کے متصل ہے اس دن اس بارے میں خبیث کی تدبیر اس کام سے روکنے کے لئے اپنے بیٹے انکلائے اور علی بن ابان اور سلیمان بن جامع میں سے ہر ایک کو اپنی باری میں بھیجنا تھی۔ لیکن جب ان پر الموفق کے ساتھیوں کا ہجوم ہو گیا تو وہ سب کے سب ہر اس شخص کی مدافعت کے لئے جمع ہو گئے۔ جو ان کے پاس آتا تھا۔ جب الموفق نے خبیثوں کے مل جانے اور دیوار کے منہدم کرنے سے روکنے میں ان کے باہم مددگار ہونے کو دیکھا تو اس نے خود اس کام کے کرنے اور اپنے موجود رہنے کا قصد کیا کہ اس کے ذریعے سے اپنے اصحاب سے سعی اور ان کی کوشش کی استدعا کرے اور ان کی توجہ اور محنت میں اضافہ کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ برابر جنگ ہونے لگی اور دونوں فریق پر شاق گزرنے لگی۔ ہر دو جماعت میں مجروحین و مقتولین کی کثرت ہو گئی۔

زنجیوں کی شدید مدافعت:

الموفق نے ٹھہر کر صبح و شام فاسقوں سے جنگ جاری رکھی۔ وہ لوگ بھی کسی دن میں سستی نہ کرتے تھے۔ ابوالاحمد کے ساتھی ان دونوں پلوں کے ذریعے سے جو نہر منکی پر تھے خبیثوں پر داخل نہیں ہو سکتے جن پر جنگ کی شدت کے وقت زنجی چلتے تھے اور ان کے ذریعے سے اس راستے تک پہنچ جاتے تھے جو انھیں ابوالاحمد کے ساتھیوں کی پشت پر نکال دیتا تھا۔ وہ ان سے کامیابی حاصل کر لیتے تھے اور انھیں دیوار کے منہدم کرنے سے روک دیتے تھے۔

پلوں کے انہدام کا منصوبہ:

الموفق نے ان دونوں پلوں کے توڑنے کی تدبیر پر عمل کرنا مناسب سمجھا کہ فاسقوں کو اس راستے سے روک دے جس کے ذریعے سے وہ شدت جنگ کے وقت اس کے ساتھیوں کی پشت سے حملہ کرنے کے لئے جاتے تھے اس نے اپنے غلاموں کے سرداروں میں سے چند سرداروں کو ان دونوں پلوں کے قصد کا حکم دیا کہ وہ زنجیوں کو کمزور کر دیں اور ان دونوں پلوں پر قبضہ کرنے کے لئے ان لوگوں کی غفلت کے موقع کو غنیمت سمجھیں۔ یہ بھی حکم دیا کہ وہ لوگ ان دونوں پلوں کے لئے بسولوں اور آریوں اور ان آلات میں سے جن کے کاٹنے کے لئے ضرورت ہو جو کام بجلت ہو جانے میں ان کے مددگار ہوں تیار کر لیں۔

ابوالنداء کا قتل:

غلام جہاں کا انھیں حکم دیا گیا تھا وہاں تک پہنچ گئے دوپہر کے وقت نہر منکی پہنچے تو زنجی مقابلہ کو نکلے۔ انھوں نے سبقت اور عجلت کی۔ ان پیش روؤں میں ابوالنداء مع اپنے ان ساتھیوں کے جو پانچ سو سے زائد تھے۔ الموفق کے ساتھیوں اور زنجیوں کے درمیان جنگ ہونے لگی۔ دوپہر کے ختم تک جنگ کی پھر ابوالاحمد کے غلام فاسقوں پر غالب آئے اور ان کو دونوں پلوں سے ہٹا دیا۔ ابوالنداء کے سینے میں ایک ایسا تیر لگا جو اس کے دل تک پہنچ گیا۔ زخم کاری نے اسے گرا دیا۔ ساتھیوں نے اس کی لاش کی حفاظت کی۔ اسے اٹھالیا اور پشت پھیر کر بھاگے۔ الموفق کے غلاموں کے سردار دونوں پلوں کے کاٹنے کا موقع پا گئے۔ ان دونوں کو کاٹ ڈالا اور ان کو دجلے تک نکال دیا۔ لکڑی ابوالاحمد کے پاس روانہ کر دی اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے۔

ابن معان اور سلیمان بن جامع کے مکانات کا انہدام:

الموفق کو ابوالنداء کے قتل اور دونوں پلوں کے کاٹ دینے کی خبر دی۔ تمام اہل لشکر کو بہت مسرت ہوئی۔ اس نے ابوالنداء کے تیر مارنے والے کے لئے بہت سے انعام کا حکم دیا۔ خبیث اور اس کے گروہوں سے ابوالاحمد برابر لڑتا رہا اور دیوار کا اتنا حصہ منہدم کر دیا جس سے ان لوگوں پر داخل ہونا ممکن ہو گیا۔ ان لوگوں نے ان کے شہر کے اندر کی جنگ سے انھیں اپنی دیوار کی مدافعت سے باز رکھا۔ تیزی سے اسے منہدم کر کے ابن معان اور سلیمان بن جامع کے مکانات تک پہنچ گیا۔ یہ دونوں مکان اس طرح الموفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گئے کہ فاسق کو نہ تو مدافعت کی طاقت تھی اور نہ وہاں تک پہنچنے سے روکنے کی۔ یہ دونوں مکان بھی منہدم کر دیے گئے جو کچھ ان میں تھا لوٹ لیا گیا۔

المیمونہ بازار کی تباہی:

الموفق کے ساتھی صاحب الزنج کے ایک بازار تک پہنچے جس نے اسے دجلے کے کنارے سایہ دار بنایا تھا۔ المیمونہ نام رکھا

تھا۔ الموفق نے ابو العباس کے مقدمے کے سردار زریک کو اس بازار کے لئے جانے کا حکم دیا۔ الموفق نے اس مکان کا قصد کیا جسے صاحب الزنج نے الجبائی کے لئے بنایا تھا۔ اسے بھی منہدم کر دیا اور جو کچھ اس میں فاسق کے ان خزانوں میں تھا جو اس کے متصل تھے انھیں لوٹ لیا۔

مسجد جامع کا انہدام:

اپنے ساتھیوں کو الموفق نے اس مقام کے قصد کا حکم دیا جہاں فاسق نے ایک عمارت بنائی تھی اور اس کا نام مسجد جامع رکھا تھا۔ اس مقام کی فاسقوں کی طرف سے سخت حمایت و مدافعت ہوئی۔ اس لئے کہ خبیث انھیں اس پر برا بیخنتہ کرتا تھا اور یہ وہم دلاتا تھا کہ ان پر مسجد کی مدد و تعظیم واجب ہے وہ اس بارے میں اس کے قول کو سچا سمجھتے تھے اور اس میں اس کی رائے کی پیروی کرتے تھے۔ الموفق کے ساتھیوں پر وہ امر دشوار ہو گیا جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا۔ اس مقام پر جنگ کو بہت زمانہ گزر گیا۔

جو لوگ اس دن فاسق کے ہمراہ ثابت قدم رہے وہ اس کے منتخب ساتھی اور ان کے بڑے بہادر لوگ تھے۔ وہ اس کے ہمراہ اپنے آپ کو صبر پر جمائے ہوئے تھے۔ وہ ایک مقام پر کھڑے ہوتے تھے۔ تو ان میں سے کسی کے تیر یا نیزہ یا تلوار لگتی تھی اور وہ گر پڑتا تھا تو جو اس کے پہلو میں ہوتا تھا اس کو کھینچ لیتا اور اس خوف سے خود اس کی جگہ پر کھڑا ہو جاتا تھا کہ ان کے ایک آدمی کی جگہ خالی ہونے سے کہیں ان کے تمام ساتھیوں پر خلل نہ آجائے۔

ابو احمد نے اس جماعت کو صبر و استقلال و حزم و احتیاط پر نظر کی اور زمانہ مدافعت کو دراز ہوتے دیکھا تو اس نے ابو العباس کو اس تعمیر کی ایک دیوار کے قصد کا حکم دیا جس کا نام خبیث نے مسجد رکھا تھا کہ وہ اس کے لئے اپنے بہادر ساتھیوں اور غلاموں کو نامزد کرے۔ ان کے ساتھ اس نے ان مزدوروں کو ملا دیا جو منہدم کرنے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ حکم دیا کہ انھیں جب کسی شے منہدم کرنے کا موقع ملے تو اس میں عجلت کریں۔ دیوار پر سیڑھیاں لگانے کا حکم دیا جو انھوں نے لگا دیں۔ تیر انداز چڑھ گئے اور ان فاسقوں پر جو دیوار کے پیچھے تھے تیر برسانے لگے۔ الجبائی کے مکان کی حد سے اس مقام تک جہاں اس نے ابو العباس کو کھڑا کیا تھا آدمیوں کا سلسلہ باندھ دیا۔

الموفق نے ان لوگوں کے لئے بال اور طوق اور کنگن کے انعام کا وعدہ کیا۔ جو لوگ فاسق کی دیوار اور اس کے بازار اور اس کے ساتھیوں کے مکانات منہدم کرنے میں عجلت کریں۔ طویل و شدید جنگ کے بعد وہ کام آسان ہو گیا جو دشوار تھا۔ وہ عمارت منہدم کر دی گئی جس کا نام اس خبیث نے مسجد رکھا تھا۔ اس کے منبر تک رسائی ہو گئی اسے اٹھالیا گیا اور الموفق کے پاس لایا گیا اور فرحت و مسرت کے ساتھ اس کو شہر الموفقیتہ واپس کیا گیا۔

الموفق دیوار منہدم کرنے کے لئے واپس چلا آیا جسے انکلائے کے مکان سے الجبائی کے مکان تک منہدم کر دیا۔ الموفق کے ساتھی خبیث کے چند دفنوں تک اور اس کے چند خزانوں تک پہنچ گئے۔ وہ لوٹے اور جلائے گئے۔ یہ واقعہ ایسے دن ہوا جس میں نہایت شدید کھڑ تھا کہ ایک آدمی سے دوسرا آدمی پوشیدہ تھا قریبی آدمی اپنے ساتھی کو بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ابو احمد کی علالت:

اسی دن الموفق کے لئے فتح کی خوش خبریاں بلند آواز ہونے لگیں لوگ انہی مسرتوں میں تھے کہ فاسقین کے تیروں میں سے

ایک تیرالموفق تک پہنچ گیا جسے ایک رومی غلام نے پھینکا تھا۔ جو فاسق کے ساتھ تھا اور جس کا نام قرطاس تھا۔ وہ تیراس کے سینے میں لگ گیا۔ یہ واقعہ ۲۵/ جمادی الاولیٰ یوم دو شنبہ ۲۶۹ھ کو ہوا۔ مگر الموفق نے اس تیر کو جو اسے لگا پوشیدہ رکھا اور شہر الموفقہ روانہ ہو گیا۔ اسی شب کو اس کے زخم کا علاج کیا گیا اور وہ سو گیا۔

ابو احمد کی صحت یابی:

باوجودیکہ زخم کی تکلیف تھی مگر الموفق جنگ کے لئے واپس آیا کہ اپنے دوستوں کے دلوں کو کمزوری یا وہم داخل ہونے سے بچا کر مضبوط کرے جو حرکت اس نے اپنے اوپر برداشت کی اس نے اس کے مرض کی قوت میں اضافہ کر دیا۔ مرض بڑھ گیا اور تکلیف اتنی ترقی کر گئی کہ جان کا خوف کیا جانے لگا۔ علاج کے لئے ان بڑی بڑی چیزوں کی حاجت ہوئی جن سے زخموں کا علاج کیا جاتا ہے۔ لشکر اور فوج اور رعیت پریشان ہو گئی۔ انھیں اپنے اوپر فاسق کے غالب آنے کا اندیشہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ شہر سے ان لوگوں کی ایک جماعت نکل گئی جو وہاں مقیم تھی کہ ان کے قلوب میں خوف جاگزیں ہو گیا تھا۔ شدت مرض کی حالت میں اس پر ایک حادثہ پیش آ گیا۔ ساتھیوں اور معتبر لوگوں نے لشکر سے مدینۃ السلام (بغداد) روانہ ہونے کا مشورہ دیا کہ وہ کسی کو اپنا قائم مقام کر دے مگر اس نے اس سے انکار کیا۔ اسے خبیث کے اس گروہ کے جو متفرق ہو گیا ہے جمع ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ مرض کی سختی اور پیش آنے والے واقعے کی اپنے غلبے میں شدت کے باوجود مقیم رہا۔ اللہ نے احسان کیا اور وہ اپنے ان سرداروں اور خاص آدمیوں کے سامنے ظاہر ہوا جن سے وہ زمانہ دراز تک پوشیدہ رہا تھا۔ اس سے ان کی ہمتیں قوی ہو گئیں اور اسی سال شعبان تک وہ تندرست ہو کر اپنے آپ کو فرصت دے کر مقیم رہا۔ جب اچھا ہو گیا اور جنگ کے لئے جانے کی طاقت آ گئی تو آمادہ ہو گیا اور پھر اسی معرکے میں درآیا جسے پہلے سر کرتار ہا تھا۔

صاحب الزنج کے وعدے:

خبیث کو جب صحت کے ساتھ ابو احمد کے حادثے کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں سے بہت سے وعدے کرنے لگا اور انھیں جھوٹی امیدیں دلانے لگا۔ ابو احمد کے پھر آنے اور کشتی میں سوار ہونے کی مسلسل خبر پہنچنے کے بعد وہ اپنے منبر پر قسم کھا کر بیان کرنے لگا کہ یہ محض غلط ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے جسے انھوں نے کشتی میں دیکھا ہے۔ وہ ایک تصویر ہے جو ان کے لئے بنائی گئی ہے۔

اسی سال ۱۵/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو المعتمد مصر جانے کے ارادے سے روانہ ہوا اور بحالت شکار لکھنیل میں قیام کیا۔ صاعد بن مخلد ابو احمد کے پاس آیا۔ جمادی الآخر میں سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ سامرا کی جانب روانہ ہوا۔ ابن طولون کے دوسرے دارجن میں سے ایک کا نام احمد بن جینو یہ اور دوسرے کا محمد ابن عباس الکلابی تھا الرقہ میں آئے۔ جب المعتمد اسحاق بن کنداج کے علاقے میں پہنچا کہ الموصل اور الجوزیرہ کا عامل تھا تو ابن کنداج نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا۔ جو المعتمد کے ہمراہ سامرا سے مصر کے ارادے سے آئے تھے۔ یہ تینک اور احمد بن خاقان اور خطار مش تھے جنھیں اس نے قید کر دیا اور ان کے مال اور جانوروں اور رفیقوں کو لے لیا اور اسے ان لوگوں کی گرفتاری اور المعتمد پر قبضہ کرنے کو لکھا جا چکا تھا۔ اسحاق ابن کنداج نے ان کی اور فارس بن بغا کی جائیداد بھی لے لی تھی۔

المعتد کے سرداروں میں اختلاف:

سبب یہ ہوا کہ المعتد اسحاق کے علاقے میں پہنچا ہی تھا کہ اس پر قبضے کے بارے میں صاعد کی جانب سے مراصلات آچکے تھے۔ ابن کنداج نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بھی سب کے ساتھ ہے اور اس کی رائے بھی المعتد کی اطاعت کے بارے میں انہی کی سی ہے، کیونکہ وہ خلیفہ ہے جس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ سرداروں نے جو المعتد کے ہمراہ تھے المعتد کو اس کے پاس جانے سے ڈرایا تھا مگر اس نے تمام باتوں سے انکار کیا کہ ”وہ میرا خادم اور غلام ہے اور میرا ارادہ شکار کا ہے اور اس کی طرف کے راستے میں بہت شکار ہے۔“ جب وہ لوگ اس کے علاقے میں پہنچے تو وہ ان سے ملا اور ان کے ساتھ روانہ ہوا کہ المعتد جیسا کہ بیان کیا گیا ابن طولون کے علاقے میں پہنچنے سے پہلے کسی منزل میں اتر جائے۔ جب صبح ہوئی تو وہ خدام اور غلام جو المعتد کے ساتھ تھے اور وہ لوگ جو اس کے ہمراہ سامرا سے روانہ ہوئے تھے روانہ ہو گئے۔ ابن کنداج نے ان سرداروں سے جو المعتد کے ساتھ تھے تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے کہا کہ ”تم لوگ ابن طولون کے علاقے سے اور اس کے اس سردار سے جو الرقہ میں مقیم ہے قریب ہو گئے، ابن طولون کے پاس پہنچو گے تو حکومت اسی کی ہوگی اور تم اس کے لشکر کے زیر دست ہو گے“ کیا اس پر راضی ہو جانا کہ تم یہ جانتے ہو کہ وہ بھی تم ہی میں سے کسی ایک کے مثل ہے۔“ اس معاملے میں ان کے درمیان اتنی دیر تک گفتگو ہوتی رہی کہ دن چڑھ گیا۔ المعتد نے اپنے سرداروں کو اپنے روبرو آپس میں بحث میں مشغول ہونے کی وجہ سے اب تک کوچ نہیں کیا تھا۔ بنو ان کی رائیں کسی بات پر متفق نہیں ہوئی تھیں۔ ابن کنداج نے ان سے کہا کہ ”ہمارے ساتھ چلو کہ اس معاملے میں اس جگہ کے علاوہ کہیں اور گفتگو کریں۔ امیر المومنین کی مجلس کا ادب کرو یہاں آواز بلند نہ ہو۔“ اس نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں المعتد کے خیمے سے اپنے خیمے کے اندر لے گیا جس کے سوا اور کوئی خیمہ نہ تھا جسے روانہ نہ کر دیا گیا ہو۔ المعتد کا اپنے فراشوں اور حاشیہ نشینوں کو اس روز یہ حکم تھا کہ تم بغیر کسی کے کوچ نہ کرنا۔

المعتد کے سرداروں کی گرفتاری:

جب وہ لوگ اس کے خیمے میں پہنچ گئے تو اس کے اور جو سردار اس کے ہمراہ تھے ان کے پاس اس کے بڑے بڑے غلام اور ساتھی آئے۔ بیڑیاں لائی گئیں اور اس کے غلاموں نے ان تمام سرداروں کو جو المعتد کے ہمراہ سامرا سے آئے تھے باندھ کے مقید کر دیا۔ جب وہ لوگ قید کر دیے گئے اور ان کے کام سے فراغت ہو گئی تو وہ المعتد کے پاس گیا اور اسے اپنے اور اپنے آباء کے دارالسلطنت سے روانہ ہونے پر اور اپنے بھائی کو ایسے شخص کی جنگ کی حالت میں چھوڑنے پر ملامت کی جو اس کے اہل بیت کو قتل کرنا اور ان کی سلطنت کو زائل کرنا چاہتا ہے۔ خلیفہ کو اور جو اس کے ہمراہ بیڑیوں میں تھے لے چلا یہاں تک کہ سامرا میں لایا۔

متفرق واقعات:

اسی سال رافع بن ہرثمہ نے خراسان کے ان مواضع اور دیہات کا انتظام کیا جن پر الخجستانی غالب آ گیا تھا۔ رافع بن ہرثمہ نے پہلے ہی خراسان کے متعدد مواضع سے دس سال سے کچھ زیادہ کا خراج وصول کر لیا تھا جس سے اس نے وہاں کے باشندوں کو فقیر اور ان مواضع کو ویران کر دیا تھا۔

اسی سال حسینیوں اور جعفریوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں جعفریوں کے آٹھ آدمی مارے گئے اور جعفری ہی غالب آئے۔ انھوں نے الفضل ابن العباس العباسی کو چھڑا لیا جو مدینے پر عامل تھا۔

جمادی الآخرہ میں ہارون بن الموفق نے ابن ابی الساج کو الانبار اور طریق الفرات اور رجتہ طوق کا والی بنایا۔ احمد بن محمد الطائی کو کوفہ اور اس کے خراج کا والی بنایا۔ معاون کو علی بن الحسین کفتر کے نام سے کر دیا گیا۔ احمد بن محمد نے الہیصم العجلی سے کوفہ میں مقابلہ کیا۔ الہیصم کو شکست ہوئی اور الطائی نے اس کے مال و جائیداد پر قبضہ کر لیا۔

المعتد کی مراجعت سامرا:

اسی سال ۴/ شعبان کو اسحاق بن کنداج نے المعتد کو سامرا واپس کیا۔ جہاں وہ قصر المطل میں بخریت پہنچ گیا۔ ۸/ شعبان کو خلعت دیا گیا اور اس کے دو تلواریں لٹکانی گئیں جس میں سے ایک حائل اپنی طرف سے تھی اور دوسری بائیں طرف سے۔ اس کا نام ذوالسیفین (دو تلوار والا) رکھا گیا۔ دو دن بعد اسے دیبا کی قباخلعت میں دی گئی اور دو کمائیں ایک تاج پہنایا گیا اور ایک تلوار لٹکانی گئی کہ ہر ایک شے جو اہرات سے مرصع تھی۔ اس کی منزل تک ہارون بن الموفق اور صاعد بن المخلد اور سرداروں نے مشایعت کی اور ان لوگوں نے اس کے پاس ناشتہ کیا۔ اسی سال شعبان میں ابو احمد کے ساتھیوں نے فاسق کا محل جلادیا اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا۔

جوی کور کا معرکہ:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ ابو احمد جب اس زخم سے اچھا ہو گیا جو اس کے لگا تھا تو دوبارہ فاسق کی صبح و شام کی جنگ پر لوٹا۔ خبیث نے بعض موکھوں کو دوبارہ بنا لیا تھا جو دیوار میں کر دیے گئے تھے۔ الموفق نے ان کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ اول وقت عصر سے عشا تک سوار رہا۔ اس روز نہر منکی کے متصل برابر جنگ ہوتی رہی۔ اس علاقے میں زنجی بھی جمع تھے جنہوں نے اپنے آپ کو اس میں مشغول کر دیا تھا اور انہیں یہ گمان تھا کہ اس مقام کے سوان سے اور کہیں جنگ نہ ہوگی۔

الموفق آیا مزدور تیار کر لئے گئے۔ وہ نہر منکی کے قریب ہو گیا۔ زنجی بھی فوراً وہاں آ گئے جنگ بھڑک اٹھی تو الموفق نے لکڑی کاٹنے والوں اور پیکش کرنے والوں کو حکم دیا کہ خشکی میں روانہ ہو کے نہر جوی کور تک پہنچیں۔ یہ وہ نہر ہے جو دجلے سے نہر ابی الخصب کے نیچے سے نکلتی ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خود بھی جوی کور آیا۔ آدمی اور سپاہی گذر چکے تھے۔ وہ قریب ہوا اور مزدوروں کو نکالا۔ دیوار کا وہ حصہ منہدم کر دیا جو نہر کے متصل تھا سپاہی چڑھ گئے اور نہر میں گھس گئے جہاں بہتوں کو قتل کیا۔ فاسق کے محلوں تک پہنچ گئے جو کچھ ان محلوں میں تھا لوٹ لیا اور ان کو جلادیا۔ ان عورتوں کو چھڑا لیا جو وہاں قید تھیں۔ فاجر کے گھوڑے نے لئے اور دجلے کی غریب جانب لے گئے۔

صاحب الزنج کی بے بسی:

الموفق غروب آفتاب کے وقت فتح اور سلامت کے ساتھ واپس ہوا انہیں جنگ کے لئے اور دیوار منہدم کرنے کے قصد سے صبح کو لے گیا اتنی تیزی کی کہ سلسلہ انہدام انکلائے کے مکان تک پہنچ گیا۔ جو خبیث کے مکان کے متصل تھا۔ جب خبیث کو انہدام دیوار کے روکنے اور الموفق کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں داخل ہونے کی تمام تدبیروں نے تھکا دیا تو حیران ہو گیا اور اسے معلوم نہ ہوا کہ اب کیا تدبیر کرے۔

علی بن ابان کا مشورہ:

علی بن ابان المہلبی نے اسے ان شور زمینوں پر پانی جاری کرنے کا مشورہ دیا جن پر الموفق کے ساتھی چلتے تھے کہ انہیں چلنے کا

راستہ نہ ملے۔ متعدد مقامات میں خندقیں کھودی جائیں جو شہر میں داخل ہونے سے روکیں۔ اس پر بھی اگر اندر گھسنا برداشت کر لیا اور انھیں شکست ہو گئی تو اپنی کشتیوں کی طرف پلٹنا آسان نہ ہوگا۔ انھوں نے اپنے شہر کے متعدد مقامات میں اور اس میدان میں جسے خبیث نے راستہ بنایا تھا ایسا ہی کیا۔ یہ خندقیں اس کے مکان کے قریب پہنچ گئیں۔

صاحب الزنج کے محل پر حملہ:

الموفق نے یہ دیکھ کے کہ اللہ نے فاسق کے شہر کی دیوار منہدم کرنے کے اسباب مہیا کر دیے، یہ مناسب سمجھا کہ خندقوں اور نہروں کے پائنے اور پٹے ہوئے مقامات سے گزرنے کا انتظام کرے کہ سوار و پیدل فوج سے سڑکیں درست کرائی جاسکیں۔ اس عزم کے مطابق عمل شروع ہوا تو زنجیوں نے مدافعت کی۔ جنگ ہونے لگی، جس کا سلسلہ بڑھ گیا۔ دونوں فریق قتل و جراحات سے بڑا نقصان پہنچا، انہی دنوں میں زنجیوں کی تعداد تقریباً دو سو ہو گئی۔ جنگ کے وقت دونوں فریق کے نزدیک ہونے اور ہر ایک فریق کے اپنے مقابل کو خندقوں سے روکنے اور ہٹانے کی وجہ سے یہ نوبت آئی۔

الموفق نے یہ دیکھا تو دجلہ کی جانب سے اس کے مکان پر حملہ کرنے اور اس کے جلانے کا قصد کیا۔ خبیث نے جتنے جنگجو اپنے مکان کے محافظ تیار کئے تھے، ان کی کثرت اس قصد سے روکتی تھی۔ کشتی جب اس کے محل کے قریب ہوتی تھی تو وہ لوگ دیوار سے تیر پھینکتے تھے اور محل کے اوپر سے پتھر برساتے، تیر چلاتے اور پگھلے ہوئے سیسے کو جنگلی پککاریوں میں بھر بھر کر ڈالتے تھے۔ ان وجوہ سے مکان کو جلانا نہایت دشوار تھا۔

آتش فرو آلات:

الموفق نے کشتیوں کے لئے کڑی کے سائبان بنانے اور بھینس کی کھال سے منڈھنے اور ان پر کتاں کا وہ دبیز کپڑا لپٹنے کا کہ مختلف اقسام کی جڑی بوٹیوں اور دواؤں کے تیل سے موم جامہ بنایا گیا ہو جو آگ کو روکتی ہیں حکم دیا۔ یہ بنائے گئے اور متعدد کشتیوں پر لگا دیے گئے۔ ان سب میں اس نے اپنے بہادر تیر انداز اور نیزہ باز غلام ایک جماعت تجربہ کار آگ لگانے والوں کی مقرر کی اور انھیں اس نے بدکار صاحب الزنج کا مکان جلانے کے لئے تیار کیا۔

محمد بن سمان کی امان طلبی:

۱۸ شعبان یوم جمعہ ۲۶۹ھ کو محمد بن سمان نے جو خبیث کا کاتب اور اس کا وزیر تھا الموفق سے امان لے لیا۔ اس کے امن لینے کا سبب محمد بن الحسن نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کی صحبت میں امتحان کیا اور وہ اس کی گمراہی معلوم ہونے پر اس سے بیزار تھا۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ میں بھی اس بات پر اس سے متفق تھا۔ ہم دونوں رہائی کے لئے تدبیر سوچتے تھے جو دشوار تھی۔ جب خبیث پر محاصرے کی مصیبت نازل ہوئی ساتھی اس سے جدا ہو گئے اور اس کی حالت کمزور ہو گئی تو اس نے رہائی کے لئے ایک فوری تدبیر سوچی اور اس کی مجھے اطلاع دی کہ ”میں اس امر پر اپنے دل میں خوش ہوں کہ بیوی بچوں کو اپنے ہمراہ نہ لوں اور تنہا نجات حاصل کر لوں۔ جو کچھ میں نے قصد کیا اس میں تیری کیا رائے ہے۔“ میں نے جواب دیا کہ ”تیرے لئے یہی رائے ہے جو تو نے سوچی۔ کیونکہ تو صرف ایک ایسے کسمن بچے کو چھوڑ دے گا جس پر حملہ کرنے کی یا کوئی ایسی بات پیدا کرنے کی جس سے تجھے عار آئے گنجائش نہیں ہے۔ لیکن میں تو میرے ساتھ ایسی عورتیں ہیں جن کی عار مجھے لاحق ہوگی اور مجھے فاجر کی قوت کی وجہ

سے ان کی حفاظت کی قدرت نہ ہوگی، لہذا تو اپنے حال پر قائم رہتے تھے فاجر کی مخالفت اور اس کی صحبت کی ناگواری کے بارے میں میری نیت کا جو کچھ علم ہے اس کی اطلاع کر دینا۔ اگر اللہ نے میرے لئے میرے بچوں کی رہائی کا بھی سامان کر دیا تو میں بہت جلد تجھ سے ملوں گا۔ اور اگر تقدیر نے کچھ اور کر دیا تو ہم دونوں ساتھ ہوں گے اور صبر کریں گے۔

محمد بن سمعان نے اپنے ایک وکیل العراقی کو روانہ کیا۔ وہ الموفق کے لشکر میں آیا اور اس نے اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق امان لے لیا۔ اس کے لئے کشتی تیار کی گئی، وہ السبجہ میں اس روز اس کے پاس گیا۔ پھر الموفق کے لشکر چلا گیا۔
صاحب الزنج کے محل پر یورش:

الموفق نے اس دن کی صبح جس دن محمد بن سمعان نے امن لیا تھا دوبارہ خبیث کی جنگ اور آگ لگنے کا قصد کیا جو نہایت عمدہ طریقے اور کامل تیاری کے ساتھ تھا۔ یہ ۱۹ شعبان ۲۶۹ھ شبے کا دن تھا۔ اس کے ساتھ وہ کشتیاں تھیں جن میں اس کے موالی اور غلام تھے۔ وہ کشتیاں بھی تھیں۔ جن میں اس کی پیادہ فوج تھی۔ الموفق نے اپنے فرزند ابوالعباس کو محمد بن یحییٰ عرف الکرہ بنائی کے مکان کے قصد کا حکم دیا جو نہر ابی الخصب کے شرقی جانب خائن کے مکان کے سامنے تھا جس کا راستہ نہر اور دجلے سے تھا۔ اسے اس کے برابر کے سرداران زنج کے مکانات جلانے کا اور ان سرداروں کو اس میں مشغول کر کے خائن کی مدد اور اعانت سے باز رکھنے کا حکم دیا۔ جو لوگ سایہ دار کشتیوں میں مقرر تھے انھیں خبیث کی ان جھونپڑیوں اور عمارتوں کے قصد کا حکم دیا جو دجلے کے کنارے بنائی گئی تھیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اپنی کشتیوں کو محل کی دیوار سے ملادیا۔ فاجروں سے نہایت شدید جنگ کی اور آگ سے ان کی مدافعت کی۔ فاسقوں نے صبر کیا اور جنگ کی۔ اللہ نے ان کے خلاف مدد کی تو وہ ان جھونپڑیوں اور مکانات سے ہٹ گئے جن کی حفاظت کر رہے تھے۔ انھیں الموفق کے غلاموں نے جلا دیا، جو کشتیوں میں تھے وہ خبیثوں کے ان تیروں اور پتھروں اور پگھلے ہوئے سیسے کے پھینکے جانے سے جن کے ذریعے سے وہ لوگ مکاری کر رہے تھے ان سایہ بانوں کی وجہ سے فوج گئے جنھیں الموفق نے کشتیوں میں لگا دیا تھا۔ کشتیوں کے خبیث کے مکان پر قابو پانے کا یہی سبب ہو گیا۔ اور الموفق نے ان لوگوں کو واپس ہونے کا حکم دیا جو کشتیوں میں تھے۔ وہ واپس ہو گئے۔ جو غلام تھے انھیں نکال دیا اور دوسروں کو بٹھایا اور پانی کے مد (چڑھاؤ) اور اس کی بلندی کا انتظار کیا۔
صاحب الزنج کے محل پر آتش زنی:

وقت آ گیا تو سائبان دار کشتیاں خبیث کے محل کی طرف لوٹیں۔ الموفق نے ان لوگوں کو جو ان میں سوار تھے۔ فاسق کے محل کی ان کوٹھریوں کو جو دجلے پر بنی ہوئی تھیں جلانے کا حکم دیا، انھوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کوٹھریوں میں آگ بھڑکنے لگی اور جو پردے ان کے متصل تھے ان میں بھی آگ لگ گئی۔ جن کے ذریعے سے خبیث نے اپنے مکان پر سایہ کیا تھا۔ ان پردوں میں آگ لگی جو دروازوں پر تھے اس وقت آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ اس نے خبیث کو اور اس کے ساتھ والوں کو ان اشیاء کے متعلق فکر کرنے کا موقع نہ دیا جو اس کے مکان میں از قسم مال و متاع و جواہر و خزانہ وغیرہ تھیں۔ وہ بھاگ نکلا اور یہ تمام چیزیں اس نے چھوڑ دیں اور الموفق کے غلام خبیث کے محل پر چھا گئے۔ وہ تمام مال و اسباب فاخرہ اور چاندی اور سونا اور جواہر و زیور وغیرہ لوٹ لیا۔ جس تک آگ نہیں پہنچی تھی۔ عورتوں کی ایک جماعت کو بھی چھڑا لیا۔ جنھیں خبیث چرائے ہوئے تھا۔ خبیث اور اس کے بیٹے انکلائے کے تمام مکانات میں گھس گئے اور ان سب میں آگ لگا دی۔ اس روز لوگوں کو اس پر بڑی مسرت ہوئی جو اللہ نے ان کے لئے مہیا کر دیا تھا۔

ایک جماعت ٹھہر کر فاسقوں سے ان کے شہر میں اور خبیث کے محل کے اس دروازے پر جو میدان کے متصل تھا جنگ کرتی رہی۔ ان کے بہت سے لوگوں کو قتل و قید و زخمی کیا۔ ابو العباس نے الکر بنائی کے اور اس کے متصل کے مکانات میں اسی طرح آگ لگائی اور لوٹا اور منہدم کیا۔

ابو احمد کی کامیابی:

اسی دن ابو العباس نے اس بڑی بھاری اور مضبوط لوہے کی زنجیر کو کاٹ ڈالا جس کے ذریعے سے خبیث نے نہر ابی النضیب کو متقطع کر دیا تھا کہ کشتیوں کو اس میں داخل ہونے سے روکے۔ اس نے انھیں زنجیروں کو اکٹھا کر لیا جو کشتیوں میں لادی گئیں۔ الموفق نماز مغرب کے وقت بہترین فتح کے ساتھ لوگوں کو اس طرح واپس لایا۔ اس روز فاسق کے جان و مال اور اولاد اور ان مسلمان عورتوں کے بارے میں جن پر وہ غالب تھا ایسی ہی کامیابی حاصل کی تھی جیسی کہ اس سے مسلمانوں کو پریشانی جلا وطنی اور پراگندگی جماعت کی مصیبت اپنے اہل و عیال میں پہنچی تھی۔ اسی روز اس کے بیٹے انکلائے کے پیٹ میں ایسا شدید زخم لگا جس سے وہ قریب مرگ ہو گیا۔ اس کے دوسرے دن یوم یک شنبہ اسی سال ۲۰ شعبان کو نصیر غرق ہو گیا۔

ابو حمزہ نصیر کی غرقابی:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ جب دوسرا روز ہوا تو الموفق نے صبح کے وقت خبیث سے جنگ شروع کی۔ اور نصیر عرف ابو حمزہ کو اس پل کے قصد کا حکم دیا جو خان نے نہر ابو النضیب پر لکڑی سے بنایا تھا۔ اور جوان دونوں پلوں سے کم تھا جنھیں اس نے اس پر بنایا تھا۔ زیرک کو اس مقام پر اپنے ساتھیوں کے لے جانے کا حکم دیا جو الجبائی کے مکان کے متصل تھا کہ جو فاجرین وہاں جمع ہیں ان سے جنگ کرے۔ اس کے سرداروں کی ایک جماعت کو اس مقام پر ان کی جنگ کے لئے جانے کا حکم دیا جو انکلائے کے مکان کے متصل تھا۔ نصیر فوراً روانہ ہو گیا اور اپنی متعدد کشتیوں کے ساتھ شروع مد میں (چڑھاؤ میں) داخل ہو گیا پانی کے چڑھاؤ (مد) نے انھیں اٹھا کے پل سے ملا دیا۔ چند کشتیاں الموفق کے موالی اور غلاموں کی بھی داخل ہوئیں جو ان لوگوں میں سے تھے جنھیں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ ان لوگوں کو بھی مد نے اٹھا کے نصیر کی کشتیوں پر ڈال دیا۔ بعض کشتیاں بعض سے ٹکرا گئیں۔ ملاحوں کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی اور نہ کوئی کام۔

زنجیروں نے یہ دیکھا تو کشتیوں میں جمع ہو گئے اور انھیں نہر ابی النضیب کے دونوں جانب سے گھیر لیا۔ ملاحوں نے خوف اور اندیشے سے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ زنجی کشتیوں میں گھس گئے۔ بعض سپاہیوں کو قتل کر دیا اور اکثر غرق ہو گئے۔ نصیر نے جنگ کی۔ گرفتار ہونے کا اندیشہ ہوا تو اس نے اپنے آپ کو پانی میں گر دیا اور ڈوب گیا۔

سلیمان بن جامع کی شکست:

الموفق اس روز ٹھہر کر فاسقوں سے جنگ کرتا رہا، لوٹتا رہا اور ان کے مکانات جلاتا رہا، وہ اس روز برابر ان لوگوں پر اور ان پر جو اس روز خان کے محل کی حفاظت کر رہے تھے غالب رہا۔ سلیمان بن جامع بھی مع اپنے ساتھیوں کے ثابت قدم رہا۔ الموفق کے ساتھیوں کے اور اس کے درمیان برابر جنگ ہوتی رہی۔ سلیمان جس جگہ مقیم تھا اس سے نہیں ہٹا۔ یہاں تک کہ اس کی پشت پر الموفق کے حبشی غلاموں کا ایک پوشیدہ لشکر نکل آیا جس کی وجہ سے وہ بھاگا۔ غلاموں نے اس طرح اس کا تعاقب کیا کہ اس کے ساتھیوں کو قتل

کر رہے تھے اور ان میں سے بعض کو قید کر رہے تھے۔ اسی وقت سلیمان کی پنڈلی میں ایک زخم لگا جس سے وہ ایک ایسے مقام پر اپنے منہ کے بل گرا جہاں آگ لگ چکی تھی جس میں کچھ چنگاریاں بھی تھیں۔ جس سے اس کے جسم کا کچھ حصہ جل گیا۔ ایک جماعت نے اس کی حفاظت کی۔ تقریباً گرفتاری اسے گھیر چکی تھی کہ بچ گیا۔

ابو احمد کی علالت:

الموفق کا میاب اور سلامت واپس ہوا۔ فاسقین کمزور ہو گئے۔ برکشتگی دیکھی تو اس سے ان کا خوف بہت بڑھ گیا۔ ابو احمد کی وجع مفاصل کی بیماری پیدا ہو گئی جس سے وہ بقیہ شعبان اور ماہ رمضان اور چند روز شوال میں ٹھیک کر فاسق کی جنگ سے رکا رہا۔ جب اسے اپنے مرض سے افاقہ ہوا اور تندرست ہو گیا تو ان اشیاء کی تیاری کا حکم دیا جن کے مقابلے کے لئے ضرورت تھی۔ اس کے لئے تمام ساتھی تیار ہو گئے۔

اسی سال عیسیٰ بن الشیخ بن السلیل کی وفات ہوئی۔

منبروں پر ابن طولون کے لئے بد دعا:

اس سال المعتمد نے دربار عام میں ابن طولون پر لعنت کی اور منبروں پر اس کی لعنت کا حکم دیا جسے دن جعفر المفوض (ولی عہد) جامع مسجد گیا اور اس نے ابن طولون پر لعنت کی۔ اسحاق بن کنداج کو ابن طولون کے علاقے کا عامل بنایا۔ اسے باب الشماسیہ سے افریقیہ تک کا والی بنایا گیا۔ شرطہ خاصہ (خاص پولیس) کا بھی والی بنایا گیا۔

جواب کی اسیری:

اسی سال رمضان میں احمد بن طولون نے اہل شام کو ایک خط لکھا جس میں انھیں خلیفہ کی مدد کی دعوت دی تھی۔ فیج کو اس طرح پایا گیا کہ وہ ابن طولون کا قصد رکھتا تھا۔ اس کے ہمراہ اس کے نائب جواب کی جانب سے واقعات کے متعلق چند خطوط تھے۔ جواب قید کر دیا گیا اور اس کا مال و غلام و جانور لے لئے گئے۔

ابن ابی الساج اور اعراب کی جنگ:

اسی سال شوال میں ابن ابی الساج اور اعراب کے درمیان ایک جنگ ہوئی جس میں ان لوگوں نے اسے شکست دی۔ اس نے شب خون مارا بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کیا۔ سروں اور قیدیوں کو بغداد بھیج دیا۔ جو اسی سال شوال میں پہنچ گئے۔

عمال کا تقرر:

اسی سال ۱۹/ شوال کو جعفر المفوض نے صاعد بن مخلد کو شہر زرد دراباز اور الصامغان اور حلوان اور ماسبدان اور مہر جانتقد اور فرات کے اعمال پر عہدہ دار بنایا۔ موسیٰ بن بغا کے سرداروں کو احمد بن موسیٰ اور کیخلف اور اسحاق بن کنداجیق اور اساتکین کے سوا سب کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ صاعد نے ۲۲/ شوال یوم شنبہ کو ان مقامات میں سے ان پر جن پر اسے عہدہ دار بنایا گیا تھا۔ لؤلؤ کو عہدہ دار بنایا۔ ابن ابی الساج کو اپنی جانب سے اس عمل کے لئے کہلا بھیجا جس کا وہ والی تھا۔ وہ الانبار اور طریق الفرات اور رحبہ طوق بن مالک پر ہارون بن الموفق کی جانب سے والی تھا۔ رمضان میں ادھر روانہ ہوا تھا۔ جب یہ صاعد کے ماتحت کیا گیا تو ان میں سے جو کچھ اس کے سپرد تھا ساور نے اس پر اسے برقرار رکھا۔

ابن ابی الساج کا رجبہ پر غلبہ:

اسی سال آخر شمال میں رجبہ طوق بن مالک میں وہاں کے باشندوں نے ابن ابی الساج سے جنگ کی مگر وہ ان پر غالب آیا اور رجبہ میں داخل ہو گیا۔ احمد بن طوق بن مالک شام کی طرف بھاگ گیا۔ ابن ابی الساج قرقسیا کی طرف روانہ ہوا وہاں داخل ہوا تو ابن صفوان العقیلی اس سے کنارے ہٹ گیا۔ اسی سال ۱۰ شوال یوم سہ شنبہ کو ابوالاحمد اور زنجیوں کے درمیان فاسق کے شہر میں ایسی جنگ ہوئی جس میں ایسے آثار پائے گئے جن کے ذریعے سے وہ اپنی مراد تک پہنچ گیا۔

صاحب الزنج کا پل پر قبضہ:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ خبیث دشمن خدا نے الموفق کے مرض کے زمانے میں اس پل کو دوبارہ بنالیا جس میں نصیر کی کشتیاں ٹکرائی تھیں کچھ اور سامان بھی بڑھا دیا جس کو اس نے استواری بخش سمجھا تھا۔ اس طرف لکڑی کے لٹھے گاڑ دیے جنہیں ایک کو دوسرے سے ملا دیا اور ان پر لوہا چڑھا دیا۔ اس کے آگے پتھروں سے بند باندھ دیا کہ کشتی کی گزر گاہ تنگ ہو جائے اور نہر ابی الخصب میں پانی کا بہاؤ تیز ہو جائے کہ لوگ اس میں داخل ہونے سے ڈریں۔

ابوالاحمد کا پل کے انہدام کا حکم:

الموفق نے اپنے غلاموں کے دوسر داروں کو مع چار ہزار غلاموں کے نامزد کیا کہ ”نہر ابی الخصب میں آئیں۔ ان دونوں میں سے ایک اس کی شرقی جانب ہو اور دوسرا غربی جانب یہاں تک کہ دونوں اس پل تک پہنچ جائیں جسے فاجر نے درست کر دیا ہے اور جس کے سامنے اس نے بند باندھ دیا ہے۔ پھر وہ دونوں خبیث کے ساتھیوں سے جنگ کر کے پل سے ہٹا دیں۔“ بڑھئی اور مزدور پل اور ان متفرق چیزوں کے کاٹنے کے لئے مہیا کئے جو اس کے آگے بنائی گئی تھیں۔ ایسی کشتیاں تیار کرنے کا حکم دیا جن پر مٹی کا تیل چھڑکا ہو بامس بھرے ہوئے ہوں کہ وہ مد کے وقت نہر الخصب میں داخل کی جائیں اور ان میں آگ لگا دی جائے تاکہ ان کے ذریعے سے وہ پل جلا دیا جائے۔

ابن جامع و ابن ابان کی شدید مداخلت:

الموفق اسی روز لشکر کے ہمراہ سوار ہو کر روانہ ہو کے دہان نہر ابی الخصب تک پہنچا، خبیث کے لشکر کے اوپر اور نیچے متعدد مقامات میں سپاہیوں کے نکالنے کا حکم دیا کہ وہ اس طریقے سے انہیں پل کی حفاظت پر مدد کرنے سے باز رکھ سکے۔ دونوں سردار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے بڑھے۔ خائن کے زنجی ساتھی ملے جن کی کمان اس کا بیٹا نکلائے اور علی بن ابان امہلسی اور سلیمان بن جامع کر رہے تھے فریقین کے درمیان جنگ جاری ہو گئی اور ہوتی رہی، پل کی حفاظت کے لئے فاسقوں نے نہایت سخت جنگ کی۔ اس کے کٹ جانے میں ان کا جو کچھ ضرر تھا اسے وہ جان گئے کہ اس کے بعد کے ان دونوں بڑے پلوں تک جنہیں خبیث نے نہر ابی الخصب پر بنایا تھا پہنچنا سہل ہے۔

پل کا انہدام:

فریقین میں بکثرت مقتول و مجروح ہوئے، جنگ نماز عصر تک برابر ہوتی رہی۔ الموفق کے غلاموں نے فاسقین کو پل سے ہٹا دیا اور اس کے آگے بڑھ گئے۔ بڑھئی اور مزدوروں نے اسے کاٹا اور توڑ دیا۔ وہ مذکورہ الصدر لٹھے جو بنائے گئے تھے اور فاسق نے اس پل کو لٹھوں سے ایسا مضبوط کیا تھا کہ بڑھئی اور مزدوروں کو عجلت کے ساتھ ان کا کاٹنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت الموفق نے ان

کشتیوں کے داخل کرنے کا جن میں بانس اور مٹی کا تیل تھا ان میں آگ لگا دینے اور انہیں پانی کے ہمراہ روانہ کرنے کا حکم دیا۔ یہی کہا گیا۔ وہ کشتیاں پل کے پاس پہنچ گئیں اور اسے جلا دیا۔ بڑھتی وہاں تک پہنچ گئے جہاں انہوں نے لٹھے کاٹنے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے ان کو کاٹ دیا اور کشتی والوں کو نہر میں داخل ہونا ممکن ہو گیا۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ کشتیوں کے داخل ہونے سے غلاموں کی خوشی بہت بڑھ گئی۔ انہوں نے فاسق کے ساتھیوں کو ان کے مقامات سے ہٹا کے اس پہلے پل تک پہنچا دیا جو اس پل کے بعد تھا فاجرین میں سے بہت سے مقتول ہوئے۔

ایک زنجی جماعت کی امان طلبی:

ایک فریق طالب امن ہوا۔ الموفق نے حکم دیا کہ اسی وقت انہیں خلعت دے کے ایسی جگہ کھڑا کیا جائے کہ انہیں ان کے ساتھی دیکھیں کہ وہ بھی رغبت کریں۔ غلام پہلے پل کے پاس پہنچ گئے۔ یہ مغرب کے کچھ ہی قبل ہوا الموفق نے تاریکی شب میں پسند نہ کیا کہ لشکر نہر ابو الخصب میں گھسا ہوا ہو اور فاجروں کو فرصت غنیمت سمجھنے کا موقع مل جائے۔ اس نے لوگوں کو واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ صحیح و سالم الموفقہ واپس آئے۔

غلاموں کی کارگزاری پر انعامات کا اعلان:

الموفق نے فتح و ظفر کے متعلق جو اللہ نے عطا کی تھی، تمام اطراف میں ایک فرمان بھیجنے کا حکم دیا کہ اسے منبروں پر پڑھا جائے۔ اچھی طرح کام کرنے والے غلاموں کے لئے بقدر ان کی حاجت روائی اور محنت اور حسن طاعت کے انعام دینے کا حکم دیا کہ اس سے اپنے دشمن کے جنگ کی ان کی کوشش اور محنت میں اضافہ ہو۔ ایسا ہی کیا گیا۔ اپنے موالی اور غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ چھوٹی بڑی کشتیوں اور تیز رفتار رڈوئگیوں میں دہانہ نہر ابی الخصب تک عبور کیا۔ خبیث نے اسے ان دو برجوں سے تنگ کر دیا تھا جو پتھروں سے بنائے تھے کہ گزر گاہ تنگ اور پانی کی رفتار تیز ہو جائے۔

برجوں کے توڑنے کا حکم:

جب کشتیاں نہر میں داخل ہوئیں تو اس میں پھنس گئیں۔ ان کے ٹکا لٹنے کی کوئی آسان سہیل نہ تھی۔ تو الموفق نے دونوں برجوں کے توڑنے کا حکم دیا۔ اس دن کے اول حصے میں ان دونوں میں کام کیا گیا جو کام رہ گیا تھا اس کی تکمیل کے لئے دوسرے دن لوٹے تو اس حالت میں پایا کہ جتنا توڑ دیا گیا تھا فاجروں نے اسی رات کو اسے دوبارہ بنا دیا تھا۔ ابو احمد نے ان دونوں عرادوں (پتھر پھینکنے کے آلات) کے نصب کرنے کا حکم دیا جو کشتیوں میں تیار کئے گئے تھے۔ جو نہر ابی الخصب کے ارد گرد نصب کئے گئے تھے۔ ان کے لنگر ڈال دیے گئے یہاں تک کہ وہ ٹھہر گئیں۔ ان دونوں پر کشتی والوں کی ایک جماعت کو مقرر کیا اور ان دونوں برجوں کے توڑنے کا حکم دیا۔ دونوں عراوات والوں کو فاسق کے ان ساتھیوں پر پتھر مارنے کا حکم دیا جو رات یا دن میں ان میں سے کسی کے دوبارہ بنانے کے لئے نزدیک آئیں۔ فاجر اس مقام کے نزدیک آنے سے باز رہے اور اس سے ہٹ گئے۔ ان لوگوں نے جو ان پتھروں کے توڑنے پر مقرر تھے خوب کوشش کی یہاں تک کہ جو ان کا ارادہ تھا اس کو انہوں نے پورا کیا اور کشتیوں کے لئے نہر میں داخل ہونے اور اس سے خارج ہونے کا راستہ وسیع ہو گیا۔

اسی سال فاسق نہر ابی الخصب کی غربی جانب سے اس کی شرقی جانب منتقل ہو گیا اور اس پر ہر طرف سے رسد منقطع ہو گئی۔
زنجیوں کی زیون حالی:

بیان کیا گیا ہے کہ الموفق نے جب صاحب الزنج کے مکانوں کو ویران کر کے انھیں جلا دیا تو اس نے ان مکانات میں جو نہر ابی الخصب کے اندر تھے حفاظت کی طرف پناہ لی۔ وہ اس مکان میں اتر اچھا احمد بن موسیٰ عرف القلوص کا تھا اور اپنے عیال و اولاد کو وہیں اپنے گرد جمع کر لیا۔ اپنے بازاروں کو اس بازار کی طرف منتقل کیا جو اس مقام کے قریب تھا جہاں اس نے پناہ لی تھی۔ اور وہ بازار سوق الحسین کے نام سے مشہور تھا اس کی حالت نہایت کمزور ہو گئی۔ لوگوں پر بھی اس کا زوال اچھی طرح ظاہر ہو گیا۔ وہ اس کے پاس غلہ لے جانے سے ڈرے جس سے ہر قسم کا غلہ اس سے منقطع ہو گیا۔ آدھ سیر گیہوں کی روٹی کی قیمت دس درہم ہو گئی تو وہ کھانے لگے۔ اس کے بعد مختلف اقسام کے غلے کھانے لگے۔ آدمیوں کو تلاش کرتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی شخص کسی عورت یا بچے یا مرد کو تنہا پا جاتا تھا تو اسے ذبح کر کے کھا لیتا تھا۔ طاقتور زنجی کمزوروں پر ظلم کرنے لگے۔ جسے تنہائی میں پاتے ذبح کر کے کھا لیتے۔ انھوں نے اپنی اولاد تک کا گوشت کھایا۔ مردوں کی قبر کھودتے تھے ان کے کفن بچ ڈالتے تھے اور ان کا گوشت کھا لیتے تھے۔ خبیث ان لوگوں کو جو کوئی جرم کرتے تھے سوائے قید کے کوئی سزا نہیں دیتا تھا۔ جب اس کی قید کا زمانہ دراز ہو جاتا تھا تو رہا کر دیتا تھا۔
ابوالعباس کی مشرقی جانب برباد کرنے کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ جب فاسق کا مکان منہدم اور جلا دیا گیا اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا گیا۔ نہر ابی الخصب کی غربی جانب سے دھکیل کے اور مال چھین کے اسے نکال دیا گیا تو وہ شرقی جانب چلا گیا۔ ابوالاحمد نے یہ مناسب سمجھا کہ شرقی جانب بھی اجاڑ دی جائے کہ اس میں بھی خبیث کا حال ویسا ہی ہو جیسا غربی جانب سے نکالنے میں ہوا۔ اپنے فرزند ابوالعباس کو ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں نہر ابی الخصب میں ٹھہرنے کا حکم دیا کہ ”وہ اپنے ساتھیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ منتخب کر کے اس مقام پر روانہ کرے جہاں نہر ابی الخصب کے شرقی جانب انکرنبائی کا مکان ہے۔ ہمراہ مزدوروں کو مکانات منہدم کرنے کے لئے روانہ کرے۔“ الموفق قصر الہمدانی میں ٹھہر گیا۔ الہمدانی اس مقام کی نگرانی پر مقرر تھا اور وہ خبیث کے لشکر کا ایک سردار اور اس کا قدیم ساتھی تھا۔
زنجیوں کے مکانات کی تباہی:

الموفق کے حکم سے سردار اور موالی نے الہمدانی کے مکان کا قصد کیا۔ ہمراہ مزدور بھی تھے۔ یہ مقام خبیث کے زنجی و غیر زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت سے محفوظ تھا۔ اس پر عراوات (آلات سنگ اندازی) اور منجانیق (گوفن) اور ناؤ کی کمانیں نصب تھیں۔ دونوں میں جنگ ہونے لگی۔ مقتولین و مجروحین کی کثرت ہو گئی۔ الموفق کے ساتھیوں نے خبیث کو شکست دے دی۔ اتنے ہتھیار چلائے کہ ان لوگوں کا قتل عظیم ہوا۔ ابوالعباس کے ساتھیوں نے بھی فاسقوں کے ساتھ جو ان کے پاس سے گزرے ایسا ہی کیا۔
 ابوالعباس کے ساتھی اور الموفق کے سپاہی زنجیوں کے مقابلے میں مل گئے۔ خبیث پشت پھیر کر بھاگے اور الہمدانی کے مکان تک پہنچ گئے۔ جس کو اس نے محفوظ کر لیا تھا۔ عراوات نصب کئے تھے اور اسے فاجر کے سفید جھنڈوں سے ڈھانک دیا تھا جن پر ان کا نام لکھا ہوا تھا۔ الموفق کے ساتھیوں کے لئے اس مکان کی دیوار پر چڑھنا اس کی حفاظت اور بلندی دیوار کی وجہ سے دشوار ہو گیا۔ لمبی لمبی سیڑھیاں لگائیں مگر وہ بھی سرے تک نہ پہنچیں۔ بعض غلاموں نے میخوں کو پھیکا جنھیں تیار کر کے ایسے ہی مقام کے لئے ان میں

ریاں باندھ دی تھیں۔ میخوں کو فاسق کے جھنڈوں میں پھنسا کے انھیں کھینچا۔ جھنڈے دیوار پر سنے الٹ کے گر پڑے اور الموفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گئے۔ محافظین کو اس امر میں کوئی شک نہ رہا کہ ابوالاحمد کے ساتھی اس پر چڑھے ہیں۔ وہ ڈرے اور بھاگے اور اسے اور اس کے آس پاس کو سپرد کر گئے۔ منی کے تیل سے آگ لگانے والے چڑھ گئے۔ اس پر جتنی تحقیقات تھیں اور الہمدانی کا جتنا ساز و سامان تھا، سب جلاؤں اور گرد جتنے مکان فاجروں کے تھے سب جلا دیے۔ اس دن مسلمانوں کی قیدی عورتوں کی بھی بہت بڑی تعداد ہاکرائی الموفق نے ان سب کو کشتیوں میں سوار کر کے الموفقہ بھیجنے کا اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔ دن چڑھے سے عصر کی نماز کے بعد تک برابر جنگ ہوتی رہی۔

فاسق کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اور اس کے خاص غلاموں نے بھی جو اس کی خدمت میں دن رات کے حاضر باش ملازم تھے امن مانگا۔ الموفق نے ان کی درخواست قبول کر کے ان کے ساتھ احسان کرنے، خلعت و انعام دینے اور تنخواہ جاری کرنے کا حکم دیا۔ واپس ہوتے ہوئے الموفق نے یہ حکم دیا کہ کشتیوں کے سروں پر فاسق کے جھنڈوں کو الٹا کر کے لگا دیا جائے جنہیں اس کے ساتھی دیکھیں۔ امن لینے والوں کی ایک جماعت نے الموفق کو خبیث کے اس بڑے بازار کا بتایا جو الہمدانی کے مکان کی پشت پر اس پہلے پل کے متصل تھا جسے نہر ابی النخیب پر باندھا گیا تھا۔ اس کا نام خبیث نے المبارکہ رکھا تھا۔ یہ بھی بتایا کہ ”اگر جلا دینا بن پڑے تو ان لوگوں کے لئے کوئی بازار نہیں رہے گا۔ وہ تاجر چلے جائیں گے جن کی وجہ سے ان کی روزی ہے۔ سب کے سب گھبرا انھیں گے اور امن چاہنے کے لئے مجبور ہوں گے۔“

المبارکہ بازار کی تباہی:

الموفق نے بازار اور اس کے آس پاس اپنے لشکروں کو تین سمتوں سے بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس کو بازار کی اس سمت جانے کا حکم دیا۔ جو پہلے پل کے متصل تھی۔ اپنے غلام راشد کو اس سمت بھیجا جو الہمدانی کے مکان کے متصل تھی۔ حبشی غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کو نہر ابی شاکر کی طرف سے اس کے قصد کا حکم دیا۔ ہر فریق نے وہی کیا جس پر وہ مامور تھا۔ زنجیوں نے لشکروں کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تو مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ شعلہ جنگ بھڑک اٹھا اور سخت رن پڑا۔ فاجر نے اپنے ساتھیوں کی امداد کی۔ اہلبی اور انکلائے اور سلیمان بن جامع بھی مع اپنے تمام ساتھیوں کے نکل آئے۔ ان کے پاس خبیث کی امداد بھی اس بازار میں پہنچ گئی، جس کی حفاظت میں وہ شدید جنگ کر رہے تھے۔ الموفق کے ساتھی اپنے ابتدائی حملے میں اس بازار کے ایک کنارے تک پہنچ گئے تھے۔ اسے آگ لگا دی جس سے وہ جل گیا اور بازار کے اکثر حصے تک پہنچ گئی۔

دونوں فریق اس طرح جنگ کر رہے تھے کہ آگ انھیں گھیرے ہوئے تھی۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جو سایہ بان اوپر تھا وہ جلتا تھا اور جنگ کرنے والوں کے سروں پر گر کے بعض کو جلا دیتا تھا۔ سورج غروب ہونے اور رات ہونے تک یہی حال رہا۔ پھر وہ لوگ رک گئے۔ الموفق اور اس کے ساتھی اپنی کشتیوں میں واپس ہوئے۔ بازار جل گیا۔ باشندے اور وہ لوگ جو خان کے لشکر کے سوداگر اور ان کی رعیت تھے چلے گئے۔ فاسقین اپنے سرکشوں کی طرف لوٹے۔ سوداگر شہر کے اوپر کے حصے میں اپنا وہ مال و اسباب لے گئے جسے بچا لیا تھا۔ وہ لوگ پہلے ہی اپنا بڑا مال تجارت اور سرمایہ اس بازار سے اس قسم کے حادثے کے خوف سے منتقل کر چکے تھے۔

اس جنگ کے بعد خبیث نے شرقی جانب خندقیں کھودنے اور راستے مسدود کرنے میں وہی کیا جو غربی جانب کیا تھا۔ ایک چوڑی خندق جوی کور کی حد سے نہر غربی تک کھودی۔ اکثر توجہ انکر بنائی کے گھر سے نہر جوی کور تک محفوظ کرنے میں تھی۔ اس لئے کہ اس مقام میں اس کے ساتھیوں کے بڑے بڑے مکانات اور ٹھکانے تھے۔ جوی کور سے نہر غربی تک باغ اور وہ مقامات تھے جن کو خالی کر دیا تھا۔ دیوار اور خندق انھیں گھیرے ہوئے تھی۔ جنگ جب اس مقام میں ہوئی تھی تو وہ لوگ اپنے مقام سے اس کی حفاظت کے لئے اس کی جانب گئے تھے۔ اس وقت الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی دیوار کو بھی نہر غربی تک منہدم کر دیا جائے۔ جنگ طویل اور مدت دراز کے بعد ایسا ہی کیا۔

ابوالعباس کا شرقی جانب حملہ:

فاسق نہر غربی کی جانب ایک ایسے لشکر میں تھا جس میں زنجیوں کی محفوظ دیوار اور خندقوں کی حفاظت کرنے والی جماعت تھی۔ وہ لوگ بہادر اور شجاع تھے۔ وہ اس دیوار کی حفاظت کرتے تھے جو نہر غربی کے قریب تھی جوی کور اور اس کے متصل کی جنگ کے وقت الموفق کے ساتھیوں کی پشت پر حملہ کرتے تھے۔ الموفق نے وہاں جا کے جنگ کرنے، دیوار ڈھانے اور محافظین کے ہٹانے کا حکم دیا۔ ابوالعباس اور اپنے غلاموں اور موالی کے چند سرداروں کو اس کے لئے تیار کیا۔ ان لوگوں کو نہر غربی لے گیا۔ اس نے کشتیوں کے متعلق حکم دیا تو نہر جوی کور کی حد سے موضع الدباسین تک ان کا سلسلہ مسلسل کر دیا گیا۔ سپاہی نہر غربی کے دونوں طرف روانہ ہوئے۔ دیوار پر اگرچہ عرادرے نصب تھے تاہم سیڑھیاں لگالی گئیں۔ جنگ ہونے لگی جو دن چڑھے سے ظہر کے بعد تک برابر ہوتی رہی۔ دیوار کئی جگہ سے منہدم کر دی گئی۔ اس پر جتنے عرادرے تھے سب جلا دیے گئے۔ دونوں فریق رک گئے۔ کسی ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہ تھی، سوائے اس کے کہ الموفق کے ساتھیوں کی ان مقامات تک رسائی ہو گئی، جنہیں ان لوگوں نے منہدم کر دیا اور عرادرے بھی قبضے میں آ گئے اور جلا دیے گئے۔ دونوں فریق کو نہایت شدید زخموں کی تکلیف پہنچی۔ الموفق اور اس کے تمام ساتھی الموفقیہ واپس ہوئے۔ مجروحین کے علاج کا حکم دیا۔ ہر شخص کو بقدر زخموں کے صلہ دیا۔ فاسق کی جنگ کی ابتداء سے اللہ تعالیٰ کے اس کو قتل کرنے تک تمام جنگوں میں اسی طور پر تدبیر جاری رہی۔

ابوالاحمد کا توقف:

اس جنگ کے بعد مدت تک الموفق ٹھہرا رہا۔ پھر اس مقام کی طرف لوٹا اور وہیں برسر جنگ رہنا مناسب سمجھا۔ اس کی حفاظت اور جو لوگ وہاں تھے ان کی شجاعت و استقلال کو دیکھ چکا تھا۔ یہ بھی خیال تھا کہ نہر غربی اور جوی کور کے درمیان جس امر کا ارادہ کیا تھا، جب تک زنجی ہٹانہ دیئے جائیں اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ کھودنے کے وہ آلات مہیا کئے جن کی ضرورت تھی، بہت سے مزدور جمع کئے۔ اس نے تیر اندازوں اور نیزہ بازوں اور شمشیر زن حبشیوں کا انتخاب کیا اور اس مقام کا اسی طرح ارادہ کیا جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا۔ پیادہ لشکر کو ایسے مقامات پر روانہ کیا جہاں ان کا روانہ کرنا مناسب سمجھا۔ چند کشتیاں نہر میں داخل کیں۔

ابوالاحمد کا ناکام حملہ:

جنگ شروع ہو گئی اور ہوتی رہی۔ فاسقین نے نہایت صبر کیا۔ ان کے مقابلے میں الموفق کے ساتھی بھی صابر رہے۔ فاسقین نے اپنے سرکشوں سے امداد طلب کی۔ اہلہمی اور سلیمان بن جامع اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس آ گئے تو ان کے دل قوی ہو

گئے۔ انھوں نے الموفق کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ سلیمان ایک پوشیدہ مقام سے کہ جوی کور کے متصل تھا نکل آیا۔ ان لوگوں نے الموفق کے ساتھیوں کو پس پا کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنی اپنی کشتیوں میں پہنچ گئے۔ ان کی ایک جماعت قتل کر دی گئی۔ الموفق ناکام لوٹا۔ ظاہر ہو گیا کہ اسے یہ ضروری تھا کہ متعدد مقامات سے فاسقین سے جنگ کر کے ان کی جماعت کو متفرق کر دیتا۔ پھر اس سخت مقام کے قصد کرنے والے کو ان کا روند ڈالنا آسان ہو جاتا۔

ابو احمد کا قلعہ پر قبضہ:

اس نے ان پر دوبارہ حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ابو العباس اور دوسرے سرداروں کو عبور کرنے کا اور اپنے آدمیوں میں سے بہادروں کے انتخاب کرنے کا حکم دیا۔ مسرور کو نہر منگی پر مقرر کیا کہ وہ اپنے آدمیوں کو اس مقام کے پہاڑوں اور کھجور کے باغوں میں روانہ کرے تاکہ فاجروں کا دھیان بٹ جائے اور وہ یہ دیکھ لیں کہ ان کے خلاف اس جانب سے بھی کوئی تدبیر ہے۔ اور ابو العباس کو اپنے ساتھیوں کو جوی کور روانہ کرنے اور اس مقام پر کشتیوں کا سلسلہ قائم کرنے کا حکم دیا کہ وہ موضع الدباسین تک پہنچے جو نہر غری کے نیچے ہے۔ خود الموفق نہر غری کی طرف روانہ ہوا اور اپنے غلاموں کے سرداروں کو یہ حکم دیا کہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوں۔ فاسقین سے ان کے قلعے اور جائے پناہ میں اس قدر جنگ کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں فتح دے یا اللہ کا ارادہ پورا ہو۔ (یعنی موت آئے) دیوار پر اس کے منہدم کرنے میں سوراخ کر دیا۔ پل کا کچھ حصہ بھی جل چکا تھا۔ فاسقین نے اسے بجھا دیا اور کشتی کو ڈبو دیا۔ اس پل پر جمع ہو گئے۔ وہ ان کے قبضے میں آ گیا۔

پل نہر ابی الخصب کی تباہی:

پھر ابو احمد نے یہ دیکھا تو اس پل پر جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا کہ اسے کاٹ دے۔ اس کے لئے اپنے دو غلام سرداروں کو نامزد کیا اور ان دونوں کو اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ جو تیز ہتھیاروں محفوظ زر ہوں اور مضبوط آلات میں ہوں عبور کرنے کا اور نفاطین (مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں) اور ان آلات کے تیار کرنے کا حکم دیا جن سے پلوں کو کاٹا جاتا ہے۔ ایک سردار کو نہر کی غری جانب جانے کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو اس کی شرقی جانب کیا۔ الموفق مع اپنے موالی اور غلاموں کے بادبانوں اور کشتیوں میں سوار ہوا اور دہانہ نہر ابی الخصب کا قصد کیا۔ اور یہ واقعہ ہفتے کی صبح ۱۴/شوال ۲۶۹ھ کا ہے۔

پل تک وہ سردار گیا جس کو الموفق نے نہر کی غری جانب سے آنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے فاسق کے ان ساتھیوں پر حملہ کیا جو اس پر مقرر تھا۔ ان کی ایک جماعت قتل کی گئی۔ پل میں آگ لگا دی گئی۔ اس پر ہانس اور جلانے والی اشیاء مہیا کی گئی تھیں ڈال دی گئیں۔ خبیث کے وہ مددگار جو وہاں تھے ہٹ گئے۔ اس کے بعد وہ سردار پہنچا جس کو شرقی جانب سے پل پر یلغار کا حکم دیا گیا تھا، اس نے حسب الحکم آتش زنی شروع کر دی خبیث نے اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کو پل کی حفاظت کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ سردار ان کی طرف متوجہ ہوا، جو ان دونوں کے مقابل تھا۔ ان لوگوں نے ان سے شدید جنگ کی، انکلائے و سلیمان ہٹ گئے اور ان لوگوں کو پل کے جلانے کا موقع مل گیا۔ ان لوگوں نے اسے جلا دیا اور اس سے گزر کر اس مقام تک گئے جہاں فاسق کی بادبانیں اور کشتیاں اور وہ تمام آلات حرب بنائے جاتے تھے چند بادبانوں اور کشتیوں کے سوا جو نہر میں تھیں اور سب جلا دیے گئے۔ انکلائے اور سلیمان بن جامع بھاگے۔ الموفق کے غلام نہر ابی الخصب کے غری جانب خبیث کے ایک قید خانے

تک پہنچے۔ زنجیوں نے دن کے ایک گھنٹے تک اس کی حفاظت کی۔ ایک جماعت کو نکال لیا۔ قید خانے پر الموفق کے غلام غالب آگئے۔ مردوں اور عورتوں کو جو اس میں تھے چھوڑ دیا۔

دار مصلح کی تباہی:

الموفق کے وہ غلام جو شرقی جانب تھے پل کے اس حصے کو جلانے کے بعد جس پر مقرر کئے گئے تھے ایک مقام تک بڑھے جو دار مصلح والے کو مقرر کیا۔ اپنی عادات کے موافق فاسقوں نے عجلت کی۔ ان دو جنگلوں نے جن کا ہم نے ذکر کیا طمع میں ان کو کامیابی کا لالچ دلا رکھا تھا۔ مگر الموفق کے غلام ثابت قدم رہے اور خوب مقابلہ کیا۔ اللہ نے ان پر اپنی مدد نازل کی۔ انھوں نے فاسقین کو ان کے مقامات سے پسپا کر دیا۔ الموفق کے ساتھی قوی ہو گئے۔ ان پر ایسا حملہ کیا کہ وہ لوگ بھاگے قلعے کو خالی چھوڑ دیا جو الموفق کے غلاموں کے قبضے میں آ گیا۔ انھوں نے اس کو منہدم کر دیا۔ مکانات جلادے جو کچھ تھا سب لوٹ لیا بھاگنے والوں کا تعاقب کر کے بیشتر کو مار ڈالا اور بہت سے قید کر لئے۔ قلعے میں سے قیدی عورتوں کی بڑی تعداد کو چھڑا لیا۔ الموفق نے ان کے روانہ کرنے کا اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔ ساتھیوں کو اپنی کشتیوں میں واپس جانے کا حکم دیا۔ انھوں نے عمل کیا۔ الموفقیہ میں وہ اس طرح واپس ہوا کہ اس مقام پر جو کچھ اس کی مراد تھی اسے پہنچ چکا تھا۔

اسی سال الموفق فاسق کے شہر میں نہر ابی الخصب کے شرقی جانب سے داخل ہوا اور اس کے مکانات جلادے۔

پل نہر ابی الخصب برباد کرنے کی کوشش:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو احمد نے اس مکان کی دیوار منہدم کرنے کے بعد جب اس کا ارادہ کیا تو وہ ٹھہر کر نہر ابی الخصب کی دونوں جانب کے اور قصر فاسق کے راستے درست کرنے لگا کہ جنگ کے لئے فوج کے جانے اور آنے کا راستہ وسیع ہو جائے۔ خبیث کے محل کے اس دروازے کے اکھیرنے کا حکم دیا جو اس نے بصرے کے قلعہ اردخ سے نکالا تھا۔ اسے اکھیر کے مدنیۃ السلام روانہ کر دیا گیا۔ نہر ابی الخصب کا پہلا پل کا ثنا مناسب سمجھا کہ ان کے لشکر کے اطراف میں جنگ کے وقت بعض کو بعض کی مدد سے روکنے کی گنجائش تھی۔ بہت بڑی کشتی تیار کرنے کا حکم دیا۔ جنھیں مٹی کا تیل پلائے ہوئے بانسوں سے بھر دیا جائے۔ اس کے درمیان ایک بہت لمبی جلی (دقل) نصب کرنے کا حکم دیا جو کشتی کو جب کہ وہ پل سے ٹل جائے آگے بڑھنے سے روکے فاسقوں کی غفلت اور ان کے متفرق ہونے کے موقع کا منتظر رہا۔ دن کے آخر میں یہ موقع ملا تو وہ کشتی آگے کی گئی۔ اسے ایک بادبان کشتی نے کھینچا۔ نہر میں داخل ہو گئی۔ اس میں آگ لگا کے روانہ کر دیا گیا۔ مد (پانی کا چڑھاؤ) بھی زور پر تھا۔ وہ کشتی پل کے پاس پہنچ گئی۔ زنجیوں نے اسے دیکھ لیا تو اس کثرت سے جمع ہوئے کہ پل اور جو اس کے متصل تھا چھپا لیا۔ کشتی کو اینٹوں اور پتھروں سے مارنے لگے۔ اس پر مٹی ڈالنے لگے اور پانی برسائے لگے۔ بعض نے غوطہ لگا کے اس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ (مصلح) فاسق کے قدیم سرداروں میں سے تھا۔ لوگ اس کے گھر میں گھس گئے۔ اسے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ راستے میں جس چیز کو جلا سکے اسے جلا دیا۔ پل کے بیچ میں کچھ لٹھے رہ گئے تھے جنھیں خبیث نے مضبوطی سے لگایا تھا۔ الموفق نے ابو العباس کو چند بادبان کشتیاں اس مقام تک روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جو لوگ روانہ ہوئے ان میں سے چند اپنے ساتھیوں کے ہمراہ زیرک بھی تھا۔ وہ ان لٹھوں تک پہنچ گیا۔ ان لٹھوں کے پاس ایک جماعت کو روانہ کیا جن کے ہمراہ بسولے اور آریاں بھی تھیں۔ انھوں نے ان لٹھوں کو کاٹ ڈالا اور وہ کھینچ کر

نہر سے نکال دیے گئے اور بقیہ پل گر پڑا۔ الموفق کی بادبان کشتیاں نہر میں داخل ہو گئیں۔ دونوں سردار مع اپنے تمام ساتھیوں کے اس کے دونوں کناروں پر روانہ ہوئے۔ فاجر کے ساتھیوں کو دونوں جانب شکست ہوئی۔ اور الموفق اور اس کے ساتھی صحیح و سالم واپس ہوئے۔ اور بہت سی مخلوق کو چھڑا گیا۔

زنجیوں کے سروں کا معاوضہ:

الموفق کے پاس فاسقوں کے بہت سے سر لائے گئے۔ جو انھیں لایا یا اسے اس نے انعام دیا۔ اس کے ساتھ احسان کیا اور صلہ دیا۔ اس روز اس کی واپسی دن کے تین گھنٹے پر ہوئی تھی جب کہ فاسق اور اس کے تمام زنجی و غیر زنجی ساتھی نہر ابی الخصب کے شرقی جانب بھاگ گئے اور انھوں نے اس کی غربی جانب خالی کر دی۔ اس پر الموفق کے ساتھیوں نے قبضہ کر کے فاسق کے اور اس کے ساتھیوں کے مخلوں کو جو فاجروں کی جنگ میں حائل تھے منہدم کر دیا۔ ان تنگ راستوں کو جو نہر ابی الخصب پر تھے انھیں وسیع کر دیا۔ یہ ایسے امور تھے جنھوں نے خائف کے ساتھیوں کے خوف میں اضافہ کر دیا۔ اس کے سرداروں اور ساتھیوں کی ایک بہت بڑی جماعت جن کے متعلق یہ گمان نہیں ہوتا تھا کہ یہ اسے چھوڑ دیں گے۔ امن مانگنے کی طرف مائل ہو گئی۔ سب کو پناہ دی گئی۔ وہ گروہ کے گروہ نکلے اور قبول کئے گئے۔ ان کے ساتھ احسان کیا گیا اور انھیں تنخواہ اور انعام اور خلعت میں ان کے ہم جنسوں کے ساتھ ملا دیا گیا۔

نہر میں داخلہ کی پابندی:

الموفق نے کشتیوں کے نہر میں داخل کرنے کی اور خود مع اپنے غلاموں کے اس میں داخل ہونے کی پابندی کر لی۔ فاجروں کے ان مکانات کے جلانے کا جو اس کے دونوں کناروں پر تھے۔ اور ان کشتیوں کے جو اس کے اندر تھیں جلانے کا حکم دیا۔ نہر میں داخل ہونے کو آسان اور راستے کو سہل کرنا چاہا۔ اس طرح دوسرے پل کے جلانے اور فاجروں کے انتہائی مقامات تک پہنچنے کا ارادہ کیا تھا۔

صاحب الزنج کے منبر کی منتقلی:

انھیں دنوں میں کہ الموفق پابندی سے جنگ خبیث میں مشغول تھا۔ وہ نہر کے ایک مقام پر ٹھہر گیا۔ یہ جمعے کے دن ہوا۔ اتفاقاً فاجر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس سے پناہ مانگی اور اس کے پاس خبیث کا ایک منبر لایا جو غربی جانب میں تھا۔ اس نے منبر کو اپنے ساتھ منتقل کرنے کا حکم دیا۔ اس شخص کے ہمراہ ایک اور بھی تھا جو خبیث کے شہر میں اس کا قاضی تھا۔ یہ بھی ان امور میں سے ہوا جنھوں نے ان کی قوت کو توڑ دیا۔

خبیث نے جتنی کشتیاں باقی رہ گئی تھیں انھیں جمع کر کے دوسرے پل کے پاس کر دیا تھا۔ اپنے سرداروں اور ساتھیوں اور بہادرروں کو وہاں جمع کیا تھا۔ الموفق نے اپنے بعض غلاموں کو اس پل کے پاس جانے کا اور جو بحری کشتیاں اس کے قریب تھیں ان میں سے جن کا جلانا ممکن ہوا ان کے جلانے کا اور ان میں سے جن کا گرفتار کرنا ممکن ہوا ان کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔ غلاموں نے اس پر عمل کیا۔ اس فعل نے فاجر کی ہوشیاری اور اس کی دوسرے پل کی حفاظت میں اضافہ کر دیا۔ اس نے اس خوف سے اس کی حفاظت و نگرانی اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے اوپر لازم کر لی کہ اگر کوئی تدبیر بن پڑی تو جانب غربی بھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اسے الموفق کے ساتھی روند ڈالیں گے جو اس کے بالکل برباد ہو جانے کا سبب ہوگا۔

دوسرے پل کو اڑانے کا منصوبہ:

پہلا پل جلانے کے بعد الموفق چند روز تک ٹھہر کر اپنے غلاموں کے ایک ایک گروہ کو نہر ابی النخشب کے غربی جانب عبور کراتا رہا جو فاجرین کے بقیہ مکانات جلاتے جاتے تھے اور دوسرے پل کے قریب ہوتے جاتے تھے اور اس پر زنجی ان سے جنگ کرتے تھے۔ ان کی ایک جماعت ان مکانات میں رہ گئی تھی جو غربی جانب دوسرے پل کے قریب تھے۔ الموفق کے غلام اس مقام پر آتے تھے اور ان راستوں اور سڑکوں پر کھڑے ہوتے تھے جو لشکر خبیث کو ان سے چھپائے ہوئے تھے جب الموفق اپنے غلاموں اور ساتھیوں کے اس راستے کو جان لینے اور ان کے اس راستے کے چلنے کے لئے رہبر ہونے سے واقف ہو گیا تو اس نے دوسرے پل کے جلانے کا قصد کیا کہ جانب غربی کو بھی خبیث کے لشکر سے حاصل کر لے کہ اس کے ساتھیوں کے لئے ایسی یکساں زمین پر چلنے کا انتظام ہو جائے کہ اس میں سوائے نہر ابی النخشب کے دونوں فریق کے درمیان اور کوئی حائل نہ ہو۔ اس وقت الموفق نے ابو العباس کو مع اپنے ساتھیوں اور غلاموں کے غربی جانب جانے کا حکم دیا اور یہ ۲۲/ شوال یوم شنبہ ۲۶۹ھ کا واقعہ ہے۔

ابو احمد کے فوجی دستوں کی پیش قدمی:

حکم دیا کہ اس کا حملہ اس عمارت پر ہو جس کا نام فاجر نے جامع مسجد رکھا تھا اور وہ راستہ اختیار کرے جو اس مقام تک پہنچانے والا ہے جس کو خبیث نے عید گاہ بنایا تھا۔ جب عید گاہ تک پہنچے تو اس پہاڑ کی طرف پھرے جو برادر امہلسی کے نام پر جبل ابو عمر کے نام سے مشہور ہے۔ اپنے غلاموں کے سوار و پیادہ سرداروں میں سے تقریباً دس ہزار آدمی اس کے ہمراہ کر دیئے کہ اپنے مقدمے کے سردار زیرک کو مع اس کے ساتھیوں کے عید گاہ کے صحرا میں مقرر کرے کہ اگر اس مقام پر فاسقوں کا کوئی پوشیدہ لشکر ہو تو اس کے نکلنے کا خوف نہ رہے۔ ایک جماعت کو یہ حکم دیا کہ وہ جبل ابو مقاتل زنجی اور جبل ابو عمر کے درمیان کے ان پہاڑوں پر منتشر ہو جائیں جو اس صحرا میں ہیں۔ یہاں تک کہ سب کہ سب ان پہاڑوں سے نہر ابی النخشب کے دوسرے پل کے مقام تک پہنچ جائیں۔ ایک جماعت کو جو ابو العباس کے ساتھ تھی یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فاسق کے مکان اور اس کے بیٹے انکلائے کے مکان کے درمیان روانہ ہوں اور ان کی روانگی نہر ابی النخشب کے کنارے و مضافات پر ہو کہ ان غلاموں کے ابتدائی حصوں سے مل جائیں جو پہاڑوں پر آئیں گے سب کی روانگی پل کی طرف ہو۔ انھیں کدال بسولہ اور آری وغیرہ آلات مع نفاطین (مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کی) ایک جماعت کے اس حصے کو کاٹنے کے لئے جس کا کاٹنا ممکن ہو اور اس حصے کے جلانے کے لئے جس کا جلانا ممکن ہو لے جانے کا حکم دیا۔ راشد کو ویسی ہی تیاری کے ساتھ جو ابو العباس کے ساتھی تھے نہر النخشب کی شرقی جانب اور پل پر جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ابو احمد نہر النخشب میں کشتی میں داخل ہوا۔ اپنے ساتھ ایسی کشتیاں تیار کی تھیں جن میں بہادر تیر انداز و نیزہ باز غلام چن چن کے بٹھائے تھے۔ وہ آلات مہیا کئے جن سے بقدر ضرورت پل کا ٹاٹا جائے۔ انھیں اپنے آگے نہر ابو النخشب میں روانہ کیا۔

دوسرے پل کی تباہی:

دونوں جانب سے فریقین کے درمیان سخت خون ریزی ہونے لگی۔ غربی جانب ابو العباس اور اس کے ہمراہیوں کے مقابلے میں فاسق کا بیٹا انکلائے مع اپنے لشکر کے اور سلیمان بن جامع مع اپنے لشکر کے تھے۔ شرقی جانب راشد اور اس کے ہمراہیوں کے مقابلے میں صاحب الزنج اور امہلسی مع اپنے باقی لشکر کے تھے اس روز جنگ دن کے تین گھنٹے تک ہوئی تھی کہ فاسقین اس طرح

بھاگے کہ کسی طرف رخ بھی نہ کرتے تھے۔ تلواروں نے ان میں اپنا راستہ صاف کر لیا۔ فاسقوں کے اتنے سر کاٹ لئے گئے کہ کثرت کی وجہ سے ان کا شمار نہ ہو سکا۔ الموفق کے پاس جب کوئی سر لایا جاتا تو وہ نہر ابی الخصب میں ڈالنے کا حکم دیتا کہ مجاہدین سروں میں مشغولی ترک کر دیں اور اپنے دشمن کے تعاقب میں خوب سعی کریں۔ کشتی والوں کو جن کو اس نے نہر ابی الخصب میں مقرر کیا تھا پل کے نزدیک ہونے کا اور اس کے جلانے کا اور جو زنجی اس کی حفاظت کرے اسے تیروں سے دفع کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور پل کو آگ لگا دی۔

انگلے اور ابن جامع کا فرار:

اسی وقت انگلے اور سلیمان نہر ابی الخصب کی شرقی جانب عبور کرنے کے ارادے سے زنجی ہو کر بھاگتے ہوئے آئے۔ ان دونوں کے اور پل کے درمیان آگ حائل تھی۔ دونوں نے اور ان کے محافظین نے جو ہمراہ تھے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ ان میں سے مخلوق کثیر غرق ہو گئی انگلے اور سلیمان قریب بہلاکت پہنچ کر بچ گئے۔ پل پر دونوں جانب سے مخلوق کثیر جمع ہو گئی۔ وہ پل آگ لگے ہوئے بانسوں سے بھری ہوئی ایک کشتی ڈالنے کے بعد کاٹ دیا گیا۔ کشتی نے بھی اس کے کاٹنے اور جلانے میں مدد کی۔ دونوں جانب سے پورا لشکر خبیث کے شہر میں منتشر ہو گیا۔ لوگوں نے ان کے مکانات، محلات اور بازاروں میں سے بہت کچھ جلا دیا۔ قیدی عورتوں اور بچوں میں سے بھی اتنے چھڑائے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ الموفق نے مجاہدین کو اپنی کشتیوں میں سوار کرا کے الموفقہ تک عبور کرانے کا حکم دیا۔

صاحب الزنج کی قیام گاہ پر یورش:

فاجر اپنا محل اور اپنے مکانات جلا دیے جانے کے بعد احمد بن موسیٰ القلوص اور محمد بن ابراہیم ابو عیسیٰ کے مکانوں میں رہتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے انگلے کو مالک بن اخت القلوص کے گھر میں رکھا تھا۔ الموفق کے غلاموں کی ایک جماعت نے ان مقامات کا قصد کیا جن میں خبیث رہتا تھا لوگ گھس گئے۔ چند مقامات جلا دیے۔ پہلی آتش زنی اور خبیث کے بھاگنے سے جو بچ گیا تھا۔ سب لوٹ لیا۔ اس روز اس کے مال کے مقامات کی اطلاع نہ ہو سکی۔

علوی مستورات کی رہائی:

اسی روز چند علوی عورتیں بھی چھڑائی گئیں جو اس مکان کے قریب جن میں وہ رہتا تھا ایک جگہ قید تھیں۔ الموفق نے انھیں اپنے لشکر میں روانہ کرنے کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ احسان کیا اور صلہ دیا۔

صاحب الزنج کے قیدیوں کی رہائی:

الموفق کے غلاموں کی اور امن لینے والوں کی ایک جماعت نے جو ابو العباس کے ساتھ کئے گئے تھے ایک قید خانے کا قصد کیا۔ جس کو فاسق نے نہر ابی الخصب کے شرقی جانب بنایا تھا اس کو کھول کے مخلوق کثیر کو نکالا کہ ان لشکروں میں سے قید ہوئے تھے جو فاسق اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بھی تھے۔ سب اپنی بیڑیوں اور طوقوں کے ساتھ نکالے گئے۔ الموفق کے پاس لایا گیا تو اس نے بیڑیوں کے علیحدہ کرنے اور الموفقہ روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اس روز تمام اقسام کی کشتیاں شنداء۔ مراکب، بحریہ چھوٹے بڑے سفینے، حراقات، زلاات وغیرہ جو نہر ابی الخصب میں باقی تھیں نہر سے دجلہ روانہ کر دی گئیں۔ ان

کشتیوں کو مع ان کے اندر کے لوٹے اور چھپنے ہوئے مال کے جس کو اس روز ان لوگوں نے لشکر خبیث سے حاصل کیا تھا۔ الموفق نے اپنے ساتھیوں اور غلاموں کو دے دیا۔ اس کی بہت بڑی مقدار اور بڑی قیمت تھی۔

اسی سال المعتد کا واسطہ میں نزول ہوا۔ ذی القعدہ میں وہاں گیا اور اس نے زیرک کے مکان میں نزول کیا۔

انگلے صاحب الزنج کی امان طلبی:

اسی سال فاسق کے بیٹے انگلے نے ابوالاحمد الموفق سے امن کا طالب ہوا۔ ایک قاصد بھیجا اور چند اشیاء کا سوال کیا۔ الموفق نے اس کی ہر درخواست کو منظور کر کے قاصد کو اس کے پاس واپس کر دیا۔ اسی کے بعد الموفق کو کوئی ایسی بات پیش آئی جس نے اسے جنگ سے باز رکھا۔

انگلے کے باپ فاسق کو جو کچھ اس کے بیٹے سے سرزد ہوا اس کا علم ہو گیا، تو اس نے بیان کیا ہے کہ اسے ملامت کی۔ طلب امن کی رائے سے پھیر دیا۔ وہ پھر الموفق کے ساتھیوں سے خون ریزی کی سعی اور اپنے آپ کو جنگ کرنے کی طرف پٹ گیا۔

سلیمان بن موسیٰ الشمرانی کو امان:

اسی سال سلیمان بن موسیٰ الشمرانی نے بھی جو فاسق کے ہاں رئیسوں میں سے تھا کسی کو روانہ کیا جو اس کے لئے ابوالاحمد سے امان طلب کرے، مگر ابوالاحمد نے اس کی سابقہ خون ریزی و بیہودگی کی وجہ سے انکار کر دیا۔ خبر ملی کہ خبیث کے ساتھیوں کی ایک جماعت پریشان ہو گئی کہ شمرانی کی درخواست قبول نہ ہوئی تو دوسروں کو کیا امید ہے۔ اس بنا پر ابوالاحمد نے امان دینا منظور کر لیا کہ اس سے خبیث کے دوسرے ساتھیوں کی بھی اصلاح ہو۔ اس مقام پر کشتی بھیجنے کا حکم دیا جہاں پر الشمرانی نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ ایسا ہی کیا گیا۔ الشمرانی اور اس کا بھائی اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت نکلی۔ انھیں کشتی میں روانہ کیا گیا۔ خبیث نے اسی کے ذریعے سے نہر ابی الخصب کے آخری حصے کی حفاظت کی تھی۔ ابوالعباس اسے الموفق کے پاس لے گیا تو اس نے اس پر احسان کیا۔ امان کو پورا کیا اور صلے کا حکم دیا۔ اسے بھی صلہ دیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی صلہ دیا گیا۔ سب کو خلعت دیے گئے اور اسے مع زین و سامان کے چند گھوڑوں کی سواری دی گئی اس کی اور اس کے ساتھیوں کی نہایت خوبی سے مہمان داری کی۔ ان لوگوں کو ابوالعباس کے ماتحت کر کے اس کے ساتھیوں میں کر دیا۔ اسے کشتی میں سوار کر کے خائن کے ساتھیوں کے لئے ظاہر کرنے کا حکم دیا کہ اس کے امان پر ان لوگوں کا اعتماد زیادہ ہو جائے وہ کشتی نہر ابوالخصیب سے اپنے مقام سے نہ ہٹی۔ کہ زنجی وغیرہ سرداروں میں سے بہت بڑی جماعت نے امن طلب کیا۔ وہ سب ابوالاحمد کے پاس لائے گئے۔ اس نے انھیں صلہ دیا اور خلعت و انعام میں ان لوگوں سے ملادیا جو ان سے پہلے آئے تھے۔

شبل بن سالم:

جب الشمرانی نے امن لے لیا تو خبیث اپنے لشکر کے پیچھے کے حصے کا جو انتظام کرتا تھا اس میں خلل پڑ گیا۔ حالت سست و ضعیف ہو گئی۔ خبیث نے اس کی جو حفاظت الشمرانی کے سپرد تھی وہ شبل بن سالم کے سپرد کی اور اسے نہر ابی الخصب کے پچھلے حصے میں اتارا۔

شبل بن سالم کی امان طلبی:

جس دن الشمرانی کو خبیث کے ساتھیوں کے لئے ظاہر کیا گیا تھا اس کی شام نہ ہوئی تھی کہ موفق کے پاس شبل بن سالم کا قاصد طلب امان کے لئے یہ درخواست لے کے آیا کہ ابن سمعان کے مکان کے پاس کشتیاں کھڑی کی جائیں کہ ان لوگوں کے ہمراہ

جو اس کے سرداروں اور آدمیوں میں سے اس کے ساتھ ہوں اس کا رات کے وقت ان کشتیوں کی جانب قصد ہو۔ امان دے کے قاصد کو اس کے پاس واپس کیا گیا اور اس کے لئے اس مقام پر کشتیاں کھڑی کی گئیں جہاں اس نے کھڑی کی جانے کی درخواست کی تھی۔ وہ ان کشتیوں کے پاس آخر شب میں آیا۔ ہمراہ اہل وعیال اور اس کے سرداروں اور آدمیوں میں سے بھی ایک جماعت تھی۔ ساتھیوں نے اپنے ہتھیار نکال لئے تھے۔ زنجیوں کی ایک جماعت ان سے ملی جن کو خبیث نے ان کی کشتیوں کی طرف جانے سے روکنے کے لئے روانہ کیا تھا جس کی خبر اس کو پہنچ گئی تھی۔ شبل اور اس کے ساتھیوں نے ان سے جنگ کی اور ان کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ آخر یہ لوگ صبح و سالم کشتیوں تک پہنچ گئے۔ انھیں الموفق کے محل میں الموفقہ لایا گیا، وہ ایسے وقت اس کے پاس پہنچا کہ صبح کی روشنی پھیل چکی تھی۔

شبل پر ابواحمد کی نوازشات:

الموفق نے یہ حکم دیا کہ شبل کو کثیر انعام دیا جائے۔ بہت سے خلعت دیے جائیں اور اسے کئی گھوڑوں کی سواری مع ان کے زین و ساز کے دی جائے۔ شبل خبیث کے گنتی کے لوگوں اور اس کے قدیم ساتھیوں میں اور اس کی مدد کرنے والے بڑے بہادروں میں سے تھا۔ شبل کے ساتھیوں کو بھی صلہ ملا خلعت دیا گیا۔ اچھی طرح مہمانی ہوئی اور تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ اور سب کے سب الموفق کے غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کے ساتھ کر دیے گئے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتیوں میں روانہ کیا۔ وہ اس طرح کھڑے ہوئے کہ خبیث اور اس کے گروہ دیکھتے تھے۔ فاسق اور اس کے دوستوں پر گراں گزرا کہ انھوں نے امان کو غنیمت جاننے میں اپنے رئیسوں کو رغبت کرتے دیکھا۔

شبل کا کامیاب شب خون:

الموفق کو شبل کی وفاداری اور اس کے فہم کی خوبی جب اچھی طرح واضح ہو گئی تو خبیث جو داؤ پیچ کھیتا تھا شبل کی قابلیت اس کے تڑکے لئے کافی سمجھی۔ شبل کو خبیث کے لشکر پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ ساتھ وہ لوگ کئے جو زنجیوں سے ٹوٹ کے پناہ گیر ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ خبیث کے لشکر کی سرزمین جانتے تھے۔

حکم کے مطابق شبل روانہ ہو گیا۔ اس مقام کا قصد کیا جسے وہ جانتا تھا۔ صبح کے وقت یکا یک وہاں پہنچا تو زنجیوں کی ایک ایسی جماعت ملی جو اپنے چند محافظوں اور سرداروں کے ساتھ تھی جن کو خبیث نے ابو عیسیٰ کے مکان کی مدافعت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس وقت وہی خبیث کا مکان تھا۔ اس نے اس حالت میں ان پر حملہ کیا کہ وہ غافل تھے۔ بہتوں کو قتل کر کے سرداران زنج کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا اور ان کے بہت سے ہتھیار لے لیے وہ اور اس کے ساتھی صبح و سالم واپس ہوئے۔ الموفق کے پاس لایا تو اس نے انھیں اچھا انعام دیا۔ خلعت دیا، اور ان کی ایک جماعت کو کنگن پہنائے۔

زنجی لشکر میں بدحواسی:

اس جنگ میں شبل کے ساتھیوں نے خائن کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کو اتاڑا دیا، ایسا خوف دلایا کہ خواب و آرام ترک ہو گیا۔ ہر رات پہرہ دینے لگے۔ اندیشے سے ان کے لشکر میں نفرت پیدا ہوتی رہی۔ اتنی وحشت بڑھی کہ ان کا شور و غل اور پہرہ دینا الموفقہ میں سنائی دیتا تھا۔ الموفق ٹھہر کر نہر ابی الخصب کے دونوں جانب سے رات دن خبیثوں کی جانب لشکر بھیجتا رہا۔ پسپا

کرتا رہا۔ راتوں کی نیند حرام کر دی، اور بیچ میں ایسا حائل ہوا کہ رسد پہنچنے کی کوئی سبیل نہ رہی اس کے ساتھی راستوں کو پہچانتے رہے، خبیث کے شہر میں گھس کے زبردستی داخل ہونے کا تجربہ کرتے رہے اور اس ہیبت پر غالب آتے رہے جو ان کے اور اس کے درمیان حائل تھی۔

ابو احمد الموفق کا خطبہ:

جب الموفق کو یہ یقین ہو گیا کہ کامیابی کے لئے جن وسائل کی ضرورت تھی وہ سب فراہم ہو چلے تو نہر ابی الخصب کے شرقی جانب فاسق کی جنگ کے لئے عبور کرنے کا قصد پختہ ہو گیا۔ دربار عام میں پناہ گیر زنجیوں عرب سرداروں اور سوار و پیدل افواج کے جماعہ داروں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ دربار میں ایسے مقام پر کھڑے کئے گئے جہاں سے اس کا کلام سن سکیں۔ اس نے انھیں مخاطب کر کے انھیں جس جہل و گمراہی اور حرام امور کے ارتکاب میں وہ سرگرم رہا کرتے تھے ان سب کی توضیح کی کہ ”فاسق نے اللہ کی نافرمانی کو ان کا دین بنایا تھا۔ ان امور منکرہ نے ان کا خون حلال کر دیا تھا۔ بایں ہمہ خلافت نے ان کی لغزش کو معاف کر دیا، یہودگی سے درگزر کیا اور امن دے دیا جس شخص نے اس کی پناہ لی اس پر اپنے کرم کے ساتھ رجوع کیا۔ سب کو اس نے کثیر انعامات دیے۔ عمدہ نچو اہیں دیں اور انھیں اپنے دوستوں اور وفاداروں میں شامل کر لیا۔ جو احسانات ان پر ہوئے ہیں ان کے بدلے اخلاص و اطاعت ان پر لازم ہے۔ پروردگار کی اس سے بڑی کوئی عبادت نہیں، اور خلافت کی خوشنودی کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ان دشمنان خدا کے مقابلے میں جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کریں۔ وہ خبیث کے لشکر کے راستوں سے، اس کے شہر کی تنگ گلیوں سے اور محفوظ مقامات پناہ سے جن کو اس نے بھاگنے کے لئے تیار کیا اس قدر خبردار ہیں کہ ان کے سوا دوسروں کی اتنی خبر نہیں، اس لئے وہ اس امر کے زیادہ اہل ہیں کہ خلافت کے ساتھ اپنی سچی خیر خواہی کا ثبوت دیں۔ خبیث پر گھسنے میں اور اس کے قلعوں کے اندر اس کے پاس جانے میں خوب کوشش کریں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس پر اور اس کے گروہوں پر قابو دے دے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان کے لئے احسان ہے اور زائد احسان ہے۔ جو ان میں قصور کرے گا تو اس کے افسر سے اس کی حالت کے گرانے اور اس کی قدر گھٹانے اور اس کے مرتبے گرانے کی درخواست کی جائے گی۔“

سیاہ کا اظہار اطاعت:

سب کی آوازیں ایک دم سے بلند ہوئیں جس میں الموفق کے لئے دعا تھی، اس کے احسان کا اقرار تھا۔ صدق دل سے اطاعت و فرمانبرداری، دشمن کے مقابلے میں کوشش اور اپنی جان و تن کو ہر ایسے کام میں صرف کرنے کا اقرار تھا جو ان کو اس کا مقرب بنا دے۔ اس نے جس امر کی دعوت دی ہے اس نے ان کی نیتوں کو قوی کر دیا ہے۔ انھیں اس امر کی رہنمائی کی ہے کہ اس کو ان پر اعتماد ہے۔ ان کو اپنے وفاداروں کے مرتبے میں داخل کیا ہے۔ درخواست کی کہ ”تہا انھیں کسی علاقے میں کر دیا جائے جس میں وہ جنگ کریں تاکہ ان کی نیک نیتی اور دشمن کے قتل سے وہ بات ظاہر ہو جس سے ان کا اخلاص نمایاں ہو اور پرانی نادانی سے ان کی بیزاری عالم آشکار ہو جائے۔“

الموفق نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ ان کی تعریف کی اور وہ لوگ خوش خوش اس کے پاس سے روانہ ہوئے۔

بحری کشتیوں کی روانگی:

اسی سال ذی القعدہ میں الموفق نہر ابی الخصب کے شرقی جانب سے فاسق کے شہر میں داخل ہوا۔ اس نے اس کا گھرتاہ کر

دیا۔ اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابوالاحمد نے جب نہر ابی الخصب کی شرقی جانب سے فاسق کے شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو دجلہ اور البطحہ اور اس کے اطراف کی تمام کشتیوں اور عبور کرنے کے عارضی پلوں کے لئے حکم دیا کہ انھیں ان کشتیوں میں ملائے جو اس کے لشکر میں ہیں۔ ضرورت سے بہت کم کشتیاں لشکر میں تھیں۔ بادبانوں اور کشتیوں اور چڑھاؤ کی کشتیوں میں کہ لشکر انہی کے ذریعے عبور کرتا تھا۔ شمار کرایا تو ان میں تقریباً دس ہزار ایسے ملاح تھے جنہیں بیت المال سے ماہانہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ ان کشتیوں کے سوا جن پر غلہ لاداجاتا ہے اور جن پر لوگ اپنی ضروریات سے سوار ہوتے ہیں۔ اور اس زمانے میں کئی طرح کی کشتیاں تھیں جن کو ”سمیریہ“، ”جریبیہ“ اور ”زورق“ کہتے تھے۔ ان سب میں ملاح مقرر تھے اور خزانہ خلافت سے ان کا ماہانہ مقرر تھا۔

ابوالاحمد کے لشکر کی پیش قدمی:

جب کشتیاں اور عبور کے عارضی پل حسب خواہش مکمل ہو گئے تو اس نے ابو العباس کے اور اپنے موالی اور غلاموں کے سرداروں کو دشمن کے مقابلے کے لئے تیار اور مستعد ہونے کا حکم دیا۔ کشتیوں اور عارضی پلوں کے سوار و پیادہ فوج کے سوار کرنے کے لئے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ ابو العباس کو مامور کیا کہ اس کی روانگی اپنے لشکر کے ساتھ نہر ابی الخصب کے غربی جانب ہو تو تقریباً آٹھ ہزار غلام سردار اس کے ہمراہ گئے اور حکم دیا کہ فاسق کے لشکر کے پچھلے حصے کا قصد کر کے اہلسی کے مکان سے آگے بڑھ جائے۔ فاسق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اپنے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر کو اس کے قریب ٹھہرا دیا جاتا تھا۔ کہ اپنے لشکر کے پچھلے حصے پر حملے سے بے خوف رہے اور جو شخص اس مقام کا قصد کرے اسے چلنا دشوار ہو۔

ابو العباس کی شرقی جانب روانگی:

ابوالاحمد نے ابو العباس کو اپنے ساتھیوں سمیت نہر ابی الخصب کے غربی جانب عبور کرنے کا حکم دیا کہ اس علاقے میں اس کی پشت سے داخل ہو۔ اپنے موالی راشد کو سوار و پیادہ فوج کی کثیر تعداد کے ہمراہ جو تقریباً بیس ہزار تھی نہر ابی الخصب کے شرقی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ وہ نہر ابی الخصب کی شرقی جانب اس کی شاخ پر تھا۔ انھیں یہ حکم دیا کہ اپنی روانگی نہر کے کنارے کنارے چلتے ہوئے اس مکان پر پہنچ جائیں جس میں خبیث ٹھہرا ہوا ہے۔ یہ ابو یسیٰ کا مکان تھا۔ اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو نہر ابی شاکر کے دہانے پر روانہ ہونے کا حکم دیا جو نہر ابی الخصب سے نیچے تھی۔ دوسرے لوگوں کو مع اپنے ساتھیوں کے نہر جوی کور کے دہانے پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ان سب کو سواروں کے آگے کرنے کا حکم دیا کہ سب کے سب خائن کے مکان کی طرف حملہ کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے اہل و عیال پر کامیاب کر دے تو خیر ورنہ اہلسی کے مکان کا قصد کریں۔ وہاں وہ لوگ بھی مل جائیں جنہیں ابو العباس کے ہمراہ عبور کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ فاسقوں کے مقابلے میں سب ایک ہو جائیں۔ ابو العباس اور راشد اور موالی اور غلاموں کے ان تمام سرداروں نے جو انھیں حکم دیا گیا تھا اس پر عمل کیا۔

ابوالاحمد کا گھاٹیوں میں قیام:

۷/ ذی قعدہ ۲۶۹ھ یوم دوشنبہ کو بوقت عشاء کشتیوں میں سوار ہو کے ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے اور پیادہ بھی چلے۔ دوشنبہ کو نماز ظہر سے شب سہ شنبہ کے آخروقت عشاء تک دجلے میں کشتیاں چلتی رہیں۔ لوگ ایک ایسے مقام تک پہنچے جو لشکر کے نیچے

تھا۔ الموفق نے جو خراب اور خوف ناک گھائیاں تھیں ان کے درست کرنے اور پاک و صاف کرنے کا اور اس کی چھوٹی بڑی نہریں پائے کا حکم دیا تھا کہ برابر ہو کے فراخ ہو جائے اور اس کے کنارے دور تک پھیل جائیں۔ وہاں ایک محل اور ایک میدان سوار و پیادہ کو فاسق کے محل کے مقابلے میں پیش کرنے کے لئے بنایا۔ اس کی غرض فاسق کے اس دعوے کو باطل کرنا تھی جو اپنے ساتھیوں سے الموفق کے اپنے مقام سے جلد منتقل ہونے کے متعلق کرتا تھا۔ ارادہ کیا کہ دونوں فریق کو یہ بتادے کہ وہ کوچ کرنے والا نہیں ہے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ لشکر اس مقام پر فاسق کے لشکر کے مقابل شب سے شب کو آرام کرتا رہا۔ وہ سب کے سب تقریباً پچاس ہزار سوار و پیادہ آدمی تھے جو نہایت اچھی صورت اور عمدہ ہیئت میں تھے تکبیر کہتے تھے لا الہ الا اللہ کے نعرے لگاتے تھے۔ کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے اور آگ جلاتے رہتے تھے۔

ابو احمد کی بحری قوت:

خبیث نے مجمع اور سامان اور تعداد کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عقلیں جاتی رہیں۔ الموفق دوشنبے کو عشا کے وقت بادبان میں سوار ہوا۔ اس روز ایک سو پچاس بادبان تھے۔ جن کو اس نے اپنے موالی اور غلاموں کے بہادر نیزہ بازوں اور تیر اندازوں سے بھرا تھا۔ خائن کے لشکر کے شروع سے آخر تک ان کا سلسلہ قائم کیا تھا کہ وہ لشکر کے لئے اس کی پشت سے باعث حفاظت ہو جائیں۔ ایسے مقام پر ان کے لنگر ڈال دیئے گئے۔ جو ساحل سے قریب تھا۔ کچھ کشتیاں علیحدہ کر لیں جن کو اس نے اپنے لئے منتخب کر کے ان میں اپنے غلاموں کے سرداران خاصہ کو بٹھایا کہ وہ لوگ نہر ابی الخصب میں داخل ہونے کے وقت ان کے ہمراہ ہوں۔ سواروں اور پیادوں میں سے دس ہزار کا انتخاب کر کے حکم دیا کہ نہر ابی الخصب کے دونوں کناروں پر اس کے ساتھ ساتھ چلیں۔ وہ بٹھیرے تو خود بھی بٹھیر جائیں۔ لڑائی میں جدھر رخ کرے اسی طرف مڑ جائیں۔

ابو احمد کا صاحب الزنج پر حملہ:

سہ شنبے کو الموفق فاسق صاحب الزنج کی جنگ کے لئے صبح کو روانہ ہوا۔ رؤسا میں سے ہر رئیس اس مقام کی طرف روانہ ہوا۔ جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ لشکر اور اس کے ساتھی فاسق کی جانب روانہ ہوئے۔ خبیث نے اپنے لشکر کے ہمراہ ان کا مقابلہ کیا اور جنگ جاری ہو گئی۔ دونوں طرف بکثرت مقتول و مجروح ہوئے۔ فاسقین نے اپنے شہر کی نہایت شدید حمایت کی جس کی حمایت پر ان کا دار و مدار تھا۔ مدافعت میں جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ الموفق کے ساتھیوں نے صبر کیا اور جم کر جنگ کی تو اللہ نے اپنی مدد سے ان پر احسان کیا اور فاسقین کو شکست ہوئی۔ ان لوگوں نے قتل عظیم کیا۔ ان کے سپاہیوں اور بہادرروں میں سے بہت بڑی جماعت کو گرفتار کر لیا۔ قیدیوں کو الموفق کے پاس لایا گیا۔ ان کی گردنیں میدان جنگ ہی میں مار دی گئیں۔ اپنی جماعت کے ہمراہ فاسق کے مکان کا قصد کیا۔ جہاں اس حالت میں پہنچا کہ خبیث اس میں پناہ گیر تھا اور اس کی مدافعت کے لئے اس نے اپنے بہادر ساتھیوں کو جمع کیا تھا۔ مگر جب وہ لوگ مدافعت کے کچھ کام نہ آ سکے تو اس نے اس کو بھی سپرد کر دیا اور اس کے ساتھی وہاں سے منتشر ہو گئے۔

آل صاحب الزنج کی گرفتاری:

الموفق کے غلام گھس گئے خبیث کا جو مال و اسباب بچ گیا تھا سب لوٹ لیا۔ اس کی عورتوں اور اولاد کو رواناٹ کو گرفتار کر لیا۔ جو عورتیں اور بچے ملا کر سو سے زائد تھے۔ فاسق بچ گیا اور اس طرح اہلبلی کے مکان کی طرف بھاگتا ہوا روانہ ہوا کہ وہ اپنی کسی

عورت و بچہ اور مال کی طرف رخ بھی نہ کرتا تھا۔ اس کا مکان اور جو بقیہ سامان اور اسباب اس میں تھا جلا دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو الموفق کے پاس لایا گیا تو اس نے ان کے الموفقیہ بھیجنے اور ان پر پہرہ مقرر کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔ ابو العباس کے سرداروں کی ایک جماعت نے نہر ابی الخصب کو عبور کر کے امہلسی کے مکان کا قصد کیا تھا۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کے ملنے کا انتظار نہیں کیا تھا۔ امہلسی کے مکان پر پہنچے جہاں خبیث کی شکست ہونے کے بعد اکثر زنجیوں نے پناہ لی تھی ابو العباس کے ساتھی اس مکان میں داخل ہوئے اور لوٹ میں مشغول ہو گئے۔ مسلمان عورتیں جن پر امہلسی غالب آ گیا تھا اور اس کی وہ اولاد جو ان سے ہوئی تھی گرفتار کر لی گئی۔ جو شخص اس پر کامیاب ہوتا تھا اسے لے کے اپنی کشتی کی طرف جو نہر ابی الخصب میں تھی لوٹ جاتا تھا۔ زنجیوں کو ان میں سے جو باقی تھے ان کی قلت کا اور ان کے لوٹ میں مشغول ہونے کا علم ہوا تو انھوں نے ان پر چند ایسے مقامات سے حملہ کر دیا جن میں وہ پوشیدہ تھے۔ چنانچہ ان کو ان کے مقامات سے ہٹا دیا۔ یہ لوگ بھاگے۔ زنجیوں نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ نہر ابی الخصب پہنچ گئے۔ ان کے سوار و پیادہ میں سے ایک قلیل جماعت مقتول ہوئی۔ ان لوگوں نے بعض عورتوں اور اسباب کو جو انھوں نے گرفتار کر لیا تھا واپس لے لیا۔

مال غنیمت:

الموفق کے غلاموں اور ساتھیوں میں سے ایک فریق جس نے نہر ابی الخصب کے شرقی جانب سے خبیث کے مکان کا قصد کیا تھا لوٹ میں اور مال غنیمت کے اپنی کشتیوں کی طرف لے جانے میں مشغول تھا۔ اس امر نے زنجیوں کو حرص دلائی۔ وہ ان پر ٹوٹ پڑے، انھیں شکست دے دی اور لشکر زنج کے سوق الغنم کے مقام تک ان کا تعاقب کیا۔ غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت مع اپنے بہادر اور شجاع ساتھیوں کے رک گئی۔ انھوں نے زنجیوں کا منہ پھیر دیا۔ لوگ واپس ہوئے اور اپنے اپنے مقامات کی طرف لوٹے۔ ان کے درمیان نماز عصر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی۔ اس وقت ابو احمد نے غلاموں کو حکم دیا کہ سب مل کر فاسقوں پر ایک زبردست حملہ کر دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا تو زنجی بھاگے یہاں تک کہ خبیث کے مکان تک پہنچ گئے۔ الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو واپس کر لے۔ اس نے انھیں واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ واپس ہوئے۔ الموفق اور جو اس کے ہمراہ تھے نہر کے اندر کشتی میں ٹھہر کر ان لوگوں کی حفاظت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی کشتیوں میں داخل ہو گئے اور اپنے گھوڑوں کو بھی داخل کر لیا۔ آخری جنگ میں جو مصیبت آئی اس کی وجہ سے زنجی ان کے تعاقب سے باز رہے۔ الموفق اور اس کے ہمراہ ابو العباس اور باقی سردار اور تمام لشکر اس طرح واپس ہوئے کہ انھوں نے فاسق کے بہت سے مال غنیمت میں پائے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں میں سے ایک کثیر جماعت کو بھی چھڑایا تھا جو اس روز نہر ابی الخصب کی طرف گروہ کی گروہ روانہ ہونے لگیں۔ وہ کشتیوں میں سوار کر کے جنگ کے ختم ہونے تک الموفقیہ کی طرف روانہ کر دی گئیں۔

صاحب الزنج کے کھلیانوں کی بربادی:

الموفق نے اس روز ابو العباس کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سرداروں میں سے کسی کو پانچ کشتیوں کے ہمراہ خبیث کے لشکر کے پچھلے حصے کی جانب جو نہر ابی الخصب میں ہے ان کھلیانوں کے جلانے کے لئے روانہ کرے جن کی وہاں بڑی کثرت ہے۔ خبیث اپنے زنجی اور غیر زنجی ساتھیوں کو انہی سے غذا دیتا تھا۔ ایسا ہی کیا گیا اور اس کا اکثر حصہ جلا دیا گیا۔ یہ جلاتا خبیث اور اس کے

ساتھیوں کو کمزور کرنے میں نہایت موثر ہوا۔ کیونکہ ان کی غذا کے لئے اس کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ احمد نے اس روز جو کچھ خبیث اور اس کے ساتھیوں پر گزری اس کے متعلق تمام اطراف میں ایک فرمان بھیجنے کا حکم دیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے ایسا ہی کیا گیا۔

صاعد بن مخلد کی آمد:

اسی سال ۲/ ذی الحجہ یوم چار شنبہ کو ابوالاحمد کے لشکر میں اس کا کاتب صاعد بن مخلد سامرا سے اس کی جانب واپس ہو کر آیا۔ اور اپنے ہمراہ بہت بڑا لشکر لایا۔ کہا گیا ہے کہ پیادہ اور سوار کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ ابوالاحمد نے اس کے ساتھیوں کے آرام دینے کا اور ان کے ہتھیاروں کے نیا کرنے کا اور ان کی حالت کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھیں جنگ خبیث کے لئے تیار ہونے پر مامور کیا۔ آنے کے بعد وہ چند روز ٹھہرا۔

لولو کی ابوالاحمد سے حاضری کی درخواست:

لوگ اسی حالت میں تھے کہ ابن طولون کے ساتھی لولو کا خط اس کے بعض سرداروں کے ہمراہ آیا جس میں اس نے اس کے پاس آنے کی اجازت کی درخواست کی تھی کہ اس کے ساتھ جنگ فاسق میں حاضر ہو۔ اس درخواست کو قبول کر لیا اور اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے لولو کی آمد کے انتظار میں جنگ فاسق کے ارادے کو موخر کر دیا۔ اور لولو فرغانی و ترک و روم دبر برسوڈان وغیرہم کے ہمراہ جو ابن طولون کے منتخب ساتھیوں میں سے تھے الرقہ میں مقیم تھا جب لولو کو ابوالاحمد کا فرمان اپنے پاس آنے کی اجازت کے بارے میں ملا تو وہ دیا ر مضر سے روانہ ہو کے اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ مدینۃ السلام میں آ کے مدت تک وہاں قیام کیا۔ پھر ابوالاحمد کی جانب روانہ ہوا۔

لولو کی آمد:

وہ اس کے لشکر میں ۲/ محرم ۲۷۰ھ یوم پنج شنبہ کو آیا۔ ابوالاحمد نے اس کے لئے دربار کیا۔ اس کا بیٹا ابوالعباس اور صادر اور سردار اپنے اپنے مرتبے پر موجود تھے۔ لولو کو اچھی شکل میں اس کے پاس داخل کیا گیا۔ ابوالعباس نے اسے حکم دیا کہ اس چھاؤنی میں اترے جو اس کے لئے نہر ابی النھیب کے سامنے تیار کی گئی ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میں اتر گیا۔ صبح کے وقت الموفق کے سلام کے لئے اس کے گھر پر اپنے سرداروں اور ساتھیوں کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔

لولو کی قدر و منزلت:

۳/ محرم یوم سہ شنبہ کی صبح کو لولو بہت بڑے مجمع کے ہمراہ روانہ ہوا اور الموفق کے پاس پہنچ کر اسے سلام کیا۔ اس نے اپنے قریب بلایا۔ اس سے اور اس کے ساتھیوں سے نیکی کا وعدہ کیا اور اسے اور اس کے سرداروں میں سے ایک سو پچاس سرداروں کو خلعت دیئے اور بہت سے گھوڑے سونے چاندی کی جزاؤں لگاموں اور زینوں کے ساتھ سرفراز کئے۔ اس کے سامنے اس قدر اقسام کے کپڑے اور مال جو تھیلیوں میں تھے روانہ کئے گئے جن کو سوغلام اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے سرداروں میں بھی ہر شخص کے لئے اس کی قدر کے موافق انعامات اور سواریاں اور کپڑے دینے کا حکم دیا۔ اسے بڑی قابل قدر جاگیر دی اور اس کے لشکر کی جانب جو نہر ابی النھیب کے سامنے تھا۔ نہایت اچھی حالت کے ساتھ واپس کیا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے ضیافت کا کھانا اور گھوڑوں کے لئے دانہ چارہ مہیا کیا گیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کے وہ کاغذات پیش کرنے کا حکم دیا، جن میں ان کے مراتب کے موافق ان کی

تنخواہیں درج ہوں۔ وہ پیش کئے گئے تو ہر شخص کے لئے اس کے دو چند کا حکم دیا۔ کاغذات پیش کرنے کے وقت وظیفہ جاری کیا گیا۔ اور جو کچھ ان کے لئے مقرر کیا گیا وہ پورا کر دیا گیا۔ لؤلؤ کو فاسق اور اس کے ساتھیوں کی جنگ کے لئے غربی دجلہ کی جانب عبور کی تیاری اور مستعد ہونے کا حکم دیا۔

نہراہی الخصب پر ابو احمد کا غلبہ:

خبیث نے جب کہ نہراہی الخصب پر غلبہ ہو گیا اور وہ پل اور گزر رگا ہیں جو اس پر تھیں کاٹ دی گئیں تو اس نے نہر کے دونوں جانب سے ایک نیا بند باندھ دیا۔ بند کے درمیان ایک تنگ دروازہ بنایا کہ اس میں پانی کی روانی تیز ہو جائے جس سے جزر (پانی کے اتار) کے وقت کشتیاں اس میں داخل ہونے سے رکیں۔ اور مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت اس میں سے ٹکنا دشوار ہو۔ ابو احمد کی یہ رائے ہوئی کہ بغیر اس بند کے توڑے ہوئے اس سے جنگ ممکن نہ ہوگی۔ یہ قصد کیا تو فاسقوں کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی شدید حفاظت ہوئی۔ وہ صبح و شام اس کی حفاظت میں اضافہ کرنے لگے۔ یہ بند ان کے گھروں کے بیچ میں تھا۔ اس وجہ سے مشقت ان پر سہل تھی اور موافق پر گراں تھی جس نے اس کے اکھاڑنے کا ارادہ کیا تھا۔

لؤلؤ کی جماعت کی شجاعت و ثابوت قدمی:

مناسب سمجھا گیا کہ لؤلؤ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کے بعد جنگ کرے کہ زنجیوں کی جنگ کے لئے مضبوط ہو جائیں اور شہر کی سڑکوں اور گلیوں سے واقف ہو جائیں۔ اس لئے لؤلؤ کو حکم ملا کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اس جنگ کے لئے حاضر ہو۔ بند توڑنے کے لئے مزدوروں کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا کیا۔ الموفق نے لؤلؤ کی بہادری اور اس کی پیش قدمی اور اس کے ساتھیوں کی شجاعت اور زخم کی تکلیف پر ان کا صبر اور ان کی قلیل جماعت کی زنجیوں کی کثیر جماعت کے مقابلے میں ثابت قدمی دیکھی جس سے خوش ہو گیا۔ اس نے لؤلؤ کو شفقت و محبت کی وجہ سے ان کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ الموفق نے انھیں صلہ دیا اور ان کے ساتھ احسان کیا۔ اور ان کے لشکر گاہ کی طرف واپس کر دیا۔

نہر الغربی کے پلوں کو تباہ کرنے منصوبہ:

الموفق نے اس بند پر پے در پے جنگ کی۔ وہ خبیث کے ان ساتھیوں سے جو اس کی حفاظت کرتے تھے۔ لؤلؤ کے ساتھیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے ذریعے سے جنگ کرتا تھا۔ مزدور اس کے اکھاڑنے میں لگ جاتے تھے۔ وہ مختلف طریقوں سے فاجر اور اس کے گروہوں سے جنگ کرتا تھا ان کے مکانات جلادیتا، جنگجو یوں کو قتل کرتا تھا، ان کے رئیسوں کی جماعت پر جماعت اس سے امن لیتی جاتی تھی، خبیث اور اس کے ساتھیوں کے لئے نہر الغربی کے علاقے میں چند زمینیں باقی رہ گئی تھیں جن میں ان کے کھیت اور ترکاریاں تھیں۔ نہر الغربی پر دو پل تھے جن پر سے ان زمینوں تک عبور کرتے تھے۔ ابو العباس اس سے واقف ہو گیا۔ اس نے اس علاقے کا قصد کیا اور اس کے بارے میں الموفق سے اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور اسے آدمیوں کے منتخب کرنے کا حکم دیا کہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں میں سے بہادروں کو ساتھ لے۔ ابو العباس نے ایسا ہی کیا اور نہر الغربی کی جانب روانہ ہوا۔ زیرک کو اس نہر کی غربی جانب اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ کین گاہ میں بٹھا دیا۔ اپنے غلام رشیق کو حکم دیا کہ وہ اپنے بہادر اور منتخب آدمیوں کے بہت بڑے گروہ کے ساتھ نہر العیسین کا قصد کرے کہ اس وقت زنجیوں کی پشت پر نکلے جب کہ وہ

غافل ہوں۔ وہیں ان پر حملہ کرے۔ زیرک کو یہ حکم دیا کہ جب رشیق کے مقابلے سے ان کی شکست کو محسوس کرے تو ان لوگوں کے سامنے نکلے۔

نہر الغربی کے پلوں کا انہدام:

ابو العباس نے ان چند کشتیوں کے ساتھ جن کے جنگ جویوں کا اس نے انتخاب کیا تھا اور انھیں چھاننا تھا نہر الغربی کے دہانے پر قیام کیا۔ اس کے ہمراہ اس کے سفید و سیاہ غلاموں میں سے وہ جماعت بھی تھی جن کو اس نے منتخب کیا تھا۔ جب رشیق نہر الغربی کی شرقی جانب فاجروں کے سامنے ظاہر ہوا تو اس نے انھیں خائف کر دیا۔ وہ اس کی غربی جانب عبور کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے کہ اپنے لشکر کی طرف بھاگ جائیں۔ ابو العباس نے انھیں دیکھ لیا۔ کشتیاں نہر میں داخل کر دیں۔ پیادہ لشکر اس کے دونوں کناروں پر پھیلا دیا۔ وہ ان کو پاگئے تو ان میں تلوار چلائی جس سے مخلوق کثیر نہر میں اور اس کے دونوں کناروں پر مقتول ہوئی اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے۔ جو بچ گئے ان کو زیرک اور اس کے ساتھیوں نے اس طرح قتل کر دیا کہ بجز چند آدمیوں کے کسی کی جان نہ بچی۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ان لوگوں کے اس قدر ہتھیار لے لئے جن کا لادنا بھی ان پر گراں تھا۔ یہاں تک کہ ان کا اکثر حصہ پھینک دیا۔ ابو العباس نے دونوں پل کاٹ دیے۔ ان میں جتنے لٹھے اور ککڑیاں تھیں انھیں دجلہ لے جانے کا حکم دیا۔ سر اور قیدی لے کے الموفق کے پاس لوٹا تو سروں کو لشکر میں گھمایا گیا۔ فاسقوں سے وہ کھیت بھی منقطع ہو گئے جن سے وہ فائدہ حاصل کرتے تھے اور جو نہر الغربی میں تھے۔

اسی سال یعنی ۲۶۹ھ کے ذی الحجہ میں صاحب الزنج کے اہل و عیال کو بغداد میں داخل کیا گیا۔

اسی سال صاعد کو ذوالوزارتین کا خطاب دیا گیا۔

ابن طولون کے سرداروں کی مکہ میں تباہی:

اسی سال ذی الحجہ میں ابن طولون کے ان سرداروں اور ان کے ہمراہی لشکر میں جنگ ہوئی جن میں سے ایک کا نام محمد بن السراج اور دوسرے کا عرف الغنوی تھا جن کو ابن طولون نے روانہ کیا تھا۔ یہ دونوں دو ہزار پیادے اور چار سو ستر سواروں کے ہمراہ ۲۸/ ذی القعدہ یوم چار شنبہ کو مکہ پہنچے انھوں نے قصابوں اور گیبوں والوں کو دو دو دینار دیے اور رؤسا کو سات سات۔ اس وقت ہارون بن محمد عامل مکہ بستان ابن عامر میں تھا۔ جعفر بن الباعث مدی تقریباً دو سو سواروں کے ہمراہ ۳/ ذی الحجہ کو مکہ میں آیا۔ ہارون نے ایک سو بیس سواروں اور دو سو حبشیوں اور عمرو بن الیث کے ساتھیوں میں سے تین سواروں اور عراق سے آنے والوں میں سے دو سو پیادے کے ہمراہ اس سے ملاقات کی۔ ان کی وجہ سے جعفر قوی ہو گیا۔ انھوں نے اور ابن طولون کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا۔ خراسان کے حجاج نے جعفر کی مدد کی۔ مکہ کے اندر ابن طولون کے ساتھیوں میں سے تقریباً دو سو آدمی مقتول ہوئے۔ باقی لوگ پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ انھوں نے ان کے گھوڑے اور مال چھین لئے۔ جعفر نے تلوار روک لی۔ جعفر نے الغنوی کے خیمے پر قبضہ کر لیا۔ کہا گیا ہے کہ اس میں دو لاکھ دینار تھے۔ اس نے مصریوں اور قصابوں کو اور گیبوں والوں کو امن دے دیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون کی لعنت میں ایک مضمون پڑھ کر سنایا گیا، اور لوگ اور تاجروں کا مال خفی رہا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون ابن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال اسحاق بن کنداج جس کو پورے مغرب کا والی بنایا گیا تھا سامرا سے اس وقت تک نہ ملا جب تک کہ یہ سال ختم نہ ہو گیا۔

۲۷۰ھ کے واقعات

اسی سال محرم میں ابو احمد اور صاحب الزنج کے درمیان ایک جنگ ہوئی تھی جس نے صاحب الزنج کے ارکان کو کمزور کر دیا۔

اسی سال صفر میں فاجر قتل کیا گیا اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی گرفتار ہوئے اور فاسق کے متعلقین سے راحت مل گئی۔

رضا کار مجاہدین کی آمد:

ہم اس بند کا حال بیان کر چکے ہیں جو خبیث نے بنالیا تھا اور اس بارے میں ابو احمد اور اس کے ساتھیوں سے جو واقعہ ہوا وہ بھی بیان کر چکے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو احمد اس بند پر مسلسل جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اسے وہ چیز حاصل ہو گئی جو وہ چاہتا تھا۔ مدوجز میں کشتیوں کا نہر ابی الخصب میں داخل ہونا سہل ہو گیا۔ ابو احمد کے لئے اپنے اس مقام میں جہاں وہ مقیم تھا سودے کی ارزانی اور غلوں کی مسلسل آمد اور شہروں سے مال کا اس کے پاس لانا اور خبیث اور اس کے ساتھ کے گروہوں کے جہاد میں لوگوں کی رغبت غرضیکہ جو کچھ اس نے چاہا سب اس کے لئے آسان ہو گیا۔

رضا کار مجاہدین میں سے جو اس کے پاس آئے سوار و پیادہ کی جماعت کثیر کے ہمراہ احمد بن دینار تھا جو کورالابواز کے اطراف اور ایذج کا عامل تھا۔ وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔ اہل الحرین میں سے بھی جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ایک مخلوق کثیر تقریباً دو ہزار آدمی آئے۔ جن کا سردار عبدالقیس کا ایک آدمی تھا۔ ابو احمد نے ان کے لئے دربار کیا۔ ان کا رئیس اور معززین داخل ہوئے تو اس نے انھیں خلعت دینے کا حکم دیا۔ ان کے سب آدمی بھی پیش کئے گئے۔ اس نے ان سب کی مہمانی کا حکم دیا۔ تقریباً ایک ہزار آدمی اضلاع فارس سے وارد ہوئے جن کا رئیس رضا کار مجاہدین میں سے ایک بوڑھا تھا جس کی کنیت ابوسلمہ تھی۔ الموفق نے ان کے لئے دربار کیا۔ یہ بوڑھا اور اس کے ساتھیوں کے معززین پہنچے تو اس نے انھیں خلعت دینے کا حکم دیا۔ اور ان کی مہمانی کی۔ شہروں سے پے در پے رضا کار مجاہدین آنے لگے۔

ابو احمد کی جنگی تیاری:

جب اسے اس بند سے جس کا ہم نے ذکر کیا وہ حاصل ہو گیا جو اس نے چاہا تو اس نے خبیث کے مقابلے کا مصمم ارادہ کیا۔ کشتیاں اور عارضی پل تیار کرنے اور پانی اور خشکی کے آلات حرب کی اصلاح کا حکم دیا۔ پیادے اور سواروں کو منتخب کیا جن کی قوت اور جنگ میں بہادری پر اسے بھروسہ تھا۔ میدان جنگ بہت تنگ تھا۔ مقام دشوار گزار تھا۔ نہروں اور خندقوں کی کثرت تھی۔ جن لوگوں کو اس نے منتخب کیا ان میں سواروں کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی اور پیادے کی پانچ ہزار یا اس سے زائد جو سوائے ان رضا کار مجاہدین اور ان اہل لشکر کے تھے۔ جن کے لئے کوئی دفتر نہ تھا۔ انھوں نے عبور کیا۔ ان لوگوں کی جن کو سوار کرنے کی کشتیوں

میں گنجائش نہ تھی بہت بڑی جماعت کو الموفقیہ میں چھوڑ دیا جن میں اکثر سوار تھے۔
صاعد بن مخلد کی روانگی:

الموفق نے ابو العباس کو اپنے ساتھیوں اور غلاموں اور ان پیادہ و سواروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ گئے تھے کشتیوں کے شرقی جانب المہلسی کے مکان کے سامنے اسی مقام کے قصد کا حکم دیا جہاں وہ ۱۰ ذی القعدہ یوم سہ شنبہ ۲۶۹ھ کو گیا تھا۔ صاعد بن مخلد کو بھی نہر ابی النخیب کے شرقی ہی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ دہانہ نہر ابی النخیب سے نہر الغربی تک اپنے موالی اور غلام سرداروں کا سلسلہ قائم کیا۔ جو لوگ انکر بنائی کے مکان کی حد سے نہر ابی شا کر تک نکلے ان میں الموفق کے دونوں مولیٰ راشد اور لؤلؤ بھی مع قریب بیس ہزار پیادے اور سواروں کے تھے جن میں ایک کے پیچھے ایک تھا۔ نہر ابی شا کر سے جوی کو ر تک موالی اور غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت تھی۔ جوی کو ر سے نہر الغربی تک اسی طرح تھا۔

شبل بن سالم کی پیش قدمی:

شبل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہر الغربی کے قصد سے المہلسی کے مکان کی پشت کے سامنے آئے۔ پھر جنگ شروع ہونے پر اس کے پیچھے سے نکلے اور لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ سب کے سب ایک دم سے فاسق کی طرف اس طرح چلیں کہ ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھے۔ چلنے کا نشان اس سیاہ جھنڈے کی حرکت کو قرار دیا جس کو اس نے دہانہ نہر ابی النخیب پر انکر بنائی کے مکان کے ایک مضبوط اور بلند مقام پر نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان کے لئے بلند آواز بگل بجایا جائے۔

زنجیوں پر ابواحمد کے سرداروں کی یورش:

۲۷/ محرم ۲۷۰ھ یوم دوشنبہ کو عبور ہوا۔ بعض لوگ جو نہر جوی کو ر پر تھے علامت کے ظاہر ہونے سے پیشتر چلنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ المہلسی کے مکان سے قریب ہو گئے۔ انھیں المہلسی اور اس کے زنجی ساتھی ملے جنھوں نے ان کو ان کے مقامات کی طرف واپس کر دیا اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ جنگ کی غلٹ کرنے والوں پر جو حادثہ گزرا بقیہ لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ اس لئے کہ لوگوں کی کثرت تھی اور درمیان فاصلہ بہت تھا۔ جب سردار اور ان کے آدمی ان مقامات سے نکلے جہاں سے نکلنے کا انھیں حکم دیا گیا تھا اور پیادہ و سوار اپنے اپنے مقامات پر اطمینان سے ٹھہر گئے تو الموفق نے جھنڈا اہلانے اور بگل بجانے کا حکم دیا۔ نہر کے اندر کشتی میں داخل ہو گیا اور لوگ ایک کے پیچھے ایک روانہ ہوئے۔ زنجیوں نے ان کا مقابلہ کیا جو متفق ہو کر جمع ہو گئے تھے اور جو لوگ غلٹ کر کے ان کی طرف گئے تھے ان پر جو کامیابی ہوئی تھی اس پر جری ہو گئے تھے۔ لشکر نے سچی نیت اور پوری بصیرت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بہت سے حملوں کے بعد ان کو اپنے مقامات سے ہٹا دیا۔ ابواحمد کے ساتھیوں نے استقلال سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد سے ان پر احسان کیا اور انھیں فاسقوں پر قابو عطا فرمایا۔ وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔ الموفق کے ساتھی ان کا تعاقب کر کے قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ فاجرین کا ہر مقام سے محاصرہ کر لیا۔ اللہ نے اس روز ان میں سے اتنے قتل کر دیے کہ شمار ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بہت لوگ نہر جوی کو ر میں غرق ہو گئے۔ الموفق کے ساتھیوں نے پورے شہر پر قبضہ کر لیا۔ مردوں عورتوں اور بچوں کو چھڑا لیا جو اس میں قید تھے۔ علی بن ابان المہلسی کے تمام اہل و عیال پر اور اس کے دونوں بھائی الخلیل بن ابان اور محمد بن ابان پر اور ان کی اولاد پر ان لوگوں کو فتح ہوئی اور ان کو شہر الموفقیہ کی طرف عبور کر دیا گیا۔

صاحب الزنج اور زنجی سرداروں کا فرار:

فاسق مع اپنے ساتھیوں کے جس کے ہمراہ المہلبی اور اس کا بیٹا انکلائے اور سلیمان بن جامع اور زنجیوں کے سردار بھی تھے بھاگتا ہوا روانہ ہوا۔ ان لوگوں کا اس مقام کا ارادہ تھا جسے خبیث نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اس وقت کے لئے جانے پناہ بنایا تھا جب کہ اس کے شہر میں غلبہ کر لیا جائے۔ یہ مقام نہر السفیانی پر تھا۔ خبیث بھاگا۔ اس پر جو فتح ہونی تھی ہو چکی تو لوگ المہلبی کے مکان کے پاس جو نہر ابی الخصب کے اندر تھا ٹھہر گئے۔ جو کچھ اس مکان میں اور اس کے متصل تھا اس کے لوٹنے اور جلانے میں مشغول اور لوٹ کی تلاش میں منتشر ہو گئے تھے۔ تمام چیزیں جو فتح گئی تھیں وہ سب اس مکان میں جمع تھیں۔

لولؤ کا صاحب الزنج کا تعاقب:

ابو احمد کشتی میں بیٹھ کر نہر السفیانی کے قصد سے آگے روانہ ہو گیا۔ اس کے ہمراہ لولؤ بھی اپنے پیادہ و سوار ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔ ابو احمد اپنے باقی لشکر سے علیحدہ ہو گیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ وہ واپس ہو گیا تو وہ بھی مع اس مال کے جس پر انھوں نے قبضہ کیا تھا اپنی کشتیوں میں لوٹ گئے۔ الموفق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ فاسق اور اس کے ساتھیوں کے لشکر گاہ تک پہنچ گیا۔ وہ لوگ بھاگ رہے تھے۔ لولؤ اور اس کے ساتھیوں نے ایسا تعاقب کیا کہ ان لوگوں نے نہر السفیانی کو عبور کیا تو لولؤ نے بھی اپنا گھوڑا نہر میں ڈال دیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پیچھے عبور کیا۔ فاسق چلتا رہا یہاں تک کہ نہر القریری تک پہنچ گیا۔ لولؤ اور اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچ گئے۔

لولؤ کو واپسی کا حکم:

ان لوگوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انھیں شکست دی۔ وہ پشت پھیر کر بھاگ رہے تھے۔ یہ لوگ ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے نہر القریری کو عبور کیا۔ لولؤ اور اس کے ساتھیوں نے بھی ان کے پیچھے عبور کیا اور انھیں نہر المساوان تک پہنچایا۔ انھوں نے اسے بھی عبور کیا اور ایک پہاڑ کی پناہ لے لی جو اس کے پیچھے تھا۔ لولؤ اور اس کے ساتھی بغیر باقی لشکر کے اس کام میں تنہا تھے اور ان کو فاسق اور اس کے گروہ کی تلاش کی کوشش دن کے آخر حصے میں اس مقام تک لے گئی تھی۔ الموفق نے اسے واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ اپنے کام پر تعریف کئے جانے کے بعد واپس ہوا۔ الموفق نے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھالیا۔ اکرام کو تازہ کر دیا اور شایان شان اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔

ابو احمد الموفق کی مراجعت نہر ابی الخصب:

الموفق کشتی میں نہر ابی الخصب میں واپس ہوا۔ لولؤ کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ چل رہے تھے۔ المہلبی کے مکان کے سامنے آیا تو اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہ دیکھا۔ یقین ہو گیا کہ وہ لوگ واپس ہو گئے۔ اسے ان پر بہت سخت غصہ آیا۔ اپنے محل کے ارادے سے روانہ ہوا۔ لولؤ نے اپنے ساتھیوں کو چھاونی لے جانے کا حکم دیا۔ اور اس نے جب فتح کی علامتیں دیکھیں تو ظفر مندی کا یقین ہوا۔ اللہ نے فاسق کی اور اس کے ساتھیوں کی شکست اور ان کا اپنے شہر سے اخراج اور ان کے تمام مال و اسباب و ذخیرہ ہتھیار کا حصول اور تمام لوگوں کی رہائی جو ان کے ہاتھ میں قید تھے میسر فرمائی اس پر اس نے لوگوں کو خوش خبری دی۔

سیاہ کی حکم عدولی پر ابو احمد کا اظہار ناراضگی:

ابو احمد کے دل میں اپنے ساتھیوں پر اس کے حکم کی مخالفت کرنے اور اس مقام کا قیام ترک کرنے کی وجہ سے جہاں اس نے

انھیں کھڑا کیا تھا غصہ تھا۔ غلاموں اور موالی کے سرداروں اور معززین کو جمع کر کے جو کچھ سرزد ہوا تھا اس پر غصہ کیا اور اتنی ملامت کی کہ وہ عاجز آ گئے۔ انھوں نے عذر کیا کہ ”ہم سمجھے آپ چلے گئے۔ ہمیں آپ کے تعاقب کی خبر نہ ہوئی کہ فاسق کا پیچھا کیا ہے ورنہ ہم بھی تیزی سے وہیں جاتے۔“ اپنے مقام سے نہ ہٹتے یہاں تک کہ قسم کھا لی اور عہد کیا کہ ”جب خبیث کی طرف روانہ ہوں گے تو ان میں سے کوئی شخص واپس نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس پر فتح دے۔ اگر اس کام نے انھیں عاجز کر دیا تو وہ اپنے مقام پر کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور اس کے درمیان فیصلہ کرے۔“ الموفق سے یہ درخواست کی کہ وہ ان لوگوں کے الموفقہ سے جنگ کے لئے روانہ ہونے کے وقت ان کشتیوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا کرے جن میں وہ عبور کر کے الموفقہ جاتے ہیں کہ اس طریقے ان لوگوں کی امید منقطع ہو جائے جو فاسق کی جنگ سے بٹنا چاہتے ہیں۔ ابو احمد نے اقرار خطا اور وعدہ احسان پر انھیں جزائے خیر کی دعا دی اور عبور کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اسی طرح نصیحت کریں جس طرح انھیں کی گئی۔

ابو احمد کے احکام کا اجرا:

الموفق نے یوم سہ شنبہ چار شنبہ پنج شنبہ اور جمعے کو ضروریات کی اصلاح کے لئے قیام کیا۔ جب یہ کام ہو گیا تو احکام جاری کئے جن کے مطابق عبور کے وقت عمل ہو۔ جمعے کو عشا کے وقت ابو العباس اور اپنے موالی اور غلاموں کے سرداروں کو ان مقامات کی طرف روانگی کا حکم دیا جن کو نامزد کر دیا تھا۔ ابو العباس کو مع اس کے ساتھیوں کے عسکر ریحان کے قصد کا حکم دیا۔ جو نہر السفیانی اور اس مقام کے درمیان تھا جس کی فاسق نے پناہ لی تھی۔ یہ بھی فرمایا کہ اس کی روانگی مع اس کے لشکر کے نہر المغیرہ میں ہو یہاں تک کہ وہ انھیں نہر ابی الخصب کے وسط میں نکالے۔ اس صورت سے انھیں عسکر ریحان میں پہنچائے۔ حبشی غلاموں کے ایک سردار کو حکم دیا کہ نہر الامیر جا کے نصف حصے پر رک جائے۔ بقیہ سرداروں اور غلاموں کو دجلے کے شرقی جانب لشکر فاسق کے مقابل اس طور پر رات کے وقت جانے کا حکم دیا کہ صبح کو جنگ پر تیار ہیں۔ الموفق جمعے کی عشا کے وقت اور ہفتے کی شب کو اپنے سرداروں اور آدمیوں پر کشتی میں گشت کرنے لگا اور انھیں لشکر فاسق کے مقامات اور مواضع میں تقسیم کرنے لگا کہ جس طرح قرار دیا گیا ہے اسی طرح صبح کے وقت ان کی روانگی اس طرف ہو۔

صاحب الزنج کے مستقر پر حملہ:

الموفق ۲/ صفر یوم شنبہ ۲۷۰ھ کو صبح کے وقت روانہ ہوا۔ کشتی میں نہر ابی الخصب آ کے اس قدر ٹھیرا رہا کہ لوگوں کا عبور اور کشتیوں سے ٹکنا مکمل ہو گیا۔ سواروں اور پیادوں نے اپنے اپنے مقامات اختیار کر لئے۔ اس نے کشتیوں اور آلات عبور کے متعلق حکم دیا تو وہ شرقی جانب واپس کر دیے گئے اور لوگوں کو فاسق کی طرف روانگی کی اجازت دے دی گئی۔ خود ان لوگوں کے آگے آگے روانہ ہو کے اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے اندازہ کیا تھا کہ فاسقین اس میں لشکر کی مدافعت کے لئے ثابت قدم رہیں گے۔ حالانکہ خائن اور اس کے ساتھی یوم دوشنبہ کو لشکر کی واپسی کے بعد اسی وقت اس شہر میں لوٹ گئے تھے اور وہیں مقیم ہو گئے تھے۔ انھیں یہ امید تھی کہ ان کو ایک مدت دراز گزرے گی۔ اور جنگ ان سے دور رہے گی۔ مگر الموفق نے اپنے غلاموں کے پیادوں اور سواروں کی تیزی کرنے والوں کو اس حالت میں پایا کہ وہ بڑے لشکر سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ انھوں نے فاجر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے

ہٹا دیا۔ وہ لوگ بھاگے اور اس طرح منتشر ہوئے کہ ایک دوسرے کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔ اہل لشکر ان کا تعاقب کر کے جن کے پاس پہنچ جاتے انھیں قتل کرتے اور گرفتار کر لیتے۔

سلیمان بن جامع کی گرفتاری:

فاسق لشکر کے سرداروں اور ان کے آدمیوں سے جو اس کے محافظ تھے ایک جماعت کے ہمراہ علیحدہ ہو گیا۔ ان میں املہسی بھی تھا۔ اس کے بیٹے انکلائے اور سلیمان ابن جامع نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ ہر فریق پر الموفق کے سوار و پیادہ غلاموں اور موالی کی بہت بڑی جماعت روانہ ہوئی۔ ابو العباس کے وہ ساتھی جن کو اس عسکر ریحان میں مقرر کیا تھا۔ فاجر کے بھاگنے والے ساتھیوں کو مل گئے۔ انھوں نے ان میں تلوار چلائی۔ وہ سردار جو نہر الامیر میں مقرر تھا پہنچ گیا۔ اس نے فاجرین کو روک کے ان پر حملہ کیا۔ اس نے سلیمان ابن جامع کو پا کے اس سے جنگ کی۔ محافظین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ سلیمان پر فتح ہوئی۔ اسے گرفتار کر لیا اور بغیر کسی عہد و پیمان کے الموفق کے پاس لایا۔ لوگ سلیمان کی گرفتاری سے خوش ہوئے۔ تکبیر اور شور کی کثرت ہو گئی۔ فتح کا یقین ہو گیا کیونکہ خبیث کو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ وثوق اسی پر تھا اس کے بعد ابراہیم بن جعفر الہمدانی گرفتار ہوا جو اس کا ایک سر لشکر تھا۔ نادر حبشی عرف الحفار بھی گرفتار ہوا جو فاجر کے قدیم ساتھیوں میں سے تھا۔ الموفق نے ان پر زبردست پہرے کا اور ان کے ابو العباس کی کسی کشتی میں لے جانے کا حکم دیا اور ایسا ہی کیا گیا۔

صاحب الزنج کا قتل:

زنجی جو فاسق کے ساتھ رہ گئے تھے لوگوں پر اس طرح پلٹ پڑے کہ ان کو ان کے مقامات سے ہٹا دیا۔ وہ اس سے کمزور ہو گئے۔ الموفق نے بھی ان کی کمزوری محسوس کر لی۔ اس نے خبیث کی تلاش میں کوشش کی۔ نہر ابی الخصب میں گھس گیا اس فعل نے اس کے موالی اور غلاموں کے دل مضبوط کر دیے۔ انھوں نے بھی اس کے ہمراہ تلاش میں کوشش کی۔ الموفق نہر ابی الخصب تک پہنچا تھا کہ اس کے پاس فاجر کے قتل کی خوش خبری دینے والا آیا۔ ہنوز ٹھہرا نہ تھا کہ ایک دوسرا خوش خبری دینے والا آیا۔ اس کے پاس ایک ہاتھ تھا جس کے متعلق اس کا گمان تھا کہ یہ اس خبیث کا ہاتھ ہے۔ اس خبر میں کس قدر قوت آ گئی۔ لؤلؤ کے ساتھیوں میں سے ایک غلام آیا جو ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایڑ مار رہا تھا۔ اس کے ہمراہ خبیث کا سر تھا جسے اس کے قریب کیا۔ اس نے اسے امن لینے والے سرداروں کی اس جماعت کے سامنے پیش کیا جو اس کے پاس تھے تو انھوں نے پہچانا۔ وہ اللہ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔ اس بنا پر کہ اس نے اسے انعام دیا اور آزما یا۔ ابو العباس نے اور الموفق کے غلاموں اور موالی کے سرداروں نے بھی اللہ کا سجدہ شکر کیا اور انھوں نے اللہ کی بہت حمد ثناء کی۔ الموفق نے فاجر کے سر کو ایک نیزے پر لگا کے سامنے نصب کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اسے غور سے دیکھا اور اس کے قتل کی خبر کی صحت کا یقین ہو گیا۔ الحمد للہ کے ساتھ ان کی آوازیں بلند ہوئیں۔

علی بن ابان کا فرار:

بیان کیا گیا ہے کہ الموفق کے ساتھیوں نے جب خبیث کو گھیر لیا اور سرداروں میں سے اس کے ہمراہ سوائے املہسی کے کوئی نہ رہا تو املہسی بھی اس سے پشت پھیر کر بھاگا۔ اس نے نہر الامیر کا قصد کیا اور نجات کے ارادے سے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا۔ انکلائی نے جو اس کا بیٹا انکلائے تھا پہلے ہی اسے چھوڑ دیا تھا۔ وہ نہر الدیناری کے ارادے سے روانہ ہوا اور گھنے درختوں

اور جھاڑیوں کی پناہ لے کر وہیں مقیم ہو گیا۔

صاحب الزنج کے سر کی تشہیر:

الموفق اس طرح واپس ہوا کہ خبیث کا سر اس کے آگے ایک کشتی میں نیزے پر نصب تھا جس کو وہ نہر ابی الخصب میں لیے جا رہا تھا۔ لوگ نہر کے دونوں کناروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ دجلے میں آیا اور اس کی طرف روانہ ہوا۔ کشتیاں جن پر صبح سویرے دجلے کی شرعی جانب عبور کیا گیا تھا واپس کر دی گئیں کہ اور لوگ بھی عبور کریں وہ اس طرح روانہ ہوا کہ خبیث کا سر اس کے آگے ایک نیزے پر تھا اور سلیمان ابن جامع اور الہمدانی کشتیوں میں لٹکے ہوئے تھے یہاں تک کہ اپنے محل میں الموفق پہنچا۔ ابو العباس کو کشتیوں میں سوار ہونے کا اور سر کو اور سلیمان بن جامع اور الہمدانی کو اس کے حال پر برقرار رکھنے کا اور ان کو نہر بھٹی میں لے جانے کا حکم دیا۔ نہر بھٹی الموفق کی پہلی چھاؤنی تھی۔ غرض یہ تھی کہ جو لوگ لشکر میں ہیں سب کی نگاہ ان پر پڑے۔ ابو العباس نے ایسا ہی کیا اور اپنے والد ابو احمد کے پاس واپس ہوا تو سلیمان اور الہمدانی کے قید کرنے کا اور سر کے درست اور صاف کرنے کا حکم دیا۔ زنجی گروہوں کی اطاعت:

بیان کیا گیا ہے کہ ان زنجیوں کے آنے کا سلسلہ بندھ گیا جو خبیث کے ساتھ مقیم تھے اور اس کی صحبت اختیار کی تھی۔ اسی روز ان میں سے تقریباً ایک ہزار آئے۔ الموفق نے انھیں امان دینا اس لئے مناسب سمجھا کہ ان کی کثرت بھی تھی اور ان میں شجاعت بھی دیکھی کہ کوئی ایسی جماعت نہ رہے جس کی شرارت کا اسلام اور اہل اسلام پر اندیشہ ہو شہبے کے بقیہ دن اور یک شہبے اور دو شہبے کو جو زنجیوں کے سردار اور ان کے آدمی آئے تھے وہ تقریباً پانچ ہزار زنجی تھے جو لوگ جنگ کے روز قتل اور غرق ہوئے اور جو گرفتار ہوئے تھے وہ اس قدر کثیر تھے کہ تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ ایک جماعت تقریباً ایک ہزار زنجی کی جدا ہو گئی جو صحرائے خشک کی طرف چلی گئی۔ ان میں اکثر یریا سے مر گئے۔ جو بچ گئے ان پر اعراب نے قابو پالیا اور چرالے گئے۔

علی بن ابان اور انکلائے کی گرفتاری:

الموفق کو المہلبی اور انکلائے کے مقام کی خبر پہنچی جہاں ان دونوں نے ان بڑے بڑے زنجی سرداروں اور سپاہیوں کے ہمراہ قیام کیا تھا۔ بہادر غلاموں کو ان کی تلاش میں پھیلا دیا کہ ہر طرف سے تنگ کریں۔ جب انھیں یقین ہو گیا کہ کوئی پناہ نہیں ہے تو انھوں نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا الموفق نے ان پر اور جو ان کے ساتھ تھے ان پر قابو پالیا یہاں تک کہ کوئی نہ چھوٹا۔ اور وہ بھی تقریباً اسی تعداد میں تھے (۱۰۰۰) جو فاجر کے قتل کے بعد الموفق کی امان میں آئے تھے۔ الموفق کے حکم سے انکلائے اور المہلبی سخت پہرے میں قید رکھے گئے۔

قرطاس کا قتل:

ان لوگوں میں سے جو شہبے کے روز لشکر خبیث سے بھاگے تھے اور امان کی طرف مائل نہیں ہوئے تھے قرطاس بھی تھا جس نے الموفق کے تیر مارا تھا۔ یہ ہزیمت اسے رام ہر مز تک لے گئی۔ ایک شخص نے پہچان لیا۔ جس نے اسے لشکر خبیث میں دیکھا تھا۔ اس نے عامل شہر کو خبر کر دی جس نے اسے گرفتار کر کے پہرے میں روانہ کر دیا۔ ابو العباس نے اپنے والد سے یہ درخواست کی کہ اس کے قتل پر مجھے مامور کیا جائے۔ اس بنا پر ابو العباس کے حوالے ہوا اور اس نے قرطاس کو قتل کر ڈالا۔

درمویہ زنجی کی شراکتی:

اسی سال درمویہ زنجی نے ابواحمد سے پناہ لی۔ اور یہ درمویہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ درمویہ بڑا بہادر اور شجاع تھا۔ فاجر نے اپنی ہلاکت سے مدتوں پہلے اسے نہر الفہرج کے آخری حصے میں جو دجلے کے غربی جانب بصرے میں ہے۔ روانہ کیا تھا۔ وہاں ایک دشوار گزار نخلستان میں کہ گنجان جھاڑیوں اور گھنے درختوں کی کثرت تھی۔ البطیمہ کے متصل وہ مقیم ہو گیا۔ درمویہ اور جو اس کے ساتھ تھے چھوٹی اور ہلکی اور بڑی کشتیوں میں جو خود ہی بنائی تھیں۔ راہ گیروں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ سرکاری کشتی والے تلاش کرتے تو تنگ نہروں میں گھس جاتے۔ گنجان مقامات کی پناہ لیتے تھے۔ کسی نہر میں بوجہ تنگی کے چلنا دشوار ہوتا تو اپنی کشتیوں سے نکل جاتے اور انھیں اپنی پشت پر لاد کے انھیں دشوار گزار مقامات کی پناہ لیتے تھے۔ اس دوران میں البطیمہ کے دیہات اور اس کے قرب و جوار میں لوٹ مار کرتے تھے اور قتل کرتے تھے اور جس پر قابو پاتے تھے اس کا مال و متاع چھین لیتے تھے۔

درمویہ زنجی کی غارت گری:

ایک زمانے تک یہی افعال کرتے رہے یہاں تک کہ فاجر کو قتل کر دیا گیا۔ وہ اسی مقام پر تھے۔ جو حادثہ گزرا انھیں اس کا کچھ علم نہ تھا۔ خبیث کے قتل کے بعد اس کا مستقر فتح ہو گیا۔ لوگ مطمئن ہو گئے۔ روزی کی تلاش میں منتشر ہوئے۔ مال تجارت بارہوئے لگا اور راہ گیر دجلے میں چلنے لگے تو درمویہ نے ان پر حملہ کیا۔ قتل کیا اور لوٹ لیا۔ اس حرکت نے لوگوں کو پریشان کر دیا۔ شریروں اور بد معاشوں کی ایک جماعت نے غور سے اس کے حرکات دیکھے اور قصد کیا کہ اسی کے ساتھ رہ کے خود بھی یہی حرکتیں کریں۔ الموفق نے حبشی غلاموں اور ان کے قائم مقاموں کا جو لوگ تنگ نہروں اور جھاڑیوں کی جنگ کے آزمودہ کار تھے ایک لشکر بھیجے کا ارادہ کیا۔ چھوٹی چھوٹی کشتیاں اور کئی قسم کے اسلحہ مہیا کئے۔

درمویہ زنجی کی امان طلبی:

اسی میں مشغول تھا کہ اس کے پاس درمویہ کا قاصد آیا جس نے امان کی درخواست کی۔ الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ اسے امن دے کے اس شر کے اڈے کو منقطع کر دے جس میں فاجر اور اس کے گروہ کے لوگ تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ درمویہ کے طلب امان کا سبب یہ تھا کہ جن لوگوں پر اس نے حملہ کیا تھا ان میں ان لوگوں کی بھی ایک جماعت تھی جو الموفق کے لشکر سے مدنیۃ السلام اپنے مکانات کے قصد سے روانہ ہوئی تھی کہ ان میں عورتیں بھی تھیں۔ اس نے ان مردوں کو قتل کر دیا اور ان کو لوٹ لیا اور ان عورتوں پر غالب آ گیا جو ان کے ہمراہ تھیں۔ جب وہ عورتیں اس کے قبضے میں پہنچیں تو انھوں نے حالات بیان کئے۔ فاسق کے قتل اور اہلبیسی اور انکلائے اور سلیمان بن جامع اور دوسرے ساتھیوں اور سرداروں پر فتح حاصل ہونے کی ان میں سے اکثر کے الموفق کے امان میں جانے اور اس کے انھیں قبول کر لینے اور ان کے ساتھ احسان کی اسے خبر دی۔ تو بجز اس کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ الموفق سے اپنے جرم کی معافی کی درخواست کرے۔ اس بارے میں قاصد روانہ کیا اور اسے جواب دیا گیا۔ امان کی خبر ملی تو وہ نکلا۔ اس کے ساتھی بھی ہمراہ تھے۔ الموفق کے لشکر میں آیا۔ ان کی اچھی جماعت پہنچی جس کی تعداد بہت تھی۔ محاصرے کی تکلیف و مضرت بھی نہ پہنچی تھی جیسی کہ خبیث کے باقی ساتھیوں کو پہنچی تھی۔ اس لئے کہ ان لوگوں کے مال اور غلے پہنچتے رہتے تھے۔

درمویہ زنجی کو امان:

بیان کیا گیا ہے کہ درمویہ کو جب امن دے دیا گیا اور اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ احسان کیا گیا تو اس نے لوگوں کا وہ تمام مال و اسباب جو اس کے اور ان لوگوں کے قبضے میں تھا ظاہر کر دیا اور کھلم کھلا ہر شے اس کے مالک کو واپس کر دی۔ اس سے اس کی توبہ معلوم ہوئی تو اسے اور اس کے معزز ساتھیوں اور سرداروں کو خلعت اور صلہ دیا گیا۔ الموفق نے ان کو اپنے غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کے ساتھ کر دیا۔

صاحب الزنج کے قتل کا اعلان:

الموفق نے یہ حکم دیا کہ تمام اسلامی شہروں میں اہل بصرہ والا بلہ و کورد جلہ اور اہل الہواز و کور الہواز اور اہل واسطہ اور اس کے اطراف والوں میں جہاں زنجی داخل ہو گئے تھے۔ فاسق کے قتل کا اعلان ہو۔ اور ان کو اپنے اپنے وطن واپس آنے کو کہا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ لوگ تیزی سے بڑھے اور تمام اطراف سے الموفقہ میں آ گئے۔ خود الموفقہ ہی میں مقیم رہا کہ اس کے قیام کی وجہ سے لوگوں کے اطمینان و بے خوفی میں ترقی ہو۔ اس نے بصرے اور الا بلہ اور کورد جلہ پر اپنے موالی کے سرداروں میں سے ایک ایسے شخص کو والی بنایا جس کا طریقہ پسندیدہ تھا اور جس کی خوش خصالی سے وہ واقف تھا اس کا نام العباس بن ترکس تھا۔ اس کو بصرے منتقل ہونے اور وہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ بصرے اور الا بلہ اور واسطہ اور کورد جلہ کا قاضی محمد بن حماد کو مقرر کیا۔

ابو العباس کی روانگی مدینۃ السلام:

اپنے فرزند ابو العباس کو مدینۃ السلام روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ صاحب الزنج خبیث کا سر بھی تھا کہ لوگ اسے دیکھ کر خوش ہوں۔ ابو العباس اپنے لشکر کے ہمراہ روانہ ہو کے اسی سال ۱۸ / جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو مدینۃ السلام پہنچا جہاں نہایت عمدہ ہیئت میں داخل ہوا۔ سر اس کے آگے آگے ایک نیزے پر روانہ کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔

۲۶ / رمضان یوم چار شنبہ ۲۵۵ھ کو صاحب الزنج کا خروج ہوا تھا۔ اور ۲ / صفر ۲۵۶ھ یوم شنبہ کو قتل کیا گیا۔ جب سے کہ اس نے خروج کیا اس دن تک قتل کیا گیا چودہ سال چار ماہ چھ دن ہوئے۔ الہواز میں ۱۷ / رمضان ۲۵۶ھ کو داخلہ ہوا۔ بصرے میں اس کا داخلہ اور وہاں کے باشندوں کا قتل اور آتش زنی ۱۷ / شوال ۲۵۷ھ کو ہوئی تھی۔

ابو احمد الموفق کی شان میں قصیدے:

الموفق اور اس بد بخت کی شان میں شعرا نے بہت سے اشعار کہے اس میں سے یحییٰ بن محمد الاسلامی کا کلام یہ ہے:

”میں کہتا ہوں کہ خوش خبری دینے والا ایک ایسی جنگ کی خوش خبری لایا۔ جس نے اسلام کو کمزور ہونے کے بعد طاقتور کر دیا۔

اللہ تعالیٰ بہترین انسان (الموفق) کو ان لوگوں کی جانب سے جن کی اس نے حمایت کی ایسی جزا دے جو بہترین ہو۔

اس وقت جب کسی نے اللہ کے دین کی مدد نہ کی اس نے تنہا اس دین کی تجدید کی جو بوسیدہ ہو چلا تھا۔

اس نے تنہا ملک کی مضبوطی کی جو اپنے غلبے کے بعد کمزور ہو چکا تھا۔ از سر نو وہ انتقام لئے جو دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

اس نے تنہا عمارتوں کو واپس لیا جو ویران کر دی گئی تھیں کہ وہ سایہ پور پورا واپس آئے جو منقطع ہو گیا تھا۔

وہ شہر اصلی حالت پر واپس آ جائیں جو ویران اور متعدد بار جلادے گئے تھے ان کی شام اس طرح ہوئی تھی کہ ایک بیابان

ہو گئے تھے۔

تاکہ ایسی جنگ سے مومنین کا دل ٹھنڈا کرے جس سے ہماری رونے والی آنکھوں کو ٹھنڈک آئے۔

کتاب اللہ کی ہر مسجد میں تلاوت کی جائے اور دشمنان خدا کو غائب و خاسر بنائے۔

الموفق نے اپنے احباب اور اپنی نعمت اور لذت دنیا سے منہ پھیر لیا اور غازی بن کر سامنے آ گیا۔

ایک اور طویل قصیدے کا اقتباس یہ ہے۔

”کاذب بے دین کے ستارے کہاں گئے جو نہ طیب تھانہ حاذق تھا۔

ایک ایسے مبارک ہاتھ والے سردار نے جو اپنے قول میں صادق ہے، اسے صبح کے وقت نحوست میں داخل کر دیا۔

وہ اپنی جنگ میں اس طرح گھرا اور ایسے لوگوں کے قبضے میں تھا جو جنگ میں جنگل کے شیر ہیں۔

اس نے کاسرہ موت سے ایک ایسا گھونٹ پیا جو چکھنے والے پر بد مزہ ہے۔“

یحییٰ بن خالد کا کلام یہ ہے۔

”خلفاء کے فرزند جو ستون ہدایت میں سے تھے۔ اور اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو ڈھانکے ہوئے تھے۔

اپنے دشمنوں کو حرم سے دفع کرنے والے تھے اور روز جنگ کے لئے قابل ہدایت تھے۔

ایسا فرماں روا جس نے دین کو کھنہ ہونے کے بعد تازہ کر دیا اور دغا بازوں سے قیدیوں کو رہا کر لیا۔

تو ہی زمانے سے پناہ دینے والا ہے۔ جب زمانہ غلبہ کرے اور تیرے ہی پاس رغبت کرنے والا سوال لے کر آتا ہے۔

تیری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے تو خلفاء کی اولاد میں سے ہے۔ اپنے قصد کا پورا کرنے والا اور پاک لباس والا۔

تو نے بے دینوں کے گروہ کو اس طرح فنا کر دیا کہ انھوں نے بحالت حیرانی اس طرح صبح کی کہ زوال کا یقین تھا۔

تو نے محتاط رائے کے تیروں کو ان پر برسایا ان کے قلوب کو دہشت سے بھر دیا۔

جب ناپاک ملعون نے سرکشی کی تو اس کا مشرقی تلوار سے اور کچلنے والے نیزے سے قصد کیا۔

اس حالت میں اس کی گردن کی رگیں اور جوڑ بند کاٹ کے چھوڑ دیا کہ پرندے اس کے گرد منڈلاتے ہیں۔

وہ ان بھاری بیڑیوں کے ساتھ جنھوں نے اسے سست کر دیا ہے جہنم کی گرمی اور اس کے گڑھے کی طرف مائل ہے۔

یہ سب اس وجہ سے ہے جو اس نے کمایا اور جمع کیا۔ اور جن برے اعمال کا اس نے ارتکاب کیا۔

تو نے دین کی آنکھ کو اس شخص سے ٹھنڈا کر دیا جس نے مکاری کی تھی۔ تو نے دین کو بچوں کے قاتل سے چھڑا دیا۔

الموفق نے عراق میں حملہ کیا تو مغرب والوں کو بہادرؤں کے حملے نے پریشان کر دیا۔“

خالد بن مروان کا کلام یہ ہے۔

”اے منزل ویران مجھے جواب دے (خدا کرے) تیرے صحنوں میں ہمیشہ بارش ہوتی رہے۔

مجھے پڑوسیوں کی اطلاع دے کہ وہ کہاں چل دیے۔ کیا دنیا پھر آئی اور کیا مسافر واپس ہوئے؟

مکان اپنی بربادی کے بعد کیونکر جواب دے۔ اس کے باشندوں کے تو نشان بھی باقی نہیں۔

وہ ایسی منزلیں ہیں کہ مجھے رلا دیا۔ دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی اور صبر جاتا رہا۔ انھیں زمانے کی گردشوں نے برباد کر دیا۔ جس نے بہت عجلت کی۔ زمین والوں کے شر نے ہلاک کر دیا، زمانے نے نہیں کیا۔

دنیا خوش ہو گئی اور اس کی سبزی پک گئی ولی عہد کی برکت سے اور حالت بدل گئی۔ جو لوگ بھاگے ہوئے تھے وہ اپنے وطنوں میں پھر آ گئے۔ اور کسی مقام پر ملعون کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ولی عہد کی تلوار سے ہدایت کا ہاتھ دراز ہو گیا۔ دین کا چہرہ روشن ہو گیا اور کفر کی بنیاد اکھڑ گئی۔ ولی عہد نے اللہ کے راستے میں ان لوگوں کے ساتھ جہاد کا حق ادا کر دیا۔ ایسی جان کے ساتھ حق جہاد ادا کیا کہ اس کے لئے سلامت کی درازی اور مدد ہو۔

یہ قصیدہ طویل ہے۔ یحییٰ بن محمد کا کلام یہ ہے۔

”اے مجھو تو مجھ سے بیزار ہے اور میں تجھ سے بیزار ہوں۔ تو ایسے شخص کو ملامت نہ کر جس کو ملامت سے عزت ہے۔ میرے کوچ پر مجھے ملامت نہ کر کیونکہ میں ایسا شخص ہوں جو کجاوہ کئے اور سفر کرنے اور کوچ کرنے کے لئے وقف ہے۔ کس جگہ مقام ہو جب کہ میرے لئے کوئی شہر اس طرح تنگ ہو، گویا کہ میں آنکھوں کی نابینائی کے لئے ہوں اور گراں ہو۔

اس ہمت نے کسی کو بیدار نہ کیا۔ جس نے صاحب ہمت کو بیدار نہ پایا جس کے اندر آنکھوں کی لذت سرایت کئے ہوئے ہو۔

وہ شخص آرام سے نہ سویا جس شخص نے اس خوف میں رات گزاری کہ اس کا پڑوسی خوف کی حالت میں رات گزارتا ہے۔

یہ قصیدہ بھی طویل ہے۔



باب ۴

فسادات

رومیوں کی پیش قدمی و شکست:

اسی سال ماہ ربیع الاول میں مدینۃ السلام میں یہ خبر آئی کہ تقریباً ایک لاکھ رومی باب قلمیہ کے علاقے میں اتر آئے ہیں جو طرطوس سے چھ میل ہے۔ ان کا رئیس بطریق البطارقہ اندریاس ہے۔ اس کے ساتھ چار دوسرے بطریق بھی ہیں۔ یا زمان خادم رات کے وقت نکلا اور ان پر شب خون مارا۔ اس نے بطریق البطارقہ اور بطریق القباذیق اور بطریق الناطلق کو قتل کر دیا۔ بطریق قرۃ مجروح ہو کر بچ گیا۔ ان کی سونے چاندی کی سات صلیبیں لے لیں۔ جن میں سب سے بڑی سونے کی صلیب بھی ہے۔ جو جزاؤ ہے۔ پندرہ ہزار گھوڑے خچر بھی لے لئے اور زین بھی اسی قدر مرصع تلواریں اور بہت سے برتن بھی۔ تقریباً دس ہزار ریشمی جھنڈے اور بہت سے ریشمی کپڑے اور سمور کے لحاف۔ ۷/ ربیع الاول روزہ شنبہ کو اندریاس کی جانب کوچ ہوا۔ رات کے وقت حملہ کیا گیا۔ بہت سے رومی قتل ہوئے گمان یہ ہے کہ ان میں ستر ہزار مقتول ہوئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال مدینۃ السلام میں ۲/ جمادی الاولیٰ یوم پنج شنبہ کو ہارون بن ابی احمد الموفق کی وفات ہوئی۔ اسی سال ۶/ شعبان کو بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن طولون کی موت کی خبر مدینۃ السلام میں آئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی وفات اسی سال ۱۸/ ذی القعدہ یوم دو شنبہ کو ہوئی۔ اسی سال الحسن بن زید العلوی کی طبرستان میں وفات ہوئی یا رجب میں اور یا شعبان میں۔ نصف شعبان کو المعتمد بغداد میں داخل ہوا۔ قطر بل کے قریب جلوس کے ساتھ اتر آئے محمد بن طاہر اس کے آگے آگے نیزہ لئے چل رہا تھا۔ پھر سامرا کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال ختم رجب پر زمان کے ہاتھوں اہل ساجد ماکافہ یہ ادا ہوا۔ اسی سال ۲۱/ شعبان یوم یک شنبہ کو بغداد میں ابوالعباس بن الموفق کے ساتھیوں نے صاعد بن مخلد سے جو الموفق کا وزیر تھا تنخواہوں کا مطالبہ کیا۔ صاعد کے ساتھی ان کی طرف گئے کہ انہیں دفع کریں۔ ابوالعباس کی پیادہ فوج پل کے مکان کی طرف چلی گئی۔ صاعد کے ساتھی سوق یحییٰ میں دروازوں کے اندر ہو گئے۔ آپس میں جنگ کی۔ ان میں مقتول بھی ہوئے اور مجروح بھی۔ پھر رات حائل ہو گئی۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو انھیں تنخواہ دی گئی اور صلح ہو گئی۔

اسی سال شوال میں اسحاق بن کنداج اور ابن دعباش میں جنگ ہوئی۔ ابن دعباش ابن طولون کی جانب سے الرقہ اور اس کے اعمال اور سرحد اور العواصم پر مامور تھا اور ابن کنداج خلافت کی جانب سے موصول پر تھا۔

اسی سال بغداد میں اس کی غربی جانب الیاسریہ کی نہر عیسٰی سے ایک بم پھوٹ گئی۔ جس سے الکرخ میں دباغت کرنے والے اور لکڑی والے غرق ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ سات ہزار مکان توڑ دیے یا قریب سات ہزار کے۔

اسی سال روم کا بادشاہ الصلتی قتل کیا گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق البہاشی بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ ابن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

۱۷۲ھ کے واقعات

پہلا دن دوشنبہ ۲۹/حزیران ۱۱۹۵ میں عہد ذی القرنین۔

محمد علی فرزند ان الحسین کی مدینہ میں غارت گری:

کیم صفر کو محمد علی فرزند ان الحسین بن جعفر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علی ابن حسین (رضی اللہ عنہم) مدینہ میں داخل ہوئے۔ باشندوں کی ایک جماعت قتل کر ڈالی۔ مال کا مطالبہ کیا اور ایک جماعت سے وصول بھی کیا۔ اور اہل مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چار جمعوں تک نہ پہنچ سکے نہ توجہ ہوا نہ جماعت ہوئی۔

ابو العباس بن الفضل العلوی نے کہا ہے۔

”نیکی کرنے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا مکان ویران کر دیا گیا، جس کی ویرانی نے مسلمانوں کو رلا دیا۔

آنکھ کو مقام جبریل نے اور قبر مبارک نے رلایا تو وہ روئی اور منبر مبارک (نے بھی رلایا) اس مسجد پر جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جو ہمیشہ عبادت کرنے والوں ہی سے آباد رہی۔ اور اس پاک سرزمین پر جس پر اللہ نے خاتم المرسلین سے برکت نازل کی۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو برباد کرے جنہوں نے اسے ویران کیا۔ اور ہلاک ہونے والے کی اطاعت کی۔“

عمر بن الیث پر لعنت کرنے کا حکم:

اسی سال خراسان کے وہ حجاج جو بغداد میں آئے تھے المعتمد کے پاس لائے گئے۔ اس نے انہیں بتایا کہ عمر بن الیث کو جو کچھ اس کے سپرد کیا تھا اس سے معزول کر دیا اس پر لعنت کی اور انہیں یہ خبر دی کہ خراسان کو محمد بن طاہر کے سپرد کیا ہے۔ یہ واقعہ ۲۶/شوال کو ہوا۔ اس نے منبروں پر بھی عمر بن الیث پر لعنت کرنے کا حکم دیا چنانچہ لعنت کی گئی۔ اسی سال ۲۲ شعبان کو صاعد بن مخلد ابو احمد کی واسطہ کی چھاؤنی سے عمر بن الیث کی جنگ کے لئے فارس کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۰/رمضان کو اسی سال احمد بن محمد الطائی کو مدینے اور طریق مکہ کا عہدہ دار بنایا گیا۔

ابو العباس اور خمارویہ کی جنگ:

اسی سال ابو العباس بن الموفق اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان الطواغین میں جنگ ہوئی۔ ابو العباس نے خمارویہ کو

شکست دی۔ خمارویہ مصر کی طرف بھاگنے کے لئے گدھے پر سوار ہوا۔

ابو العباس کے ساتھی لوٹ میں پڑ گئے۔ ابو العباس خمارویہ کے خیمے میں اس طرح اتر گیا کہ وہ یہ نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی اس کی تلاش میں ہے۔ اس پر خمارویہ کا پوشیدہ لشکر نکل آیا۔ سعد الاعمر اور اس کے سرداروں کی جماعت اس لشکر میں تھی جو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا دیے گئے تھے۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ہتھیار رکھ دیے تھے اور اتر گئے تھے کہ ان پر خمارویہ کے لشکر نے حملہ کر دیا وہ

بھاگے اور یہ جماعت منتشر ہو گئی۔ ابو العباس اپنے ساتھیوں کی ایک قلیل جماعت کے ہمراہ طرطوس چلا گیا اور دونوں لشکروں میں لشکر ابو العباس اور لشکر خمارو یہ میں جو کچھ مال و اسباب و ہتھیار وغیرہ تھے لوٹ لئے گئے۔ یہ واقعہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اسی سال کی سولہویں شعبان کو ہوا۔

یوسف ابن ابی الساج کی گرفتاری:

اسی سال یوسف بن ابی الساج نے جو والی مکہ تھا الطائی کے ایک غلام پر جس کا نام بدر تھا حملہ کیا جو حاجیوں کا مددگار بن کے نکلا تھا چنانچہ اسے یوسف نے قید کر دیا۔ لشکر کی ایک جماعت نے ابن ابی الساج سے جنگ کی اور حاجیوں نے ان کی مدد کی۔ الطائی کے غلام کو چھڑا لیا اور ابن ابی الساج کو گرفتار کر لیا۔ جو قید کر کے مدینۃ السلام روانہ کر دیا گیا۔ یہ جنگ مسجد حرام کے دروازے پر ہوئی تھی۔

دیر عتیق کا انہدام و تعمیر:

اسی سال عوام نے اس دیر عتیق کو تباہ کر دیا جو نہر عیسیٰ کے پیچھے تھا جس قدر اسباب اس میں تھا سب لوٹ لیا۔ دروازے اور کڑیاں وغیرہ اکھاڑ ڈالیں کچھ چھتیں اور دیواریں بھی منہدم کر دیں۔ الحسین ابن اسماعیل جو محمد بن طاہر کی جانب سے بغداد کی پولیس کا حاکم تھا وہاں گیا اور جو حصہ بچ گیا تھا اس کے منہدم کرنے سے انھیں روکا۔ چند روز تک وہ بھی اور عوام بھی آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ سلطانی لشکر کے اور ان لوگوں کے درمیان خون ریزی ہو جائے۔ چند روز کے بعد عوام نے جو حصہ منہدم کر دیا تھا بنادیا گیا اور اس کی دوبارہ تعمیر جیسا کہ بیان کیا گیا عبدون بن مخلد برادر صاعد بن مخلد کی قوت سے ہوئی۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ العباسی نے حج کرایا۔

۲۷۲ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال کا پہلا دن جمعہ ۱۸ حزیران ۱۱۹۶ ذی القریٰ بنی کو ہوا۔ منجملہ واقعات اہل طرسوس کا ابو العباس بن الموفق کو طرسوس سے اس اختلاف کی وجہ سے نکال دینا ہے جو اس کے اور یازمان کے درمیان واقع ہو گیا تھا۔ وہ وہاں سے اسی سال پندرہویں محرم کو بغداد کے ارادے سے نکلا۔ اسی سال ۱۸ / صفر یوم سہ شنبہ کو الموفق کی قید میں سلیمان بن وہب کی وفات ہوئی۔ اسی سال ۸ / ماہ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو عوام جمع ہوئے۔ البیہ (معبد یہود) کی جس قدر تعمیر ہوئی تھی اسے منہدم کر دیا۔ اسی سال ایک شاری (خارجی) کوراء خراسان میں حاکم بنایا گیا۔ وہ دسکوۃ الملک گیا تھا کہ قتل کر دیا گیا اور لوٹ لیا گیا۔ اسی سال مدینۃ السلام میں حمدان بن حمدون اور ہارون الشاری (خارجی) کی شہر موصل میں داخل ہونے کی خبر آئی۔ الشاری نے لوگوں کو مسجد جامع میں نماز پڑھائی۔

اسی سال ۲۱/ جمادی الآخرہ کو ابو العباس بن الموفق الطواحقین میں ابن طولون کے ساتھ اپنی جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا۔

الذوالبی العلوی پر عتاب:

اسی سال قید خانے میں اندر کی جانب سے نقب لگائی گئی اور الذوالبی العلوی کو دو آدمیوں کے ساتھ نکالا گیا۔ ان لوگوں کے لئے گھوڑے مہیا کئے گئے تھے جو ہر شب کو کھڑے کئے جاتے تھے کہ نکلیں اور ان پر سوار ہو کر بھاگیں۔ مگر انہیں دیکھ لیا گیا۔ اور شہر ابی جعفر المصنوع کے دروازے بند کر دیے گئے۔ الذوالبی کو اور جو لوگ اس کے ساتھ نکلے تھے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ الموفق کو لکھ دیا گیا جو واسطہ میں مقیم تھا۔ اس نے یہ حکم دیا کہ الذوالبی کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں جانب مخالف سے کاٹ دیا جائے۔ ۳/ جمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو جانب غربی کے پل کی مجلس میں کاٹا گیا اور داغ دیا گیا۔ محمد بن طاہر بھی اپنے گھوڑے پر کھڑا تھا۔

صاعد بن مخلد کی فارس میں آمد:

اسی سال رجب میں صاعد بن مخلد فارس سے آیا اور واسطہ میں داخل ہوا۔ الموفق نے تمام سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے استقبال کیا۔ پیادہ پا چلے اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

صاعد بن مخلد پر عتاب:

اسی سال الموفق نے صاعد بن مخلد اور اس کے اعزہ کو واسطہ میں گرفتار کر لیا۔ ۹/ رجب روز دوشنبہ کو ان کے مکانات لوٹ لئے اس کے دونوں بیٹے ابی عیسیٰ اور ابی صالح بغداد میں گرفتار کر لئے گئے۔ اس کا بھائی عبدون اور اس کے اعزہ سامرا میں۔ یہ سب ایک ہی دن میں ہوا اور یہ وہی ہے جس میں صاعد کو گرفتار کیا گیا۔ اور الموفق نے اسماعیل بن بلبل کو کاتب بنایا اور اسے صرف کتابت ہی پر رکھنا کسی اور کام پر۔

اسی سال یہ خبریں آئیں کہ جمادی الآخرہ میں مبصر میں ایسے زلزلے آئے کہ مکانات اور جامع مسجد کو تباہ کر دیا۔ ان زلزلوں میں سے ایک دن میں ایک ہزار جنازے شمار کئے گئے۔

بغداد میں گرانی:

اسی سال بغداد میں سودا گراں ہو گیا۔ اس لئے کہ اہل سامرا نے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آٹے کی کشتیوں کو جانے سے روکا۔ الطائی نے جائیداد والوں کو نلے کا بھس نکالنے اور اس کی تقسیم کرنے سے روکا کیونکہ اس کو سودوں کی گرانی کا انتظار تھا اہل بغداد نے تیل، صابون اور کھجور وغیرہ کو سامرا کی جانب لادنے سے روکا۔ یہ نصف ماہ رمضان کو ہوا۔

گرانی کے خلاف عوام کا احتجاج:

اسی سال سودے کی گرانی کی وجہ سے عوام نے شور مچایا اور الطائی پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ جامع مسجد سے نصف شوال کو اس کے مکان کی طرف جو باب البصرہ اور باب الکوفہ کے درمیان تھا لوٹے۔ اس کے پاس انکرخ کی جانب سے آئے۔ الطائی نے اپنے ساتھیوں کو چھتوں پر چڑھا دیا۔ انھوں نے تیر مارے اس نے اپنے آدمیوں کو اپنے دروازے پر اور اپنے مکان کے سامنے کے میدان میں تلواروں اور نیزوں کے ساتھ کھڑا کیا۔ بعض عوام مقتول ہوئے اور ایک جماعت مجروح ہوئی۔ شام تک برابر خون ریزی کرتے رہے۔ جب رات ہو گئی تو واپس ہوئے۔ دوسرے روز صبح کو آئے تو محمد بن طاہر سوار ہو کے گیا اور اس نے لوگوں

کو تسکین دے کے واپس کیا۔
اسی سال ۱۹/ شوال یوم سہ شنبہ کو اسماعیل بن بریہ البہاشمی کی وفات ہوئی۔ ۲۲/ شوال کو عبید اللہ بن عبد اللہ البہاشمی کی وفات ہوئی۔
زنجی سرداروں کا قتل:

اسی سال واسط میں زنجیوں میں حرکت ہوئی۔ انھوں نے انکلائے یا منصور کی صدا لگائی۔ انکلائے اور المہلسی اور سلیمان بن جامع اور الشعرانی اور الہمدانی اور ان کے ہمراہ ایک دوسرا زنجی سردار محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان واقع مدینۃ السلام کے دارالطبع میں الموفق کے ایک غلام فتح السعیدی کے زیر نگرانی قید تھے۔ الموفق نے فتح کو لکھا کہ وہ ان چھ آدمیوں کے سر روانہ کر دے۔ وہ ان کے پاس داخل ہوا۔ ایک ایک کو نکالتا جاتا تھا، جنھیں ایک غلام ذبح کرتا تھا۔ مکان کے چہ بچے کا ڈھکنا ہٹایا گیا۔ دھڑ اس میں ڈال کے ڈھکنا بند کر دیا گیا۔ اور ان کے سروں کو الموفق کے پاس روانہ کر دیا گیا۔
زنجی سرداروں کی لاشوں کی تشہیر:

اسی سال ان چھ مقتولین کی لاشوں کے بارے میں محمد بن طاہر کے پاس الموفق کا خط آیا تو اس نے انھیں الجسر کے سامنے لٹکانے کا حکم دیا۔ وہ چہ بچے سے نکالی گئیں۔ سب پھول گئی تھیں ان کی بوبدل گئی تھی۔ اور بعضوں کی کھال بھی اتر گئی تھی۔ یہ لاشیں محمولوں میں لادی گئیں۔ ان میں سے تین کو شرقی جانب لٹکایا گیا اور تین کو غربی جانب۔ یہ واقعہ اسی سال ۲۳/ شوال کو ہوا۔ محمد بن طاہر بھی سوار ہو کے گیا تھا۔ اسی کے سامنے لٹکائے گئے۔
اسی سال مدینہ رسول ﷺ کی حالت درست ہو گئی، وہ آباد ہو گیا اور لوگ اس میں واپس آ گئے۔
اس سال زمستانی جہاد (صافہ) یا زمان نے کیا۔

۳۲ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اسی سال ماہ ربیع الاول کے سولہویں دن بد معاش عمرو بن الیث اور احمد بن عبد الحمز بن ابی دلف کے درمیان جنگ ہوئی۔
اسی سال الرقہ میں اسحاق بن کنداج اور محمد بن ابی الساج کے درمیان جنگ ہوئی۔ اسحاق کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ۹/ جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ کو ہوا۔

اسی سال طرطوس سے یا زمان کے قاصد آئے اور بیان کیا کہ روم کے سرکش (بادشاہ کے تین بیٹوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان میں سے ایک بادشاہ بن بیٹھا۔

لولؤ کی اسیری:

اسی سال ۸/ ذی القعدہ کو ابو احمد نے لولؤ کو جو اس کے پاس امان لے کر ابن طولون کے پاس آیا تھا قید کر دیا اور اس کا کل مال لے لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس قدر مال لیا اس کی مقدار چار لاکھ دینار تھی۔ لوگوں سے لولؤ نے بیان کیا کہ میں نے سوائے اپنے مال کی کثرت کے اور کوئی ایسا گناہ معلوم نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اس فعل کا مستوجب ہوا جو میرے ساتھ کیا گیا۔

اسی سال ۱۴/ ذی الحجہ کو محمد بن ابی الساج اور اسحاق بن کنداج کے درمیان ایک دوسری جنگ ہوئی جس میں کنداج کو

شکست ہوئی۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون محمد بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبد اللہ ابن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۴ھ کے واقعات

۱۸/ ماہ ربیع الاول کو عمرو بن اللیث کی جنگ کے لئے ابواحمد کی کرمان کو روانگی ہوئی۔

یازمان کا جہاد:

اسی سال یازمان نے جہاد کیا۔ المسکنین پہنچ گیا۔ کفار کو اس نے قید کیا اور مال غنیمت حاصل کیا اور خود اور تمام مسلمان محفوظ رہے۔ یہ واقعہ اسی سال ماہ رمضان میں ہوا۔

صدیق الفرغانی کی رہزنی:

اسی سال صدیق الفرغانی سامرا کے مکانات میں گھسا۔ تجارت کا مال لوٹا اور لوگوں کے ساتھ بہت فساد کیا۔ یہی صدیق پہلے راستے کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک جنگی چور بن گیا جو ڈاکہ ڈالتا ہے۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الباشی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۵ھ کے واقعات

صدیق الفرغانی پر عتاب:

الطائی کا لشکر سامرا روانہ ہوا کہ صدیق کے حادثے کا سد باب ہو۔ اپنے بھائی کو قید خانے سے رہا کر لیا۔ جو اس کے پاس قید تھا۔ یہ واقعہ اسی سال محرم میں ہوا۔ الطائی نے صدیق کے پاس قاصد بھیجا وعدے کئے احسان کیا اور اسے امن دیا۔ صدیق نے امان میں اس کے پاس داخل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ تو ایک غلام نے جس کا نام ہاشم تھا ڈرایا۔ وہ جیسا کہ بیان کیا گیا بہادر تھا اس لیے اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا۔ اور سامرا میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ داخل ہو کے الطائی کے پاس چلا گیا۔ الطائی نے اسے اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا۔ صدیق کا ایک ہاتھ ایک پاؤں ہاشم کا ایک ہاتھ ایک پاؤں اور اس کے ساتھیوں کا ایک ایک ہاتھ ایک پاؤں کاٹ کے بحالت قید محملوں میں لا دکر مدینۃ السلام اس طرح روانہ کر دیا کہ ان کے کئے ہوئے ہاتھ پاؤں کھلے ہوئے تھے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ اس کے بعد وہ قید کر دیے گئے۔

اسی سال یازمان نے بحری جہاد کیا۔ رومیوں کی چار کشتیاں گرفتار کر لیں۔

الطائی اور فارس العبدی کی جنگ:

اسی سال فارس العبدی نے بدمعاشی کی۔ سامرا کے علاقے میں فساد کیا اور سامرا سے کرخ تک چلا گیا۔ آل خشیخ کے مکانات

لوٹ لئے الطائی اس کی طرف روانہ ہوا وہ اس کو الحدیث میں ملا دونوں جنگ جنگ کی الطائی نے اسے شکست دی اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا۔ الطائی دجلے کی طرف چلا گیا اپنی چھوٹی کشتی میں داخل ہوا کہ دجلے کو عبور کرے۔ اسے العبدی کے ساتھیوں نے پایا وہ لوگ کشتی کے پچھلے حصے میں لٹک گئے۔ الطائی نے اپنے آپ کو دجلے میں ڈال دیا۔ دریا کو تیر کر عبور کیا۔ جب اس سے نکلا تو اپنی ڈاڑھی سے پانی جھٹکا اور کہا ”العبدی کا خیال کیا ہے؟ کیا میں مچھلی سے زیادہ تیراک نہیں ہوں؟“۔ الطائی شرقی جانب اتر گیا۔ اور العبدی اس کے مقابل جانب غربی رہا۔

الطائی کی گرفتاری:

الطائی کی واپسی کے بارے میں علی بن محمد بن منصور بن نصر ابن بسام نے ذیل کے اشعار کہے۔
 ”الطائی مقابلے کو آیا ہے (خدا کرے) وہ اقبال مند نہ ہو۔ اس نے برے کام کیے اچھا نہ کیا۔
 گودہ اپنے نرم الفاظ کی وجہ سے ایک لڑکی ہے جو غم کی مشقت کی چباتی ہے۔“
 اسی سال ابو احمد نے الطائی کے بیڑی ڈالنے اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔

۱۴/ رمضان کو یہ کیا گیا اور اس کی ہر چیز پر مہر لگا دی گئی۔ وہ کوئے اور اس کے دیہات کا اور راہ خراسان اور سامرا کا اور بغداد کی پولیس کا اور بادور یا اور قطر بل اور مسکن کے خراج کا اور کچھ جاگیر خاص کا والی تھا۔
 ابو العباس کی گرفتاری:

اسی سال ابو احمد نے اپنے بیٹے ابو العباس کو قید کیا تو اس کے ساتھیوں نے شور کیا اور ہتھیار اٹھا لیے اور اس کے غلام سوار ہو گئے۔ اس کی وجہ سے بغداد میں پریشانی ہو گئی۔ ابو احمد سوار ہو کے باب الرصافہ پہنچا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ابو العباس کے ساتھیوں اور اس کے غلاموں سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے کیا تم لوگ اپنے آپ کو میرے بیٹے پر مجھ سے زیادہ شفیق سمجھتے ہو؟ وہ میرا بیٹا ہے مجھے اس کے درست کرنے کی ضرورت ہوئی۔ یہ سن کے لوگ پلٹ گئے اور ہتھیار رکھ دیے۔ یہ واقعہ اسی سال ۶/ شوال یوم سہ شنبہ کو ہوا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷ھ کے واقعات

مدینۃ السلام کی پولیس عمر بن الیث کے تحت کی گئی اور اسی سال ان جھنڈوں اور پردوں اور ڈھالوں پر جو الجسر کی مجلس میں ہوتے ہیں اس کا نام لکھا گیا۔ یہ محرم میں ہوا۔

ابو احمد الموفق کی روانگی الجبل:

اسی سال ۱۴/ رجب الاول کو ابو احمد مدینۃ السلام سے الجبل روانہ ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی وہاں روانگی کا سبب یہ ہوا کہ الماذرائی کا تب اذکوتکین نے اسے یہ خبر دی کہ وہاں پر بہت مال ہے۔ اگر وہ روانہ ہوا تو سب مل جائے گا۔ وہ اس طرف گیا مگر اس

مال میں سے کچھ نہ پایا۔ جب نہ پایا تو انکرج روانہ ہو کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ارادے سے اصہبان چلا۔ احمد بن عبدالعزیز مع اپنے لشکر و عیال کے کسی طرف ہٹ گیا۔ اپنا مکان مع فرش کے چھوڑ گیا کہ جب ابواحمد آئے تو اس میں اترے۔ محمد بن ابی الساج کی ابواحمد کی اطاعت:

ابواحمد کے باب خراسان سے اپنے خیمے سے روانہ ہونے سے قبل اس کے پاس محمد بن ابی الساج آیا جو ابن طولون سے چند لڑائیاں کرنے کے بعد بھاگا تھا، جن کے آخر میں ابی الساج اپنے ساتھیوں کی قلت اور ابن طولون کے آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے مقابلے سے عاجز ہو گیا تھا ابواحمد سے ملا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ خلعت دیا اور اپنے ہمراہ الجبل لے گیا۔ اسی سال ماہ ربیع الآخر میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو عمرو بن الیث کی جانب سے بغداد کی پولیس کا والی بنایا گیا۔ سات قبروں کے پھٹنے کا واقعہ:

اسی سال نہر الصلہ کے ایک ٹکڑے کی سات قبروں کے پھٹ جانے کی خبر آئی۔ وہ ٹکڑا تمل بنی شفیق کے نام سے مشہور تھا ان سات قبروں میں سات صحیح و سالم جسم تھے۔ جن پر سنے اور نرم کفن تھے، جس سے مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ ان میں ایک جوان تھا۔ جس کے سر پر پٹے تھے۔ پیشانی اور دونوں کان اور دونوں رخسارے اور ناک دونوں ہونٹ اور ٹھوڑی اور اس کی آنکھوں کی پلکیں صحیح و سالم تھیں۔ دونوں ہونٹوں پر پانی کی تری تھی۔ گویا اس نے پانی پیا ہے۔ اور گویا سرمہ لگایا ہے۔ کوہے پر تلوار کا زخم تھا، دو بارہ اسے کفنا دیا گیا۔ ہمارے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ ان میں سے کسی کے بال کھینچے۔ تو اس نے اس کے بال کی جڑ کو زندوں کی طرح مضبوط پایا بیان کیا گیا ہے کہ وہ ٹکڑا جوان قبروں سے پھٹ گیا۔ وہ پتھر کے حوض کے مشابہ تھا، جو دانت کے رنگ کا تھا جس پر کچھ تحریر تھی جو معلوم نہ ہوتی تھی کہ کیا ہے۔

اسی سال ان پر دوں اور جھنڈوں اور ڈھالوں کے پھینک دینے کا جو پولیس کی چوکیوں میں تھے جن پر عمرو بن الیث کا نام تھا اور اس کا ذکر ترک کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱ شوال کو ہوا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور وہی مکے اور مدینے اور طائف کا والی تھا۔

۷۲ھ کے واقعات

خمارویہ کی یا زمان کو مدد:

یا زمان نے طرطوس میں خمارویہ بن احمد بن طولون کے حق میں دعا کی اور اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار اور پانچ سو کپڑے اور ڈیڑھ سو گھوڑے اور ڈیڑھ سو بارانیاں (لبادے یا واٹر پروف) اور ہتھیار اس کے پاس بھیجے۔ جب یہ چیزیں پہنچیں تو اس نے اس کے لیے دعا کی اس کے بعد اسے پچاس ہزار دینار بھیجے۔

وصیف اور بربروں کی جھڑپیں:

ربیع الآخر کے شروع میں ابن ابی الساج کے خادم وصفیف اور ابی الصقر کے بربری ساتھیوں کے درمیان شر ہوا۔ انہوں نے آپس میں جنگ کی۔ خادم کے چار غلام اور بربریوں میں سے سات مقتول ہوئے یہ جنگ شام کے اس دروازے پر ہوئی جو باب

الکوفہ کی سڑک کی طرف ہے۔ ابوالصقر سوار ہو کر گیا اور ان سے گفتگو کی تو وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ دو دن کے بعد انہوں نے دوبارہ شہر کیا۔ ابوالصقر پھر ان کے پاس سوار ہو کر گیا اور اس نے انہیں تسکین دی۔
یوسف بن یعقوب کی ولایت مظالم:

اسی سال یوسف بن یعقوب کو مظالم کا والی بنایا گیا اس نے حکم دیا کہ اعلان کیا جائے کہ جس کسی کا کوئی مقدمہ امیر الناصر الدین اللہ کے پہلے کا ہو یا اور کسی شخص کے پہلے کا ہو تو وہ حاضر ہو۔ پولیس کے حاکم کو یہ حکم دیا کہ قیدیوں میں کسی کو اس وقت تک رہا نہ کرے جب تک ان کے واقعات پیش کرنے کے بعد یوسف ان کی رہائی کو مناسب نہ سمجھے۔
 شعبان کے پہلے روز ابن طولون کا ایک سردار بغداد آیا جس کے ہمراہ سوار و پیادہ کا بہت بڑا لشکر تھا۔
امیر جبارون بن محمد:
 اس سال جبارون بن محمد البہاشی نے لوگوں کو جج کرایا۔

۸۷۷ھ کے واقعات

وصیف خادم کی بربطوں سے مصالحت:

وصیف خادم کے ساتھیوں اور بربر اور موسیٰ بن اخت مفلح کے درمیان پے در پے چار روز تک جنگ ہوئی۔ پھر انہوں نے صلح کر لی۔ دس سے کچھ زائد آدمی مقتول ہوئے۔ یہ واقعہ محرم کے شروع میں ہوا۔ شرتی جانب نصر میں اور یونس کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ایک شخص قتل ہوا پھر وہ لوگ جدا ہو گئے۔
وصیف کی روائگی واسط:

اسی سال ابن ابی الساج کا خادم وصیف ابی الصقر کے حکم سے واسط ہوا کہ اس کا مددگار ہو جائے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو منتخب کیا تھا اور انہیں بڑے بڑے انعامات دیے تھے وہاں تک جاری کئے تھے۔ ابواحمد کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ ڈرا کہ ابواحمد کے بیت المال میں جو کچھ تھا وہ اس نے تلف کر دیا تھا خلعت و انعام و صلہ و اکرام میں سب کچھ خرچ کر ڈالا تھا۔ چاند والوں سے ان کی زمینوں کے غیر معین سال کا خراج طلب کیا اور اس مطالبے میں ایک جماعت کو قید کر دیا۔ اس کی جانب سے انتظام پر الزغل مامور تھا۔ اس نے لوگوں پر ظلم کیا۔ ہنوز یہ مطالبات وصول نہ ہونے پائے تھے کہ ابواحمد آ گیا۔ ناچار وہ اپنے مطالبے سے رک گیا۔ وصیف کی آمد ۷/ محرم یوم جمعہ کو ہوئی تھی۔

اسی سال ۲۸/ محرم کو ایک ستارہ طلوع ہوا جس میں بال نظر آتے تھے۔ پھر وہ بال پیشانی کے بال بن گئے۔

ابواحمد الموفق کی علالت:

اسی سال ابواحمد الجبل سے عراق واپس آیا۔ اسے اتنا شدید درد نقرس تھا کہ سوار ہونے پر قادر نہ تھا۔ ایک چھتری دار تخت بنایا گیا جس پر بیٹھا تھا۔ ہمراہ ایک خادم تھا جو ٹھنڈی چیزوں سے اس کے پاؤں کو ٹھنڈا کرتا تھا۔ اس حال کو پہنچ گیا کہ وہ اس پر برف رکھتا تھا۔ اس کے بعد یہ مرض داء الفیل (فیل پا) بن گیا۔ اس کا تخت چار جہاں اٹھایا کرتے تھے۔ اس پر بیس بیس کی باری ہوتی تھی۔ کبھی

کبھی مرض کی شدت ہو جاتی تھی تو وہ انہیں یہ حکم دیتا تھا کہ وہ اسے رکھ دیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ایک روز ان لوگوں سے کہا جو اس کو اٹھاتے تھے کہ تم میری محبت سے میرے لادنے پر مضطرب ہو۔ میں تم میں سے کسی ایک کے مثل کو اٹھاؤں تو تھک جاؤں۔ اب میں کسی قدر آرام میں ہوں۔ اسی مرض میں کہا کہ میرا دفتر ایک لاکھ تنخواہ داروں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے کسی نے مجھ سے زیادہ بری حالت کے ساتھ صبح نہیں کی۔

ابو احمد کی نہروان میں آمد:

اسی سال ۲۷۰/ محرم دو شنبہ کو ابو احمد نہروان آیا۔ لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ وہ نہروان روانہ ہوا۔ پھر نہروان سے پھر دجلہ میں الزعفرانیہ تک۔ شب جمعہ کو الفکر گیا۔ ۲/ صفر یوم جمعہ کو اپنے مکان میں داخل ہوا۔ ۸/ صفر پنج شنبہ کا دن ہوا تو ابو الصقر کے اپنے گھر سے واپس آنے کے بعد ابو احمد کی موت کی خبر شائع ہو گئی۔ اس نے ابو العباس کی حفاظت میں پیش بندی کی تھی۔ دروازے متقل کر دیے گئے۔ ابو الصقر ابن القیاض کو اپنے مکان لے گیا۔ وہی اس کی طرف باقی تھا۔ اس روز ابو الصقر اپنے گھر ہی میں رہا۔ ابو احمد کی موت کی خبر بد بڑھتی رہی حالانکہ اس پر غشی طاری تھی۔

ابو العباس کی رہائی:

ابو الصقر نے جمعے کے دن المدائن کا قصد بھیجا۔ وہاں سے المعتمد اور اس کے لڑکوں کو روانہ کیا گیا۔ انہیں ابو احمد کے گھر لائے۔ ابو الصقر اپنے ہی گھر میں مقیم رہا۔ ابو احمد کے گھر نہیں گیا۔ جب ابو احمد کے غلاموں نے جو ابو العباس کی طرف مائل تھے اور ابو العباس کے غلاموں کے ان رئیسوں نے جو حاضر تھے حالت دیکھی تو دروازوں کے قفل توڑ ڈالے۔

اس غلام سے مذکور ہے جو ابو العباس کے ساتھ حجرے میں تھا کہ جب ابو العباس نے قفلوں کی آواز سنی کہ وہ توڑے جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ ان لوگوں کا سوا میری جان کے اور کچھ ارادہ نہیں ہے۔ اس نے تلوار لے لی اور اسے سونت لیا اور اس طرح حملے کے لئے تیار ہو کے بیٹھ گیا کہ تلوار اس کی آغوش میں تھی۔ مجھ سے کہا کہ ”تو کنارے ہٹ جا“ بخدا وہ ضرور مجھے صدمہ پہنچائیں گے۔ جب تک مجھ میں کچھ بھی جان ہوگی۔ جب دروازہ کھل گیا تو سب سے پہلے جو شخص اس کے پاس داخل ہوا وہ موصف موشگیر تھا جو ابو العباس کا غلام تھا۔ جب اس نے اسے دیکھا تو تلوار اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور اس نے یہ جان لیا کہ ان کا ارادہ سوائے خیر کے کچھ نہیں ہے۔ قید سے نکال کے ان لوگوں نے اس کو اس کے باپ کے پاس بٹھادیا جو غشی کے آخری وقت میں تھا۔ جب ابو احمد نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اسے افاقہ ہو گیا تو اسے دیکھا۔ پھر اسے اپنے نزدیک کیا۔

جس روز المعتمد کو لانے کے لئے بھیجا گیا تھا وہ جمعے کا دن تھا۔ وہ اسی دن نصف النہار کے وقت جمعے کی نماز کے قبل ۹/ صفر کو مدینۃ السلام پہنچا۔ ہمراہ اس کا بیٹا جعفر المفوض الی اللہ ولی عہد اور اس کے بیٹے عبدالعزیز اور محمد اور اسحاق بھی تھے وہ ابو الصقر کے پاس اترے۔

ابو الصقر کو ابو احمد کی حیات کی اطلاع:

ابو الصقر کو یہ خبر پہنچی کہ ابو احمد نہیں مرا تو اس نے اسماعیل بن اسحاق کو روانہ کیا کہ خبر دریافت کرے۔ یہ شنبہ کا دن تھا۔ ابو الصقر نے سرداروں اور لشکر کو جمع کیا۔ اس کا مکان اور اس کے گرد گرد آدمیوں اور ہتھیاروں سے بھر گیا۔ اس کے گھر سے الجسر

تک یہی حال تھا۔ دونوں پل کاٹ دیے گئے۔ ایک جماعت شرقی جانب الجسر پر ٹھہری ہوئی ابوالصقر کے ساتھیوں سے جنگ کر رہی تھی۔ جس میں مقتول بھی ہوئے اور مجروح بھی۔ شرکب کا بھائی ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے باب البستان میں مقیم تھا۔ اسماعیل نے واپس آ کے ابوالصقر کو بتایا کہ ابواحمد زندہ ہے۔ سرداروں میں سب سے پہلے جو اس کی طرف روانہ ہوا وہ محمد بن ابی الساج تھا۔ جس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں میں سے جو عبور کرتے تھے کچھ لوگ ابواحمد کے دروازے کی طرف زمین پر چلتے تھے۔ کچھ لوگ اپنے مکان لوٹتے تھے اور کچھ لوگ بغداد سے نکل جاتے تھے۔ جب ابوالصقر نے یہ دیکھا اور اسے ابواحمد کی حیات کی صحت ہو گئی تو وہ اور اس کے دونوں بیٹے ابواحمد کے محل کو روانہ ہوئے ابواحمد نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا اور نہ کوئی برائی کی۔ وہ ابواحمد کے گھر میں ٹھہر گیا۔

المعتد کی قصر ابواحمد میں آمد:

المعتد نے دیکھا کہ وہ گھر میں تنہا رہ گیا ہے تو وہ اور اس کے بیٹے اور بکتر اترے۔ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ انہیں ابولیلی بن عبد العزیز بن ابی دلف کی تیز رفتار کشتی ملی۔ اس نے انہیں اپنی کشتی میں سوار کر لیا اور اپنے مکان لے گیا۔ وہ علی بن جشیار کا مکان تھا جو الجسر کے سر پر تھا۔ المعتد نے اس سے کہا کہ میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ اس نے اسے اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے گھر سے ابواحمد کے مکان پر اتار دیا۔

ابوالصقر کی بربادی:

ابوالصقر کا مکان اور جو کچھ اس میں جمع تھا سب لوٹ لیا گیا یہاں تک کہ اس کی عورتیں برہنہ پا اور بغیر چادر کے نکلیں۔ اس کے کاتب محمد بن سلیمان کا مکان لوٹا گیا۔ ابن الوثقی کا مکان لوٹ کر جلا دیا گیا۔ اس کے اعزہ کے مکانات بھی لوٹ لئے گئے۔ قید خانوں کے دروازے توڑ ڈالے گئے۔ دیواروں میں نقبیں لگا دی گئیں۔ جو لوگ وہاں تھے سب نکل گئے۔ الجسر کی دونوں چوکیاں لوٹ لی گئیں۔ اور جو کچھ تھا سب لے لیا گیا۔ وہ مکانات بھی لوٹ لئے گئے جو ابوالصقر کے مکان کے قریب تھے۔

ابوالعباس اور ابوالصقر کو عطیہ خلعت:

ابواحمد نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور ابوالصقر کو خلعت دیا۔ وہ دونوں خلعت پہن کر سوق الثلاثاء (بازار سہ شنبہ) باب الطاق تک سوار ہو کر گئے۔ ابوالصقر ابوالعباس کے ہمراہ اس کے مکان پر جو صاعد کا گھر تھا گیا۔ دیکھا کہ لٹ چکا ہے شاہ کے گھر سے اس کے پاس ایک بوریا لائے تو وہ اس پر بیٹھ گیا۔

ابوالعباس نے اپنے غلام بدر کو پولیس کا والی بنایا اور محمد بن خانم بن شاہ کو شرقی جانب پر اور عیسیٰ النوشری کو غربی جانب پر اپنا نائب بنایا۔ یہ اسی سال ۱۴/ صفر کو ہوا۔

ابواحمد الموفق کی وفات:

اسی سال ۲۲/ صفر یوم چار شنبہ کو ابواحمد الموفق کی وفات ہوئی الرصافہ میں اپنی والدہ کی قبر کے پاس شب پنج شنبہ کو دفن کیا گیا۔ ابوالعباس نے پنج شنبہ کو تعزیت کے لئے دربار عام کیا۔

ابوالعباس کی ولی عہدی کی بیعت:

اسی سال پنج شنبہ کو سرداروں اور غلاموں نے المفض کے بعد ابوالعباس کی ولی عہدی کی بیعت کی اور المعتد باللہ اس کا

خطاب ہوا۔ لشکر کے لئے عطا نکالی گئی۔ جمعہ کو المعتمد کے لئے پھر المفوض کے لئے پھر ابو العباس المعتمد کے لئے خطبہ پڑھا گیا۔
ابو الصقر پر عتاب:

اس سال ۲۶ / صفر دوشنبے کو ابو الصقر اور اس کے اعزہ کو قید کر لیا گیا۔ اور ان کے مکانات لوٹ لیے گئے۔ الفرات کے بیٹے تلاش کیے گئے دیہات کا دفتر انہی کے سپرد تھا۔ وہ لوگ چھپ گئے۔
متفرق واقعات:

اسی سال ۲۷ / صفر شنبے کو عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو خلعت دیا گیا اور اسے وزارت کا والی بنایا گیا۔
 اسی سال محمد بن ابی الساج نے کسی کو واسطہ بھیجا کہ وہ اس کے غلام وصیف کو مدینہ السلام میں لوٹا دے مگر وصیف الہواز چلا گیا اور بغداد پلٹنے سے انکار کیا۔ اس نے الطیب کو لٹوا دیا اور السوس میں فساد کیا۔
 اسی سال ابو احمد بن محمد بن الفرات کو قید کر کے مال کا مطالبہ کیا گیا۔ الزغل بھی قید کر دیا گیا۔ کچھ مال پر قبضہ ہوا۔
 اسی سال الصفار (عمر بن الیث) کے بھائی علی بن الیث کے قتل کی خبریں آئیں۔ رافع بن ہرثمہ نے اپنے کسی حق کی وجہ سے جو اس پر واجب تھا قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو چھوڑ دیا۔
 اسی سال مصر سے خبریں آئیں کہ نیل کا پانی اتر گیا اور سودا گراں ہو گیا۔



باب ۵

فتنہ قرامطہ

ابتدائی حالات:

اسی سال ایک قوم کی حرکت کی خبریں آئیں جو کوفہ کے دیہات میں القرامطہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی ابتدا یہ ہوئی کہ ایک شخص خوزستان سے کوفہ کے دیہات میں آیا اور ایک مقام پر جس کا نام النہرین تھا قیام کی۔ زہد اور تنگ دستی ظاہر کرتا تھا، کھجور کے پتے بنتا تھا۔ اپنی کمائی سے کھاتا تھا اور نماز بکثرت پڑھتا تھا۔ اسی حالت پر ایک مدت تک قائم رہا۔ جب کوئی پاس بیٹھتا تو اس سے دینی امور کا تذکرہ کرتا۔ دنیا سے نفرت دلاتا اور یہ بتاتا تھا کہ لوگوں پر فرض نمازیں ہر دن اور رات میں پانچ ہیں۔ یہ بات پھیل گئی تو اس نے ان سے کہا کہ وہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ایک امام کی طرف دعوت دے گا۔ وہ جماعت اس کے پاس بیٹھتی رہی وہ ان کو ایسی خبر دیتا تھا جس سے ان کے دل لگے رہیں۔ وہ اس گاؤں میں ایک سبزی فروش کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے قریب ایک کھجور کا باغ تھا جسے تجارت کی ایک جماعت نے خرید کر گودام بنایا تھا۔ جس میں کھجوروں کے بوجھ جمع کرتے تھے جو وہ کاٹتے تھے۔ وہ لوگ بقال کے پاس آئے اور اس سے یہ درخواست کی کہ ان کے لیے کوئی ایسا شخص تلاش کرے جو ان کی کاٹی ہوئی کھجور کی حفاظت کر سکے اس نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اگر اس نے تمہاری کھجور کی حفاظت قبول کر لی تو یہ ایسا ہے جیسا تم چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے اس سے گفتگو کی۔ اس نے چند معین درہم پر اس کی حفاظت قبول کر لی۔ وہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ دن کے اکثر حصے میں نماز پڑھا کرتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ افطار کے وقت بقال سے ایک رطل کھجور لے لیتا تھا۔

قرامطہ کی عزت و توقیر:

ان لوگوں نے اس کی اجرت کا حساب کیا اور اسے دے دیا۔ اس نے بقال سے جتنی کھجوریں لی تھیں اس کا حساب کیا اور اس میں سے اس نے ان گھلیوں کی قیمت کم کر لی جو وہ بقال کو دے دیتا تھا۔ گھلیوں کے بارے میں اس کے اور بقال کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ تجارت نے سنی تو انہوں نے اسے مارا کہ کیا تو ہماری کھجوریں کھانے پر راضی نہیں ہوا کہ گھلیاں بھی بیچ ڈالیں۔ بقال نے ان سے کہا کہ یہ نہ کرو کیونکہ اس نے تمہاری کھجوریں چھوئی بھی نہیں۔ پورا قصہ بیان کیا تو لوگ اس کے مارنے پر نادم ہوئے اور معافی کی درخواست کی۔ اس نے معاف کر دیا۔ اس کی وجہ سے اہل قریہ میں اس کی بزرگی اور بڑھ گئی اور وہ اس کے زہد سے واقف ہو گئے۔

قرامطہ کی علالت:

وہ بیمار ہوا اور راستے میں پڑ گیا۔ اس قریہ میں ایک شخص خوزستان سے آیا اور اس کی آنکھیں بہت سرخ تھیں۔ اہل قریہ اسے آنکھوں کی سرخی کی وجہ سے کرمیہ کہتے تھے۔ کرمیہ کے معنی عجی عوام کے نزدیک سرخ آنکھ والے کے ہیں بقال نے اس کرمیہ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ وہ اس بیمار کو اپنے گھر اٹھالے جائے اور اپنے گھر والوں کو اس کی تیمارداری کی ہدایت کرے۔ وہ اس کے پاس مقیم رہا، یہاں تک کہ تندرست ہو گیا۔ اس کے گھر پر رہتے ہوئے اہل قریہ کو اپنے طریقے کی دعوت دی۔ اور ان سے

اپنا مذہب بیان کیا۔ علاقے کے باشندوں نے اسے قبول کر لیا۔

قبول مذہب کا محصول:

ہر آدمی سے جو اس کے مذہب میں داخل ہوتا ایک دینار لیتا تھا اور یہ گمان کرتا تھا کہ یہ امام کے لئے لیتا ہے۔ اسی حالت میں وہ اس قریبے کے باشندوں کو دعوت دیتا رہا اور وہ اسے قبول کرتے رہے۔

بارہ نقیب:

اس نے بارہ نقیب بنائے جن کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دیں ان سے کہا کہ ”تم لوگ ایسے ہو جیسے عیسیٰ ابن مریم کے حواری“۔ علاقے کے کاشت کار اپنے کاموں سے رک گئے۔ کیونکہ اس نے دوسری پانچ نمازیں مقرر کیں اور بیان کیا کہ وہ ان پر فرض ہیں۔

قرامطہ کی گرفتاری:

اس علاقے میں ہیصم کی بھی جائیداد تھی۔ اسے کاشت کاروں کے کام میں کوتاہی کی اطلاع ہوئی تو اس نے سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا ایک طریقہ دین کا ظاہر کیا اور بتایا کہ اللہ نے جو کچھ ان پر فرض کیا وہ رات دن میں پانچ نمازیں ہیں۔ وہ ان نمازوں میں لگ کر اپنے کاموں سے رک گئے اس نے کسی کو اس کی تلاش میں روانہ کیا وہ گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔ حال دریافت کیا۔ اس نے اپنا قصہ سنایا، ہیصم نے قسم کھائی کہ اسے قتل کر دے گا وہ اس کی کوٹھری میں قید کر دیا گیا۔ دروازے میں قفل لگا دیا۔ کنجی اس کے تکیے کے نیچے رکھ دی۔ خود شراب میں مشغول ہو گیا۔

قرامطہ کا فرار:

کسی لوٹنڈی نے جو گھر میں تھی قصہ سنا تو اس پر ترس آیا۔ ہیصم سو گیا تو اس نے تکیے کے نیچے سے کنجی نکال لی۔ دروازہ کھول کے اسے نکال دیا۔ دروازہ مقفل کر دیا۔ اور کنجی پھر اپنی جگہ پر رکھ دی۔ ہیصم نے صبح کو کنجی مانگی۔ دروازہ کھولا تو اسے نہ پایا۔ یہ خبر پھیل گئی تو اس علاقے کے باشندے فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ کہ وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر ظاہر ہوا۔ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت ملی۔ قصہ دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ ”کوئی شخص میرے ساتھ برائی نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس پر قادر ہو سکتا ہے“۔ لوگوں کی نگاہ میں اس کی عظمت بڑھ گئی۔ اپنی جان کا خوف ہوا تو علاقہ شام کی طرف نکلا۔ پھر اس کی خبر نہ معلوم ہوئی۔

قرامطہ کی وجہ تسمیہ:

اس بیل والے شخص کے نام پر جس کے گھر میں وہ رہا تھا۔ اس کا نام کرمیہ رکھ دیا۔ بعد کو اس لفظ میں تخفیف کر لی گئی۔ لوگ اسے قرامطہ کہنے لگے۔ اس قصہ کو ہمارے ایک ساتھی نے اس شخص سے نقل کیا جس نے اس سے بیان کیا کہ وہ محمد بن داؤد بن الجراح کے پاس موجود تھا۔ کہ اس نے قید سے قرامطہ کی ایک جماعت کو بلایا۔ ان سے زکریہ کو دریافت کیا۔ یہ اس وقت کے بعد کا واقعہ ہے کہ محمد بن داؤد نے زکریہ کو قتل کر دیا تھا۔ قرامطہ کو اور اس کے قصہ کو دریافت کیا۔ ان لوگوں نے اپنے میں سے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا کہ ”یہ زکریہ کا پرانا ساتھی ہے۔ بہ نسبت اور لوگوں کے اس کے قصے سے زیادہ خبردار ہے۔ تو جو چاہتا ہے اس سے دریافت کر“۔ اس نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اس قصے کی خبر دی۔

محمد بن داؤد کا بیان:

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ قرمط کو فے کے دیہات کا ایک شخص تھا جو دیہات کے غلے اپنے بیلوں پر لادا کرتا تھا۔ اس کا نام حمدان اور لقب قرمط تھا۔

اب قرامطہ کا حال اور ان کا مذہب شائع ہو گیا۔ کوفہ کے دیہات میں ان کی کثرت ہو گئی احمد بن محمد الطائی کو ان کے حال کی اطلاع ہوئی تو اس کے حکم سے ان میں کے شخص کے لئے ایک دینار سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ اس کی وجہ سے مال کثیر جمع ہو جاتا تھا۔

نیا وین:

ایک قوم کو نے سے آئی اور قرامطہ کی شکایت کی کہ ”انہوں نے سوائے اسلام کے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ وہ لوگ امت محمد (ﷺ) پر سوائے اس کے جو ان کی بیعت کر لے، تلوار چلانا مناسب سمجھتے ہیں۔ الطائی ان کا حال چھپاتا ہے“۔ اس شکایت پر التفات نہ کیا گیا اور نہ ان کی بات سنی گئی تو وہ لوٹ گئے۔ ان میں سے ایک شخص ایک طویل مدت تک مدینۃ السلام میں مقیم رہ کر شکایت کرتا رہا اور یہ سمجھتا رہا کہ اسے الطائی کے خوف سے اپنے شہر کی طرف لوٹنا ممکن نہیں۔ ان لوگوں نے قرامطہ کا جو مذہب بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ کتاب لائے تھے جس میں یہ مضمون تھا۔

قرمطی شریعت:

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) الفرج بن عثمان کہتا ہے جو اس قریے کا باشندہ ہے جس کا نام نصرانہ ہے۔ مسیح کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ وہی عیسیٰ ہے، وہی کلمہ، وہی مہدی، وہی احمد بن محمد الحنفیہ اور وہی جبریل۔ اس نے بیان کیا کہ مسیح اس کے لئے ایک انسان کے جسم میں ظاہر ہوا اور اس سے کہا کہ تو ہی الداعیہ (دعوت دینے والا) اور تو ہی حجت ہے، تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابۃ الارض، تو ہی روح القدس اور تو ہی یحییٰ بن مریم ہے۔

اسے یہ بتایا کہ نماز چار رکعتیں ہیں، دو رکعتیں طلوع آفتاب کے قبل اور دو رکعتیں اس کے غروب کے قبل۔

ہر نماز میں اذان یہ ہے کہ کہے۔

الله اكبر - الله اكبر - الله اكبر - الله اكبر - اشهد ان لا اله الا الله (وومرتبه) اشهد ان آدم
 رسول الله - اشهد ان نوحاً رسول الله - اشهد ان ابراهيم رسول الله - اشهد ان موسى رسول
 الله - واشهد ان عيسى رسول الله واشهد ان محمداً رسول الله - واشهد ان احمد بن محمد
 بن الحنفية رسول الله .

ہر رکت میں استفتاح پڑھا جائے جو ان چیزوں میں سے ہے کہ محمد ابن احمد الحنفیہ پر نازل کی گئی ہیں۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف ہے اور حج بیت المقدس کا اور جمعہ و شبہ کو ہے جس میں کوئی عمل نہ کیا جائے۔ اور سورۃ یہ ہے۔

﴿ الحمد لله بكلمته وتعالى باسمه المتخذ لا وليائه باوليائه قل ان الاهله مواقيت للناس
ظاهره اليعلم عدد السنين والحساب والشهور والايام وباطنها اوليائي الذين عرفو اعبادي

سبیلی اتقون یا اولی الالباب۔ وانا الذی اسئل عما افعل وانا العلیہ الحکیم۔ وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحتنی واختباری القیہ فی جنتی واخلدته فی نعمتی ومن زال عن امری وكذب رسلی اخلدته مہانا فی عذابی واتمت اجلی واظہرت امری علی السنۃ رسلی۔ وانا الذی لم یعل علی جبار الاوضعتہ ولا عزیر الاذللتہ ولیس الذی اصر علی امر ودوام علی جہالتہ وقالو الن نبرح علیہ عاکفین وبہ مومنین اولئک ہم الکافرون ﴿۱﴾

”یعنی سب تعریف اللہ کے لئے ہے اس کے گلے کے سبب سے وہ اپنے اس نام کی وجہ سے برتر ہے جو وہ اپنے اولیاء کے لئے اپنے اولیاء کے سبب سے بنانے والا ہے۔ کہہ دے کہ چاند لوگوں کے لئے وقت کی شناخت کا آلہ ہے۔ ان چاندوں کا ظاہر یہ ہے کہ سالوں کا اور مہینوں اور دنوں کا شمار اور حساب معلوم ہو۔ باطن یہ ہے کہ میرے اولیاء وہ ہیں جنہوں نے میرے بندوں کو میرا راستہ پہنچوایا۔ اے صاحبان عقل مجھی سے ڈرو۔ اور میں وہ ہوں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں مجھ سے اس کی باز پرس نہیں کی جاسکتی میں علم وحکمت والا ہوں میں وہ ہوں کہ اپنے بندوں کو آزماتا ہوں۔ اپنی مخلوق کا امتحان کرتا ہوں۔ جو شخص میری بلال اور محنت اور میری مرضی پر صبر کرتا ہے اسے اپنی جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ اور اپنی نعمت میں ہمیشہ رکھتا ہوں۔ اور جو میرے حکم سے ہٹ گیا اور اس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو اسے ذلیل کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے عذاب میں ڈال دیتا ہوں۔ میں نے اپنی مدت پوری کر دی اور اپنے رسولوں کی زبان پر اپنا حکم ظاہر کر دیا۔ میں وہ ہوں کہ میرے آگے جو تکبر تکبر کرتا ہے اسے پست کر دیتا ہوں اور جو عزت والا عزت کا دعویٰ کرتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہوں۔ وہ شخص جس نے اصرار کیا اور ہمیشہ اپنی جہالت پر قائم رہا وہ اس کے حکم پر نہیں ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ ہم اسی پر بیٹھنے والے ہیں اور اسی پر ایمان لانے والے ہیں وہی لوگ کافر ہیں۔“

اس کے بعد رکوع کرے اور اپنے رکوع میں کہے:

سبحان ربی رب العزۃ وتعالی عما یصف الظالمون۔

اس کو دو مرتبہ کہے۔ جب سجدہ کرے تو کہے:

اللہ اعلیٰ۔ اللہ اعلیٰ اللہ اعظم۔ اللہ اعظم۔

اس کی شریعت یہ ہے کہ روزہ سال میں دو دن ہے۔ مہرجان (ایرانیوں کی عید) کو اور نوروز کو ہے۔ نبیذ (تازی) حرام ہے اور شراب حلال ہے۔ جنابت (حاجت غسل) غسل نہیں ہے صرف ایسا ہی وضو ہے جیسا نماز کے لئے ہے یہ کہ جو اس سے جنگ کرے گا وہ مستوجب قتل ہوگا۔ اور جو اس کے مخالف سے جنگ نہ کرے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا۔ ذی ناب (درندے) اور ذی مخلب (گوشت خوار پرندے) کا گوشت نہیں کھایا جائے گا۔

قرمطہ اور صاحب الزنج کی ملاقات:

قرمطہ کا کوفہ کے دیہات میں صاحب الزنج کے قتل سے پہلے جانا ہوا تھا۔ یہ اس لئے کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے زکرویہ کے بزرگ سے نقل کیا کہ مجھ سے قرمطہ نے کہا کہ میں صاحب الزنج کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا کہ میں ایک مذہب

پر ہوں۔ میری پشت پر ایک لاکھ تلواریں ہیں۔ لہذا مجھ سے گفتگو کر۔ اگر ہم لوگ اس مذہب پر متفق ہو گئے تو مع اپنے ہمراہیوں کے تیری طرف مائل ہو جاؤں گا اور اگر دوسری بات ہوئی تو میں تیرے پاس سے واپس جاؤں گا۔ امان لینے کے بعد میں نے ظہر کے وقت تک اس سے بحث کی۔ آخری گفتگو میں معلوم ہوا کہ وہ میرے طریقے کے خلاف ہے۔ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا تو میں خشکی میں روانہ ہوا اور اس کے شہر سے باہر چلا گیا۔ اور کوفہ کے دیہات میں پہنچ گیا۔

یازمان کی وفات:

اسی سال ۲۵/ جمادی الآخرہ کو احمد الجعفی شہر طرسوس میں داخل ہوا۔ اس نے یازمان کی ہمراہی میں گرمستانی جہاد کیا۔ وہ سلند و پہنچ گیا۔ انھیں مجاہدین میں یازمان مر گیا۔ اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ منجیق کے پتھر کا ایک ٹکڑا اس کی پسلیوں میں لگا جب کہ وہ سلند و کے قلعے پر مقیم تھا تو لشکر نے کوچ کر دیا۔ حالانکہ وہ اس کی فتح کے قریب تھے۔ وہ راستے ہی میں جمعے کی صبح ۱۴/ رجب کو وفات پا گیا۔ اور لوگوں کے کندھوں پر لاد کر طرسوس لایا گیا۔ پھر وہاں دفن کیا گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الباشی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۹ھ کے واقعات

حکم ہوا کہ مدینۃ السلام میں کوئی شخص راتے پر نہ بیٹھے۔ نہ مسجد جامع میں کوئی قصہ گو یا نجومی یا زاجر (شگون لینے والا) داخل ہو۔ کتاب فروشوں کو اس امر کی قسم دی گئی کہ وہ کلام اور جدل اور فلسفے کی کتابیں نہ بیچیں گے۔

جعفر المفوض کی ولی عہدی:

اسی سال ۲۲/ محرم کو جعفر المفوض ولی عہدی سے معزول کیا گیا۔ اسی روز المعتصد کے لئے بیعت کی گئی کہ المعتمد کے بعد وہی ولی عہد ہے جعفر کی معزولی اور المعتصد کی ولی عہدی کا خطبہ پڑھا گیا۔ المعتصد کی جانب سے بھی عاملوں اور والیوں کو خطوط لکھے گئے کہ امیر المومنین نے اسے ولی عہد بنادیا ہے۔ جس امر ذہبی و ذلالت و معزولی کی الموفق کو توفیق ملی تھی وہ اس کے سپرد کیا گیا ہے۔

جراہہ کا تب کی گرفتاری:

اسی سال ۵/ ربیع الاول کو ابوالصقر کے کا تب جراہہ کو گرفتار کیا گیا۔ الموفق نے اسے رافع بن ہرثمہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ وہ اپنی گرفتاری سے چند روز قبل مدینۃ السلام میں آ گیا تھا۔

ابوطلیح منصور و عقامہ کی اسیری:

اسی سال ۱۴/ جمادی الاول کو ابوطلیح منصور بن مسلم شہر زور سے واپس آیا جو اس کے ماتحت کیا گیا تھا۔ اسے اور اس کے کا تب عقامہ کو گرفتار کیا گیا۔ اور دونوں قید خانے کے حوالے کر دیے گئے یہ واقعہ ۲۶/ جمادی الاول کو ہوا۔

محمد بن موسیٰ الاعرج اور کنون کی جنگ:

اسی سال ۲۱/ جمادی الاول یوم شنبہ کو طرسوس میں محمد بن موسیٰ اور الموفق کے مولیٰ راغب کے غلام کنون کے درمیان جنگ

ہوئی۔ اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ طغ بن جف حلب میں راغب سے ملا تو اس نے اسے یہ بتایا کہ خمارویہ بن احمد تجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کی جانب سے ان چیزوں کا وعدہ کیا جو وہ چاہتا تھا۔ راغب حلب سے مصر جانے کے لئے اپنے پندرہ غلاموں کے ہمراہ نکلا اس نے اپنے خادم مکنون کو اس لشکر کے ساتھ جو ہمراہ تھا۔ اور اپنے مال اور ہتھیار کے ساتھ طرسوس روانہ کر دیا۔ طغ نے محمد بن موسیٰ الاعرج کو ایک خط لکھا کہ اس نے راغب کو روانہ کر دیا۔ اور اس کے ہمراہ جس قدر مال و ہتھیار اور غلام تھے وہ اس کے غلام مکنون کے ساتھ ہیں۔ اور وہ طرسوس روانہ ہو گیا ہے مناسب یہ ہے کہ وہ اس پر اور جو کچھ اس کے ساتھ ہے سب پر داخل ہوتے ہی قبضہ کر لے اہل طرسوس نے الاعرج پر حملہ کر دیا۔ اور اس کے اور مکنون کے درمیان حائل ہو گئے الاعرج کو انہوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر اسے مکنون کے ہاتھ میں قید کر دیا اور جان لیا کہ راغب کے ساتھ حیلہ چل گیا۔

محمد بن موسیٰ الاعرج کی رہائی و معزولی:

خمارویہ بن احمد کو جو کچھ الاعرج کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی خبر دی اور انہوں نے اس پر پہرہ مقرر کر دیا۔ تو راغب کو رہا کر دے کہ وہ ہمارے پاس آ جائے تو ہم الاعرج کو رہا کر دیں۔ خمارویہ نے راغب کو رہا کر کے طرسوس روانہ کر دیا۔ اور احمد بن طغان کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جو سرحدوں کا والی تھا۔ الاعرج کو معزول کر دیا۔ جب راغب طرسوس پہنچا محمد بن موسیٰ نے الاعرج کو رہا کر دیا اور احمد بن طغان طرسوس کا اور سرحدوں کا والی بن کر ۱۳ شعبان یوم شنبہ کو طرسوس میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ راغب بھی تھا۔

المعتد علی اللہ کی وفات:

اسی سال ۱۹ / رجب دوشنبہ کو المعتد کی وفات ہوئی۔ اس نے یک شبے کو الحسنی کے ساحل پر بہت سی شراب پی اور رات کا کھانا بہت کھا گیا۔ پھر رات ہی میں مر گیا۔ اس کی خلافت جیسا کہ بیان کیا گیا۔ تیس سال اور چھ روز رہی۔



باب ۶

خلیفہ المعتضد باللہ

بیعت خلافت:

اسی شب کی صبح کو ابو العباس المعتضد باللہ سے بیعت خلافت کی گئی۔ اس نے اپنے غلام بدر کو پولیس کا اور عبید اللہ بن سلیمان ابن وہب کو وزارت کا اور محمد بن شاہ میkal کو محافظین (یعنی باڈی گارڈ) کا ناظم مقرر کیا۔ حجاب خاصہ اور حجاب عامہ کی نظامت صالح کردی۔ اور خاصہ اور عامہ کے دربانوں کا صالح عرف الامین کو والی بنایا جو ”امین“ مشہور تھا۔ صالح نے خفیف السمرقندی کو اپنا نائب بنایا۔

امارت خراسان پر عیسیٰ النوشری کا تقرر:

اسی سال ۲/ شعبان کو معتضد کے پاس عمرو بن الیث کا قاصد آیا اور تحفے لایا اور ولایت خراسان کی درخواست کی۔ معتضد نے عیسیٰ النوشری کو قاصد کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور اس کے ہمراہ خلعت اور خراسان کی گورنری کا فرمان اور جھنڈا بھی تھا۔ سفرائے خلافت رمضان میں اس کے پاس پہنچے اسے خلعت دیا گیا اور جھنڈا اتین دن اس کے مکان کے صحن میں نصب رہا۔ اسی سال نصر بن احمد کی موت کی خبر آئی اور نہر بلخ کے اس طرف کا جو ملک اس کے سپرد تھا۔ اس کا انتظام اس کے بھائی اسماعیل بن احمد نے کیا۔

خمارویہ بن احمد کی سفارت:

اسی سال الحسین ابن عبد اللہ عرف ابن الجصاص مصر سے خمارویہ بن احمد ابن طولون کا قاصد بن کر دو شنبہ ۳/ شوال کو آیا۔ اس کے ہمراہ ہدایا تھے۔ بہترین اشیاء میں سے بیس بوجھ نچروں پر تھے۔ دس خادم تھے۔ دو صندوق تھے جن میں کپڑے تھے۔ بیس آدمی بیس عمدہ گھوڑوں پر مع ان زینوں کے جو کثیر چاندی کے زیور سے آراستہ تھے۔ ان کے ہمراہ چاندی کے نیزے تھے اور ریشمی قبائیں اور آراستہ پٹکے لگائے ہوئے تھے۔ سترہ گھوڑے مع زین و باگ کے تھے جن میں سے پانچ سونے کی اور باقی چاندی کی تھیں۔ اور سینتیس گھوڑے مع مشہور جھولوں کے تھے اور پانچ خچر مع زین و عنان کے اور زرافہ (شتر مرغ) تھے۔ یہ سفارت معتضد کے پاس پہنچی تو اس نے اسے اور اس کے ہمراہی سات آدمیوں کو خلعت دیا۔

ابن الجصاص نے خمارویہ کی لڑکی کی شادی کا علی ابن المعتضد کے ساتھ پیام دیا تو معتضد نے کہا۔ کہ میں اس سے شادی کروں گا چنانچہ اس سے شادی کر لی۔

متفرق واقعات:

اسی سال احمد بن عیسیٰ ابن الشیخ کے قلعہ ماردین کو محمد بن اسحاق بن کنداج سے لے لینے کی خبر آئی۔

اسی سال ابراہیم بن محمد بن المہدی کی وفات ہوئی اور وہ دفتر جاگیر کا والی تھا۔ پھر اس کی جگہ محمد بن عبد الحمید کو والی بنایا گیا۔ اور

اس کی موت چہار شنبہ ۱۶/یا ۱۷/ شوال کو ہوئی۔

اسی سال ۲۳/ شوال یوم شنبہ کو الموفق کے مولیٰ راشد کو والدینور کا والی بنایا گیا اور اسے خلعت دیا گیا۔ پھر راشد ۱۰/ ذی القعدہ یوم شنبہ کو اپنے علاقے کی جانب گیا۔

اسی سال یوم النحر کو المعتضد اس عید گاہ کی طرف سوار ہوا جس میں اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ مذکورہ ہے کہ اس نے پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں ایک۔ اس کے بعد وہ منبر پر چڑھا تو اس کا خطبہ نہیں سنا جا سکا۔ پرانی عید گاہ معطل کر دی گئی پھر اس میں نماز نہیں پڑھی گئی۔

اسی سال احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو رافع بن ہرثمہ کی جنگ کے لئے لکھا گیا اور رافع المرے میں تھا۔ چنانچہ احمد اس کی جانب روانہ ہوا۔ پھر ۲۳/ ذی القعدہ یوم پنج شنبہ کو ان کا مقابلہ ہوا۔ اور رافع بن ہرثمہ کو شکست ہوئی اور وہ المرے سے نکل گیا۔ اور ابن عبدالعزیز اس میں داخل ہو گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال بھی ہارون بن محمد الباشی نے لوگوں کو حج کرایا اور یہ اس کا آخری حج تھا جس کو اس نے کیا۔ ۶۴ھ سے اس سنہ تک اس نے لوگوں کو سولہ حج کرائے ۲۶۴ھ سے ۲۷۹ھ تک۔

۲۸۰ھ کے واقعات

شیلہ کی گرفتاری:

جو واقعات ہوئے ان میں ایک واقعہ عبداللہ بن المہندی اور محمد بن الحسن ابن اہل عرف شیلہ کی گرفتاری ہے۔ شیلہ صاحب الزنج کے ہمراہ اس کے آخری زمانے تک رہا پھر الموفق سے مل گیا جس نے اس کو جان و مال کی امان دی۔ گرفتار کرنے کا سبب یہ ہوا کہ کسی امن لینے والے نے معتضد سے اس کی چغلی کھائی کہ وہ کسی ایسے شخص کی خلافت کی دعوت دیتا ہے جس کا نام معلوم نہیں۔ اس نے لشکر کی ایک جماعت کو آمادہ فساد کر دیا ہے۔ اس کے ہمراہ صید نانی کو اور اس کے بھتیجے کو بھی جو مدینے کا رہنے والا تھا گرفتار کر لیا۔

شیلہ پر عتاب:

معتضد نے اس سے اقرار کرایا مگر اس نے کسی بات کا اقرار نہ کیا۔ اس شخص کو دریافت کیا جس کی خلافت کی وہ دعوت دیتا تھا مگر اس نے کچھ اقرار نہ کیا اور کہا کہ اگر میرے دونوں قدموں کے نیچے وہ شے ہو جس سے میں انہیں اٹھا لوں اور اگر تو مجھے شکنجے میں بھی کسے تب بھی ہرگز اس کی خبر نہ دوں گا۔ خلیفہ نے حکم دیا آگ سلگائی گئی۔ اس کے بعد اسے خیموں کی لکڑیوں میں سے کسی لکڑی سے باندھا گیا۔ اور آگ پر گمایا گیا یہاں تک کہ اس کی کھال کٹ گئی پھر اس کی گردن مار دی گئی اور اسے الجسر الاسفل کے قریب غریب جانب لٹکا دیا گیا۔

عبداللہ بن المہندی کی گرفتاری و رہائی:

ابن المہندی کو اس وقت تک قید رکھا گیا۔ جب تک اس کی برات کا علم نہ ہوا۔ پھر اسے رہا کر دیا گیا۔ ۷۱/ محرم کو اسے لٹکایا گیا

تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ معتضد نے شیلہ سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو ابن المہدی کی دعوت دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے نقل کیا گیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے میں تو آل ابی طالب سے محبت کرتا ہوں۔ اس کے بھتیجے سے اقرار کر لیا تھا جس نے اعتراف کر لیا تھا۔ اس بنا پر اس سے کہا کہ تیرے بھتیجے نے تو اقرار کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ نو خیز لڑکا ہے۔ اس نے یہ بات قتل کے خوف سے کہہ دی ہے اس کی بات مانی نہیں جائے گی۔ پھر اس کا بھتیجا اور صید نانی مدت طویل کے بعد رہا کر دیے گئے۔

بنی شیبان کی سرکوبی:

یکم صفر یوم یک شنبہ کو معتضد بغداد سے بنی شیبان کے ارادے سے روانہ ہوا وہ بشر بن ہاون کے باغ میں اتر ا۔ وہاں سے چہار شنبہ کو روانہ ہوا اور قصر خلافت اور بغداد کا اپنے حاجب صالح الامین کو قائم مقام بنا دیا۔ پھر اس نے جزیرے سے اس مقام کا قصد کیا جسے شیبان نے جائے پناہ بنایا تھا۔ جب انہیں اس ارادے کی خبر ملی تو اپنے مال اور عیال اپنے ساتھ کر لئے۔ معتضد کا فرمان آیا کہ وہ السن کے اعراب کی طرف رات کو روانہ ہوا۔ ان پر حملہ کیا اور بہترے قتل کیے اور بہترے دریائے زابین میں غرق ہو گئے۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ لشکر کو اس قدر غنیمت ملی کہ بار برداری دشوار ہو گئی۔ اتنے اونٹ اور اتنی بھیڑ بکریاں ملیں کہ ایک ایک بکری ایک درہم کو اور ایک اونٹ پانچ درہم کو بیچا گیا۔ عورتوں اور بچوں کے متعلق یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس وقت تک محفوظ رکھے جائیں جب تک بغداد پہنچائے جائیں۔

بنی شیبان کی معتضد سے امان طلبی:

معتضد موصل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بغداد واپس آیا تو اس سے بنی شیبان نے ملاقات کی جو معافی کی درخواست لے آئے تھے۔ انہوں نے ضمانتوں کا بھی وعدہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ نے ان میں سے پانچ سو آدمی بطور یرغمال کے لے لئے۔ معتضد مدینۃ السلام کے ارادے سے لوٹا تو ۷/ ماہ ربیع الاول یوم چہار شنبہ کو احمد بن ابی الاسفغ اس کے پاس وہ مال لایا جس پر اس نے احمد بن عیسیٰ ابن الشیخ سے فیصلہ کیا تھا جس کو اس نے اسحاق بن کنداج سے لیا تھا۔

عبداللہ بن الحسین پر عتاب:

ماہ ربیع الاول میں یہ خبر آئی کہ محمد بن ابی الساج نے سخت محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد جو ان کے درمیان ہوئی المرائض فتح کر لیا اور عبداللہ بن الحسین کو پناہ دینے کے بعد مع اس کے ساتھیوں کے گرفتار کر لیا۔ بیڑیاں پہنا دیں قید کر دیا۔ اس کے تمام مال کا اس سے اقرار کر لیا اور اس کے بعد اسے قتل کر دیا۔

متفرق واقعات:

ماہ ربیع الآخر میں احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی وفات کی خبر آئی۔ اس کی وفات آخر ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ لشکر نے اپنی تنخواہیں طلب کیں۔ اسماعیل بن محمد المثنیٰ کا مکان لوٹ لیا۔ عبدالعزیز کے دونوں بیٹوں عمرو بکر نے ریاست پر جھگڑا کیا۔ عمر از خود حکومت کا نگران کار بن بیٹھا۔ معتضد نے اس کی ولایت کے لئے نہیں لکھا تھا۔

اسی سال محمد بن ثور نے عمان فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کی ایک جماعت کے سر روانہ کئے۔ بیان کیا گیا کہ اسی سال جعفر بن المعتضد کی ۱۲/ ماہ ربیع الآخر یوم یک شنبہ کو وفات ہوئی۔ اس کا قیام معتضد کے مکان میں تھا کہ نہ وہ نکلتا تھا اور نہ ظاہر ہوتا تھا اور

معتضد نے بارہا اس کے ساتھ نبیذ لی تھی۔

اسی سال جمادی الآخرہ میں عمرو بن اللیث کے جمادی الاولیٰ میں نیشاپور میں داخل ہونے کی خبر آئی۔
اسی سال یوسف بن ابی الساج نے موصل کے راستے سے بتیس خارجیوں کو بھیجا جن میں سے پچیس کی گردن مار دی گئی
اور انہیں لٹکا دیا گیا اور سات کو نئے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔

اس سال ۵/ رجب کو گرمستانی مجاہدین کو لے کے خمارویہ کی جانب سے احمد بن اباطرسوس میں داخل ہوا۔ پھر بدر الحما می
داخل ہوا۔ دونوں نے مل کر انجفی امیر طرسوس سے جہاد کیا اور لڑتے لڑتے اہل قسور تک پہنچ گئے۔

اسی سال اسماعیل بن احمد کے بلاد ترک میں جنگ کرنے کی اور جیسا کہ بیان کیا گیا، ان کے دار السلطنت فتح کرنے کی
اور اس کے اور اس کی ملکہ خاتون کے اور تقریباً دس ہزار کے قید کرنے کی خبر آئی، ان میں سے ایک کثیر مخلوق کو اس نے قتل کر دیا۔ اس
قد گھوڑے غنیمت میں ملے جن کی تعداد نہیں معلوم ہو سکتی۔ ہر ایک مسلمان سوار کو غنیمت کی تقسیم میں ہزار درم ملے۔

۲۸/ رمضان کو اسی سال الموفق کے مولیٰ راشد کی الدینورہ میں وفات ہوئی۔ اور اسے ایک تابوت میں بغداد لایا گیا۔

اسی سال ۱۳/ شوال کو مسرور انجفی کی وفات ہوئی۔

زلزلہ سے تباہی:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ذی الحجہ میں دہل سے ۱۴/ شوال کو چاند گمہ بن کے متعلق خط آیا۔ پھر آ خرشب کو روشنی ہو گئی تو ان
کو اس شب کی صبح اس طرح ہوئی کہ دنیا تاریک تھی اور یہ تاریکی ان پر قائم رہی۔ پھر جب عصر کے قریب ہوا تو ایک سیاہ آندھی چلی
جو ٹٹ شب تک رہی۔ پھر جب تہائی رات ہوئی تو زلزلہ آیا۔ اس حالت میں صبح ہوئی کہ شہر تباہ ہو چکا تھا۔ مکانات میں سے سوائے
چند کے کوئی نہ بچا جو بقدر سو گھر کے تھے۔ اس خط کے لکھنے کے وقت تک تیس ہزار آدمی دفن کیے تھے جو بلے کے نیچے سے نکلتے تھے اور
دفن کیے جاتے تھے۔ گرنے کے بعد ان پر پانچ مرتبہ زلزلہ آیا۔ ان میں سے بعض سے مذکور ہے کہ وہ تمام لوگ جو بلے کے نیچے سے
نکالے گئے ڈیڑھ لاکھ مردے تھے۔

امیر حج ابو بکر محمد بن ہارون:

اس سال ابو بکر محمد بن ہارون عرف ابن ترنجبہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸ھ کے واقعات

ترک بن العباس کی کارگزاری:

۹/ محرم کو ترک بن العباس کا جو دیار مضر پر عامل سلطان قتاد بن علیہ السلام میں سمیسا ط کے حاکم ابو الاغر کے ساتھیوں میں سے
کچھ اوپر چالیس آدمیوں کو اونٹوں پر لایا، جن کے سر پر لمبی ٹوپیاں اور ریشمی عبائیں تھیں، ان کو قصر خلافت میں پہنچایا گیا پھر وہ قید خانہ
جدید میں واپس کیے گئے اور اس میں قید کر دیے گئے۔ ترک کو خلعت دیا گیا اور وہ اپنے مکان واپس آ گیا۔

وصیف اور عمر بن عبدالعزیز کی جنگ:

اسی سال اس جنگ کی خبر آئی جو ابن ابی الساج کے خادم وصیف کی عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے ہوئی تھی اور وصیف نے عمر کو شکست دی تھی۔ وصیف اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اپنے مولیٰ محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔

احمد بن محمد الطائی کی وفات:

اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے نصف جمادی الآخر یوم پنج شنبہ کو گرمستانی جہاد کے لئے نمارویہ کی جانب سے طنج بن جعفر طرسوس میں داخل ہو کے جہاد کیا۔ پھر طرایون پہنچا اور ملوریہ کو فتح کر لیا۔ ۲۵ تاریخ کو احمد بن محمد الطائی کا کونے میں انتقال ہوا اور وہیں اس مقام پر دفن کیا گیا جو مسجد السہلہ کہلاتا ہے۔

اسی سال الرے اور طبرستان کا پانی خشک ہو گیا۔

عمر بن عبدالعزیز کی مراجعت بغداد:

اسی سال ۲/ رجب کو معتضد ولایت الجبل کی طرف روانہ ہوا۔ پھر الدینور کے علاقے کا قصد کیا۔ ولایات رے، قزوین، زنجان، ابهر، قم، ہمدان، دینور ابو محمد علی بن المعتضد کے سپرد کئے اس کے کاتبوں کو احمد بن ابی الاصبح کی نگرانی میں دیا اور لشکر کی تنخواہ اور رے کی جاگیر کو الحسین بن عمرہ النصرانی کے سپرد کیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے اصہبان اور نہاد اور انکرچ سپرد کیا۔ اس نے غلے کی کمی اور سودے کی نگرانی کی وجہ سے واپسی میں غلت کی۔ ۲/ رمضان یوم چہار شنبہ کو بغداد میں آ گیا۔

الحسن بن علی کورہ کی امان طلبی:

اسی سال رافع کے عامل الرے الحسن بن علی کورہ نے تقریباً ایک ہزار آدمی کے ہمراہ علی بن المعتضد سے امان طلب کی۔ اس نے سب کو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں اعراب سامرہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے ابن سیمانف کو گرفتار کیا اور لوٹا۔

فرمان خلافت:

۲۳/ ذی القعدہ کو المعتضد حمدان بن حمدون کے ارادے سے دوبارہ موصل کی طرف نکلا یہ خبر ملی تھی کہ وہ ہارون الشاری الوازقی (خارجی) کی طرف مائل ہو گیا ہے اور اس کے لئے دعا کی ہے۔ کرنج جدان سے نجاج الحرمی خادم کے پاس اس جنگ کے متعلق جو اس کے اور کردوں اور اعراب کے درمیان ہوئی المعتضد کا فرمان آیا اور وہ جنگ ختم ذی القعدہ یوم جمعہ کو ہوئی تھی۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) میرا یہ فرمان شب جمعہ کا ہے۔ اللہ نے کہ اسی کے لئے حمد ہے، کردوں اور بدویوں پر ہماری مدد کی اور ان کے بہت بڑے گروہ اور اہل وعیال پر ہم کو فتح دی۔ خواب دیکھا کہ ہم لوگ گائیں اور بکریاں چرا رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم ان کو اول چراتے تھے۔ اور نیز نے اور تلواریں ان میں دراتی رہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان رات حائل ہو گئی۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر آگ روشن کر دی گئی۔ صبح کو رسائی ہوئی۔ میرا لشکر انکرخ تک تلاش کرتا تھا۔ اور ہمارا حملہ ان پر ہوتا تھا ہم نے ان کو پچاس میل تک قتل کیا۔ ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ اللہ ہی کے لئے حمد کثیر ہے۔ بے شک اللہ کا شکر ہم پر واجب ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین وصلى اللہ علی محمد نبیہ وآلہ وسلم کثیراً۔

کردوں اور بدویوں کا اتحاد:

کردوں اور بدویوں کو جب المعتضد کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تھی تو انہوں نے آپس میں قسم کھائی تھی کہ وہ ایک خون پر بھی

قتل کریں گے اور وہ متفق ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تیار کیا تھا کہ ایک حصہ ایک کے بعد ہو۔ عیال و اولاد کو آخری حصے میں کر دیا تھا۔ پہلے معتضد نے صرف سواروں کے ساتھ اپنا لشکر روانہ کیا۔ اس نے ان پر حملہ کیا اور لوگوں کو قتل کیا۔ مخلوق کثیر دریائے زاب میں غرق ہو گئی۔

معتضد کی قلعہ مار دین پر فوج کشی:

معتضد قلعہ مار دین کے قصد سے موصل کی طرف نکلا جو حمدان بن حمدون کے قبضے میں تھا۔ جب اسے معتضد کی آمد کی خبر پہنچی تو بھاگا اور اپنے بیٹے کو ہاں چھوڑ گیا۔ معتضد کا لشکر قلعے پر اترا۔ جو لوگ اس میں تھے اس دن انہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جب دوسرا دن ہوا تو معتضد سوار ہوا اور قلعے پر چڑھ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ پھر اس نے پکارا ”اے ابن حمدون!“ اس نے اسے جواب دیا ”لبیک!“ (حاضر) اس نے کہا کہ تیری بربادی ہو دروازہ کھول۔ اس نے کھول دیا۔ معتضد دروازے میں بیٹھ گیا اور جو اس میں داخل ہوا اسے حکم دیا کہ قلعے میں جو کچھ مال و اسباب ہو سب کو منتقل کر دے پھر وہ منہدم کر دیا گیا۔ حمدان بن حمدون کے پیچھے کسی کو روانہ کیا اس نے سخت جستجو کی اور اس کے وہ مال جو چھپا رکھے تھے لے لئے گئے آخر اس پر بھی فتح حاصل ہو گئی۔

قلعہ الحسدیہ کی تاراجی:

معتضد ایک بستی کی طرف روانہ ہوا جس کا نام الحسدیہ تھا۔ ایک شخص جس کا نام شدا تھا اتنے بڑے لشکر کے ہمراہ تھا کہ بیان کیا گیا کہ وہ دس ہزار آدمی تھے۔ اس بستی میں اس کا ایک قلعہ بھی تھا۔ معتضد کو اس پر بھی فتح ہوئی اور اس کو اس نے گرفتار کر لیا پھر اس کا قلعہ منہدم کر دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال طریق مکہ سے یہ خبر آئی کہ المصعد میں لوگوں کو سخت سردی اور خوب بارش کی مصیبت آئی۔ ایسی سردی جس میں پانچ سو آدمیوں سے زیادہ پر مصیبت گزری۔ اسی سال شوال میں مسلمانوں نے رومیوں سے جہاد کیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں بارہ روز تک جنگ جاری رہی۔ پھر مسلمان فتح مند ہوئے۔ کثیر غنیمت پائی اور واپس ہو گئے۔

۲۸۲ھ کے واقعات

نوروز میں خراج کی ابتدا کی ممانعت:

اسی سال محرم میں معتضد کا یہ حکم تھا کہ اطراف اور شہروں کے عاملوں کو یہ فرمان لکھے جائیں کہ وہ اس نوروز میں خراج کی ابتدا ترک کر دیں۔ جو عجم کا نوروز کہلاتا ہے اور اسے حزیران کی گیارہویں تاریخ تک موخر کر دیں۔ اس تاریخ کا نام نوروز معتضدی رکھا گیا۔ اس کے متعلق موصل سے فرمان لکھ دیے گئے۔ معتضد بھی وہیں تھا۔ فرمان یوسف بن یعقوب کے پاس آیا جس میں یہ تھا کہ مقصد لوگوں کے ساتھ آسانی اور ان کے ساتھ نرمی کرنا ہے۔ حکم تھا کہ فرمان پڑھ کر لوگوں کو سنائے۔ اس نے یہی کیا۔

بنت خمارویہ بن احمد بن طولون کی بغداد میں آمد:

اسی سال ابن الجصاص مصر سے ابوالکثیر خمارویہ بن احمد بن طولون کی اس بیٹی کو لایا جس سے معتضد نے نکاح کیا تھا۔ اس کے ہمراہ اس کی ایک پھوپھی بھی تھی۔ بغداد میں ان کا قدم ۲/ محرم یوم یک شنبہ کو ہوا۔ لڑکی کو شب یک شنبہ کو داخل کیا گیا اور وہ صاعد بن خالد کے گھر میں اس حالت میں اتری کہ معتضد موصل میں تھا۔

اسی سال لوگوں کو اس رسم سے روکا گیا جو نوروز عجم میں کیا کرتے تھے کہ پانی ڈالتے اور آگ بلند کرتے تھے۔

حمدان بن حمدون کی سرکشی:

اسی سال معتضد نے موصل سے اسحاق بن ایوب کو اور حمدان بن حمدون کو اپنے پاس آنے کو لکھا۔ اسحاق بن ایوب تو فوراً اس طرف بڑھا، مگر حمدان بن حمدون اپنے قلعے میں محفوظ ہو گیا اور اپنے مال اور عورتوں کو غائب کر دیا۔ معتضد نے وصیف موثیکر اور نصر القشوری وغیرہ کے ہمراہ اس کی طرف لشکر روانہ کیا۔ وہ لوگ اتفاقاً الحسن بن علی کورہ کے ساتھ اس وقت پہنچے کہ اس کے ساتھی حمدان کے قلعے پر مقیم تھے جو موصل کے علاقے میں موضع دیر الزعفران میں تھا اور الحسین ابن حمدان اس میں تھا۔ جب الحسین نے لشکر کے ابتدائی حصے کو آتا ہوا دیکھا تو امان مانگی چنانچہ اسے امان دی گئی اور الحسین المعتضد کے پاس چلا گیا اور قلعے کو سپرد کر دیا۔ اس کے منہدم کرنے کا حکم دیا گیا۔ وصیف موثیکر نے حمدان کی تلاش میں تیزی سے روانگی کی۔ وہ ایک مقام پر چلا گیا تھا جو دجلہ اور ایک بڑی نہر کے درمیان باسورین کے نام سے مشہور تھا۔ پانی زائد تھا۔ وصیف کے ساتھیوں نے عبور کیا۔ اس نے انہیں دیکھ لیا۔ وہ اور اس کے ساتھی سوار ہو گئے اور اپنی جان کی حفاظت تو کی مگر اس کے اکثر آدمی قتل کر دیے گئے۔

حمدان بن حمدون کا فرار:

حمدان نے اپنے آپ کو اس کشتی میں ڈال دیا جو اس کے لئے دجلہ میں تیار تھی۔ اس کے ہمراہ اس کا نصرانی کاتب زکریا ابن یحییٰ بھی تھا اپنے ہمراہ مال بھی لا دیا اور دجلہ کی غربی جانب دیا رر بیعہ کے علاقے میں عبور کر گیا۔ اعراب سے مل جانے کا قصد کیا ہی تھا کہ اس کے اور شرقی جانب کے کردوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی تھی۔ اسی کے نقش قدم پر لشکر کی ایک چھوٹی سی جماعت نے بھی عبور کیا اور پیچھے پیچھے روانہ ہو کے اس دیر کے سامنے پہنچ گئے جس میں وہ اتر تھا جب اس نے دیکھا تو دیر سے نکل کر بھاگا ہمراہ اس کا کاتب بھی تھا دونوں نے اپنے آپ کو کشتی میں ڈال دیا اور مال کو دیر میں چھوڑ دیا جو معتضد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

حمدان بن حمدون کی گرفتاری:

خلافت کے سپاہی اس کی تلاش میں خشکی پر بھی اور پانی میں بھی روانہ ہوئے۔ اس سے ملے تو وہ تباہی کی حالت میں کشتی سے دجلہ کی شرقی جانب اپنی ایک زمین کی طرف نکلا۔ پھر اپنے وکیل کے گھوڑے پر سوار ہو کے ساری رات چلتا رہا یہاں تک کہ اسحاق بن ایوب کے پاس اس سے پناہ مانگنے کے لئے پہنچا جو معتضد کے لشکر میں تھا۔ اسحاق نے اسے المعتضد کے خیمے میں حاضر کر دیا۔ اس نے اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ اور سواروں کو اس کے اعزہ کی تلاش میں ہر طرف روانہ کر دیا۔ اس کے کاتب پر اور چند رشتہ داروں پر اور اس کے غلاموں پر قابو پالیا گیا۔ کردوں کے رؤسا وغیرہم پے درپے امان میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے یہ واقعہ اسی سال کے آخر محرم کا ہے۔

اسی سال ربیع الاول میں بکتمر بن طاہر کو گرفتار کر لیا گیا۔ بیڑیاں ڈال کر اسے قید کر دیا گیا اور اس کا مال اور جائیداد اور مکانات ضبط کر لیے گئے۔

بنت خمار وید کی منتقلی:

اسی سال خمار وید ابن احمد کی بیٹی کو معتضد کے پاس ۴/ ماہ ربیع الآخر کو منتقل کیا گیا اور بغداد کے دونوں جانب میں یہ ندادی گئی کہ یوم یک شنبہ کو کوئی شخص دجلہ میں عبور نہ کرے۔ ان راستوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ جو ساحل کے متصل تھے۔ دجلہ تک پہنچنے والے راستوں پر قاتل لگا دی گئیں۔ دجلہ کے دونوں کناروں پر پہرہ مقرر کر دیا گیا کہ لوگ اپنے مکانات سے کناروں پر ظاہر نہ ہوں۔ جب تاریکی پھیل گئی تو ایوان خلافت سے کشتیاں آئیں۔ جن میں خادم تھے اور ان کے ہمراہ شمعیں تھیں۔ صاعد کے مکان کے آگے کھڑے ہو گئے۔ چار آتش انداز کشتیاں تیار کی گئی تھیں۔ جو صاعد کے مکان سے بندھی ہوئی تھیں۔ جب کشتیاں آئیں تو آتش انداز کشتیاں روانہ کی گئیں۔ اور کشتیاں ان کے آگے روانہ ہوئیں۔ دوشنبہ کو حرہ (لڑکی) نے ایوان میں قیام کیا۔ ۵/ ربیع الاول شنبہ کو جلوہ ہوا۔

متفرق واقعات:

اسی سال المعتضد الجبل روانہ ہوا۔ انکرج پہنچا اور اس نے ابن ابی دلف کے مال کے لئے اور عمر بن عبدالعزیز ابن ابی دلف کو ایک فرمان لکھا جس میں اس سے جو جواہرات طلب کئے گئے تھے جو اس کے پاس تھے۔ عمر نے جواہرات واپس کر دیے۔ اسی سال معتضد کی روانگی کے بعد ابن طولون کے غلام لؤلؤ کو رہا کیا گیا اور اسے گھوڑوں اور خچروں کی سواری دی گئی۔ اسی سال یوسف بن ابی الساج کو الفتح القلانی کی مدد کے لیے الصیرہ روانہ کیا گیا مگر وہ ان لوگوں کے ہمراہ جنہوں نے اس کی اطاعت کی اپنے بھائی محمد کے پاس المرائع بھاگ گیا اور راستے میں سلطان کا کوئی مال ملا تو اسے اس نے لے لیا۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر نے اس پر ایک نظم کہی تھی۔

اسی سال معتضد نے عبید اللہ بن سلیمان وزیر کو اپنے فرزند ابو محمد کے پاس رہے روانہ کیا۔

اسی سال محمد بن زید العلوی نے طبرستان سے محمد بن درو العطار کے پاس بتیس ہزار دینار روانہ کیے کہ وہ انہیں بغداد اور کوفہ اور کئے اور مدینے میں اس کے اہل عیال پر تقسیم کر دے پھر اس کی چغلی کھائی گئی تو اسے بدر کے مکان پر حاضر کیا گیا باز پرس کی گئی تو اس نے بیان کیا کہ ہر سال اسی قدر مال اس کے پاس روانہ کیا کرتا ہے۔ جو حسب معمول مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ بدر نے معتضد کو اس سے آگاہ کیا کہ وہ آدمی اور مال اس کے قبضے میں ہے۔ اس کی رائے دریافت کی کہ اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے۔

المعتضد کا خواب:

ابو عبد اللہ الحسنی سے مذکور ہے کہ المعتضد نے بدر سے کہا کہ اے بدر تجھے وہ خواب یاد نہیں جو میں نے تجھ سے بیان کیا تھا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین ”نہیں“ اس نے کہا کیا تجھے یاد نہیں کہ میں نے تجھ سے یہ بیان کیا تھا کہ الناصر نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ جان لے کہ یہ حکومت عنقریب تیرے پاس آئے گی تو تو غور کر لے کہ تو آل علی بن ابی طالب کے ساتھ کیسا رہتا ہے پھر اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں بغداد سے باہر ہوں۔

اپنے لشکر کے ہمراہ الشہوان کا ارادہ کر رہا ہوں۔ لوگ میری طرف دیکھ رہے ہیں کہ ناگاہ ایک ایسے شخص پر میرا گزر ہوا جو ایک ٹیلے پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے میری طرف التفات نہیں کرتا۔ اس کی بے پروائی پر تعجب کیا۔ اس کے سامنے آیا اور آگے کھڑا ہوا گیا۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کہا کہ سامنے آ۔ میں اس کے سامنے آیا تو مجھ سے کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہ پھاوڑا لے اور اسے زمین پر مار۔ میں نے اس سے لیا اور چند ضربیں ماریں۔ مجھ سے کہا کہ عنقریب تیری اولاد میں سے اتنے لوگ بقدر ان ضربوں کے جو تو نے ماری ہیں خلیفہ ہوں گے۔ تو ان کو میری اولاد کے ساتھ نیکی کی وصیت کر دے۔ بدر نے کہا کہ میں نے عرض کی ہاں اے امیر المومنین تو نے بیان کیا ہے۔ کہا پھر مال کو بھی رہا کر دے اور اس شخص کو بھی رہا کر دے۔ اسے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھی کو طبرستان میں یہ لکھ دے کہ وہ جو کچھ روانہ کیا کرتا ہے اسے کھل کھلا روانہ کیا کرے اور محمد بن دردد جو تقسیم کرتا ہے اسے کھلم کھلا تقسیم کیا کرے۔ محمد اس کے متعلق جو کچھ چاہے اس کی اعانت کا حکم دیا۔ اسی سال ۱۹ شعبان کو ابو طلحہ منصور بن مسلم کی المعتضد کی قید میں وفات ہوئی۔

اسی سال ۸/ رمضان کو عبید اللہ بن سلیمان وزیر الرے سے چل کر بغداد میں آیا تو اسے خلعت دیا گیا۔

جعفر بن المعتضد کی ولادت:

اسی سال ۲۲/ رمضان کو ام القاسم بنت محمد بن عبد اللہ کی جاریہ ناعم کے یہاں المعتضد سے بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام اس نے جعفر رکھا۔ المعتضد نے اس جاریہ کا نام شغب رکھا۔

خمارویہ بن احمد کا قتل:

اسی سال ۱۸/ ذی الحجہ کو ابراہیم بن احمد المازرائی دمشق سے خشکی کے راستے سے آیا۔ گیارہ دن میں بغداد پہنچا۔ معتضد کو یہ اطلاع دی کہ خمارویہ ابن احمد اپنے بستر پر ذبح کر دیا گیا۔ جسے اس کے خدم خاصہ میں سے کسی خادم نے ذبح کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کا قتل ۳/ ذی الحجہ کو ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابراہیم دمشق سے بغداد سات دن میں آیا اور ان خادموں میں سے جو اس کے قتل میں مہتم تھے کچھ اوپر نہیں خادموں قتل کیے گئے۔ معتضد نے ابن الجصاص کے ہمراہ خمارویہ کو کچھ تھکے بھیجے تھے اور اسے اس کے نام کا پیام سپرد کیا تھا۔ ابن الجصاص اس کام کے لئے چل دیا۔ جب سامرا پہنچا تو المعتضد کو خمارویہ کے قتل کی خبر پہنچی تو اس نے اسے لکھا کہ واپس آ جائے۔ ۲۳/ ذی الحجہ کو وہ لوٹا اور بغداد میں داخل ہوا۔

۲۸۳ھ کے واقعات

الحسین بن حمدان کی المعتضد سے درخواست:

۱/ محرم کو معتضد کا ہارون الشاری کے سبب الموصل کی طرف روانہ ہوا۔ اس پر فتح ہوئی۔ فتح کے متعلق معتضد کا فرمان بغداد میں ۹/ رجب الاول یوم سہ شنبہ کہ پہنچا۔ فتح مند ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے اپنے گھر والے اور دوسرے ساتھیوں کی سوار و پیادہ جماعت کے ہمراہ الحسین بن حمدان بن حمدون کو اس طرف روانہ کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ الحسین بن حمدان نے معتضد سے کہا کہ اگر میں اسے امیر المومنین کے پاس لے آیا تو امیر المومنین سے میری تین حاجتیں ہیں۔ کہا بیان کر۔ کہا ان میں پہلی میرے والد کی

رہائی ہے۔ کہا دو حاجتیں اور ہیں جنہیں میں اس کے امیر المومنین کے پاس لانے کے بعد مانگوں گا۔ معتضد نے جواب دیا کہ وہ تیرے ہی لئے ہے تو جا۔ الحسین نے کہا کہ مجھے ایسے تین سواروں کی ضرورت ہے جنہیں انتخاب کروں گا۔ معتضد نے مع موٹیکر کے تین سواران کے ہمراہ روانہ کئے۔ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ امیر المومنین یہ حکم دیں کہ میں اسے جو حکم دوں اس میں وہ میری مخالفت نہ کرے۔ معتضد نے موٹیکر کو اس کا حکم دے دیا۔

الحسین بن حمدان کی مہم:

الحسین روانہ ہوا۔ دجلہ کے ایک گھاٹ تک پہنچ کے صیف (موٹیکر) اور اس کے ساتھیوں کو گھاٹ پر ٹھہرنے کا حکم دیا کہ ہارون کے لئے اگر وہ بھاگے تو سوائے اس کے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے لہذا تو ہرگز اس مقام سے نہ ملنا۔ ہارون تیرے پاس سے گزرے تو اسے عبور کرنے سے روکنا کہ میں تیرے پاس آ جاؤں یا تجھے یہ خبر پہنچے کہ میں قتل کر دیا گیا حسین ہارون کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس سے ملا جنگ کی دونوں کے درمیان قتل بھی ہوئے۔ ہارون الشاری بھاگا وصیف گھاٹ پر تین روز تک ٹھہرا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ اس پٹ پر مقام میں ہمارا قیام بہت ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے ہم اس امر سے بے خوف نہیں ہیں کہ حسین الشاری کو گرفتار کر لے تو فتح اسی کی ہوگی نہ کہ ہم کو۔ بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ ان کے نشان قدم پر چلیں۔ اس نے ان کا کہنا مان لیا اور روانہ ہو گیا۔

ہارون الشاری کی گرفتاری:

ہارون الشاری بھاگ کر گھاٹ کے مقام پر آیا اور عبور کر گیا حسین اس کے پیچھے آیا تو اس نے اس مقام پر جہاں صیف اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تھا کسی کو نہیں پایا۔ نہ اسے ہارون کی کوئی خبر معلوم ہوئی اور نہ اس نے اس کا کوئی نشان دیکھا۔ ہارون کا حال دریافت کرنے لگا۔ اس کے عبور پر واقف ہو کے اس نے بھی اس کے نشان پر عبور کیا اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلے میں آیا۔ دریافت کیا تو ان لوگوں نے اس کا حال چھپایا اس نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور انہیں بتایا کہ معتضد ان کی تلاش میں ہے۔ انہوں نے اسے بتایا کہ وہ ان کے آگے بڑھ گیا ہے۔ اس نے ان کا گھوڑا لے لیا اور اپنا گھوڑا جو تھک گیا تھا ان کے پاس چھوڑ دیا۔ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد اسے ملا۔ الشاری تقریباً سو آدمیوں کے ہمراہ تھا۔ الشاری نے اسے قسم دی اور دھمکایا مگر اس نے اس سے جنگ کے سوا اور کچھ نہ مانا۔ آخر اس سے جنگ کی۔

حمدان بن حمدون کی رہائی:

مذکور ہے کہ حسین بن حمدان نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا تو اس کے ساتھی بھی اس پر چھپٹ پڑے اور اس کو گرفتار کر لیا۔ صحیح و سالم بغیر کسی عہد و پیمان کے معتضد کے پاس لے آیا تو معتضد نے حمدان بن حمدون کی بیڑیاں کھولنے کا اور اس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا کہ آئے تو وہ اسے رہا کرے اور خلعت دے جب الشاری گرفتار ہو گیا اور معتضد کے قبضے میں چلا گیا تو وہ مدینۃ السلام کی طرف لوٹا۔ ۲۲/ ربیع الاول کو وہاں پہنچا اور باب الشماسیہ پر اتر اوروہیں لشکر تیار کیا۔

الحسین بن حمدان کے اعزاز میں اضافہ:

معتضد نے الحسین بن حمدان کو خلعت دیا سونے کا طوق پہنایا اور اس کے اعزہ کی ایک جماعت کو بھی خلعت دیا۔ ایک ہاتھی

ریشمی کپڑوں سے آراستہ کیا گیا اور اشاری کے لیے ہووج بنایا گیا، اس میں بٹھایا گیا، ریشم کی قبا پہنائی گئی۔ سر پر ریشم کی بہت بلند ٹوپی تھی۔

دفتر میراث بند کرنے کا حکم:

اسی سال ۲۰/ جمادی الاول کو معتضد نے سہام میراث میں سے زائد حصوں کو ذوی الارحام پر تقسیم کرنے کے لیے تمام اطراف میں فرمان لکھنے کا اور دفتر میراث کے بند کرنے کا اور ان کے عاملوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ اس کے متعلق فرمان جاری کر دیے گئے اور منبروں پر پڑھ کھڑائے گئے۔

عمرو بن الیث کا محاصرہ نیشاپور:

اسی سال عمرو بن الیث نیشاپور سے نکلا تو رافع بن ہرثمہ نے اس کا قصد کیا۔ عمرو نے محمد بن زید الطالبی اور اس کے باپ کے لئے خطبہ پڑھا۔ کہ اے اللہ حق کی دعوت دینے والے کی اصلاح فرما۔ ۱۰/ ماہ ربیع الآخر کو عمرو نیشاپور لوٹا۔ بستی کے باہر پڑاؤ کیا۔ چھاؤنی بنائی اور اہل نیشاپور کا محاصرہ کر کے ٹھیر گیا۔

محمد بن اسحاق و دیگر سرداروں کی بغداد میں آمد:

اسی سال ۴/ جمادی الآخرہ کو محمد بن اسحاق بن کندا حقیق اور خاقان المقلحی اور محمد بن کمشو ر عرف بندقہ اور بدر بن جف برادر بن طغ اور ابن خنصغ سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے بحالت امان بغداد آئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کا المعتضد کے پاس بحالت امان آنے کا سبب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے ابن نما رو یہ بن احمد بن طولون کے لشکر پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے ان کی چغلی کھائی، لوگ اسی روز نکلے البریہ روانہ ہوئے۔ اپنے مال و اہل و عیال کو چھوڑ دیا کچھ دن بھٹکتے پھرے۔ ان کی ایک جماعت پیاس سے مر گئی۔ طریق مکہ پر کوفے سے دو تین منزل اوپر نکلے۔ سلطنت نے محمد بن سلیمان سردار لشکر کو کوفے روانہ کیا۔ اس نے ان کے نام لکھ لیے۔ کوفے سے تنخواہ مقرر کی گئی۔ جب بغداد کے قریب پہنچے تو ان کے پاس تنخواہیں اور خیمے اور کھانا روانہ کیا گیا۔ جس روز وہ داخل ہوئے اسی روز معتضد کے پاس پہنچا دیے گئے۔ اس نے انہیں خلعت دیا۔ ہر سردار کو اسپ سواری مع زین و لگام کے دی اور باقی لوگوں کو بھی خلعت دیا۔ ان کی تعداد ساٹھ تھی۔

۱۶/ تاریخ یوم شنبہ کو عبید اللہ بن سلیمان وزیر ابن ابی دلف کی جنگ کے لیے جو اصہبان میں تھا الجبل روانہ ہوا۔

رومی فرمانروا کی مسلمانوں سے امداد طلبی:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا طرسوس سے ایک مراسلہ آیا کہ صقالہ نے مخلوق کثیر کے ساتھ رومیوں سے جنگ کی کچھ لوگوں کو قتل کیا اور ان کے بہت سے دیہات تباہ کر دیے۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔ رومیوں نے پناہ لی اور شہر کے دروازے بند کر لیے۔ رومی سرکش (بادشاہ) نے صقالہ کے بادشاہ کے پاس قاصد روانہ کیا کہ ہمارا دین اور تمہارا دین ایک ہے پھر کیوں ہم لوگ آپس میں لوگوں کو قتل کریں۔ صقالہ کے بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ میرے باپ دادا کا ملک ہے اور میں تجھ سے بغیر اس کے باز نہ رہوں گا۔ جب صقالہ سے خلاصی نہ مل سکی تو رومیوں نے مسلمانوں کو جمع کیا جو اس کے پاس تھے۔ انہیں ہتھیار دے دیے اور ان سے صقالہ کے خلاف اپنی مدد کی درخواست کی مسلمانوں نے مدد کی اور صقالہ کو شکست دی۔ جب وہ شاہ روم نے یہ دیکھا تو اسے اپنے

اوپر ذرا۔ ان کے پاس قاصد بھیجا انھیں واپس کر دیا۔ ان سے ہتھیار لے لیے اور اس خوف سے کہ اس پر خروج نہ کریں شہروں میں منتشر کر دیا۔

ابن خمارویہ کا قتل:

اسی سال کے نصفِ رجب کو مصر سے یہ خبر آئی کہ مغارہ اور بربر کے لشکر نے ابن خمارویہ کے لشکر پر حملہ کر دیا کہ ”ہم لوگ اپنے اوپر تیری حکومت سے راضی نہیں ہیں تو ہم سے کنارے ہٹ جا تو ہم تیرے چچا کو والی بنالیں“۔ اس کے کاتب علی بن احمد الماذرائی نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور ان سے یہ درخواست کی کہ وہ اسی روز اس کے پاس واپس ہو جائیں۔ وہ لوگ واپس ہو گئے۔ دوسرے دن لوٹے تو ایک لشکر اس کے چچا کے خلاف روانہ ہوا جس کے متعلق ان لوگوں نے بیان کیا تھا کہ وہ اسے امیر بنائیں گے۔ اس نے اس کی بھی گردن ماردی اور اپنے ایک دوسرے چچا کی بھی گردن ماردی۔ دونوں کے سروں کو ان کے پاس پھینک دیا۔ لشکر نے ابن خمارویہ پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس کی ماں کو بھی قتل کر ڈالا۔ اس کا مکان لوٹ لیا۔ مصر کو لوٹ لیا۔ اس میں آگ لگا دی اور ہارون بن خمارویہ کو اپنے بھائی کی جگہ بٹھا دیا۔

اسی سال رجب میں معتضد نے نہرِ دجل سے نہر نکالنے اور اسے انتہا تک پہنچانے اور اس کے دھانے کی پتھر کی چٹان توڑنے کا جو پانی کو روکتی تھی حکم دیا۔ کچھ اوپر چار ہزار دینار جمع کر کے اس پر صرف کیے گئے۔ اور یہ کام زیرک کاتب اور المعتضد کے ایک خادم کے سپرد کیا گیا۔

رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ:

اسی سال شعبان میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان احمد بن طغان کے ہاتھوں پر فدا واقع ہوا۔ (یعنی قیدیوں کا باہم مبادلہ ہوا) اس کے متعلق طرسوس سے آنے والے مراسلے میں یہ مضمون تھا۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ احمد بن طغان نے لوگوں میں اعلان کیا کہ وہ ۴/ شعبان ۲۸۳ھ یوم پنج شنبہ کو فداء میں حاضر ہوں گے۔ ۵/ شعبان یوم یوم جمعہ کو لاس کی طرف نکلا جو مسلمانوں کی چھاؤنی ہے اور لوگوں کو اسی روز اپنے ہمراہ نکلنے کا حکم دیا۔ اس نے نماز جمعہ پڑھی اور مسجد جامع سے سوار ہوا۔ ہمراہ راغب اور اس کے موالی بھی تھے۔ شہر کے معززین اور موالی سردار و مجاہدین رضا کار بھی نہایت عمدہ ہیئت میں نکلے۔ لوگ ۸/ شعبان دو شنبہ تک لاس کی طرف نکلتے رہے۔ فریقین کے درمیان بارہ دن تک فدا ہوتا رہا۔ ان مسلمان بچوں اور عورتوں اور مردوں کی کل تعداد جن کی طرف سے فدا دیا گیا دو ہزار پانچ صد تھی۔ ۲۳/ شعبان یوم سہ شنبہ کو مسلمانوں نے شاہ روم کے سفیر سمیون کو رہا کیا۔ اس کے عوض میں رومیوں نے یحییٰ بن عبدالباقی سفیر اسلام کو رہا کیا جو معاملہ فداء میں بھیجا گیا تھا۔ امیر اور اس کے ساتھ کے لوگ واپس ہوئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن طغان اپنے اس فداء سے واپس ہونے کے بعد اسی مہینے میں دریا سے نکلا اور طرسوس میں اپنے عمل پر دمیائہ کو نائب کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن الباغمر دی کو طرسوس پر روانہ کیا۔ اور وہ خود اس کی طرف نہیں لوٹا۔

عمر بن عبد العزیز بن ابی دلف کو امان:

اسی سال ۱۰/ رمضان یوم جمعہ کو مدینۃ السلام کی جامع مسجد کے ممبر پر ایک مراسلہ پڑھ کر سنایا گیا کہ عمر بن عبد العزیز بن ابی

دلف ۲۷ شعبان یوم شنبہ کو بدر اور عبید اللہ بن سلیمان کے امان میں امیر المومنین کے مطیع و منقاد اور سامع بن کر اور اس کی طاعت میں ان دونوں کے ہمراہ اس کے دروازے پر جانے کو واجب جان کر چلا گیا۔ عبید اللہ بن سلیمان اس کی طرف نکلا تو وہ اس سے ملا اور اس کے ساتھ بدر کے خیمے میں چلا گیا۔ بدر نے اس سے اس کے اہل بیت سے اور اس کے ساتھیوں سے امیر المومنین کی بیعت لی خلعت دیا اور اس خیمے کی طرف واپس ہوئے جو ان کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس کے قبل بکر بن عبد العزیز بدر اور عبید اللہ ابن سلیمان کی امان میں داخل ہو گیا تھا۔ ان دونوں نے اسے اس کے بھائی عمر کے عمل پر اس شرط سے والی بنایا تھا کہ وہ اس کی طرف نکلے گا اور اس سے جنگ کرے گا۔ جب عمر امان میں داخل ہو گیا تو دونوں نے بکر سے کہا کہ تیرا بھائی سلطنت کا طاعت میں داخل ہو گیا ہے۔ ہم دونوں نے تجھے محض اس بنا پر اس کے علاقے کا والی بنایا تھا کہ اس نے نافرمانی کی تھی۔ اب تو امیر المومنین کی رائے پر انھما رہے تم دونوں کے معاملے میں جو مناسب سمجھے سب سے برتر ہے۔ لہذا تم دونوں اس کے دروازے پر چلو۔ عیسیٰ النوشری کو اصفہان کا والی بنایا گیا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ عمر بن عبد العزیز کی جانب سے ہے۔ بکر بن عبد العزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھاگ گیا۔

بکر بن عبد العزیز کا فرار:

یہ واقعہ معتضد کو لکھا گیا تو اس نے بدر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اپنے مقام پر ٹھہرنے کا حکم تھا۔ یہاں تک کہ اسے بکر کی خبر معلوم ہو کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ بدر مقیم ہو گیا۔ اور عبید اللہ بن سلیمان وزیر ابو محمد علی بن المعتضد کی طرف چلا جو رے میں تھا۔ بکر بن عبد العزیز بن ابی دلف الہواز میں چلا گیا۔ معتضد نے اس کی تلاش میں وصیف موشیکور واند کیا جو بغداد سے روانہ ہو کے حدود فارس میں پہنچا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسے مل گیا اور اس پر حملہ نہیں کیا۔ دونوں نے اپنے ساتھی کے قریب رات گزاری۔ بکر رات کو کوچ کر گیا۔ وصیف نے اس کا تعاقب نہیں کیا، بکر اصفہان چلا گیا اور وصیف بغداد کی طرف پلٹ آیا۔ معتضد نے بدر کو لکھا جس میں اسے بکر کی تلاش اور اس کے عرب کی تلاش کا حکم تھا۔ بدر نے عیسیٰ النوشری کو اس کا حکم دیا۔ بکر بن عبد العزیز نے چند اشعار کہے جن کا مطلع یہ تھا۔

”تو اپنی ملامت مجھ سے دور رکھ کیونکہ یہ ملامت کا وقت نہیں ہے۔“

افسوس ہے کہ ملامت کرنے والوں کے لئے ایک زائد چیز ایجاد کرتا ہوں۔“

ان اشعار میں وہ اپنے مقابلے سے نوشری کے بھاگ جانے کا ذکر کرتا ہے۔ وصیف کو اپنے مقابلے سے باز رہنے پر عار دلاتا ہے۔ اور بدر کو دھمکاتا ہے۔

اسی سال ۷/ شوال یوم جمعہ کو علی بن محمد بن ابی الشوارب کا انتقال ہوا۔ اسی روز ایک تابوت میں سامرا لایا گیا۔ مدینہ ابو جعفر میں وہ چھ مہینے تک قاضی رہا تھا۔

اسی سال ۲۶/ شوال یوم دو شنبہ کو عمر بن عبد العزیز بن ابی دلف اصفہان سے آتے ہوئے بغداد میں داخل ہوا بیان ہے کہ معتضد نے سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا القاسم بن عبید اللہ اور سرداروں نے اس کا استقبال کیا۔ معتضد نے اس کے لیے دربار کیا۔ صلہ دیا خلعت بخشا۔ اسے تازی مع زین و لگام زر عطا فرمایا۔ اس کے دونوں بیٹوں کو اور اس کے بھتیجے احمد بن عبد العزیز کو اور اس کے سرداروں میں سے دو آدمیوں کو بھی خلعت دیا اور اس مکان میں اتارہ جو الجسر کے سرے کے پاس عبید اللہ بن عبد اللہ کا

تھا کہ پہلے سے اس کے لیے آراستہ کیا گیا تھا۔
عمر بن الیث کا معروضہ:

اسی سال ایوان خلافت میں سرداروں کو وہ معروضہ پڑھ کر سنایا جو عمرو ابن الیث کے پاس سے اس مضمون کا آیا تھا کہ اس نے رافع بن ہرثمہ پر حملہ کیا۔ اسے شکست دی۔ وہ بھاگ کر چلا گیا۔ اور اس خیال میں ہے کہ اس کا تعاقب کرے۔ یہ جنگ ۲۵/ رمضان کو ہوئی تھی اور یہ معروضہ ۱۲/ ذی القعدہ یوم سہ شنبہ کو سنایا گیا تھا۔

۱۷/ ذی القعدہ یک شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا المصطفیٰ کے پاس جب کہ وہ الحلبہ میں تھا عمرو بن الیث کا ایک معروضہ آیا تو وہ دارالعامہ واپس ہوا۔ سرداروں کو عمرو بن الیث کا معروضہ پڑھ کر سنایا جس میں اس نے یہ اطلاع دی تھی کہ اس نے شکست کے بعد رافع کے پیچھے محمد بن عمرو النخعی کو ایک اور سردار کے ہمراہ روانہ کیا۔ رافع طوس کی طرف چلا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے جنگ کی تو وہ بھاگا۔ اس کا پیچھا کیا تو وہ خوارزم میں گھس گیا۔ پھر خوارزم میں قتل کر دیا گیا۔ اس عریضے کے ہمراہ اس کی مہر بھی روانہ کی تھی۔ اور بیان کیا تھا کہ یہ قاصد سر کے بارے میں جو کچھ حکم ہوگا اسے پہنچا دے گا۔

اسی سال ۲۲/ ذی القعدہ یوم جمعہ کو رافع بن ہرثمہ کے قتل کے متعلق خطوط منبروں پر پڑھ کر سنائے گئے۔

۲۸۳ھ کے واقعات

رافع بن ہرثمہ کے سر کی تشہیر:

۴/ محرم یوم پنج شنبہ کو عمرو بن الیث کا قاصد المصطفیٰ کے پاس رافع بن ہرثمہ کا سر لایا۔ جانب شرقی کی مجلس (چوکی) میں جو خشکی پر تھی اس کے لٹکانے کا پھر اسے جانب غربی کر دینے کا اور وہاں رات کو لٹکانے کا پھر اسے واپس کرنے کا حکم دیا گیا۔ قاصد کو خلعت دیا گیا۔

راغب اور دمیانہ کی جنگ:

۷/ صفر پنج شنبہ کو طرسوس میں راغب اور دمیانہ کے درمیان سخت خون ریزی ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ سبب یہ ہوا کہ الموفق کے مولیٰ راغب نے غمارویہ بن احمد کے لیے دعا چھوڑ دی اور المصطفیٰ کے مولیٰ بدر کے لیے دعا کی۔ اس کے اور احمد بن طغان کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ جب ابن طغان ۲۸۳ھ کے فدا سے واپس ہوا تو براہ دریا سوار ہو کے طرسوس میں داخل نہیں ہوا۔ اور چلا گیا۔ دمیانہ کو طرسوس کے انتظام کے لیے نائب کر گیا۔ جب اس سال کا صفر ہوا تو اس نے یوسف بن الباغمر دی کو روانہ کیا کہ وہ طرسوس پر اس کی نیابت کرے۔ وہ داخل ہوا اور دمیانہ اس کی وجہ سے قوی ہو گیا تو ان لوگوں نے راغب کی دعا کو جو وہ بدر کے لیے کرتا تھا ناپسند کیا۔ جس سے ان کے درمیان فتنہ واقع ہوا اور راغب ان پر فتح مند ہوا۔ اس نے دمیانہ اور ابن الباغمر دی اور ابن الیثیم کو مقید کر کے المصطفیٰ کے پاس روانہ کر دیا۔

عیسیٰ النوشری کا بکر بن عبدالعزیز پر حملہ:

اسی سال ۲۰/ صفر یوم دو شنبہ کو انجیل سے ایک مراسلہ آیا کہ عیسیٰ النوشری نے حدود اصیہان میں بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف

پر حملہ کیا اس کے آدمیوں کو قتل کیا اور اس کے لشکر کو تباہ کر دیا اور وہ قلیل جماعت کے ساتھ بچ گیا۔

اسی سال ۱۴ / ربیع الاول یوم پنج شنبہ کو ابو عمر یوسف بن یعقوب کو خلعت دیا گیا۔ مدینہ ابو جعفر المنصور کا بجائے علی بن محمد بن ابی الشوارب کے قاضی بنایا گیا، اور قطر بل، مسکن، برز جسا بور، الرافذا نین کا عہدہ قضا بھی سپرد کیا گیا۔ اسی روز اس نے اہل مقدمہ کے لیے جامع مسجد میں اجلاس کیا۔ مدینہ ابو جعفر جب سے کہ ابن ابی الشوارب کا انتقال ہوا بغیر قاضی ہی کے رہا تھا۔ ایسے پندرہ مہینے چار دن گزرے۔

غالب نصرانی کی حضور صلعم کی شان میں گستاخی:

اسی ماہ کی ۱۳ / تاریخ یوم چہار شنبہ کو غالب نصرانی طبیب سلطانی کا ایک خادم نصرانی جس کا نام وصیف تھا گرفتار کیا گیا۔ اس پر یہ شہادت گزری کہ رسول ﷺ کو گالیاں دی ہیں۔ اسی بنا پر قید کر دیا گیا۔ اس کے دوسرے روز اس خادم کے سبب سے عوام کے کچھ لوگ جمع ہوئے۔ ابو القاسم ابن عبید اللہ کا شور مچایا اور اس شہادت کی وجہ سے جو اس کے خلاف دی گئی اس پر حد قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

عوام کی برہمی:

جب اسی ماہ کی ۱۷ تاریخ یک شنبہ کا دن ہوا تو باب الطاق کے باشندے البردان اور اس کے متصل کے بازاروں میں جمع ہوئے۔ آپس کے لوگوں کو بلایا باب خلافت کو چلے۔ ابو الحسین ابن الوزیر ملا تو اس کو آواز دی۔ ابن الوزیر نے تسلی دی کہ المعتمد کو اس کی خبر پہنچا دی گئی ہے۔ عوام نے اس کو جھٹلایا اور اسے اتنا سخت و ست کہا کہ اسے ناگوار ہوا۔ اس کے آدمیوں اور مددگاروں پر حملہ کر دیا۔ وہ لوگ بھاگ کے المعتمد کے قصر اثر ماتک گئے۔ پہلے اور دوسرے دروازے سے داخل ہو گئے تو اندر جانے سے روک دیا گیا۔ روکنے والوں پر حملہ آور ہوئے۔ قصر سے نکل کے کسی نے واقعہ دریافت کیا تو انہوں نے المعتمد کو لکھ بھیجا۔ ایک جماعت کو اندر آنے کی اجازت ملی۔

حاضر ہونے پر خلیفہ نے واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا۔ خلیفہ نے خفیف السمرقندی کو ان کے ساتھ یوسف قاضی کے پاس روانہ کیا۔ اور خفیف کو یہ حکم دیا کہ وہ یوسف کو اس معاملے میں غور کرنے کا حکم دے اور اس باب میں جو خبر ملے اس سے آگاہ کرے۔ خفیف ان لوگوں کے ساتھ یوسف کے پاس روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کے اس قدر جھوم کیا کہ قریب تھا کہ اسے بھی قتل کر دیں اور یوسف کو بھی۔ مگر یوسف ان سے بچ گیا۔ ایک دروازے میں گھسا اور اندر سے بند کر لیا۔ اس کے بعد نہ خادم کا کوئی ذکر ہوا اور نہ اس کے بارے میں عوام کا اجتماع ہوا۔

اہل طرسوس کا وفد:

اسی سال کے اسی مہینے میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل طرسوس کی ایک جماعت نے حکام کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ ان پر کسی کو والی مقرر کیا جائے، کیونکہ ان کا شہر بغیر والی کے ہے۔ طرسوس اس کے قبل ابن طولون کے قبضے میں تھا۔ اس نے بدسلوکی کی تو رعایا نے عامل کو شہر سے نکال دیا۔ ابن طولون نے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری کیا۔ احسان کے وعدے کیے۔ مگر رعایا اڑی رہی اس کے کسی غلام کو بھی اپنے شہر میں داخل ہونے دیں۔ صاف کہہ دیا کہ تیری جانب سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا ہم اس

سے جنگ کریں گے۔ آخر ابن طولون باز آ گیا۔

اسی سال ۲/ ماہ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا۔ مصر میں ایک تاریکی اور آسمان میں ایسی گہری سرخی ظاہر ہوئی کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو دیکھتا تھا تو اسے سرخ نظر آتا تھا۔ اسی طرح دیواریں بھی۔ مصر سے آخر عشا تک یہی حال رہا لوگ اپنے مکاناتوں سے نکل کر اللہ کی جناب میں دست بدعا تھے اور گریہ و زاری کر رہے تھے۔
نوروز کی رسوم کی ممانعت:

۳/ جمادی الاولیٰ یوم چہار شنبہ مطابق ۱۱/ حزیان کو بغداد کے محلوں اور بازاروں میں شب نوروز میں آگ جلانے اور نوروز کے دن رنگ کھیلنے کی ممانعت کا اعلان کیا گیا۔ پنج شنبہ کو بھی اسی قسم کا اعلان کیا گیا۔ جمعہ کو عشا کے وقت ہوا تو مدینۃ السلام کی شرقی جانب سعید بن یسکین افسر پولیس کے دروازے پر یہ اعلان کیا گیا کہ امیر المومنین نے آگ جلانے اور رنگ کھیلنے میں لوگوں کو آزاد کر دیا ہے۔ عوام اتنا کھیلے کہ حد سے گزر گئے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ الحمر کی چوکی پر پولیس کے آدمیوں پر بھی رنگ ڈال دیا۔
حبشی خدام کی اہانت پر سزا:

اسی سال عوام الناس نے حبشی خدام میں سے جسے دیکھا اسے یا عقیق کی صدائے غریب سے پکارا۔ وہ لوگ اس سے غضب ناک ہوتے تھے المعتمد نے ایک حبشی خادم کو جمعہ کو رات کے وقت ایک رقعے کے ساتھ ابن حمدون مصاحب کے پاس روانہ کیا۔ یہ خادم الحمر کے شرقی جانب کے سرے پر پہنچا تھا کہ عوام میں سے کسی نے یا عقیق پکارا۔ خادم نے گالی دی اور اسے ذلیل کیا۔ عوام کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ خادم کو گرا کے مارا۔ وہ رقعہ کھو گیا جو اس کے ہمراہ تھا۔ خادم نے واپس آ کے اس پر جو گزری تھی اس کی خبر دی۔ المعتمد نے طریف الحمدی خادم کو سوار ہو کے ہر اس شخص کے گرفتار کرنے اور تازیانے مارنے کا حکم دیا۔ جو خدام کے ساتھ سختی کرے۔ طریف ۱۳/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو سوار و پیادہ کی ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہوا۔ ایک حبشی خادم کو اپنے آگے روانہ کیا۔ وہ اس حکم کی بنا پر کہ اس شخص کو گرفتار کر لیا جائے جس نے خادم کو یا عقیق کہہ کے پکارا تھا۔ باب الطاق تک گیا۔ مذکور ہے کہ اس نے باب الطاق پر سات آدمیوں کو گرفتار کیا۔ ان میں سے کوئی رضائی بھائی تھا۔ انہیں شرقی جانب کی پولیس کی چوکی میں تازیانے مارے گئے۔ طریف عبور کر کے الکفرخ پہنچا تو وہاں بھی یہی کیا۔ پانچ آدمیوں کو گرفتار کر کے الشرقیہ کی پولیس کی چوکی میں تازیانے مارے۔ سب کو اونٹوں پر لادوا گیا اور یہ منادی کی گئی کہ ”یہ اس شخص کی سزا ہے جو خدامان خلافت کے ساتھ سختی کرے اور انہیں یا عقیق پکارے“۔ دن بھر قید رکھے گئے۔ رات کو رہا کر دیے گئے۔

حضرت معاویہ بن سفیان کو دعوایہ کی ممانعت:

اسی سال المعتمد باللہ نے منبروں پر حضرت معاویہ بن سفیان پر لعنت کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور اس کے متعلق ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ عبید اللہ بن سلیمان بن وہب نے عوام کے اضطراب کا خوف دلایا کہ اندیشہ ہے کہ فتنہ ہو گا۔ مگر اس نے التفات نہ کیا۔

مذکور ہے کہ جب المعتمد نے اس امر کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے جو بات کی وہ عوام کو اپنے کام میں مشغول رہنے، قضیہ اور شہادت میں حکام کے پاس اجتماع کو ترک کرنے کا حکم دیا۔ بجز اس صورت کے کہ وہ شاہد حال ہوں اور ان سے کوئی شہادت طلب کی

جائے۔ قصہ گویوں کو راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت کر دی۔ اس کے متعلق تحریریں تیار کی گئیں جو مدینہ السلام کے دونوں طرف محلوں اور بازاروں اور چوکوں میں اسی سال ۴۲۳/ جمادی الاولیٰ یوم چہار شنبہ کو پڑھ کر سنائی گئیں۔ ۲۶/ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ کقصہ گویوں کو دونوں جامع مسجدوں میں بیٹھنے سے منع کیا گیا۔ حلقہ افتاد لے اور اسی تمیل کے دوسرے لوگ دونوں مسجدوں میں بیٹھنے سے روکے گئے۔ تاجروں کو ان مساجد کے صحن میں بیٹھنے سے منع کیا گیا۔ جمادی الآخر میں لوگوں کو کسی قصہ گو وغیرہ کے پاس جمع ہونے کی ممانعت کا اعلان کیا گیا اور قصہ گویوں اور حلقہ والوں کو بیٹھنے سے منع کیا گیا۔ گیارہویں تاریخ کو کہ جمعہ کو ہوئی۔ ہر دو جامع مسجد میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو لوگ مناظرہ یا بحث کے لیے جمع ہوں گے سلطنت ان سے بری الذمہ ہے۔ جو شخص یہ کرے گا وہ اپنے لیے زد و کوب کو حلال کر دے گا۔ اور پانی والوں کو اور جو لوگ دونوں جامع مسجدوں میں پانی پلاتے تھے ان سب کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ حضرت معاویہ پر رحمت نہ بھیجیں (یعنی رحمۃ اللہ علیہ نہ کہیں) اور نہ بھلائی کے ساتھ ان کا ذکر کریں۔

چرچے ہونے لگے کہ حضرت معاویہ کی لعنت کے متعلق جس کتاب کے لکھنے کا المعتضد نے حکم دیا ہے وہ بعد نماز جمعہ منبر پر پڑھ کر سنائی جائے گی۔ جب لوگوں نے نماز جمعہ پڑھ لی تو منبر مقصورہ کی طرف بڑھے کہ کتاب کی قرات سنیں، مگر وہ نہیں پڑھی گئی۔

المعتضد باللہ کی کتاب کی نقل:

مذکور ہے کہ المعتضد نے اس کتاب کے نکالنے کا حکم دیا، جو لعن معاویہ میں المامون کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب اس کے حکم سے دفتر سے نکالی گئی۔ اس کے جمع کرنے والوں سے اس کتاب کی نقل لے لی گئی۔

”(بسم اللہ الرحمن الرحیم) سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جو بزرگ و برتر ہے، علم و حکمت والا ہے، عزت و رحمت والا ہے جو اپنی وحدانیت میں تنہا و یکتا ہے، اپنی قدرت کے سبب سے غلبہ رکھنے والا ہے۔ اپنی خواہش و حکمت سے پیدا کرنے والا ہے۔ سینے میں گزرنے والی اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ کوئی خفی سے خفی بات اس سے پوشیدہ نہیں۔ بلند آسمانوں اور پست زمینوں میں ذرے کے برابر بھی کوئی شے اس سے غائب نہیں کیونکہ ہر شے اس کے احاطہ علم میں ہے۔ ہر شے اس کے شمار میں ہے۔ ہر شے کی اس نے غایت مقرر کر دی ہے وہ علم و خبر والا ہے۔

سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اپنے بندوں کو اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا۔ مطیع کی اطاعت بھی اس کے علم سابق میں ہے۔ نافرمان کی نافرمانی پر بھی اس کا حکم گزر چکا ہے۔ اس نے ان سے وہ سب بیان کر دیا جسے وہ کریں اور جس سے وہ بچیں۔ نجات کے راستے بتا دیے۔ ہلاکت کے راستوں سے ڈرا دیا۔ ان پر حجت کو غالب کر دیا۔ ان کے لیے معذرت کو مقدم کیا۔ جس دین کو خود اس نے پسند فرمایا تھا وہی ان کے لیے منتخب کیا اور اس کی وجہ سے ان کا اکرام کیا۔ اپنی رسی کے پکڑنے والوں اور اپنے کڑے کے تھامنے والوں کو اپنا ولی اور اہل طاعت بنایا۔ انکار اور مخالفت کرنے والوں کو اپنا دشمن اور اہل معصیت بنایا کہ جو ہلاک ہو وہ بھی دلیل سے ہو اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل سے زندہ رہے۔ بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے رسول محمد (ﷺ) کو اپنی تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا۔ انہیں اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا۔ اپنے تمام بندوں کی طرف ہدایت کے لیے پسندیدہ دین کے ساتھ ان کو مبعوث کیا۔ ان پر نہایت صاف اور واضح کتاب نازل فرمائی۔ ان کے لیے مدد اور طاقت پہنچانے کا اعلان کیا۔ غلبہ اور مضبوط دلیل سے ان کی تائید کی۔ جس نے

ہدایت پائی اسی کی سبب سے ہدایت پائی اور وہی نابینائی سے بچا۔ جس نے اسے قبول کر لیا۔ وہ گمراہ ہوا جس نے اس سے پشت پھیری اور روگردانی کی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنے امر کو غالب فرمایا، اپنی مدد کو غالب کر دیا، اور اسے مغلوب کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی۔ ان سے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ ان پر اپنے رسولوں کو ختم کر دیا اور انہیں اس حالت میں اٹھالیا کہ وہ اس کا حکم پہنچانے والے اس کی رسالت کی تبلیغ کرنے والے اپنی امت کے خیر خواہ، پسندیدہ، پلٹنے والوں کے برگزیدہ انجام کی اور اس کے انبیائے مرسلین کے اور اس کے کامیاب بندوں کی منازل میں سے سب سے برتر منزل کی راہ پانے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر ایسی رحمت نازل کرے جو افضل اور اتم اور بزرگ و برتر اور پاک و صاف ہو اور ان کی آل پاک پر۔

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے امیر المومنین اور اس کے نیک اور ہدایت یافتہ بزرگوں کو خاتم النبیین وسید المرسلین کا وارث اور دین کا قائم کرنے والا، اپنے مومن بندوں کے لیے عدل کرنے والا، حکمت کی امانتوں اور نبوت کی میراثوں کا محفوظ کرنے والا بنایا، امت میں خلیفہ بنایا، جن کی مدد و عزت حفاظت تائید اور غلبے سے کی گئی کہ اللہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

امیر المومنین کو اس شبہ کی خبر پہنچی ہے جس پر عوام کی ایک جماعت ہے کہ ان کے دین میں داخل ہو گیا ہے، اس فساد کی اطلاع ملی ہے جو ان کے عقیدے میں داخل ہو گیا ہے اور اس تعصب سے آگاہی ہوئی ہے، جس پر ان کی نفسانی خواہشیں غالب آ گئی ہیں اور جس کو ان کی زبانیں بے سمجھے بوجھے بیان کر رہی ہیں۔ اس میں انہوں نے گمراہی کے پیشوا کی بغیر دلیل اور بے سوچے تقلید کر لی ہے۔ قابل پیروی سنت کی مخالفت کر کے ہوائے بدعت کو اختیار کر لیا ہے۔ اللہ عز و جل کا ارشاد ہے ”اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی ہدایت کو ترک کر کے اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کر لی۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا“۔ جنہوں نے جماعت سے نکل کر فتنے کی طرف تیزی سے سبقت کی ہے۔ نا اتفاقی کو اختیار کیا ہے۔ کلمے کو پراگندہ کیا ہے۔

ان لوگوں کی دوستی کو ظاہر کیا ہے جن سے اللہ نے دوستی منقطع کر دی، اس کی پناہ کو منقطع کر دیا، اسے ملت سے نکال دیا اور اس پر لعنت کرنا واجب کر دیا۔

اور اس کی تعظیم کی ہے جس کے حق کو اللہ نے کم کیا ہے۔ اس کے معاملے کو کمزور کیا ہے، اس کی دیوار کو کمزور کیا ہے، جو بنی امیہ کا شجرہ ملعونہ ہے۔

اور اس کی مخالفت کی ہے جس کی وجہ سے اللہ نے انہیں ہلاکت سے نکالا ہے، جن کی وجہ سے اللہ نے ان پر اپنی بکثرت نعمتیں نازل کی ہیں، جو برکت و رحمت کے اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ فضل والا اور عظمت والا ہے“۔

امیر المومنین کو اس کے متعلق جو خبر ملی اس کو اس نے بہت بڑا جانا، اس کا انکار کرنے میں اپنے اوپر دین میں حرج اور اس شخص کے لیے فساد سمجھا جس کے سپرد اللہ نے اپنی حکومت کر دی، مخالفین کے درست کرنے میں۔ جاہلوں کے سمجھانے میں۔ شک کرنے والوں پر جہت قائم کرنے میں۔ اور منکرین پر دست درازی کرنے میں اللہ نے اس پر جو کچھ واجب کیا اسے بیکار کر دینا سمجھا۔

اے گمراہ انسان! امیر المومنین تمہاری طرف اس امر کے ساتھ رجوع ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو اپنے دین کے

ساتھ مبعوث کیا اور انہیں یہ حکم دیا کہ اس حکم کی اچھی طرح تبلیغ کر دیں جس کو انہوں نے اپنے گھر والوں اور قرابت داروں سے شروع کیا، انہیں اپنے پروردگار کی طرف بلایا، ان کو ڈرایا، خوش خبری دی، خیر خواہی کی اور انہیں نیک راستہ بتایا، وہ لوگ جنہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، آپ کے قول کی تصدیق کی، آپ کے حکم کا اتباع کیا، وہ ایک قلیل جماعت تھی جو آپ کی والد کی اولاد میں سے تھے۔ بعض وہ تھے کہ آپ کی ان باتوں پر ایمان لائے جو آپ اپنے پروردگار کے پاس سے لائے تھے، ان لوگوں میں بعض وہ تھے کہ آپ کے مددگار تھے۔ اگرچہ انہوں نے آپ کے دین کا اتباع نہیں کیا۔ ان میں سے جسے اللہ نے منتخب کیا وہ اپنے اس علم کی وجہ سے کہ اسے پہلے سے ہے اور جس کے بارے میں اس کی مشیت نافذ ہو چکی ہے کہ خاص اسی کو وہ اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث سپرد کرے گا۔

ان میں سے جو مومن تھے وہ آپ کی مدد اور حمایت میں پوری کوشش کرنے والے تھے۔ ان لوگوں کو دفع کرتے تھے جو آپ سے مخالفت کریں۔ انہیں جھڑکتے تھے جو آپ کو عیب لگائیں اور آپ سے عداوت کریں وہ لوگ جو آپ کی مدد کرتے تھے نصرت کرتے تھے وہ آپ کے قابل اعتماد ہو جاتے تھے، جنہیں آپ کی مدد کی گنجائش ہوتی تھی وہ آپ سے بیعت کر لیتے تھے، آپ کے دشمنوں کے حالات کی جستجو کرتے تھے اور پس پشت بھی آپ کے لیے ویسی ہی تدبیر کرتے تھے جیسی کہ نظر کے سامنے آپ کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

یہاں تک کہ مدت پوری ہو گئی، ہدایت پانے کا وقت آ گیا، تو وہ اللہ کے دین اس کے رسول کی تصدیق، اس پر ایمان لانے میں سچائی، بصیرت، عمدہ ہدایت اور رغبت کے ساتھ داخل ہوئے، اللہ نے انہیں اہل بیت رحمت اہل بیت دین کر دیا، ان سے ناپاکی کو دور کر دیا اور انہیں ایسا پاک کر دیا جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔ ان کو معدن حکمت وارث نبوت اور موضع خلافت بنا دیا، ان کی فضیلت کو واجب کر دیا اور اپنے بندوں پر ان کی اطاعت لازم کر دی۔

آپ کے خاندان کے وہ لوگ جنہوں نے آپ سے عداوت کی، مخالفت کی، تکذیب کی، آپ سے جنگ کی، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا گروہ بہت بڑا ہے جو بدگوئی اور تکذیب سے آپ کا مقابلہ کرتے تھے۔ آپ کی ایذا اور دھمکانے کا قصد کرتے تھے، عداوت کی وجہ سے آپ سے بھگڑتے تھے، جنگ قائم کرتے تھے، جو آپ کا قصد کرتا تھا اسے آپ سے روکتے تھے اور جو آپ کی پیروی کرتا تھا اسے دکھ پہنچاتے تھے۔

اس بارے میں سب سے زیادہ عداوت کرنے والا سب سے بڑا آپ کا مخالف اور ان میں سب سے پہلا ہر ایک جنگ اور ہر لڑائی میں کہ کوئی جھنڈا اسلام کے خلاف بلند نہ ہوتا تھا جو اس کے ہاتھ میں نہ ہوتا ہو۔ بدر و احد و خندق اور فتح مکہ کی ہر مقام جنگ میں جو اس جنگ کا رئیس اور سردار ہوتا تھا وہ بنی امیہ کا ابوسفیان بن حرب اور اس کے گروہ تھے جن پر کتاب اللہ میں لعنت کی گئی۔ جن پر مختلف مقامات و مواضع میں رسول اللہ (ﷺ) کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے ہوا کہ ان کا کفر و نفاق اور ان کا حال پہلے سے اللہ کے علم میں تھا۔ اس نے مجاہد ہو کر جنگ کی یا مشقت اٹھا کے مدافعت کی یا مخالف بن کر مقیم رہا، یہاں تک کہ اسے تلوار نے مغلوب کر دیا، اور اس طرح اللہ کا حکم بلند ہو گیا کہ ان کو ناکار تھا تو وہ بغیر اس پر اعتقاد رکھنے کے اسلام کا قائل بن گیا اور اس کفر کو پوشیدہ کئے رہا جسے اس نے جدا نہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے اسے پہچان لیا۔ اسے موافقہ القلوب کے لقب سے ممتاز کر دیا، اور اسے اور اس کے بیٹے کو باوجود اس کا علم رکھنے کے قبول کر لیا۔ ان آیات میں سے جن میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے ان پر لعنت کی اور اس کے متعلق قرآن نازل کیا یہ ہے:

﴿وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ وَنُحَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا﴾

”اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر ان میں سوائے زبردست سرکشی کے اور کچھ نہیں بڑھتا۔“

کسی کے درمیان اختلاف نہیں کہ اس سے اللہ کی مراد بنی امیہ ہیں۔ انہیں میں سے رسول ﷺ کا اس حالت کے متعلق ارشاد ہے جب کہ وہ ایک گدھے پر سوار آ رہا تھا، معاویہ اسے کھینچ رہا تھا۔ اس کا بیٹا زید اسے ہنکار رہا تھا کہ کھینچنے والے اور سوار ہانکنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔

منجملہ ان کے اس قول جسے راوی روایت کرتے ہیں کہ ”اے اولاد عبد مناف اسے کڑہ کے لینے کی طرح جلدی لے لو۔ کیونکہ نہ وہاں جنت ہے اور نہ دوزخ۔“ یہ ایسا صریح کفر ہے جس کی وجہ سے اسے اللہ کی طرف سے لعنت ملتی ہے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں کفر کرنے والوں کو داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ملی۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ لوگ حد سے بڑھا ہی کرتے تھے۔

منجملہ ان کے وہ ہے جو راویوں نے اس کی بصارت جانے کے بعد احد کی گھاٹی پر اس کے کھڑے ہونے اور اس کے اپنے سردار سے کہنے کے متعلق روایت کیا ہے کہ اسی مقام پر ہم نے محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو دفع کیا تھا۔ منجملہ ان کے وہ خواب ہے جو نبی ﷺ نے دیکھا جس سے آپ نہایت غمگین ہوئے۔ حتیٰ کہ اس کے بعد آپ ہنستے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّوْيَا الَّتِي ارَيْنَاكَ الْاَفْتِنَةَ لِلنَّاسِ (اور جو ہم نے آپ کو دکھایا (یعنی معراج) وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لیے ہے) راویوں نے بیان کیا کہ آپ نے بنی امیہ کے ایک گروہ کو اپنے منبر کو دتے ہوئے دیکھا۔

منجملہ ان کے رسول اللہ ﷺ کا الحکم بن ابی العاص کو اس حکایت کی وجہ سے مردود کر دینا ہے۔ جب کہ آپ نے اسے دیکھا کہ وہ متردین ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی دعوت کے ساتھ اسے باقی رہنے والی نشانی بنا دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ”تو ایسا ہی رہ جیسا کہ ہے۔“ وہ اپنی ساری عمر اسی پر باقی رہا۔ یہاں تک کہ مروان سے سب سے پہلا فتنہ اسلام میں اسی کے افتتاح سے ہوا اور جو محترم خون اس میں بہایا بعد کو بہایا گیا وہ اسی کے اسباب جمع کرنے سے۔

منجملہ ان کے وہ ہے جو اللہ نے اپنے نبی پر سورۃ القدر نازل فرمایا ہے کہ (لیلۃ القدر خیر من الف شہر) شب قدر بنی امیہ کی سلطنت کی ہزار راتوں سے بہتر ہے۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا کہ وہ آپ کا حکم آپ کے سامنے لکھے مگر اس نے آپ کے حکم کو ٹال دیا اور اپنے کھانے کا بہانہ کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ اس کے شکم کو پر نہ کرے۔“ وہ ایسا ہی رہا کہ سیر نہ ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ بخدا

کھانا سیری کے لیے نہیں نازل کیا گیا مگر اس نے تھکا دیا۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اس پہاڑی راستے سے میری امت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا حشر میرے دین کے خلاف ہوگا“۔ یہ معاویہ نکلا۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب تم لوگ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اسے قتل کر دینا“۔ منجملہ ان کے وہ حدیث مرفوع مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: ”معاویہ آگ کے ایک صندوق میں ہے جو اس کے سب سے نیچے کے درجے میں ہے جو یا حنان یا منان کی صدا لگاتا ہے کہ یا اللہ اس وقت مجھ پر رحم کر‘ حالانکہ اس کے قبل میں نے نافرمانی کی تھی اور میں مفسدین میں سے تھا۔

منجملہ ان کے آپ کا اس جنگ کی وجہ سے بری ہونا ہے جو ایسے شخص سے ہوئی کہ باعتبار مرتبے کے اسلام میں مسلمانوں سے افضل تھے جو سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کرنے والے تھے جن کا اثر اس میں سب سے اچھا تھا‘ یعلیٰ بن ابی طالب تھے جن سے وہ ان کے حق میں اپنے باطل سے نزاع کرتا تھا‘ ان کے مددگاروں سے اپنے بے راہوں اور گمراہوں کے ذریعے سے جہاد کرتا تھا اور اسی کا ارتکاب کرتا تھا جس کا ارتکاب وہ اور اس کے باپ کرتے رہے جو اللہ کے نور کا گل کرنا اور اس کے دین کا انکار کرنا تھا‘ حالانکہ اللہ کہ سوائے اپنے نور کے پورا کرنے کے اور سب چیزوں سے انکار ہے جو اپنے اس مکرو بغاوت سے بے وقوفوں کو مائل کرتا تھا‘ نادانوں کو فریب دیتا تھا۔ جن کے متعلق رسول ﷺ نے پہلے سے خبر دے دی ہے۔ آپ نے عمار سے فرمایا کہ ”تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی‘ تو انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ تجھے دوزخ کی طرف بلائیں گے“۔ جس نے دنیا کو اختیار کیا تھا‘ آخرت سے اسے انکار تھا‘ جو اسلام کے حلقے سے خارج تھا‘ جو حرام خون کو حلال سمجھتا تھا‘ یہاں تک کہ اس نے اپنے فتنے میں اور اپنی گمراہی کے راستے میں ان مسلمانوں کے اتنے خون بہائے جن کا شمار نہیں ہو سکتا‘ ایسے مسلمانوں کے خون بہائے جو برگزیدہ تھے اللہ کے دین کے محافظ تھے‘ اس کے حق کے مددگار تھے‘ یہ شخص اللہ سے جہاد کرنے والا‘ اس امر کی کوشش کرنے والا تھا کہ اللہ کی نافرمانی کی جائے اس کی اطاعت نہ کی جائے‘ اس کے احکام اس طرح باطل ہو جائیں کہ پھر نہ قائم ہوں اس طرح اس کے دین کی مخالفت ہو کہ پھر دین ہی باقی نہ رہے‘ گمراہی کا بول بالا ہو۔ باطل کی دعوت بلند ہو‘ حالانکہ اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اسی کا دین منصور ہے‘ اسی کا حکم مانا جاتا ہے اور نافذ ہے اور اسی کا حکم غالب ہے۔ اس شخص کا مکر مغلوب اور باطل ہے جو اللہ سے عداوت کرے۔

یہاں تک کہ اس نے ان تمام جنگوں کے اور جو ان کے بعد ہوئیں۔ سب کے بار برداشت کیے۔ ان خونوں کا طوق اور جو ان کے بعد ہوئے اپنی گردن میں ڈالا‘ ایسے فساد کے طریقے ایجاد کیے کہ ان کا بھی گناہ اس پر ہے اور قیامت تک اس کا بھی گناہ اس پر ہے جو اس پر عمل کرے گا۔ ایسے شخص کے لیے اس نے محرموں کو حلال کر دیا جس نے اس کا ارتکاب کیا‘ اہل حقوق کے حقوق کو روکا‘ اسے مہلت دینے سے دھوکے میں ڈالا اس کے لیے ڈھیل دینے سے مکاری کی۔ حالانکہ اللہ اس کی گھات میں ہے۔

ان امور میں سے جن کی وجہ سے اللہ نے اس پر لعنت واجب کر دی اس کا ان اہل فضیلت و دیانت نیک صحابہ و تابعین کا قتل کرنا ہے جو صبر کے ساتھ قتل کیے گئے مثلاً عمرو بن الحمق اور حجر بن عدی۔ ان کو محض اس لیے قتل کیا کہ عزت اور ملک اور غلبہ اسی کا ہو حالانکہ اللہ ہی کے لیے ملک و قدرت ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔ ”جو مومن کو عہد آفتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ

کتاب اللہ کو بدل دینا۔

اس کے احکام کو معطل کر دینا۔

اللہ کے مال کو اپنے آپس میں دولت بنالینا۔

اللہ کے گھر کو منہدم کرنا۔

حرام کو حلال کر لینا۔

خانہ کعبہ پر مخنیق اور اس پر آگ ڈالنا کہ انہیں اس کے جلنے اور تباہ ہونے کی بھی پرواہ نہ تھی۔

اللہ نے جو حرام کیا اس کو حلال کر لیا، حرام کے مرتکب ہوئے، جس نے اللہ کی پناہ لی اس کو قتل کرنے اور ہلاک کر ڈالنے

میں سرگرم رہے۔

جس کو اللہ نے امن دیا اسے خوف دلاتے رہے۔

عذاب جب ان کے لیے ثابت ہو گیا اللہ کے انتقام کے مستحق ہو گئے، زمین کو ظلم و تعدی سے بھر دیا، اللہ کے بندوں کے ساتھ عام طور پر ظلم و جبر کرنے لگے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوئی، اللہ کی جانب سے ان پر غلبہ نازل کر دیا گیا۔ اللہ نے ان کے لیے اپنے نبی کی اولاد میں سے اور اس کے اہل وراثت میں سے ایسے شخص کو تیار کیا جس نے انہیں اپنی خلافت کے ذریعے سے ان لوگوں سے نجات دی جیسا کہ اللہ نے ان کے اسلاف مومنین اور آباء مجاہدین کو ان کے پیشرو کافروں کے لیے تیار کیا تھا، اللہ نے ان کو ذریعے سے ان لوگوں کا خون بہایا تھا جو مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ ان کے آباء کے ذریعے سے ان کے کافروں و مشرک آباء کا خون بہایا تھا۔ اللہ نے ظالموں کی جماعت کی جزا کاٹ دی اور اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔

اللہ نے کمزوروں کو طاقت دے دی۔ حق کو وہ حق دلایا جس کے مستحق تھے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے کہا ہے کہ ”ہم چاہتے

ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں وارث بنائیں۔“

لوگو! خوب سمجھ لو۔ اللہ عز و جل نے اسی لیے امر کیا ہے کہ اطاعت کی جائے۔ اسی لیے فرمان نافذ کیا ہے کہ اسے مانا جائے

اسی لیے حکم دیا ہے کہ قبول کیا جائے۔ اس نے اپنے نبی کی سنت کے اختیار کرنے کو لازم کیا ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔ جو لوگ گمراہ

ہوئے ان میں سے اکثر نے اسے ملتوی کر دیا اور بہت سے اہل جہالت و نادانی ہٹ گئے کہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے

عالموں اور عابدوں کو اللہ کے سوا اپنا پروردگار بنالیا تھا۔ حالانکہ اللہ عز و جل کا ارشاد ہے کہ ”کفر کے پیشواؤں سے جہاد کرو“۔ اے

گروہ انسان ان باتوں سے باز آؤ جو اللہ کو تم سے ناراض کرتی ہیں۔ اور ان چیزوں کی طرف رجوع کرو جو تم سے اسے راضی کرتی

ہیں۔ خدا سے ان چیزوں پر راضی رہو جو اس نے تمہارے لیے پسند کیں، اسی کو اختیار کرو جس کا اس نے تمہیں حکم دیا۔ اس سے بچو جس

سے اس نے منع کیا۔ راہ راست، دلیل ظاہر، راہ واضح اور ان اہل بیت رحمت کی پیروی کرو جن کی وجہ سے ابتدا میں اللہ نے تمہیں راہ

راست دکھائی اور آخر میں تمہیں ظلم و جور سے انہی کی بدولت رہائی دی۔ امن و عافیت و عزت تک انہی کی طفیل پہنچایا اور دین

و دنیا میں تمہیں نیک خصال کیا۔

اس پر لعنت کرو جس پر اللہ و رسولؐ نے لعنت کی، اس سے مفارقت اختیار کرو جس کی مفارقت کے بغیر تم اللہ کی قربت نہیں

حاصل کر سکتے۔

اے اللہ لعنت کر ابو سفیان بن حرب اور اس کے بیٹے معاویہ پر، یزید ابن معاویہ پر، مروان بن الحکم پر اور اس کے بیٹے پر، اے اللہ لعنت کر کفر کے اماموں، گمراہی کے پیشواؤں، دین کے دشمنوں، رسول ﷺ سے لڑنے والوں، احکام میں تغیر کرنے والوں، کتاب کے بدلنے والوں اور محترم خون بہانے والوں پر۔

اے اللہ ہم تیرے دشمنوں کی دوستی سے، تیرے گنہگاروں سے چشم پوشی کرنے سے تیرے سامنے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ تو نے کہا ہے کہ ”تو کسی جماعت کو جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں ایسا نہ پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ و رسول کے دشمن ہیں۔“

اے لوگو! حق کو پہچانو اور اہل حق کو پہچانو، گمراہی کے راستوں میں غور کرو اور ان کے چلنے والے کو پہچانو، کیونکہ لوگوں سے ان کے اعمال صاف بیان کر دیے جاتے ہیں۔ اور ان کے آباء انہیں گمراہی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں۔ لہذا اللہ کے راستے میں تمہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ روکے، کوئی طالب خواہش نفسانی کو ہوا و ہوس کا خواست گاہر ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی راہ سے تمہیں بھٹکا دے۔ کسی ایسے کا مکر جو تم سے مکر کرتا ہے۔ اس شخص کی اطاعت جس کی فرمانبرداری تمہیں اپنے پروردگار کی نافرمانی تک لے جاتی ہے اللہ نہ کرے کہ تمہیں اللہ کے دین سے ہٹائے۔

لوگو! ہماری وجہ سے اللہ نے تمہیں ہدایت دی، ہم تم لوگوں میں اللہ کے حکم کے محافظ ہیں۔ ہم رسول اللہ کے وارث اور اللہ کے دین کو قائم کرنے والے ہیں۔ لہذا اس بات سے واقف ہو جاؤ جس سے ہم تمہیں واقف کرائیں، اس پر عمل کرو جو ہم تمہیں حکم دیں۔ کیونکہ جب تک تم اللہ کے خلفاء کی اور ائمہ ہدیٰ کی بطور ایمان و تقویٰ کے اطاعت کرتے رہو گے تو امیر المومنین اللہ سے تمہارے لیے گناہوں سے حفاظت کی دعا کرے گا اس سے تمہاری توفیق کی دعا کرے گا۔ تمہارے نیک ہونے کے لیے اور اپنے دین کی تم پر حفاظت کرنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ یہاں تک کہ تم اس سے اس حالت میں ملو کہ اس کی اطاعت کے مستحق ہو کہ اس کی رحمت کے امیدوار ہو، اللہ ہی تم میں امیر المومنین کے لیے کافی ہے اسی پر اس کا بھروسہ ہے تمہارے معاملات میں جو اللہ نے اس کے سپرد کیے ہیں اسی سے وہ مدد چاہتا ہے۔ سوائے اللہ کے امیر المومنین کے لیے نہ قوت ہے نہ پناہ۔ والسلام علیکم“

بقلم ابوالقاسم عبید اللہ بن سلیمان ۲۸۴ھ

کتاب کے متعلق یوسف بن یعقوب کا مشورہ:

مذکور ہے کہ عبید اللہ بن سلیمان نے یوسف بن یعقوب قاضی کو بلا کے حکم دیا کہ المعتضد نے جو کچھ ارادہ کیا ہے وہ اس کے باطل کرنے میں حیلہ پیدا کرے۔ یوسف بن یعقوب نے اس معاملے میں المعتضد سے گفتگو کی ”اے امیر المومنین مجھے یہ خوف ہے کہ عوام میں اضطراب پھیل جائے گا اور اس کتاب کے سننے کے وقت ان میں ایک حرکت پیدا ہو جائے گی۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر عوام متحرک ہوئے یا کلام کیا تو میں شمشیر زنی کروں گا۔“ قاضی نے کہا امیر المومنین ان طالبین کے بارے میں کیا کیا جائے گا جو ہر علاقے میں بغاوت کرتے رہتے ہیں اور لوگ ان کی قرابت رسول اور ان کے اعمال حسنہ کی وجہ سے ان کی طرف مائل ہو جاتے س کتاب میں انہیں کو پیش کیا گیا ہے۔ جب لوگ یہ سنیں گے تو ان کی طرف اور زیادہ مائل ہو جائیں گے، ان کی زبانیں بھی

اور زیادہ کشادہ ہو جائیں گی اور آج سے زیادہ ان کی حجت قوی ہوگی۔'۔ المعتضد رک گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ اس کتاب کے متعلق اس کے بعد کوئی حکم دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ۱۶/ رجب یوم جمعہ کو جعفر بن بغلا غز کمینہ عمرو بن الیث کے پاس جو نیشاپور میں تھا المعتضد کی جانب سے خلعت و تحائف اور ولایت رے کا جھنڈا لے کے روانہ ہوا۔

اسی سال کمر بن عبد العزیز بن ابی دلف طبرستان میں محمد بن زید العلوی سے مل گیا۔ بدر اور عبید اللہ بن سلیمان کمر کی حالت کے انجام کے انتظار میں اور الجبل کی درستی کے لیے ٹھہرے رہے۔

شعبان کی ۱۲/ تاریخ شب چہار شنبہ کو شب پنج شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا ایک شخص المعتضد کے قصر اثر یا میں اس طرح ظاہر ہوا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی، کوئی خادم گیا کہ دیکھے وہ کون ہے اس شخص نے اسے ایک ایسی تلوار ماری کہ کمر کے پٹکے کو کاٹ کے اس کے بدن تک پہنچ گئی۔ خادم اس کے پاس سے پلٹ کر بھاگا۔ وہ شخص باغ کے کسی چمن میں پوشیدہ ہو گیا، بقیہ شب اس کو تلاش کیا گیا اور صبح کو بھی مگر اس کے نشان قدم کی بھی اطلاع نہ ملی، المعتضد کو تردد ہوا۔ لوگ اس کے متعلق طرح طرح کی خیال آفرینیاں کرنے لگے۔ یہاں تک کہا کہ وہ جن ہے اس کے بعد بھی یہ شخص بہت مرتبہ ظاہر ہوا المعتضد نے دیوار پر پہرہ مقرر کر دیا، دیوار اس کے بالائی حصے کو مضبوط کر دیا، اس پر پر نالوں کی طرح بنا دیا کہ اگر کتا بھی چڑھے اس پر نہ ٹھہر سکے۔ قید خانے سے چوروں کو لایا گیا۔ اس بارے میں گفتگو کی گئی کہ کیا نقب لگا کے چڑھ کر یہ ممکن ہے کہ اس میں داخل ہو۔

اسی سال ۲۲/ شعبان یوم شنبہ کو کرامتہ بن مرنے کو فنے سے ایک جماعت کو مقید کر کے روانہ کیا جن کے متعلق بیان کیا گیا کہ وہ قرامطہ ہیں۔ انہوں نے ابو ہاشم بن صدقہ کا تب کی نسبت اقرار کیا کہ وہ ان سے خط و کتابت کرتا تھا اور وہ ان کے رؤسا میں سے ہے۔ اسے گرفتار کر لیا گیا اور مقید کر کے المطامیر میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال یوم شنبہ ۷ رمضان کو اس شخص کی وجہ سے جو اس کے لیے ظاہر ہوا کرتا تھا۔ المعتضد کے قصر اثر یا میں مجنوںوں اور جھاڑ پھونک والوں کو جمع کیا گیا۔ وہ لوگ داخل کیے گئے۔ المعتضد ایک شہ نشین پر سے ان کے سامنے آیا پھر جب اس نے انہیں دیکھا تو ایک عورت جو مجنوںوں میں سے ان کے ہمراہ تھی گر پڑی، گھبرا گئی اور اس کی چادر کھل گئی، معتضد ڈر کے وہاں سے چلا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے اس نے پانچ پانچ درہم کا حکم دیا اور وہ لوگ واپس کر دیے گئے۔ قبل اس کے کسی کو جھاڑ پھونک والوں کے پاس روانہ کیا تھا کہ اس شخص کا حال دریافت کرے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ اپنے علم سے اس کی خبر دیں ایک جماعت نے بیان کیا کہ وہ کسی مجنون پر کوئی عمل (تعویذ) کریں گے۔ وہ گر پڑا تو اس جنی سے اس شخص کی خبر دریافت کی جائے گی کہ وہ کون ہے مگر جب معتضد نے اس عورت کو دیکھا جو گر پڑی تو ان لوگوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا۔

ابو یعلیٰ حارث بن عبد العزیز کی اسیری:

اسی سال ذی القعدہ میں اصہبان سے الحارث بن عبد العزیز بن ابی دلف ابو یعلیٰ کے شفع خادم پر حملہ کرنے کی خبر آئی جو مقرر کیا گیا تھا، اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بھائی عمر بن عبد العزیز بن ابی دلف نے گرفتار کر کے الذر میں آل ابی دلف کے قلعے

میں اسے قید کر دیا تھا۔ تمام اشیاء جو آل ابی دلف کی تھی مال و جوہرات اسباب نفیس وہ سب قلعے میں تھیں۔ ان مولیٰ شیع ان اشیاء اور قلعے کی حفاظت پر مامور تھا اس کے ساتھ عمر کے غلاموں اور خاص آدمیوں کی بھی ایک جماعت تھی جب عمر نے خلافت سے امن لے لیا اور بکرنا فرمائی کر کے بھاگ گیا تو قلعہ مع اپنے اشیاء کے شیع کے قبضے میں رہ گیا۔ ابولیلی نے اپنی ربائی کے بارے میں اس سے گفتگو کی اس نے انکار کیا کہ میں تیرے بارے میں اور جو کچھ میرے قبضے میں ہے اس کے بارے میں سوائے اس کے کچھ نہ کروں گا جو مجھے عمر حکم دے۔

ابولیلی کی جاریہ کا بیان:

ابولیلی کی ایک جاریہ سے مذکور ہے کہ ابولیلی کے ساتھ قید میں ایک چھوٹا غلام بھی تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور ایک دوسرا تھا جو اپنی ضروریات کے لیے نکل جاتا تھا اس کے پاس نہیں سوتا تھا اس کے پاس چھوٹا غلام سوتا تھا ابولیلی نے اس غلام سے کہا جو اپنی ضروریات کے لیے نکل جاتا تھا کہ سوہان (سوہن) میرے پاس کسی بہانے سے میرے پاس پہنچا دے۔ اس نے کھانے میں چھپا کے پہنچا دیا اور شیع خادم ہرات سونے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کو ٹھہری میں آتا تھا جس میں ابولیلی تھا اسے دیکھ لیتا تھا خود اپنے ہاتھ سے کوٹھری کے دروازے میں قفل لگا دیتا تھا اور پھر جا کے سورتا تھا۔ اس کے بستر کے نیچے ایک تنگی تلوار رہتی تھی۔ ابولیلی کی درخواست پر اس کے پاس ایک کسن جاریہ پہنچائی گئی۔

شیع خادم کا قتل:

ابولیلی کی جاریہ دلفاء نے اس جاریہ سے نقل کیا کہ ابولیلی نے بیڑی کو اس سوہان سے ریت ریت کے ایسا کر لیا کہ جب چاہتا اپنے پاؤں سے نکال لیتا تھا شیع خادم کسی شب کو ابولیلی کے پاس آیا۔ ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگا ابولیلی کے کہنے سے اس نے چند پیالے شراب کے پیے۔ پھر اٹھا تو حسب حکم میں نے اس کا بچھونا بچھا دیا اس نے بچھونے پر آدمی کی جگہ کپڑے کر دیے اور ان کپڑوں پر لحاف ڈھانک دیا مجھے یہ حکم دیا کہ بچھونے کی پالنتی بیٹھ جاؤں جب شیع مجھے دیکھنے اور دروازے میں قفل ڈالنے آئے اور تجھ سے میرے بارے میں دریافت کرے تو کہنا کہ وہ سو گیا۔ ابولیلی کوٹھری سے نکل کر فرش و اسباب کے بیچ میں چھپ گیا جو اس سائبان میں تھا جس میں اس کوٹھری کا دروازہ تھا۔ شیع آیا اس نے بچھونا دیکھا اور جاریہ سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ سو گیا ہے اس نے دروازے میں قفل دیا سب لوگ سو گئے تو ابولیلی نے نکل کے شیع کے بچھونے سے تلوار لی اور اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ غلام جو اس کے گرد سورتا تھا گھبرا کر اٹھ بیٹھے ابولیلی ان سے ایک کنارے ہو گیا۔ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور کہا کہ ”میں ابولیلی ہوں میں نے شیع کو قتل کر دیا ہے اگر تم میں سے کوئی میری طرف بڑھے گا تو اسے بھی قتل کر دوں گا۔ تم لوگ امن میں ہو لہذا اس گھر سے نکل جاؤ کہ میں جو چاہتا ہوں وہ کروں انہوں نے قلعے کا دروازہ کھولا اور باہر ہو گئے وہ آ کے قلعے کے دروازے پر بیٹھ گیا جو لوگ قلعے میں تھے جمع ہو گئے اس نے ان سے گفتگو کی احسان کا وعدہ کیا اور ان سے قسمیں لیں۔ صبح ہوئی تو قلعے سے اتر کر دوں کو بلا بھیجا انہیں جمع کیا کچھ دیا اور حکومت کا مخالف ہو کر نکلا کہا گیا ہے کہ خادم کو قتل کرنے کا واقعہ اسی سال شب شنبہ ۱۸ ذی القعدہ کو پیش آیا۔ اس نے خادم کو اس چھری سے ذبح کیا جسے اس کے پاس اس غلام نے پہنچایا تھا۔ خادم کے بستر کے نیچے سے تلوار لے لی اور اسے لے کے غلاموں کی طرف کھڑا ہوا۔

نجومیوں کی غلط پیشینگوئی:

اسی سال نجومیوں نے لوگوں کو اکثر اقلیموں کے غرق ہو جانے کا خوف دلایا کہ ”اقلیم بابل میں سے سوائے قلیل حصے کے کچھ

نہیں بچے گا اور یہ سب بارش کی کثرت اور نہروں اور چشموں اور کنوؤں میں پانی کے بڑھ جانے کی وجہ سے ہوگا، مگر اس سال قحط پڑ گیا، بہت ہی تھوڑی بارش ہوئی۔ چشموں اور نہروں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں کو نماز استسقاء کی ضرورت پڑی۔ بغداد میں کئی مرتبہ نماز استسقاء پڑھی گئی۔

ابولیلی کا قتل:

اسی سال ۲۹/ ذی الحجہ کو بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ النوشری اور ابولیلی بن عبد العزیز بن ابی دلف کے درمیان جنگ ہوئی، یہ جنگ پنج شنبہ کو اصہبان سے دوفرخ اس طرف ہوئی۔ ابولیلی کے حلق میں ایک تیر لگا جس نے اسے چھید دیا، وہ اپنے گھوڑے سے گرا، ساتھی بھاگ گئے، اس کا سر لے لیا گیا اور اسے اصہبان روانہ کر دیا گیا۔

امیر حج محمد بن عبد اللہ:

اس سال محمد بن عبد اللہ بن داؤد الہاشمی عرف اترجہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۵ھ کے واقعات

طائیوں کا قافلہ حجاج پر حملہ:

صالح بن مدرک الطائی نے طائیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ ۱۸/ محرم چہار شنبہ کو الہاجر میں حجاج پر ڈاکہ ڈالا قافلہ سالار نے مقابلہ کیا اعراب کو قافلے پر فتح ہوئی۔ جس قدر مال و اسباب تجارت تھا سب لے لیا۔ آزاد اور باندی عورتوں کی ایک جماعت کو بھی گرفتار کر لیا۔ کہا گیا ہے کہ جو کچھ لوگوں سے لیا وہ بیس لاکھ دینار کا تھا۔

اسلمعیل بن احمد کی معزولی:

اسی سال ۲۳/ محرم کو المعتضد کے مکان میں خراسان کے حجاج کو ماورائے نہر بلخ پر کمینہ عمرو بن اللیث کی تولیت اور اسماعیل بن احمد کی معزولی کے متعلق فرمان پڑھ کر سنایا گیا۔

ابولیلی کے سر کی تدفین:

اسی سال ۵/ صفر کو الجبل سے المعتضد کے مولیٰ بدر اور عبید اللہ بن سلیمان کی جانب سے وصیف کا مہ ایک جماعت سردارن لشکر کے ساتھ بغداد آیا اور الحارث بن عبد العزیز بن ابی دلف عرف ابولیلی کا سر لایا جسے المعتضد کے محل الثریا میں لے گئے۔ اس کے بھائی نے سر کو مانگا تو دے دیا گیا، دفن کی اجازت چاہی تو مل گئی، اسی روز عمر بن عبد العزیز اور آنے والے سرداروں کو خلعت دیا گیا۔

آندھی اور پتھروں کی بارش:

اسی سال بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ سے ڈاک کے افسر نے لکھا کہ ۲۰/ ربیع الاول شب یک شنبہ کوفہ کے اطراف میں ایک روز آندھی آئی جو مغرب تک رہی، پھر سیاہی چھا گئی، لوگ اللہ تعالیٰ سے گریہ و زاری کرتے رہے، اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی جس میں بولناک گرج اور پے در پے بجلی کی چمک تھی۔ ایک گھنٹے کے بعد قریہ احمد آباد اور اس کے نواح میں سیاہ و سفید پتھر گرے، جن کے رنگ مختلف تھے، بیچ میں ایک تنگ نشان تھا کہ عطر فروشوں کے پتھروں کے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک پتھر روانہ بھی

کیا تھا جو فائز میں اور لوگوں کے سامنے گشت کرایا گیا اور سب نے اسے دیکھا۔
امارت طرسوس پر ابن الاخشاد کا تقرر:

اسی ماہ کی ۲۱ تاریخ کو ابن الاخشاد بغداد سے ان لوگوں کے ہمراہ طرسوس پر امیر بن کے روانہ ہوا جو وہاں سے یہ درخواست کرنے آئے تھے کہ ان پر کوئی والی مقرر کیا جائے۔ اسی روز بغداد سے المعتمد کا مولیٰ فائز تک موصل اور دیار بیجہ اور دیار مصر اور شامی سرحدوں اور جزیرے کے عمال کی نگرانی اور ان مقامات کے ڈاک کے معاملات کی اصلاح پر غور کرنے کے لیے روانہ ہوا۔
آندھی سے تباہی:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا بصرے سے یہ خبر آئی کہ وہاں بعد نماز جمعہ ۲۵ ربیع الاول کو ایک زرد آندھی اٹھی، پھر سبز ہو گئی، پھر سیاہ، پھر لگا تار اتنی بارشیں ہوئیں کہ لوگوں نے نہیں دیکھی تھیں۔ اس کے بعد اتنے بڑے بڑے اولے پڑے کہ ایک اولے کا وزن کہا گیا ہے کہ ڈیڑھ سو درہم تھا۔ اس آندھی نے نہر حسین کے پانچ سو کھجور کے درخت اکھاڑ دیے اور نہر معقل کے سو درخت۔
 اسی سال حلوان بن الخلیل بن ریمال کی وفات ہوئی۔

بکر بن عبد العزیز کی وفات:

۵/ جمادی الآخر کو یہ خبر آئی کہ بکر بن عبد العزیز بن ابی دلف کی طبرستان میں کسی بیماری سے وفات ہو گئی اور وہ وہیں دفن کر دیا گیا۔ جو شخص یہ خبر لایا تھا بیان کیا گیا ہے کہ اسے ایک ہزار دینار دیے گئے۔
 اسی سال المعتمد نے محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان اور آرمینیا کا والی بنایا جس نے اس پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا اور مخالفت کی تھی۔ اسے سواریاں اور خلعت بھیجے گئے۔
راغب کی بحری جنگ:

اسی سال ۳/ شعبان کو یہ خبر آئی کہ الموفق کے مولیٰ راغب نے بحری جنگ کی۔ اللہ نے اسے بہت سی کشتیوں پر اور جو روی ان میں تھے۔ ان پر فتح عطا فرمائی۔ تین ہزار روی کہ ان کشتیوں میں تھے سب کی گردن مار دی، کشتیاں جلادیں رومیوں کے بہت سے قلعے فتح کر لیے اور مسلمان صحیح و سالم واپس ہوئے۔
امارت آمد پر محمد بن احمد بن عیسیٰ کا تقرر:

اسی سال ذی الحجہ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کی وفات اس کے بیٹے محمد بن احمد بن عیسیٰ کے آمد اور علاقہ متصلہ پر کہ اس کے باپ کے قبضے میں تھا، تغلب کرنے کی خبر آئی۔

اسی سال ۱۹/ ذی الحجہ کو المعتمد بغداد سے نکلا، ہمراہ اس کا بیٹا ابو محمد اور سردار اور غلام بھی نکلے بغداد میں صالح الامین دربان کو اپنا نائب بنایا۔ مقدمات فوج داری اور دونوں پلوں کے معاملات وغیرہ اس کے سپرد کیے۔
بارون بن خمارویہ کی المعتمد سے درخواست:

اسی سال بارون بن خمارویہ بن طولون اور اس کے ساتھ کے مصری سرداروں نے وصیف قاطر میز کو المعتمد کے پاس روانہ کر کے مصر و شام کا جو علاقہ ان کے قبضے میں تھا اس کو ٹھیکے کے طور پر دینے کی درخواست کی تھی اور بارون اسی طور پر رکھا گیا تھا جس

طور پر اس کا باپ تھا۔ وصیف بغداد آیا تو المعتضد نے اسے واپس کیا۔ اس کے ہمراہ عبداللہ بن الفتح کو بھی روانہ کیا۔ کہ ان سے بالمشافہ گفتگو کرے اور ان سے شرائط طے کر لے۔ وہ دونوں اس کام کے لیے اسی سال کے آخر میں نکلے۔

اسی سال ذی الحجہ میں ابن الاخشاد نے اہل طرسوس وغیرہم سے جنگ کی۔ سلسلہ و تک پہنچ گیا۔ جو فتح ہو گیا۔ طرسوس میں اس کی واپسی ۲۸۶ھ میں ہوئی تھی۔

امیر حج محمد بن عبداللہ:

اسی سال محمد بن عبداللہ بن داؤد البہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۶ھ کے واقعات

محمد بن ابی الساج نے اپنے بیٹے ابوالمسافر کو اس اطاعت و وفاداری کا ضامن بنا کر بغداد روانہ کیا جس کا اس نے حکومت سے ذمہ لیا تھا۔ مذکور ہے کہ وہ اسی سال ۷/ محرم یوم سہ شنبہ کو اس طرح آیا کہ اس کے ہمراہ گھوڑوں اور اسباب وغیرہ کے تحفے بھی تھے۔ المعتضد اس زمانے میں بغداد سے غائب تھا۔

معتضد کا محاصرہ آمد:

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ المعتضد باللہ آمد تک پہنچ گیا۔ لشکر کو وہاں ٹھہرایا۔ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن شیخ نے المعتضد اور اس کے ساتھ کے گروہوں پر شہر آمد کے دروازے بند کر دیے۔ المعتضد نے لشکر کو اس کے گرد اگر منتشر کر کے ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کے چند دن باقی تھے جب ہوا۔ اس کے بعد لڑائیاں ہونے لگیں۔ مجتہدین نصب کی گئیں۔ اہل آمد نے بھی اپنی دیوار شہر پناہ پر مجتہدین نصب کیں اور ان سے سنگ باری کی۔

ابن احمد بن عیسیٰ کی امان طلبی:

۱۹/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو محمد بن احمد بن عیسیٰ نے المعتضد کے پاس کسی کو بھیج کر اپنے لیے اور اپنے گھر والوں اور اہل آمد کے لیے امان طلب کی۔ اس نے قبول کر لیا۔ اسی روز محمد بن احمد بن عیسیٰ اور اس کے ہمراہی اور ساتھی نکل کر المعتضد کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھ کے رؤسا کو خلعت دیے۔ وہ ان خیموں میں ٹھہرے جو ان کے لیے لگائے گئے تھے۔ المعتضد اپنے لشکر سے ابن عیسیٰ بن شیخ کے مکانات کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس نے اس واقعے کے متعلق ۲۰/ جمادی الاولیٰ یوم یک شنبہ کو بغداد لکھا۔ اسی سال ۲۵/ جمادی الاولیٰ کو آمد کی فتح کے متعلق المعتضد کا فرمان بغداد آیا جسے جامع مسجد کے منبر پر پڑھ کر سنایا۔

ہارون بن خمارویہ کی تجدید ولایت کی درخواست:

اسی سال المعتضد کے پاس جب کہ وہ آمد میں مقیم تھا ہارون بن خمارویہ کے نام کے خطوط کے جوابات لے کر عبداللہ بن الفتح واپس آیا اور اسے یہ بتایا کہ ہارون نے وعدہ کیا ہے کہ وہ قنسرین اور العواصم کے عاملوں کو سپرد کردے گا اور بغداد کے بیت المال میں ساڑھے چار لاکھ دینار سالانہ روانہ کرے گا۔ وہ درخواست کرتا ہے کہ مصر و شام پر اس کی ولایت کی تجدید کر دی جائے۔ المعتضد اپنے خدام میں سے کسی کو اس کے پاس روانہ کرے۔ معتضد نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور اس کے پاس بدر القدامی اور عبداللہ

بن الفتح کو پروانہ ولایت اور خلعت کے ساتھ روانہ کر دیا۔ وہ دونوں اسے لے کے آمد سے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ المعتضد کے عاملوں نے جمادی الاولیٰ میں ہارون کے ساتھیوں سے قنسرین اور العوصم کے اعمال کا جائزہ لے لیا۔ المعتضد نے جمادی الاولیٰ کے بقیہ ایام اور جمادی الآخر کے تیس دن تک آمد میں قیام کیا۔ ۲۳ / تاریخ یوم شنبہ کو الرقہ کی جانب کوچ کیا اور اپنے فرزند علی کو مع ماتحت لشکر کے وہاں کے اور قنسرین اور العوصم اور دیار ربیعہ اور دیار مضر کے انتظام کے لیے چھوڑ دیا۔ اس زمانے میں علی بن المعتضد کا کاتب الحسین بن عمرو نصرانی تھا۔ ان علاقوں کے معاملات میں غور اور ان کے عمال سے مراسلت الحسین بن عمرو کے سپرد کی گئی۔ المعتضد کے حکم سے آمد کی شہر پناہ منہدم کر دی گئی۔

عمرو بن اللیث کے تختے۔

اسی سال مکبہ عمرو بن اللیث کا بدیہ نیشاپور سے بغداد پہنچا چالیس لاکھ درہم اور بیس گھوڑے مع زین اور جزاؤ لگام کے اور ڈیڑھ سو گھوڑے مع کاہد ارجھولوں کے اور کپڑے اور خوشبو اور باز اور شکرے بھیجے تھے۔ یہ واقعہ ۲۲ / جمادی الآخر یوم پنج شنبہ کو ہوا۔

جنابی قرطبی کا ظہور:

اسی سال بحرین میں قرامطہ میں سے ایک شخص ظاہر ہوا جس کا عرف ابو سعید الجنابی تھا۔ اعراب اور قرامطہ کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے شروع میں اس نے خروج کیا تھا۔ جمادی الآخر میں اس کے ساتھیوں کی کثرت ہو گئی اس کی حالت مضبوط ہو گئی اس نے اپنے گرد کے دیہات والوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد موضع القطیف گیا جس کے اور بصرے کے درمیان چند منزلیں تھیں جو لوگ تھے انہیں بھی قتل کر دیا۔

مذکور ہے کہ اس کا ارادہ بصرے کا تھا احمد بن محمد بن یحییٰ الوائلی نے جو اس وقت معاون بصرہ اور کورد جملہ کا حاکم تھا حکومت کو ان قرامطہ کا ارادہ جو اسے معلوم ہوا تھا لکھ دیا۔ حکام نے اسے اور محمد بن ہشام کو جو وہاں کے اعمال صدقات و خراج و جاگیر پر مامور تھا بصرے پر شہر پناہ بنانے کو لکھا اس کے خرچ کا اندازہ چودہ ہزار دینار کیا گیا۔ اسی قدر خرچ سے وہ بٹائی گئی۔

اعراب بنی شیبان کی غارت گری:

اسی سال رجب میں بنی شیبان کے اعراب کی ایک جماعت الانبار گئی۔ دیہات کو لوٹا جو لوگ مل گئے انہیں قتل کیا اور مویشی ہنگالے گئے۔ احمد بن محمد بن کعب جو وہاں کے معاون پر مامور تھا نکلا مگر ان کے مقابلے کی طاقت نہ تھی عرض داشت بھیجی جس میں ان کے معاملات کی اطلاع دی تھی۔ مدینۃ السلام سے نفیس المولدی اور احمد بن محمد الزنجی اور المظفر بن حاج کو اس کی مدد کے لیے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ وہ اعراب کے مقام تک پہنچ گئے۔ الانبار کے ایک موضع میں جو المنقبہ کہلاتا تھا جنگ کی مگر اعراب نے انہیں شکست دے دی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ ان میں اکثر فرات میں غرق ہو گئے یا منتشر ہو گئے۔ اس واقعے کی اور اعراب کے ان کو بھگا دینے کی خبر کے متعلق ابن حاج کا عریضہ ۲۴ / رجب دوشنبہ کو آیا۔ اعراب ٹھہر کر اس علاقے میں فساد کرتے اور دیہات میں بغاوت کرتے رہے۔ المعتضد نے الرقہ سے العباس بن عمرو الغنوی اور خفیف الاذ کو تکیں اور سرداروں کی ایک جماعت کو ان کے قتال کے لیے ان کی جانب روانہ کیا۔ یہ سردار اسی سال کے آخر شعبان میں پہنچے۔ اعراب کو ان کی خبر پہنچ گئی تو وہ اس مقام سے جو الانبار کے دیہات میں تھا کوچ کر کے عین التمر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں اتر گئے۔ سردار الانبار میں داخل

ہو کے ٹھہر گئے۔ اعراب نے عین التمر اور کوفہ کے اطراف میں ویسا ہی فساد کیا جیسا کہ انہوں نے الانبار کے علاقے میں کیا تھا۔ یہ واقعہ شعبان کے بقیہ ایام اور رمضان میں ہوا۔

راغب کی گرفتاری و وفات:

اسی سال المعتضد نے ابوالاحمد کے مولیٰ راغب کو جو طرسوس میں تھا کسی کو بھیج کر اپنے پاس الرقہ میں آنے کا حکم دیا۔ وہ پہنچا تو اسے ایک روز تک اپنے لشکر میں رہنے دیا۔ دوسرے روز اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور وہ سب لے لیا جو اس کے ہمراہ تھا۔ بغداد میں ۹/شعبان یوم دوشنبہ کو اس کی خبر پہنچی۔ چند روز کے بعد راغب مر گیا۔ ۲۴/رجب یوم سہ شنبہ کو طرسوس میں راغب کے غلام مکنون اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کا مال لے لیا گیا گرفتار کرنے پر ابن الاخشاد مقرر کیا گیا تھا۔

مولس خازن کی اعراب پر فوج کشی:

اسی سال ۲۰/رمضان کو المعتضد نے کوفہ کے اطراف اور عین التمر میں مولس خازن کو اعراب کی جانب روانہ کیا سرداروں میں سے العباس بن عمرو اور خنیف الاذکوتیغی وغیرہما کو اس کے ساتھ کر دیا۔ مولس اور اس کے ہمراہی روانہ ہو کے موضع نیویٰ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اعراب اپنے مقام سے کوچ کر گئے ہیں۔ بعض طریق مکہ کے بیابان میں اور بعض شام کے بیابان میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر وہ چند روز تک ٹھہر کے مدینہ السلام روانہ ہوئے۔

عمال کا عزل و نصب:

اسی سال شوال میں المعتضد اور عبید اللہ بن سلیمان نے دفتر مشرق محمد بن داؤد بن الجراح کے سپرد کیا۔ احمد بن محمد بن الفرات کو اس سے معزول کیا گیا۔ دفتر مغرب علی بن عیسیٰ داؤد بن الجراح کے سپرد کیا اور ابن الفرات کو اس سے معزول کیا گیا۔

۲۸۷ھ کے واقعات

ابن احمد بن عیسیٰ کی گرفتاری:

المعتضد نے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن شیخ اور اس کے اعزہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے انہیں بیڑیاں پہنا دیں اور ابن طاہر کے مکان میں قید کر دیا۔ کوئی قرابت دار بیان کیا گیا ہے کہ عبید اللہ بن سلیمان کے پاس گیا اور اسے یہ اطلاع دی کہ محمد اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بھاگنے پر تیار ہے۔ عبید اللہ نے المعتضد کو لکھا، المعتضد نے اسے لکھا جس میں گرفتار کر لینے کا حکم تھا، اس نے اسی سال ۴/محرم چہار شنبہ کو ایسا کیا۔

اعراب کی سرکوبی:

اسی سال کے اسی مہینے میں ابوالاغر کا ایک معروضہ آیا کہ قبیلہ طے والے جمع ہو کے آپس میں متفق ہو گئے، جن اعراب پر قادر ہوئے ان سے مدد مانگی حاجیوں کے قافلے کو روکا، حاجی مدینہ السلام واپس ہوتے ہوئے المعدن سے کچھ اوپر دس میل آگے بڑھ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اعراب کے پیادے و سوار نے اس طرح مقابلہ کیا کہ ہمراہ خیمہ اور عورتیں اور اونٹ بھی تھے پیادے تین ہزار سے زائد تھے۔ پنج شنبہ ۲۷/ذی الحجہ کو دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ رات کو علیحدہ ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو جمعے کی صبح سے

نصف النہار تک جنگ کی۔ اللہ نے اپنے دوستوں پر مدد نازل کی۔ اعراب پشت پھیر کر بھاگے اور پھر جمع نہیں ہوئے۔ حاجی صحیح و سالم روانہ ہو گئے۔ اس نے اپنا معروضہ سعید بن الاصغر بن عبد الاعلیٰ کے ہمراہ روانہ کیا جو اس کے بیچا کی اولاد اور معززین میں سے تھا۔ اور صالح بن مدرک کے گرفتار کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ۲۷/ محرم یوم شنبہ کو ابوالاغر اس طرح مدینۃ السلام پہنچا کہ اس کے آگے صالح بن مدرک کا سر جتیش کا سر اور صالح کے ایک حبشی غلام کا سر اور بیچا زاد بھائیوں میں سے چار قیدی تھے۔ وہ المعتضد کے محل میں گیا تو اس نے خلعت دیا۔ اسے سونے کا طوق پہنایا گیا۔ سر الجسر الاعلیٰ کے سرے پر لٹکا دیے گئے اور قیدی قید خانے میں داخل کر دیے گئے۔

براز الروز میں محل کی تعمیر:

اسی سال ۱۶/ صفر کو براز الروز کے ایک بعید مقام سے المعتضد بغداد میں داخل ہوا۔ براز الروز کے اس مقام پر جسے اس نے پسند کیا تھا ایک محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ وہاں آلات روانہ کر دیے گئے اور اس کی تعمیر کی ابتدا کر دی گئی۔

قرا ملطہ کا زور:

اسی سال کے ربیع الاول میں بحرین میں قرا ملطہ کا زور ہو گیا۔ ہجر کے گرد و نواح کو لوٹا بعض لوگ بصرے کے قریب ہو گئے۔ احمد بن محمد بن یحییٰ الواثق نے مدد کی درخواست کی۔ اسی ماہ کے آخر میں اس کے پاس آٹھ کشتیاں روانہ کی گئیں جن میں تین سو آدمی تھے۔ المعتضد نے ایک لشکر کے انتخاب کا حکم دیا کہ اسے بصرے روانہ کرے۔

۱۰ ماہ ربیع الآخر یوم یک شنبہ کو المعتضد کے مولیٰ بدر نے محل میں اجلاس کیا۔ امور خاصہ و عامہ اور خراج و جاگیر و معاون کے امور میں غور کیا۔ ۱۱/ ماہ ربیع الآخر یوم دو شنبہ کو محمد بن الحمید کا تب مر گیا جو زمام مشرق و مغرب کے دفتر کا والی تھا۔ اسی ماہ کی ۱۳/ تاریخ یوم چہار شنبہ کو جعفر بن محمد بن حفص اس دفتر پر والی بنایا گیا۔ وہ اسی روز دفتر گیا اور اس میں اجلاس کیا۔

امارت یمامہ و بحرین پر ابن عمرو الغنوی کا تقرر:

اسی سال ربیع الآخر میں المعتضد نے عباس بن عمرو الغنوی کو یمامہ اور بحرین پر اور ابو سعید الجنبی اور اس کے ہمراہ قرا ملطہ کی جنگ پر والی بنایا۔ تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے۔ عباس نے چند روز تک الفرق میں پڑاؤ کیا۔ ساتھی جمع ہو گئے تو بصرے چلا گیا۔ وہاں سے بحرین و یمامہ روانہ ہوا۔

اسی سال بیان کیا گیا ہے کہ دشمن (قیصر روم کا لشکر) طرسوس کے باب قلمیہ تک پہنچ گیا۔ ابو ثابت جو ابن الاخشاد کی موت کے بعد امیر طرسوس تھا روانہ ہو کے دشمن کی تلاش میں نہر الریحان تک پہنچ گیا، پھر ابو ثابت گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھ لوگوں پر مصیبت آ گئی۔ ابن کلوب درب السلامہ میں جنگ کر رہا تھا۔ پھر جب وہ اپنی جنگ سے لوٹا تو باشندگان سرحد کے مشائخ کو جمع کیا کہ وہ کسی حاکم کا انتخاب کریں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے ان کی رائے علی بن الاعرابی پر متفق ہو گئی۔ انہوں نے ابو ثابت کے بیٹے کے اختلاف کے بعد اس کو اپنا والی بنالیا۔ مذکور ہے کہ اس کے باپ نے اسے نائب بنادیا تھا اس نے شہر والوں سے لڑنے کے لیے ایک جماعت جمع کر لی۔ ابن کلوب کے بیچ بچاؤ سے ابو ثابت کا بیٹا راضی ہو گیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر میں ہوا۔

الغیل اسی زمانے میں بلاد روم میں جنگ کر رہا تھا وہ طرسوس واپس آیا خبر آئی کہ ابن ثابت کو اور اس کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو قونیہ کے قلعے سے قسطنطنیہ روانہ کر دیا گیا۔

ماہ ربیع الآخر میں اسحاق بن ایوب مرگیا جس کے سپرد دیار ربیعہ کے معاون تھے۔ جو کچھ اس کے سپرد تھا وہ عبداللہ بن الرشید بن عبداللہ المعتز کے سپرد کر دیا گیا۔

عمر و بن الیث اور اسماعیل بن احمد کی جنگ:

۲۵/ جمادی الاولیٰ یوم چار شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ بارگاہ خلافت میں یہ عریضہ آیا کہ اسماعیل بن احمد نے کمینہ عمرو کو گرفتار کر کے اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔

اسماعیل عمرو کا واقعہ یہ ہے کہ عمرو نے خلافت سے درخواست کی تھی جس کی بنا پر اس کو ماوراء النہر کا والی بنادیا گیا۔ وہ نیشاپور ہی میں تھا کہ خلعت حکومت اور ماوراء النہر کا پرچم ولایت پہنچا۔ عمرو وہاں سے اسماعیل بن احمد کی جنگ کے لیے نکلا۔ اسماعیل بن احمد نے اسے لکھا کہ ”تو کشادہ دنیا کا والی بنایا گیا ہے۔ میرے قبضے میں صرف ماوراء النہر ہے اور میں ایک سرحد میں ہوں۔ لہذا جو کچھ تیرے قبضے میں ہے اسی پر قناعت کرو اور مجھے اس سرحد پر رہنے دے۔“ عمرو نے انکار کر دیا۔ نہر بلخ اور اس کے عبور کی دشواریوں کا حال بیان کیا گیا تو اس نے کہا کہ ”اگر میں چاہوں تو مال کے توڑوں سے اس کا بند باندھوں اور عبور کروں۔“ ضرور کروں گا۔ جب اسماعیل مایوس ہو گیا تو اپنے ہمراہیوں کو وہاں کے رہنے والوں کو اور دہقانوں کو جمع کیا۔ نہر عبور کر کے غربی جانب گیا۔ عمرو آ کے بلخ میں اتر گیا۔ اسماعیل نے تمام اطراف کو اس پر بند کر دیا۔ محاصرے کی سی حالت ہو گئی۔ عمرو اپنے کردار پر شرمندہ ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اسماعیل سے جنگ سے باز رہنے کی خواہش کی مگر اسماعیل نے انکار کیا۔ ان دونوں کے درمیان کثیر قتال ہوا۔ عمرو کو شکست ہوئی وہ پشت پھیر کر بھاگا۔

عمر و بن الیث کی گرفتاری:

راستے میں ایک ایسی جھاڑی میں گزرا جس کو کہا گیا کہ وہ قریب تر ہے اس نے اپنے عام ہمراہیوں سے کہا کہ تم لوگ کھلے راستے میں چلو خود ایک قلیل جماعت کے ہمراہ جھاڑی میں داخل ہوا تھا کہ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس کے گر پڑا۔ اور عمرو کی جان بچنے کی کوئی تدبیر نہ رہی۔ ہزار ہی اس طرح چلے گئے کہ اس کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ اسماعیل کے ساتھی آگے انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر لیا۔ جب اس کی خبر المعتضد کو پہنچی تو بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اسماعیل کی تعریف اور عمرو کی مذمت کی۔

وصیف کی معتضد سے درخواست:

اسی سال ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو سلطان کے پاس یہ خبر آئی کہ ابن ابی الساج کا خادم وصیف برزخہ سے بھاگ کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ محمد بن ابی الساج کو چھوڑ کر ملطیہ چلا گیا اور المعتضد کو لکھا کہ اسے سرحدوں کا والی بنادے کہ ان کا انتظام کرے۔ المعتضد نے اسے ایک فرمان لکھا جس میں اپنے پاس آنے کا حکم تھا۔ اس کے پاس رشیق الحرمی کو روانہ کیا۔

بنت خمار و یہ بن طولون کی وفات:

اسی سال ۷/ رجب کو خمار و یہ بن طولون کی بیٹی کی جو المعتضد کی زوجہ تھی وفات ہوئی۔ اسے قصر الزفاف کے اندر دفن کیا گیا۔

وصیف کے وفد کی آمد:

۱۰/ رجب کو تین آدمیوں کا وفد آیا جن کو ابن الساج کے خادم وصیف نے المعتضد کے پاس بھیج کر یہ درخواست کی تھی کہ وہ

اسے سرحدوں کا والی بنادے اور اس کے پاس خلعت روانہ کرے۔ مذکور ہے کہ المعتضد نے پیامبروں سے اس سبب کے اقرار کرانے کا حکم دیا جس کی وجہ سے وصیف نے اپنے ساتھی ابن ابی الساج سے جدائی اختیار کی اور سرحدوں کا قصد کیا۔ زدوکوب کے ذریعے ان سے اقرار کرایا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ اس نے باہم اس امر پر اتفاق ہونے کی وجہ سے جدائی اختیار کی کہ جب اس مقام پر جائے جہاں اب ہے تو اس کا ساتھی مل جائے۔ دونوں دیا مضمر گئے اور زبردستی اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقع لوگوں میں شائع ہو گیا۔ اور لوگ اس کے متعلق آپس میں بات چیت کرنے لگے۔

اسی سال ۱۱/ رجب کو حامد بن العباس کو فارس میں خراج و جاگیر پر والی بنایا گیا جو کمینہ عمرو بن الیث کے قبضے میں تھا۔ اس کی ولایت کے فرمان اس کے بھائی احمد بن العباس کو دے دیے گئے۔ واسط اور کوردجلہ کے والی ہونے کے باعث اس وقت حامد واسط میں مقیم تھا۔ عیسیٰ النوشری کو جو اصہبان میں تھا۔ فارس کی معونت پر والی بن کروہاں جانے کو لکھا گیا۔

قرامطہ سے مقابلہ:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا العباس بن عمرو الغنوی مع اس لشکر کے جو اس کے ساتھ کیا گیا تھا اور مع بصرے کے رضا کار مجاہدین کے جو عجلت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہوئے تھے ابو سعید جنابی اور اس کے ساتھی قرامطہ سے مقابلے کو چلے۔ ابو سعید کے مخبر ملے۔ العباس نے اپنی جماعت کو چھوڑ دیا اور ان کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابو سعید اور اس کے ہمراہیوں سے شام کے وقت ملا۔ آپس میں جنگ کی رات نے دونوں کو روک دیا۔ ہر فریق اپنے اپنے مقام پر واپس ہوا۔ جب رات ہو گئی تو بنی ضید کے وہ اعراب جو العباس کے ہمراہ تھے بصرے واپس ہو گئے۔ وہ تقریباً تین سو تھے۔ بصرے کے رضا کاروں نے ان کی پیروی کی۔ صبح ہوئی تو عباس نے سویرے ہی قرامطہ سے جنگ کی۔ قرامطہ نے سختی سے مقابلہ کیا۔

عباس بن عمرو الغنوی کی شکست و گرفتاری:

العباس کے میسرے کے سردار نے جو احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا غلام نجاہ تھا اپنے ساتھیوں کو تقریباً سو آدمی کی جماعت کے ہمراہ ابو سعید کے مہینے پر حملہ کیا۔ وہ ان میں گھس گئے تو وہ اور اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے۔ الجنابی اور اس کے ساتھیوں نے العباس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو انہیں شکست ہوئی۔ العباس گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے بھی تقریباً سات سو آدمی گرفتار ہو گئے۔ العباس کے لشکر میں جو کچھ تھا اس پر الجنابی نے قبضہ کر لیا۔

اسیران جنگ کا انجام:

جنگ کا دوسرا دن ہوا تو العباس کے جو ساتھی گرفتار ہوئے تھے وہ الجنابی کے پاس حاضر کیے گئے۔ اس نے سب کو قتل کر دیا۔ پھر ایندھن کا حکم دیا جو ان پر ڈالا گیا اور انہیں جلادیا گیا۔ یہ واقعہ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ رجب کے آخر میں ہوا اور اس کی خبر بغداد میں ۴/ شعبان کو آئی۔ اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا الجنابی ہجر کی طرف گیا۔ وہاں داخل ہوا باشندوں کو امن دیا اور یہ اس کے العباس کی جنگ سے پلٹنے کے بعد ہوا۔

عباس کے شکست خوردہ ساتھیوں کا خاتمہ:

العباس بن عمرو کے شکست خوردہ ساتھی بصرے کے ارادے سے واپس ہوئے ان میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا تھا جو

بغیر زاد راہ و آب و لباس کے تھے، بصرے سے ایک جماعت تقریباً چار سو کجاوے کے ہمراہ جن پر کھانا پانی اور کپڑا تھا ان کی جانب نکلی۔ ان پر بنواسد نے حملہ کیا اور ان کجاووں کو مع ان اشیاء کے جو ان پر تھیں لے لیا اور ان کجاووں کے ہمراہ جو لوگ تھے ان میں سے ایک جماعت کو اور ابو العباس کے بچے ہوئے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

اہل بصرہ میں خوف و ہراس:

بصرے میں اس کی وجہ سے شدید اضطراب ہوا۔ لوگوں نے وہاں سے منتقل ہو جانے کا قصد کیا۔ احمد بن محمد الوائلی نے جو بصرے کے معاون کا متولی تھا، انہیں اس سے روکا، انہیں اپنے اوپر قرامطہ کے حملے کا اندیشہ ہوا۔

عباس بن عمرو الغنوی کی رہائی:

اسی سال ۸/ رمضان کو جیسا کہ بیان کیا گیا بارگاہ خلافت میں الابلہ سے العباس بن عمرو کے بحری سوار یوں میں سے ایک سواری میں پہنچنے کے متعلق ایک عریضہ آیا کہ ابوسعید الجنبی نے اسے اور اس کے ایک خادم کو رہا کر دیا۔

۱۱/ رمضان کو ابو العباس بن عمرو مدینۃ السلام پہنچا اور الثریا میں المعتضد کے حضور باریاب ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ جنگ کے بعد چند روز تک الجنبی کے پاس رہا۔ اس نے بلا کے کہا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھے رہا کر دوں۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا جا اور جو کچھ تو نے دیکھا وہ اس سے بیان کر دے جس نے تجھے میرے پاس روانہ کیا۔ اور اسے کجاووں پر سوار کر کے اپنے آدمی اس کے ہمراہ کر دیے جس قدر زاد راہ اور پانی کی انہیں حاجت تھی وہ ان کے ساتھ بار کر دیا۔ ان آدمیوں کو جنہیں اس کے ہمراہ روانہ کیا یہ حکم دیا کہ وہ اسے اس کے امن کے مقام تک پہنچا دیں۔ وہ اسے لے چلے یہاں تک کہ وہ کسی ساحل تک پہنچا، اور وہاں ایک کشتی پا گیا۔ وہ اس میں سوار ہو کر الابلہ روانہ ہو گیا۔ المعتضد نے اسے خلعت دے کے واپس کر دیا۔

۱۱/ شوال یوم پنج شنبہ کو المعتضد نے اپنے باپ الشماسیہ کے خیمے سے ابن ابی الساج کے خادم وصیف کی تلاش میں کوچ کیا۔ اس کو پوشیدہ رکھا اور یہ ظاہر کیا کہ اس کا قصد دیار مضر کے علاقے کا ہے۔

قرامطہ کا مسلمانوں پر ظلم و ستم

اسی ماہ کی ۱۲/ تاریخ یوم جمعہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا یہ خبر آئی کہ قرامطہ نے اہل جدیلا کے دیہات پر ان کے والی بدر غلام الطائی پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے قتل کر دیا۔ اور مکانوں میں آگ لگا دی۔

خادم وصیف کی گرفتاری:

۱۴/ ذی القعدہ کو المعتضد وصیف خادم کی تلاش میں کنیتہ السوداء میں اترے۔ یوم دو شنبہ و سہ شنبہ کو قیام کیا۔ یہاں تک کہ لوگ ملے اور اس نے المصیصہ کے راستے میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ جاسوس آئے کہ خادم عین زربہ کا ارادہ کرتا ہے۔ سرحد والے اور باخبر لوگ ۱۷/ ذی القعدہ پنج شنبہ کو الرکاضہ میں حاضر کیے گئے۔ ان سے عین زربہ کا متوسط ترین راستہ دریافت کیا تو ان لوگوں نے اسے جیجان کے راستے سے منع کیا۔ اس نے اپنے بیٹے علی کو اور اس کے ہمراہ الحسن بن علی کو پہلے، جعفر کو اس کے پیچھے، محمد بن کمشجور کو جعفر کے پیچھے اس کے پیچھے خاقان الکھی کو، پھر مونس خادم کو، پھر مونس خازن کو روانہ کیا، پھر الحجر کے غلاموں کے ہمراہ ان لوگوں کے نشان قدم پر خود روانہ ہوا۔ عین زربہ سے گزر گیا اس کے لیے وہاں ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ اس میں خفیف السمر قدی کو مع اس کے گروہ کے چھوڑ دیا۔ خود سرداروں

کے نشان قدم پر خادم کے قصد سے روانہ ہوا۔ جب نماز عصر ہو گئی تو اس کے پاس خادم کی گرفتاری کی خوش خبریاں آئیں۔ اس کو انہوں نے المعتضد کے پاس پہنچا دیا تو اس نے مولس خادم کے سپرد کر دیا جو اس زمانے میں لشکر کی پولیس کا حاکم تھا۔ اس نے خادم کے ساتھیوں کے لیے وعدہ امان کا اور لشکر میں اس شخص سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کیا۔ جس کے کجاوے میں خادم کے لشکر کی لوٹ کی کوئی چیز پائی جائے اور وہ اسے اس کے ساتھیوں کے پاس نہ پہنچا دے۔ بہت سے آدمیوں کو لوگوں نے وہ مال لوٹا دیا جو ان کے لشکر سے لوٹا تھا۔ اہل عین زربہ کی معتضد سے درخواست:

بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ اور وصیف خادم کی گرفتاری ۱/ ذی القعدہ یوم پنج شنبہ کو ہوئی۔ اس دن سے کہ جس دن المعتضد نے اپنے باب الشماسیہ کے خیمے سے کوچ کیا تھا خادم کی گرفتاری تک چھتیس دن ہوئے تھے۔ جب المعتضد نے خادم کو گرفتار کر لیا تو بیان کیا گیا ہے کہ وہ عین زربہ واپس ہوا۔ وہاں اس نے دو روز قیام کیا تیسرے دن کی صبح ہوئی تو عین زربہ کے باشندے اس کے پاس جمع ہوئے۔ انہوں نے اپنے شہر میں غلے کی تنگی کی وجہ سے اس سے یہ درخواست کی کہ وہ کوچ کر جائے۔ اس نے تیسرے دن وہاں سے کوچ کیا اور سوائے ابن المبارک کے نائب ابوالاغر کے مع اپنے تمام لشکروں کے المصیصہ میں اترا کیونکہ ابوالاغر کو روانہ کر دیا تھا کہ وہ خادم کے راستے کو بند کر دے کہ مرعش اور ملطیہ کے علاقے میں نہ جاسکے۔ وصیف خادم کے ساتھیوں کو امان:

خادم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عیال کو مرعش روانہ کر دیا تھا خادم کے ساتھیوں کو جو بھاگ گئے تھے جب اس امان کی جس کا المعتضد نے ان کے لیے وعدہ کیا تھا اور ان کے اسباب انہیں واپس کرنے کا حکم دیا تھا خبر پہنچی تو وہ لوگ ان کی امان میں داخل ہو کر المعتضد کے لشکر میں مل گئے۔ کہا گیا ہے کہ المعتضد کا نزول المصیصہ میں ۲۰/ ذی القعدہ یک شنبہ کو ہوا تھا اور وہ دوسرے یک شنبہ تک وہاں مقیم رہا۔ اس نے معززین طرسوس کو اپنے پاس آنے کو لکھا۔ جو لوگ پاس آئے ان میں سے الغیل بھی تھا جو اس سرحد کے رؤسا میں سے تھا۔ اس کا ایک بیٹا اور ایک اور شخص جس کا نام ابن المہندس تھا اور ان کے ہمراہ ایک جماعت بھی تھی یہ لوگ دوسروں کے ہمراہ قید کیے گئے اور ان میں سے اکثر رہا کر دیے گئے جن کو قید کیا تھا اپنے ہمراہ بغداد لے گیا۔ اس نے کچھ ان کے خلاف پایا۔ اس لیے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ان لوگوں نے وصیف خادم سے خط و کتابت کی تھی۔ بحری کشتیوں کا ائتلاف:

المعتضد نے ان تمام بحری سواریوں اور ان کے آلات کے جلانے کا حکم دیا جن میں مسلمان جنگ کیا کرتے تھے۔ مذکور ہے کہ دمیائہ کا غلام یا زمان ہی تھا جس نے اسے اس چیز کا مشورہ دیا جو اہل طرسوس کے خلاف اس کے دل میں تھی۔ وہ سب جلادیا گیا۔ ان بحری سواریوں میں تقریباً پچاس وہ قدیم کشتیاں تھیں جن پر رقم کثیر صرف کی گئی تھی کہ ایسا بیڑہ اس وقت میں نہیں بن سکتا۔ یہ سب جلادی گئیں۔ اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ ان کے بازوؤں کو توڑ دیا۔ اس سے رومی طاقت ور ہو گئے۔ اور وہ بحری جنگ سے مطمئن ہو گئے۔ المعتضد نے شامی سرحدوں کو انہیں سرحد والوں کی متفقہ درخواست پر حسن بن علی کے سپرد کیا۔ المعتضد کی المصیصہ سے مراجعت:

المعتضد نے جیسا کہ کہا گیا المصیصہ ۲/ ذی الحجہ کو فندق الحسین میں اترا۔ پھر اسکندریہ میں پھر بغراس میں پھر انطاکیہ میں

وہاں قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ) تک قیام کیا۔ دوسرے دن (۱۱ ذی الحجہ) کی صبح کو کوچ کیا۔ ارتاح میں اترے پھر الامارب میں پھر حلب میں وہاں دوروز مقیم رہا پھر الناعورہ کی طرف کوچ کیا پھر خضاف اور صفین کی طرف وہاں کی جزیرے والی سمت میں اور دوسری جانب میں امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے بیت المال میں۔ پھر یالس کی طرف پھر دوسری طرف پھر لطن و امان کی طرف پھر الرقة کی طرف جہاں ۲۸/ ذی الحجہ تک مقیم رہا۔

محمد بن زید علوی کی پیش قدمی:

۲۵/ شوال کو خبر آئی کہ زید العلوی کو قتل کر دیا گیا۔

مذکور ہے کہ محمد بن زید کو جب اسماعیل بن احمد کے عمرو بن الیث کو گرفتار کر لینے کی خبر پہنچی تو وہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ خراسان کی جانب یہ گمان کر کے نکلے کہ اسماعیل بن احمد اپنے اسی عمل سے آگے نہ بڑھے گا جس پر وہ مکینہ عمرو بن الیث کے زمانہ ولایت خراسان میں والی تھا۔ خراسان میں کوئی مدافعت کرنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ عمرو گرفتار ہو گیا ہے اور وہاں سلطنت کی جانب سے کوئی عامل نہیں ہے۔ جر جان تک پہنچ کے وہاں مقیم ہو گئے۔

ابن زید علوی کا قتل:

اسماعیل نے ان کو لکھ کر طبرستان واپس جانے اور جر جان کو اپنے لیے چھوڑ دینے کی درخواست کی۔ ابن زید نے انکار کیا۔ اسماعیل نے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ایک شخص کو جو رافع کی ولایت خراسان کے زمانے میں رافع بن ہرثمہ کا نائب تھا جس کو محمد بن ہارون پکارا جاتا تھا محمد بن زید کی جنگ کے لیے نامزد کیا اس نے اس کے لیے منظور کیا اس نے اپنے آدمیوں اور لشکر میں سے بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ اور اسے ابن زید کی جنگ کے لیے روانہ کر دیا۔ محمد بن ہارون جب ابن زید کی جانب روانہ ہوا۔ تو دونوں کا باب جر جان پر مقابلہ ہوا۔ انہوں نے نہایت شدید قتال کیا۔ محمد بن ہارون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ وہ لوٹا تو علوی کی صفیں ٹوٹ چکی تھیں۔ محمد بن زید کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور وہ پشت پھیر کر بھاگے۔ ان میں سے جیسا کہ بیان کیا گیا بہت سے آدمی مقتول ہوئے۔ ابن زید کو تلوار کے چند زخم لگے اور ان کے بیٹے زید گرفتار ہو گئے۔ محمد بن ہارون نے لشکر اور جو کچھ اس میں تھا گھیر لیا۔ اس جنگ کے چند روز کے بعد محمد بن زید انہی زخموں سے مر گئے۔ چنانچہ وہ باب جر جان پر دفن کئے گئے۔ ان کے بیٹے زید کو اسماعیل بن احمد کے پاس روانہ کر دیا گیا اور محمد بن ہارون طبرستان روانہ ہو گیا۔

قرامطہ پر حملہ:

۱۲/ ذی القعدہ یوم شنبہ کو الطائی نے غلام بدر کے روذمیتان وغیرہ کے نواح میں قرامطہ پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ کیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا اس نے ان میں قتل عظیم برپا کیا۔ پھر دیہات کے ویران ہو جانے کے اندیشے سے چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ لوگ اس کے کاشت کار اور پیشہ ور لوگ تھے ان کے رؤسا کو ان کے ٹھکانوں میں تلاش کیا ان میں سے جس پر قابو ملا اسے قتل کر دیا۔

امیر حج محمد بن عبد اللہ:

اس سال محمد بن عبد اللہ بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۸ھ کے واقعات

آذربائیجان میں وباء:

بیان کیا گیا ہے کہ آذربائیجان میں وباء واقع ہونے کی خبر پہنچی جس سے خلوق کثیر ہلاک ہو گئی یہاں تک کہ لوگوں کو کپڑا تک نہ ملا کہ کفن دیتے، پہننے کے کپڑوں اور کمبلوں کا کفن دیا، اس نوبت تک پہنچے کہ انہیں کوئی مردوں کا دفن کرنے والا نہیں ملتا تھا راستوں میں پڑا ہوا چھوڑ دیتے تھے۔

اسی سال طاہر محمد بن عمرو بن الیث کے ساتھی فارس میں داخل ہو گئے اور وہاں سے انہوں نے خلافت کے عاملوں کو نکال دیا۔ یہ واقعہ اسی سال ۱۸/ صفر کو ہوا۔

اسی سال آذربائیجان میں محمد بن ابی الساج کی جس کا لقب افشین تھا وفات ہوئی۔ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور اس کے غلام جمع ہوئے۔ انہوں نے دیوداد بن محمد کو اپنا امیر بنالیا۔ یوسف بن ابی الساج نے اختلاف کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا۔

عمرو بن الیث کی بغداد میں آمد:

۲۸/ ماہ ربیع الآخر کو الہواز کے ڈاک کے افسر کا خط آیا جس میں اس نے یہ بیان کیا تھا کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن الیث کے ساتھی الہواز کے ارادے سے سنہیل تک پہنچ گئے۔ شروع جمادی الاولیٰ میں عمرو بن الیث عبداللہ بن الفتح نے جسے اسماعیل بن احمد کے پاس روانہ کیا تھا اور اسماعیل بن احمد کے غلام شناس نے بغداد میں داخل کیا۔ مجھ سے بیان کیا گیا کہ اسماعیل بن احمد نے اسے اپنے پاس اسیر ہو کر رہنے میں اور امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کر دینے میں اختیار دیا تھا۔ اس نے اپنی روانگی کو اختیار کیا تو اس نے روانہ کر دیا۔

۲/ جمادی الآخر کو جیسا کہ بیان کیا گیا الہواز کے ڈاک کے افسر کا خط آیا کہ ”طاہر بن محمد بن عمرو کے پاس اسماعیل بن احمد کا خط آیا ہے جس میں اس نے اطلاع دی کہ خلافت نے اسے بھستان کا والی بنا دیا ہے اور وہاں روانہ ہونے کا حکم دیا ہے۔ طاہر کے پاس وہ فارس کو جانے والا ہے کہ اس پر حملہ کر کے بھستان کو واپس جائے۔ طاہر نکلا اور اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو جو ار جان میں اپنے لشکر میں مقیم تھا۔ ایک خط لکھا جس میں اسے مع اپنے ہمراہیوں کے اپنے پاس فارس کی جانب واپس آنے کا حکم تھا۔“

اسی سال المعتضد نے اپنے مولیٰ بدر کو فارس کا والی بنایا اور اسے طاہر بن محمد کے زبردستی قبضہ کر لینے کی وجہ سے وہاں جانے کا حکم دیا۔ ۹/ جمادی الآخر کو خلعت دیا۔ سرداروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ وہ فوج اور غلاموں کے بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔

اسماعیل بن احمد شناس اور ابن فتح کے لیے خلعت:

اسی سال ۱۰/ جمادی الآخر کو عبداللہ بن الفتح اور اسماعیل کا غلام شناس اسماعیل بن احمد بن سامان کے پاس المعتضد کی جانب سے خلعت لے کر روانہ ہوئے۔ زرہ اور تاج اور تلوار جو سونے سے بنائے گئے تھے اور سب پر جواہر جڑے تھے اور ہدایا اور تین لاکھ درہم بھی تھے کہ خراسان کے اس لشکر میں تقسیم کرے جنہیں بھستان کی جانب طاہر بن محمد بن عمرو کے ساتھیوں کی جنگ کے

لیے جو وہاں تھے روانہ کرے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مال جس کو المعتضد نے اس کے پاس روانہ کیا تھا وہ ایک کروڑ درہم تھے۔ جن میں سے اس نے کچھ بغداد سے روانہ کیے اور باقی کے لیے انجبل کے عاملوں کو لکھ دیا اور انہیں یہ حکم دیا گیا کہ اسے پیامبروں کے حوالے کر دیں۔

اسی سال رجب میں المعتضد کا مولیٰ بدرارض فارس کے قریب تک پہنچ گیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو کے جو متعلقین تھے وہاں سے ہٹ گئے بدر کے ساتھی داخل ہو گئے اور اس کے عاملوں نے وہاں سے خراج وصول کیا۔

ایک علوی کا صنعاء پر حملہ:

اسی سال ۲/ رمضان کو بیان کیا گیا کہ مکے کے عامل یحییٰ بن حاج کا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ بنی یعفر نے ایک شخص پر جس نے زبردستی صنعاء پر قبضہ کر لیا تھا حملہ کیا۔ بیان کیا گیا کہ وہ علوی تھا۔ ان لوگوں نے اسے شکست دے دی تو اس نے ایک بستی کی پناہ لی جسے اس نے محفوظ کر لیا تھا لوگ اس کے پاس گئے اس پر حملہ کیا اسے پھر بھاگ دیا۔ اس کے ایک بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ مگر وہ تقریباً پچاس آدمیوں کے ہمراہ بچ گیا۔ بنو یعفر صنعاء میں داخل ہو گئے وہاں انہوں نے المعتضد کے نام کا خطبہ پڑھا۔

متفرق واقعات:

اسی سال یوسف بن ابی الساج نے جو ایک قلیل جماعت کے ہمراہ تھا اپنے برادر زادہ دیوداد بن محمد پر حملہ کیا حالانکہ اس کے ہمراہ اس کے باپ محمد بن ابی الساج کا لشکر تھا۔ اس کا لشکر بھاگ گیا اور دیوداد ایک قلیل جماعت کے ہمراہ رہ گیا۔ یوسف نے اس سے اپنے ہمراہ قیام کی درخواست کی۔ اس نے انکار کیا اور موصل کا راستہ اختیار کیا۔ ۲۳/ رمضان یوم پنجشنبہ کو اسی سال بغداد آیا۔ یہ جنگ ان دونوں کے درمیان آذربائیجان کے نواح میں ہوئی تھی۔

اسی سال الحسن بن علی کورہ کے عامل نزار بن محمد نے زمستانی جہاد کیا۔ رومیوں کے بہت سے قلعے فتح کیے۔ طرسوس میں سو کفار اور کچھ اور پرستار شرفاء اور پادریوں میں سے اور بہت سی صلیبیں اور ان کے جھنڈے داخل کیے۔ پھر انہیں بغداد روانہ کر دیا۔ ۱۲/ ذی الحجہ کو الرقہ سے تاجروں کے خطوط آئے کہ رومی بہت سی کشتیوں کے ساتھ آئے۔ ان کی ایک جماعت خشکی پر علاقہ کنسوم تک آ گئی۔ وہ پندرہ ہزار سے زائد مسلمانوں کو ہٹکا لے گئے۔ جن میں مرد عورت اور بچے تھے۔ ایک جماعت ذمیوں کی بھی گرفتار کر لی۔

اسی سال ابوسعید الجنبالی کے ساتھی بصرے کے قریب ہو گئے۔ اہل بصرہ کی پریشانی بہت بڑھ گئی۔ وہاں سے بھاگنے اور منتقل ہو جانے کا قصد کیا مگر والی نے روکا۔

اسی سال آخر ذی الحجہ میں ابن ابی الساج کا خادم قتل کر دیا گیا۔ اس کی لاش روانہ کر دی گئی جو شرقی جانب لٹکا دی گئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مراور قتل نہیں کیا گیا۔ جب مر گیا تو اس کا سر کاٹ لیا گیا۔

امیر حج ابو بکر ہارون بن محمد:

اس سال ابو بکر ہارون بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۹ھ کے واقعات

ابن ابی فوارس قرامطی پر عتاب:

کونے کے دیہات میں قرامطہ پھیل گئے۔ ان کی جانب احمد بن محمد الطائی کے غلام شہل کو روہ کیا گیا اور اسے ان کی تلاش کا حکم دیا گیا اس نے جس پر قابو پایا اسے گرفتار کر کے باب خلافت روانہ کر دیا۔ ان کے ایک رئیس پر قابو پایا گیا جس کا عرف ابن ابی فوارس تھا اسے بھی ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ المعتضد نے اسے ۲۲/ محرم کو بلایا تو اس نے بدزبانی کی حسب حکم اس کی ڈاڑھیں اکھاڑ دی گئیں۔ اس کے ایک ہاتھ کو صبح کے وقت مد (وزنی ہاٹ) سے بیکار کر دیا گیا اور دوسرے میں پتھر لٹکا دیا گیا۔ اسی حال میں نصف النہار سے مغرب تک چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے روز اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیے گئے اور گردن مار کر شرقی جانب لٹکا دیا گیا۔ چند روز بعد اس کی لاش الیاسریہ روانہ کر دی گئی۔ وہاں قرامطہ کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔

۲/ ربیع الاول کو باب الشماہیہ میں جن لوگوں کے مکان و دکان تھی انہیں اپنے مکان و دکان سے نکال دیا گیا کہ اپنے غلے کے برتن لے لو اور نکل جاؤ۔ اس لیے کہ المعتضد نے یہ سوچا تھا کہ وہاں پر وہ اپنے لیے ایک محل تعمیر کر کے سکونت اختیار کرے۔ شہر پناہ کی دیوار کے مقام پر خط لگا دیا گیا۔ اور اس کا بعض حصہ کھود دیا گیا۔ دجلے کے کنارے ایک چبوترہ بنانے کی ابتدا کی گئی جس کی تعمیر کا المعتضد نے حکم دیا تھا کہ منتقل ہو کر محل کی تعمیر سے فراغت ہونے تک وہاں مقیم رہے۔

المعتضد کی وفات:

اسی سال ربیع الآخر شب دوشنبہ کو المعتضد کی وفات ہوئی۔ صبح ہوئی تو یوسف ابن یعقوب اور ابو حازم عبد الحمید بن عبد العزیز اور ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب کو حاضر کیا گیا۔ نماز جنازہ میں القاسم بن عبید اللہ بن سلیمان وزیر اور ابو حازم اور ابو عمر اور گھروالے اور خاص لوگ حاضر ہوئے۔ اس نے یہ وصیت کی تھی کہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان میں دفن کیا جائے۔ وہاں قبر کھودی گئی۔ قصر الحسنی سے رات کے وقت اٹھایا گیا اور وہیں اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اسی سال ۲۳/ ربیع الآخر کو جو ۲۸۹ھ تھا قصر الحسنی میں القاسم بن عبید اللہ بن سلیمان نے دربار کیا۔ اور لوگوں کو اجازت دی گئی۔ سب نے المعتضد کی تعزیت اور المکتفی کی نئی حکومت کی تہنیت کی۔ اس نے کاتبوں اور سرداروں کو المکتفی باللہ کی تجدید بیعت کا حکم دیا۔ سب نے اس کو قبول کیا۔



باب ۷

خلیفہ المکتفی باللہ

بیعت خلافت:

المعتضد کی وفات ہو گئی تو القاسم بن عبید اللہ نے المکتفی کو اس حادثے کے عریضے لکھے اور اسی وقت روانہ کر دیے۔ المکتفی الرقہ میں مقیم تھا۔ یہ خبر پہنچی تو اسی روز اپنے کاتب الحسین بن عمرو النصرانی کو جو لوگ اس کے لشکر میں تھے ان سے بیعت لینے اور ان کے لیے عطا مقرر کرنے کا حکم دیا۔ الحسین نے یہی کیا۔ وہ الرقہ سے روانہ ہو کر بغداد کی جانب نکلا۔ دیار ربیعہ و دیار مضر اور مغرب کے علاقوں میں ایسے شخص کو روانہ کیا کہ جو انہیں قابو میں رکھے۔ ۸/ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو المکتفی قصر الحسنی میں داخل ہوا۔ ان قید خانوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جو اس کے باپ نے اہل جراثیم کے لیے تیار کیے تھے۔ اسی روز المکتفی نے اپنی زبان سے القاسم کی ابن عبید اللہ کے لیے کنیت مقرر کی اور اسے خلعت دیا۔ اسی روز کینہ عمرو بن الیث مرا اور دوسرے روز قصر الحسنی کے قریب دفن کیا گیا۔

عمرو بن الیث کے قتل کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ المعتضد نے اپنی موت کے قریب کہہ بولنے سے قاصر ہو گیا تھا، صافی الحرمی کو اشارے سے عمرو بن الیث کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنی گردن اور آنکھوں پر رکھ کر الاغور (کانے عمرو بن الیث) کا ذبح مراد لیا تھا۔ مگر صافی نے المعتضد کا حال معلوم ہونے اور اس کی وفات کی نزدیکی کی وجہ سے یہ نہیں کیا اور اس نے عمرو کے قتل کو ناپسند کیا۔

عمرو بن الیث کا قتل:

المکتفی بغداد میں داخل ہوا تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ القاسم بن عبید اللہ سے عمرو کے متعلق دریافت کیا کہ آیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں، مکتفی اس کی زندگی سے مسرور ہوا اور بیان کیا کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کرے، عمرو اپنے زمانہ قیام رے میں المکتفی کو ہدیہ بھیجا کرتا تھا اور بکثرت بکریاں بھیجتا تھا۔ اس نے اس کے بدلے کا ارادہ کیا۔ مذکور ہے کہ القاسم بن عبید اللہ نے اس کو ناپسند کیا۔ مخفی طور پر کسی کو عمرو کے پاس بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن ہارون کا رے پر قبضہ:

اسی سال ۲۶/ رجب کو یہ خبر آئی کہ اہل الرے کی ایک جماعت نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت کی جس کو اسماعیل بن احمد حاکم خراسان نے محمد بن زید العلوی کے قتل کے بعد طبرستان پر عامل بنایا تھا۔ محمد بن ہارون معزول کر دیا گیا۔ اہل رے نے اس سے درخواست کی کہ یہاں آئے۔ اس لیے کہ اوکرمش ترک نے جو ان پر والی بنایا تھا بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کی تھی۔ اس نے جنگ کی پھر محمد بن ہارون نے شکست دی۔ اسے اس کے دو بیٹوں کو اور شاہی سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام ابرون تھا برادر کیفغ تھا قتل کر دیا محمد بن ہارون الرے میں داخل ہو کے اس پر غالب آ گیا۔

اسی سال رجب میں بغداد میں زلزلہ آیا اور یہ زلزلہ بہت دنوں تک رہا۔

اسی سال المعتمد کے غلام بدر کا قتل ہوا۔

القاسم اور بدر میں مخاصمت:

سبب یہ ہوا کہ القاسم بن عبید اللہ نے المعتمد کے بعد خلافت کو المعتمد کی اولاد کے علاوہ کسی اور کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا تھا اس معاملے میں بدر سے گفتگو کی تھی، مگر بدر نے انکار کیا کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ کہ خلافت اپنے اس آقا کی اولاد سے پھیر دوں جو میرا ولی نعمت ہے۔ جب القاسم نے یہ دیکھا اور جان لیا کہ اسے بدر کی مخالفت کا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ بدر المعتمد کے لشکر کا افسر معاملات پر غالب تھا۔ اور جب غلام و خدام تھے سب اس کی اطاعت کرتے تھے۔ قاسم کو بدر سے کینہ ہو گیا۔

بدر سے المکتفی کو نفرت:

المعتمد کی موت کا حادثہ اس وقت پیش آیا کہ بدر فارس میں تھا۔ القاسم نے المکتفی کے لیے خلافت کا انتظام کیا اور اسی وقت اس سے بیعت کر لی جب کہ وہ الرقہ میں تھا۔ المکتفی اور بدر کے درمیان اس کے والد کی حیات ہی میں نفرت تھی۔ القاسم نے جب المکتفی کے باپ کے غلاموں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے ان سے بیعت لے لی تو جو کچھ کیا وہ المکتفی کو لکھ دیا۔ المکتفی بغداد آیا۔ بدر اب تک فارس ہی میں تھا بغداد میں آ گیا تو القاسم نے جو کچھ بدر سے بیان کیا تھا اس سے اپنی جان بچانے کے لیے بدر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی کہ مبادا وہ المکتفی کے پاس آئے اور المعتمد کی زندگی میں جو القاسم کا یہ ارادہ تھا کہ خلافت کو اس کی موت کے بعد اس کی اولاد سے پھیر دے اس کی اسے اطلاع کر دے۔

بدر کے خلاف سازش:

المکتفی نے محمد بن کشجور اور ایک جماعت کے ذریعے سے ان سرداروں کو نامہ پیام روانہ کیے جو بدر کے ساتھ تھے جس میں انہیں اپنے پاس آنے اور بدر سے جدا ہو جانے کا حکم تھا۔ سرداروں کو یہ شق خفیہ طور پر پہنچا دیے گئے۔ الموفق کے خادم یانس کو روانہ کیا گیا اس کے ہمراہ ایک کروڑ درہم بھی تھے کہ ان کو المکتفی کی بیعت کے لیے انعام میں صرف کرے۔ یانس انہیں لے کے نکلا۔ الا ہواز پہنچا تو بدر نے اس کے پاس کسی ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے اس سے مال چھین لیا۔ یانس مدینۃ السلام واپس ہو گیا۔ پھر جب المکتفی کے شقے سرداروں کو پہنچے جو بدر کے ساتھ تھے تو ایک جماعت نے بدر کو چھوڑ دیا اور اس سے پھر کر مدینۃ السلام آ گئے۔ ان میں سے العباس بن عمرو والغوی اور خاقان الممفلح اور محمد بن اسحاق بن کنداج اور خفیف الاذکونی اور کچھ لوگ ان کے علاوہ تھے جب وہ لوگ مدینۃ السلام پہنچ گئے خلیفہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ خلیفہ نے ان میں سے کچھ اوپر میں آدمیوں کو خلعت دیا۔ سرداروں کی ایک جماعت کوئی کس ایک لاکھ درہم اور دوسروں کو اس سے کم انعام دیا۔ بعض کو خلعت دیا اور انعام کچھ نہیں دیا۔

بدر جب واسط کا ارادہ کر کے واپس ہوا۔ المکتفی کو بدر کے واسط آنے کی خبر پہنچی تو اس نے بدر کے مکان پر پہرہ مقرر کر دیا۔ اس کے سرداروں اور غلاموں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ نحریر الکبیر اور عریب الجملی اور منصور بن اخت عیسیٰ النوشری قید کر دیے گئے۔ ان سرداروں کو المکتفی نے اپنے پاس بلایا کہ میں تم پر کسی کو امیر نہیں بناؤں گا جسے کوئی حاجت ہو وزیر سے عرض کرے کیونکہ اسے تمہاری حوائج پوری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ڈھالوں اور جھنڈوں سے بدر کا نام منادینے کا حکم دیا۔ اس پر المعتمد باللہ کا مولیٰ ابو النجم مقرر تھا۔ بدر نے المکتفی کو ایک عریضہ لکھا جسے اس نے زیدان السعیدی کو دیا اور اسے تیز دوڑنے والی سواریوں پر سوار کیا۔

جب یہ عریفہ المکتفی کو پہنچا تو اس نے لے لیا اور زید ان پر پہرہ مقرر کر دیا۔ الحسن بن علی کورہ کو ایک لشکر کے ہمراہ واسط کی طرف روانہ کیا۔ مذکور ہے کہ المکتفی نے اسے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔
بدر کو مکتفی کی پیش کش:

اسی سال ۲۹/ شعبان کو مغرب کے وقت محمد بن یوسف کو ایک پیام کے ساتھ بدر کے پاس روانہ کیا۔ المکتفی نے بدر کے پاس جس وقت وہ فارس سے جدا ہوا تھا ایک پیام بھیجا کہ وہ جس علاقے کی ولایت چاہے منظور ہے خواہ اصہبان ہو یا رے الببال جہاں چاہے مع پیادہ و سواروں کے جن کا وہ چاہے لے جاسکتا ہے اس علاقے کا والی بن کر مع ان لوگوں کے قیام کرے۔ بدر نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اپنے آقا کے دروازے پر جانا ضروری ہے۔ القاسم بن عبید اللہ کو اس کی شکایت کرنے کا موقع مل گیا اس نے المکتفی سے کہا کہ ”امیر المومنین ہم نے اس کے سامنے یہ پیش کیا کہ وہ جس علاقے میں جانا چاہے۔ ہم اس کے سپرد کر دیں مگر اس نے سوائے تیرے دروازے پر آنے کے اور سب سے انکار کر دیا۔“ خلیفہ کو بدر کے کہنے سے ڈرایا اور اس کی جنگ سے دہشت دلائی۔
بدر کے لیے المکتفی کا امان نامہ:

بدر کو یہ خبر پہنچی کہ اس کے مکان پر پہرہ مقرر کر دیا گیا اور اس کے غلاموں اور عزیزوں کو قید کر دیا گیا تو اسے شرکاء یقین ہو گیا۔ اس نے کسی اور کو روانہ کیا جو اس کے بیٹے ہلال کی رہائی کی تدبیر کرے۔ القاسم بن عبید اللہ کو اطلاع ہوئی تو اس کی حفاظت کا حکم دیا۔ ابو حازم قاضی شریقہ کو بلایا اسے بدر کے پاس جانے اس سے ملنے اس کا دل خوش کرنے اس کو اور اس کی جان و مال و اولاد کو امیر المومنین کی جانب سے امان دینے کا حکم دیا۔ مذکور ہے کہ ابو حازم نے اس سے کہا کہ مجھے اس بات کی امیر المومنین سے سننے کی ضرورت ہے کہ بدر کو امیر المومنین کا بالمشافہ پیغام پہنچا دوں۔ اس نے جواب دیا کہ تو واپس جا کہ میں اس معاملے میں تیرے لیے امیر المومنین سے اجازت لے لوں بعد کو ابو عمر محمد بن یوسف کو بلایا اور اسے بھی وہی حکم دیا جیسا ابو حازم کو دیا تھا۔ اس نے فوراً قبول کر لیا۔ القاسم بن عبید اللہ نے المکتفی کی جانب سے ایک امان نامہ ابو عمر کو دیا۔ وہ اسے بدر کے پاس لے گیا۔ جب بدر واسط سے جدا ہوا تو اس کے ساتھی اور اکثر غلام جدا ہو گئے۔ جیسے عیسیٰ النوشری اور اس کا داماد یانس جس نے امن لے لیا تھا احمد بن سمان، نحر الصغیر، یہ لوگ بحالت امان المکتفی کے خیمے میں چلے گئے۔

سرداروں کی گرفتاری:

اسی سال کے رمضان کی دوسری تاریخ ہوئی تو المکتفی بغداد سے اپنے خیمے کی طرف جو نہر دیا لے میں تھا نکلا اور اس کے ہمراہ تمام لشکر بھی نکلا۔ اس نے اسی مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس جماعت کو جو اس کے خیمے میں آگئی تھی جن کے میں نے نام لیے اور سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کو خلعت دیا۔ ایک جماعت پر پہرہ مقرر کر دیا۔ نوکے بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں بیڑیاں پہنے ہوئے نئے قید خانے روانہ کرنے کا حکم دیا۔

بدر کی روانگی بغداد:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو عمر محمد بن یوسف سے واسط کے قریب ملاقات کی اور اسے امان نامہ دے دیا۔ جو کچھ القاسم بن عبید اللہ نے کہا تھا اس کی خبر المکتفی کی جانب سے دی۔ اسی کے ہمراہ بدر کی حواکہ (آگ لگانے والی کشتی) میں سوار ہو گیا۔ وہ اسے شریقی

جانب لے جا رہا تھا غلام جن کے ہاتھ میں چبوتھے مع لشکر کی ایک جماعت کے اور کردوں کی مخلوق کثیر اور الجبل کے باشندے اس کی رفتار کے ساتھ ساتھ دجلے کے کنارے پر چل رہے تھے۔ بدر اور ابو عمر کے درمیان یہ امر قرار پایا کہ بدر مطیع و فرمانبردار بن کے بغداد میں چلے۔ بدر نے دجلے کو عبور کیا اور العمانیہ تک پہنچ گیا۔ اس نے اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہتھیار اتار ڈالیں اور کسی سے جنگ نہ کریں۔ جو امان نامہ ابو عمر اس کے پاس لایا تھا اس کی انہیں خبر دی۔

بدر کا قتل:

اس وقت کہ چل رہا تھا اس کے پاس محمد بن اسحاق بن کنداج ایک کشتی میں آیا۔ ہمراہ غلاموں کی بھی ایک جماعت تھی وہ حراقہ (بدر کی کشتی) میں آ گیا۔ اس نے بدر کی خبر دریافت کی۔ اس نے اس کا دل خوش کرنے کو دل پسند باتیں کیں۔ حالانکہ ان تمام معاملات میں وہی سرگروہ بنا ہوا تھا۔ القاسم بن عبید اللہ نے یہ حکم دے کے اسے روانہ کیا تھا کہ ”جب تو بدر کے ساتھ اکٹھا ہو جائے اس کے ہمراہ کسی مقام تک جائے تو مجھے آگاہ کر دینا“۔ اس نے کسی کو بھیج کر اطلاع دے دی۔ القاسم بن عبید اللہ نے لؤلؤ کو بلایا جو خلیفہ کا غلام تھا اس سے کہا کہ ”میں نے تجھے ایک کام کے لیے مامور کیا ہے“۔ اس نے کہا ”بسر و چشم“۔ کہا ”تو جا ابن کنداج سے بدر کو بچا اور اس کا سر میرے پاس لے آ“۔ وہ ایک نہایت تیز رفتار کشتی میں روانہ ہو کے سب بنی کو ما اور اضطربد کے درمیان بدر اور اس کے ہمراہیوں کے سامنے آ گیا۔ اپنی کشتی سے بدر کی کشتی میں منتقل ہو گیا۔ بدر سے کہا کھڑا ہو۔ اس نے کہا کیا خبر ہے؟ کہا تیرے لیے کوئی خوف نہیں ہے۔ پھر اسے وہ اپنی کشتی میں لے کے جزیرہ الصافیہ تک لے گیا۔ جزیرے میں نکالا خود بھی نکلا تلوار مانگی اسے نیام سے باہر کر لیا۔ جب بدر کو قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے درخواست کی کہ ”اتنی مہلت دے دے کہ دو رکعت نماز ادا کر لے“۔ یہ مہلت مل گئی۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اس کے پاس آ گیا تو اس نے اس کی گردن مار دی۔ یہ واقعہ ۶/ رمضان یوم جمعہ کو زوال سے پہلے ہوا۔

بدر کی املاک کی ضبطی:

بدر کا سر لے کے اپنی تیز رفتار کشتی (طیار) میں سوار ہو کے المکتفی کی چھاؤنی میں آیا جو نہر دیا لے میں تھی۔ بدر کا سر ہمراہ تھا۔ لاش وہی چھوڑ دی گئی جو وہیں پڑی رہی۔ اس کے اعزہ نے کسی کو بھیجا جس نے خفیہ طور پر لاش اٹھائی اور ایک صندوق میں رکھ لی۔ حج کا زمانہ آیا تو چھپا کے لے روانہ کر دی۔ کہا گیا ہے کہ بدر کی لاش مکے ہی میں مدفون ہوئی۔ یہی اس نے وصیت بھی کی تھی۔ اپنے قتل سے قبل تمام غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ قتل کے بعد حکومت نے بدر کی جاگیر اور جائیداد اور مکانات اور اس کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ قتل کی خبر المکتفی کو اسی سال ۷/ رمضان کو پہنچی تو اس نے واپسی کے لیے مدینہ السلام کی طرف کوچ کیا۔ جو لشکر ہمراہ تھا وہ بھی چلا۔ بدر کا سر اس کے پاس چھاؤنی سے کوچ کرنے سے پہلے پہنچا دیا گیا۔ اس نے حکم دیا تو صاف کیا گیا اور خزانے میں رکھ دیا گیا۔ ابو عمر قاضی اپنی شتاب کاری سے ملول و غلبین ہو کر دو شنبے کو اپنے مکان واپس آیا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں چرچے کیے کہ وہی بدر کے قتل کا سبب ہوا۔

بدر کے قتل پر مرثیہ:

اس باب میں متعدد نظمیں ہوئیں جو کچھ کہا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

”مدینۃ المصوّر کے قاضی سے کہہ دے کہ کس دلیل سے تو نے امیر کے سر لینے کو حلال کر دیا۔ تیری وہ قسمیں کہاں گئیں“

جن پر خدا گواہ ہے کہ وہ ایک بدکار کی قسم تھی۔

تیرے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے جدا نہ ہوتے تھے جب تک تو نے تخت کے بادشاہ کو نہیں دیکھا تھا۔

اے بے حیا اور اے سب سے زیادہ جھوٹے اور اے جھوٹی شہادت دینے والے۔

یہ قاضیوں کا فعل نہیں ہے، اس جسارت کو کون اچھا سمجھے گا۔

تو نے بہترین ماہ کے روشن جمعے میں کس فعل کا ارتکاب کیا۔

جس کو تو نے رمضان میں قتل کیا وہ تو سجدہ مغفرت کر کے روزے کی حالت میں چلا گیا۔

اے یوسف بن یعقوب کی اولاد اہل بغداد تم سے دھوکے میں رہے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے گروہ کو ہلاک کرے اور مجھے اس وزیر کی زندگی ہی میں تمہاری ذلت دکھا دے۔

تاکہ وہ منکر نکیر کے بعد حاکم عادل کے روبرو جواب دینے کے لیے تیار کیا جائے۔

تم سب کے سب ابو حازم پر قربان ہو جو تمام امور میں درست ہے۔“

زیدان السعیدی اور مصاحمین بدر کی گرفتاری:

۷/ رمضان کو زیدان السعیدی جو بدر کی جانب سے قاصد بنا کے المکتفی کے پاس بھیجا گیا تھا مع بدر کے ان نو سرداروں کے

جن کے بیڑیاں ڈالی گئی تھیں اور ان سات مصاحبوں کے جو ان کے بعد اس کشتی میں گرفتار کیے گئے تھے جس میں پردہ تھا اور وہ مقید

کر کے بصرے روانہ کر دیے گئے، وہاں کے قید خانے میں بند کر دیے گئے۔

مذکور ہے کہ نو جو بدر کے قتل پر مقرر کیا گیا جو محمد بن ہارون کا وہی غلام تھا جو محمد بن زید کو طبرستان میں اور اگر تمش کورے میں

قتل کر کے محمد بن ہارون کے غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ بحالت امان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا تھا۔

عبدالواحد بن ابی احمد کا قتل:

اسی سال ۱۶/ رمضان شب دوشنبہ کو عبدالواحد بن ابی احمد الموفق جیسا کہ بیان کیا گیا قتل کر دیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ جب وہ

گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں نے ہمراہ ایک دایہ کو مونس کے گھر پر بھیج دیا تھا، مگر اسے اور دایہ کو جدا کر دیا گیا۔ وہ دو تین دن رہی پھر

اپنی بیوی کے مکان پر واپس کر دی گئی۔ عبدالواحد کی والدہ نے جب اس کا حال دریافت کیا تو کہہ دیا گیا کہ وہ المکتفی کے مکان میں

محریت ہے وہ اس کی زندگی کی امیدوار رہی۔ جب المکتفی مر گیا تو مایوس ہو گئی اور اس کا ماتم کیا۔

ابن جستان کی شکست:

اسی سال کے ۲۱/ شعبان کو اسماعیل بن احمد حاکم خراسان کی جانب سے اس جنگ کی خبر کے متعلق خلافت میں عرضداشت

پہنچی جو طبرستان میں اس کے ساتھیوں اور ابن جستان الدیلمی کے درمیان ہوئی تھی کہ اس کے ساتھیوں نے ابن جستان کو شکست دی

یہ عریضہ بغداد کی دونوں جامع مسجدوں میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اسحاق الفرغانی اور ابوالاغر کی جنگ:

بدر قتل کر دیا گیا تو ایک شخص جس کا نام اسحاق الفرغانی تھا بدر کے ساتھیوں میں سے تھا۔ وہ ایک جماعت کے ہمراہ حکومت کی

مخالفت پر آمادہ ہو کے البادیہ کے نواح میں چلا آیا۔ وہاں ابوالاغر سے جنگ ہوئی جس میں ابوالاغر نے شکست کھائی اور اس کے ساتھیوں اور سرداروں کی ایک جماعت قتل ہوئی۔ مونس خازن کو بہت بڑی جماعت کے ہمراہ اسحاق الفرغانی کی جنگ کے لیے کوفے روانہ کیا گیا۔ ختم ذی القعدہ پر خاقان المفلح کو خلعت دیا گیا اور اسے الرے کی معونت کا والی بتایا گیا۔ پانچ ہزار آدمی اس کے ماتحت کیے گئے۔

زکرویہ کا خروج:

اسی سال شام میں ایک شخص ظاہر ہوا جس نے اعراب کی بہت بڑی جماعت جمع کر لی۔ انھیں دمشق میں لایا۔ جہاں ہارون بن خمارویہ بن احمد بن طولون کی جانب سے طنج بن جف مامور تھا۔ یہ اس سال کے آخر میں ہوا۔ اس کے اور طنج کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں جس میں کہا جاتا ہے کہ مخلوق کثیر قتل ہوئی۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ زکرویہ بن مہرویہ ہی قرامطہ کا باعث تھا۔ جب المعتضد کی جانب سے کوفے کے دیہات میں جو قرامطہ تھے ان کی جانب پے در پے لشکروں کے روانگی ہونے لگی۔ ان کی تلاش میں اصرار اور قتل کی گرم بازاری ہوئی تو زکرویہ نے دیکھا کہ کوفے کے دیہات میں نہ (قرامطہ) کوئی مدافعت کرنے والا ہے اور نہ کوئی اطمینان کی صورت ہے۔ اس نے کوفے کے قریب اسد و طے، تمیم وغیرہم قبائل عرب کے درغلانے کی کوشش کی اور انہیں اپنی دعوت دی۔ یہ یقین دلایا کہ دیہات میں جو قرامطہ ہیں سب شریک ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ عرب اسے مان لیں، مگر ان لوگوں نے نہیں مانا۔ قبیلہ کلب کی ایک جماعت تھی جو السماوہ کے خشکی کے راستے کی حفاظت کرتی تھی۔ جو کوفے و دمشق کے درمیان تدمر وغیرہما کی سڑک پر تھا۔ قاصدوں کو اور تجار کے مال کو اپنے اونٹوں پر لاد کر کرتی تھی۔ زکرویہ نے اپنی اولاد کو ان کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے بیعت کر لی اور ان میں شامل ہو گئے۔ علی ابن ابی طالب اور محمد بن اسماعیل بن جعفر سے اپنے آپ کو منسوب کر لیا۔ بیان یہ کیا کہ انھیں حکومت کی جانب سے خوف ہے اور وہ ان کی پناہ لیں گے۔ کلبیوں نے اس کو قبول کر لیا قرامطہ کی دعوت دینے کی کوشش بھی کی مگر اس کو کسی نے قبول نہ کیا۔ البتہ بنی العلیس بن ضمضم بن عدی ابن جناب کہ قبیلہ کلب ہی کے ایک جزو تھے مع اپنے موالی کے ساتھ ہو گئے۔

ابن زکرویہ کی بیعت:

اواخر ۲۸۹ھ کے السماوہ کے علاقے میں ابن زکرویہ سے بیعت کر لی جس کا نام یحییٰ اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ ان لوگوں نے اس مکر کی وجہ سے جس کا جال ان میں پھیلایا تھا۔ اسے شیخ کا لقب دیا تھا، اس نے بھی اپنے آپ کو یہی لقب دیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ وہ ابو عبد اللہ ابن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی ابن ابی طالب ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن اسماعیل کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ جس کا نام عبد اللہ ہو۔ یقین دلایا کہ اس کا باپ عرف ابو محمود اس کا سبب ہے دیہات اور مشرق و مغرب میں اس کے ایک لاکھ چشتے ہیں۔ وہ جس اونٹنی پر سوار ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔ جب لوگ اس کے پیچھے چلیں گے تو کامیاب ہوں گے۔

دام تزویر:

غیب کی باتیں کہیں ان کے سامنے اپنا ایک ناقص بازو ظاہر کیا کہ وہ ایک نشان ہے۔ بنی الاصفغ کی ایک جماعت اس کی طرف

ناکل ہو گئی۔ اس کے ساتھ خلوص ظاہر کیا۔ ان کا نام فاطمین رکھا گیا اور اس کا دین اختیار کر لیا۔ المعتضد باللہ کے مولیٰ سبک الدیلمی نے دیا ر مصر کی فرات کے غربی جانب الرصافہ کے علاقے میں ان کا قصد کیا۔ انہوں نے دھوکے سے اس کو قتل کر دیا، الرصافہ کی مسجد کو جلا دیا۔ دیہات میں جہاں گزرتے تھے تعرض کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ شام کے علاقے تک پہنچ گئے جو ہارون بن خمارویہ کی جاگیر میں تھا اور اس نے اس کا انتظام طنج بن جف کے سپرد کر دیا تھا۔ وہاں گئے جو ہارون بن خمارویہ کی جاگیر میں تھا اور اس نے اس کا انتظام طنج بن جف کے سپرد کر دیا تھا۔ وہاں اس نے قیام کیا طنج کے ہر لشکر کو جس نے مقابلہ کیا شکست دی۔ اسے اسی کے شہر دمشق میں محصور کر دیا۔

ابن زکرویہ کا قتل:

مصریوں نے ابن طولون کے غلام بدر الکبیر کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جو اس کی جنگ کے لیے طنج کے ساتھ ہو گیا، اس نے دمشق کے قریب ان پر حملہ کیا۔ اللہ نے اپنے دشمن یحییٰ بن زکرویہ کو قتل کر دیا۔

قتل کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ کسی بربری نے اسے چھوٹے نیزے سے مارا اور کسی آگ لگانے والے نے تعاقب کر کے اس پر آتش پکڑا ری چلائی۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ لڑائی زوروں پر تھی جنگ مصریوں تک پہنچ گئی تو لوگ ہٹ گئے۔

حسین بن زکرویہ:

بنی علیہ ان کے موالی اور بنی الاصح نے اتفاق کر کے ”شیخ“ کے بھائی ”حسین بن زکرویہ کو اپنا سر ہنگ بنایا۔ اس نے انہیں یقین دلایا کہ وہ احمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے۔ اس کی عمر کچھ اوپر بیس سال کی تھی۔ الشیخ نے پہلے ہی بنی اعلیٰ کے موالی کو روانہ کر دیا تھا، انہوں نے ایک جماعت کو قتل کر دیا، اور انہیں ذلیل سمجھا۔ الحسین بن زکرویہ سے جس کا نام احمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر رکھا گیا تھا۔ اس کے بھائی کے بعد بیعت کر لی۔ اس نے اپنے چہرے میں ایک خال ظاہر کیا۔ جس کو بیان کیا کہ یہ نشان ہے اور اس پر اس کے چچا کا بیٹا عیسیٰ بن مہرویہ جس کا نام عبد اللہ ہے آ گیا ہے۔ یقین دلایا کہ وہ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے۔ اس نے اسے المدثر کا لقب دیا اور اس سے عہد کیا۔ بیان کیا کہ جس سورت میں المدثر کا ذکر ہے اس کے یہی معنی ہیں۔ اور اس نے اپنے عزیزوں میں سے ایک لڑکے کا لقب المطلق رکھا۔ مسلمان قیدیوں کا قتل اس کے سپرد کیا۔ وہ مصریوں پر اور حمص اور شام کے لشکر پر غالب آ گیا۔ ان مقامات کے منبروں پر اس کا نام امیر المومنین لیا جاتا تھا۔ یہ تمام واقعات ۲۸۹ھ میں اور ۲۹۰ھ میں ہوئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال نویں ذی الحجہ کو بغداد میں لوگوں نے گرمی کے لباس میں عصر کی نماز پڑھی۔ عصر کے وقت شمالی آندھی آئی جس سے اس قدر سردی ہو گئی۔ کہ لوگوں کو سردی کی شدت کی وجہ سے آگ کی اور آگ سے تانپنے کی اور روٹی دار کپڑوں اور جوبوں کے پہننے کی حاجت ہوئی سردی بڑھتی رہی یہاں تک کہ پانی جم گیا۔

اسی سال رے میں اسماعیل بن احمد اور محمد بن ہارون کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابن ہارون اس وقت تقریباً آٹھ ہزار کے ساتھ تھا۔ محمد بن ہارون بھاگا اور اس کے ساتھی آگے چلے گئے تقریباً ایک ہزار اس کے پیچھے ہو گئے۔ اور الدیلم کی طرف چلے گئے۔

وہاں وہ پناہ گزین ہو کر داخل ہو گیا۔ اسماعیل بن احمد رے میں آ گیا جو لوگ بھاگے تھے ان میں سے تقریباً ایک ہزار آدمی جیسا کہ بیان کیا گیا حکام کے دروازے پر چلے گئے۔

اسی سال ۴/ جمادی الآخرہ کو جزیرے کی سرحدوں پر گرمائی جہاد کے لیے القاسم بن سیماء کو مقرر کیا گیا اور اسے بیس لاکھ دینار کا اختیار دیا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک البہاشی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۰ھ کے واقعات

۲/ محرم کو المکتفی نے اسماعیل بن احمد کے پاس خلعت اور ولایت رے کا فرمان ایک قاصد کے ساتھ بھیجا اور عبد اللہ بن الفتح کے ہمراہ تحفے روانہ کیے۔

قراмпہ پر ابوالاغر کی فوج کشی:

اسی سال ۲۵/ محرم کو بیان کیا گیا ہے کہ الرقہ سے علی بن عیسیٰ کا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ ابن زکریا قرمطی عرف شیخ ایک بڑے مجمع کے ساتھ الرقہ میں آیا۔ سپاہ خلافت کی ایک جماعت نکلی جن کا رئیس المکتفی کا غلام سبک تھا۔ اس پر انہوں نے حملہ کیا۔ سبک مارا گیا، سپاہی بھاگ گئے۔ ۶/ ربیع الآخرہ کو یہ خبر آئی کہ طغ بن جھف نے دمشق سے قرمطی کے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجا جن کا سرخیل ”بشیر“ نامی ایک غلام تھا، قرمطی نے ان سے جنگ کی، لشکر کو شکست دی اور بشیر کو قتل کر دیا۔

۷/ ربیع الآخرہ کو ابوالاغر کو خلعت دے کے شام کے نواح میں قرمطی کی جنگ کے لیے روانہ کیا گیا۔ وہ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ حلب گیا۔

۱۹/ ربیع الآخرہ کو ابوالعشائر احمد بن نصر کو خلعت دیا گیا۔ اور اسے طرسوس کا والی بنایا گیا اور مظفر بن حاج کو اہل سرحد کی شکایت کی وجہ سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔

قراмпہ کے متعلق تجار دمشق کی اطلاع:

اسی سال کے نصف میں جمادی الاولیٰ کو دمشق سے سوداگروں کے خطوط بغداد آئے جن پر ۲۳/ ربیع الآخرہ کی تاریخ تھی۔ خبر دی تھی کہ شیخ قرمطی نے طغ بن جھف کو کئی مرتبہ شکست دی۔ سوائے چند کے اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ وہ قلیل جماعت کے ساتھ رہ گیا اور نکلنے سے باز آ گیا۔ صرف عام لوگ جمع ہو جاتے ہیں پھر قتال کے لیے نکلتے ہیں۔ اور وہ بھی ہلاکت کے قریب ہیں۔ اسی روز بغداد کے تاجروں کی ایک جماعت جمع ہوئی۔ یوسف بن یعقوب کے پاس گئے اور خطوط سنائے اس سے وزیر کے پاس جانے کی درخواست کی کہ اہل دمشق کے حال کی خبر دے۔ اس نے وعدہ کیا۔

عمال کا عزل و نصب:

۲۳/ جمادی الاولیٰ کو ابوحازم اور یوسف اور اس کا بیٹا محمد ایوان حکومت میں حاضر کیے گئے۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن الیث کا

ساتھی بھی حاضر کیا گیا اسے فارس کے مال کا ٹھیکہ دار بنایا گیا مکتفی نے طاہر کو اعمال فارس کا عہدہ دیا۔ اس کے ساتھی کو خلعت دیا خلعت مع فرمان تقرر اس کے پاس روانہ کر دیے گئے۔

ابوسعید خوارزمی کا فرار:

جمادی الاولیٰ میں مدینہ السلام سے امن لینے والا سردار جس کا عرف ابوسعید الخواری تھا بھاگ گیا۔ اس نے موصل کا راستہ اختیار کیا تو عبداللہ عرف غلام نون کو جس کے سپرد مکریت کے معاون اور اس کے متصل علاقے کے اعمال سامرا اور موصل کی حد تک تھے اس کے روکنے اور گرفتار کرنے کے لیے لکھا گیا۔ انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ عبداللہ نے اسے روک لیا ہے۔ ابوسعید نے اسے دھوکہ دیا یہاں تک کہ دونوں بغیر جنگ کے جمع ہو گئے۔ ابوسعید نے اس پر ناگہانی حملہ کر کے قتل کر دیا۔

ابوسعید شہر زور کی طرف چلا گیا۔ وہ اور ابن ابی ربیع الکردی جمع ہوئے۔ اس نے اسے داماد بنا لیا۔ دونوں کے دونوں حکومت کی نافرمانی پر متفق ہو گئے۔ ابوسعید اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ جو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تھے سب منتشر ہو گئے۔

۱۰/ جمادی الآخرہ کو ابو العشاء اپنے طرسوس کے عمل پر روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ جہاد کے لیے رضا کار مجاہدین کی ایک جماعت بھی تھی اور مکتفی کی جانب سے ملک روم کے لیے ہدایا بھی تھے۔

مکتفی کی روانگی سامرا:

۲۰/ جمادی الآخرہ کو مصر کے بعد مکتفی سامرا کے قصد سے وہاں منتقل ہونے کے لیے عمارت بنانے کے ارادے سے نکلا۔
۲۵/ جمادی الآخرہ یوم پنج شنبہ کو داخل ہوا۔ ان خیموں کی طرف لوٹا جو اس کے لیے الجوسق (محل) میں لگائے گئے تھے۔
القاسم بن عبید اللہ کو اور تعمیر کا تخمینہ کرنے والوں کو بلایا۔ ان لوگوں نے تعمیر کا اور اس پر خرچ کرنے کے لیے جتنے مال کی ضرورت ہو گی۔ سب کا اندازہ کیا۔ موازنہ کثیر اور مدت تکمیل تعمیر طویل دکھائی۔ القاسم اس بارے میں خلیفہ کی رائے کو بدلنے اور خرچ کو بہت گراں بتانے لگا۔ تمام مصارف اندازے سے باہر نکلے لہذا اس ارادے سے باز رکھا۔ اس نے ناشتہ کیا اور سو گیا۔ جب اپنی نیند سے اٹھا تو سوار ہو کر ساحل کی طرف گیا، ایک بادبان میں سوار ہوا اور القاسم بن عبید اللہ کو بھی کشتی میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بہت سے لوگوں نے جب اوروں کو لوٹتا ہوا پایا تو وہ سامرا پہنچنے سے پہلے ہی راستے سے لوٹ گئے۔
ابن عبید اللہ کے فرزندوں کے لیے اعزاز و خلعت:

۷/ رجب کو القاسم بن عبید اللہ کے لڑکوں کو خلعت دیا گیا، بڑے کو شہزادوں اور بیگموں کی جاگیر و تنخواہ کا والی بنایا گیا۔ چھوٹے کو ابو احمد بن مکتفی کے کاتبوں کا میر منشی بنایا گیا۔ یہ اعمال الحسین بن عمرو النصرانی کے سپرد تھے جو ان دونوں سے معزول کر دیا گیا۔
القاسم بن عبید اللہ نے الحسین بن عمرو پر تہمت لگائی تھی کہ اس نے مکتفی سے اس کی چغلی کھائی ہے۔ الحسین بن عمرو نے مکتفی کے سامنے القاسم بن عبید اللہ سے صفائی کر لی تھی۔ مگر القاسم اس کے خلاف تدبیر کرتا رہا اور مکتفی کے دل کو اس سے بیزار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جو چاہا کیا۔

قتل ابن زکریا:

۱۶/ شعبان یوم جمعہ کو مدینہ السلام کی دونوں جامع مسجدوں میں یحییٰ بن زکریا یہ المقلب بالشیخ کے قتل کے متعلق دو خط پڑھ

کر سنائے گئے۔ مصریوں نے باب دمشق پر اس کو قتل کر دیا۔ یہ جنگ اس کے اور اہل دمشق اور ان کے مصری مددگاروں میں برابر ہوتی رہی۔ اس نے قرمطی لشکروں کو شکست دے دی۔ ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ یحییٰ بن زکریہ ایک کجاوہ دار اونٹ پر سوار ہوتا تھا۔ ڈھیلے کپڑے پہنتا تھا، بدوی طریقے کا عمامہ باندھتا تھا، اور ناک پر کپڑا باندھ رہتا تھا۔ اپنے ظاہر ہونے سے قتل ہونے تک کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا۔ ساتھیوں کو یہ حکم دیا تھا کہ ”اس وقت تک کسی سے جنگ نہ کریں اگرچہ کوئی اس پر حملہ ہی کر دے، جب تک وہ اپنی جانب سے اپنے اونٹ کو نہ بھیجے“۔ کہا تھا کہ جب تم ایسا کرو گے تو تمہیں شکست نہیں ہوگی۔

مذکور ہے کہ جب وہ ان اطراف میں سے کسی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا تھا جہاں اس سے جنگ کرنے والے ہوتے تھے تو اس طرف والوں کو شکست ہو جاتی تھی۔ اس عمل سے اس نے اعراب کو گمراہ کر دیا تھا۔

الحسین بن زکریہ کی امارت:

جب وہ دن ہوا جس میں یحییٰ بن زکریہ المقلب بالشیخ قتل کیا گیا اور لوگ اس کے بھائی الحسین بن زکریہ کی طرف بھاگے تو اس نے اپنے بھائی الشیخ کو مقتولین میں تلاش کیا، اسے پایا تو چھپایا، الحسین بن زکریہ نے اپنے آپ کو خود ہی مقرر کر لیا، اپنا نام احمد بن عبداللہ رکھ لیا۔ کنیت ابو العباس رکھی۔ بدر کے ساتھیوں کو الشیخ کے قتل کا علم ہوا تو تلاش تلاش کی مگر نہ پائی۔ الحسین ابن زکریہ نے بھی ویسی ہی دعوت دی جیسی اس کے بھائی نے دی تھی۔ اہل بادیہ اور دوسرے لوگوں میں سے اکثر نے اسے مان لیا اور اس کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ وہاں سے نکل کے دمشق کی طرف چلا گیا۔

الحسین بن زکریہ کا حمص پر قبضہ:

مذکور ہے کہ دمشق کے باشندوں نے اس سے خراج پر صلح کر لی جو ادب بھی کر دیا۔ وہاں سے حمص کے اطراف میں جا کر زبردستی قبضہ کر لیا، منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اپنا نام المہدی رکھ لیا۔ شہر حمص گیا تو باشندوں نے اس کی اطاعت کر لی۔ اس کے خوف سے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ وہ داخل ہو گیا۔

الحسین بن زکریہ کا قتل عام:

حماة اور معرة النعمان وغیرہا گیا، باشندوں کو عورتوں کو اور بچوں کو قتل کر ڈالا، بعلبک گیا اور وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا، ان میں سے سوائے چند کے کوئی باقی نہ رہا۔ سلیمہ گیا تو باشندوں نے جنگ کی اور اسے داخل ہونے سے روکا، اس نے صلح کر لی اور انہیں امان دے دی۔ تو دروازہ کھول دیا اور وہ داخل ہو گیا۔ وہاں جو بنی ہاشم تھے انہیں سے ابتدا کی۔ ان کی بڑی جماعت تھی جن سب کو اس نے قتل کر دیا دوسرے درجے پر اہل سلیمہ کو لیا اور ان سب کو قتل کر دیا۔ جانوروں اور کاتبوں کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ وہاں سے اس حالت میں نکلا کہ کوئی آنکھ دیکھنے والی نہ تھی۔ اطراف کے دیہات میں قتل کرتا، قید کرتا، آگ لگاتا اور راستے کو خوف دلاتا چلا گیا۔

ابوالحسن طیب کا ایک زخمی عورت کے متعلق بیان:

باب المحول کے ایک طیب سے جس کا نام ابوالحسن تھا مذکور ہے کہ چہرے کے سیاہ نشان والے قرمطی اور اس کے ساتھیوں کے بغداد میں داخل کیے جانے کے بعد میرے پاس ایک عورت آئی اس نے مجھ سے کہا کہ میرے شانے میں کچھ ہو گیا ہے، اس

کا علاج کرنے میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا زخم۔ میں نے کہا میں تو آنکھ کا معالج ہوں۔ یہاں ایک عورت ہے جو عورتوں کا علاج کرتی ہے اور زخموں کی بھی دوا کرتی ہے۔ تو اس کے آنے کا انتظار کر۔ وہ بیٹھ گئی۔ میں نے اسے درد مند اور بے تاب اور گریاں دیکھا تو اس سے حال دریافت کیا کہ تیرے زخم کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا میرا قصہ طویل ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ سے بیان کر اور سچ سچ بیان کر۔ جو لوگ میرے پاس تھے وہ ہٹ گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بیٹا تھا جو کھو گیا، اس کی جدائی دراز ہو گئی، میرے پاس اپنے چھوٹے بھائیوں کو چھوڑ گیا۔ میں تنگ ہوئی (حاجت مند ہو گئی) اور اس کی مشاق ہوئی۔ وہ الرقہ کے نواح میں گیا تھا، میں موصل میں شہر و نواح میں اور الرقہ کے اطراف میں تمام مقامات پر اسے تلاش کرتی ہوئی، اور اس کو پوچھتی ہوئی نکلی مگر پتا نہ لگا الرقہ سے تلاش میں نکلی تو قرمطی کے لشکر میں گھومنے اور اسے تلاش کرنے لگی۔ یکایک میں نے اسے دیکھا اور لپٹ گئی۔ میں نے کہا میرے بیٹے۔ اس نے کہا میری ماں۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا میرے بھائی کیا ہوئے؟ میں نے کہا بخیریت ہیں۔ اس کے بعد جو تنگی ہمیں لاحق ہوئی تھی اس کی میں نے شکایت کی۔ مجھے وہ اپنے ٹھکانے پر لے گیا میرے سامنے بیٹھ گیا۔ اور حالات دریافت کرنے لگا۔ میں نے اسے خبر دی۔ اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ مجھے یہ بتا کہ تیرا دین کیا ہے؟ میں نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ اس نے کہا بھلا میں تجھے کیسے نہ پہچانوں گا؟ میں نے کہا پھر کیوں میرا دین پوچھتا ہے؟ تو مجھے بھی جانتا ہے اور میرا دین بھی جانتا ہے کہا ہم جس دین میں تھے وہ بالکل باطل ہے دین تو وہ ہے جس میں ہم لوگ اب ہیں۔ مجھے یہ گراں گزرا اور تعجب ہوا۔ جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو نکلا اور چھوڑ گیا۔ گوشت روٹی اور جو میرے لیے مناسب تھا اور کہا اسے پکا، مگر میں نے اسے چھو اتک نہیں۔ اس نے خود ہی پکایا اور اپنے مکان کی درستی کی۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ نکل کر گیا۔ وہ شخص اس سے کہہ رہا تھا کہ یہ جو تیرے پاس آئی ہے کیا اچھا ہوتا اگر کچھ عورتوں کے معاملات کے قابل ہوتی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میرے ہمراہ چل۔

ایک ہاشمی عورت کا واقعہ:

میں روانہ ہوئی تو اس نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا، میں نے دیکھا کہ ایک عورت ہے، دردزہ میں مبتلا ہے۔ میں اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور اس سے باتیں کرنے لگی مگر وہ مجھ سے بات نہ کرتی تھی۔ جو مجھے اس کے پاس لایا تھا۔ اس نے کہا کہ اس سے پیدا کرنا تیرا فرض نہیں، تو اس کی حالت کی اصلاح کر اور گفتگو کو چھوڑ۔ میں ٹھہر گئی۔ یہاں تک کہ اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا حال درست کیا۔ باتیں کیں۔ اس کے ساتھ مہربانی کرنے لگی۔ اور اس سے کہنے لگی کہ اے عورت مجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ تجھ پر میرا حق واجب ہے۔ مجھے اپنے حال سے اور اپنے قصے سے آگاہ کر کہ اس بچے کا والد کون ہے؟ اس نے کہا کہ تو اس لیے اس کے باپ کو دریافت کرتی ہے کہ اس سے کچھ مطالبہ کرے؟ میں نے کہا نہیں، البتہ میں یہ چاہتی ہوں کہ تیرا حال معلوم کروں۔ اس نے بیان کیا کہ ”میں ایک ہاشمی عورت ہوں“۔ سراٹھایا تو میں نے اس کے چہرے کو سب سے زیادہ حسین دیکھا۔ ”یہ قوم ہم لوگوں کے پاس آئی، میرے ماں باپ بھائی شہر سب کو ذبح کر دیا۔ اس کے رئیس نے مجھ کو گرفتار کر لیا، میں پانچ دن اس کے پاس رہی، پھر اس نے مجھے نکال دیا اور اپنے ساتھیوں کے حوالے کر دیا کہ اس کو پاک کر دو، انھوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں روئی۔ اس کے سرداروں میں سے ایک شخص اس کے سامنے تھا۔ اس نے کہا اسے مجھے دے دے، اس نے کہا لے لے۔ اس نے مجھے لے لیا۔ سامنے اس کے

ساتھیوں میں سے تین آدمی کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اپنی تلواریں میان سے باہر کر لیں کہ ہم لوگ اسے تیرے سپرد نہ کریں گے یا تو ہمیں دے دے ورنہ ہم اسے قتل کریں گے انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور شور مچایا ان کے رئیس قرمطی نے انہیں بلایا اور واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے اسے خبر دی اس نے کہا کہ وہ تم چاروں کے لیے ہے۔ انہوں نے مجھے لے لیا۔ میں ان چاروں کے ساتھ مقیم ہوں۔ اور بخدا میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا ان میں سے کس کا ہے۔ شام کے بعد ایک شخص آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اسے مبارک باد دے۔ میں نے اسے بچے کی مبارک باد دی اس نے مجھے ایک چاندی کا سکہ دیا۔ دوسرا اور تیسرا آیا میں نے ان میں سے ہر ایک کو مبارک باد دیتی رہی اور مجھے چاندی کا سکہ دیتا رہا۔ جب پچھلی رات ہوئی تو ایک شخص کے ہمراہ ایک جماعت آئی اس کے آگے آگے شمع تھی ریشمی کپڑے پہنے تھا جن میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ مجھ سے کہا اسے مبارک باد دے۔ میں انھی اور کہا خدا تیرا چہرہ روشن کرے سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے یہ بیٹا عطا کیا۔ میں نے اسے دعا دی تو اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں ایک ہزار درہم تھے۔ وہ شخص کوٹھری میں سو گیا۔

ضعیفہ کی قرمطی سردار سے درخواست :

میں اس عورت کے ساتھ ایک کوٹھری میں سو گئی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے عورت سے کہا اے عورت تجھ پر میرا حق واجب ہے لہذا میرے معاملے میں اللہ اللہ کر کے مجھے چھڑا دے اس نے کہا تجھے کس سے چھڑا دوں؟ میں نے اسے اپنے بیٹے کا حال بتایا کہ میں تو اس کے شوق میں تھی اور اس نے مجھ سے یہ باتیں کیں اس کی کوئی چیز میرے قبضے میں نہیں ہے میری کمزور بیٹیاں ہیں جنہیں میں برے حال میں اپنے پیچھے چھوڑ آئی ہوں تو مجھے یہاں سے چھڑا دے اپنی بیٹیوں تک پہنچ جاؤں۔ اس نے کہا اس آدمی کو پکڑ جو اس جماعت کے آخر میں آیا تھا اور اس سے اس کی درخواست کر تو وہ تجھے چھڑا دے گا۔ دن بھر ٹھیری رہی یہاں تک کہ شام ہو گئی جب وہ واپس آیا تو میں اس کے آگے گئی ہاتھ اور پاؤں چوما اور کہا اے میرے سردار میرا حق تجھ پر واجب ہے۔ اللہ نے مجھے تیرے ہاتھ سے جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے بے نیاز کر دیا ہے میری کمزور اور محتاج لڑکیاں ہیں اگر تو مجھے جانے کی اجازت دے دے گا تو میں تیرے پاس اپنی لڑکیوں کو بھی لے آؤں گی کہ وہ تیری خدمت کریں اور تیرے سامنے رہیں۔ اس نے کہا تو (ایسا) کرے گی؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو بلایا اور کہا اس کے ساتھ جاؤ یہاں تک کہ اسے فلاں فلاں مقام پر پہنچا دو۔ پھر اسے چھوڑ کے واپس آ جاؤ۔

ضعیفہ کے زخمی ہونے کا بیان :

انہوں نے مجھے ایک گھوڑے پر سوار کیا اور لے چلے۔ ہم جا رہے تھے کہ یکا یک میں نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ مہینز مارتا چلا آتا ہے۔ حالانکہ ہم لوگ جیسا کہ مجھے میرے ساتھ والی جماعت نے خبر دی۔ دس فرسخ چلے تھے کہ مجھ سے مل گیا اور کہا کہ اوبد کار تیرا یہ خیال ہے کہ تو جائے گی اور اپنی لڑکیوں کو لائے گی۔ اپنی تلوار میان سے باہر نکالی کہ مجھے مارے مگر اس جماعت نے روک لیا پھر بھی تلوار کی نوک میرے شانے میں اتر گئی۔ اس جماعت نے بھی اپنی تلواریں سونت لیں وہ میرے پاس سے ہٹ گیا۔ وہ مجھے لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اس مقام تک پہنچا دیا جو ان کے سردار نے نامزد کیا تھا وہاں تک پہنچا کہ مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ اب میں یہاں آئی ہوں اور اپنے زخم کے علاج کے لیے پھری ہوں تو مجھ سے اسی مقام کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے میں یہاں آئی

ہوں۔ یہ بھی کہا کہ جب امیر المومنین کے پاس قرمطی کو اور اس کے قیدی ساتھیوں کو لایا گیا تو میں نکلی کہ انہیں دیکھوں۔ میں نے اپنے بیٹے کو ایک اونٹ پر لمبی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے حالانکہ وہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا تیرے لیے آسانی نہ کرے اور نہ تجھے رہائی دے۔ حبیب نے کہا کہ جب علاج کرنے والی عورت آئی تو میں اس عورت کے ساتھ اس کی طرف جانے کو اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے لیے اسے نصیحت کی اس نے اس زخم کا علاج کیا۔ اور ایک مرہم دیا۔ میں نے علاج کرنے والی عورت سے اس عورت کے واپس ہونے کے بعد دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا اور اس سے کہا کہ سانس لے اس نے سانس لی تو میرے ہاتھ کے نیچے زخم سے ہوائنکی میں نہیں سمجھتی کہ وہ اس سے اچھی ہو جائے گی۔ وہ چلی گئی پھر ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آئی۔

الحسین بن عمرو النصرانی کا بغداد سے اخراج:

اسی سال ۱۹/ شوال کو القاسم بن عبید اللہ نے الحسین بن عمرو النصرانی کو گرفتار کیا اور اسے قید کر دیا۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ اس کے معاملے میں برابر المکتفی سے چغلی کھاتا رہا اور اس کی برائی کرتا رہا، یہاں تک کہ گرفتاری کی اجازت لے لی۔ جس وقت الحسین گرفتار کیا گیا تو الحسین بن عمرو النصرانی کا کاتب الشیرازی بھاگ گیا۔ اسے تلاش کیا گیا، اس کے پڑوسیوں کے مکان بند کر دیے گئے اور یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص اسے پائے گا اسے اتنا انعام ملے گا مگر وہ نہیں ملا۔ اسی ماہ کی ۲۳/ کو الحسین بن عمرو کو اس شرط پر اس کے گھر واپس کیا گیا کہ وہ بغداد سے نکل جائے اس مجمعے کے بعد کہ جس میں الحسین بن عمرو النصرانی نکلا اور بطور جلاء وطنی علاقہ واسط کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا کاتب الشیرازی ۳/ ذی القعدہ کو مل گیا۔

اہل مصر کی قرامطیوں کے خلاف شکایت:

اسی سال ۲/ رمضان کو المکتفی نے لشکر کو تنخواہیں دینے اور علاقہ شام میں قرمطی کی جنگ کے لیے روانگی کی تیاری کا حکم دیا، ایک ہی دفعہ میں لشکر کے لیے ایک لاکھ دینار نکالے گئے۔ یہ اس لیے ہوا کہ اہل مصر نے المکتفی کو لکھ کر ابن زکریا کو یہ عرف صاحب الشیامہ سے جو انہوں نے مقابلہ کیا تھا اس کی شکایت کی کہ اس نے شہروں کو ویران کر دیا، لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے قبل اس کے بھائی کا مقابلہ کیا تھا تو اس وقت بھی یہی مصیبت نازل ہوئی تھی کہ ان میں سے سوائے قلیل تعداد کے کوئی نہیں بچا۔

۵/ رمضان کو المکتفی کے خیمے نکالے گئے اور باب الشماسیہ میں لگا دیے گئے۔ ۷/ تاریخ کی پچھلی شب کو المکتفی باب الشماسیہ کے خیمے کی جانب نکلا۔ ہمراہ اس کے سردار اور غلام اور لشکر بھی تھے۔ ۱۲/ رمضان کو المکتفی باب الشماسیہ کے خیمے کی جانب نکلا، ہمراہ اس کے سردار اور غلام اور لشکر بھی تھے ۱۲ رمضان کو المکتفی سحر کے وقت باب الشماسیہ کے خیمے سے نکل کے موصل کے راستے پر روانہ ہوا۔

قرامطیوں کا ابوالاغر کے لشکر پر حملہ:

اسی سال کے نصف رمضان کو ابوالاغر حلب روانہ ہوا۔ حلب کے قریب وادی بطنان میں اترتا تھا، یہی اس کے تمام ساتھی اترے، بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اپنے کپڑے اتار دیے اور جنگل میں داخل ہو کر اس کے پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے لگے، وہ دن شدید گرمی کا تھا، اسی حالت میں تھے کہ یکا یک القرمطی عرف صاحب الشامہ کا لشکر آ گیا، وہ شخص جس کا عرف المطوق تھا ان کی طرف بڑھا، اور اسی حالت میں ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا، لشکر کو لوٹ لیا۔ ابوالاغر

اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ نچ گیا۔ اور حلب میں داخل ہو گیا۔ اس کے ہمراہ بقدر ایک ہزار آدمی کے نچ گئے حالانکہ وہ دس ہزار پیادہ و سوار کے ہمراہ تھا اور فرغانی سرداروں اور سپاہیوں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی جو باب خلافت پر مامور تھے۔ ان میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا۔ القرمطی کے ساتھی باب حلب کی طرف گئے تو ان سے ابوالاغر نے اور اس کے بقیہ ساتھیوں نے اور شہر والوں نے جنگ کی انہوں نے ان لوگوں سے وہ مال و اسباب و اسلحہ و سامان جو لے لیا تھا ایک جنگ کے بعد واپس کر لیا۔

المستنصر مع ہمراہی لشکر کے روانہ ہو کے الرقہ پہنچ گیا اور اتر گیا۔ لشکروں کو القرمطی کی جانب یکے بعد دیگرے روانہ کیا۔

قرامطیوں کی شکست کی اطلاع:

۲/ شوال کو مدینۃ السلام میں ابوالقاسم بن عبید اللہ کی جانب سے ایک خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ اس کے پاس دمشق سے ابن طولون کے ساتھی بدرالحمامی کا ایک خط آیا۔ جس میں یہ خبر دی ہے کہ اس نے القرمطی صاحب الشامہ پر حملہ کیا، اسے شکست دی، اس کے ساتھیوں میں تلوار چلائی، ان میں سے جو نچ گیا وہ الہادیہ کی طرف چلا گیا۔ امیر المومنین نے اس کے پیچھے سرداروں میں سے الحسین بن حمدان بن حمدون وغیرہ کو روانہ کیا۔

قرامطی قلعہ پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں البحرین سے اس کے امیر ابن بانوا کی جانب سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے قرامطہ کے ایک قلعہ پر حملہ کیا جو اس میں تھے ان پر فتح ہوئی۔ اسی سال ۱۳ ذی القعدہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا البحرین سے ابن بانوا کا ایک دوسرا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے ابوسعید الجنبانی کے قربات داروں اور اس کے ولی عہد پر جو مقرر کیا گیا تھا حملہ کر کے اسے شکست دی۔ اس شکست خوردہ کا مقام القطیف میں تھا۔ ساتھیوں کو شکست ہونے کے بعد وہ بھی مقتول پایا گیا۔ پھر اس کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور وہ القطیف میں داخل ہو گیا اور اسے فتح کر لیا۔

صاحب الشامہ ابن زکریا کا عامل کے نام فرمان:

اور صاحب الشامہ کا اپنے کسی عامل کے نام خط یہ ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ احمد بن عبد اللہ کی جانب سے جو مہدی ہے اور اللہ کی طرف سے اس کی مدد کی گئی ہے جو اللہ کے دین کا مددگار ہے اللہ کے کام کو قائم کرنے والا ہے اللہ کا حکم دینے والا ہے اللہ کی اس کتاب کی دعوت دینے والا ہے جو اللہ کے محترم امور کی حفاظت کرنے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے پسندیدہ ہے مسلمانوں کا امیر اور مومنین کا امام ہے منافقین کو ذلیل کرنے والا ہے تمام عالم پر اللہ کا خلیفہ ہے ظالموں کی جزا کاٹنے والا، حد سے بڑھنے والوں کا سر توڑنے والا، ملحدوں کا برباد کرنے والا، خلاف حق چلنے والوں کا قاتل، فساد کرنے والوں کا ہلاک کرنے والا، اہل بصیرت کا چراغ، طالبان نور کی روشنی اور مخالفین کا پراگندہ کرنے والا، سید المرسلین کی سنت کا انتظام کرنے والا، خیر الوصیین علیہ السلام بیت الطمینین و سلم کثیرا کا بیٹا ہے۔ اس کی جانب سے جعفر بن حمید انکروی کے نام۔

سلام علیک۔ میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے نانا محمد

رسول اللہ ﷺ پر رحمت نازل کرے۔

اما بعد۔ اللہ کے کافر دشمنوں کی جو خبریں تیری جانب ظاہر ہوئیں اور تیرے علاقے میں انہوں نے جو کچھ ظلم اور تباہی اور زمین میں فساد کیا اس کی خبر مجھے دی گئی ہے۔ ہمیں یہ بہت گراں معلوم ہوا اور ہم نے مناسب سمجھا کہ وہاں اپنے ان لشکروں کو بھیجیں۔ جو اللہ کے ظالم دشمنوں سے انتقام لیں کہ زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ ہم نے اپنے قائم مقام عطیر کو اور موئین کی ایک جماعت کو شہر حص کی جانب روانہ کر دیا اور لشکروں سے ان کی امداد کی۔ ہم لوگ بھی ان کے پیچھے ہیں۔ ہم نے اللہ کے دشمنوں کی تلاش میں خواہ وہ کہیں ہوں۔ انہیں تیرے علاقے میں جانے کا مشورہ دیا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طریق پر اچھے نتائج نکالے گا۔ مناسب یہ ہے کہ تو اپنا دل اور اپنے ان ہمراہیوں کا دل جو ہمارے دوست ہیں مضبوط رکھ اور اللہ پر اور اس کی مدد پر بھروسہ رکھ جس کو وہ ہر اس شخص کے بارے میں جو اس کی اطاعت سے پھر گیا اور ایمان سے ہٹ گیا۔ بار بار ہمارے پاس بھیجتا رہا ہے اس علاقے کے حالات اور وہاں جوئی بات ہو اس کی ہمیں جلد اطلاع دے اور اس کے حالات میں سے ہم سے کچھ پوشیدہ نہ کر انشاء اللہ۔

اے اللہ تو ہی ہر عیب سے بالکل پاک ہے۔ وہاں ان کی دعا سلامتی ہے ہماری آخری دعوت یہ ہے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ میرے نانا محمد رسول ﷺ پر درود بھیجے صلی اللہ علیہ و علیٰ اہل بیتہ وسلم کثیرا۔
عامل کا صاحب الشامة کے نام خط:

اس کے عامل کے خط کی نقل یہ ہے جو اسی کے نام ہے

”بسم الله الرحمن الرحيم۔ عبد اللہ احمد امام مہدی کے لیے جس کی اللہ کی طرف سے تائید کی گئی ہے۔

(اس کے بعد پورا خطاب خط کے القاب کے طور پر ہے جو اس کے عامل کے نام ہے اور جس کو ہم نے ابھی ابھی خط سابق میں نقل کیا ہے)

خیر الوصیین صلی اللہ علیہ وسلم و علیٰ اہل بیتہ الطہیین وسلم کثیرا کے بیٹے کے نام۔

عامر بن عیسیٰ الغفائی کی جانب سے امیر المؤمنین پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

اما بعد۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی عمر دراز کرے اللہ اس کی عزت و تائید و مدد و سلامت و کرامت و نعمت و سعادت کو ہمیشہ

رکھے اس پر اپنی نعمتیں نازل کرے اس کے ساتھ اپنا احسان اور زیادہ کرے۔ اپنی بارگاہ میں اس کی فضیلت کو بڑھائے۔

میرے پاس میرے سردار امیر المؤمنین کا فرمان پہنچا، اللہ اس کی عمر دراز کرے، جس میں اس نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ

اس نے اپنا لشکر منصور اپنے کسی سردار کے ہمراہ ہمارے علاقے میں اللہ کے دشمن بنی القصیص اور خائن ابن وجیم کے جہاد کے لیے

خواہ وہ کہیں بھی ہوں ان کی تلاش کے لیے اور ان پر اور ان کے متعلقین پر اور ان کی جائیداد پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے، مجھے

اس نے اپنے فرمان میں (خدا ہمیشہ مجھے اس کی عزت دکھائے) اپنے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے اس شخص کے ساتھ جس پر میں

قادر ہوں۔ ان کے مقابلے کے لیے اور لشکر کی مدد کرنے اور ان کے قوت پہنچانے اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے اور ہر اس امر کا قصد

کرنے کا حکم دیا تھا جس کا وہ لوگ مشورہ دیں اور حکم دیں۔ میں نے یہ سب کچھ سمجھ لیا۔ امیر المؤمنین کو اللہ عزت دے۔ یہ فرمان

میرے پاس اس وقت تک نہیں پہنچا جب تک کہ لشکر منصور نہیں پہنچا۔ وہ ابن وحیم کے علاقے میں کسی قدر کامیاب ہوا۔ وہ اس خط کو لوٹا لے گئے جو مسرور بن احمد الدامیہ کی جانب سے ان کے پاس آیا تھا کہ وہ شہر افامیہ میں اس کا اعلان کریں۔ میرے پاس اسی خط کی تہ میں جس کے مضمون کا تذکرہ میں نے اپنے اسی خط کے شروع میں کیا ہے۔ مسرور بن احمد کا خط آیا جس میں اس نے مجھے تمام ساتھیوں کو قبیلوں کو تیار ہوں جمع کر کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اور مخالفت سے ڈرایا تھا اس کا خط میرے پاس ایسے وقت آیا کہ ہمیں صحت کے ساتھ بے دین صلح کے غلام سبک کے تقریباً ایک ہزار سوار و پیادہ کے ہمراہ شہر مرقہ میں نازل ہونے کی خبر ملی تھی۔ وہ ہمارے شہر کے قریب ہو گیا ہے اور اس نے ہمارے علاقے میں خون ریزی کی ہے۔

امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کے غلام احمد بن الولید نے میرے پاس اپنے تمام ساتھیوں کو بھیج دیا ہے۔ میں نے بھی اپنے سب ساتھیوں کو بلا بھیجا ہے۔ ہم نے ان سب کو اپنے پاس جمع کر لیا ہے۔ مخبروں کو مرقہ کے نواح میں روانہ کیا ہے کہ ہمیں اس خائن کے عادت معلوم ہوں کہ اس کا کہاں کا قصد ہے تو پھر ہمارا قصد بھی اسی طرف ہو۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ ہمیں اس پر فتح دے گا اور اپنی قدرت و احسان سے اس پر قابو عطا فرمائے گا۔ اگر یہ حادثہ اور اس بے دین کا اس نواح میں نزول اور اس کا ہمارے شہر کے نزدیک آنا نہ ہوتا تو میں اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ شہر افامیہ روانہ ہونے میں کبھی تاخیر نہ کرتا کہ میرا ہاتھ ان سرداروں کے ہاتھوں کے ساتھ ہوتا جو وہاں ان لوگوں سے جہاد کے لیے مقیم ہیں جو اس علاقے میں ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیتا اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

میں نے اپنے سردار امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کو مسرور بن احمد سے اپنے پیچھے رہنے کا سبب بتا دیا کہ وہ اس کے علم میں رہے پھر بھی اگر ادا اللہ عزہ مجھے افامیہ کی روانگی کا حکم دے گا تو میری روانگی اس کی رائے سے ہوگی اور انشاء اللہ میں اس پر عمل کروں گا جو مجھے حکم دے گا۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین پر کامل انعام کرے۔ اس کی عزت و سلامت کو ہمیشہ رکھے اسے اپنی کرامت عطا کرے اور عافیت و مغفرت کا لباس پہنائے:

والسلام علیٰ امیر المومنین ورحمة اللہ وبرکاتہ، والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علیٰ محمد النبی وعلیٰ اہل بیتہ الطاہرین الاخیار۔

افسر جنگ محمد بن سلیمان کی روانگی:

اسی سال القاسم بن عبید اللہ نے لشکروں کو صاحب الشامہ (قرمطی) کی جانب روانہ کیا، اس کی جنگ کا محمد بن سلیمان کو افسر بنایا جس کے سپرد فتر فوج تھا۔ تمام سرداروں کو اس کے ساتھ کر دیا اور انہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا۔ وہ الرقہ سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو سردار اس سے پہلے جا چکے تھے انہیں اس کی فرمانبرداری کے لیے لکھ دیا گیا۔

رومی قاصدوں کی آمد:

اسی سال شاہ روم کے دو قاصد آئے جن میں ایک خادم تھا اور دوسرا جوان اس نے ان مسلمانوں کا فدیہ طلب کیا تھا جو وہاں

قید تھے۔ ان دونوں کے ہمراہ شاہ روم کی جانب سے تحفے تھے اور مسلمان قیدی تھے جن کو اس نے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا تھا۔ ان دونوں نے جو مانگا اسے قبول کیا گیا اور انہیں خلعت دیا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک بن عبد اللہ بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۱ھ کے واقعات

محمد بن سلیمان اور قرمطیوں کی جنگ:

المستنصر کے مدینۃ السلام سے صاحب الشامہ کی جنگ کے لیے اس کی الرقہ جانے اور اپنے لشکروں کو حلب اور حمص کے درمیان پھیلانے اور صاحب الشامہ کی جنگ پر محمد بن سلیمان کا تب کو والی بنانے اور لشکر اور سرداروں کا معالہ اس کے سپرد کرنے کے متعلق میرا بیان گزر چکا۔ جب یہ سال آیا تو وزیر القاسم بن عبید اللہ نے محمد بن سلیمان اور دوسرے سرداروں کو لکھا کہ صاحب الشامہ اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کریں۔ وہ لوگ اس کی جانب روانہ ہو کے ایک ایسے مقام تک پہنچے کہ ان کے اور حماۃ کے درمیان جیسا کہ کہا گیا بارہ میل تھا اس مقام پر ۶/ محرم یوم سہ شنبہ کو قرمطی کے ساتھیوں سے مقابلہ ہوا۔ قرمطی نے اپنے ساتھیوں کو آگے کر دیا تھا اور وہ خود ایک جماعت کے ہمراہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ مال بھی تھا جو اس نے جمع کیا تھا۔ اس نے گاؤں کو اپنے پیچھے کر لیا تھا۔

صاحب الشامہ کا فرار:

جنگ شروع ہو گئی اور خوب ہونے لگی۔ قرمطی کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ وہ قتل کیے گئے اور بیشتر گرفتار کیے گئے۔ باقی لوگ جنگلوں میں منتشر ہو گئے۔ خلافت کے سپاہیوں نے شب ۷/ محرم یوم چہار شنبہ کو ان کا تعاقب کیا۔ جب قرمطی نے وہ سرا سمیگی و شکست دیکھی جو اس کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تو کہا گیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی پر جس کی کنیت ابو الفضل تھی مال کو لاد دیا اور اسے یہ حکم دیا کہ جنگلوں میں چلا جائے۔ یہاں تک کہ جب وہ خود کسی مقام میں ظاہر ہو تو اس کے پاس آ جائے۔ وہ خود اور اس کے چچا زاد بھائی المدثر اور اس کا ساتھی المطلق اور اس کا ایک رومی غلام سوار ہو گئے۔ اس نے ایک رہبر لے لیا اور جنگل میں گذرتا ہوا کوفے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا جو الدالیہ کے نام سے مشہور تھا اور طریق قررات کے اعمال میں سے تھا (یعنی اس پر لادہ قررات کے عامل کے حکم و عامل کی حکومت تھی)

صاحب الشامہ کی گرفتاری:

ان کے ہمراہ جو کچھ زرد و چارہ تھا سب ختم ہو گیا۔ اپنے ہمراہیوں میں سے کسی کو بھیجا کہ ضروری اشیاء حاصل کرے۔ وہ الدالیہ میں جو الدالیہ ابن خلوق کے نام سے مشہور تھا۔ ضروریات کی خریداری کے لیے داخل ہوا تو لوگوں کو اس کی شکل اجنبی معلوم ہوئی۔ کچھ پوچھا تو وہ صاف نہ بول سکا۔ اس کے علاقے کے اسلحہ خانے کے افسر کو اس کا حال بتایا گیا جس کا عرف ابی خبیرہ تھا اور

امیر المومنین المکتفی کے الرجب و طریق فرات کے عامل احمد بن محمد بن کشر دکانائب تھا۔ وہ ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر آیا۔ اس شخص سے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے خبر دی کہ صاحب الشامہ ایک ٹیلے کے پیچھے تین آدمیوں کے ہمراہ ہے، وہ ان کی طرف روانہ ہوا اور انہیں گرفتار کر کے ابوخیضہ اور ابن کشر نے المکتفی کے پاس الرقہ روانہ کیا۔ قمرمطی کے دوستوں اور گروہوں میں سے جن پر اہل لشکر قادر ہوئے انہیں قتل اور قید کرنے کے بعد تلاش کرنے سے لوٹ آئے۔

فتح نامہ:

محمد بن سلیمان نے وزیر کو فتح کے متعلق یہ لکھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے وہ عریضے کہ قمرمطی اور اس کے گروہوں کی خبر کے بارے میں وزیر کے پاس اللہ سے عزت دے، پہلے بھیجے تھے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ پہنچ گئے ہوں گے۔ جب ۶/ محرم یوم شنبہ ہوا تو میں نے وفاداروں کے تمام لشکر کے ہمراہ موضع القروانہ سے العلیانہ کی طرف کوچ کیا۔ ہم نے انہیں ان کے مراتب کے موافق قلب اور میمنے اور میسرے وغیرہ میں مرتب کیا۔ میں دور نہ ہوا تھا کہ یہ خبر آئی کہ کافر قمرمطی نے اسمعیل بن النعمان کے بھائی کے بیٹے النعمان کو جو اس کے تبلیغ کرنے والوں میں سے ہے، تین ہزار سواروں اور کچھ پیادوں کے ہمراہ روانہ کیا ہے جو موضع تمنع میں کہ اس کے اور حماة کے درمیان بارہ میل ہیں، اترا ہے اس کے پاس وہ تمام سردار و پیادہ جو شہر النعمان اور الفصیصی کے نواح اور بقیہ اطراف میں تھے جمع ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو میں نے تمام لوگوں اور سرداروں سے چھپایا اور اسے ظاہر نہیں کیا۔ اس رہبر سے جو میرے ہمراہ تھا اس موضع کا حال دریافت کیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے بیان کیا کہ چھ میل۔ میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا اور رہبر کو چلنے کا حکم دیا۔ ہم روانہ ہوئے، میں کافروں کے پاس پہنچا تو انہیں تیاری کی حالت میں پایا۔ ہم نے ان کے مخبروں کو دیکھا، جب انہوں نے ہمیں آتا دیکھا تو وہ بھی ہماری طرف بڑھے اور ہم ان کی طرف چلے۔ وہ چھ دستوں میں منتشر ہو گئے اور انہوں نے جیسا کہ مجھے ان لوگوں نے خبر دی جن پر میں فتح مند ہوا، اپنے سرداروں سے مسرور العلیصی اور ابوالجمل اور ہارون العلیصی کے غلام اور ابوالعذاب اور رجاہ اور صافی اور ابویعلی العلوی کو پندرہ سو سواروں کے ہمراہ اپنے میسرے پر کیا ہمارے میمنے کے مقابل اپنے میسرے کے پیچھے چار سو سواروں کے ہمراہ ایک لشکر کو کمین بنایا۔ قلب میں النعمان العلیصی اور ابوالحطی اور الحماری اور اپنے بہادروں کی ایک جماعت کو چودہ سو سوار اور تین ہزار پیادے کے ہمراہ کیا میمنے میں کلیب العلیصی اور السدید العلیصی اور الحسین بن العلیصی اور ابوالجراح العلیصی اور حمید العلیصی اور ایک جماعت کو چودہ سو سواروں کے ہمراہ کیا اور دو سو سواروں کو کمین بنایا۔ وہ برابر ہماری طرف بڑھتے رہے۔ ہم لوگ بغیر اس کے کہ جدا جدا ہو جائیں اللہ عزوجل کے بھروسے پر ان کی طرف چلتے رہے۔

میں نے وفاداروں اور غلاموں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو براہیختہ کیا اور انہیں خوف دلایا، فریقین میں سے جب ایک نے دوسرے کو دیکھا تو اس لشکر کو جوان کے میسرے میں تھا تا زیا نے مار کر براہیختہ کیا، اس نے الحسین بن حمدان کا جو میمنے کے بازو میں تھا قصد کیا، الحسین نے خدا اس پر برکت کرے اور اسے جزائے خیر دے، خود بھی اور اس کے مقام کے تمام ساتھیوں نے

اپنے نیزوں سے اس کا مقابلہ کیا جو ان کے سینوں میں توڑ دیئے وہ لوگ ان کے مقابلے سے بھاگے قرامطہ نے ان پر دوبارہ حملہ کیا تو انہوں نے تلواریں لے لیں اور منہ پر مار کر روک لیا۔ شروع جنگ ہی میں کفار کے چھ سو سوار بچھڑ گئے۔ الحسین کے ساتھیوں نے پانچ سو آدمی اور چار سو چاندی کے طوق لے لیے۔ وہ لوگ پشت پھیر کر شکست اٹھا کے پلٹے۔ الحسین نے ان کا تعاقب کیا تو اس پر پلٹ پڑے اور برابر حملے پر حملے کرتے رہے۔ اس دوران میں ان کی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت بچھڑتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انہیں فنا کر دیا اور ان میں سے سوائے چند کے جو دوسو سے بھی کم تھے کوئی نہ بچا۔

اس لشکر نے جو ان کے مہمے میں تھا قاسم بن سہما اور یمن خادم اور جو لوگ بنی شیبان اور بنی تمیم کے ان دونوں کے ہمراہ تھے ان پر حملہ کیا۔ ان لوگوں نے نیزوں سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ نیزے ان کے سینے میں توڑ دیئے۔ بعض سے بعض مل گئے۔ فاجروں کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔ ان کے حملے کے وقت خلیفہ بن المبارک اور لولونے ان پر حملہ کیا میں نے اسے تین سو سواروں کے ہمراہ خلیفہ اور اس کے تمام ساتھیوں کا بازو بندا دیا تھا حالانکہ وہ لوگ بنی شیبان و تمیم سے جنگ کر رہے تھے۔ کفار میں قتل عظیم برپا کیا۔ انہوں نے ان کا تعاقب کیا۔

بنو شیبان نے ان میں سے تین سو آدمی اور سوطوق گرفتار کیے اور خلیفہ کے ساتھیوں نے بھی اسی قدر گرفتار کیے۔ النعمان اور جو اس کے ہمراہ قلب میں تھے ہماری طرف بڑھے میں نے اور میرے ساتھ والوں نے حملہ کیا۔ میں قلب اور مہمے کے درمیان تھا۔ خاقان اور نصر القشوری اور محمد بن کمشجور نے جو لوگ مہمے میں ان کے ہمراہ تھے اور و صیف و شیکر اور محمد بن اسحاق بن کنداجیق اور کیفغ کے دونوں بیٹوں اور المبارک التمی اور ربیعہ بن محمد اور مہاجر بن طلیق اور المنظر بن حاج اور عبد اللہ بن حمدان اور فی الکبیر اور و صیف الکبتر می اور محمد بن قرامغان نے حملے کیے وہ سب مہمے کے بازو میں تھے جنہوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا جو قلب میں تھے اور جو ان لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تھے جنہوں نے الحسین ابن حمدان پر حملہ کیا تھا۔ وہ کفار کے سوار پیادہ کو برابر قتل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ میل سے زیادہ تک انہیں قتل کیا۔ میدان جنگ سے میں نصف میل آگے بڑھ گیا تو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار کی جانب سے آدمیوں اور گاؤں پر حیلہ اور مکر کیا گیا ہو گا میں رک گیا یہاں تک کہ وہ لوگ بھی مجھ سے مل گئے۔ میں نے انہیں اور تمام لوگوں کو اپنے پاس جمع کر لیا۔ میرے آگے آگے امیر المومنین کا نیزہ مبارک تھا جسے میں نے اور لوگوں نے اول وقت میں اٹھایا تھا۔

عیسیٰ النوشری مع اپنے سوار و پیادہ کے جیسا کہ میں نے اس کے لیے مقرر کر دیا تھا ان کے پیچھے دیہات کی طرف سے میدان جنگ کو روکے رہا اور اپنے مقام سے نہیں ہٹا یہاں تک کہ سب لوگ ہر مقام سے میرے پاس آ گئے میں نے اسی مقام میں اپنا خیمہ نصب کیا جہاں میں ٹھیرا تھا یہاں تک کہ سب لوگ اترے اور میں ٹھیرا رہا۔ میں نے نماز مغرب پڑھی، لشکر میں قرار آ گیا، مغزوں کو روانہ کیا، اور میں نے اس پر اللہ کی بہت حمد کی کہ اس نے ہمارے لیے مدد مہیا فرمائی، امیر المومنین کے سرداروں اور اس کے غلاموں نے اور عجم وغیرہ نے اس دولت مبارکہ کی مدد کی اور اس کی خیر خواہی میں کوئی ایسا مرتبہ نہیں چھوڑا کہ جس پر وہ نہ پہنچے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر برکت نازل کرے۔ جب لوگوں نے آرام کر لیا تو میں اور تمام سردار نکلے کہ صبح تک ہم لشکر کے باہر قیام کریں کہ مبادا کفار کوئی چال نہ چلیں۔

میں اللہ سے تمام نعمت اور توفیق شکر مانگتا ہوں، اللہ میرے سردار و زیرِ کو عزت دے اب میں حماۃ کی جانب کوچ کرنے والا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلیمہ روانہ ہوں گا۔ کیونکہ ان کفار میں سے جو اس کافر کے ہمراہ بچے ہیں وہ سلیمہ میں ہیں کیونکہ وہ کافر تین دن سے اس طرف گیا ہے میں اس امر کا محتاج ہوں کہ وزیر تمام سرداروں اور تمام قبائل عرب کو بنی شیبان و تغلب و بنی تمیم کو حکم نامے روانہ کر دے، اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی جزائے خیر دے جو کچھ ان سے اس جنگ میں ہوا، ان میں سے کسی نے نہ چھوٹے نہ بڑے نے کوئی دقیقہ چھوڑا۔ اللہ کے لیے حمد ہے اس پر جو اس نے عطا فرمایا اور اسی سے میں تمام نعمت کی درخواست کرتا ہوں۔ جب میں نے سر جمع کرنے کا حکم دیا تو ابو الجمل اور ابو العذاب اور ابو البغل کا سر بھی ملا اور کہا گیا کہ الصعمان بھی قتل کر دیا گیا۔ میں نے اس کی تلاش کے لیے اور اس کا سر لینے کے لیے اور اسے اور سروں کے ساتھ امیر المومنین کی بارگاہ میں روانہ کرنے کا حکم دیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔“

صاحب الشامہ کی روانگی بغداد:

۱۶/ محرم یوم دوشنبہ کو صاحب الشامہ کو الرقہ کی طرف لوگوں کے سامنے ایک دو کوہان والے اونٹ پر نکالا گیا۔ وہ حریر کی لمبی ٹوپی اور دیبا کی عبا پہنے تھا۔ اس کے آگے آگے المدثر اور المطوق دو اونٹوں پر تھے، المکتفی نے اپنے لشکروں کو محمد بن سلیمان کے ہمراہ چھوڑ دیا اور خود اپنے خاص غلاموں اور خادموں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ القاسم بن عبید اللہ بھی اس کے ہمراہ الرقہ سے بغداد روانہ ہوا۔ اسی کے ساتھ القرطبی اور المدثر اور المطوق اور اس جنگ کے قیدیوں کی ایک جماعت بھی روانہ کی گئی۔ یہ واقعہ اسی سال اول صفر میں ہوا۔ جب بغداد پہنچا تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے یہ قصد کیا کہ القرطبی کو قتل (کھجور کے لٹھے) پر مصلوب کر کے اور قتل کو ہاتھی کی پشت پر کر کے مدینۃ السلام میں داخل کرے۔ اس نے دروازوں کی ان محرابوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جن میں سے ہاتھی گزرے کیونکہ وہ قتل سے پست تھیں۔ جیسے باب الرصافہ اور باب الطاق وغیرہم بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا یا رومان کے غلام میانہ نے ایک کرسی بنائی اور یہ کرسی ہاتھی کی پشت سے باندھ دی گئی، بیان کیا گیا ہے کہ ہاتھی کی پشت سے اس کی بلندی ڈھائی گز تھی۔

صاحب الشامہ کی بغداد میں آمد:

۲/ ماہ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو صبح کے وقت المکتفی مدینۃ السلام میں داخل ہوا۔ اور اس نے قیدیوں کو بیڑیاں پہنا کر اور المطوق کو اونٹوں پر اپنے آگے کیا۔ وہ حریر کی عبا میں اور حریر کی لمبی ٹوپیاں پہنے تھے، ان کے درمیان ایک لڑکا تھا جس کی ڈاڑھی نہیں نکلی تھی، اس کے منہ میں ایک گاؤم لکڑی کر دی گئی تھی اور وہ دہانے کے طور پر اس کی گدی سے باندھ دی گئی تھی۔ یہ اس لیے کہ وہ الرقہ میں داخل کیا گیا تو جب لوگ اس پر بدعا کرتے تھے تو وہ ان کو گالیاں دیتا تھا اور ان پر تھوکتا تھا۔ اس کے ساتھ یہ کیا گیا کہ وہ کسی انسان کو گالی نہ دے۔

قرطبی عمال کی گرفتاری:

المکتفی نے مصلائے عتیق کے شرقی جانب ایک جو ترہ بنانے کا حکم دیا جو بیس گز سے بیس گز مکسر ہو اور جس کی بلندی تقریباً دس

گزر ہو۔ اس کے لیے سیڑھیاں بنائی گئیں۔ جن سے اس پر چڑھا جاتا تھا۔ المکتفی نے مدینۃ السلام واپس آنے کے وقت اپنے لشکروں کو محمد بن سلیمان کے ہمراہ الرقہ میں چھوڑ دیا تھا۔ محمد بن سلیمان نے القرمطی کے ان سرداروں اور قاضیوں اور پولیس والوں کو جو اس نواح میں تھے سمیٹ کے گرفتار کر لیا اور ان کے بیڑیاں ڈال دیں۔ سردار جو اس کے ہمراہ رہ گئے تھے فرات کے راستے سے مدینۃ السلام کی طرف روانہ ہوئے۔ شب پنج شنبہ ۱۲ / ربیع الاول کو باب الانبار پہنچا۔ ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت بھی تھی جن میں خاقان المفلحی اور محمد بن اسحاق بن کنداجیق وغیرہ تھے۔

قرامطی سرداروں کی اسیری:

ان سرداروں کو جو بغداد میں تھے محمد بن سلیمان کے استقبال اور اس کے ہمراہ آنے کا حکم دیا گیا۔ وہ بغداد میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے آگے آگے کچھ اوپر ستر قیدی تھے۔ ان پر لٹایا گیا تو اسے خلعت دیا گیا اور سونے کا طوق پہنایا گیا اور سونے کے دو کنگن پہنائے گئے۔ ساتھ آنے والے تمام سرداروں کو بھی خلعت دیے گئے طوق اور کنگن پہنانے کے اپنے اپنے مکانوں کو واپس کیے گئے۔ قیدیوں کے لیے قید خانے کا حکم دیا۔

صاحب الشامہ سے مذکور ہے کہ جب وہ المکتفی کی قید میں تھا تو اس نے اس دسترخوان سے جو اس کے پاس داخل کیا جاتا تھا ایک پیالہ لے کے توڑ ڈالا اور اس کی ایک کراچ لے لی اور اس سے اپنے جسم کی کوئی رگ کاٹ ڈالی جس سے بہت سا خون نکلا جسے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا۔ جب وہ شخص اس سے واقف ہوا کہ اس کی خدمت کے لیے مقرر کیا گیا تھا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ اس نے کیوں کیا۔ اس نے کہا میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا تھا تو میں نے اسے نکال دیا پھر اس نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ تندرست ہو گیا اور اس کی قوت واپس آ گئی۔

قرامطیوں کی طلبی:

جب ۲۳ / ربیع الاول دو شنبہ کا دن ہوا تو المکتفی نے سرداروں اور غلاموں کو اس چبوترے پر حاضر ہونے کا حکم دیا جس کے بنانے کا اس نے حکم دیا تھا۔ مخلوق کثیر حاضر ہونے کے لیے نکلی احمد بن محمد الوثقی جو اس زمانے میں مدینۃ السلام کی پولیس کا والی تھا اور محمد بن سلیمان کا تب لشکر چبوترے پر بیٹھ گئے۔ ان قیدیوں کو جنہیں المکتفی اپنے ہمراہ الرقہ سے لایا تھا اور جنہیں محمد بن سلیمان لایا تھا اور ان قرامطہ کو جو قید خانے میں تھے اور جو کوفے میں جمع کیے گئے تھے اہل بغداد کی ایک جماعت کو جو قرامطہ کی رائے پر تھی باقی شہروں کے بدمعاشوں کی ایک جماعت کو جو قرامطہ نہ تھے اور بہت تھوڑے تھے اونٹوں پر سوار کیا گیا وہ چبوترے پر حاضر کیے گئے اپنے اونٹوں پر ٹھیرائے گئے ان میں سے ہر شخص پر دو خادم مقرر کیے گئے۔ کہا گیا ہے کہ وہ لوگ تین سوئیس سے کچھ زائد تھے اور کہا گیا ہے کہ تین سو ساٹھ تھے۔

قرامطیوں پر عتاب:

الحسین بن زکریا القرمطی عرف صاحب الشامہ کو بھی لایا گیا اس کے ہمراہ اس کا چچا زاد بھائی عرف المدثر بھی ایک خنجر پر

ایسی عماری میں تھا جس پر پردہ لٹکا دیا گیا تھا۔ ان کے ہمراہ پیادہ سواروں کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان دونوں کو چوتھے پر چڑھایا گیا اور دونوں کو بٹھایا گیا۔ ان قیدیوں میں سے چونتیس آدمیوں کو آگے کیا گیا اور یکے بعد دیگرے اس طرح ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور گردنیں ماردی گئیں کہ آدی کو پکڑا جاتا تھا پھر اسے منہ کے بل ڈال دیا جاتا تھا پھر اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا اور اسے نیچے پھینک دیا جاتا تھا پھر اسے بٹھایا جاتا تھا پھر اس کا سر کھینچا جاتا تھا اور اس کی گردن ماردی جاتی تھی۔ سر اور لاش کو نیچے پھینک دیا جاتا تھا۔ ان قیدیوں میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو چلا رہے تھے فریاد کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے کہ وہ قرامطہ میں سے نہیں ہیں۔ جب ان چونتیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا جو بیان کیا جاتا ہے کہ القرامطی کے معزز ساتھیوں اور ان کے بڑوں میں سے تھے تو المذکر کو آگے کیا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے گردن ماردی گئی۔

الحسین بن زکریا کا قتل:

پھر القرامطی کو آگے کیا گیا اسے دو سوتازیانے مارے گئے پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے تھے اور داغا گیا پھر اسے بے حس کر دیا گیا پھر ایک لکڑی لی گئی اور اس میں آگ لگائی گئی۔ اور اسے اس کے دونوں کولوں اور پیٹ پر رکھا گیا وہ اپنی دونوں آنکھیں کھولنے لگا اور پھر بند کرنے لگا۔ جب انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ مر جائے گا تو اس کی گردن ماردی گئی اس کا سر ایک لکڑی پر بلند کیا گیا۔ جو لوگ چوتھے پر تھے انھوں نے بھی تکبیر کہی اور باقی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔

قرامطیوں کے سروں کی تشہیر:

جب وہ قتل کر دیا گیا تو سردار اور وہ لوگ جو یہ دیکھنے کے لیے آئے تھے کہ القرامطی کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے واپس ہو گئے اور الوائقی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس مقام پر عشاء کے آخر وقت تک ٹھہرا رہا یہاں تک کہ باقی قیدیوں کی گردنیں بھی ماری گئیں جو چوتھے پر حاضر کیے گئے تھے۔ پھر وہ واپس ہوا۔ جب دوسرا دن ہوا تو مقتولین کے سر مصلیٰ سے الجسر روانہ کیے گئے۔ القرامطی کا بدن بغداد کے الجسر الاعلیٰ کے ایک کنارے لٹکا دیا گیا۔ چار شہنشاہ کو مقتولین کی لاشوں کے لیے چوتھے کے کنارے کنوئیں کھودے گئے۔ وہ اس میں ڈال دیے گئے اور کنوئیں پاٹ دیے گئے۔ کچھ دن کے بعد چوتھے حکماً منہدم کر دیا گیا۔

قرامطی مبلغ ابوالاحمد کو امان:

۱۴ ربیع الآخر کو القاسم بن سیماء اپنے طریق الفرات کے عمل سے واپس ہو کر بغداد آیا اس کے ہمراہ بنی العلیص کا ایک شخص تھا جو صاحب الشامہ القرامطی کے ساتھیوں میں سے تھا اور اس کے پاس امان میں داخل ہوا تھا وہ القرامطی کے مبلغین میں سے تھا اس کی کنیت ابو محمد تھی۔ اس کے امان میں داخل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ حکومت نے اس کے پاس قاصد بھیجا اور اس سے احسان کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ امان میں داخل ہو جائے۔ یہ اس لیے کہ شام کے نواح میں رؤسائے قرامطہ میں سے اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ اور وہ بنی العلیص کے موالیٰ میں سے تھا۔ جنگ نے اسے کسی دشوار علاقے میں پوشیدہ کر دیا تھا۔ جس سے وہ بچ گیا۔ اپنی جان کے خوف سے اسے امان اور اطاعت میں داخل ہونے کی رغبت ہوئی جو اس کے ساتھ تھے مدینۃ السلام پہنچے۔ وہ سب کچھ اوپر ساٹھا آ دی تھے انھیں امن دیا گیا احسان کیا گیا اور وہ مال دیا گیا جو ان کے پاس روانہ کیا گیا تھا۔ اسے اور اس کے ہمراہیوں کو القاسم بن سیماء کے

ہمراہ مالک بن طوق کے میدان کی طرف روانہ کر دیا گیا ان کے لیے تنخواہیں جاری کی گئیں۔

قرامطی جماعت کی بدعہدی و قتل:

جب القاسم بن سیماء اپنے علاقے تک پہنچ گیا اور وہ لوگ بھی اس کے ہمراہ ایک مدت تک رہے تو انھوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کرنے پر اتفاق کر لیا اور اس کے متعلق آپس میں مشورہ کیا۔ قاسم ان کے ارادے سے واقف ہو گیا اس نے سبقت کر کے تلوار چلا دی انھیں ہلاک کر دیا اور ان کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا جو بنی العلیس باقی رہ گئے وہ نکال دیے گئے اور انکی عزت جاتی رہی وہ ایک مدت تک ارض السماوہ اور اس کے نواح میں نظر بند کر دیے گئے یہاں تک کہ خبیث زکریہ نے ان سے مراسلت کی اور یہ لکھا کہ اس کے پاس وحی آئی ہے کہ ”الشیخ اور اس کا بھائی قتل کیے جائیں گے اور اس کا وہ امام جس پر وحی آتی ہے وہ ان دونوں کے بعد ظاہر ہوگا اور وہ فتح مند ہوگا۔“

۹/ جمادی الاولیٰ یوم پنج شنبہ کو المکتفی نے اپنے بیٹے محمد کا جس کی کنیت ابو احمد تھی ابو الحسن القاسم بن عبید اللہ کی بیٹی سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا۔

علاقہ جہی میں سیلاب:

اسی سال آخر ماہ جمادی الاول میں جیسا کہ بیان کیا گیا جہی کے علاقے سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ جہی اور اس کے متصل کے علاقے میں کسی وادی (دامن کوہ) میں الجبل سے سیلاب آیا جس سے تقریباً تیس فرسخ علاقہ غرق ہو گیا جس میں مخلوق کثیر غرق ہو گئی۔ مویشی اور غلہ بھی غرق ہو گئے۔ مکانات اور دیہات ویران ہو گئے۔ ڈوبنے والوں میں سے بارہ سو آدمی نکالے گئے جو نہ ملے ان کے علاوہ تھے۔

محمد بن سلیمان کی روانگی:

یکم رجب یوم یک شنبہ کو المکتفی نے کاتب لشکر محمد بن سلیمان کو اور بڑے بڑے سرداروں کی ایک جماعت کو خلعت دیا جن میں محمد بن اسحاق بن کنذاجیق اور خلیفہ بن المبارک عرف ابو الاغراور کی غلغ کے دونوں بیٹے اور بندۃ بن گمشو راورد دوسرے سردار بھی تھے۔ انھیں محمد بن سلیمان کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا۔ محمد بن سلیمان خلعت پہن کر نکلا باب الشماسیہ میں اپنے خیمے میں اتر آدھیں پڑاؤ کیا اور سرداروں کی جماعت نے بھی اس کے ہمراہ پڑاؤ کیا۔ ان کی یہ روانگی دمشق و مصر کے ارادے سے ہارون بن خمارویہ کے اعمال پر قبضہ کرنے کے لیے ہوئی تھی۔ اس لیے کہ حکومت کو معلوم ہو چکا تھا کہ مصر ضعیف ہو چکا ہے اہل مصر قرامطی سے لڑنے آئے تھے مگر یا تو قتل ہوئے یا جان چر کر چلے گئے۔ محمد بن سلیمان اور جو اس کے ساتھ تھے تقریباً دس ہزار آدمی تھے انھوں نے ۶/ رجب کو باب الشماسیہ سے کوچ کیا۔ اس نے رفتار میں تیزی کا حکم دیا۔

ترکوں پر اچانک حملہ:

۲۷/ رجب کو مدینہ السلام کی دونوں جامع مسجدوں میں وہ عریضہ پڑھ کر سنایا گیا جو خراسان سے اسماعیل بن احمد کی جانب سے آیا تھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ترکوں نے بہت بڑے لشکر اور مخلوق کثیر کے ساتھ مسلمانوں کا قصد کیا۔ ان کے لشکر میں

سات سو تر کی قتبے تھے۔ قبان کے رؤسا کے سوا کسی کے لیے نہیں ہوتا۔ اس کے سرداروں میں سے ایک شخص کو لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا گیا۔ لوگوں میں کوچ کا اعلان کیا گیا تو رضا کار مجاہدین میں سے بہت سے لوگ نکلے صاحب لشکر مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے ترکوں کی جانب روانہ ہوا۔ مسلمان ان کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ لوگ غافل تھے۔ صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ مخلوق کثیر قتل کر دی گئی اور باقی بھاگ گئے، لشکر لوٹ لیا گیا، مسلمان اپنے مقام پر صحیح و سالم اور مال غنیمت لے کے واپس ہوئے۔

اسی سال کے شعبان میں یہ خبر آئی کہ شاہ روم نے دس صلیبیں جن کے ہمراہ ایک لاکھ آدمی تھے سرحدوں کی جانب روانہ کیں۔ ان کی ایک جماعت نے الحدیث کی جانب قصد کیا۔ لوٹا اور جن مسلمانوں پر قابو پایا انھیں قید کیا اور آگ لگا دی۔

قرمطیوں کے متعلق ابن سیمہ کا خط:

اسی سال کے رمضان میں القاسم بن سیمہ کا الرحبہ سے عریضہ آیا، جس میں یہ ذکر تھا کہ ”ان اعراب بنی العلیص اور ان کے موالی نے جو القرمطی کے ساتھ تھے اور اب خلافت سے اور اس سے امن لے لیا تھا انھوں نے عہد توڑ دیا اور بے وفائی کی، ان کا ارادہ تھا کہ عید الفطر کے دن لوگوں کے نماز عید میں مشغول ہونے کے وقت وہ الرحبہ پر حملہ کریں گے اور جس کو پائیں گے اسے قتل کریں گے“ آگ لگا دیں گے اور لوٹ لیں گے، میں نے حیلے سے ان پر حملہ کر دیا کہ کچھ قتل کر ڈالے اور ڈیڑھ سو کو گرفتار کر لیا جو ان کے علاوہ تھے کہ دریائے فرات میں غرق ہوئے۔ میں قیدیوں کو لارہا ہوں ان میں ایک جماعت رؤساء کی بھی ہے اور جو قتل ہوئے ان کے سر بھی۔

غلام زرافہ کی کارگزاری:

اسی سال آخر ماہ رمضان میں جیسا کہ کہا گیا الرقبہ سے ابو معدان کی جانب سے طرسوس سے خبر رسانی کی ذیل میں ایک مراسلہ آیا کہ ”اللہ نے ایک شخص غلام زرافہ کو اس جنگ میں ظاہر کیا جو اس وقت رومیوں نے شہر انطاکیہ میں کی۔ لوگوں کا یہ گمان تھا کہ دریا کے ساحل پر قسطنطینیہ اور یہ شہر برابر ہو گیا۔ غلام زرافہ نے اسے زبردست تلوار کے ذریعے سے فتح کر لیا۔ کہا گیا ہے کہ اس نے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور قریب قریب اتنے ہی قید کیے۔ مسلمان قیدیوں میں سے چار ہزار آدمیوں کو چھڑا لیا۔ رومیوں کی ساتھ کشتیاں لے لیں، جن میں غلام اور سونا چاندی اور مال و اسباب غنیمت کو بار کیا۔ ہر شخص کے حصے کا جو اس جنگ میں حاضر تھا اندازہ کیا تو وہ ایک ہزار دینار ہوا۔ مسلمان اس سے خوش ہوئے اور میں نے اس عریضے کے بھیجنے میں اس لیے غلت کی کہ وزیر کو اس کی اطلاع ہو جائے، یہ عریضہ ۱۰/ رمضان یوم پنج شنبہ کو لکھا گیا۔

امیر جعفر الفضل بن عبد الملک:

اسی سال الفضل بن عبد الملک بن عبد اللہ بن العباس بن محمد نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا۔

۲۹۲ھ کے واقعات

باغیوں کی گرفتاری:

بصرے سے بغداد میں نزار بن محمد نے حکومت کے حضور میں ایک شخص کو روانہ کیا۔ جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ اس نے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا اور واسطہ گیا تھا۔ نزار نے اس کی تلاش میں کسی کو روانہ کیا جس نے اسے واسطہ میں گرفتار کر کے بصرے روانہ کر دیا۔ بصرے میں ایک جماعت کو گرفتار کر لیا جس کے متعلق بیان کیا گیا کہ انھوں نے اس سے بیعت کی ہے نزار نے ان سب کو ایک کشتی میں بغداد روانہ کر دیا۔ وہ لوگ فرضۃ البصرین (بصریوں کے گھاٹ) پر ٹھیرائے گئے۔ سرداروں کی ایک جماعت کو فرضۃ البصرین روانہ کیا گیا۔ اس شخص کو دو کوہان کے اونٹ پر سوار کیا گیا۔ اس کے آگے آگے اس کا بیٹا بھی جو بچہ تھا ایک اونٹ پر تھا۔ ہمراہ انتالیس آدمی بھی اونٹوں پر تھے۔ ان کی ایک جماعت حریری کی لمبی ٹوپیاں اور حریری عبا میں پہنے تھے۔ ان میں سے اکثر فریاد کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے کہ وہ بری ہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ اس نے کس امر کا دعویٰ کیا۔ ان سب کو کھجور والوں اور باب الکرخ اور الخلد میں لے چلے یہاں تک کہ المکتفی کے محل تک پہنچا دیا۔ اس نے ان کے واپس کرنے اور نئے قید خانے میں قید کرنے کا حکم دیا۔

اسی سال محرم میں اندر نقش الرومی نے مرعش اور اس کے نواح کو لوٹا۔ اہل مصیصہ اور اہل طرسوس بھاگے۔ ابوالترجال بن ابی بکار پر مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مصیصہ آ گئی۔

محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی:

اسی سال محرم میں محمد بن سلیمان ہارون بن خمارویہ کی جنگ کے لیے حدود مصر کی جانب روانہ ہوا۔ المکتفی نے یازمان کے غلام دمیائہ کو بغداد سے روانہ ہوا اور اسے دریا کے سفر اور مصر جانے اور نیل میں داخل ہونے اور مصر کے لشکر کی رسید بند کرنے کا حکم دیا۔ وہ گیا اور نیل میں داخل ہو کے البحر تک پہنچ گیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ اس نے ان پر تیشی کی محمد بن سلیمان لشکروں کے ہمراہ ان لوگوں کی طرف خشکی کے راستے سے روانہ ہوا۔ الفسطاط کے قریب پہنچا تو سرداران شہر نے اس سے خط و کتابت کی۔ سب سے پہلے جو شخص نکلا وہ بدرالحما می تھا۔ وہ قوم کارئیں تھا اس کے اس فعل نے ان لوگوں کو توڑ دیا۔ پھر تو ان مصری سرداروں کا سلسلہ بندھ گیا جو اس سے امان لے رہے تھے۔

آل طولون کی گرفتاری:

جب ہارون نے اور اس کے ساتھ کے بقیہ لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ محمد بن سلیمان کی طرف بڑھے۔ ان کے درمیان جیسا کہ بیان کیا گیا کئی لڑائیاں ہوئیں۔ بعض دنوں میں ہارون کے ساتھیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ انھوں نے آپس میں جنگ کی تو ہارون نکلا کہ اس کو ٹھنڈا کرے اسے کسی مغربی نے ایک تیر مار اور قتل کر دیا۔ محمد بن سلیمان کو یہ خبر پہنچی تو وہ اور اس کے ساتھی الفسطاط میں داخل

ہوئے۔ طولوں کے اہل و عیال و اعزہ کے مکانات پر قبضہ کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ وہ دس سے کچھ زائد تھے، انھیں بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ تمام مال لے لیا اور فتح کی خبر لکھ دی۔ یہ واقعہ اسی سال کے صفر میں ہوا تھا۔ محمد بن سلیمان کو طولوں کے اہل و عیال اور سرداروں کی روانگی کے متعلق سکھا گیا کہ ان میں سے کسی کو وہ نہ مصر میں چھوڑے اور نہ شام میں، ان سب کو بغداد روانہ کر دے۔ اس نے یہی کیا۔

الحسین بن زکریہ کی لاش کا انجام:

اسی سال ۳/ ماہ ربیع الاول کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان کی شرقی جانب کی دیوار جو پہلے پل (الجسر الاول) کے سرے پر تھی۔ الحسین بن زکریہ القرمطی پر گر پڑی جو اس دیوار کے قریب مصلوب (لٹکا ہوا) تھا۔ اس نے اسے اس طرح پیس دیا کہ پھر اس میں سے کچھ نہ ملا۔

ابراہیم الخلیجی کی بغاوت:

اسی سال ماہ رمضان میں یہ خبر آئی کہ مصریوں کا ایک سردار جس کا عرف الخلیجی اور نام ابراہیم تھا۔ حدود مصر کے آخر میں محمد بن سلیمان سے لشکر وغیرہ کی جماعت کے ہمراہ پیچھے رہ گیا جن کو اس نے اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ سلطنت کا مخالف بن کر مصر کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں ایک جماعت جو فتنے کو پسند کرتی تھی ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ مجمع بہت ہو گیا۔ جب وہ مصر گیا تو عیسیٰ النوشری نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ عیسیٰ النوشری اس زمانے میں وہاں کی معرنت پر عامل تھا مگر وہ الخلیجی کے ہمراہیوں کی کثرت کی وجہ سے عاجز رہا۔ وہ اس کے مقابلے سے الاسکندریہ چلا گیا اور مصر کو خالی کر دیا۔ الخلیجی داخل ہو گیا۔

فاتک اور بدر الحمّامی کی روانگی مصر:

اسی سال حکومت نے المعتمد کے مولیٰ فاتک کو مغرب کی حالت کی اصلاح اور الخلیجی کی جنگ کے لیے نامزد کر کے بدر الحمّامی کو اس کا مشیر مقرر کر کے بھیجا۔ سرداروں کو ایک جماعت اور بہت سے لشکر کو اس کے ہمراہ کیا۔ اسی سال ۷/ شوال کو فاتک اور بدر الحمّامی کو ان دونوں کی روانگی مصر کی نامزدگی پر خلعت دیا گیا اور انھیں بہت جلد روانگی کا حکم دیا گیا۔ اور ۱۲/ شوال کو فاتک اور بدر الحمّامی روانہ ہوئے۔

اسی سال نصف شوال کو رستم بن بردو اشہر طرسوس میں اس پر اور شامی سرحدوں پر والی بن کر داخل ہوا۔

قیدیوں کا تبادلہ:

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیے کا معاملہ ہوا۔ اس کا پہلا دن اسی سال ۲۴/ ذی القعدہ کو ہوا۔ جن کو مسلمان کی طرف سے فدیے میں دیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے تقریباً دو سو زائد تھے۔ رومیوں نے بدعہدی کی اور پلٹ گئے۔ مسلمان بھی ان رومی قیدیوں کو لے کر جو ان کے ساتھ باقی رہ گئے تھے واپس ہوئے فدیہ اور صلح کا عقد ابو العشار اور قاضی مکرم کی جانب سے ہوا تھا۔ جب اندرون نقش سے مرعش کی لوٹ کا اور ابو الرجال وغیرہ کے قتل کا واقعہ سرزد ہوا تو ابو العشار کو معزول کر دیا گیا اور رستم کو والی بنایا گیا۔ پھر فدیہ اس کے ہاتھ پر ہوا جو شخص رومیوں کی جانب سے معاملہ فدیہ پر مقرر تھا اس کا نام اسطانہ تھا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال میں الفضل بن عبد الملک ابن عبد اللہ بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۳ھ کے واقعات

۲۵/ صفر کو خبر آئی کہ اٹلیجی نے کہ زبردستی مصر پر غلبہ کر لیا تھا۔ احمد بن کیغلیغ اور سرداروں کی ایک جماعت سے العریش کے قریب جنگ کی۔ اس نے انھیں بہت ہی بری شکست دی۔ اس کی جانب روانگی کے لیے ان سرداروں کی ایک جماعت نامزد کی گئی جو مدینۃ السلام میں مقیم تھے جن میں ابراہیم بن کیغلیغ بھی تھا وہ لوگ روانہ ہو گئے۔

ابوقابوس کی امان طلبی:

اسی سال ۷/ ربیع الاول کو طاہر بن محمد بن عمرو بن الیث الصفاء کا ایک سردار جس کا عرف ابوقابوس تھا سیتانی لشکر کو چھوڑ کر طالب امان ہو کر مدینۃ السلام آیا یہ اس لیے ہوا کہ طاہر بن محمد سیر و شکار میں مشغول ہو گیا اور شکار و تفریح کے لیے جستان کی طرف چلا گیا۔ فارس کی حکومت پر الیث بن علی بن الیث اور عمرو بن الیث کے مولیٰ سبکری نے غلبہ کر لیا۔ اس نے طاہر کے عمل اور نام میں اپنے لیے تدبیر کی تو ان میں اور ابوقابوس میں اختلاف ہو گیا۔ اس نے انھیں چھوڑ دیا اور حکومت کے دروازے پر چلا گیا۔ حکومت نے اسے قبول کر لیا۔ اسے اور اس کی ہمراہی جماعت کو خلعت دیا خوش آمدید کہا اور اس کا اکرام کیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن الیث نے ابوقابوس کو اپنے پاس واپس کرنے کی درخواست کی کہ اس نے اسے بعض اعمال فارس میں کافی سمجھا تھا اس نے مال وصول کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا اگر اسے واپس نہ کیا جائے تو یہ درخواست ہے کہ وہ مال فارس جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے اور جسے وہ اپنے ہمراہ لے گیا ہے اس کے لیے محسوب کر لیا جائے۔ مگر حکومت نے اس میں سے کسی بات کو قبول نہ کیا۔

برادر ابن زکرویہ کا خروج:

اسی سال کے اسی مہینے میں یہ خبر آئی کہ الحسین بن زکرویہ عرف صاحب الشامہ کا ایک بھائی ایک جماعت کے ہمراہ فرات کے راستے سے الدالیہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کے پاس اعراب کی اور چوروں کی ایک جماعت جمع ہو گئی ہے وہ انھیں خشکی کے راستے سے دمشق کی طرف لے گیا۔ اس علاقے میں فساد برپا کیا اور وہاں کے باشندوں سے جنگ کی اس کے مقابلے کے لیے الحسین بن حمدان بن حمدون نامزد کیا گیا جو لشکر کی جماعت کثیر کے ہمراہ نکلا۔ القرمطی کی دمشق کی جانب روانگی اسی سال کے جمادی الاولیٰ میں ہوئی تھی۔

بلاد یمن کی تاراجی:

پھر یہ خبر آئی کہ یہ قرمطی طبریہ گیا تو لوگ اس کے داخل کرنے سے رکے۔ اس نے جنگ کی اور داخل ہو گیا۔ وہاں جو عورتیں اور مرد تھے ان میں سے اکثر قتل کر دیا شہر کو لوٹ لیا اور البادیہ کے نواح میں لوٹ گیا۔ ماہ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ وہ داعی جو یمن

کے نواح میں تھا وہ شہر صنعاء چلا گیا۔ اس سے وہاں کے باشندوں نے جنگ کی جس میں وہ ان پر فتح مند ہوا۔ باشندوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سوائے چند کے کوئی نہ بچا اور وہ یمن کے تمام شہروں پر زبردستی غالب آ گیا۔ ابو غانم عبد اللہ بن سعید:

محمد بن داؤد بن الجراح سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ زکریہ بن مہرویہ نے اپنے بیٹے صاحب الشامہ کے قتل کے بعد ایک شخص کو جو بچوں کو پڑھاتا تھا قریہ الزابوہ روانہ کیا جو الفلوجہ کے علاقے میں تھا۔ اس شخص کا نام عبد اللہ بن سعید اور کنیت ابو غانم تھی مگر اس نے اپنا نام نصر رکھ لیا کہ اپنا حال پوشیدہ رکھے۔ قبائل کلب پر گھوم کر انھیں اپنی رائے کی دعوت دینے لگا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ سوائے ایک شخص کے جو بنی زیاد میں سے تھا اور جس کا نام مقدم بن الکیال تھا۔ اس نے اس کے لیے ان کی چند جماعتوں کو جو فاطمیوں کی طرف منسوب تھے اور العلصیین کے یو قوفوں کو اور قبیلہ کلب کی تمام شاخوں کے بد معاشوں کو گمراہ کر دیا اور علاقہ شام کا قصد کیا۔ دمشق اور الاردن پر احمد بن کیفغ عامل تھا جو مصر میں اس ابن خلیج کی جنگ کے لیے مقیم تھا۔ جس نے محمد بن سلیمان کی مخالفت کی اور مصر کی طرف لوٹا اور اس پر غالب آ گیا۔ عبد اللہ بن سعید کی غارت گری:

عبد اللہ بن سعید نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بصری اور اذرعات کی طرف چلا گیا جو حوران اور البشیرہ کے دیہات میں سے تھے۔ ان کے باشندوں سے اس نے جنگ کی پھر انھیں امان دی۔ جب وہ مطیع ہو گئے تو جو انوں کو قتل کر دیا، بچوں کو قید کر لیا اور مال و اسباب کو لے لیا۔ دمشق کے قصد سے روانہ ہوا تو بالقابل مصریوں کی وہ جماعت نکلی جو دمشق کی حفاظت کے لیے مامور تھی۔ احمد بن کیفغ ان کو صالح بن الفضل کے ساتھ چھوڑ گیا تھا وہ ان پر غالب آ گئے، ان کی خون ریزی کی، امان کا وعدہ کر کے انھیں دھوکا دیا، صالح کو قتل کر دیا، اس کے لشکر کو توڑ دیا، شہر دمشق کا لالچ نہیں کیا حالانکہ وہ اسی کی طرف گئے تھے۔

اردن کی تباہی:

انھوں نے طبریہ کی طرف شہر جند الاردن کا قصد کیا۔ دمشق کے لشکر کی ایک جماعت بھی جو فتنے میں مبتلا ہو گئی ان سے مل گئی تھی یوسف بن ابراہیم بن بغامردی نے جنگ کی جو الاردن پر احمد بن کیفغ کا عامل تھا۔ اسے ان لوگوں نے شکست دی اور اسے امان دے کے بد عہدی کی اور اسے قتل کر دیا۔ شہر الاردن کو لوٹ لیا، عورتوں کو قید کر لیا اور باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ حکومت نے الحسین بن حمدان کے ساتھ بڑے بڑے سرداروں کو ان کی تلاش میں روانہ کیا۔ دمشق میں ابن حمدان ایسے وقت آیا کہ اللہ کے دشمن طبریہ میں داخل ہو چکے تھے۔ جب اس کی خبر انھیں پہنچی تو السماوہ کا رخ کیا۔ الحسین بیابان ساءہ میں ان کو تلاش کرتا ہوا ان کے پیچھے پیچھے گیا حالانکہ وہ لوگ ایک دریا سے دوسرے دریا کی طرف منتقل ہو رہے تھے اور اسے برباد کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے ان دونوں ندیوں کی پناہ لے لی جو الدمعانہ اور الحالہ کے نام سے مشہور تھیں الحسین پانی نہ ملنے کے باعث ان کے تعاقب سے رک گیا، اور الرحبہ لوٹ آیا۔

قریہ ہیت کی تاراجی:

قرامطہ اپنے گمراہ کے ہمراہ جس نے اپنا نام نصر رکھا تھا قریہ ہیت کی طرف رات کے وقت روانہ ہوئے، وہ ۲۱ شعبان کو صبح کو

طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اس حالت میں وہاں پہنچے کہ باشندے غافل تھے۔ نصر نے قریہ ہیت کو لوٹ لیا اور باشندوں میں سے جس پر قابو پایا، قتل کر دیا مکانوں کو جلا دیا اور ان کشتیوں کو لوٹ لیا جو دریائے فرات میں سفر کے لیے تیار تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ شہر کے باشندوں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قتل کیا جن میں مرد و عورت اور بچے تھے۔ جس مال و اسباب پر قابو پایا سب کچھ لے لیا۔ کہا گیا ہے کہ تین ہزار کجاووں میں جو اس کے ہمراہ تھے تقریباً دو سو کھتے گیہوں کے دونوں طرف برابر کر کے بھر لیے اور گیہوں اور عطر اور ردی سامان میں سے وہ تمام چیزیں جن کی اسے حاجت تھی وہاں جس دن داخل ہوا تھا اس کے بقیہ حصے میں اور اس کے بعد کے دن بھی مقیم رہا۔ وہاں سے بعد مغرب البریہ کی طرف کوچ کیا۔ یہ مصیبت جو اس نے پہنچائی یہ صرف اس شہر (ہیت) کے اطراف کے مکانات کو پہنچائی۔ باشندے شہر پناہ کی وجہ سے محفوظ رہے۔

محمد بن اسحاق بن کنداجیق اس قریہ ہیت کے سبب سے سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہیت کی جانب روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد موئس خازن نے اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن داؤد کا بیان:

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ قریہ ہیت کے وقت ہیت اس حالت میں پہنچے کہ وہاں کے باشندے غافل تھے مگر اللہ نے اس کی دیوار شہر پناہ کے ذریعے سے ان کی اس سے حفاظت کی۔ حکومت نے غلت کے ساتھ محمد بن اسحاق بن کنداجیق کو ان کی جانب روانہ کیا مگر وہ لوگ اس میں تین دن کے سوا نہیں ٹھہرے یہاں تک کہ محمد بن اسحاق ان سے قریب ہو گیا تو وہ ان سے المائین کی طرف بھاگے۔ محمد ان کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے انھیں اس حالت میں پایا کہ ان لوگوں نے اس کے اور اپنے درمیان کے دربار تباہ کر دیے تھے۔ دربار سے اس کے پاس اونٹ اور بہت سا پانی اور کھانا روانہ کیا گیا۔ الحسین بن حمدان کو الرحبہ کی جانب سے ان کی طرف روانہ ہونے کو لکھا گیا کہ وہ اور محمد بن اسحاق ان لوگوں پر حملہ کرنے میں متفق ہو جائیں۔

عبداللہ بن سعید کا قتل:

جب کلبیوں کو معلوم ہوا کہ لشکر آ رہا ہے تو انھوں نے اللہ کے دشمن کے متعلق جس نے اپنا نام نصر رکھا تھا مشورہ کیا۔ انھوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے یکا یک قتل کر دیا اور اس کا قاتل ان میں سے تھا ایک ہی شخص تھا جس کا نام الذئب القائم تھا۔ جو کچھ اس سے ہوا اس کے ذریعے تقریب حاصل کرنے اور بقیہ لوگوں کے لیے امان طلب کرنے کے لیے باب حکومت روانہ ہوا اسے بہت انعام دیا گیا، تعریف کی گئی اور اس کی قوم کی تلاش کو روک دیا گیا۔ وہ چند روز ٹھہر کے بھاگ گیا۔ محمد بن اسحاق کے مخبر نصر کے سر پر کامیاب ہو گئے۔ اسے کاٹ لیا اور مدینہ السلام میں بھیج دیا۔ اس کے بعد قریہ ہیت نے آپس میں ایسی خون ریزی کی کہ خون کے دریا بہہ گئے۔ مقدم بن الکیال وہ تمام مال بچا کر جو اس کے پاس جمع کیا گیا تھا علاقہ طے کی طرف چلا گیا۔ انھیں کا ایک گروہ کہ ان امور کو ناپسند کرتا تھا، بنی اسد میں چلا گیا جو عین التمر کے نواح میں مقیم تھے وہاں وہ ان کے پڑوسی بن گئے انھوں نے حکومت میں ایک وفد روانہ کیا جو کچھ سرزد ہوا اس کی معذرت اور بنی اسد کے پڑوس میں رہنے کی درخواست کی۔ یہ درخواست قبول کر لی گئی بقیہ فاسق جو دین قریہ ہیت میں بصیرت رکھنے والے تھے وہ المائین پر پائے گئے۔ حکومت نے حسین بن حمدان کو ان کی بیخ کنی کے لیے لکھا۔

ذکر رویہ کی ہدایات:

وہ رویہ نے اپنے ایک مبلغ کو ان کے پاس روانہ کیا جو السواد کے کسان، نہر تلحانا کا دھقان، القاسم بن احمد بن علی نام اور عرف ابو محمد تھا۔ اس نے بتایا کہ الذئب ابن القاسم کے فعل نے اسے بیزار کر دیا ہے ان پر سخت کر دیا ہے۔ وہ لوگ دین سے پھر گئے ہیں۔ ان کے ظہور کا اب وقت آ گیا ہے۔ کوفہ میں چالیس ہزار آدمیوں نے اس سے بیعت کی ہے اور دیہات میں چار لاکھ آدمیوں نے ان کے وعدے کا وہ دن ہے جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے حکیم موسیٰ علیہ السلام اور اپنے دشمن فرعون کی شان میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ ”تمہارے وعدے کا دن یوم الزینۃ (میلے کا دن) ہے اور یہ وہ دن ہے جس دن لوگ دن چڑھے اٹھائے جائیں گے۔“ ذکر رویہ انھیں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنا حال چھپائیں۔ روانگی شام کی جانب ظاہر کریں اور جائیں کوفہ کی طرف یہاں تک کہ یوم النحر کو جو ۱۰/ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ ۲۹۳ھ کو ہوگا۔ صبح کے وقت وہاں پہنچیں تو روکے نہ جائیں گے اور ان کے لیے وہ وعدہ ظاہر اور پورا ہوگا جس کا اس کے رسول ان کے پاس لاتے رہے اور القاسم بن احمد کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔

قرا مطیوں کا اہل کوفہ پر حملہ:

لوگوں نے اس کے حکم کی فرمانبرداری کی، کوفہ کے دروازے پر اس وقت پہنچے کہ اہل شہر اپنے عامل اسحاق بن عمران کے ہمراہ عید گاہ سے واپس ہو چکے تھے جو اس روز کوفہ کے دروازے پر پہنچے آٹھ سو سوار تھے یا اس کے قریب قریب جن کا سردار الذبانی بن مہر وہ تھا جو اہل الصواریا اہل جنبلہ میں سے تھا۔ وہ لوگ زرہ و جوش اور عمدہ قسم کے آلات سے آراستہ تھے، ہمراہ ایک جماعت پیادہ بھی تھی جو کجاووں پر تھے۔ عوام میں سے جو ملا انھوں نے حملہ کیا، ایک جماعت کا مال و اسباب چھین لیا۔ تقریباً بیس آدمیوں کو قتل کر دیا، لوگ کوفہ کی طرف دوڑے اور داخل ہو گئے۔ اور آپس میں ہتھیار ہتھیار کی ندادینے لگے۔

قرا مطہ کی مراجعت قادسیہ:

اسحاق بن عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ قرا مطہ میں سے تقریباً ایک ہزار سوار باب کندہ سے شہر کوفہ میں داخل ہو گئے۔ عوام اور سپاہ کی ایک جماعت جمع ہو گئی انھوں نے ان کو پتھر مارے، جنگ کی اور ان پر ڈھالیں ڈال دیں جس سے ان کے تقریباً بیس آدمی مقتول ہوئے، انھیں شہر سے نکال دیا۔ اسحاق بن عمران اور اس کے ساتھ کاشکر نکلا۔ القرا مطہ کے مقابلے میں جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے۔ اسحاق بن عمران نے اہل کوفہ کو پہرہ دینے کا حکم دیا کہ قرا مطہ کو غفلت میں موقع نہ ملے جس سے شہر میں داخل ہو جائیں۔ یوم النحر کو عصر کے وقت تک ان میں جنگ ہوتی رہی، قرا مطہ القادسیہ کی طرف بھاگے۔ اہل کوفہ نے شہر پناہ اور خندق کو درست کر لیا۔ رات دن سپاہ کے ہمراہ کھڑے ہو کر اپنے شہر کی حفاظت کرتے رہے۔

اسحاق بن عمران کی امداد طلبی:

اسحاق بن عمران نے حکومت کو لکھ کر امداد طلب کی۔ حکومت نے سرداروں کی ایک جماعت بھیجی جن میں طاہر بن علی بن وزیر اور وصیف بن صوار تکین ترکی اور الفضل بن موسیٰ بن بغا اور بشر خادم الاشئین اور جنی الصفوانی اور رائق الخزری تھے۔ البحر وغیرہ کے غلاموں کی ایک جماعت کو ان کے ساتھ کیا۔ ان کا سب سے پہلا دستہ نصف ذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو روانہ ہوا۔ ان میں کوئی رئیس نہ تھا، ہر ایک اپنے ساتھیوں پر رئیس تھا۔ القاسم بن سیمہ وغیرہ رؤسائے اعراب کو کوہستانی میدانوں کے اعراب کو دیا مضمر اور طریق

الفرات اور دوقا اور خانجار وغیرہ نواح میں جمع کرنے کا حکم دیا گیا کہ ان قرامطہ کی جانب روانہ ہوں کیونکہ سپاہی شام اور مصر کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے ان کے پاس مراسلے گئے اور وہ حاضر ہوئے۔ خبر آئی کہ جو لوگ اسحاق بن عمران کی مدد کے لیے روانہ ہوئے تھے وہ اپنے آدمیوں کے ہمراہ زکرویہ کی جانب روانہ ہو گئے اسحاق بن عمران کو مع اس کے ہمراہی آدمیوں کے کوفے میں چھوڑ دیا کہ اس کی حفاظت کرے ایک ایسے مقام تک گئے جس کے اور قادیسیہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ اور الصوار کے نام سے مشہور تھا جو بیابان میں ایک پہاڑی میدان تھا۔ وہاں پر زکرویہ ان سے ملا۔ وہ لوگ ۲۱/ ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو اس کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جنگ ۲۰/ ذی الحجہ یوم یک شنبہ کو ہوئی۔

زکرویہ کا حملہ:

سپاہیوں کی ترتیب اس طرح رکھی گئی کہ ان کے اور ان کی آبادی کے درمیان تقریباً ایک میل رہ گیا اور وہاں سپاہیوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔ باہم شدید جنگ ہوئی۔ دن کے شروع ہی میں قرامطی اور اس کے ساتھیوں کو ایسی شکست ہوئی نظر آئی کہ قریب تھا کہ ان پر فتح حاصل ہو جائے۔ زکرویہ نے پیچھے ایک لشکر کو پوشیدہ کیا تھا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ جب نصف النہار ہوا تو پوشیدہ لشکر نکل آیا، بستی لوٹ لی، سپاہیوں نے اپنے پیچھے تلوار دیکھی تو بری طرح بھاگے، قرامطی اور اس کے ساتھیوں نے تلوار چلائی اور جس طرح چاہا انہیں قتل کیا۔ الحجر کے غلاموں کی ایک جماعت نے جو زکرویہ تھے صبر کیا، وہ تقریباً سو غلام تھے۔ ایسی جاں فروشی کے ساتھ لڑے کہ قرامطہ کو شدید طور پر زخمی کرنے کے بعد سب کے سب قتل کر دیے گئے۔

قرامطہ کی کامیابی:

قرامطہ نے بستی کو گھیر کے اس پر قبضہ کر لیا، بحر اس کے کوئی نہ بچا جو اپنے گھوڑے پر تھا، چنانچہ وہ راستہ بھولا اور اسے پچا دیا جو بہت زخمی ہو گیا اور اپنے آپ کو مقتولین میں ڈال دیا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد مشکل سے روانہ ہو کے کوفے میں داخل ہو گیا۔ تیز رفتار گدھے جن پر ہتھیار اور آلات تھے سپاہ کے ہمراہ روانہ کیے تھے ان میں سے تین سو گدھے اور خچروں میں سے پانچ سو خچر اس بستی میں لے لیے گئے مذکور ہے کہ جو سپاہی اس جنگ میں مقتول ہوئے ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ جو ان کے غلاموں اور حاملوں اور آبادی والوں کے علاوہ تھے۔

قرامطی اور اس کے ساتھیوں نے جو کچھ اس جنگ میں لیا اس سے وہ قوی ہو گئے۔ وہ ان خرمیوں میں آیا جو اس کے ایک جانب تھے۔ چنانچہ اس میں سے اس نے غلہ اور جو لیے اور انہیں حکومت کے خچروں پر لاد کر اپنے لشکر لے گیا۔ مقام جنگ سے کوچ کر کے کوہی میدان میں تقریباً پانچ میل ایک ایسے مقام تک گیا جو نہر المشیہ کے قریب تھا اس لیے کہ مقتولین کی بدبو نے تکلیف پہنچا رکھی تھی۔

قرامطہ کی بجانب کوفہ پیش قدمی و پسپائی:

محمد بن داؤد بن الجراح سے مذکور ہے کہ وہ اعراب جن کے پاس زکرویہ نے قاصد بھیجا تھا اس وقت کوفے کے دروازے پر پہنچے کہ مسلمان اسحاق بن عمران کے ساتھ اپنی عید گاہ سے واپس آ چکے تھے۔ وہ دونوں جانب پھیل کے کوفے کے مکانات میں داخل ہو گئے۔ القاسم بن احمد کے لیے جو زکرویہ کا مبلغ تھا قبہ بنایا تھا کہتے تھے کہ ”یہ ابن رسول اللہ ہے“ اور یہ پکارتے تھے ”یال

ثارات الحسین‘ اس سے ان کی مراد الحسین بن زکریا تھی جو مدینۃ السلام کے باب جسر پر مصلوب تھا۔ ان کا اشعار ”یا احمد یا محمد“ تھا اس سے ان کی مراد زکریا کے وہ دونوں بیٹے تھے جو قتل کر دیے گئے تھے اور انھوں نے سفید جھنڈے ظاہر کیے اور ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ کوفیوں کے چرواہوں کو اس سے گمراہ کر دیں گے۔ اسحاق بن عمران اور اس کے ہمراہیوں نے سبقت کی اور انھیں دفع کر دیا، ان میں سے جو ثابت قدم رہا اسے قتل کر ڈالا۔ ایک جماعت آل ابی طالب کی بھی آگئی۔ انھوں نے اسحاق بن عمران کی ہمراہی میں جنگ کی۔ عوام کی بھی ایک جماعت آگئی انھوں نے بھی جنگ کی، قرامطہ نامراد واپس ہو کے اسی روز ایک گاؤں میں چلے گئے جو العشرہ کہلاتا تھا کہ طسوج السالحین و نہر یوسف کے اس آخری علاقے میں تھا جو خشکی کے متصل ہے۔

زکریا بن مہرویہ:

اللہ کے دشمن زکریا بن مہرویہ کی جانب ایسے شخص کو روانہ کیا جو قریہ الدریہ میں زمین کے اس گڑھے سے اسے نکال دے جس میں وہ برسوں پوشیدہ رہا تھا۔ قریہ الصوار والے اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اسے ولی اللہ کہتے تھے۔ جب اسے دیکھا تو عجبہ کیا۔ اس کے ہمراہ مبلغین اور خصوصین کی ایک جماعت بھی حاضر ہوئی۔ اس نے انھیں یہ بتایا کہ القاسم بن احمد ان پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ اسی نے انھیں دین سے نکل جانے کے بعد اس کی طرف لوٹایا ہے۔ وہ لوگ جب اس کا حکم مانیں گے تو انھیں اپنی عید کا یقین کر لینا چاہیے وہ انھیں ان کی مرادوں تک پہنچا دے گا، کچھ خاص علامات مقرر کریں جن میں آیات قرآنیہ کو جس بارے میں نازل ہوئی تھیں اس سے بدل کر بیان کر دیا۔

متبعین زکریا کا عہد:

زکریا کے لیے ان تمام عربی اور موٹی اور بڑی اشخاص نے جن کے دلوں میں کفر کی محبت جم گئی تھی اس امر کا اقرار کر لیا کہ وہ ان کا رئیس مقدم اور جلا و ماوا ہے، مد ملنے اور کامیاب ہونے کا یقین کر لیا۔ وہ انھیں اس طرح لے چلا کہ خود ان سے پوشیدہ تھا وہ سب اس کو ”سید“ پکارتے تھے اور اپنے لشکروں کے سامنے اسے ظاہر نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد القاسم تمام امور کا والی تھا وہ انھیں فرات کے آبپاشی والے حصے کے آخر تک جو کوفہ کے علاقے میں تھا اپنی رائے سے چلاتا رہا۔ انھیں یہ بتایا کہ اطراف کوفہ کے کل باشندے اس کے پاس آنے والے ہیں۔ وہاں وہ بیس روز سے زائد ٹھہر کر اپنے قاصدوں کو باشندگان اطراف کوفہ کے پاس جنھیں وہ اپنی طرف منسوب کر چکا تھا بھیجتا رہا، مگر باشندگان اطراف میں سے سوائے ان لوگوں کے کہ بد نصیبی جن کے شامل حال تھی اور کوئی اس سے نہ ملا اور وہ بھی عورتوں اور بچوں کے ساتھ تقریباً پانچ سو آدمی تھے۔

بغداد سے فوجی دستوں کی روانگی:

حکومت نے یکے بعد دیگرے لشکر اس کی جانب روانہ کیے۔ جو لوگ الانبار اور ہیت گئے تھے انھیں اس کے انتظام کے لیے اس خوف سے لکھا گیا کہ جو المائین میں مقیم تھے وہ کوفہ جاتے وقت دوبارہ اس پر حملہ نہ کر دیں۔ سرداروں کی ایک جماعت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئی، جن میں بشر الافشین اور جنی العفوانی اور خیر العری اور امیر المومنین کا غلام رائق اور وہ چھوٹے غلام تھے جو الحجر یہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان لوگوں نے قریہ الصوار کے قریب اللہ کے دشمنوں پر حملہ کیا۔ ان کے پیادہ اور سواروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ ان لوگوں نے اپنے مکانات ان لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیے تو یہ اس میں داخل ہو گئے۔ اور اسی میں مشغول ہو

گئے۔ قرامطہ پھر پلٹ پڑے۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا۔
زکرویہ کی پوشیدگی:

ایک شخص سے مذکور ہے کہ وہ اس وقت محمد بن داؤد بن الجراح کی مجلس میں موجود تھا جب کہ اس کے پاس قرامطہ کی ایک جماعت داخل کی گئی جن میں زکرویہ کا ہم زلف بھی تھا۔ جو کچھ اس نے اس سے بیان کیا اس میں یہ بھی تھا کہ زکرویہ میرے مقام پر میرے مکان کے تہ خانے میں پوشیدہ تھا جس کا دروازہ لوہے کا تھا۔ ہمارا ایک تور تھا جسے ہم منتقل کیا کرتے تھے۔ جب ہمارے پاس طلب آئی تو ہم نے تور کو تہ خانے کے دروازے پر رکھ دیا اور ایک عورت ٹھہر کر اسے گرم کرتی رہی۔ وہ اسی طرح چار سال رہا۔ یہ المعتمد کے زمانے کا واقعہ ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس حالت میں نہ نکلوں گا کہ المعتمد زندہ ہے۔ پھر وہ میرے ہاں سے ایک ایسے مکان میں منتقل ہو گیا جس میں مکان کے دروازے کے پیچھے ایک کوٹھری اس طرح بنائی گئی تھی کہ جب گھر کا دروازہ کھولا جاتا تھا تو وہ کوٹھری کے دروازے پر ڈھک جاتا تھا اندر آنے والا اندر آتا تھا مگر وہ اس کوٹھری کے دروازے کو نہیں دیکھتا تھا۔ جس میں وہ تھا یہی حال رہا یہاں تک کہ المعتمد مر گیا۔ اس وقت اس نے مبلغوں کو روانہ کیا اور نکلنے کی تیاری کی۔ جب اس جنگ کی خبر حکومت کو پہنچی جو الصوار میں قرامطی اور خلافت کے سپاہیوں کے درمیان ہوئی، لوگوں نے اسے بہت سخت جانا تو ان سرداروں کی ایک جماعت کوفہ کی روانگی کے لیے نامزد کی گئی جن کا میں نے ذکر کیا۔ سر لشکری محمد بن کنداج کو دی گئی، بنی شیبان والنمر کے اعراب میں سے تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے گئے اور انھیں تنخواہیں دی گئیں۔ ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو مکے سے دس آدمی کی ایک جماعت آئی۔ وہ خلافت کے دروازے پر گئے اور اپنے شہر کی طرف لشکر بھیجنے کی درخواست کی، اس لیے کہ انھیں علاقہ یمن میں جس شخص نے خروج کیا تھا جس سے یہ خوف تھا کہ وہ ان کے شہر کو کچل ڈالے گا۔ کیونکہ ان کے خیال میں وہ اس کے قریب آ گیا تھا۔
بغداد میں قرامطہ کی شکست کا اعلان:

۱۲/ رجب یوم جمعہ کو بغداد کے منبر پر وہ خط پڑھ کر سنایا گیا جو حکومت کے پاس آیا تھا کہ صنعاء اور یمن کے شہروں کے باشندے اس خارجی کے مقابلے پر جمع ہوئے جو زبردستی ان شہروں پر غالب آ گیا تھا۔ انھوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی، اس کے گمراہوں کو بھگا دیا۔ وہ نواح یمن کے کسی موضع میں چلا گیا۔ ۳/ شوال کو حکومت نے مظفر بن حاج کو خلعت دے کے اسے یمن کا عہدہ دار بنایا۔ ۵/ ذی القعدہ کو ابن حاج نکلا اور اپنے عمل یمن کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی موت تک وہیں مقیم رہا۔ اسی سال ۲۳/ رجب کو المکتفی کا خیمہ نکالا گیا، اور اس بنا پر اسے باب الشمامیہ میں نصب کیا گیا کہ وہ ابن الحاج کے سبب سے شام کی طرف روانہ ہوگا۔

فاتک اور الخلیجی کی جنگ:

اسی ماہ کی ۲۴/ تاریخ کو مصر سے فاتک کا ایک خریطہ آیا۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ وہ اور سردار الخلیجی کی طرف بڑھے۔ ان کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری جنگ میں ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیے گئے۔ بقیہ لوگ بھاگے تو وہ ان پر فتح مند ہو گئے، ان کی چھاؤنی کو گھیر لیا۔ الخلیجی بھاگ کے الفسطاط میں داخل ہو گیا۔ کسی کے پاس وہیں چھپ گیا۔ وفاداران خلافت الفسطاط میں داخل ہوئے۔ جب ٹھہر گئے تو الخلیجی اور اس شخص کو بتا دیا گیا جس کے ساتھ وہ پوشیدہ تھا اور جو اس کے پیروکاروں میں سے تھا، اس نے

گئے۔ قرامطہ پھر پلٹ پڑے۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا۔

زکرویہ کی پوشیدگی:

ایک شخص سے مذکور ہے کہ وہ اس وقت محمد بن داؤد بن الجراح کی مجلس میں موجود تھا جب کہ اس کے پاس قرامطہ کی ایک جماعت داخل کی گئی جن میں زکرویہ کا ہم زلف بھی تھا۔ جو کچھ اس نے اس سے بیان کیا اس میں یہ بھی تھا کہ زکرویہ میرے مقام پر میرے مکان کے تہ خانے میں پوشیدہ تھا جس کا دروازہ لوہے کا تھا۔ ہمارا ایک تور تھا جسے ہم منتقل کیا کرتے تھے۔ جب ہمارے پاس طلب آئی تو ہم نے تور کو تہ خانے کے دروازے پر رکھ دیا اور ایک عورت ٹھہر کر اسے گرم کرتی رہی۔ وہ اسی طرح چار سال رہا۔ یہ المعتضد کے زمانے کا واقعہ ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس حالت میں نہ نکلوں گا کہ المعتضد زندہ ہے۔ پھر وہ میرے ہاں سے ایک ایسے مکان میں منتقل ہو گیا جس میں مکان کے دروازے کے پیچھے ایک کوٹھری اس طرح بنائی گئی تھی کہ جب گھر کا دروازہ کھولا جاتا تھا تو وہ کوٹھری کے دروازے پر ڈھک جاتا تھا اندر آنے والا اندر آتا تھا مگر وہ اس کوٹھری کے دروازے کو نہیں دیکھتا تھا۔ جس میں وہ تھا یہی حال رہا یہاں تک کہ المعتضد مر گیا۔ اس وقت اس نے مبلغوں کو روانہ کیا اور نکلنے کی تیاری کی۔ جب اس جنگ کی خبر حکومت کو پہنچی جو الصوار میں قرامطی اور خلافت کے سپاہیوں کے درمیان ہوئی، لوگوں نے اسے بہت سخت جانا تو ان سرداروں کی ایک جماعت کوفہ کی روانگی کے لیے نامزد کی گئی جن کا میں نے ذکر کیا۔ سر لشکری محمد بن کنداج کو دی گئی، بنی شیبان والنمر کے اعراب میں سے تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے گئے اور انھیں تنخواہیں دی گئیں۔ ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو مکے سے دس آدمی کی ایک جماعت آئی۔ وہ خلافت کے دروازے پر گئے اور اپنے شہر کی طرف لشکر بھیجنے کی درخواست کی، اس لیے کہ انھیں علاقہ یمن میں جس شخص نے خروج کیا تھا جس سے یہ خوف تھا کہ وہ ان کے شہر کو کچل ڈالے گا۔ کیونکہ ان کے خیال میں وہ اس کے قریب آ گیا تھا۔

بغداد میں قرامطہ کی شکست کا اعلان:

۱۲/ رجب یوم جمعہ کو بغداد کے منبر پر وہ خط پڑھ کر سنایا گیا جو حکومت کے پاس آیا تھا کہ صنعاء اور یمن کے شہروں کے باشندے اس خارجی کے مقابلے پر جمع ہوئے جو زبردستی ان شہروں پر غالب آ گیا تھا۔ انھوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی، اس کے گمراہوں کو بھگا دیا۔ وہ نواح یمن کے کسی موضع میں چلا گیا۔ ۳/ شوال کو حکومت نے مظفر بن حاج کو خلعت دے کے اسے یمن کا عہدہ دار بنایا۔ ۵/ ذی القعدہ کو ابن حاج نکلا اور اپنے عمل یمن کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی موت تک وہیں مقیم رہا۔ اسی سال ۲۳/ رجب کو المکتفی کا خیمہ نکالا گیا، اور اس بنا پر اسے باب الشماسیہ میں نصب کیا گیا کہ وہ ابن الحاج کے سب سے شام کی طرف روانہ ہوگا۔

فاتک اور الخلیجی کی جنگ:

اسی ماہ کی ۲۴/ تاریخ کو مصر سے فاتک کا ایک خریطہ آیا۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ وہ اور سردار الخلیجی کی طرف بڑھے۔ ان کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری جنگ میں ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیے گئے۔ بقیہ لوگ بھاگے تو وہ ان پر فتح مند ہو گئے، ان کی چھاؤنی کو گھیر لیا۔ الخلیجی بھاگ کے الفسطاط میں داخل ہو گیا۔ کسی کے پاس وہیں چھپ گیا۔ وفاداران خلافت الفسطاط میں داخل ہوئے۔ جب ٹھہر گئے تو الخلیجی اور اس شخص کو بتا دیا گیا جس کے ساتھ وہ پوشیدہ تھا اور جو اس کے پیروکاروں میں سے تھا، اس نے

انھیں گرفتار کر کے اپنے پاس قید کر لیا۔

الخلیجی کی گرفتاری و روانگی بغداد:

فاتک کو انجی اور جو اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے مدینۃ السلام بھیجے کو لکھا گیا۔ المکتفی کے وہ خیمے واپس کیے گئے جو باب الشماسیہ تک روانہ کیے گئے تھے۔ اس کے خزانوں کے واپس کرنے کو کسی کو بھیجا گیا اور وہ بھی واپس کیے گئے وہ تکریت سے آگے بڑھ گئے تھے۔ فاتک نے انجی کو اور اس جماعت کو جو اس کے ساتھ گرفتار کی گئی تھی محمد بن ابی الساج کے مولیٰ بشر کے ہمراہ مصر سے مدینۃ السلام روانہ کر دیا جب اسی سال میں نصف رمضان کو پنجشنبہ کا دن ہوا تو وہ باب الشماسیہ سے مدینۃ السلام میں داخل کیا گیا۔ اس کے آگے آگے اکیس آدمی تھے جو اونٹوں پر تھے لمبی ٹوپیاں اور حریر کی عبا میں پہنے تھے۔ ان میں جیسا کہ کہا گیا بینک کے دو بیٹے تھے۔ ابن اشکال بھی تھا جو کمینہ عمر کے لشکر سے یہاں امان لے کے آیا تھا۔ ایک حبشی غلام ”صندل المزاجی“ بھی تھا المکتفی کے پاس خلیجی پہنچا تو اس نے اس کی طرف دیکھا اور دار الخلافہ میں اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور دوسرے لوگوں کو جدید قید خانے میں قید کرنے کا حکم دیا۔ انھیں ابن عمرو یہ کے پاس روانہ کر دیا گیا جس کے سپرد بغداد کی پولیس تھی۔ المکتفی نے اپنے وزیر العباس بن الحسن کو اس کی حسن تدبیر کا جو اس فتح میں ہوئی خلعت دیا۔ بشر الافشینی کو بھی خلعت دیا۔

۵/ شوال کو نصر القرمطی کا سر ایک نیزے پر نصب کر کے بغداد میں داخل کیا گیا جس نے ہیبت کو لوٹا تھا۔

رومیوں کا قورس پر حملہ:

۷/ شوال کو مدینۃ السلام میں یہ خبر آئی کہ رومیوں نے قورس پر دھاوا کیا۔ باشندوں نے ان سے قتال کیا۔ انھوں نے ان کو شکست دی اور ان کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ بنی تمیم کے رؤسا کو قتل کر دیا۔ بستی میں داخل ہو گئے۔ مسجد کو جلا دیا اور جس قدر باشندے بچ گئے تھے سب کو بھگا دیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۴ھ کے واقعات

ابن کیغلیغ اور رستم کی رومیوں پر فوج کشی:

اول محرم میں ابن کیغلیغ غازی بن کر طرسوس میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ رستم بھی روانہ ہوا۔ یہ رستم کی دوسری جنگ تھی وہ سلند و پہنچے اللہ نے انھیں فتح دی آلس گئے ان کے قبضے میں تقریباً پانچ ہزار سر آئے۔ رومیوں کا قتل عظیم کیا اور صحیح و سالم واپس ہوئے۔

زکرویہ کا قافلہ حجاج پر حملہ کرنے کا منصوبہ:

۱۲/ محرم کو مدینۃ السلام میں یہ خبر آئی کہ زکرویہ بن مہر ویہ قرمطی حاجیوں کے ارادے سے نہر المثنیہ سے کوچ کر کے ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا کہ اس کے اور واقعہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ رہ گیا اور محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ وہ لوگ خشکی میں مشرق

کی جانب روانہ ہو کے ماء سلیمان پہنچے۔ ان کے اور بستی کے درمیان ایک صحرائے بے آب رہ گیا۔ وہ اسی مقام پر حاجیوں کے ارادے سے ٹھہر کر پہلے قافلے کا انتظار کر رہا تھا۔ قافلہ ۶/یا ۷/محرم کو واقعہ پہنچا۔ اہل منزل نے ڈرایا اور خبر دی کہ ان کے اور غنیم کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے، کوچ کیا اور ٹھہرے نہیں تو بچ گئے۔ اس قافلے میں الحسن بن موسیٰ الربعی اور سیمالابراہیمی بھی تھے۔ جب قافلہ بالکل روانہ ہو گیا تو قرمطی واقعہ گیا، قافلے کا حال پوچھا تو انھوں نے اسے بتایا کہ وہ واقعہ میں نہیں ٹھہرا، اس نے ان پر الزام لگایا کہ تمہیں نے ان کو ڈرایا ہوگا، وہاں کے گھسیاروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور گھاس جلادی۔ باشندے اپنے قلعے میں محفوظ ہو گئے۔ وہ وہاں چند روز رہ کر زبالہ کی طرف کوچ کر گیا۔

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ لشکر زکرویہ کی تلاش میں عیون الطف کی طرف گئے۔ جب انھیں اس کا سلیمان میں ہونا معلوم ہوا تو وہاں سے واپس ہوئے۔ علان بن کشر دتہا سواروں کے ایک دستے کے ہمراہ مکے کے سیدھے راستے پر زکرویہ کی جانب روانہ ہوا۔ السیال میں اتر کے واقعہ کا رخ کیا، پہلے قافلے کے گزرنے کے بعد وہاں اتر۔ زکرویہ اپنے راستے میں بنی اسد کے گروہوں پر گذرا اور وہ انھیں اپنے ساتھ لے کے مکے سے واپس آنے والے حاجیوں کے ارادے سے براہ راست ان کو لوٹ لینے چلا۔

قافلہ حجاج پر حملہ:

اسی سال ۱۶/محرم کو کوفہ سے یہ منحوس خبر آئی کہ زکرویہ نے ۱۱/محرم یوم یک شنبہ کو خراسانی قافلے کو مکہ کے راستے میں العقبہ میں روکا۔ ان لوگوں نے اس سے شدید جنگ کی، اس نے بڑی بدسلوکی کے ساتھ پوچھا کہ آیا تم سرکاری جماعت ہو؟ انھوں نے جواب دیا نہیں ہم تو حاجی ہیں۔ یہ سن کر کہا: ”اچھا تم لوگ جاؤ کہ میں تمہارا قصد نہیں کرتا“۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو اس نے تعاقب کر کے اس پر حملہ کیا۔ اس کے ساتھی اونٹوں کے نیزے بھونکتے اور تلواروں سے ان کا پیٹ چاک کرنے لگے۔ اونٹ بھڑکے اور قافلہ رک گیا۔ خبیث کے ساتھی حاجیوں پر ٹوٹ کر جس طرح بنا قتل کرنے لگے۔ مردوں اور عورتوں کو قتل کیا، جن عورتوں کو چاہا گرفتار کر لیا اور جو کچھ قافلے میں تھا سب پر قابض ہو گئے۔

علان بن کشر مدکی مراجعت:

قافلے میں سے جو شخص بچ گیا وہ علان بن کشر دے ملا تھا۔ خبر دریافت کی تو اس نے خراسانی قافلے پر جو کچھ نازل ہوا اسے بتایا کہ ”تیرے اور اس قوم کے درمیان تھوڑا ہی فاصلہ ہے۔ آج رات کو یا کل دوسرا قافلہ پہنچے گا۔ اگر وہ شاہی جھنڈا دیکھیں گے تو ان کے دل مضبوط ہو جائیں گے۔ اور ان کے بارے میں اللہ ہی اللہ ہے“۔ علان اسی وقت لوٹ گیا اور اپنے ہمراہیوں کو بھی لوٹنے کا حکم دیا کہ میں آدمیوں کو قتل کے لیے پیش نہیں کروں گا۔

قافلہ حجاج پر قرامطہ کا دوسرا حملہ:

دوسرے قافلے والے آگے روانہ ہوئے جس میں المبارک التمی، احمد بن نصر العقیلی اور احمد بن علی بن الحسین الہمدانی بھی تھے۔ یہ لوگ فاجروں کے پاس پہنچ گئے، جو واقعہ سے کوچ کر چکے تھے، وہاں کے پانی تباہ کر دیے تھے۔ حوضوں اور کنوؤں کو ان اونٹوں اور گھوڑوں کی لاشوں سے پاٹ دیا تھا جو پیٹ پھٹے ہوئے ان کے ہمراہ تھے۔ منزل العقبہ میں ۱۲/محرم دوشنبہ کو اترے تو ان سے دوسرے قافلے والوں نے جنگ کی۔ ابوالعشار مع اپنے ساتھیوں کے قافلے کے شروع میں تھا۔ مبارک التمی مع اپنے ہمراہیوں

کے ساتھ میں تھا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ حاجیوں نے ان کو بھگا دیا قریب تھا کہ فتح یاب ہوں، فاجروں نے ان کے درمیانی حصے میں غفلت پائی تو اس جانب سے ان پر حملہ آور ہوئے۔ اپنے نیزے اونٹوں کی پسلیوں اور پیٹوں میں رکھ دیے اونٹوں نے حاجیوں کو کچل ڈالا۔ قرامطی ان پر قابو پا گئے، خوب تلوار چلائی اور آخر تک سب کو قتل کر ڈالا۔ سوائے اس کے جسے انھوں نے غلام بنالیا۔ العقبہ کے چند میل اس طرف سواروں کو روانہ کیا جو ان لوگوں سے ملے کہ تلوار سے بچ گئے تھے، ان کو امان دی، وہ لوٹے تو سب کو قتل کر دیا اور جن عورتوں کو پسند کیا انھیں قید کر لیا۔ مال اسباب لے گئے۔ المبارک اہمی اور اس کا بیٹا المظفر قتل کر دیا گیا۔ ابو العشار قید کر لیا گیا۔ مقتولین کو جمع کر کے ایک کو دوسرے پر رکھا گیا یہاں تک کہ وہ بہت بڑے ٹیلے کے مثل ہو گئے۔ ابو العشار کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کاٹے گئے اور اس کی گردن مار دی گئی۔ وہ عورتیں رہا کر دی گئیں جن کی انھیں خواہش نہ تھی۔

حجاج کا قتل:

زخمیوں کی وہ جماعت بچ گئی جو مقتولین کے درمیان پڑ گئے تھے۔ وہ رات میں بدشواری کھسکے اور چلے گئے۔ ان میں سے کچھ مر گئے کچھ بچ گئے۔ جو بہت کم تھے۔ قرامطہ کی عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ مقتولین میں گھومتی تھیں جو ان پر پانی پیش کرتے تھے۔ ان سے جو بات کرتا تھا اسے وہ اجازت دیتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ قافلے میں تقریباً بیس ہزار حاجی تھے جو سب کے سب قتل کر دیے گئے سوائے ان چند آدمیوں کے جو دشمن پر غالب آ کر بغیر زاد راہ کے بچ گئے یا جو مجروح ہو کر مقتولین میں پڑ گئے اور بعد کو بچ گئے یا جس کو انھوں نے اپنی خدمت کے لیے غلام بنالیا بیان کیا گیا ہے کہ جو مال اور قیمتی اسباب اس قافلے سے ان لوگوں نے لیے اس کی قیمت بیس لاکھ دینار تھی۔

بعض سکے ڈھالنے والوں سے مذکور ہے کہ ہمارے پاس مصر کے سکے ڈھالنے والوں کے خطوط آئے کہ تم لوگ مال دار بن جاؤ گے کیونکہ ابن طولون کے اعزہ نے اور ان مصری سرداروں نے جو مدینۃ السلام روانہ کر دیے گئے اور جو ان کی طرح مالدار تھے انھوں نے اپنے مصر کے مال کو مدینۃ السلام منگا بھیجا تھا اور انھوں نے مال لے جانے کے لیے سونے اور چاندی کے برتن اور زیور ڈھلوا لیے تھے اور وہ مکے بھیجا گیا تھا کہ حاجیوں کے ساتھ اسے مدینۃ السلام لے جائیں۔ وہ مدینۃ السلام جانے والے قافلوں کے ساتھ روانہ کیا گیا پھر وہ سب جاتا رہا۔

قرامطہ کا خراسانی قافلہ پر حملہ:

مذکور ہے کہ جس وقت دو شہنے کو قرامطہ اس قافلے کو قتل کر رہے اور لوٹ رہے تھے تو یکایک خراسانی قافلہ آ گیا۔ قرامطہ کی ایک جماعت ان کی جانب نکلی اور ان پر حملہ کر دیا، کیونکہ ان لوگوں کا راستہ بھی یہی تھا۔ جب زکریہ حاجیوں کے دوسرے قافلے سے فارغ ہو گیا، ان کے مال لے لیے، ان کی عورتوں کو تباہ کر چکا تو حوضوں اور کنوؤں کو آدھوں اور جانوروں کی لاشوں سے پائنے کے بعد اسی وقت العقبہ سے روانہ ہو گیا۔

محمد بن جراح کا تب کی روانگی کوفہ:

دوسرے قافلے پر اس کی رہزنی کی خبر مدینۃ السلام میں ۱۶/ محرم یوم جمعہ کو عشا کے وقت پہنچی تھی۔ یہ واقعہ تمام لوگوں پر اور سلطان پر بہت گراں گزرا۔ العباس ابن الحسن بن ایوب وزیر نے محمد بن جراح کا تب کو جو دفتر خراج و دفتر ضیاع مشرق اور دفتر

لشکر کا متولی تھا کو نے روانہ ہونے اور قمرطی کے مقابلے کے لیے لشکر روانہ کرنے کے لیے وہاں قیام کرنے کے لیے نامزد کیا وہ بغداد سے ۱۹/ محرم کو نکلا اور اپنے ہمراہ لشکر کو دینے کے لیے بہت سامان لے گیا۔ زکریہ زبالہ چلا گیا اور وہاں اتر گیا۔ سپاہ مقیم قادیسیہ کے خوف سے کہ کہیں وہ اسے پا جائیں اپنے آگے اور پیچھے خبر روانہ کیے کہ اس تیسرے قافلے کی بھی امید تھی جس میں مال اور سوداگر تھے۔

الاعلیٰ سے الشقوق اور وہاں الشقوق اور البطان کے درمیان الرمل کے کنارے موضع الطلیح میں ٹھہر کر تیسرے قافلے کا انتظار کرنے لگا، اس قافلے کے سرداروں میں نفیس المولدی اور صہاح الاسود بھی تھے اور اس کے ہمراہ شمسہ و خزانہ بھی تھا۔ شمسہ وہ تھا جس میں المعتصد نے نہایت عمدہ جواہر لگائے تھے۔ اسی قافلے میں ابراہیم بن ابی الاشعث بھی تھا جس کے سپرد مکہ و مدینہ کا محکمہ قضاء اور مکہ کا کام اور اس کی صلاح کا خرچ تھا۔ میمون بن ابراہیم کا تب تھا جس کے سپرد خراج و ضیاع کی معتمدی تھی۔ احمد بن محمد بن احمد عرف ابن الہزج اور الفرات بن احمد ابن محمد بن الفرات اور الحسن بن اسماعیل جو العباس بن الحسن کا قرابت دار تھا اور حریمین کے ڈاک کے محکمے کا متولی تھا اور علی بن العباس النہیکی تھا۔

زکریہ کا محاصرہ فید:

جب اس قافلے والے فید تک پہنچے تو انھیں خبیث زکریہ اور اس کے ساتھیوں کی خبر ملی، وہ لوگ فید میں حکومت کی جانب سے قوت پہنچائے جانے کے انتظار میں چند روز ٹھہرے۔ حالانکہ ابن کثمر دان لشکروں کے ساتھ جنھیں حکومت نے اس کے ہمراہ اور اس کے قبل و بعد بھیجا تھا راستے سے قادیسیہ لوٹ گیا تھا۔ زکریہ فید گیا۔ وہاں کے عامل کاٹام حامد بن فیروز تھا۔ حامد نے دو قلعوں میں سے ایک میں تقریباً ان سو آدمیوں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ مسجد میں تھے پناہ لے لی۔ دوسرے قلعے کو آدمیوں سے بھر دیا۔ زکریہ اہل فید سے مراسلت کر کے یہ درخواست کرنے لگا کہ وہ لوگ اپنے عامل کو اور وہاں کے لشکر کو اس کے سپرد کر دیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو میں انھیں امان دے دوں گا۔ مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست کو منظور نہ کیا۔ جب انھوں نے قبول نہ کیا تو اس نے جنگ کی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ اسے باشندوں کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو ہٹ گیا۔ پہلے النبا ج گیا پھر حنظلہ ابی موسیٰ الاشعری کو روانہ ہوا۔

زکریہ کا قتل:

ماہ ربیع الاول کے شروع میں المکتفی نے وصیف بن صوار تکین کو روانہ کیا، اس کے ہمراہ ایک جماعت سرداروں کی بھی تھی۔ وہ قادیسیہ سے خفان کے راستے پر روانہ ہوئے۔ وصیف نے ۲۲/ ربیع الاول یوم شنبہ کو اس سے مقابلہ کیا۔ دن بھر خون ریزی کی۔ رات ان کے درمیان حائل ہو گئی۔ ان لوگوں نے پہرے کی حالت میں رات بسر کی صبح کو جنگ دوبارہ چھڑی۔ لشکر نے ان کا قتل عظیم کیا اور وہ اللہ کے دشمن زکریہ تک پہنچ گئے۔ وہ پشت پھیرے ہوئے تھا کہ کسی لشکری نے اس کی گدی پر تلوار کی ایسی ضرب ماری جو اس کے دماغ تک پہنچ گئی، وہ اور اس کا نائب اور اس کے خاص لوگوں اور قرابت داروں کی ایک جماعت کو جن میں اس کا بیٹا اور اس کا کاتب اور اس کی بیوی بھی تھی گرفتار کر لیا گیا۔ لشکر شاہی نے جو کچھ اس کے لشکر میں تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ زکریہ پانچ دن زندہ رہا پھر اس کا پیٹ چاک کر کے اسی بنیت میں اسے روانہ کر دیا گیا۔ حاجی قیدیوں کو جو اس کے ہاتھ میں زندہ بچ گئے تھے واپس کر دیا گیا۔

ایک بطریق کا قبول اسلام:

اسی سال ابن کیفغ نے طرسوس میں رومیوں سے جہاد کیا جہاں اسے دشمن کے چار ہزار قیدی اور بہت سے گھوڑے اور مویشی اور اسباب ملا۔ ایک بطریق اس کی امان میں داخل ہوا اور اسلام لایا۔ طرسوس سے اس کی روانگی بغرض جہاد اسی سال کے اول محرم میں ہوئی تھی۔

اندرو نقش بطریق کی امان طلبی:

اسی سال اندرو نقش بطریق نے خلافت سے بطلب امان خط و کتابت کی، وہ بادشاہ روم کی جانب سے سرحد والوں کی جنگ پر مامور تھا۔ اس کی درخواست قبول ہوئی وہ خود بھی نکلا اور اس نے اپنے ہمراہ ان دو سو مسلمانوں کو بھی نکالا جو اس کے قلعے میں قید تھے۔ بادشاہ روم نے کسی ایسے شخص کو روانہ کیا تھا جو اسے گرفتار کر لے۔ اس نے ان مسلمانوں کو جو قلعے میں قید تھے ہتھیار دے دیے۔ ان کے ساتھ اپنے ایک بیٹے کو بھی نکالا۔ ان لوگوں نے اس بطریق پر رات کے وقت حملہ کر دیا جو اس کے گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے لشکر میں تھا وہ سب غنیمت میں لے لیا۔

قونیہ کی تباہی:

رستم سرحد والوں کے ہمراہ جمادی الاولیٰ میں اندرو نقش کے قصد سے نکلا تھا کہ اسے رہا کرے۔ چنانچہ اس جنگ کے بعد رستم قونیہ پہنچا، بطریقوں کو مسلمانوں کے ان کی طرف جانے کا علم ہوا تو وہ واپس ہو گئے۔ اندرو نقش نے اپنے بیٹے کو رستم کے پاس روانہ کیا۔ رستم نے اپنے کاتب کو اور بحرین کی ایک جماعت کو روانہ کیا۔ یہ لوگ قلعے میں سوئے جب صبح ہوئی تو اندرو نقش اور وہ تمام مسلمان قیدی جو اس کے ہمراہ تھے اور جوان میں سے ان کے پاس چلے گئے تھے اور جن نصاریٰ نے اس کی رائے کی موافقت کر لی تھی سب نکلے۔ اس نے اپنا مال و اسباب بھی نکال کر مسلمانوں کی چھاؤنی میں پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے قونیہ کو تباہ کر دیا۔ وہ لوگ اور اندرو نقش اور مسلمان قیدی اور وہ نصاریٰ جو اندرو نقش کے ہمراہ تھے طرسوس کی طرف لوٹے۔

زکرویہ کی جماعت کا فرار:

اسی سال جمادی الآخرہ میں حسین بن حمدان بن حمدون کے ساتھیوں اور زکرویہ کے ساتھیوں کی اس جماعت کے درمیان جنگ ہوئی جو اس جنگ میں بھاگ گئے تھے جس میں اس پر جو مصیبت آنا تھی وہ آئی۔ انھوں نے شام کے ارادے سے فزات کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اس نے ان پر ایسا حملہ کیا جس میں ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ:

اسی سال بادشاہ روم کے قاصد کہ ایک ان میں سے اس کے بیٹے ایون کا ماموں تھا، بیل خدام اور ان کے ہمراہ ایک جماعت تھی۔ بادشاہ کی جانب سے المکتفی کے نام ایک خریطہ لے کے باب الشماسیہ پہنچ جس میں اس نے اپنے شہر کے مسلمانوں سے بلاد اسلام کے رومیوں سے مبادلے کی درخواست کی تھی کہ 'المکتفی اپنا ایک قاصد بلاد روم روانہ کرے کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کو جمع کرے جو اس ملک میں ہیں اور وہ اس کے ساتھ کسی ایسے امر پر مجتمع ہو جائے جس پر دونوں اتفاق کر لیں، بیل خدام طرسوس میں

رہے کہ اس کے پاس وہ رومی قیدی جمع ہو جائیں جو سرحدوں میں ہیں کہ وہ انھیں مقام فدیہ تبادلہ تک لے جائے۔ وہ لوگ چند روز باب الشماسیہ میں مقیم رہے پھر بغداد میں داخل کیے گئے۔ ان کے ہمراہ بادشاہ روم کی جانب سے ہدیہ اور دس مسلمان قیدی بھی تھے۔ ان کا ہدیہ قبول کیا گیا اور بادشاہ روم کی درخواست منظور کی گئی۔

متفرق واقعات:

اسی سال شام میں اس خیال سے ایک شخص کو گرفتار کیا گیا کہ وہ السفیانی ہے۔ اسے اور اس کے ہمراہ ایک جماعت کو شام سے حاکم کے دروازے پر روانہ کر دیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ وہ مجنون ہے۔

اسی سال کے راستے میں اعراب نے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں سے ایک کا عرف الحداد اور دوسرے کا المنتقم تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں جو المنتقم تھا وہ زکرویہ کی بیوی کا بھائی تھا۔ ان دونوں کو انھوں نے کوفے میں نزار کے حوالے کر دیا۔ نزار نے انھیں حکام کے پاس روانہ کر دیا۔ اعراب سے مذکور ہے کہ یہ دونوں ان کے پاس جا کر انھیں بغاوت کی دعوت دیتے تھے۔

اسی سال الحسین بن حمدان نے شام کے راستے سے ایک شخص کو جس کا عرف الکلیال تھا مع ساٹھ آدمیوں کے جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے حکام کے پاس روانہ کر دیا۔ جنھوں نے اس سے امن لیا تھا اور جو زکرویہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اسی سال اندر نقش بطریق بغداد پہنچا۔

اسی سال الحسین بن حمدان اور کلب اور النمر اور اسد وغیرہ کے اعراب کے درمیان جنگ ہوئی جو اسی سال ماہ رمضان میں اس کی مخالفت پر جمع ہوئے تھے۔ انھوں نے اسے شکست دی اور باب حلب تک پہنچا دیا۔

اسی سال اعراب طے نے فید میں وصیف بن صوار تکین کا محاصرہ کیا۔ وہ امیر حج بنا کے روانہ کیا گیا تھا۔ تین دن تک اس کا محاصرہ رہا پھر وہ نکلا اور ان سے جنگ کی۔ کچھ بدویوں کو قتل کیا۔ اعراب بھاگ گئے۔ وصیف فید سے مع اپنے ہمراہی حاجیوں کے روانہ ہو گیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اسی سال الفضل بن عبد الملک الباشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۵ھ کے واقعات

ابن ابراہیم المسمعی کا خروج:

عبداللہ بن ابراہیم المسمعی نے شہر اصہبان سے کسی گاؤں پر خروج کیا جو چند فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً دس ہزار کاشت کار شامل ہو گئے۔ بدرالحما می کو اس کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔ اس کے ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت اور تقریباً پانچ ہزار آدمی لشکر کے شامل کیے گئے۔

بدو یو کا قتل:

اسی سال حسین بن موسیٰ کا ان اعراب طے پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ ہوا۔ جنھوں نے وصیف بن صوار تکین سے جنگ کی تھی۔ کہا گیا ہے کہ اس نے ستر بدویوں کو قتل کر دیا اور سواروں کی ایک جماعت کو قید کر لیا۔
ابو ابراہیم اسماعیل کی وفات:

اسی سال ۱۳/ صفر کو ابو ابراہیم اسماعیل بن احمد عامل خراسان و ماوراء النہر کی وفات ہوئی۔ اس کا بیٹا احمد بن اسماعیل بن احمد اس کا قائم مقام اور اپنے باپ کے اعمال کا والی بنایا گیا۔ مذکور ہے کہ ۴/ ماہ ربیع الآخر کو دربار کیا۔ اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے کے طاہر بن علی بن وزیر کو دیا، اسے خلعت سے مخلع کیا اور جھنڈا لے کے احمد بن اسماعیل کے پاس جانے کا حکم دیا۔
منصور بن عبد اللہ کی معذرت:

اسی سال منصور بن عبد اللہ ابن منصور کا تب کو عبد اللہ بن ابراہیم المسمعی کے پاس روانہ کیا گیا۔ انجام مخالفت کا خوف دلایا گیا۔ وہ اس کے پاس روانہ ہو گیا۔ جب پہنچا تو اس سے گفتگو کی۔ وہ فرمانبرداری میں واپس آ گیا اور اپنے غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ ہو کے اپنے عمل اصہبان پر کسی کو نائب بنادیا۔ اس کے ہمراہ منصور بن عبد اللہ بھی تھا، یہاں تک کہ باب خلافت پر پہنچ گیا۔ المکتفی اس سے راضی ہو گیا، انعام دیا اور اس سے اور اس کے بیٹے کو خلعت سے سرفراز کیا۔
متفرق واقعات:

اسی سال الحسین بن موسیٰ نے الکردی پر حملہ کیا جو بردستی نواح میں موصل پر غالب آ گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں پر فتح مند ہوا۔ اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ الکردی بچ گیا۔ پہاڑوں میں پناہ لے لی اور اس کا پتہ نہ لگا۔
اسی سال المظفر بن حاج کو یمن کے اس حصے پر جس پر بعض خارجی غالب آ گئے تھے فتح ہوئی۔ اس نے ان کے ایک رئیس کو جس کا عرف انگلیسی تھا گرفتار کر لیا۔

اسی سال ۱۷/ جمادی الآخرہ کو خاقان المفلحی کو یوسف بن ابی الساج کی جنگ کے لیے آذربائیجان کی روانگی کا حکم دیا گیا۔ لشکر کے تقریباً چار ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے گئے۔ ۱۷/ رمضان کو ابو مضر زیادۃ اللہ بن الاغلب کا قاصد بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ فتح الانجلی تھا، تحائف بھی تھے جو المکتفی کو بھیجے گئے تھے۔ اسی سال ذی القعدہ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان معاملہ مبادلہ و فدیہ مکمل ہوا۔ جن عورتوں اور مردوں کا فدیہ دیا گیا وہ تین ہزار تھے۔

المکتفی باللہ کی وفات:

۱۲/ ذی القعدہ کو المکتفی باللہ کی وفات ہوئی۔ جس روز اس کی وفات ہوئی اس دن وہ بتیس سال کا تھا۔ ۲۶۳ھ میں پیدا ہوا تھا۔ کنیت ابو محمد تھی۔ اس کی ماں ترکی ام ولد تھی جس کا نام جبک تھا۔ متوسط اندام، خوش رنگ، خوبصورت بال اور سر پر زلفیں اور بھری ہوئی ڈارھی تھی۔



باب ۸

خلیفہ المقتدر باللہ

بیعت خلافت:

جعفر بن المعتمد باللہ سے بیعت کی گئی۔ بیعت کے بعد المقتدر باللہ کا خطاب دیا گیا۔ وہ اس روز تیرہ برس ایک مہینے اکیس دن کا تھا۔ اس کی ولادت ۲۲/ رمضان شب جمعہ کو ۲۸۲ھ میں ہوئی تھی۔ کنیت ابو الفضل تھی۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام شغب تھا۔

الملکفی باللہ کی تدفین:

مذکور ہے کہ جس روز اس سے بیعت کی گئی اس روز بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے۔ جب المقتدر کی بیعت ہو گئی تو الملکفی کو غسل دیا گیا، نماز جنازہ ادا کی گئی اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان میں ایک مقام پر دفن کر دیا گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال حج بن حاج اور لشکر کے درمیان ایام منی میں دوسرے روز (۱۱/ ذی الحجہ کو) ان لوگوں کے المقتدر کی بیعت کا انعام طلب کرنے کے سبب سے ایسی جنگ ہوئی جس میں ایک جماعت مقتول ہوئی اور ایک مجروح۔ جو لوگ منی میں تھے وہ بستان ابن عامر بھاگ گئے۔ لشکر نے منی میں ابی عدنان ربیعہ ابن محمد کا خیمہ لوٹ لیا جو قافلوں کے امرا میں سے تھا۔ مکے سے واپس ہونے والوں کو راستے میں رہزنی اور پیاس کی ایسی شدید تکلیف پہنچی کہ کہا گیا ہے ایک جماعت پیاس سے مر گئی۔ میں نے بعض لوگوں سے سنا جو یہ بیان کرتے تھے کہ آدمی اپنے ہاتھ میں پیشاب کرتا تھا پھر اسے پی لیتا تھا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۶ھ کے واقعات

المقتدر کی معزولی کا منصوبہ:

سرداروں اور کاتبوں اور قاضیوں کی ایک جماعت نے المقتدر کی معزولی پر اتفاق کر کے مشورہ کیا کہ کس کو بجائے اس کے منتخب کیا جائے۔ اتفاق رائے عبد اللہ بن المعتر پر ہوا۔ انھوں نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی تو اس نے اس شرط پر منظور کیا کہ خون ریزی و جنگ نہ ہو۔ انھوں نے اسے یہ خبر دی کہ حکومت بخوشی اس کے سپرد کر دی جائے گی، تمام سردار اور لشکر اور کاتب جو ان کے پیچھے ہیں سب اس سے راضی ہیں آخر اسی شرط پر بیعت کر لی۔ اس معاملے میں سرگرد محمد بن داؤد بن الجراح اور ابوالمشلی احمد ابن یعقوب قاضی تھے۔ محمد بن داؤد بن الجراح نے سرداروں کی ایک جماعت سے المقتدر کے ناگہانی قتل اور عبد اللہ بن المعتر کی بیعت کا تصفیہ کیا تھا۔

العباس بن الحسن کا قتل:

العباس بن الحسن کی رائے بھی یہی تھی۔ جب العباس نے یہ دیکھا کہ اس کا معاملہ المقتدر ہی کے ساتھ قابل اعتماد ہے تو اس کی رائے بدل گئی اس وقت دوسروں نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ جو لوگ اس کے قتل پر مقرر تھے وہ بدرالاعجبی اور الحسین بن حمدان اور وصیف بن صوار تکین تھے۔

ابن المعتز کی بیعت:

یک شبے کا دن تھا کہ المقتدر کو سرداروں اور کاتبوں اور بغداد کے قاضیوں نے معزول کر دیا، عبداللہ بن المعتز سے بیعت کر لی اور اسے الراضی باللہ کا خطاب دیا۔ وہ شخص جس نے سرداروں سے اس کی بیعت لی اور انھیں حلف دینے پر اور ان کے نام پکارنے پر مقرر ہوا وہ کاتب لشکر محمد ابن سعید الارزق تھا۔

اسی روز الحسین بن حمدان اور دار الخلافہ کے غلاموں کے درمیان صبح سے نصف النہار تک شدید جنگ ہوئی۔

ابن المعتز کی گرفتاری:

اسی روز وہ جماعتیں جنھیں محمد بن داؤد نے ابن المعتز کی بیعت کے لیے جمع کیا تھا اس کے پاس سے منتشر ہو گئیں۔ اس لیے کہ وہ خادم جو موس کہا جاتا تھا اس نے دار الخلافہ کے کچھ غلاموں کو کشتیوں میں سوار کیا اور ان کشتیوں کو جن میں وہ سوار تھے دجلے میں لے گیا۔ جب وہ لوگ اس مکان کے مقابل پہنچے جس میں ابن المعتز اور محمد داؤد تھا تو وہ ان پر چلائے اور انھیں تیر مارے۔ وہ منتشر ہو گئے۔ جو لشکر اور کاتب اور سردار اس مکان میں تھے وہ بھاگے، ابن المعتز بھی بھاگا۔ بعض لوگ جنھوں نے ابن المعتز سے بیعت کی تھی المقتدر سے مل گئے اور انھوں نے یہ عذر کیا کہ انھیں اس کے پاس جانے سے روکا گیا۔ بعض چھپ گئے جو گرفتار کر کے قتل کر دیے گئے۔ عام لوگوں نے ابن داؤد اور العباس بن الحسن کے مکانات لوٹ لیے، جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں ابن المعتز بھی گرفتار کر لیا گیا۔

بغداد میں برف باری:

اسی سال ۲۶ / ربیع الاول یوم شنبہ کو بغداد میں صبح سے نماز عصر تک برف گری یہاں تک کہ مکانوں اور چھتوں پر تقریباً چار انچ برف ہو گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی برف بغداد میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔

اسی سال ۲۸ / ربیع الاول یوم دوشنبہ کو محمد بن یوسف قاضی اور محمد ابن عمرو بن ابوالمثنیٰ اور ابن الجصاص اور الارزق کاتب لشکر کو ایک جماعت کے ساتھ مونس خازن کے سپرد کیا گیا۔ ابوالمثنیٰ کو اس نے باب حکومت میں چھوڑ دیا اور دوسروں کو اپنے مکان لے گیا۔ بعض نے اپنا فدیہ دے دیا۔ بعض قتل کر دیے گئے اور بعض کی سفارش کی گئی تو رہا کر دیے گئے۔

طاہر بن محمد اور سبکری کی جنگ:

اسی سال طاہر بن محمد بن عمرو بن الیث اور عمرو بن الیث کے غلام سبکری کے درمیان جنگ ہوئی۔ سبکری نے طاہر کو گرفتار کر لیا اور اسے اس کے بھائی یعقوب بن محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا۔

حسین بن حمدان کی امان طلبی:

اسی سال ابوالقاسم بن سہما کو سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ حسین بن حمدان بن حمدون کی تلاش میں روانہ

کیا گیا۔ وہ اس کام کے لیے قرقسیا اور الرحبہ اور الدالیہ گیا۔ الحسین کے بھائی عبداللہ بن حمدان بن حمدون کو اپنے بھائی کی تلاش کے لیے لکھا۔ اس نے اور اس کے بھائی نے ایک مقام پر جو الالعی کے نام سے مشہور تھا اور دجلہ کی غربی جانب تکریت اور السو قانیہ کے درمیان تھا مقابلہ کیا۔ عبداللہ بھاگ گیا الحسین نے کسی کو بھیج کر امان طلب کی جول گئی۔

حسین بن حمدان کی بغداد میں آمد:

اسی سال ۲۳ / جمادی الآخرہ کو الحسین بن حمدان بغداد پہنچا اور باب حرب میں اترا دوسرے روز اسے خلعت دیا گیا اور قم اور قاشان کا عہدہ دار بنایا گیا۔ ۲۳ / جمادی الآخرہ کو یوسف بن ابی الساج کے کاتب اور اس کے قاصد ابن دلیل نصرانی کو خلعت دیا گیا۔ یوسف بن ابی الساج کو المراندہ اور آذربائیجان کا عہدہ دار بنایا گیا، خلعت روانہ کیے گئے اور اپنے عمل کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔

مونس خادم کا جہاد:

اسی سال نصف شعبان کو مونس خادم کو خلعت دیا گیا اور اسے زمستانی جہاد کے لیے طرسوس جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ اس کے لیے روانہ ہوا۔ وہ بہت بڑے لشکر اور سرداروں کی ایک جماعت اور الحجر کے غلاموں کے ہمراہ نکلا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک البہاشی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۷ھ کے واقعات

مونس خادم کی کامیاب مہم:

مونس خادم بہت بڑے لشکر کے ہمراہ بلاد روم میں سرحد ملطیہ سے زمستانی جہاد کو چلا۔ اس کے ہمراہ ابو الاغر السلمی بھی تھا۔ وہ روم پر فتح مند ہوا اور آخر ۲۹۶ھ میں کفار کو گرفتار کیا۔ اس کی اطلاع ۶ / محرم کو آئی۔

الیث بن علی کی سرکشی:

اسی سال نافرمان الیث بن علی بن الیث ایک لشکر کے ہمراہ فارس گیا اور زبردستی اس پر غالب آ کے وہاں سے سبکی کو نکال دیا۔ طاہر ابن محمد کو گرفتار کر کے سلطان کے پاس بھیجنے کے بعد حکومت نے سبکی کو والی بنا دیا تھا۔ المقتدر نے الیث بن علی کی جنگ کے لیے مونس خادم کو فارس کی روانگی کا حکم دیا۔ وہ اسی سال رمضان میں اس کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال شوال میں المقتدر نے القاسم بن سیماکو بڑے لشکر کے ہمراہ بلاد روم میں زمستانی جہاد کے لیے روانہ کیا۔

الیث بن علی کی شکست:

اسی سال مونس خادم اور الیث بن علی بن الیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں الیث کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت گرفتار اور قتل کی گئی۔ ایک بڑی جماعت مونس کی پناہ میں آ گئی۔ شاہی سپاہی النوبند جان میں داخل ہو گئے۔ جس پر الیث نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس ابن محمد نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا۔

۲۹۸ھ کے واقعات

القاسم بن سیمانے روم میں زمستانی جہاد کیا۔

سبکری اور وصیف کامہ کی جنگ:

اسی سال المقتدر نے عمرو بن الیث کے غلام سبکری کی جنگ کے لیے وصیف کامہ الدیلمی کو لشکر اور سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ کیا۔ اسی سال سبکری اور وصیف کامہ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں وصیف کامہ نے اسے شکست دے کے فارس سے نکال دیا۔ وصیف اور اس کے ہمراہی فارس میں داخل ہو گئے۔ سبکری کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت امان میں آگئی، سر لشکر ’القتال‘ گرفتار کر لیا گیا۔ سبکری مع اپنے مال و ذخیرے کے بھاگ کر احمد بن اسماعیل بن احمد کے پاس گیا۔ اس نے جو کچھ اس کے ساتھ تھا لے لیا اور قید کر دیا۔

محمد بن علی بن الیث کی گرفتاری:

اسی سال بست اور الرنج کے نواح میں احمد بن اسماعیل بن احمد اور محمد بن علی بن الیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں احمد بن اسماعیل نے اسے گرفتار کر لیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۹ھ کے واقعاتبلخ الارمنی کا محاصرہ:

نواح طرسوس میں رستم بن بردوانے زمستانی جہاد کیا جو بنی نفیس کی طرف والی سرحدوں کا والی تھا۔ اس کے ہمراہ دمیانہ بھی تھا، اس نے بلخ الارمنی کے قلعے کا محاصرہ کیا، پھر وہاں سے کوچ کیا۔ بھیڑ بکری والوں کے مکانات جو بیرون شہر تھے جلا دیے۔

بجستان کی فتح:

اسی سال احمد بن اسماعیل بن احمد عریضہ لے کے آیا جس میں یہ خبر تھی کہ اس نے بجستان فتح کر لیا اور اس کے ساتھی اس میں داخل ہو گئے اور انھوں نے نافرمان کے ساتھیوں کو نکال دیا۔ المعدل بن علی بن الیث مع اپنے ان ساتھیوں کے جو اس کے ہمراہ تھے اس کی امان میں چلا گیا۔ اس روز المعدل زرنج میں مقیم تھا، پھر وہ احمد بن اسماعیل کے پاس چلا گیا جو بست اور الرنج میں مقیم تھا۔ ابن اسماعیل نے اسے اور اس کے عیال کو اور اس کے ہمراہیوں کو ہرات روانہ کر دیا۔ بجستان اور بست اور الرنج کے درمیان ساٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ ۱۰/ صفر یوم دوشنبہ کو اس کے متعلق خبر پہنچ آئی۔

اسی سال زکریہ کا ساتھی العطیر امان لے کے بغداد پہنچا۔ اس کے ہمراہ الاغر بھی تھا۔ وہ بھی زکریہ کے سرداروں میں سے تھا۔

علی بن محمد بن الفرات پر عتاب:

اسی سال ذی الحجہ میں ۴/ تاریخ کو علی بن محمد بن الفرات پر عتاب ہوا۔ اسے قید کیا گیا اور اس کے اور اس کے اہل و عیال کے مکانات پر پہرہ لگا دیا گیا۔ جو کچھ ملا سب لے لیا گیا۔ اس کے اور اس کے بھائی کے بیٹوں کے اور ان کے اہل و عیال کے مکانات لوٹ لیے گئے۔ محمد بن عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزیر بنایا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۳۰۰ھ کے واقعات

ایک خارجی کی سرکوبی:

عامل برقہ کا قاصد بغداد میں اس خارجی کی خبر لایا جس نے خروج کیا تھا۔ عمل برقہ مصر سے چار فرسخ پیچھے تک تھا۔ اس کے بعد عمل مغرب تھا۔ اسے اس کے لشکر پر فتح ہوئی۔ مخلوق کو قتل کر دیا۔ ہمراہ مقتولین کے ناک کا ہار اور خارجی کے کچھ جھنڈے بھی تھے۔

بغداد میں امراض کی کثرت:

اسی سال بغداد میں امراض کی کثرت ہوئی۔ مذکور ہے کہ جنگل کے کتے اور بھیڑیے اس میں بدحواس ہو گئے۔ وہ انسانوں اور گھوڑوں اور جانوروں کو تلاش کرتے تھے۔ جب کسی انسان کو کاٹ لیتے تھے تو اسے ہلاک کر دیتے تھے۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک البہاشی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۳۰۱ھ کے واقعات

محمد بن عبید اللہ کی معزولی:

المقتدر نے محمد بن عبید اللہ کو وزارت سے معزول کر کے اسے مع اس کے بیٹوں عبد اللہ اور عبد الواحد کے قید کر دیا۔ علی بن عیسیٰ بن داؤد ابن الجراح کو اپنا وزیر بنایا۔

بغداد میں وبا کی کثرت:

اس سال بھی بغداد میں وبا کی کثرت ہوئی۔ ایک قسم کی وبا وہ تھی جس کا نام لوگوں نے حنین رکھا۔ ایک قسم وہ تھی جس کا نام الماسر رکھا۔ حنین میں سلامت تھی اور الماسر اہلاک کرنے والا طاعون تھا۔

حسین بن منصور حلاج:

اسی سال علی بن عیسیٰ وزیر کے مکان پر ایک شخص کو حاضر کیا گیا۔ جس کے متعلق بیان کیا گیا کہ اس کا عرف الحلاج اور کنیت ابو محمد مشعوز ہے۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک ساتھی بھی تھا۔ میں نے لوگوں کی ایک جماعت سے سنا جن کا یہ گمان تھا کہ وہ رب (پروردگار) ہونے کا مدعی ہے۔ اسے اور اس کے ساتھی کو تین دن تک ہر روز شروع سے نصف النہار تک لٹکایا گیا۔ ان دونوں کو اتارا جاتا تھا اور ان کے قید کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ وہ طویل مدت تک قید رکھا گیا۔ ایک جماعت اس سے فتنے میں مبتلا ہو گئی جن میں نصر القشوری وغیرہ بھی تھے یہاں تک کہ جو اس کی برائی کرتا تھا لوگ اسے بددعا دیتے تھے۔ اور اس پر غل بچاتے تھے۔ اس کا معاملہ پھیل گیا۔ اور وہ قید سے نکالا گیا اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے گئے۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی پھر اسے آگ میں جلا دیا گیا۔

الحسین بن حمدان کی فتوحات:

اس سال الحسین بن حمدان بن حمدون نے زمستانی جہاد کیا۔ طرسوس سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے بہت سے قلعے فتح کیے اور رومیوں کی مخلوق کثیر کو قتل کیا۔

احمد بن اسمعیل کا قتل:

اسی سال احمد بن اسمعیل ابن احمد جو خراسان و ماوراء النہر کا حاکم تھا قتل کیا گیا۔ ایک ایسے ترک غلام نے قتل کیا جو اس کا خاص غلام تھا۔ اس نے اور اس کے ساتھ دو غلاموں نے جو اس کے خیمے میں گھس گئے اسے ذبح کر دیا۔ پھر اس طرح بھاگے کہ ان کا پتہ نہ لگا

نصر بن احمد اور اسحاق بن احمد میں اختلاف:

اسی سال نصر بن احمد بن اسمعیل بن احمد اور اس کے باپ کے چچا اسحاق بن احمد کے درمیان اختلاف ہوا۔ نصر بن احمد کے ساتھ اس کے باپ کے غلام اور اس کے کاتب اور اس کے سرداروں کی جماعت اور مال و اسباب و ہتھیار تھے وہ اپنے باپ کے قتل کے بعد بخارا چلا گیا۔ اسحاق بن احمد سمرقند میں نفرس سے علیل تھا۔ اس نے سمرقند کے لوگوں سے خواہش کی کہ اسے اپنا سردار بنالیں۔ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لیے اسمعیل بن احمد کے قتل کی درخواست کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسحاق نے اپنے عریضے عمران المرزبانی کو روانہ کیے تاکہ وہ انھیں پہنچا دے۔ نصر بن احمد بن اسمعیل نے حماد بن احمد کو بھیجے۔

جنگ باب بخارا:

اسی سال ۱۶ شعبان کو نصر بن احمد بن اسمعیل اور اس کے بخارا والے ساتھیوں اور اس کے باپ کے چچا اسحاق بن احمد اور اس کے سمرقند والے ساتھیوں کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں نصر اور اس کے ساتھیوں نے اسحاق اور اہل سمرقند کو اور ان کو جو اس نواح کے باشندوں میں سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے شکست دی اور وہ سب بھاگ کر اس سے جدا ہو گئے۔ یہ جنگ ان کے درمیان باب بخارا پر ہوئی تھی۔

اسحاق بن احمد کی گرفتاری:

اسی سال اہل بخارا نے اسحاق بن احمد اور اس کے ہمراہیوں کو شکست دینے کے بعد اہل سمرقند پر دھاوا کیا۔ ان کے درمیان

یہ دوسری جنگ تھی جس میں اہل بخارا کو اہل سمرقند پر فتح ہوئی۔ انھوں نے اس کو پسا کر دیا۔ انھیں تلوار کے گھاٹ اتار اور زبردستی سمرقند میں داخل ہو گئے۔ اسحاق بن احمد گرفتار کر لیا گیا اور جو کام اس کے سپرد تھا اس پر عمرو بن نصر بن احمد کے ایک بیٹے کو والی بنا دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ابن البصری کے ساتھی جو اہل مغرب میں سے تھے برقہ میں داخل ہوئے وہاں سے انھوں نے عامل کو نکال دیا۔ ابو بکر محمد بن علی بن احمد ابن ابی زبور الماذرائی کو اعمال مصر اور اس کے خراج کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ابوسعید الجنبی کو قتل کیا گیا جس نے نواح بحرین میں خروج کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا خادم اس کے قتل کا مرتکب ہوا۔ اسی سال بغداد میں بیماریوں کی کثرت ہوئی۔ باشندوں میں موت پھیل گئی۔ الحرہ اور شہر کے بیرونی مکانات کے باشندوں میں اس کی کثرت تھی۔ اسی سال ابن البصری کا ایک سردار بربریوں اور مغربیوں کے ہمراہ الاسکندریہ پہنچا۔ اسی سال عامل تکلین کا مصر سے عریضہ آیا جس میں اس نے مدد کی درخواست کی تھی۔

امیر جعفر الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۳۰۲ھ کے واقعات

ابن عبد الباقی کی کمک:

علی بن عیسیٰ وزیر کے ابن عبد الباقی کو اسی سال دو ہزار سواروں کے ہمراہ تابستانی جہاد میں ابن ابی الساج کے خادم بشری مدد کے لیے جو طرسوس کا والی تھا طرسوس روانہ کیا۔ انھیں تابستانی جہاد کا موقع نہ ملا تو انھوں نے سخت سردی برف میں زمستانی جہاد کیا۔

الاطروش کا حسن انتظام:

اسی سال الحسن بن علی العلوی الاطروش طبرستان پر غالب آنے کے بعد آمل سے ہٹ کے سالوس جا کر وہیں مقیم ہو گئے۔ حاکم الرے صعلوک نے لشکر بھیجا مگر اس کا لشکر وہاں ٹھہر نہ سکا۔ الحسن بن علی وہاں پلٹ آئے۔ لوگوں نے الاطروش کا ساعدل اور اس کی سی حسن سیرت اور اس کا ساقی کو قائم کرنا نہیں دیکھا۔

حباسہ کا اسکندریہ پر غلبہ:

اسی سال ابن البصری کا ساتھی حباسہ الاسکندریہ میں داخل ہو کے اس پر غالب آ گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دوسو بحری کشتیوں کے ساتھ وہاں وارد ہوا۔ اسی سال ابن البصری کا ساتھی حباسہ ایک مقام پر پہنچا جو فسطاط مصر سے ایک منزل پر تھا جس کا نام فسطاط تھا۔ وہاں سے لوٹ کے ایک منزل میں اتر گیا جو الفسطاط اور الاسکندریہ کے درمیان تھی۔

اسی سال مونس خادم حباسہ کی جنگ کے لیے مصر روانہ ہوا۔ اسے آدمیوں اور ہتھیار اور مال سے قوت دی گئی۔

الحسین بن عبد اللہ کی گرفتاری:

اسی سال ۲۳ جمادی الاولیٰ کو الحسین بن عبد اللہ عرف ابن الجصاص اور اس کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی تمام

اشیا چھین لی گئیں، اسے قید کیا گیا اور بیڑیاں پہنا دی گئیں۔

اسی سال ۲۴/ جمادی الاولیٰ کو مصر میں سپاہیوں اور حباسہ اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایک جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک جماعت مقتول اور ایک جماعت مجروح ہوئی۔ ایک دن بعد دوسری ہوئی جو ویسی ہی ہوئی جیسی اس دن ہوئی تھی۔ اس کے بعد تیسری اسی سال جمادی الآخرہ میں ہوئی۔ اسی سال ۱۶/ جمادی الآخرہ کو اس جنگ کے متعلق خط آیا جو ان کے درمیان ہوئی تھی۔ جس میں سپاہیوں نے مغربیوں کو شکست دی۔

رومی اسیروں کی تعداد:

اسی سال عامل طرسوس کا ایک عریضہ آیا جس میں اس نے اپنے جہاد روم کا اور جتنے وہاں قلعے فتح کیے اور جو مال غنیمت پایا اور گرفتار ان کس اس کا ذکر تھا۔ اس نے ڈیڑھ سو بطریق گرفتار کیے۔ گرفتاری کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی۔

مغربیوں کی شکست:

۱۹/ رجب کو مصر سے یہ خبر آئی کہ سپاہیوں نے حباسہ اور ان مغربی لوگوں کا مقابلہ کیا جو قتل کرتے تھے۔ مغربیوں کو شکست ہوئی۔ انھوں نے ان کے سات ہزار آدمیوں کو قتل و قید کیا، باقی لوگ ہزیمت اٹھا کے بھاگ گئے۔ یہ جنگ پنج شنبہ ختم جمادی الآخرہ کو ہوئی۔

حباسہ کی مصالحت کی کوشش:

اسی سال حباسہ اور اس کے مغربی ساتھی اسکندریہ سے مغرب کا رخ کر کے واپس ہوئے۔ حباسہ نے جیسا کہ بیان کیا گیا عامل مصر سے امان میں داخل ہونے کی گفتگو کی تھی اور اس بارے میں ان دونوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی تھی۔ اس کی واپسی اس اختلاف کی وجہ سے ہوئی جو اس کے ساتھیوں میں اس مقام پر پیدا ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔

یانس خادم کی غارت گری:

اسی سال یانس خادم نے وادی الذئاب کے نواح اور جو اس مقام کے قریب تھا وہاں کے عربوں پر حملہ کیا۔ اس نے ان کا قتل عظیم کیا۔ مذکور ہے کہ ان کے سات ہزار آدمی قتل کئے، ان کے مکانات لوٹ لیے۔ مکانات میں اسے تجارت کا وہ مال و اسباب ملا جس کو انھوں نے رہنری کر کے جمع کیا تھا، جس کی کثرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

۶/ ذی الحجہ کو المامون کی آزاد کردہ باندی ہلاک ہو گئی۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک

اس سال الفضل بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ۲۲/ ذی الحجہ کو اعراب نے الحاجر سے تین فرسخ پر البر کے متصل مکے سے واپس آنے والوں پر خروج کیا اور رہنری کر کے ان کے ساتھ کا مال لے لیا۔ ان کے اونٹ جس قدر جی چاہا ہٹکا لے گئے کہا گیا ہے کہ دو سو اسی آزاد عورتیں گرفتار کر لیں۔ یہ ان لونڈیوں باندیوں کے علاوہ تھیں جو انھوں نے لی تھیں۔

